



U11469

P-25-1-10

Title - FATAHI HINDIYA TARSUNA FATAHI ALAMU EGRIFA.

Creation - Putajurus Sanyas Ance Ati Pruduan.

English - Mother, Record Kishore (nucleus).

Debit - 1932.

Pages - 482+4.

Index -





فقیہ و محدث علی الشیطن من القیاس  
الحمد لله والبت کہ

# فتاویٰ ہیبند ترجمہ فتاویٰ عالمگیری

مترجمہ

علامہ مولانا سید امیر علی مرحوم علیہ تعالیٰ رحمۃ

مؤلف

تفسیر مواہب الرحمن و عین السداد وغیرہ

باتمام کیسری داس سیٹھ پرنٹرنٹ

۱۹۳۲ء

مطبع  
نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوا

192  
183  
11249



M.A. LIBRARY, A.M.U.



U11469

CHECKED-2002

# فہرست ابواب و فصول فناء ہندی ترجمہ فناء عالمگیر یہ

## جلد ششم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۸	ساتواں باب - ان صورتوں کے بیان میں جو مدعا علیہ کی طرف سے جواب شمار ہوتی ہیں۔	۲	کتاب الدعوی
۸۹	اکٹواں باب - ان امور کے بیان میں جن سے دعویٰ میں تناقض پیدا ہوتا ہے اور جن سے نہیں ہوتا ہے	۶	پہلا باب - دعوے کی تفسیر اور رکن اور شروط وغیرہ کے بیان میں
۱۰۲	نواں باب - دو شخصوں کے دعوے کے بیان میں	۳	دوسرا باب - ان چیزوں کے بیان میں جن میں بیع کے ساتھ دعویٰ صحیح ہے۔
۱۰۳	بہاولی فصل - مال عین میں ملک مطلق کے دعوے کے بیان میں۔	۷	پہلی فصل - دین اور قرض کے دعوے کے بیان میں
۱۱۳	دوسری فصل - مال عین میں بسبب ارت یا خرید یا ہبہ یا اس کے مثل سبب سے ملک کا دعوے کرنے کے بیان میں۔	۹	دوسری فصل - دعوے عین مقول کے بیان میں۔
۱۲۳	تیسری فصل - مال عین میں بسبب ارت یا خرید یا ہبہ یا اس کے مثل سبب سے ملک کا دعوے کرنے کے بیان میں۔	۱۲	تیسری فصل - عقار کے دعوے کے بیان میں۔
۱۲۴	چوتھی فصل - قبضہ میں نزاع واقع ہونے کے بیان میں	۱۴	تیسری فصل - عقار کے دعوے کے بیان میں۔
۱۲۵	دسواں باب - دیوار کے دعوے کے بیان میں۔	۱۶	تیسری فصل - عقار کے دعوے کے بیان میں۔
۱۲۶	گیارہواں باب - طرفی وسیل کے دعوے کے بیان میں۔	۱۷	تیسری فصل - عقار کے دعوے کے بیان میں۔
۱۲۷	بارہواں باب - دعوے دین کے بیان میں	۲۲	تیسری فصل - عقار کے دعوے کے بیان میں۔
۱۲۸	تیرہواں باب - وکالت و کفالت و حوالہ کے دعوے کے بیان میں	۳۳	تیسری فصل - عقار کے دعوے کے بیان میں۔
		۴۵	تیسری فصل - عقار کے دعوے کے بیان میں۔
		۵۰	تیسری فصل - عقار کے دعوے کے بیان میں۔
		۶۳	تیسری فصل - عقار کے دعوے کے بیان میں۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵۵	پودھوان باب - دعویٰ نسب کے بیان میں پہلی فصل مراتب نسب واس کے احکام و انواع دعوت کے بیان میں -	۱۵۵	پودھوان باب - دعویٰ نسب کے بیان میں پہلی فصل مراتب نسب واس کے احکام و انواع دعوت کے بیان میں -
۱۵۸	دوسری فصل مشتری و بالغ کے دعوت کے بیان میں تیسری فصل کسی شخص کا اپنے لڑکے کی باندی کے بچہ پر دعویٰ کر نیکے بیان میں -	۱۵۸	دوسری فصل مشتری و بالغ کے دعوت کے بیان میں تیسری فصل کسی شخص کا اپنے لڑکے کی باندی کے بچہ پر دعویٰ کر نیکے بیان میں -
۱۶۲	چوتھی فصل مشترک باندی کے بچہ کے نسب کا دعویٰ کر نیکے بیان میں -	۱۶۲	چوتھی فصل مشترک باندی کے بچہ کے نسب کا دعویٰ کر نیکے بیان میں -
۱۶۵	پانچویں فصل غیر قابض و قابض کے اور دو غیر قابضوں کے دعوت نسب کے بیان میں -	۱۶۵	پانچویں فصل غیر قابض و قابض کے اور دو غیر قابضوں کے دعوت نسب کے بیان میں -
۱۶۷	چھٹی فصل - جو دو مرد کے دعویٰ کرنے کے بیان میں درحالیکہ بچہ دو لون یا ایک کے قبضہ میں ہو -	۱۶۷	چھٹی فصل - جو دو مرد کے دعویٰ کرنے کے بیان میں درحالیکہ بچہ دو لون یا ایک کے قبضہ میں ہو -
۱۶۸	ساتویں فصل بیغیر کی باندی کے بچہ کا بحکم نکاح دعویٰ کرنے کے بیان میں -	۱۶۸	ساتویں فصل بیغیر کی باندی کے بچہ کا بحکم نکاح دعویٰ کرنے کے بیان میں -
۱۶۹	آٹھویں فصل - ولد الزنا اور جو اس کے حکم میں اس کی دعویٰ نسب کے بیان میں -	۱۶۹	آٹھویں فصل - ولد الزنا اور جو اس کے حکم میں اس کی دعویٰ نسب کے بیان میں -
۱۷۰	نویں فصل - مالک کی اپنی باندی کے بچہ کے دعویٰ نسب کے بیان میں -	۱۷۰	نویں فصل - مالک کی اپنی باندی کے بچہ کے دعویٰ نسب کے بیان میں -
۱۷۱	دسویں فصل - بچہ کے نسب کا کسی دوسرے کے واسطے اقرار کرنے کے بعد اپنے نسب کی دعویٰ کر نیکے بیان میں -	۱۷۱	دسویں فصل - بچہ کے نسب کا کسی دوسرے کے واسطے اقرار کرنے کے بعد اپنے نسب کی دعویٰ کر نیکے بیان میں -
۱۷۲	گیارہویں فصل تجلیل النسب علی الغیر اور اس کے مناسبات کے بیان میں -	۱۷۲	گیارہویں فصل تجلیل النسب علی الغیر اور اس کے مناسبات کے بیان میں -
۱۷۳	بارہویں فصل - طلاق دی ہوئی عورت کے بچہ	۱۷۳	بارہویں فصل - طلاق دی ہوئی عورت کے بچہ
۱۸۳	اور وفات سے عدت میں بیٹھی ہوئی عورت کے بچہ کے نسب کے بیان میں -	۱۸۳	اور وفات سے عدت میں بیٹھی ہوئی عورت کے بچہ کے نسب کے بیان میں -
۱۸۴	تیرھویں فصل - مان باپ میں سے ایک کے بچہ کے نفی کرنے اور دوسرے کے دعویٰ کرنے کے بیان میں -	۱۸۴	تیرھویں فصل - مان باپ میں سے ایک کے بچہ کے نفی کرنے اور دوسرے کے دعویٰ کرنے کے بیان میں -
۱۸۵	چودھویں فصل - غلام تاجروں کا نسب کی دعویٰ نسب کے بیان میں -	۱۸۵	چودھویں فصل - غلام تاجروں کا نسب کی دعویٰ نسب کے بیان میں -
۱۹۰	پندرھویں فصل - متفرقات کے بیان میں	۱۹۰	پندرھویں فصل - متفرقات کے بیان میں
۱۹۲	پندرھویں باب - دعویٰ استحقاق اور جو اس کے معنی میں ہے اسکے دعویٰ کے بیان میں -	۱۹۲	پندرھویں باب - دعویٰ استحقاق اور جو اس کے معنی میں ہے اسکے دعویٰ کے بیان میں -
۲۰۲	سولہویں باب - دعویٰ غزوہ کے بیان میں -	۲۰۲	سولہویں باب - دعویٰ غزوہ کے بیان میں -
۲۰۴	سترھویں باب - متفرقات کے بیان میں -	۲۰۴	سترھویں باب - متفرقات کے بیان میں -
۲۱۳	کتاب الاقرار	۲۱۳	کتاب الاقرار
۲۱۵	پہلا باب - اقرار کے معنی اور رکن اور شرط جو اقرار کے بیان میں -	۲۱۵	پہلا باب - اقرار کے معنی اور رکن اور شرط جو اقرار کے بیان میں -
۲۱۷	دوسرا باب - ان صورتوں کے بیان میں جو اقرار ہوتی ہیں اور جو نہیں ہوتی ہیں -	۲۱۷	دوسرا باب - ان صورتوں کے بیان میں جو اقرار ہوتی ہیں اور جو نہیں ہوتی ہیں -
۲۲۸	تیسرا باب - تکرار اقرار کے بیان میں -	۲۲۸	تیسرا باب - تکرار اقرار کے بیان میں -
۲۳۰	چوتھا باب - جن کے لیے اقرار صحیح اور جس کے واسطے صحیح نہیں ہے	۲۳۰	چوتھا باب - جن کے لیے اقرار صحیح اور جس کے واسطے صحیح نہیں ہے
۲۳۱	پانچواں باب - جہول شخص کے واسطے اور جہول و مبہم چیز کے اقرار کے بیان میں -	۲۳۱	پانچواں باب - جہول شخص کے واسطے اور جہول و مبہم چیز کے اقرار کے بیان میں -
۲۳۳	چھٹا باب - مریض کے اقرار اور فعلوں کے بیان میں -	۲۳۳	چھٹا باب - مریض کے اقرار اور فعلوں کے بیان میں -
۲۴۰	بیان میں -	۲۴۰	بیان میں -

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰۴	بیان میں -	۲۵۲	ساتواں باب - مورث کے مرنے کے بعد وارث کے اقرار کے بیان میں -
۳۰۵	بیوان باب - وصی کے قبضہ کر لینے کے اقرار کے بیان میں -	۲۵۵	آٹھواں باب - بقرا و مقررہ کے درمیان اختلاف واقع ہونیکے بیان میں -
۳۱۰	اکیسواں باب - جس کے قبضہ میں میت کا مال ہے اس کے وارث یا وصی لہ کے واسطے اقرار کر لینے کے بیان میں -	۲۵۶	نواں باب - کسی شخص کے کسی جگہ سے لے لینے کے اقرار کے بیان میں -
۳۱۳	بایکسواں باب - قتل اور جنابت کے اقرار کے بیان میں -	۲۶۰	دسواں باب - اقرار میں شرط خیار یا استثناء کرنے اور اقرار سے رجوع کرنے کے بیان میں -
۳۱۸	تیسواں باب - متفرقات میں -	۲۶۱	گیارہواں باب - جو مال کسی شخص کو کسی شخص سے ملا اس کا دوسرے کے واسطے اقرار کر لینے کے بیان میں -
	<b>کتاب اصلاح</b>	۲۶۲	بارہواں باب - اپنے اقرار کو ایسے حال کی طرف نسبت کرنے کے بیان میں کہ جس حال میں اقرار صحیح نہیں -
	پہلا باب - صلح کے معنی اور رکن و حکم و شرائط و انواع کے بیان میں -	۲۶۵	تیرہواں باب - ان صورتوں کے بیان میں جو شرکت کا اقرار ہوتی ہیں اور جو نہیں ہوتیں -
۳۲۳	دوسرا باب - دین میں صلح کرنے اور اس کے متعلق شرائط کے بیان میں -	۲۸۰	چودھواں باب - ایسے اقرار جن سے صریح ابراء ہوتا ہے اور جن سے نہیں ہوتا ان کے بیان میں -
۳۲۶	تیسرا باب - مہر و نکاح و خلع و طلاق و نفقہ و سکنی سے صلح کر لینے کے بیان میں -	۲۸۳	متصلیات -
۳۳۱	چوتھا باب - ودیعت اور ہبہ و اجارہ و مضاربت و دین میں صلح کرنے کے بیان میں -	۲۸۴	سولہواں باب - نکاح و طلاق و ورق کے اقرار کے بیان میں -
۳۳۴	پانچواں باب - غصب اور سررقہ اور اکراہ و تہدید سے صلح کر لینے کے بیان میں -	۲۹۰	سترہواں باب - نسب دام و لد ہونے و عتق و کتابت اور مدبر کر لینے کے اقرار کے بیان میں -
۳۳۷	باب چھٹا - اعمال سے صلح کر لینے کے بیان میں -	۲۹۶	اٹھارہواں باب - خرید و فروخت میں اقرار اور بیع میں عیب کے اقرار کے بیان میں -
۳۴۲	ساتواں باب - بیع اور سلم میں صلح کر لینے کے بیان میں -		انیسواں باب - مضاربت و شریک کے اقرار کے
۳۴۶	آٹھواں باب - صلح میں شرط خیار اور عیب سے صلح کر لینے کے بیان میں -		

RA  
100  
100

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۹۸	کتاب المضاربتہ	۳۵۳	نوان باب - رقت و حریت کے دعوے سے صلح کر نیکی بیان میں -
"	پہلا باب - مضاربت کی تفسیر و رکن و شرائط اور احکام کے بیان میں -	۳۵۴	دسواں باب - عقار اور اس کے متعلقات سے صلح کے بیان میں -
۴۰۳	دوسرا باب - ان مضاربوں کے بیان میں جن میں بدون صریح نفع کے ذکر کرنے کے مضاربت جائز ہے -	۳۵۵	گیارہواں باب - قسم میں صلح کر نیکی بیان میں -
"	تیسرا باب - ایسے شخص کے بیان میں جس نے بعض مال مضاربت پر دیا اور بعض مضاربت پر نہیں دیا ہے -	۳۶۳	بارہواں باب - خون اور خمروں سے صلح کرنے کے بیان میں -
۴۰۶	چوتھا باب - ان تصرفات میں جنکا مضارب کو اختیار ہے اور جنکا اختیار نہیں ہے -	۳۶۰	تیرہواں باب - عظیمہ میں صلح کر نیکی بیان میں -
۴۰۷	پانچواں باب - دو شخصوں کو مال مضاربت دینے کے بیان میں -	۳۶۱	چودھواں باب - غیر کی طرف سے صلح کر نیکی بیان میں -
۴۱۷	چھٹا باب - مضاربت پر شرطین قائم کر نیکی بیان میں -	۳۶۲	پندرہواں باب - وارثوں و وصی و میراث و وصیت میں صلح کرنے کے بیان میں -
۴۱۷	ساتواں باب - مضارب کے مال مضاربت پر غیر کو دینے کے بیان میں -	۳۸۵	سولہواں باب - مکاتب و غلام تاجر کی صلح کے بیان میں -
۴۱۹	آٹھواں باب - مضاربت میں مراجمہ اور تولیہ کے بیان میں -	۳۸۷	سترہواں باب - ذمیوں اور حر بیوں کی صلح کے بیان میں -
۴۲۲	پہلی فصل - مضاربت کی رقم وغیرہ پر راجحہ یا تولیہ سے فروخت کر نیکی بیان میں -	۳۸۸	اٹھارہواں باب - صلح کے بعد مدعی یا مدعا علیہ یا مصالح علیہ سے بغرض صلح باطل کر نیکی کو ادا قائم کر نیکی بیان میں -
"	دوسری فصل - رب المال و مضارب سے خرید و فروخت میں راجحہ کے بیان میں -	۳۹۰	انیسواں باب - جو مسائل صلح متعلق باقرار ہیں ان کے بیان میں -
۴۲۴	تیسری فصل - دو مضاربوں میں راجحہ کے بیان میں -	۳۹۷	بیسواں باب - ان امور کے بیان میں جو بعد صلح کے بدلہ صلح میں تصرف کرنے میں پیدا ہوتے ہیں -
۴۲۶	بیان میں -	۳۹۷	اکیسواں باب - متفرقات میں -

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۵۸	تیسری فصل - مضارب کی واسطے جو نفع شرط کیا گیا اس کی مقدار میں اختلاف کرنے اور اس مال کی مقدار میں اختلاف کر نیکیے بیان ہیں۔	۲۲۸	نوان باب - مضارب میں استدان کے بیان ہیں۔
۲۶۰	چوتھی فصل - رب مال کو اس مال خواہ دو نوٹیکے نفع تقسیم کر نیکیے پہلے یا بعد وصول ہونے یا نہ وصول ہونے میں اختلاف واقع ہو نیکیے بیان ہیں۔	۲۳۳	دسواں باب - خیارج عیب و خیار ویت کے بیان ہیں۔
۲۶۱	پانچویں فصل - دو مضارب کے اختلاف میں بھی فصل مضارب کی خریدی ہوئی کے نسب میں اختلاف کے بیان ہیں۔	۲۳۴	گیارہواں باب - علی التراف آگے پیچھے دو مال مضارب کے دینے اور ایک کو دوسرے میں ملا دینے اور مال مضارب کو غیر مضارب کے ملا دینے کے بیان ہیں۔
۲۶۲	ساتویں فصل - اس باب کے متفرقات کے بیان ہیں۔	۲۳۹	بارہواں باب - مضارب کے نفع کے بیان ہیں۔
۲۶۳	اٹھارہواں باب - مضارب کے مغزول ہونے اور اسکے تقاضا سے امتناع کر نیکیے بیان ہیں۔	۲۴۲	تیراھواں باب - مضارب کے غلام کے آزاد کرنے اور مکاتب کرنے اور مضارب کی باندی کے بچہ کی دعویٰ نسب کے بیان ہیں۔
۲۶۴	انیسواں باب - مضارب کے مرنے اور مرض میں اقرار کر نیکیے بیان ہیں۔	۲۴۹	چودھواں باب - خرید و فروخت کر نیکیے پہلے یا اسکے بعد مال مضارب کے تلف ہو جانیکے بیان ہیں۔
۲۶۵	بیسواں باب - مضارب کے غلام پر جنابت واقع ہو نیکیے بیان ہیں۔	۲۵۳	پندرہواں باب - مضارب کے مال مضارب سے منکر ہو جانیکے بیان ہیں۔
۲۶۶	اکیسواں باب - مضارب میں شفعہ کے بیان ہیں۔	۲۵۴	سولہواں باب - نفع کے تقسیم کر نیکیے بیان ہیں۔
۲۶۷	بائیسواں باب - اہل اسلام و اہل کفر کے درمیان مضارب کے بیان ہیں۔	۲۵۶	سترہواں باب - رب مال و مضارب میں اور دو مضاربوں میں اختلاف کے بیان ہیں۔
۲۶۸	تیسواں باب - متفرقات میں۔	۲۵۷	پہلی فصل - مضارب کی خریدی ہوئی چیز میں اس طویل سے اختلاف کر نیکیے بیان ہیں کہ یہ مضارب کی ہے۔
۲۶۹	تیسواں باب - متفرقات میں۔	۲۵۸	دوسری فصل - مضارب کے عموم و خصوص میں اختلاف کے بیان ہیں۔





# الحمد لله الذي بعث فينا خير الأنبياء في الدين

الحمد لله الذي بعث فينا خير الأنبياء في الدين  
الحمد لله الذي بعث فينا خير الأنبياء في الدين  
الحمد لله الذي بعث فينا خير الأنبياء في الدين

الحمد لله

## وكتبه في شهر ربيع الأول سنة ١٢٨٥

الحمد لله

## في كتابه العزيز

الحمد لله

الحمد لله الذي بعث فينا خير الأنبياء في الدين  
الحمد لله الذي بعث فينا خير الأنبياء في الدين  
الحمد لله الذي بعث فينا خير الأنبياء في الدين

## مجلد في شرح الكشاف

## کتاب الدعویٰ

UNIVERSITY OF DELHI

اس میں چند ابواب ہیں

باب اول۔ دعویٰ کی تفسیر شرعی اور رکن اور شرط و طوارق اور انواع اور مدعی کو مدعا علیہ سے پہچاننے کے بیان میں۔ دعویٰ کی تفسیر شرعی یہ ہے کہ جھگڑے کی حالت میں کسی شخص کو اپنی طرف منسوب کر کے اور یہی اس کا رکن ہو مثلاً یوں بیان کرے کہ یہ مال میرا ہے یہ جھگڑا ہے میں ہوں۔ دعویٰ صحیح ہونے کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ عاقل ہو پس مجنون اور لڑکے غیر عاقل کا دعویٰ صحیح نہیں ہو جتنی کہ جو ابد ہی لازم نہیں ہو اور گواہوں کی سماعت نہ ہوگی۔ اور ایک یہ ہے کہ حضم حاضر ہو پس بدو موجودگی حضم کے دعویٰ اور گواہوں کی سماعت نہ ہوگی لیکن اگر حکم قضا کے واسطے حکمی خط کی درخواست کی تو قاضی منظور کرے گا اور دوسرے قاضی کو جو کچھ اس کا دعویٰ اور گواہی سنی ہے خط لکھ کر اس کے ہاتھ میں دیدیگا تاکہ دوسرا قاضی اس کے موافق حکم کرے یہ بدائع میں ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ مدعی سے کوئی چیز معلوم ہو اور اس سے کوئی حکم مطلوب سے متعلق ہوتا ہو حتیٰ کہ اگر مدعی بے جھول ہو یا مطلوب پر کوئی حکم لازم نہ آتا ہو مثلاً یوں دعویٰ کیا کہ میں اس حضم کے کامو نہیں سے کسی کام کا دکیل ہوں اور حضم نے انکار کیا تو قاضی ایسے دعویٰ کی سماعت نہ کرے گا کہ انی الہنا یہ۔ اور ایک یہ کہ قاضی کی کچری میں دعویٰ ہو پس سوا اسے قاضی کی کچری کے اگر دعویٰ کیا تو صحیح نہیں ہے جسے کہ مدعا علیہ پر جو ابد ہی واجب نہیں ہے کذا فی الکافی۔ اور ایک یہ ہے کہ امام اعظم کے نزدیک اگر مدعی کو کچھ عذر نہیں ہے اور وہ منذر نہیں ہے تو خود اپنی زبان سے دعویٰ کرے لیکن اگر مدعا علیہ دوسرے کو دکیل خصوصیت کرے پر راضی ہو جاوے تو جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے پس اگر مدعی نے بلا عذر سے اپنے دکیل کے واسطے دکیل کیا اور مدعا علیہ راضی نہیں ہے تو امام اعظم کے نزدیک دعویٰ صحیح نہیں ہے پس جو ابد ہی مدعی نہ ہوئی اور گواہوں کی سماعت نہ ہوگی اور صاحبین کے نزدیک دعویٰ صحیح ہے اور جو ابد ہی لازم اور گواہوں کی سماعت ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اگر مدعی اپنے دعویٰ کو دل سے بیان کرنے سے عاجز ہو تو اپنا دعویٰ تحریر کر کے پیش کرے کہ اس کی سماعت ہوگی اور اگر مدعی کی زبان قاضی کی زبان سے جدا ہو تو دو میان میں کوئی مترجم مقرر کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ دعویٰ میں تناقض نہ ہو سوا نسب اور حریت کے دعویٰ کے اور تناقض کی یہ صورت ہے کہ پہلے اس سے کوئی ایسی بات نہ ہو چکی ہو کہ جو اس کے دعویٰ کی مناقض ہے مثلاً اپنی ملکیت ذاتی کا قرار کیا پھر مدعا علیہ سے خریدنے کا اس سے پہلے دعویٰ کیا اور اگر بعد یا مطلقاً خرید کا دعویٰ کیا تو مناقض نہیں ہے یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ جس چیز کا دعویٰ کرتا ہے وہ ثابت ہو سکتی ہو حتیٰ کہ اگر کسی نے ایک ایسے شخص پر اپنا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا کہ جو اس مدعی سے پیدا ہونے کا احتمال نہیں رکھتا ہے تو اس کے دعویٰ کی سماعت نہ ہوگی یہ بدائع میں لکھا ہے اور دعویٰ کا حکم یہ ہے کہ حضم پر جو ابد ہی مان یا نہیں کنا لازم ہوتی ہو پس اگر اسے

اقرار کر لیا تو دعویٰ ثابت ہو گیا اور اگر انکار کیا تو قاضی مدعی سے دریافت کر لیا کہ تیرے پاس گواہین ہیں اگر ہوں گے  
 کہا کہ نہیں ہیں تو اس سے کہے گا کہ تو اس سے قسم لے سکتا ہے اور اگر مدعا علیہ نے ان یا نہین کچھ جواب نہ دیا تو قاضی انکو  
 منکر شمار کر کے مدعی کے گواہوں کی سماعت کر لیا اگر اسے گواہ پیش کیے یہ محض سرخی میں ہے۔ دعویٰ دو قسم ہو ایک  
 صحیح و دوسرا فاسد دعویٰ صحیح وہ ہے جس کے ساتھ اس کے احکام مثل خصم کا حاضر کرنا اور مطالبہ جواب اور اُس پر جواب دہی واجب  
 ہونا وغیرہ متعلق ہوں اور فاسد وہ ہے جس کے ساتھ یہ احکام متعلق نہ ہوں یہ کافی میں ہے۔ اگر دعویٰ غیر صحیح ہے اور  
 مدعا علیہ نے دفع دعویٰ کیا تو کیا اسکی سماعت ہوگی اور بدو ن تصحیح دعویٰ کے اس کے دفعیہ کا اثبات ممکن ہے یا  
 نہیں پس اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور کتاب الرجوع عن الشهادات میں مذکور ہے وہ اس بات پر  
 دلالت کرتا ہے کہ دفعیہ کے مدعی سے تصحیح دعویٰ کا مطالبہ کیا جائیگا پھر اس کے دعوے کا اثبات ہو گا اور یہی صحیح ہے  
 یہ محض سرخی میں ہے۔ مدعی کو مدعا علیہ سے پہچانتے کی یہ صورت ہے کہ جو شخص خصومت کے واسطے اگر ترک کرنے  
 تو مجبور نہ کیا جائیگا وہ مدعی ہے اور مدعا علیہ وہ ہے جو خصومت کے واسطے مجبور کیا جاوے اور یہ تعریف عام  
 سب کو شامل ہے اور صحیح ہے اور امام محمد نے کتاب الاصل میں فرمایا کہ مدعا علیہ وہ ہے جو منکر ہو اور یہ صحیح ہے مگر  
 اسکی شناخت اس اعتبار سے ان لوگوں کو ہو سکتی ہے جو معرفتہ نقہ میں نہایت ہوشیار ہیں کیونکہ ظاہری انکار سے  
 مدعا علیہ نہ ہو گا بلکہ اعتبار معانی کا ہوتا ہے پس اگر دلیت رکھنے والے نے مثلاً کہا کہ میں نے دلیت واپس  
 کر دی تو قسم سے اسی کا قول لیا جاتا ہے حالانکہ ظاہر میں اسے واپس کرنے کا دعویٰ کیا ہے لیکن حقیقت  
 میں وہ ضمانت اور ڈانڈ دینے سے انکار کرتا ہی نہ ا حاصل فی السدایہ

دوسرا باب ان چیزوں کے بیان میں جس میں بیع کے ساتھ دعویٰ صحیح ہے اور جن میں نہیں مسموع ہوتا  
 ہے اور اس میں تین فصلیں ہیں

فصل اول دین اور قرض کے دعوے کے بیان میں۔ اگر مدعی بہ دین ہو تو مذکور ہے کہ مطالبہ کیا جا سکتا ہے  
 کذا فی الکافی اور دعویٰ قرض کا صحیح نہیں ہوتا ہو مگر قدر جنس وصفت کے بیان کر دینے کے بعد صحیح ہوتا ہے یہ قاضی  
 قاضی خان میں ہے پس اگر کیلی چیز ہو تو دعویٰ اس وقت صحیح ہوتا ہے کہ جب مدعی اسکی جنس کر کر کے لکھو ہوں جو باجوہ  
 پس اگر ذکر کیا لکھو ہوں ہے تو اس کے ساتھ اسکی قسم ذکر کرے کہ سقی ہو یا بری ہو خیر فی ہے یا بری ہے اور اسکی صفت ذکر کرے  
 کہ گندم سفید ہے یا سرخ ہے اور جید ہیں یا دریا نی ہیں یا روی ہیں اور پیمانہ سے اسکی مقدار ذکر کرے کہ اس قدر قفیر  
 ہیں اور یہ بھی ذکر کرے کہ فلان قفیر سے اس قدر قفیر ہیں کیونکہ قفیر میں فی ذاتہا متفادات ہوتی ہیں کذا فی الذخیرۃ  
 قلت یہ صورتیں جو قسم اور صورتیں بیان کی گئی ہیں موافق رسم اس ملک کے ہیں اور ہمارے ملک میں ہمارے ملک  
 کے موافق قسم اور صفت اور مقدار ذکر کرنا چاہیے۔ اور سبب وجوب کا بھی ذکر کرے کہ کیون داجب ہوے یہ محیط میں  
 ہے اگر دس قفیر لکھو ہوں قرض ہونے کا دعویٰ کیا اور یہ نہ ذکر کیا کہ کس سبب داجب ہوے تو سماعت نہوگی یہ خزانۃ المفتین  
 میں لکھا ہے۔ اور بیع سلم میں اس کے صحیح ہونے کی شرطیں بھی ذکر کرے اور اگر دعویٰ میں کہا کہ سبب سلم صحیح کے ذاب

ہوے اور اسکی شرائط صحت نہ بیان کی تو امام فہم الاسلام اور حنفی اس دعویٰ کو صحیح کہتے تھے اور دوسرے  
 مشائخ اسکو صحیح نہیں کہتے ہیں اور اگر بیع کے دعویٰ میں کہا کہ بسبب بیع صحیح کے واجب ہوے تو بلا خلاف صحیح ہے  
 دلی ہر ایسے سبب میں جسکے شرائط بہت ہیں دعویٰ میں عامہ شایع کے نزدیک ان شرائط کا ذکر کرنا ضروری ہوگا اور  
 جس سبب کی شرطیں کم ہیں اس میں صرف سبب کہنا کافی ہے یہ ظہیرہ میں لکھا ہے اور قرض کے دعویٰ  
 میں قبضہ کرنا اور مستقر قرض کا اپنی ضرورت میں صرف کرنا بھی ذکر کرے تاکہ بالاجماع یہ مال پر قرض ہو جائے اور بھی  
 دعویٰ قرض میں بیان کرے کہ میں نے اپنے ذاتی مال سے اس قدر قرض دیا کذا فی الذخیرہ صدر الاسلام نے فرمایا  
 کہ قرض میں مکان ایفا اور تعیین مکان عقد بیان کرنا ضروری نہیں ہے یہ وجہ کروری میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے دعویٰ  
 کیا کہ میرا اس مدعا علیہ پر اس قدر مال بسبب باہمی حساب گئے جو ہمارے درمیان ہے واجب ہے تو یہ صحیح ہے  
 کیونکہ حساب کچھ مال واجب ہونے کا سبب نہیں ہوتا ہے کذا فی الخلاصہ۔ اور اگر دعویٰ درمی چیز میں ہو تو صحت کے  
 واسطے جنس بیان کرنا مثلاً چاندی ہے یا سونا ہے ضرور ہے پس اگر سونا بیان کیا اور وہ مضر ہے تو اشرفی جیواری  
 یا کلداری وغیرہ بیان کرنا چاہیے اور بیان کرے کہ اس قدر اشرفیاں بھین کذا فی المحيط اور دنیا ر دن کے دعویٰ میں  
 وہ وہی یاد نہ ہو بیان کرنا ضرور ہے کذا فی الخلاصہ۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ اسکی صفت کہ جید یا وسط یا روی ہے  
 بیان کرنا چاہیے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور یہ دعویٰ اگر بسبب بیع کے ہو تو صفت ذکر کرنے کی حاجت نہیں ہے  
 بشرطیکہ شہر میں ایک ہی نقد رائج و معروف ہو مگر اس صورت میں بیان کرنا چاہیے کہ جب وقت بیع سے دعویٰ  
 کے وقت تک اس قدر زمانہ گزر گیا کہ معلوم نہیں کہ شہر میں کون نقد رائج ہے پس اس طرح بیان کہے کہ خوب شناخت  
 میں آجاد سے یہ ذخیرہ میں ہے اگر شہر میں نقد مختلف چلتے ہوں اور بکار و اچ کیساں ہو کوئی  
 زیادہ نہ چلتا ہو تو بیع جائز ہے اور مشتری کو اختیار ہے چاہے جس نقد کو ادا کرے ولیکن دعویٰ میں کسی نقد کا قیام  
 ضرور ہے اور اگر سب کار و اچ برابر ہے ولیکن بعض کا بعض پر زیادہ صرف ہے جیسے ہمارے ملک میں عطر لفی اور  
 عدالی میں تھا تو برون بیان کے بیع جائز نہیں ہے اور نہ برون بیان کے دعویٰ صحیح ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر  
 ایک نقد زیادہ تائج ہو اور دوسرا اس سے افضل ہو تو بیع جائز اور نقد رائج ملے گا اور میں نے استروشنی کے ہاتھ کی  
 تحریر دیکھی کہ اگر شہر میں چند نقد کار و اچ ہو اور ایک زیادہ رائج ہو تو دعویٰ برون بیان کے صحیح نہیں ہے یہ فیصول  
 عمادیہ میں ہے۔ اگر دعویٰ بسبب قرض و تلف کر دینے کے ہو تو ہر حال میں صفت بیان کرنا ضرور ہے  
 یہ نہایہ میں ہے۔ اگر یوں ذکر کیا کہ اس قدر دینا دینا پوری منتقد اور جید ذکر نہ کیا تو شایخ نے  
 اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ جید کی ضرورت نہیں ہے اور یہی صحیح ہے اور اگر جید ذکر کیا اور منتقد نہ کہا تو بھی  
 دعویٰ صحیح ہے کذا فی المحيط اور دینا پوری یا بخاری ذکر کرنے کے بعد احرار ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہو کیونکہ وہ  
 احرار کے دامن دوسرے نہیں ہوتے ہیں بان جید ذکر کرنا ضرور ہے اور یہی عامہ شایع کا مذہب ہے اور فتاویٰ نسفی  
 میں ہے کہ اگر احرار اصل ذکر کیا تو جید بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہو اور بعض مشائخ کے نزدیک بیان کرنا ضرور ہے

کہ کس بادشاہ کے وقت کا سکہ ہے اور بعضوں کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے صحیح یہ ہے کہ اس میں دست ہے اور ذکر کرنے میں زیادہ احتیاط ہے کذا فی الذخیرہ۔ اگر سونا مضروب ہو تو دینار نہ کہ بلکہ شقال کے وزن سے بیان کرے اور اگر سونے کا ہو تو بیان کرے اور اگر اس میں میل ہے تو وہ بھی زیادہ ہشتی وغیرہ بیان کرے یہ ظہیر یہ ہیں ہو۔ اور اگر چاندی ہو اور مضروب ہو تو اسکی نوع یعنی جس طرف منسوب ہے اور اسکی صفت کہ جید ہے یا درمیانی یا رومی اور اسکا وزن مثلاً وزن سبعة سے اس قدر درم ہیں بیان کرے کذا فی المحيط اور اگر چاندی مضروب ہو اور اس میں میل غالب ہو پس اگر لوگوں میں وزن سے اسکا حالہ ہو تا ہے تو اسکی نوع و صفت و وزن ذکر کرے اور اگر تھارہ سے معمول ہیں تو کنگنی ذکر کرے یہ ظہیر یہ ہیں لکھا ہو۔ اور اگر چاندی غیر مضروب ہے اور اس میں میل نہیں ہے تو خالص ہونا اور اسکی قسم ذکر کرے مثلاً نقرہ رنگ یا روس یا طغاجی اور صفت کہ جید ہے یا رومی ذکر کرے اور بعض نے کہا کہ طغاجی ذکر کرے کیونکہ بعد جید رومی ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور مفید چاندی ذکر کرنا کافی نہیں ہے تاؤقی کر طغاجی یا کچھ ذکر نہ کرے کذا فی الوجیز الکروری اور درم سے اسکی مقدار بیان کرے کذا فی المحيط اگر گہون یا جو کا منون سے دعویٰ کیا تو فتویٰ کے واسطے مختار یہ ہے کہ مدعی سے دریافت کیا جاوے اگر آئے سبب قرض و تلف کر دینے کے دعویٰ کیا ہے تو دعویٰ کی صحت کا فتویٰ نہ دیا جاوے اور اگر سبب بے مال معین فروخت کرنے کے یا سبب سلم کے دعویٰ کیا ہے تو دعویٰ صحیح ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر گہون میں پیانہ کے انداز سے دعویٰ کیا حتیٰ کہ بلا خلاف دعویٰ صحیح ٹھہرے اور گواہ لایا کہ مدعا علیہ نے اس قدر گہون یا جو کا اقرار کیا ہے اور اقرار میں صفت کا ذکر نہیں ہے تو گواہی اس باب میں مقبول ہوگی کہ اس سے بیان صفت کے واسطے جبر کیا جاوے نہ یہ کہ حق ادا میں جبر کیا جاوے یا محیط میں ہے۔ اور کنگنی اور ماش میں عوت معتبر ہوگا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اگر آئے کا دعویٰ کیا اور قرض کے ساتھ اسکا وزن بیان کیا تو صحیح نہیں ہے۔ اور جب وزن بیان کر دیا تاکہ دعویٰ درست ہو گیا تو اسکے ساتھ خشک آٹا شستہ بیان کرنا اور پختہ بیان کرنا اور جید یا وسط یا رومی بیان کرنا چاہیہ یہ ظہیر یہ ہیں ہو۔ اگر ایک نے دوسرے پر سوعدالی کے غصب کر لینے کا دعویٰ کیا اور عدالی دعویٰ کے وقت مفقود ہیں تو اسکی قیمت کا دعویٰ کرنا چاہیہ اور امام عظیم کے نزدیک دعویٰ و خصوصیت کے روز کی قیمت لگائی جاوے اور امام ابو یوسف کے نزدیک غصب کے روز کی قیمت اور امام محمد کے نزدیک اس روز کی قیمت کہ جب وہ مفقود ہوئے ہیں اور یہی صورت میں درمیان کے واجب ہونے کا سبب بیان کرنا ضرور ہے۔ یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر سبب پر قرض کا دعویٰ کیا اور کہا کہ اس قرضہ میں سے کچھ ادا نہیں کرنے پایا تھا کہ وہ مر گیا اور ان وارثوں کے ہاتھ میں مقبوضہ ترکہ چھوڑ گیا ہے کہ یہ قرض دیا ہو جاوے اور کچھ بچ رہا ہے اور ورثہ کے اموال معینہ بیان نہ کیے تو فتویٰ یہ ہے کہ دعویٰ کی سماعت ہو دیگی لیکن وارث پر ادا سے قرض کا حکم جب تک اسکے پاس ترکہ نہ پہنچے نہ کیا جائیگا پس اگر آئے وصول ترکہ سے انکار کیا اور مدعی نے اثبات کرنا چاہا تو جب تک اموال معینہ ترکہ کے اسطر بیان نہ کرے کہ اس سے آگاہی حاصل ہو جاوے تب تک اس پر قادر نہ ہو گا یہ وجہ کروری میں ہو۔ اگر مدیون نے دعویٰ کیا کہ میں نے

اسکو اس قدر درم بھیج دے ہیں یا میرے بلا کم فلان شخص نے اسکو قرضہ ادا کر دیا ہے تو دعویٰ صحیح ہے اور قسم بیانیگی  
اگر آپس میں درم قرض کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میرے ہاتھ میں فلان شخص کے ہاتھ سے پونے پین اور دو میرا مال ہو تو اس کے  
دعویٰ کی سماعت نہ ہوگی جیسے عین میں غیر شروع سے کذا فی الخلاصہ اور اگر سبب کفالت کے مال کا دعویٰ کیا تو  
بیان سبب ضرور ہے اور اسی مجلس کفالت میں کفول عنہ کا قبول کر لینا بیان کرے اور اگر بیان کیا کہ کفول لے لے اپنی  
مجلس میں قبول کیا تو صحیح نہیں ہو۔ اسی طرح اگر عورت نے اپنے شوہر کی وفات کے بعد وارثوں پر مال کا دعویٰ کیا تو  
بدون بیان سبب کے صحیح نہیں ہے۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ بیع یا اجارہ وغیرہ کے سبب مال لازم ہونے کے دعویٰ  
میں یہ بھی بیان کرے کہ یہ عقد خوشی خاطر سے اس حال میں کہ اس کے تصرفات اسکے نفع و نقصان کی ماہ سے نافذ ہو  
تھے واقع ہوا کہ دعویٰ وجوب صحیح ہو جاوے یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور اگر اجارہ بسبب جارہ دینے والے کی موت کے  
فرج ہو گیا اور مال کا دعویٰ کیا پس اگر اجرت درم یا عدلی ہین تو یوں بیان کرنا چاہیے کہ اس قدر درم یا عدلی کہ وقت  
عقد سے وقت فرج تک رائج رہے ہین کذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص نے قاضی کے پاس دوسرے بدوس درم کا دعویٰ کیا اور  
کہا کہ میرے اسپروس درم ہین اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ دعویٰ صحیح ہو اور  
بعضوں نے کہا کہ جب تک ایک بار بھی قاضی سے نہ کہے کہ مجھے اس سے دلائے جاوین تب تک صحیح نہیں ہو اور نازل ہین  
کہ شیخ ابو نصر نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ دعویٰ کی سماعت ہوگی یہ خاصہ عین ہے۔ اگر کسی شخص پر دعویٰ کیا کہ اس نے بیع قبضہ  
کر لیا مجھے شن دلا یا جاوے اور بیع کو بیان نہ کیا یا محمد و دے عدو و بیان نہ کہے تو جائز ہو اور یہی اصح ہو اس طرح کہ اگر یہ  
مکان کے دعویٰ میں جسکا اجارہ فرج ہو گیا ہے اس مکان کے حدود بیان کرنا ضرور نہیں ہو اور اگر دعویٰ کیا کہ اس  
شخص نے مجھے فلان چیز کی کہ جسکا یہ وصفت ہے حفاظت کے واسطے اس قدر رہا ہواری پر ضرور کیا تھا اور میں نے قس ردت  
اسکی حفاظت کی پس مجھے مزدوری ماہواری چاہیے اور یہ چیز معین اس مجلس عوی میں موجود نہیں ہو تو بھی دعویٰ صحیح  
ہو نا چاہیے۔ اگر بیع غیر مقبوض کے شن کا دعویٰ کیا تو مجلس قضائین بیع کو حاضر کرنا چاہیے تاکہ قاضی کے سامنے بیع  
ثابت ہو یہ خزانہ المفتیین میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعویٰ کیا کہ میرے وحی نے میری صفحہ سنی میں تیرے ہاتھ  
میرا فلان و فلان مال اس قدر دامون کو تیرے ہاتھ فروخت کیا اور اسے کچھ دام نہیں بائے تھے کہ وہ مر گیا تو وہ دام  
تو مجھے ادا کرے پس بعض مشائخ نے کہا کہ یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے کیونکہ وحی کے مرنے کے بعد دام وصول کرنے کا  
حق اسکے وارث یا وحی کو ہے اور اگر اسکا کوئی وارث نہ ہو تو قاضی اسکی طرف سے مقرر کر گیا شیخ رضی اللہ عنہ  
نے فرمایا کہ جو مشائخ یہ فرماتے ہین کہ دلیل بیع کے انتقال کے بعد من وصول کرنے کا استحقاق موکل کو حاصل ہو جاتا  
ہے انکے موافق یہاں بھی لکھنا چاہیے کہ زر کے کے بالغ ہونے کے بعد اسکو دام وصول کرنے کا حق حاصل ہو جاتا

سے پس دعویٰ صحیح ہو گا یہ محیط میں ہے

دوسری فصل۔ دعویٰ عین منقول کے بیان میں۔ جہاں عین منقول پر دعویٰ کرنا ہو اگر مجلس قضائین حاضر  
ہو تو اسکی طرف ہاتھ سے اشارہ کرنے کہ یہ میرا ہے اور سر سے اشارہ کرنا کافی نہیں ہو مگر اس صورت میں کہ اسکے



اس طرح اشارہ سے وہی چیز معلوم ہو جائے جس پر دعویٰ کرتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو یا درگاہ چیمبرہ عالیہ کے قبضہ میں ہو تو اس کے حاضر لانے کے واسطے حکم کیا جائیگا تاکہ دعویٰ میں مثل گواہی وغیرہ کے اسکی طرف اشارہ کرے کدانی الکافی۔ اور شمس لائٹ حلوائی نے فرمایا کہ بعض منقولہ کات قاضی کے سامنے حاضر لا سکتا ہے نہیں ہے جیسے ایلچ کی دھیری یا بکر لہن کا گاہ تو اس میں قاضی کو اختیار ہے اگر اس سے ممکن ہو تو خود اس مقام پر چلا جائے ورنہ اگر کسی خلیفہ کرنے کی اجازت ہے تو اپنا خلیفہ وہاں بھیجے یہ شرط میں ہے۔ اگر مدعا علیہ نہ ہو اور دعویٰ کیا کہ جس چیز میں دعویٰ ہے حاضر کرے تو یوں چاہیے کہ کہے کہ اس مدعا علیہ کو لازم ہے کہ وہ چیز حاضر کرے تاکہ میں حجت میں پیش کر دوں اور اگر مدعا علیہ نہ ہو اقرار کرتا ہو تو حاضر کرنا کچھ ضرور نہیں ہے بلکہ مقررہ اس سے لے سکتا ہو یہ وجہ کروری میں ہے ایک شخص کے قبضہ میں ایک مال معین ہے اس پر دعویٰ کیا اور مجلس قضائے اسکو حاضر کرنا چاہا اور مدعا علیہ نے وہ مال اپنے ہاتھ میں ہونے سے انکار کیا پھر مدعی دو گواہ لایا کہ انھوں نے گواہی دی کہ آج سے ایک سال پہلے وہ مال اس کے پاس تھا تو ساعت ہوگی اور مدعا علیہ پر جبر کیا جائیگا کہ حاضر لاوے یہ خزانہ المفتیین میں ہے۔ اگر ایسے مال معین پر دعویٰ کیا کہ جو غائب ہے اور اسکی جگہ معلوم نہیں ہو مثلاً کسی پر ایک کپڑے یا باندی غصب کر لینے کا دعویٰ کیا اور معلوم نہیں کہ وہ موجود ہے یا ضائع ہو گئی پس اگر جنس اور صفت اور قیمت بیان کر دی تو دعویٰ سموع اور گواہی مقبول ہوگی اور اگر قیمت نہ بیان کی تو تمام کتابوں میں اشارہ کیا کہ دعویٰ سموع ہو گا یہ ظہیر الدین میں ہے۔ اگر مدعی بہ ضائع ہو تو دعویٰ بدون بیان جنس و سن و صفت و حلیہ و قیمت کے صحیح نہیں ہوگا کیونکہ بدون ان چیزوں کے بیان کے اسکا علم نہیں ہو سکتا اور قیمت کا بیان کرنا خاصا شرط کیا ہے اور بعض قاضیوں کے نزدیک قیمت بیان کرنا شرط نہیں ہو کدانی الحیطہ الخسری ادب القاضی میں ہے کہ نقیہ ابواللیث نے فرمایا کہ بیان قیمت کے ساتھ ذکر و معرفت بیان کرنا چاہیے کدانی الکافی اور جو پائے کے دعویٰ میں رنگ و ہئیت کا ذکر کرنا ضرور نہیں ہے حتیٰ کہ اگر ایک شخص نے ایک گدھا غصب کر لینے کا دعویٰ کیا اور اسکی ہئیت بیان کر دی اور موافق دعویٰ کے گواہ سناے پس مدعا علیہ نے ایک گدھا حاضر کیا اور مدعی نے کہا کہ میں نے اسی گدھے کا دعویٰ کیا ہے اور گواہوں نے بھی یہی کہا پھر جو دیکھا گیا تو بعض ہیأت میں نکلے بیان سے اختلاف ہے مثلاً گواہوں نے اسکو کان بھٹا ہوا بیان کیا تھا اور اسکا کان ایسا نہ تھا تو مثل نے فرمایا کہ یہ امر مدعی کی ذمہ داری کر دینے کا مال نہیں ہے اور اس سے انکی گواہی میں خلل نہیں آتا ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے امام ظہیر الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے پر ایک ترک غلام غصب کر لینے کا دعویٰ کیا اور اسکی صفات بیان کر دیں اور درخواست کی کہ غلام حاضر کرنا چاہا وہ پھر جب حاضر ہوا تو بعضی صفتوں میں مدعی کے بیان سے اختلاف پایا گیا اور مدعی نے گواہ قائم کر دیے کہ یہ وہی ہو پس جن صفات میں اختلاف پایا گیا اگر ایسے ہیں کہ ان میں تغیر و تبدل کا احتمال نہیں ہو اور مدعی نے کہا کہ میں نے اسی غلام کا دعویٰ کیا تو دعویٰ سموع نہ ہوگا اور اگر اسنے کہا کہ یہ میرا غلام ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو دعویٰ سموع اور گواہی مقبول ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے ایک شخص نے چند معین چیزوں کا جنکی جنس و نوع و صفت مختلف ہے دعویٰ کیا اور سب کی اٹھ قیمت بیان کر دی اور ہر ایک



کی قیمت کی علیحدہ تفصیلی نہ کی تو دعویٰ صحیح ہے اور تفصیل بیان کرنا شرط نہیں ہوا اور یہی صحیح ہے یہ خزانہ المقتین و  
فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص نے کسی شخص پر ہزار دینار کا اس بابت دعویٰ کیا کہ اسے میری چند معین خریدیں  
تلف کر دی ہیں تو ضرور ہے کہ جہاں تلف کر دی ہیں وہاں کی قیمت بیان کرے اور عیاں کو بھی بیان کرے کیونکہ بعضے  
اسین سے متلی ہوتی ہیں اور بعضی قیمت والی ہوتی ہیں یہ فضول عبادیہ میں ہے۔ ایک شخص نے زکوٰۃ کے پاس اپنا عامہ  
تلمیذ کے ہاتھ روانہ کیا کہ اسکو درست کرے پھر زکوٰۃ گرنے عامہ وصول کرنے سے انکار کیا اور تلمیذ مرچکا ہو یا غائب ہے  
پھر عامہ وائے نے دعویٰ کیا کہ میرا عامہ ہے میں نے ظان تلمیذ کے ہاتھ تیس باس بھیجا ہے تو ایسے دعویٰ کی  
سماعت نہ ہوگی جب تک یہ نہ سکے کہ تو نے اسکو تلف کیا اور قیمت کا دعویٰ کرے اور اگر یوں کہا کہ میں نے تیس  
باس بھیجا ہے تو سماعت ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر انکو رد وں موجودہ یا بقول کا دعویٰ کیا تو اشارہ کرے اور اوصاف  
دونوں دلوع بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے اور قرض میں اور فضل موجود ہے تو مقدار دلوع و صفت بیان کرے  
اور حید و ردی ہو یا بیان کرے اور اگر ایسا ہو کہ جس بازار میں بکتے تھے وہاں سے منقطع ہو چکے ہوں تو حاکم دریافت  
کرے گا کہ تو کیا چاہتا ہے اگر اسے کہا کہ انکو رجا ہوتا ہوں تو سماعت نہ ہوگی اور اگر اسے کہا کہ قیمت چاہتا ہوں تو  
اسکو سبب وجوب بیان کرنے کا حکم کریگا کیونکہ اگر یہ دایم بیع کے متن ہیں تو بسبب منقطع ہو جانے کے بیع ٹوٹ گئی  
اور اگر بسبب سلم یا تلف کر دینے یا قرض کے ہیں تو مطالبہ کر سکتا ہے اگر انکو رد وں کی فصل تک نظر نہ کرے ایسا ہی  
امام ظہیر الدین نے فرمایا ہے یہ وجہ کروری میں لکھا ہے۔ اگر دو قسم کے انکو رطلانی و درختی درمیانی شیریں سو من کا  
دعویٰ کیا تو تفصیل بیان کرنا چاہیے کہ علاقائی کس قدر اور درختی کس قدر تھے کذا فی الحیط اور انار و مہیکے دئے ہیں  
وزن اور ترش و شیریں و صغیر یا کبیر بھی ذکر کرے اور گوشے دعویٰ میں سبب بیان کرنا ضرور ہو کذا فی الحیط  
پس اگر یوں بیان کیا کہ میں اس بابت دعویٰ کرتا ہوں کہ اسے بیع کا متن قرار دیا تھا تو دعویٰ صحیح ہو اگر اسکا  
وصف اور موضع بیان کرے یہ وجہ کروری میں ہے۔ اگر کسی پر سو من کوکب کا دعویٰ کیا تو صحیح نہیں ہے مگر جبکہ  
سبب بیان کرے کیونکہ روٹی کے سلم میں اور قرض لینے میں اختلاف ہے اگر تلف کر دینے کی صورت میں قیمت  
واجب ہوگی اور اگر سبب نہ بیان کیا کہ بیع کا متن ہے تو دعویٰ صحیح ہے لیکن بیان کرنا چاہیے کہ کیسے آٹے کی  
نبی ہوئی ہیں اور پیدای مائل یا مرقعہ ہیں اور اس پر تل گئے ہوئے ہیں یا نہیں یہ طہیرہ ہیں ہن برف کا دعویٰ  
جب دہ منقطع ہو چکا ہو تو صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کے مثل دیا نہیں جاسکتا ہے تو اسکو چاہیے خصوصیت کے روز کی قیمت  
لگا کر دعویٰ کرے کہ میری اس قدر قیمت چاہیے ہے یہ وجہ کروری میں ہے اور نیل وغیرہ ایسی چیزوں کے دعویٰ میں  
اگر بیع کا سبب ہو تو اشارہ کے واسطے حاضر لا نا ضرور ہے اور اگر بسبب قرض یا تلف کر دینے یا متن قرار دینے  
کے ہو تو موجود کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ خزانہ المقتین میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص پر دیباچ کا دعویٰ کیا  
پس اگر وہ مال میں سے تو اسکا حاضر کرنا اور اسکی طرف اشارہ کرنا شرط ہے اور وزن و تمام اوصاف بیان  
کرنے چاہیے ہیں اور اگر بسبب سلم کے دین ہو تو اس صورت میں وزن ذکر کرنے کی شرط ہونے میں مشائخ کا

اختلاف ہمارے شاخ کے نزدیک شرط ہے اور یہی صحیح ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص کے ذمہ ایک خرگاہ  
بسبب ہر کے واجب ہونے کا دعویٰ پیش ہوا تو مشائخ نے صحیح ہونے کا فتویٰ دیا کیونکہ اس میں زیادہ جہالت  
نہیں ہے اور باب ہر میں جہالت اسکی مانع نہیں ہوتی ہے کہ اس کے ذمہ واجب ہو یہ محیط میں ہے بعض مشائخ نے  
ذکر کیا کہ کسی نے زنجبجی کا دعویٰ کیا اور اسکا طول خوارزم کے گردن سے کسی قدر بیان کیا پھر حسب  
وہ پاکی گئی تو زائد یا کم نکلی اور گواہ گواہی موافق دعوے کے دے چکے ہیں تو دعویٰ و گواہی دونوں باطل ہیں  
جیسا کہ چوبایہ کے دانتوں کے اختلاف میں ہوتا ہے۔ ایک شخص نے کسی قدر لوہے پر دعویٰ کیا اور اسکا وزن دس من  
بیان کیا پھر وہ بیس من یا آٹھ من نکلا تو دعویٰ و گواہی مقبول ہوگی کیونکہ جس چیز کی طرف اشارہ کیا اس کا وزن  
بیان کرنا نوسہ ہے یہ وجہ کردری میں ہے۔ روٹی کے دعوے میں یہ بیان کرنا کہ کہاں کی ہے تر قانی ہے یا بھتی  
یا جاجر ہے ضرور ہے کذا فی خزائنہ المفتین۔ اور فتویٰ اس پر ہے کہ اسے من اس قدر روٹی سے گانا نکلتا ہے بیان  
کرنا شرط نہیں ہے یہ وجہ کردری میں ہے کیسے دعوے میں جب نوع و جنس و صفت و قیمت بیان کی تو  
اس کے ساتھ مردانہ یا زنانہ چھوٹے یا بڑے بیان کرنا چاہیے یہ خزائنہ المفتین میں ہے پھر چاک کر ڈالنے یا چوبایہ کے  
زنجی کرنے کے دعوے میں چوبایہ یا کپڑے کا حاضر کرنا شرط نہیں ہے کیونکہ مدعی بحقیقت میں وہ چیز دی جو فوت  
ہو گیا کذا فی التلخیص۔ اگر گوہر کا دعویٰ کیا تو اسکا وزن بیان کرنا چاہیے اگر غائب ہو اور مدعا علیہ نے پاس  
ہونے سے انکار کر لیا ہو یہ سراجیہ میں ہے۔ اور موتی کے دعوے میں اسکا دور و چمک و وزن بیان کرے یہ  
خزائنہ المفتین میں ہے۔ اگر چند سوئیوں یا سونوں کا دعویٰ کیا تو اسکا سبب بیان کرے کیونکہ اسکا حاضر کرنا  
لازم ہے اگرچہ ہو اور اگر دین ہو بسبب سلم یا تنہا کے تو جہالت رفع کرنے کے واسطے نوع و صفت بیان  
کرنا ضرور ہے اور تلف کر دینے سے انکار مثل واجب نہیں ہوتا ہے کیونکہ قیمت دالی شمار میں نہ مثلی اور قرض  
کے سبب سے وجوب نہیں ہوتا ہے کیونکہ انکا قرض جائز نہیں ہے یہ وجہ کردری میں ہے۔ اگر کسی قدر حنا کا  
دعویٰ کیا تو جمید و وسط و ردی بیان کرے اور ذکر کرے کہ برگ حناسو وہ یا کوفتہ کیسی تھی اور اگر کسی قدر توتیا کا  
دعویٰ کیا تو کوفتہ و نا کوفتہ ذکر کرے و بدون اس کے دعویٰ صحیح نہیں ہے یہ خزائنہ المفتین میں ہے۔ ایک طاحونہ کا  
دعویٰ کیا اور حد و طاحونہ اور ادوات کو بیان کر دیا لیکن اسے ادوات کو سمی نہ کیا اور نہ انکی کیفیت بیان کی  
تو بعض نے کہا کہ دعویٰ صحیح نہیں ہے اور یہی صحیح ہے یہ محیط میں ہے۔ فتاویٰ رشید الدین میں ہے و دیعت  
کے دعوے میں یون کہنا چاہیے کہ میری اس شخص کے پاس اس قدر و دیعت اس قیمت کی ہے پس میں اس کے  
پیش کرنے کا خواستگار ہوں تاکہ میں اس امر کے گواہ بناؤں کہ یہ میری ملک ہے بشرطیکہ وہ منکر ہو اور اگر منکر  
ہو تو تخلیہ کرے کہ میرے قبضہ میں آوے اور یہ نہ کہے کہ رد کرنے کا حکم ہو یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ و دیعت  
کے دعوے میں موضع ابدل کو کہ کس شہر میں واقع ہوا بیان کرے خواہ و دیعت ایسی چیز ہو کہ اسکی بار برداری  
اور صرفت یا ایسی نہ ہو اور دعوے غصب میں اگر غصب ایسی چیز نہ ہو جسکی بار برداری ہو تو موضع غصب کا بیان

کرنا ضرور نہیں ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر گہون غصب کرنے کا دعویٰ کیا اور شرائط بیان کر دیے تو غصب کی جگہ بیان کرنا ضرور ہے یہ وجہ کروری میں ہے۔ غیر مثلی کے غصب و استملاک میں غصب کے روز کی قیمت بیان کرنا چاہیے یہی ظاہر الروایہ ہے یہ فصول عادیہ میں ہے۔ دعویٰ بخارج میں بیان انواع ترکہ و تحریک زمین و بیان متاع و حیوانات و اسکی قیمت ضرور ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ اس کے حصہ سے زیادہ پر صلح نہیں واقع ہوئی کیونکہ اگر ترکہ کو بعض وارثوں نے تلف کر دیا پھر غیر متلف کے ساتھ اس کے حصہ کی قیمت سے زیادہ پر صلح کی تو صاحبین کے نزدیک نہیں جائز ہے چنانچہ بعد غصب و اتلاف کے قیمت سے زیادہ پر صلح کرنے کے مسئلہ میں ایسا ہی ہے یہ وجہ کروری میں ہے اگر کسی نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ نفلان مشترک مال میرے اور اس کے در بیان تھا اسے فروخت کیا اور جب مجھے بیع کی خبر ہوئی تو میں نے اجازت دیدی پس اس پر اسے شن کا مجھے سپرد کرنا واجب ہے تو یہ دعویٰ نہیں ہے جب تک کہ دعویٰ میں یہ ذکر نہ کرے کہ یہ مال وقت اجازت کے مشتری کے ہاتھ میں قائم تھا اور ضرور ہو کہ وقت اجازت کے شن کا رائج ہوتا بھی یہ بیان کرے اور یہ بھی بیان کرے کہ بائع نے مشتری سے شن وصول کر لیا اور قاضی مدعی سے دریافت کر لیا کہ یہ مال میں تم دونوں میں ملکی شراکت کے طور پر تھا یا عقدی شراکت تھی پس اگر اسے کہا کہ ملکی شراکت تھی تو ان شرطوں کا بیان کرنا ضرور ہے اور اگر کہا کہ عقدی شراکت تھی تو وقت اجازت کے یہ عین مشتری کے پاس قائم ہونے کی شرط بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن شن پر قبضہ کرنے کا بیان شرط ہوتا کہ نصف شن کا مطالبہ درست ہو یہ فصول عادیہ میں ہو۔ مال شراکت کی تجیل سے مرجانے کے دعویٰ میں یہ بیان کرنا چاہیے کہ مال شراکت کی تجیل کے ساتھ مراستہ یا جو چیز مال شراکت سے خریدی گئی تھی اسکی تجیل کے ساتھ مراستہ کیونکہ مال شراکت کی ضمانت مثلی ہے اور جو چیز اس سے خریدی گئی اسکی قیمت کے ساتھ ضمانت ہوتی ہے اور مطالبہ کا ذکر در تسلیم کے ساتھ واجب نہیں ہے کیونکہ موضوع پر تحلیہ واجب ہے یہ خزانہ المفتیین میں ہو۔ دعویٰ بضاعت و دولت میں بسبب تجیل وغیرہ کے مرسنے کے بیان کرنا چاہیے کہ موت کے روز اسکی کیا قیمت تھی ایسا ہی مال مضارب کے دعویٰ میں اگر مضارب تجیل کے ساتھ مر گیا تو بیان کرنا چاہیے کہ اس کے مرسنے کے روز مال مضارب پر نقد تھا یا عوض فصول عادیہ میں ہو اگر دوسرے شخص پر دعویٰ کیا کہ اسے استقدر فقیر گہون بھہ سے اتنے لیکر قبضہ میں کیے اس پر اسکا واپس کر لینا واجب ہے اگر قائم ہیں تو اسکی قیمت اور اگر تلف ہو گئے ہیں یا تلف کر دیے ہیں تو اس کے مثل واپس کرے پس یوں دعویٰ میں کہنا چاہیے کہ اگر قائم ہیں تو اس پر تحلیہ یعنی قبضہ دلادینا واجب ہے اور اگر تلف ہو گئے ہیں تو بیان کرنا چاہیے کہ بعد انکار کے تلف ہو گئے ہیں اور اگر تلف کر دیے ہیں تو بیان کرنا چاہیے کہ اسکی طرف سے تلف ہو گیا ہے یہ خلاصہ میں ہو یا اگر دعویٰ کیا کہ اسے مجھ سے استقدر در بیان چسکا یہ طول یہ عرض یہ قیمت تھی چسکانے کے طور پر لیکر قبضہ میں کر لی ہیں پس اس پر واجب ہے کہ انکو واپس لے کر عینہ قائم ہیں اور اگر تلف ہو گئی ہیں تو انکی قیمت ادا کرے تو یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے جب تک یوں نہ کہے کہ چسکانے کے طور پر لیکر قبضہ میں کر لی تھیں تاکہ اگر بیدار وین تو اس قدر دامون کو خریدے یہ فصول عادیہ میں ہے۔ راہین نے اگر مردوں واپس سپرد کر دیئے کامرہن پر دعویٰ کیا پس جاننا چاہیے کہ علی ادی نے ذکر کیا ہے کہ

نقد یہ حدیث میں دعویٰ کے بیان کرنا ہے۔

ہر ہون راہن کو واپس دینے میں جو خرچ ہو وہ راہن کے ذمہ ہے اور اس بنا پر دعویٰ صحیح نہیں ہو اور بعضیوں نے کہا کہ وہ خرچ مرتب پر ہوتا ہے اور اس قول کے موافق اگر مرتب پر واپس تسلیم کرنے کا دعویٰ کیا تو مثل متعیر کے صحیح ہے کذا فی المختار فی تشریح الجامع کذا فی خزائن المفتین۔ ایک شخص نے کوئی مال معین فروخت کیا اور بائع غلام ہوا اور اسکا مولیٰ حاضر ہے پھر مولیٰ نے اس مال کا جسکو غلام نے فروخت کیا ہوا اپنے واسطے دعویٰ کیا پس اگر غلام ماذن ہو تو دعویٰ صحیح نہیں ہو اور اگر مجبور ہے تو صحیح ہے یہ ظہیر میں ہو۔ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ مجھے بیع کے واسطے زبردستی کی گئی اور چاہا کہ واپس کر لوں تو صحیح نہیں ہے جب تک یہ نہ کہے کہ میں نے بیچا دوسرے کی اور دونوں حالتوں میں مجھے زبردستی کی گئی تھی اور اگر امام نے قبضہ کیا ہو تو ذکر کرنا چاہیے کہ میں نے فن پر بھی مجبوری سے قبضہ کیا اور سب پر برہان پیش کرے اور اگر اس شخص نے جس پر زبردستی کی گئی یہ دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ملک ہے اور شتر کے قبضہ میں ناحق ہے تو دعویٰ صحیح نہیں ہے کیونکہ اسکی بیع کے ساتھ اگر قبضہ متصل ہو تو ملک ثابت ہوتی ہے اور علیٰ ہذا اگر بیع فاسد کہ جس میں قبضہ ہو گیا ہے یوں دعویٰ کیا کہ یہ بیع میری ملک ہے اور شتر کے قبضہ میں ناحق ہے تو صحیح نہیں ہے وغیرہ کر درمی میں ہے۔ فتاویٰ رشید الدین میں ہے کہ اگر بائع نے اپنے اوپر بیع زبردستی ہونے کا دعویٰ کیا تو زبردستی کرنے والے کے تعین کی ضرورت نہیں ہے چنانچہ اگر بسبب سعایت کے کسی مال کا دعویٰ کیا تو جس سپاہیوں نے لیا ہوا انکے تعین کی ضرورت نہیں ہے اور یہی اصح ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے مفتی میں ہو کہ ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعویٰ کیا کہ اسنے فلاں شخص کو حکم کیا اسنے مجھ سے اسقدر لے لیا پس اگر حکم کرنے والا بادشاہ وقت ہو تو دعویٰ صحیح ہو اور اگر سولے بادشاہ کے کوئی شخص ہو تو اسپر کچھ نہیں ہو یہ خلاصہ میں ہے اور اگر بادشاہ پریشان کا دعویٰ کیا پس اگر حکم کنندہ سلطان ہو تو مانو تو دعویٰ صحیح نہیں ہو اور اگر سلطان نہیں ہو تو مانو پر دعویٰ صحیح ہے اور مجروح حکم امام کا اگر وہ ہو یہ خزانہ المفتین میں ہو اور سعایت کے دعویٰ میں قابض مال کا نام و نسب ذکر کرنے کی حاجت نہیں ہو لیکن سعایت کو بیان کرے اگر یوں کہا کہ فلاں شخص نے مجھے دہلیج لیا تاکہ ظالموں نے میرا نقصان کر دیا تو فقط اس کہنے سے دعویٰ صحیح نہیں ہو۔ اسبطرچ اگر یوں کہا کہ فلاں شخص نے ناحق میرا خسارہ کر دیا تو بھی صحیح نہیں ہے یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعویٰ کیا کہ اسنے میرا اس قدر نقصان کرایا بسبب اسکے کہ بادشاہی آدمیوں کو لیکر ناحق مجھے سعایت کی اور گواہوں نے گواہی دی کہ اس شخص نے بادشاہی آدمیوں کو لیکر ناحق اس مدعی پر سعایت کی اور بادشاہی آدمیوں نے ناحق اس مدعی سے بسبب اس مدعا علیہ کے سعایت کی اس قدر مالی موصوف لے لیا تو ایسا دعویٰ اور گواہی دونوں صحیح ہیں اگرچہ قابض مال کو معین کر کے ذکر نہ کیا اور سعایت کی تفسیر ضرور چاہیے تاکہ دیکھا جاوے کہ آیا اس مال واجب ہوتا ہو یا نہیں پس اگر ایک شخص بادشاہی آدمیوں کے پاس آیا اور کہا کہ میرا سپردا جی حق چاہیے ہو انھوں نے اسکو ادا کر دینے کے واسطے پکڑا اور اپنا حق لے لیا تو ایسی سعایت موجب ضمان نہیں ہو کیونکہ یہ حق پر ہو اسبطرچ اگر سعایت کی ہو کہ وہ میری جو رہ پاس تھا ہو پس سلطان نے اسکو پکڑا اور اس سبب مال اس سے لے لیا تو یہ موجب ضمان نہیں ہو اور جس سعایت سے ضمان واجب ہوتی ہو وہ یہ ہے کہ ایسی بات دروغ بیان کرے جو مال لیے جانے کا باعث ہو جادے

مثلاً بادشاہ کے پاس آیا اور کہا کہ فلان شخص نے مال پایا ہے اور درحقیقت اسکو مال ملا ہو مگر بادشاہ اس سے ظاہر میں اس کہنے سے مال لے لیگا یہ خزانہ المغنین میں ہو۔ اگر دعویٰ کیا کہ اسے مجھ سے رشوت ملی ہو تو بھی بددین تفصیل کے صحیح نہیں ہو پس اگر علی وجہ تفصیل کی تو سماعت ہوگی ورنہ نہیں کذا فی التخلیص

**تیسری فصل** عقار کے دعویٰ کے بیان میں۔ اگر مدعی بے عقار ہو تو اسکی چاروں حدیں ذکر کرے اور انکے مالکوں کے نام بیان کرے اور انکے باپ دادا تک بیان کرے کذا فی الاختیار شرح المختار اور دادا کا ذکر کرنا امام اعظم کے نزدیک ضروری ہے اور یہی صحیح ہے یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے۔ اور یہ حکم اس وقت ہے کہ وہ شخص مشہور نہ ہو اور اگر معروف ہو تو بالاجماع باپ دادا کے ذکر کی ضرورت نہیں ہے یہ وجہ کروری میں ہے۔ حاکم امام ابو نصر احمد بن محمد سمرقندی نے اپنی شروط میں بیان کیا ہے کہ اگر دعویٰ عقار میں واقع ہو تو اس شہر کا جمین گھر سے پھر محلہ پھر کوچہ کا ذکر کرنا ضروری ہے پس پہلے شہر کا پھر محلہ کا پھر کوچہ کا اسی طرح عام سے خاص کی طرف آتا چلا جاوے جیسا کہ امام محمد کا مذہب ہے اور ابو زید بغدادی نے بیان کیا کہ خاص سے عام کی طرف چلے کہ یہ گھر فلان کوچہ فلان محلہ فلان شہر میں واقع ہو اور قول امام محمد کا احسن ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے اور یہ ذکر کرے کہ وہ مدعا علیہ کے قبضہ میں ہو اور عقار میں مدعی مدعا علیہ کے تصادق سے قبضہ ثابت نہیں ہوتا ہے بلکہ گواہی سے یا قاضی کے علم سے موافق مذہب صحیح کے قبضہ کا ثبوت ہوتا ہے یہ کافی میں ہے اور بیان کرے کہ میں مدعا علیہ سے اسکا مطالبہ کرتا ہوں کیونکہ اس کا حق مطالبہ ہے پس مطالبہ کرنا ضروری ہے اور ایک احتمال بھی تھا کہ شاید مرہون ہو یا تنن کے عوض اس کے پاس مجبوس ہو وہ مطالبہ کتنے سے دفع ہو گیا ہے اور اسی سے مثل نمٹنے کہا کہ منقولات میں یہ کہنا واجب ہے کہ اسکے قبضہ میں بلا حق ہے کذا فی البدایہ۔ ایک جماعت نے اہل شروط سے بیان کیا کہ حدود میں تزیین وارفلان بیان کرنا چاہیے صرف دارفلان نہ کہے اور ہمارے نزدیک دونوں لفظ یکساں ہیں جو کہ بہترین کذا فی المحيط اگر تین حدود بیان کر دیں اور چوتھی بیان کرنے سے خاموش رہا تو مضرت نہیں ہے اور اگر خاموش نہ ہوا بلکہ چوتھی بیان کرنے میں خطا کی تو دعویٰ صحیح نہیں ہو حتیٰ کہ اگر مدعا علیہ نے بیان کیا کہ یہ محمد و میر سے قبضہ میں نہیں ہے یا اس محدود کا تسلیم کرنا چھوڑا جب نہیں ہے تو خصوصیت اس پر نہ چلے گی اور اگر یہ کہا کہ یہ محمد و میر سے قبضہ میں ہے مگر تو نے اس کی حدود میں خطا کی تو اسکے کہنے پر التفات نہ کیا جائیگا ولیکن اگر دونوں خطا ہونے پر متفق ہوں تو دوبارہ ناش پیش ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک گھر کا دعویٰ کیا اور اسکی ایک حد پر زبید کا گھر بیان کیا پھر دوبارہ دعویٰ کیا اور اس حد پر عمر کا گھر بیان کیا تو مقبول نہیں ہے اگرچہ مدعا علیہ اسکی تصدیق کرے کہ اس نے غلط کیا یا نہیں۔ ایک شخص نے دوسرے پر ایک باغ انگور کا دعویٰ کیا اور اسکی حدود بیان کر دیں اور اسکی بعضی حد چارم عمرو بن احمد ابن یوسف کے تاک انگور سے ملی ہوئی ہے اور انھوں نے عمرو بن احمد ابن عمرو کے تاک سے پورے لکھی ہے اور یہی دعویٰ کیا اور گواہوں نے بھی یہی گواہی دی اور قاضی نے حکم کیا تو یہ حکم اس مدعا علیہ کے قبضہ کے تاک انگور کے حق میں صحیح نہیں ہے چونکہ بعض حدود کو غلط بیان کیا ہے اور مدعی کو اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے کہ کذا فی المغنین

عقار مالک زمین و مکان کے جو قبضہ ہو اور لیکن رشوت سے تابع زمین اور

**قال المترجم**۔ بکذا ظہری واثمد اعلم بمراد عبادہ۔ اور اگر حد چہارم میں بیان کیا کہ رقبہ یا رقبہ قاق سے متصل ہے اور اسی طرف مدخل یا دروازہ ہے تو یہ کافی نہیں ہے کیونکہ رقبہ سبب ہوتے ہیں انکو کسی طرف منسوب کرنا چاہیے تاکہ معلوم ہو اور اگر کسی طرف منسوب نہ ہو تو محلہ یا قریہ یا ناحیہ کا رقبہ بیان کرے کہ اس سے ایک طرح کی پہچان ہو سکتی ہے یہ فصول عمادیہ و ذخیرہ میں ہو۔ اگر دو حدین ذکر کیں تو ظاہر الروایت کے موافق کافی نہیں ہے اور یہ ہمارے اصحاب کے نزدیک ہے اور اگر تین حدین ذکر کیں تو کافی ہے اور اس صورت میں حد چہارم کے حکم کرنے کی صورت میں خصائص رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ بقابلہ حد ثالث کے لئے کہ ابتداء حد اول تک ختم کر دی جائیگی کذا فی المخطط۔ اگر حد چہارم دو شخصوں کی ملکیت متصل ہو اور ہر ایک کی زمین علیحدہ ہو یا کسی کی زمین اور مسجد سے ملحق ہو اور مدعی نے بیان کر دیا کہ حد چہارم فلاں شخص کی زمین سے پیوستہ ہے اور دوسرے شخص یا مسجد کو بیان نہ کیا تو صحیح ہے اور بعض نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں دعویٰ صحیح نہ ہونا چاہیے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اگر کسی محدود کا دعویٰ کیا اور اسکی ایک حد یا تمام حدین مدعی کی ملکیت ملحق ہوں تو حد فاصل بیان کرنے کے حق میں بعض مشائخ نے کہا کہ ضرورت نہیں ہے اور اگر مدعا علیہ کی ملکیت متصل ہو تو فاصل ذکر کرنے کی ضرورت ہے اور بعض مشائخ نے کہا کہ اگر مدعی بہ زمین ہو تو یہی حکم ہے اور اگر بیت یا منزل دار ہو تو فاصل ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور دیوار فاصل ہوتی ہے یہ محیط میں ہے اور درخت نہیں فاصل ہوتا اور سناہ یعنی بند آب فاصل ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے اور شجر اگر تمام مدعی بہ محیط ہو تو فاصل ہو سکتا ہے یہ خلاصہ میں ہے اور راستہ حد ہو سکتا ہے اور اصح یہ ہے کہ اس کے طول عرض بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہو اور اصح یہ ہے کہ نہر کے طول عرض بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ خزانۃ الفتاویٰ میں ہو اگر عام راستہ حد قرار دیا گیا تو طریق قریہ یا طریق شہر بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کذا فی المخطط۔ اند ظاہر مذہب یہ ہے کہ چہار دیواری حد ہو سکتی ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے اور یہی اصح ہے یہ خزانۃ الفتاویٰ میں ہو۔ اور فقہ اگر ٹیکر ہو تو حد ہو سکتا ہے درختیں بہ جبر کر دی ہیں اگر دوس گھڑین کا دعویٰ کیا اور نو کے حدود بیان کیے ایک کے نہ بیان کئے پھر اگر یہ زمین ان سب کی زمینوں کے درمیان میں ہو تو حدین آگئی ہیں حجت سے ثابت ہونے کے وقت سب کا حکم دیا جاسکتا ہے اور اگر اس ایک کی زمین ایک کنارے ہو تو بدون حدود ذکر کرنے کے معلوم نہیں ہو سکتی ہے پس گری نہ ہوگی یہ خزانۃ المفتین و ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر کہا کہ زمین وقف سے پیوستہ ہے تو صرف بیان کرنا ضرور ہے اور اگر زمین ملکیت سے پیوستہ بیان کی تو امیر ملکیت کا نام و نسب بیان کرنا چاہیے اگر دو امیر ہوں کذا فی الخلاصۃ اور اگر حد میں یہ بیان کیا کہ فلاں کے دارنوں کی زمین سے پیوستہ ہے تو یہ کافی نہیں ہے یہ محیط میں ہے اور اگر لکھا کہ فلاں کے دارنوں کی ملک سے ملحق ہے تو کافی نہیں ہے یہ جبر کر دی میں ہو۔ اور میں نے ایسے شخص کی تحریر دیکھی جس پر مجھے اعتماد ہے کہ اگر یوں لکھا کہ فلاں شخص کے ترکہ کے گھر سے پیوستہ ہے تو صحیح ہے اور یہ نہایت عمدہ ہے اور اگر حدین

بیان کیں کہ زمین میان وہی سے پیوستہ ہے تو کافی نہیں ہو اور اگر اسکی کوئی حد میں ایسی زمینیں بیان کر دیں جنکے مالک کا پتہ نہیں ملتا ہے تو کافی نہیں ہے تاوقتیکہ یہ نہ ذکر کرے کہ کس کے قبضہ میں ہیں اور اگر کسی حد میں بیان کیا کہ ارٹھی ملک سے پیوستہ ہے تو صحیح ہے اگرچہ یہ بیان نہ کرے کہ کس کے قبضہ میں ہیں لیکن فاضل بیان کرنا ضرور ہے یہ فصول عادیہ میں ہے اور استثنیات مثل طریق و مقبرہ و حوض کے حدود بیان کرنے کی شرط ہونے کے باب میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعضوں نے شرط کیا ہے اور بعضوں نے نہیں اور مستثنیٰ کی تحدید اس طرح ضرور ہے کہ امتیاز حاصل ہو جاوے اور بطرح ہمارے زمانہ میں لکھتے ہیں کہ حدود اور بزمستانے اس زمین سے پیوستہ ہیں جو اس دعویٰ میں داخل ہے یا اس بیچ میں آئی ہے یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس سے امتیاز حاصل نہیں ہوتا ہے پس اس طرح ذکر کرے کہ امتیاز حاصل ہو یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اور امام تھمیر الدین مرغینانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر مقبرہ کوئی ٹیکرا ہو تو اس کے حدود بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ ضرورت ہے یہ فصول عادیہ میں ہے امام نسفی نے بیان کیا کہ امام سرخسی خاصۃً گاؤں کے خریدنے میں مسجدوں اور مقبروں و عام راستوں و حوضوں وغیرہ کے حدود و مقدار طولی و عرضی بیان کرنے کی شرط کرتے تھے اور جن محضوں اور جملات و دستاویزوں میں ان چیزوں کی استثنائت دون بیان حدود کے مذکور ہوئی تھی انکو رد کرتے تھے اور امام سید ابو شجاع نہیں شرط کرتے تھے امام نسفی نے فرمایا کہ ہم بھی مسلمانوں پر آسانی کرنے کے واسطے ایسا ہی فتوے دیتے ہیں یہ خلاصہ میں ہے۔ اور جو ہمارے زمانہ میں تحریر کرتے ہیں کہ دونوں عقد کرنے والے اس تمام بیع کو بچاتے و جانتے ہیں جب عقد واقع ہو اسے پس سبکو بعض مشائخ نے رد کر دیا ہے اور یہی مختار ہے کیونکہ گواہی کے وقت اس قاضی کو بیع معلوم نہیں ہو سکتی ہے پس نہیں کرنا ضرور ہے یہ فصول عادیہ میں ہے۔ ایک شخص نے ایک دائر قبضہ غیر بد دعویٰ کیا قاضی نے دریافت کیا کہ تو اس کے حدود بچاتا ہے اسے کہا کہ نہیں پھر اسے دعویٰ کیا اور حدود بیان کر دیں تو سماعت نہ ہوگی اور اگر کہا کہ میں اہل حدود کے نام سے واقف نہیں ہوں پھر دوبارہ دعویٰ میں بیان کیے تو سماعت ہوگی اور توفیق کی حاجت نہیں ہو یہ خلاصہ میں ہوا اور اگر اسے کہا کہ میں حدود نہیں جانتا ہوں پھر دوبارہ دعویٰ کر کے بیان کر دیں اور کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ مجھے اہل حدود کے نام نہیں معلوم ہیں تو یہ توفیق مقبول ہو کر دعویٰ کی سماعت ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص نے ایک محدود کا دعویٰ کیا اور حدود بیان کر دیں اور یہ بھی بیان کیا کہ اس میں دخت ہیں پھر معلوم ہوا کہ اس کے حدود تو یہی ہیں جو اسے بیان کیے ہیں لیکن اس میں دخت نہیں ہیں تو دعویٰ باطل نہ ہوگا اسی طرح اگر بجائے دختوں کے احاطہ ذکر کیے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مدعی نے بیان کیا کہ اس میں کوئی دخت نہیں ہے نہ کوئی احاطہ بھلواری پر مبنی معلوم ہوا کہ اس میں بڑے بڑے دخت ہیں کہ جبکا پیدا ہو جاتا بعد دعویٰ کے متصور نہیں ہو سکتا ہے تو دعویٰ باطل ہوگا اگرچہ حدود اس کے موافق دعویٰ کے ہوں اگر کسی زمین کا دعویٰ کیا اور حدود بیان کر دیں اور کہا کہ اس پر سب سے زیادہ نکلی تو دعویٰ باطل نہ ہوگا یا کہا کہ اس میں دس من دانہ بویا جاتا ہے



اور وہ اس سے زیادہ یا کم ہے مگر جو حد و بیان کر دین وہ موافق دعویٰ کے ہیں تو دعویٰ باطل نہ ہو گا کیونکہ اس اختلاف میں احتمال توفیق ہے اور محتاج الیہ نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر کسی محدود کا دعویٰ کیا کہ غلام موضع میں ہے اور حد و بیان کر دین اور محدود کا نام نہ لیا کہ انکو رکاب باغ ہو یا زمین ہو یا دارو اور گواہوں نے بھی ایسی ہی گواہی دی تو شمس لاکھہ سرخسی کا فتویٰ منقول ہو کہ دعویٰ دگو ابھی صحیح نہیں ہے اور شمس لاسلام اور تہجدی کا فتویٰ منقول ہے کہ مدعی نے اگر شہر و محلہ و موضع و حد و بیان کر دین تو دعویٰ صحیح ہے اور محدود کا بیان پھوڑ دینے سے مدعا میں جہالت نہیں آتی اور امام ظہیر الدین مرغینانی جو اب فتویٰ میں تحریر کرتے تھے کہ اگر کسی قاضی نے ایسا دعویٰ سنا تو جائز ہے اور بعض نے کہا کہ شہر و گاؤں و محلہ کا ذکر کرنا لازم نہیں ہے اور رشید الدین نے بیان کیا کہ یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ کس جگہ ہے تاکہ جہالت مرتفع ہو اور یہی ذکر کیا کہ اگر کسی زمین کا قبالہ لکھا تو ضرور لکھنا چاہیے کہ یہ کس گاؤں میں ہو اور کس جگہ ہے کیونکہ عدد و اگرچہ اسے بیان کر دین مگر موضع بیان نہ کرنے سے جہالت باقی رہے گی اور میں کہتا ہوں کہ اہل ضرورت کے باہمی اختلافات کہ عام سے خاص کی طرف بیان کرتے ہوئے آنا چاہیے یا خاص سے عام کی طرف یہ اجماع ہے کہ بیان کرنا شرط ہے یہ فصول عادیہ میں ہو یا اگر کسی شخص کے گھر میں اپنے پانی بننے کے راستہ کا دعویٰ کیا تو ضرور بیان کرنا چاہیے کہ بیٹھ کے پانی بننے کی نالی سے یا دھوون استنالی سے بہتا ہو کدانی خزانہ العقیقین اور یہ بھی بیان کرے کہ مقدم بیت میں یہ نالی ہو یا موخر میں کدانی محیط کسی نے دوسرے کی زمین سے اپنے پانی کا ربا جاری ہونے کا دعویٰ کیا یا کسی کے گھر سے اپنا راستہ ہونے کا دعویٰ کیا تو بعض روایات میں مذکور ہے کہ بدون جگہ و طول و عرض بیان کرنے کے دعویٰ کی سماعت نہ ہوگی اور اصل میں مذکور کہ دعویٰ مسیوع اور گواہی مقبول نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص پر نالہ کی کہ اسے میری زمین میں نہ رکھو و اگر اس سے اپنی زمین میں پانی لے گیا تو ضرور ہو کہ جس زمین میں نہ رکھو دی اسکو بیان کرے اور نہر کی جگہ کہ بائیں طرف ہے یا دائیں طرف ہے اور نہر کا طول و عرض حق بیان کرے بعد ازاں اگر مدعا علیہ اقرار کیا تو دعویٰ قیامت باقرار ہوا اور اگر انکار کیا تو قسم لی جائیگی کہ دائیں میں نے اس شخص کی زمین میں نہ نہیں رکھو دی ہو جبکہ یہ دعویٰ کرتا ہے اسی طرح اگر اپنی زمین میں عمارت بنالینے کا دعویٰ کیا تو التفات نہ ہو گا جب تک کہ زمین کو اور عمارت کے طول و عرض کو اور یہ کہ لکڑی کی ہو یا مٹی کی ہے نہ بیان کرے اور اگر اپنی زمین میں درخت لگا دینے کا دعویٰ کیا تو بھی ایسا ہی ہے پس اگر مدعا علیہ نے عمارت بنانے یا درخت بوندینے کا اقرار کیا تو عمارت ڈھا دینے اور درخت اکھاڑ ڈالنے کا حکم کیا جائے گا اور اگر انکار کیا تو قسم لی جائیگی کہ دائیں میں نے اسکی زمین میں عمارت نہیں بنائی یا درخت نہیں لگائے پس اگر قسم سے باز رہا تو عمارت گرا دینے اور درخت اکھاڑ ڈالنے کا حکم کیا جائیگا یہ فصول عادیہ میں ہو اور اگر کسی شخص پر ایک گھر کے دس حصوں میں سے تین حصوں کا دعویٰ کیا اور کہا کہ اس گھر کے دس حصوں میں یہ تین حصہ میری ملک حق ہیں اور اس مدعا علیہ کے قبضہ میں ناحق ہیں اور یہ نہ بیان کیا کہ پورا گھر اس مدعا علیہ کے قبضہ میں ہو اور گواہوں نے بھی اسکو نہ بیان کیا تو یہ دعویٰ دگو ابھی مقبول ہے

۱۵۔ مذکورہ اس سے زیادہ یا کم ہے مگر جو حد و بیان کر دین وہ موافق دعویٰ کے ہیں تو دعویٰ باطل نہ ہو گا کیونکہ اس اختلاف میں احتمال توفیق ہے اور محتاج الیہ نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر کسی محدود کا دعویٰ کیا کہ غلام موضع میں ہے اور حد و بیان کر دین اور محدود کا نام نہ لیا کہ انکو رکاب باغ ہو یا زمین ہو یا دارو اور گواہوں نے بھی ایسی ہی گواہی دی تو شمس لاکھہ سرخسی کا فتویٰ منقول ہو کہ دعویٰ دگو ابھی صحیح نہیں ہے اور شمس لاسلام اور تہجدی کا فتویٰ منقول ہے کہ مدعی نے اگر شہر و محلہ و موضع و حد و بیان کر دین تو دعویٰ صحیح ہے اور محدود کا بیان پھوڑ دینے سے مدعا میں جہالت نہیں آتی اور امام ظہیر الدین مرغینانی جو اب فتویٰ میں تحریر کرتے تھے کہ اگر کسی قاضی نے ایسا دعویٰ سنا تو جائز ہے اور بعض نے کہا کہ شہر و گاؤں و محلہ کا ذکر کرنا لازم نہیں ہے اور رشید الدین نے بیان کیا کہ یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ کس جگہ ہے تاکہ جہالت مرتفع ہو اور یہی ذکر کیا کہ اگر کسی زمین کا قبالہ لکھا تو ضرور لکھنا چاہیے کہ یہ کس گاؤں میں ہو اور کس جگہ ہے کیونکہ عدد و اگرچہ اسے بیان کر دین مگر موضع بیان نہ کرنے سے جہالت باقی رہے گی اور میں کہتا ہوں کہ اہل ضرورت کے باہمی اختلافات کہ عام سے خاص کی طرف بیان کرتے ہوئے آنا چاہیے یا خاص سے عام کی طرف یہ اجماع ہے کہ بیان کرنا شرط ہے یہ فصول عادیہ میں ہو یا اگر کسی شخص کے گھر میں اپنے پانی بننے کے راستہ کا دعویٰ کیا تو ضرور بیان کرنا چاہیے کہ بیٹھ کے پانی بننے کی نالی سے یا دھوون استنالی سے بہتا ہو کدانی خزانہ العقیقین اور یہ بھی بیان کرے کہ مقدم بیت میں یہ نالی ہو یا موخر میں کدانی محیط کسی نے دوسرے کی زمین سے اپنے پانی کا ربا جاری ہونے کا دعویٰ کیا یا کسی کے گھر سے اپنا راستہ ہونے کا دعویٰ کیا تو بعض روایات میں مذکور ہے کہ بدون جگہ و طول و عرض بیان کرنے کے دعویٰ کی سماعت نہ ہوگی اور اصل میں مذکور کہ دعویٰ مسیوع اور گواہی مقبول نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص پر نالہ کی کہ اسے میری زمین میں نہ رکھو و اگر اس سے اپنی زمین میں پانی لے گیا تو ضرور ہو کہ جس زمین میں نہ رکھو دی اسکو بیان کرے اور نہر کی جگہ کہ بائیں طرف ہے یا دائیں طرف ہے اور نہر کا طول و عرض حق بیان کرے بعد ازاں اگر مدعا علیہ اقرار کیا تو دعویٰ قیامت باقرار ہوا اور اگر انکار کیا تو قسم لی جائیگی کہ دائیں میں نے اس شخص کی زمین میں نہ نہیں رکھو دی ہو جبکہ یہ دعویٰ کرتا ہے اسی طرح اگر اپنی زمین میں عمارت بنالینے کا دعویٰ کیا تو التفات نہ ہو گا جب تک کہ زمین کو اور عمارت کے طول و عرض کو اور یہ کہ لکڑی کی ہو یا مٹی کی ہے نہ بیان کرے اور اگر اپنی زمین میں درخت لگا دینے کا دعویٰ کیا تو بھی ایسا ہی ہے پس اگر مدعا علیہ نے عمارت بنانے یا درخت بوندینے کا اقرار کیا تو عمارت ڈھا دینے اور درخت اکھاڑ ڈالنے کا حکم کیا جائے گا اور اگر انکار کیا تو قسم لی جائیگی کہ دائیں میں نے اسکی زمین میں عمارت نہیں بنائی یا درخت نہیں لگائے پس اگر قسم سے باز رہا تو عمارت گرا دینے اور درخت اکھاڑ ڈالنے کا حکم کیا جائیگا یہ فصول عادیہ میں ہو اور اگر کسی شخص پر ایک گھر کے دس حصوں میں سے تین حصوں کا دعویٰ کیا اور کہا کہ اس گھر کے دس حصوں میں یہ تین حصہ میری ملک حق ہیں اور اس مدعا علیہ کے قبضہ میں ناحق ہیں اور یہ نہ بیان کیا کہ پورا گھر اس مدعا علیہ کے قبضہ میں ہو اور گواہوں نے بھی اسکو نہ بیان کیا تو یہ دعویٰ دگو ابھی مقبول ہے





میراث چھوڑا پھر میری بہن نے میرے واسطے تمام کا اقرار کر دیا اور اسکی بہن نے اس قرار کی تصدیق کی تو شیخ الاسلام  
 اور جندی سے منقول ہے کہ دعویٰ صحیح ہے اور صحیح یہ ہے کہ تہائی میں یہ دعویٰ صحیح نہیں مگر یہ محیط میں ہو شمس الاسلام  
 اور جندی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے پر کسی مال معین کا دعویٰ کیا اور کہا کہ یہ میرے باپ کی ملک ہے  
 اسنے بعد موت کے میرے اور فلان دفلان کے واسطے میراث چھوڑا ہے پس ان دون کے نام بیان کر دیے اور اپنا حصہ  
 نہ بیان کیا تو یہ دعویٰ صحیح ہو لیکن جب سپرد کرنے کے مطالبہ کا وقت آوے تو اپنا حصہ بیان کرنا چاہیے اور اگر اپنا  
 حصہ بیان کیا مگر ان دون کی تعداد نہ بتلائی مثلاً کہا کہ میرا باپ مرا اسنے یہ مال میرے اور دوسرے میرے ایک جماعت  
 کے واسطے میراث چھوڑا اور میرا حصہ اُس میں سے اس قدر ہے اور سپرد کرنے کا مدعا علیہ مطالبہ کیا تو دعویٰ صحیح  
 نہیں ہے اور ان دون کی تعداد بیان کرنا ضرور ہے کذا فی الذخیرہ اگر کسی دار پر اپنے باپ یا ان سے میراث پہنچنے کا  
 دعویٰ کیا اور مورث کا نام و نسب نہ بیان کیا تو شمس الاسلام اور جندی سے منقول ہے کہ دعویٰ سمع منوگا یہ محیط میں ہو  
 اگر کسی مال معین پر جو ایک شخص کے قبضہ میں ہے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہو کیونکہ قابض نے قبضہ ہونے کا اقرار کیا ہو یا درموت کے  
 دعوے میں کہا کہ میرے سپر ہزار درم ہیں کیونکہ اسنے میرے واسطے انکا اقرار کیا ہے یا ان بیان کیا کہ اس شخص نے اقرار  
 کیا ہے کہ یہ مال معین میرا ہے یا میرے سپر اس قدر درم ہیں تو عامہ مثل کے قول پر یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے نیز ائمہ المفتین  
 میں ذخیرہ سے منقول ہے صدر الشہید نے شرح اوبالغافی میں لکھا ہے کہ اگر مدعی نے دعویٰ کیا کہ اس مدعا علیہ نے اقرار کیا ہے  
 کہ یہ فتمیری ہے پس سکو حکم کیا جاوے کہ میرے سپر درکے اور یہ دعویٰ نہ کیا کہ یہ میری ملک ہے تو عامہ علی کے نزدیک  
 سماعت ہوگی اور قاضی حکم کرے گا کہ مدعا علیہ مدعی کے سپر درکے یہ فصول عمادیہ میں ہو اگر مدعی نے کہا کہ یہ مال معین میری  
 ملک ہے اور ایسا ہی قابض نے اقرار کیا ہو یا کہا کہ میرے سپر ہزار درم قرض ہیں اور ایسا ہی مدعا علیہ نے اقرار کیا ہو تو بالاجمال دعویٰ  
 صحیح ہو اور اقرار کے گواہ سے جائیں گے کذا فی الذخیرہ اور اس صورت میں اگر اسنے انکار کیا تو کیا اس نے اقرار پر قسم لی جاسکتی ہو  
 یا نہیں پس فتویٰ اس بات پر ہے کہ اقرار پر قسم نہ لی جائیگی بلکہ مال پر قسم لی جائیگی یہ فصول عمادیہ میں ہو اور جس طرح  
 بسبب قرار کے مال کا دعویٰ صحیح نہیں ہو اس طرح نکاح کا دعویٰ بھی بسبب قرار کے صحیح نہیں ہوتا ہو نیز ائمہ المفتین  
 میں ہے اگر اپنے دعوے میں بیان کیا کہ قابض نے کہا کہ یہ مال معین میرا ہے تو اسکی سماعت ہوگی کیونکہ یہ بہتہ کا  
 دعویٰ ہے اور بہتہ ملک کا سبب ہوتا ہے کذا فی الذخیرہ اگر مدعا علیہ کی طرف سے دفعیہ کا دعویٰ اقرار اس طرح ہو  
 کہ مدعی نے اقرار کیا کہ میرا مدعا علیہ پر کچھ حق نہیں ہے یا یہ اقرار کیا ہے کہ یہ شے مدعا علیہ کی ملک ہے  
 اور گواہ سنائے تو ایسے دعوے اقرار کی سماعت میں اختلاف ہے عامہ مشائخ کے نزدیک دفعیہ کی

دعویٰ میراث چھوڑا ہے

جہت سے دعوے اقرار صحیح ہے کذا فی الفصول العمادیہ

تیسرا باب قسم کے بیان میں اور اس میں تین فصلیں ہیں۔

فصل اول استخلاف و نکول کے بیان میں۔ استخلاف کے معنی معلوم ہونے کے واسطے قسم اور اسکی تفسیر  
 مکن و شرط دیکھ کا جائنا ضرور ہے۔ واضح ہو کہ ہمیں لینے قسم عبارت سے قدرت فوت ہونے سے و مراد قدرت سے یہاں

یہ ہے کہ انکار دعویٰ پر قسم کھانے والا اس امر کی قوت حاصل کرتا ہے کہ فی الحال مدعی کا دعویٰ دفع کرے اور رکن اس کا اللہ تعالیٰ کا نام مقرون بخیر ذکر کرتا ہے اور نکر کا انکار اسکی شرط ہے اور حکم یہ ہے کہ بعد قسم کے خصوصیت کا انقطاع ہو جاتا ہے اور جھگڑا ختم ہو جاتا ہے اگر مدعی کے پاس اپنے عوسے کے گواہ نہ ہوں تو اسے دعویٰ کی پھر سماعت نہ ہوگی حسن ابن زیاد نے امام اعظم سے روایت کی ہے کہ اگر کسی شخص کو دوسے میں شک ہو تو چاہیے کہ اپنے خصم کو راضی کرے اور قسم کے واسطے جلدی نہ کرے اور اس سے صلح کرے اور اگر شبہ ہو لیکن غالب رائے میں اسکا دعویٰ سمجھ سے تو اسکو قسم لینے کی گنجائش نہیں ہے اور اگر غالباً باطل ہے تو قسم لے سکتا ہے یہ عیضاً سرخی میں ہے۔ اختلاف صحیح و عود میں جاری ہے نہ فاسد میں یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اگر دعویٰ صحیح ہے تو مدعا علیہ سے دریافت کرے اگر اسے اقرار کیا تو فیما در نہ اگر انکار کیا اور مدعی نے دلیل پیش کی تو مدعی کے موافق حکم کرے ورنہ مدعی کی درخواست پر اس سے قسم لیوے یہ کنزالدقائق میں ہے اگر منکر پر قسم عائد ہو تو چاہیے قسم کھائے اگر سچا ہے یا مال دیکر اپنی قسم کا فدیہ اتار دے یہ عیضاً سرخی میں ہے۔ اگر مدعی کے کہنے کے مدعا علیہ نے قاضی کے سامنے قسم کھالی اور قاضی نے قسم نہیں دلائی ہے تو یہ تخلیف نہیں ہے کیونکہ تخلیف قاضی کا حق ہے یہ قنیہ و بحر الرائق میں ہے۔ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ قاضی چار چیزوں میں قبل درخواست مدعی کے مدعا علیہ سے قسم لیگا۔ ایک یہ کہ شفعہ نے اگر قاضی سے شفعہ کا حکم طلب کیا تو قاضی اس سے قسم لیگا کہ واللہ میں نے شفعہ طلب کیا جس وقت سمجھے خریداری کی خبر معلوم ہوئی اگرچہ مشتری اس قسم لینے کی درخواست نہ کرے اور امام اعظم و امام محمد کے نزدیک قاضی یہ قسم نہ لیگا۔ دوسرے یہ کہ عورت باکرہ نے بائع ہو کر اگر نکاح سے جدائی اختیار کی اور قاضی تفریق کی درخواست کی تو قسم لیگا کہ تیرے وقت بائع ہونے کے ہی جدائی اختیار کر لی اگرچہ شوہر اس قسم لینے کی درخواست نہ کرے تیسرے یہ کہ مشتری نے اگر عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا ارادہ کیا تو قاضی اس سے قسم لیگا کہ جب سے تو نے دیکھا تب سے عیب پر راضی نہیں ہوا اور نہ بیع کے واسطے پیش کیا پورے یہ کہ عورت نے اگر قاضی سے اپنے نفقہ کی درخواست کی کہ اسے شوہر غائب کے مال سے اس کے واسطے نفقہ مقرر کر دے تو اس سے قسم لیگا کہ شوہر نے اسکو جاتے وقت نفقہ نہیں دیا ہے اور واجب ہے کہ مسئلہ نفقہ میں اتفاقی سب کا قول ہو یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور صورت استحقاق میں امام ابو یوسف کے نزدیک بدون طلب خصم کے مستحق سے قسم لیگا کہ واللہ میں نے نہ اسکو فروخت کیا اور نہ ہبہ کیا ہے اور امام اعظم و امام محمد کے نزدیک بدون درخواست خصم کے پھر قسم نہ لیگا یہ خلاصہ دو چیز کرداری میں ہے اور بالا جماع جو شخص بیعت پر قرضہ کا دعویٰ کرے اس سے قاضی قسم لیگا بدون درخواست و وصی و وارث کے کہ واللہ میں نے بیعت کیوں بیعت سے اپنا قرضہ بھر نہیں پایا اور نہ کسی نے مجھے اسکی طرف سے ادا کیا اور نہ میری طرف سے کسی نے قبضہ کیا اور نہ میں نے اسکو کل قرضہ یا کسی قدر سے بری کیا اور نہ مجھے کل قرضہ یا کسی قدر کو کسی پر اترا دیا اور نہ اسے لانا یعنی قسم لینا اپنے دعوے پر خواہ برابر کسی دوسرے کے دعوے پر قسم لے یا ایک ہی طرف سے ہو ہر حال طلب کرنے پر قاضی کے

نہ میرے پاس تمام قرضہ یا کسی قدر کے عوض رہن سے کذا فی الحاصلہ اور بادود دلیل مینی گواہوں کے قسم نہ لی جائیگی  
 مگر چند مسکون میں ایک یہ کہ میت پر قرض کے دعویٰ کرنے والے نے اگر گواہ پیش کئے تو اُس سے قسم لی جائیگی اور کچھ  
 خصوصیت فرض کے دعوے کی نہیں ہے بلکہ جس جن کا ترک میت میں دعویٰ ہوا اور گواہوں سے اُسکو ثابت کرنے  
 تو بدون درخواست خصم کے اُس سے قسم لی جائیگی کہ دائرہ میں نے اپنا حق نہیں بھریا یا اور اس میں مثل حقوق  
 اللہ تعالیٰ کے بدون دعوے کے قسم لی جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ بیع میں گواہوں سے استحقاق ثابت کرنے والے  
 سے حق علیہ کو قسم لینے کا اختیار ہے کہ دائرہ میں سے ہم کو فروخت نہیں کیا اور نہ ہمہ کیا اور نہ صدقہ کیا اور نہ  
 یہ عین میری ملک سے خارج ہوئی ہے میرے یہ کہ جو شخص کسی بھاگے ہوئے غلام کا گواہوں سے دعویٰ  
 کرے اس سے قسم لی جائیگی کہ دائرہ یہ غلام میری ملک میں اب تک باقی ہے بیچ کر دینے یا ہبہ کرنے کی وجہ سے  
 خارج نہیں ہوا ہے یہ بحر الائق میں ہے۔ اگر مدعی نے کہا کہ اس مقدمہ کے گواہ میرے شہر میں موجود ہیں اور مدعا علیہ  
 سے قسم کی درخواست کی تو امام اعظم کے نزدیک قسم نہ لی جائیگی لیکن اُس سے کہا جائیگا کہ تین دن کے واسطے  
 اپنی ذات کا کفیل دے تاکہ تو غائب نہ ہو جائے کہ مدعی کا حق بر باد ہوا اور یہ واجب ہے کہ کفیل فقہ ہوا اور گھر  
 اُس کا معروف ہوتا کہ کفیل لینے کا فائدہ حاصل ہو کذا فی الکافی۔ اور اگر اُس نے کہا کہ گواہ نہیں ہیں یا غائب ہیں  
 یا بیمار ہیں تو مدعا علیہ سے قسم لی جائیگی ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اگر مدعی نے کہا کہ میرے گواہ غائب یا بیمار  
 ہیں تو مدعا علیہ سے اُس وقت قسم لی جائیگی کہ جب قاضی اپنا کوئی شخص امین اُس محلہ میں جہاں مدعی اپنے  
 گواہوں کے نام و نشان بتلا تا ہے پھر دیکھ کر دریافت کرے کہ گواہ غائب یا بیمار ہیں اور بدون اُس کے  
 موافق اُس شخص کے قول کے جس کے نزدیک گواہوں کے شہر میں موجود ہونے کی صورت میں استحقاق  
 نہیں جائز ہے مدعا علیہ سے قسم نہ لے گا یہ محیط میں ہے۔ اگر مدعا علیہ نے قسم سے انکار کیا تو سبب اُس کے  
 انکار کے ہمارے نزدیک مدعی کے مال کی ڈگری مدعا علیہ پر کر دیا جائیگی اور یہ ضرور ہے کہ یہ انکار قسم  
 مجلس قضائین واقع ہو کذا فی الکافی اور مدعی پر قسم نہ کی جائیگی کذا فی المدایہ اور قاضی کو چاہیے کہ یوں  
 کے کہ بین تھمیر میں مرتبہ قسم پیش کرتا ہوں اگر تو نے قسم کھائی تو خیر و نہ دعوے کی ڈگری تھمیر کر دے گا  
 پس اگر کرتین بار پیش کیا اور اُسے انکار کیا تو ڈگری کر دیا کذا فی الکافی اور یہ تکرار خصاف نے زیادہ  
 احتیاط اور دفع غلطی کے مبالغہ کے واسطے ذکر کی ہے اور نہ ہب یہ ہے کہ اگر ایک بار پیش کرنے کے بعد انکار  
 قسم سے اُسے مدعی کو ڈگری کر دی تو جائز ہے اور یہی صحیح ہے اور اول ادنیٰ ہے کذا فی المدایہ اور اگر تین  
 مرتبہ اسپر قسم پیش کی گئی اور اُس نے کھائی پھر اگر اسپر ڈگری کر دی گئی پھر اُسے کہا کہ میں قسم کھاتا ہوں تو الغات  
 نہ کیا جائیگا اور اگر تین ڈگری نہ ہوئی تھی کہ اُسے کہا کہ میں قسم کھاتا ہوں تو قبول کیا جائیگا۔ اور بعض مشائخ کے  
 نزدیک شرط یہ ہے کہ حکم قضا بعد انکار قسم کے ہو اور خصاف کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے  
 کذا فی الفصول المدایہ اور اگر قاضی نے اسپر ایک بار قسم پیش کی اُسے کہا کہ میں نہیں کھاتا ہوں پھر جب دوبارہ

۱۵ اختلاف قسم لینے کی درخواست کرنا ہے۔

پیش کی تو کہا کھاتا ہوں پھر جب اس سے کہا کہ کہہ دو اکثرین نے پس اسے کہا کہ میں نہیں کھاتا ہوں پھر جب  
 تیسری بار اسپر قسم پیش کی تو اسے انکار کیا تو اسپر ڈگری کو دی جائیگی اور اگر قاضی کے دو مرتبہ قسم پیش کرنے پر  
 مدعا علیہ نے تین روز کی ہملت مانگی پھر تین روز بعد آیا اور کہا کہ میں قسم نہیں کھاتا ہوں تو قاضی اسپر ڈگری  
 نہ کرے گی بہانہ تک کہ تین مرتبہ وہ قسم سے انکار کرے اور از سر نو تین مرتبہ قسم پیش کی جائے اور ہملت سے پہلے کا انکار  
 مستبر نہ ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان مین سے قسم سے انکار کبھی حقیقہ ہوتا ہے جیسے کہا کہ میں قسم نہیں کھاتا ہوں  
 اور کبھی حکما ہوتا ہے مثلاً خاموش رہا اور اسکا اور اول کا حکم ایکسے بشرطیکہ یہ معلوم ہو جاوے کہ اس کے کان بھرے  
 یا گونگا نہیں ہے یہی صحیح ہے کذا فی الکافی۔ اگر مدعا علیہ سے قاضی نے دعویٰ مدعی کا جواب طلب کیا وہ خاموش رہا  
 اور کچھ جواب نہ دیا اور جب قاضی نے دریافت کیا اسے سو اسے خاموشی کے کچھ جواب نہ دیا تو قاضی مدعی کو  
 حکم دے گا کہ اسکا کوئی کفیل لے لے تاکہ اسکا حال دریافت کیا جاوے کہ اسکو کوئی مرض تو نہیں ہے کہ جس سے  
 بول نہیں سکتا یا نہیں سنتا ہے پس اگر ثابت ہو کہ کوئی مرض نہیں ہے اور دوبارہ مجلس قاضی مین پیش ہوا  
 اور اس سے جواب طلب ہوا اور اسے سکوت کیا تو قاضی تین مرتبہ اسپر قسم پیش کرے گا اگر خاموش رہا تو قسم  
 سے انکار کے سبب سے ڈگری کرے گا اور اگر یہ بولا کہ میں نہ اقرار کرتا ہوں نہ انکار کرتا ہوں تو امام اعظم  
 کے نزدیک قسم نہ لجا جائیگی بلکہ قید کیا جائے گا اور صاحبین کے نزدیک منکر قرار دیا جائے گا یہ محیط خسی مین ہے۔  
 اگر قاضی کو معلوم ہو کہ اسکی زبان مین کوئی مرض ہے کہ بول نہیں سکتا ہے مثلاً گونگا معلوم ہوا تو حکم کرے گا کہ  
 اشارہ کرے اور اس کے اشارہ پر عمل کرے گا پس اگر اسے اقرار کا اشارہ کیا تو اقرار ہو گیا اور اگر انکار کا اشارہ کیا تو  
 قسم پیش کرے گا پس اگر قبول کا اشارہ کیا تو قسم ہو گئی اور اگر انکار کا اشارہ کیا تو قسم سے باز رہا پس بسبب انکار قسم کے  
 ڈگری کرے گا کذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص نے اپنی عورت پر دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے نکاح کیا ہے اسے  
 انکار کیا یا عورت نے نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے انکار کیا یا طلاق و انقضائے عدت کے بعد مرد نے دعویٰ  
 کیا کہ میں نے عدت مین اس سے رجوع کیا ہے اور عورت نے انکار کیا یا عورت نے ایسا دعویٰ کیا اور  
 مرد نے انکار کیا یا عدت ایلاہ کے گذر جانے کے بعد مرد نے دعویٰ کیا کہ میں نے مدت ایلاہ مین اس سے  
 وطع کر لی ہے اور عورت نے انکار کیا یا عورت نے ایسا دعویٰ کیا اور مرد نے انکار کیا یا کسی بھول پر دعویٰ کیا  
 کہ یہ میرا غلام ہے یا کسی بھول نے اسپر یہ دعویٰ کیا یا اسی طرح ولا رعیتہ یا ولار مولاتہ مین ایسا بھگڑا پیش ہوا  
 یا کسی شخص پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا یا باپ ہے یا عورت نے اپنے مالک پر دعویٰ کیا کہ مجھ سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے  
 یا دعویٰ کیا کہ مجھ سے اسکے ایک اولاد ہوئی تھی وہ مر گئی اور مین اسکی ام ولد ہوں پس ان ساتوں مسئلوں مین  
 امام اعظم کے نزدیک منکر ہے قسم نہ لی جائیگی اور صاحبین کے نزدیک لجا جائیگی اور قسم سے انکار بڑی ڈگری کو دی  
 جائیگی کذا فی النہایہ اسپر طرح اگر دعویٰ نکاح پر ماضی ہوئے یا نکاح کے حکم مین ہو تو صاحبین کے نزدیک قسم منکر ہے  
 عائد ہوگی یہ عزائمہ المفتین مین ہے۔ اگر مالک نے ام ولد بنانے کا دعویٰ کیا تو اس کے اقرار سے ثابت ہوگا اور ہندی

لہذا کہ جسکے حال سے ذکد واقف نہ ہوں کہ کون سے ملک یا آزاد ہوا۔



موجب رہنے لگا کہ میں تیرا بھائی ہوں تو دعا علیہ سے وقت انکار کے دعویٰ نسب پر قسم لیا جائیگی اور یہ بالا جماع ہے  
 لیکن اگر قسم سے باز رہا تو سو اسے نسب کے مال یا حق اُسکا ثابت ہو جائیگا یہ کافی میں ہے ہرقہ کے سوا بقی  
 حدود پر قسم نہ لگے جانے پر اجماع ہے لیکن چوری کا دعویٰ اگر کسی پر کیا اور اسے انکار کیا تو قسم لیا جائیگی پس اگر قسم سے  
 باز رہا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا مگر مال کا ضامن ہو گا اسی طرح لعان میں بھی بالا جماع قسم نہ لی جائے گی کیونکہ لعان حد کے  
 معنی میں ہے پس اگر عورت نے اپنے شوہر پر دعویٰ کیا کہ اسے مجھے زنا کی تمت لگائی ہے اور قسم طلب کی تو قاضی  
 جس سے قسم نہ لگا یہ سراج الوباح میں ہے۔ اور صدر الشہید نے ذکر کیا ہے کہ حدود میں بالا جماع استلزام نہیں ہو  
 مگر اس صورت میں کہ کسی حق کو متضمن ہو تو حدود میں قسم لی جائیگی مثلاً اپنے غلام سے کہا اگر میں زنا کر دوں تو تو آزاد ہے  
 پھر غلام نے دعویٰ کیا کہ اس شخص نے زنا کیا ہے اور گواہ موجود نہیں ہیں تو مالک سے قسم لی جائیگی پس اگر قسم سے  
 باز رہا تو عقیق ثابت ہو جائیگا زنا ثابت ہو گا یہ تمین میں ہے۔ پھر جب مولیٰ سے موافق مذہب مختار کے اس مقام پر  
 قسم لیا دے تو سبب پر قسم لی جائیگی کہ دائرہ میں نے جب سے اپنے زنا پر غلام آزاد ہو جانے کی قسم کھائی ہے  
 اس کے بعد سے زنا نہیں کیا ہے کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ اگر کسی نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اسے مجھے یا  
 منافق اسے زانیق اسے کافر کہا یا اسے مجھے ارا یا تھپڑ مارا یا ایسے ہی امور کا دعویٰ کیا جن میں تعزیر واجب  
 ہوتی ہے اور قسم کی درخواست کی تو قاضی دعا علیہ سے قسم لیا پس اگر اسے قسم کھائی تو کچھ تمین در نہ اگر قسم سے  
 باز رہا تو اس پر تعزیر ہوگی اور اس میں تخلیف حاصل ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر قصاص  
 کا دعویٰ کیا اور اسے انکار کیا تو بالا جماع اس سے قسم لیا جائیگی یہ ہدایہ میں ہے۔ پس اگر اسے قسم کھائی تو بری ہوگا  
 یہ سراج الوباح میں ہے۔ اگر نفس کے دعویٰ سے اس سے میں قسم سے باز رہا تو قصاص لازم ہوگا اور اگر نفس  
 کے دعویٰ میں قسم سے باز رہا تو قید کیا جائیگا یہاں تک کہ اقرار کرے یا قسم کھا دے اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ  
 کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک دونوں صورتوں میں ارش واجب ہو گا کذا فی المبدیہ

**فصل کیفیت تمین اور استلزام کے بیان میں جس شخص پر قسم ماند ہو قاضی اس سے اللہ تعالیٰ کی قسم**  
 لگا اور غیر اللہ تعالیٰ کی قسم نہ لگا یہ محیط سرخی میں ہے۔ اگر مدعی نے درخواست کی کہ اس سے قسم لیا دے کہ اپنی  
 چور کی طلاق یا باندی و غلام کے آزاد ہو جائیے کی قسم کھا دے یعنی اگر ایسا ہو جیسا مدعی کہتا ہے تو اس کی چور کو  
 طلاق ہے تو موافق ظاہر الروایت کے قاضی اسکو منظور نہ کرے گا کیونکہ طلاق وعتاق وغیرہ کے مانند کی قسم  
 کھانا حرام ہے اور یہی صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم میں تفلیط کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے اوصاف  
 بڑھادے کہ قسم سے اس لٹیر پاک کی جسکے سوا اسے کوئی معبود نہیں ہے اور وہ ظاہر و پوشیدہ سے واقف ہے ہر  
 راجل و رحیم ہے اللہ پوشیدہ کو اس طرح جانتا ہے جس طرح علانیہ کو جانتا ہے کہ پھر یا میری طرف یہ مال فلاں شخص کا جسکا  
 دعویٰ کرتا ہے یعنی اس قدر یہ نہیں ہے اور نہ اس میں سے کچھ ہے۔ اور اسکو اختیار ہے کہ تفلیط میں اس پر  
 زیادہ کر دے یا کم کر دے اور اگر احتیاط کرے تو لفظ و یا اور نہ کو ذکر نہ کرے تاکہ مکر قسم اس پر نہ ہو جائے اور اگر چاہے تو

میں حاصل دعویٰ اسے حصول دعویٰ پر ہوگی ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔



قاضی تغلیظ نہ کرے صرف واشر یا باشر کہلاوے کذا فی الکافی اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ قاضی اگر مدعا علیہ کی صورت سے نیکو نہ اور صاحبین کے آثار یا دوسے اور اپنے نزدیک اسکو متم نہ ٹھہرے تو صرف واشر تعالیٰ کے نام کی قسم کافی ہے اور اگر اسکے برخلاف ہو تو تغلیظ کرے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ مال کو دیکھ اگر مال کثیر ہے تو تغلیظ کرے در نہ فقط واشر تعالیٰ کے نام کی قسم دلاوے پھر مال عظیم کی تعداد بعضوں نے یہ بیان کی کہ بقدر نصاب زکوٰۃ کے ہوا اور بعضوں نے بقدر نصاب سترہ کے مال کثیر کیا ہے۔ اگر یہودی پر تغلیظ منظور ہو تو یون قسم دلاوے کہ قسم اُس واشر تعالیٰ کی جسے موسیٰ پر توراۃ نازل فرمائی اور اگر نصرانی پر تغلیظ ہو تو یون قسم دلاوے کہ قسم اُس واشر پاک کی کہ جسے عیسیٰ پر انجیل نازل فرمائی ہے کذا فی محیط۔ اور کسی خاص مصحف کی طرف اشارہ کر کے قسم نہ دلائے یعنی قسم اُس واشر تعالیٰ کی جسے یہ انجیل یا توراۃ نازل فرمائی ہے کیونکہ جب دونوں میں سے کسی قدر کی تحریف ثابت ہوئی تو اس سے امان نہیں کہ اشارہ محرف کی طرف واقع ہو پس مسکن قسم دلا تا تغلیظ کے ساتھ تغلیظ ایسی چیز کے ساتھ ہوگی جو واشر تعالیٰ غرہل کا کلام نہیں ہے کذا فی البدائع۔ اور جو کسی کو اگر تغلیظ کے ساتھ قسم دلاوے تو یون دلاوے کہ قسم اُس واشر تعالیٰ کی جسے آگ کو پیدا کیا ہے ایسا ہی امام بخاری نے کتاب الاصل میں ذکر کیا ہے کذا فی البدایہ وکنز الدقائق اور مظاہر الروایۃ میں امام اعظم و امام ابو یوسف سے اسکے خلاف منقول نہیں ہے لیکن نوادر میں امام اعظم سے مروی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ قسم خالص مد تعالیٰ کے سوا سنی جاوے اسی طرح بعض مشائخ نے فرمایا کہ قسم کے وقت آگ کا ذکر نہ کرنا چاہیے یہ بسو ط میں ہے اور سواسے مجوسیوں کے اور شریکین سے صرف واشر تعالیٰ کی قسم لی جائیگی اور یون نہ قسم کی جاوے گی کہ قسم اُس واشر تعالیٰ کی جسے وخن اور منم کو پیدا کیا ہے یہ محیط سرخی میں ہے اور شریکین سے اُنکے عبادت خانوں کی قسم نہیں لی جائیگی کذا فی الامتیار شرح المختار۔ اور مسلمان پر تغلیظ قسم زبان یا مکان کے ساتھ واجب نہیں ہے یہ کافی میں ہے۔ گوئے کہ قسم دلا تا اس طور سے ہے کہ قاضی اُس سے کہے کہ تجھ پر واشر تعالیٰ کا عہد ہے اگر اس شخص کا تجھ پر یہ حق ہو اور گونگا اپنا سر ملاوے یعنی ہاں۔ اور یون قسم نہ لے کہ واشر تجھ پر اس شخص کے ہزار دم نہیں ہیں اور وہ سر ملاوے کہ ہاں یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور اگر مدعی گونگا ہے اور اسکے اشارے سمجھ میں آتے ہیں اور معروف ہیں اور اسکا خصم صحیح سالم ہے تو قاضی گوئے کی درخواست سے اُس سے قسم لے گا کہ قسم واشر پاک کی جسے سوائے کوئی مہبود نہیں ہے جیسا کہ دونوں کے صحیح سالم ہونے کی صورت میں تھا اور اگر مدعا علیہ گوئے ہونے کے باوجود دہرا بھی ہو اور قاضی اسکو بھرا جانتا ہو تو لکھ کر اُس سے جواب طلب کرے گا کہ تھو مدعی جواب دے اور اگر وہ لکھتا نہیں جانتا ہو اور اُسکے اشارے سمجھ جاتے ہیں اور وہ معروف ہیں تو اسکو اشارے سے بتلانے کا حکم دینا اور مل گونگے کے اسکے ساتھ برتاؤ کرے گا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر قرض کا دعویٰ کیا اور کوئی سبب اسکا بیان نہ کیا تو حاصل پر قسم لے گا کہ واشر اس شخص کا تجھ پر ایسی طرف یہ مال جکا دعویٰ کرتا ہے اور وہ اس قدر نہیں اور نہ اہلین سے کچھ ہے اسی طرح اگر کسی ملک یا حق کا مال عین حاضرین دعویٰ کیا اور کوئی سبب نہ بیان کیا تو بھی یون قسم لی جائیگی کہ واشر یہ مال عین فلان بن فلان کا نہیں ہے اور نہ اہلین سے کچھ ہے۔ احتیاطاً جزو کل کو جمع کرے یہ محیط میں ہے اور اگر کسی قدر درم



یا تیار کا سبب قرض یا خرید کے دعوے کیا یا کسی ملک کا سبب بیع یا ہبہ کے دعویٰ کیا یا غصب یا عاریت کا دعویٰ کیا تو ہمارے اصحاب نے ظاہر الروایت یہ ہے کہ حاصل دعویٰ پر قسم لی جاوے اور سبب پر قسم نہ لی جاوے یعنی یوں قسم نہ دلائی جاوے کہ دائرہ میں نے اس سے یہ مال قرض نہیں لیا یا یہ کل مال معین میں نے غصب نہیں کیا یا میرے پاس ودیعت نہیں رکھا یا میں نے نہیں خریدا ہے یا میں نے یہ مال معین اس کے ہاتھ نہیں بیچا ہے خواہ مدعا علیہ کچھ عرض کرے یا نہ کرے ولیکن اس واسطے ودیعت کے یوں قسم لی جاوے کہ دائرہ ٹھہرے یا میری طرف یہ مال کہ جس کا دعویٰ کرتا ہوں نہیں ہے اور نہ اس میں سے کچھ ہوا اور نہ میں یوں قسم دلائی جائے کہ دائرہ میرے ہاتھ میں یہ ودیعت کہ جس کا دعویٰ کرتا ہوں نہیں ہوا اور نہ اس میں سے کچھ ہوا اور نہ میری طرف سے معین کوئی حق ہو گا اس واسطے کہ مدعی نے اگر ودیعت تلف کر دی یا کسی چور کو اس کا پتہ بتلایا تو مدعا علیہ کے ہاتھ میں ہوگی ولیکن اس کا خاتم ہو گا اس لیے یوں ہی قسم لی جاوے بطرح ہم نے بیان کیا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہوا پھر واضح ہو کہ حاصل دعویٰ پر قسم دلا یا جانا بھی امام اعظم داماد محمد کے نزدیک اصل ہو جبکہ ایسے سبب ہو کہ رفع واقع سے مرہون ہوئی ہو اور اگر اس میں مدعی کے حق پر ہی ثابت ہو تو بالا جماع سبب پر قسم لی جائیگی مثلاً کسی عورت مطلقہ نے جس کو طلاق تہ دی گئی ہے نفقہ کا دعویٰ کیا اور شوہر کے مذہب میں یہ ہے کہ نفقہ نہیں ملتا چاہیے یا حوالہ کے سبب شفعہ کا دعویٰ کیا اور مشتری کے نزدیک شفعہ جو انہیں ہوتا ہے اس لیے کہ مثلاً وہ شافعی مذہب سے ہے تو اس صورت میں حکم مذکور جاری ہوگا کذا فی الکافی اور امام ابو یوسف داماد محمد سے روایت ہے کہ اگر مدعی نے مال کا مطلقا دعویٰ کیا تو مال پر قسم لی جائیگی اور اگر سبب ذکر کر کے دعویٰ کیا تو مال پر اس سبب کے ساتھ قسم لی جائیگی کہ دائرہ میں نے اس سے یہ مال مثلاً قرض نہیں لیا ہے مگر اس صورت میں ایسا نہ ہو گا کہ جب قاضی سے مدعا علیہ عرض کرے کہ مجھے اس طرح قسم نہ دلائی جائے کیونکہ آدمی مال اکثر قرض لیتا ہے ولیکن دعوے کے وقت اس پر یہ مال نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ ادا کر دیتا ہے یا بری ہو جاتا ہے تو اس صورت میں قاضی حاصل دعویٰ پر قسم لیگا اور اسی کو بعض مشائخ نے اختیار کیا ہے اور غسل لائے حلوائی نے فرمایا کہ مدعا علیہ کا جواب دیکھنا چاہیے اگر اسے کہا کہ میں نے اس سے کچھ قرض نہیں لیا اور نہ غصب کیا ہے تو سبب پر قسم لی جاوے گی اور اگر مدعا علیہ لے لیا کہ مجھے یہ مال جس کا دعویٰ کرتا ہے نہیں ہے تو حاصل پر قسم لی جاوے گی کہ دائرہ ٹھہرے یا میری طرف یہ مال جبکہ یہ دعویٰ کرتا ہے نہیں ہے اور نہ اس میں سے کچھ ہے شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ قول میرے نزدیک بہت عمدہ ہے اور اسی کو اکثر قاضیوں نے اختیار کیا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اگر سبب لیا ہو کہ رفع واقع سے مرتفع نہ ہو تو بالا جماع سبب پر قسم لی جاوے گی مثلاً غلام سلمان سے اگر اپنے مالک پر دعویٰ کیا کہ اسے آزاد کیا ہے کیونکہ اس پر دہ بارہ رقیبت مکر نہیں ہوتی ہے بخلاف باندی یا کافر غلام کے کیونکہ باندی پر مرتد ہو کر دار الحرب میں جاملنے سے دوبارہ رقیبت آسکتی ہے ایسا ہی کافر پر عہد ٹوٹ کر دوبارہ دار الحرب سے پھرتے جانے سے رقیبت آجائیگی کذا فی البدایہ مشتری نے اگر خرید کا دعویٰ کیا پس اگر دشمن ادا کر دینے کا ذکر کرتا ہے تو مدعا علیہ سے یوں قسم لی جائیگی کہ دائرہ یہ غلام یا کچھ اس میں سے مدعی کی ملک اس سبب نہیں ہے جس سبب دعویٰ کرتا ہے اور یوں قسم نہ دلائی جاوے گی کہ دائرہ میں نے فروخت نہیں کیا ہے یہ فصول عماد بہ میں ہے اور اگر چاہے تو یوں قسم دلائے کہ دائرہ میرے اور اس کے درمیان جین دعویٰ کرتا ہے

لے کر اگر کسی بی بی و بچہ کو اس سے ملے ہوگا

اسوقت بیع قائم نہیں ہے یا یوں کہے کہ وائٹھ یہ گھر بوضو اس فن کے کہ جسکا دعویٰ کرتا ہے اسوقت خریدین نہیں ہر یا والد  
یہ بیع کہ جسکا بچھڑا اس گھر کے بارہ میں دعویٰ کرتا ہے بوضو اس فن کے اسوقت قائم نہیں ہے جیسا کہ اسنے دعویٰ کیا ہے  
اور اگر چاہے تو یوں قسم دلاوے کہ وائٹھ بچھڑا اس زمین کا سپرد کرنا بسبب اس بیع کے جسکا دعویٰ کرتا ہے نہیں واجب ہے  
خواہ مدعا علیہ قاضی سے کچھ عرض کرے یا نہ کرے کذا فی شرح ادب القاضی للنفصاف۔ اور اگر مدعا علیہ نے دام ادا کر دینا ذکر  
نہ کیا تو قاضی اس سے کہیگا کہ دام حاضر کر پھر جب وہ دام لایا تو قاضی قسم دلا دیگا کہ وائٹھ بچھڑا ان دامن کا لینا اور اس بیع  
کا دینا جس وجہ سے دعویٰ کرتا ہے واجب نہیں ہے۔ اور اگر چاہے تو یوں قسم دلاوے کہ وائٹھ یہ اس کے دیہان  
یہ خریداری اسدم قائم نہیں ہے یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ اگر ایسا نہ ہے بیع کا دعویٰ کیا اور شتری نے انکار کیا پس اگر اسنے یہ  
دعویٰ کیا کہ میں نے بیع سپرد کر دی اور دام نہیں وصول پائے ہیں تو شتری سے قسم لی جائیگی کہ وائٹھ میری طرف نہ دے دارا  
اور نہ اسکے دام ہیں اور اگر اسنے یہ دعویٰ کیا کہ اسنے بیع نہیں دی اور نہ دام پائے ہیں تو یوں قسم لی جائیگی کہ وائٹھ یہ دار  
میرا نہیں ہے اور نہ یہ دام جو اسنے بیان کیے ہیں مجھ پر واجب ہیں یہ محیط خرسی میں ہے۔ اور مال عین و ثمن دونوں پر قسم لی  
جائیگی جیسا دعویٰ خریدین ہوتا ہے یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ اور نکاح میں یوں قسم لی جاوے گی کہ ہم دونوں میں فی الحال  
نکاح نہیں ہے کذا فی المذایہ۔ اگر عورت نے نکاح دھڑکا دعویٰ کیا تو صاحبین سے ظاہر الروایت میں مروی ہے کہ حاصل دعویٰ  
پر قسم لی جائیگی کہ وائٹھ یہ عورت میری جو رہنمیں ہے جس نکاح سے کہ دعویٰ کرتی ہے اور نہ مجھ پر مہر کہ جسکا دعویٰ کرتی ہو  
واجب ہے اور نہ میرا اس قدر دھڑکا میں سے کچھ مجھ پر واجب ہے اور اگر دعویٰ اس امر کا مرد ہو تو عورت سے قسم لی جائیگی کہ وائٹھ میرا شوہر  
نہیں ہے جیسا کہ دعویٰ کرتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک عورت نے اپنے شوہر پر ایک طلاق جہی دینے کا  
دعویٰ کیا تو قسم لی جائیگی کہ وائٹھ اس عورت پر میری طرف سے اس ساعت طلاق واقع نہیں ہے اور اگر بائن طلاق  
کا دعویٰ کیا تو قسم لی جائیگی کہ وائٹھ اس ساعت یہ عورت میری طرف سے ایک طلاق یا تین طلاق کے ساتھ علی حسب دعویٰ  
بائن نہیں ہو یا وائٹھ میں نے ایک طلاق یا تین طلاق کے ساتھ اس نکاح میں بائن نہیں کیا ہے اور یوں قسم نہ لی جائیگی کہ وائٹھ  
میں نے اسکو تین طلاق مطلقاً نہیں دی ہیں یہ وہ چیز کروری میں ہو یا سبط اگر عورت نے ایسا دعویٰ نہ کیا ولیکن ایک شخص  
عادل نے یا فاسقون کی ایک جماعت نے قاضی کے سامنے اس طرح گواہی دی تو قاضی احتیاط کر کے قسم لیگا کہ نہ حرمت  
فرج حق شرع سے پس قاضی برائے صورت میں احتیاط لازم ہے یہ محیط میں ہو عورت نے دعویٰ کیا کہ میں نے شوہر سے طلاق  
کی درخواست کی تھی پس اسنے مجھ سے کہا کہ تیرا کام تیرے اختیار میں ہے پس میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی طلاق لے لی  
اور میں اس پر حرام ہو گئی پس شوہر نے اپنے حکم دینے اور اس کے اختیار کرنے دونوں سے انکار کیا یعنی میں نے نہیں کہا کہ تیرا  
کام تیرے اختیار میں ہے اور نہ اسنے اختیار کیا ہے تو قاضی بلا خلاف حاصل دعویٰ پر قسم نہ لیگا بلکہ بسبب پر قسم لیگا اور مرد کے  
واسطے احتیاط کر لیگا اور قسم لیا جائیگا کہ وائٹھ میں نے اسکا کام اسکے اختیار میں نہیں دیا بعد اسکی درخواست طلاق کے  
جبکہ کہ آخر تیرے حق اسکے ساتھ کی ہے اور نہ میں جانتا ہوں کہ اس تفویض کے ساتھ اسنے مجلس تفویض میں اپنے نفس کا  
اختیار کیا ہے یہ وہ چیز کروری میں ہے اور اگر اقرار کیا کہ میں نے کہا تھا کہ تیرا کام تیرے اختیار میں ہے اور انکار کیا کہ اسنے

نفس کو اختیار نہیں کیا ہے تو شوہر سے قسم لی جائیگی کہ دائلہ میں نہیں جانتا ہوں کہ اس نے اپنے نفس کو اس مجلس میں جین اختیار دینے کا دعویٰ کرتی ہے اختیار کیا ہے اور اگر قرار کیا کہ اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا لیکن میں نے اسکا امر اس کے ہاتھ میں نہیں دیا تھا تو قسم لی جائیگی کہ دائلہ میں نے اپنی اس عورت کا کام اس کے قبضہ میں قبل اس کے کہ جس مجلس میں اپنے نفس کو اختیار کیا ہے نہیں دیا تھا یہ اصول عمادیہ میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرے ساتھ ایلا کر کیا اور ایلا رکی مدت گذر گئی پس ہم دونوں میں جدائی واقع ہو گئی اور قاضی سے درخواست کی کہ اس سے قسم لیجاوے اور قاضی کو آگاہ کیا کہ اسکا مذہب یہ ہے کہ ایلا کر کرنا بعد چار مہینے کے توقف ہونا ہوتا ہے یہ شخص قسم کھا بیگا کہ یہ عورت مجھ سے بائن نہیں ہے اور نہ میں جانتا ہوں تو قاضی اس سے سبب پر قسم لیگا کہ دائلہ میں نے اس سے یہ نہیں کہا تھا کہ دائلہ میں مجھ سے قربت نہ کرونگا اس نے دونوں بنا بر دعویٰ عورت کے پس اگر اسے قسم سے مکول ٹھک گیا تو عورت کے حال پر لحاظ کر کے اسکو ایک طلاق کے ساتھ بائن قرار دیگا اگر چہ اس میں شوہر کے واسطے ضرر کا احتمال ہے یہ محیط سخری میں ہو پس اگر شوہر نے ایلا کر قرار کیا مگر دعویٰ کیا کہ میں نے مدت کے اندر اس سے قربت کر لی ہے اور عورت نے اس سے انکار کیا تو قسم لیکر عورت کا قول لیا جائیگا اور حاصل دعویٰ پر قسم لی جائیگی کہ دائلہ میں آج کے روز میں اسکی جو رو نہیں ہوں سبب کے کہ جو دعویٰ کیا ہے اور یہ قسم نہ لیا ویگی کہ دائلہ میں مرد نے چار مہینے گزرنے سے پہلے مجھ سے قربت نہیں کی ہے اور کتاب لاقول میں ہے کہ بشر نے فرمایا کہ میں نے ام ابو یوسف سے سنا کہ فراتے تھے کہ یون قسم لیجاویگی کہ دائلہ میں چار مہینے گزرنے سے پہلے اس مرد نے مجھ سے قربت نہیں کی اور احتیاط انکے قول کے موافق کہیں ہے کہ قسم میں زیادہ کہا جاوے کہ دائلہ میں چار مہینے گزرنے سے پہلے اس مرد نے مجھ سے قربت نہیں کی اس محل کے ساتھ جسکا یہ شخص مدعی ہے محیط میں لکھا ہو۔ اگر عورت نے اپنے ہر کے عوض مرد سے خلع کر لیا اور شوہر نے انکار کیا تو اسکا قول لیا جائیگا اور ظاہر الودایت کے موافق حاصل دعویٰ پر قسم لی جائیگی اور ام ابو یوسف کے قول پر سبب پر قسم لی جائیگی یہ خزانہ المفتیین میں ہو۔ ایک عورت نے اپنے شوہر پر دعویٰ کیا کہ اس نے قسم کھائی تھی کہ اگر اس دارین داخل ہوا تو اس میری عورت پر تو میں طلاق ہیں اور بعد اس قسم کھانے کے یہ شخص اس دارین داخل ہوا پس اگر شوہر نے قسم اور دارین داخل ہونے کا اقرار کیا تو طلاق کا اقرار کیا اور اگر دونوں باؤں نے انکار کیا تو موافق ظاہر الودایت کے حاصل دعویٰ پر قسم لی جائیگی کہ دائلہ میں عورت مجھ سے تین طلاق کے ساتھ بائن نہیں ہو جیسا کہ یہ دعویٰ کرتی ہے اور اگر قسم کا اقرار کیا مگر بعد قسم کے دارین جانے سے انکار کیا تو یون قسم لی جائیگی کہ دائلہ میں اسکی طلاق کے قسم کھانے کے بعد میں اس دارین نہیں گیا اور اگر اس زمانے میں دار کے اندر جائیگا اقرار کیا اور قسم کھانے سے انکار کیا تو یون قسم لی جائیگی کہ دائلہ میں اس دارین داخل ہونے سے پہلے میں نے یہ قسم نہیں کھائی تھی کہ اگر میں اس دارین داخل ہوں تو میری عورت کو تین طلاق ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور ایسا ہی عتاق کی صورت میں ہے کہ اگر غلام یا باندی نے اپنے مالک پر دعویٰ کیا کہ اس نے قسم کھائی تھی کہ اگر میں اس دارین داخل ہوں تو یہ آزاد ہے اور پھر یہ شخص داخل ہوا تو وہی طرح قسم لی جائیگی اور اگر مالک یا شوہر نے ان قسموں میں قاضی سے کچھ عرض کیا تو یون قسم لی جائیگی کہ دائلہ میں عورت میری طرف سے تین طلاق کی بائن بسبب اس قسم کے جسکا دعویٰ کرتی ہے نہیں ہے اور نہ یہ باندی بسبب اس قسم کے جسکا دعویٰ

۱۲۔ یہ طلاق کا اختیار ہے ۱۳۔ مکول ٹھک گیا



اپنا شفعہ طلب کیا اور وقت امکان گواہوں کی تلاش میں نکلا اور کسی بائع یا مشتری یا دار کے حضور میں شفعہ طلب کر کے گواہ کر لیے اور اگر مدعی نے دعویٰ کیا کہ مجھے رات میں بیچ کی خبر ہو چکی اور صبح میں نے شفعہ طلب کیا اور گواہ کر لیے تو قاضی یوں قسم لگا کہ دائرہ مجھے سوائے اس وقت کے جس کا میں دعویٰ کرتا ہوں بیچ کی خبر نہیں ہو چکی اور صبح کے وقت میں نے شفعہ طلب کر کے گواہ کر لیے یہ محیط میں لکھا ہے جو عورت بنتا رہا بلوغ مختار ہے اس کا حکم اپنے نفس کے اختیار کرنے میں یعنی اپنے آپ کو طلاق دیدینے میں مثل شفعہ کے ہے طلب شفعہ میں اور اس کا اختلاف بھی مثل اختلاف شفعہ کے ہے پس اگر اس نے قاضی سے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا جیسا کہ میں نے بائع ہوئی میں نے فرقت اختیار کی تو قسم سے اس کا قول مقبول نہ ہوگا اور اگر میں نے کل بائع ہوئی اور میں نے فرقت طلب کی تو مجھوں گواہوں کے اس کا قول مقبول نہ ہوگا اور اگر شفعہ نے ایسا کہا کہ میں کل کے روز بیچ برداشت ہوا اور شفعہ طلب کیا تو بھی یہی حکم ہوگا یہ فصول عادیہ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میری چاندی کی ابریق یعنی چھانچو چھو فارسی میں آئینہ رکھتے ہیں توڑ ڈالی اور ابریق کو حاضر کیا یا یوں دعویٰ کیا کہ اس نے میرے کھانے میں یا اناج میں پانی ملا کر اس کو بر باد کر دیا ہے پس اگر مدعا علیہ نے اس کا اقرار کیا تو ابریق یا اناج کے مالک کو اختیار ہو چاہے ابریق و اناج کا کچھ پاس رکھے اور اس کو کچھ نہیں لے لیا یا مدعا علیہ کو دیر سے اور ابریق کی قیمت میں اس کی جنس کے خلاف لے لے اور اناج میں اس کے مثل لے لے اور نقصان کی ضمان نہیں لے سکتا ہے اور اگر مدعا علیہ نے انکار کیا تو قاضی قیمت ابریق و مثل طعام پر اس سے قسم لگا یعنی دائرہ مجھے قیمت ابریق یا مثل طعام واجب نہیں ہے علی وجہ الاتم اور اگر مدعی نے قاضی کو آگاہ کر دیا کہ اس کا نہ بچتا ہے کہ ایسی صورت میں ضمان قیمت واجب نہیں ہوتی ہے بلکہ ضمان نقصان واجب ہوتی ہے تو قاضی اس سے سبب پر قسم لگا کہ دائرہ میں نے یہ فعل جس کا مدعی دعویٰ کرتا ہے نہیں کیا ہے یہ فتاویٰ قاضی خانین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرا کپڑا بھاڑ ڈالا ہے اور کپڑے کو مع اس شخص کے حاضر کر کے قسم طلب کی تو قاضی سبب پر قسم لگا کہ دائرہ میں نے یہ کپڑا نہیں بھاڑا ہے بلکہ بچنے کو دیکھے گا اگر اس قسم کا تنگناک ہے جس سے نقصان دینا پڑے اور مدعی کو خیار حاصل نہ ہو تو اس کپڑے کو ثابت اندازہ کر اوسے اور اس خرق کے ساتھ اندازہ کر اوسے پس جس قدر نقصان ہو وہ دلا دے مگر اس وقت دلا دے گا کہ اس سے قسم لے کر دائرہ اس شخص کے مجھے راستے درمیان چاہتے ہیں پس اگر قسم کھائی تو چھوٹ گیا ورنہ یہ نقصان ادا کرے اور بعض خرق ایسا ہوتا ہے کہ جبیں مدعی کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے کپڑا لے لے اور اس کا نقصان لے لے یا اس کپڑے کو مدعا علیہ کے حوالے کرے اور اس کی پوری قیمت لے لے اور یہ خرق وہ ہے کہ جو بہت ہوا درختوں سے خرق میں نقصان لے سکتا ہے جیسا کہ بیان ہوا اور یہ حکم اس وقت ہے کہ کپڑا حاضر ہوا اور اگر کپڑے کو نہ لایا اور اگر دعویٰ کیا کہ اس مدعا علیہ نے میرا کپڑا بھاڑ ڈالا ہے تو قاضی اس سے دریافت کرے گا کہ اس خرق سے تیرا کس قدر نقصان ہوا ہے اس کو بیان کرنا کہ مدعی علیہ سے اس کی قسم لی جائے اور یہ حکم اس وقت ہے کہ خرق ٹھوڑا سا ہو کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف۔ اور یہی صحیح ہو کہ یہ محیط میں ہے۔ اور اگر خرق زیادہ ہو کہ جس سے تمام کپڑے کی قیمت واجب ہوتی ہے تو سبب پر قسم لگا کہ دائرہ میں نے یہ فعل خرق جس طرح مدعی دعویٰ

لے ثابت ہو اور اگر تنگناک ہے ۱۱ لے سبب پر قسم لگا کہ اس نے میرا کپڑا بھاڑ ڈالا ہے اور اس کا نقصان لے لے یا اس کپڑے کو مدعا علیہ کے حوالے کرے اور اس کی پوری قیمت لے لے اور یہ خرق وہ ہے کہ جو بہت ہوا درختوں سے خرق میں نقصان لے سکتا ہے جیسا کہ بیان ہوا اور یہ حکم اس وقت ہے کہ کپڑا حاضر ہوا اور اگر کپڑے کو نہ لایا اور اگر دعویٰ کیا کہ اس مدعا علیہ نے میرا کپڑا بھاڑ ڈالا ہے تو قاضی اس سے دریافت کرے گا کہ اس خرق سے تیرا کس قدر نقصان ہوا ہے اس کو بیان کرنا کہ مدعی علیہ سے اس کی قسم لی جائے اور یہ حکم اس وقت ہے کہ خرق ٹھوڑا سا ہو کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف۔ اور یہی صحیح ہو کہ یہ محیط میں ہے۔ اور اگر خرق زیادہ ہو کہ جس سے تمام کپڑے کی قیمت واجب ہوتی ہے تو سبب پر قسم لگا کہ دائرہ میں نے یہ فعل خرق جس طرح مدعی

ملہ علی اس واقع کی زبان میں تفسیر کے مانند دینی ہوئی ہے ۱۲

کرتا ہے نہیں کیا ہے اس میں دعویٰ کے حق کا لحاظ ہے اگرچہ مدعا علیہ کے حق میں ضرورتاً تصور ہو کذا فی شرح ادب القاضی لخص  
للصدر الشہید۔ اگر کسی نے دعویٰ کیا کہ اسے میری دیوار ڈھادی یا توڑ ڈالی ہے اور مقدار دیوار اور موقع شکست اور نقصان کا  
بیان کر دیا اور قاضی سے نقصان کی درخواست کی تو قاضی اس شخص سے حاصل دعویٰ پر قسم لے گا کہ وہ اس شخص پر اس  
مدعی کے استدر دام یا کچھ ایسے سے نہیں واجب ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور ایسا ہی خصاف نے ذکر  
کیا ہے اور سنن لائے حوائی نے بیان کیا کہ سبب پر قسم لینا چاہیے حاصل دعویٰ پر نہ لینا چاہیے اور یہی صحیح ہے یہ محیط  
میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اسے میری بجری یا گاس ذبح کر ڈالی یا میرے غلام کی آنکھ پھوڑ دی  
اور وہ سوا اس کے اور کسی وجہ سے مر گیا یا میرے چوپایہ کی آنکھ پھوڑ دی یا میرے کسی مال میں نقصان کر دیا اور یہ چیز حاضر  
نہیں ہے تو قاضی دریافت کرے گا کہ اس کا نقصان کس قدر ہو پس اسی پر قسم لے گا اور سبب پر قسم نہ لے گا کیونکہ سبب پر قسم لینے سے  
مدعا علیہ کا ضرر ہے اور حاصل دعویٰ پر قسم لینے سے مدعی کا نقصان نہیں ہو کذا فی شرح ادب القاضی۔ ایک شخص نے دوسرے  
پر دعویٰ کیا کہ اسے میری دیوار بے بنی بٹی رکھ لی یا میری بھت پر بانی پہا یا میرے گھر میں برتالہ جاری کیا یا میری چار  
دیواری میں دروازہ نکالا ہے یا میری دیوار پر عبارت بنائی ہے یا میری زمین میں مٹی یا بالو ڈالوائی یا کوئی مرد جانور ڈال  
دیا ہے یا میری زمین میں درخت لگا دیے یا کوئی فصل کیا ہے کہ جس سے زمین میں نقصان آتا ہے اور زمین کے مالک کو  
اس کے دور کرنے کی ضرورت ہے اور اپنے صحت دعویٰ کے واسطے دیوار کا طول و عرض موضع بیان کر دیا اور زمین کے حدود  
و موضع کو بیان کر دیے پس اگر مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا تو قاضی سبب پر قسم لے گا اور اگر یہ صورت ہو کہ دیوار پر بٹی رکھنے  
والا مدعی ہو اس طرح کہ میری ایک بٹی اس شخص کی دیوار پر تھی وہ گرنی یا میں نے درست کرنے کے واسطے اس کو اکھاڑا تھا  
اب یہ شخص مجھے رکھنے نہیں دیتا ہے تو بدون تصحیح دعویٰ کے سماعت نہوگی اور تصحیح اس طرح ہوگی کہ میں نے  
کے اور یہ بیان کرے کہ مجھے ایک دو بیان رکھنے کا حق تھا اور بٹی کی موتانی بیان کرے پھر جب دعویٰ صحیح ہوا اور مدعا علیہ نے  
انکار کیا تو قاضی حاصل دعویٰ پر قسم لے گا کہ وہ انکار اس شخص کو ایسی ایسی بٹی رکھنے کا اس دیوار پر اس مقام پر حق واجب  
حاصل نہیں ہے پس اگر اسے انکار کیا تو اسپر ڈگری ہو جائیگی۔ اور اگر کسی شخص پر دعویٰ کیا کہ اس نے میری  
زمین میں ایک گڈھا کھود دیا کہ جس سے زمین میں نقصان ہوا اور نقصان کی درخواست دی پس اگر زمین  
کے حدود اور گڈھے کا مقام و مقدار اور نقصان بیان کیا تو قاضی مدعا علیہ سے حاصل دعویٰ پر قسم لے گا کہ وہ انکار اس  
شخص کا اس قدر نقصان مجھ پر نہیں واجب ہے کہ جبکہ یہ دعویٰ کرتا ہے اور سبب پر قسم نہ لے گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے  
اگر کسی پر دعویٰ کیا کہ میرا حق ہے کہ اسے گھر سے میرے گھر کا پانی ہے یا اسے گھر سے میرا راستہ ہے تو حاصل دعویٰ پر قسم  
پہنچائی کر دے ان سے گھر میں اس شخص کو یہ حق جس کا دعویٰ کر رہا ہے حاصل نہیں ہو یہ محیط تخریج میں ہے۔ اگر کسی شخص  
پر دعویٰ کیا کہ اسے عہد میرے بیٹے یا غلام یا ذمی کو ایسے آ کر سے قتل کیا کہ جس سے قصاص واجب ہوتا ہے اور قصاص  
کا دعویٰ کیا یا یہ دعویٰ کیا کہ اسے میرا ہاتھ یا میرے نابالغ بیٹے کا ہاتھ عہد کا ڈالا ہو یا میرے زخم یا جراحت کا دعویٰ  
کیا کہ جس میں بدلا واجب ہوتا ہے اور مدعا علیہ نے انکار کیا تو اس سے قسم لے سکتا ہو پھر قتل پر قسم لینے میں دور و اتین

ہیں ایک روایت میں آیا ہے کہ حاصل دعویٰ پر قسم لیا دے کہ واللہ مجھ پر اسکے فلان بیٹے یا فلان غلام یا فلان ولی کا خون نہیں ہے اور نہ میری جانب کوئی حق ہے بسبب اس خون کے کہ جو یہ دعویٰ کرتا ہو اور ایک روایت میں آیا ہے کہ بسبب پر قسم لیا دے کہ واللہ میں نے فلان بن فلان اس شخص کے ولی کو عہد قتل نہیں کیا ہو اور باسوا سے قتل کے زخم و جراحت وغیرہ میں جن میں قصاص آتا ہے یہ ہے کہ حاصل دعویٰ پر قسم لیا دے کہ واللہ مجھ پر اسکے اس زخم کا بدلہ نہیں ہے اور نہ اسوج سے میری طرف اسکا کوئی حق ہے پس اگر اسنے قسم کھالی تو بری ہو گیا اور اگر انکار کیا تو قتل کی صورت میں صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک دیت دینے کا حکم کیا جائیگا اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قید کیا جائیگا یہاں تک کہ قسم کھا دے یا اقرار کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کسی پر دعویٰ کیا کہ اسنے میرے بیٹے یا ولی کو خطا سے قتل کیا یا خطا سے اسکا ہاتھ کاٹا یا خطا سے سر زخمی کیا یا کوئی ایسے فعل کا دعویٰ کیا جس میں دیت یا ارش لازم آتا ہے تو حاصل پر قسم لیا دے کہ واللہ اس شخص کا مجھ پر یہ ارش یا دیت جسکا دعویٰ کرتا ہے جس جہت سے دعویٰ کرتا ہو نہیں ہو اور نہ اس میں سے کچھ ہے۔ اور امام ابووسف سے روایت ہے کہ جو حق غیر مدعی علیہ پیدا جب ہو قتل خطا کہ اسکی دیت مددگار برادری پر ہے اور وہ جرم کہ جسکے عوض ارش واجب ہوتا ہے تو اس میں اس طرح سے قسم لیا نیکی کہ واللہ میں نے اس شخص کے فلان بیٹے کو قتل نہیں کیا اور واللہ نہ اسکو یہ زخم دیا ہے اور جس جرم کا عوض اسی مدعا علیہ پر واجب ہوا ہے حاصل دعویٰ پر قسم لیا دے کہ واللہ میں نے اسکا غلام پر دعویٰ ہو میں اسکے نفس کے جرم کا دعویٰ ہو اور عہد ہو تو قسم میں اب میں ہی غلام ہے اس سے قسم لیا نیکی اور خطا سے جرم نفس کا دعویٰ ہو تو قسم اسکا مالک ہے اس پر قسم آویگی لیکن قسم علم پر لیا نیکی اور اگر نفس سے کم جرم ہو تو قسم اسکا مالک قرار پاوے بکا خواہ عہد ہو یا خطا ہو لیکن اس سے علم پر قسم لیا دے گی یہ محیط میں ہو۔ اگر دعویٰ ہر وجہ سے فعل مدعا علیہ کا ہو تو اس سے علی لبتائ یعنی قطعی طور سے قسم لیا دے گی علم پر قسم نہ لیا دے گی مثلاً دعویٰ کیا کہ تو نے میری پیچیز چوڑائی سے یا غصب کر لی ہو اور اگر ہر وجہ سے فعل غیر مدعا علیہ کا دعویٰ ہو تو علم پر قسم لیا نیکی مثلاً اگر کسی میت پر دشمن کا دعویٰ اسکے وارث کی حاضری میں بسبب استہلاک کے کیا یا یہ دعویٰ کیا کہ تیرے باپکے میری یہ پیچیز چوڑائی یا غصب کر لی ہے تو وارث سے اسکے علم پر قسم لیا دے گی اور یہی ہمارا مذہب ہے کذا فی الذخیرہ اور اس الائمہ ملوکی نے فرمایا کہ یہ قاعدہ ہر جگہ ٹھیک پڑتا ہے سوا اسے رد بالیب کے مثلاً مشتری نے دعویٰ کیا کہ یہ غلام بھگوان ہے اور بائع سے قسم لینی چاہی تو قطعی قسم لیا نیکی حالانکہ بھاگن غیر کامل ہو اور قطعی اسوا سے لیا جاتی ہو کہ بائع ضامن ہوا ہو کہ بیع کو تمام جہوں سے پاک سپرد کر دے تو یہ قسم اسکی ضمان کی طرف راجع ہو اور اسوا سے کہ فعل غیر مدعی علمی قسم اسوقت لیا جاتی ہے کہ جب منکر نے کہا کہ مجھے اسکا علم نہیں ہو اور جب بائع نے علم کا دعویٰ کیا تو اس سے قطعی قسم لیا نیکی کیا تو نہیں دیکھتا ہو کہ اگر مودع نے کہا کہ مالک و دیعت نے و دیعت پر قبضہ کر لیا ہے تو اس سے قطعی قسم لی جاتی ہے اور بھی وکیل نے جب دعویٰ کیا کہ موکل نے منہ پر قبضہ کر لیا ہے تو اس سے قطعی قسم لی جاتی ہو کیونکہ مدعی علم ہو کذا فی التبيين۔ اگر دعویٰ ایسے فعل پر ہو جو ایک وجہ سے مدعا علیہ کا فعل ہے اور ایک وجہ سے فعل غیر ہے مثلاً کہا کہ تو نے مجھ سے خریدی ہے حاصل دعویٰ یعنی جس بسبب سے دعویٰ کیا ہے اسکا جو کچھ مقصود و حاصل مطلب ہو اور دوم یہ کہ بسبب پر قسم ہو کہ میں نے یہ بسبب نہیں کیا جیسا کہ

اس کا نقصان ہوا لیکن اس عبارت سے قسم ہو کر تا کوئی گنجائش نہ رہے ۱۱۔ ارش جرم اور دیت و خون بہا ۱۲۔ یعنی اس وارث کے مورث سے مورث کے مورث مال تلف کو یا تو اس مال پر قبضہ ہو جائے یا نہ ہو



یا قرض ملی یا کرایہ لی تو قطعی قسم لی جائیگی کذا فی الموطا۔ اگر ایک شخص دوسرے کو قاضی کے پاس لایا کہ اسکے پاس انتقال کیا اور میرے اسپر ہزار درم چلے ہیں تو قاضی کو چاہیے کہ مدعا علیہ سے دریافت کرے کہ تیرا باپ مر گیا اگر اُس نے کہا کہ ہاں تو مدعی کے دعوے کو دریافت کرے پس اگر اقرار کیا کہ میرے باپ پر اسکا قرضہ ہے تو اسکے حصہ میں سے لیکر مدعی کو دلاوے اور اگر انکار کیا اور مدعی نے گواہ مناسبتے تو مقبول ہونگے اور مال ڈگری تمام ترکہ میں سے وصول کر دیا جائیگا نہ خاص اس وارث کے حصہ میں سے اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں اور اُس نے اختلاف کی درخواست کی تو اس مدعا علیہ وارث سے علی العلم قسم لی جائیگی یہی ہمارے علما کا قول ہے یعنی والہدین نہیں جانتا ہوں کہ میرے باپ پر اس مدعا علیہ کا ہزار درم قرض یا اس میں سے کچھ ہے جیسا کہ یہ دعویٰ کرنا ہے پس اگر اسے قسم کھائی تو رہا ہو گیا ورنہ اُس کے حصہ ترکہ سے دلا دیا جائیگا پس اگر اُس نے کہا کہ مجھے آپ کے ترکہ سے کچھ نہیں ملا ہے پس اگر مدعی نے اسکی تصدیق کی تو اُسکو کچھ نہ ملے گا اور اگر تکذیب کی تو وارث سے قطعی قسم لی جائیگی کہ والہدین مجھے باپ کے ترکہ سے ہزار درم یا اس میں سے کسی قدر کچھ نہیں ملا ہے پس اگر قسم نہ کھائی تو اسپر ڈگری ہو جائیگی اور اگر قسم کھائی تو اسپر کچھ نہیں ہے حکم اسوقت ہے کہ پہلے قرضہ پر قسم دلائی پھر وصول پر قسم دلائی اور اگر پہلے وصول پر قسم دلائی اور مدعی اُس سے قرضہ ہوئی کی قسم نہیں لے چکا ہے پھر قرضہ پر قسم لینا چاہی اور وارث نے کہا کہ مجھے قسم نہیں آتی ہے تو یہ قول مقبول نہ ہو گا اور علم پر قسم لی جائیگی اور اگر پہلے اُس سے قرضہ پر قسم لینا چاہی پس وارث نے کہا کہ مجھے میراث میں سے کچھ نہیں ملا ہے اور مجھے قسم نہیں آتی ہو پس اگر مدعی نے باوجود اسکے تصدیق کرنے کے قرضہ پر قسم لینا چاہی تو اُسکو یہ اختیار ہے اور اگر تکذیب کی اور قرضہ پر اور ترکہ ملنے دونوں پر قسم لینی چاہی تو مثل اُن کے اختلاف کیا اور عامہ شائع کے نزدیک مرتبہ اس قسم لی جائیگی ایک مرتبہ سے وصول پر قسم لی جائیگی اور دوسری مرتبہ ترکہ وصول نہ ہونے پر قطعی قسم لی جائیگی پس اگر وہ قسم سے باز رہا یا نہ تک کہ موت ثابت ہو گئی تو قرضہ پر علم پر قسم لی جائیگی پس اگر اُس نے قسم کھائی تو اسپر کچھ نہیں ہو گا اور اگر قسم سے باز رہا تو اسپر ڈگری ہوگی کذا فی شرح ادب القاضی للخصاص۔ ایک شخص نے ایک مال معین پر جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا اور مدعا علیہ سے قسم طلب کی پس اگر مدعا علیہ نے کہا کہ یہ مال میرے قبضہ میں میرا ہے آیا ہو اور قاضی اُسکو جانتا ہی نہیں جانتا ہو اور مدعی نے اسکا اقرار کیا یا نہیں کیا ولیکن مدعا علیہ نے اسکے گواہ سنائے تو ان سب صورتوں میں علم پر قسم دلائی جائیگی اس طرح کہ مدعا علیہ قسم کھاوے کہ والہدین نہیں جانتا ہوں کہ مجھے اس مال معین کا سپرد کر دینا اس مدعی کو واجب ہے اور اگر قاضی کو حقیقت حال معلوم نہ ہوئی اور نہ مدعی نے اسکا اقرار کیا اور نہ مدعا علیہ نے اسپر گواہ قائم کیے تو قاضی اُس سے قطعی قسم لیگا پس اگر مدعا علیہ نے درخواست کی کہ مدعی سے قسم لی جاوے کہ اُسکو میراث سے نہیں ملی ہو تو قاضی مدعی سے اسکے علم پر پون قسم لیگا کہ والہدین نہیں جانتا ہوں کہ اُسکو میراث سے ملی ہے پس اگر مدعی نے اس طرح قسم کھائی تو مدعا علیہ کو میراث کی حصہ اس کے حصہ کی خصوصیت اس وجہ سے کہ شاید دوسرے وارث نہ ہوں اور اگر سب اقرار کیا تو سب سے کر دیا جاوے پھر جس نے

و اگر سب اقرار کیا تو سب سے کر دیا جاوے پھر جس نے



جہت سے وصول ہونا مفتی ہو گیا اسوقت اس سے قطعی قسم لیا جائیگی پس اگر اسے قسم سے نکول کیا تو اس کی تہ کا مقر ہو گیا کہ اسکو میراث سے ملی سم اسوقت مدعا علیہ سے علم پر قسم لی جائیگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ یہ مال عین مجھے فلاں شخص کی طرف سے خریدنے یا ہبہ یا صدقہ کی وجہ سے ملا ہے تو اس سے قطعی قسم لیا جائیگی کہ واللہ مجھے یہ مال عین اس مدعی کو ہبہ و کرنا واجب نہیں ہوا اور اگر مدعا علیہ نے اپنی ملک مطلق ہونیکا دعویٰ کیا تو بھی اس سے قطعی قسم لیا جائیگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک غلام ہے اسپر ایک شخص نے آکر دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہوا تو قابض کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے خرید لیا ہے اور اپنے قبضہ میں لیا ہے تو موافق ظاہر الروایت کے مدعی سے دعویٰ حاصل پر قسم لیا جائیگی کہ واللہ یہ مال عین اس قابض کا نہیں ہے یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک باندی یا دوسری چیز خریدی پھر ایک شخص نے اسپر دعویٰ کیا کہ میں نے یہ باندی یا اسے اس شخص کے خریدنے سے پہلے خریدی ہو تو قابض سے سبب پر علمی قسم لی جائیگی کہ واللہ میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ باندی میرے خریدنے سے پہلے یا اسے اس مدعی نے خریدی ہے یہ محیط سرخسی میں ہے پس اگر مدعا علیہ نے قاضی سے عرض کیا کہ آدمی کبھی کوئی چیز خریدتا ہو پھر اقالہ وغیرہ کی وجہ سے باہم بیع ٹوٹ جاتی ہے اور وہ اس خوف سے اقرار نہیں کر سکتا ہے کہ اسکے کچھ ذمہ لازم آجاء تو قاضی مدعا علیہ سے یوں قسم لگا کہ واللہ میں نہیں جانتا ہوں کہ ان دونوں میں اس باندی کی بیع اس ساعت قائم ہے اور امام رکن الاسلام علی صفہی سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ پورا لحاظ تو اس طرح قسم لینے میں ہے کہ واللہ میں نے اس مدعی کی جسکی وجہ سے دعویٰ کرتا ہے نہیں ہے۔ پھر جو کچھ مذکور ہو امام ابو یوسف کے قول کے موافق ہو سکتا ہے ولیکن ظاہر الروایت کے موافق تو ہر حال میں حاصل دعویٰ پر قسم لی جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اگر مرتن کے قبضہ میں رہن ہو پھر راہن و مرتن سے کسی دوسرے شہر میں ملاقات ہوئی اور مرتن نے راہن سے اپنا قرضہ طلب کیا تو مرتن کو اسکا مال دینے کا حکم راہن کو کیا جائیگا پس اگر راہن نے دعویٰ کیا کہ رہن اسکے پاس تلف ہو گیا ہو اور مرتن نے اس سے انکار کیا تو اس سے قطعی قسم لی جائیگی کہ واللہ رہن تلف نہیں ہوا ہے اور اگر دونوں نے رہن کسی عادل کے ہاتھ میں رکھو ادیا تھا اور دونوں نے اسکے تلف ہونے میں اختلاف کیا تو مرتن سے اسکے علم پر قسم لیا جائیگی کذا فی الفصول العادیہ۔ ایک شخص کے پاس ایک چوبایہ ودیعت رکھا وہ اسپر سوار ہو گیا پھر چوبایہ ہلاک ہو گیا پس مستودع نے کہا کہ جب میں اسپر سے آرا یا ہوں تب ہلاک ہوا ہے اور مودع نے کہا کہ نہیں تیرے آترنے سے پہلے مرا ہے تو قسم لیکر مودع کا قول لیا جائیگا اور قسم علم پر ہوگی اس طرح کہ واللہ میں نہیں جانتا ہوں کہ اس کے آترنے کے بعد مرا ہے یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اگر دو شخصوں نے آج کے روز کی خریدی چیزوں میں یا اس میں سے کسی خریدی چیزوں میں یا اس سال کی خریدی چیزوں میں خسران کی اور خصوصیت تجارت کی کردی خواہ وقت بیان کیا یا کیا تو ایسی شرکت جائز ہے پس اگر ایک نے کہا کہ میں نے ایک متاع خریدی تھی وہ تلف ہو گئی اور دوسرے نے کہا کہ آدھا من لینا چاہا اور شرکت نے انکار کیا تو شرکت مدعی کا قول قسم سے معتبر ہوگا اور غیر ہر کے منکر سے قسم لی جائیگی کہ

لکھنے والے مطلق کہتا ہے ہبہ یا صدقہ وغیرہ کسی سبب کو بیان نہ کیا بلکہ یوں کہتا ہے کہ یہ میری ملک ہے ۱۲۔ خصوصیت یعنی خاص فلاں و فلاں قسم لیا جائیگا

شہادت ہے ۱۲۔

والشہین نہیں جانتا ہوں کہ اسے یہ مال خریدنا تھا اور حاکم ابو محمد کہتے تھے کہ اس قسم میں اس قدر زیادہ کرنا واجب ہے کہ دانشمین نہیں جانتا ہوں کہ اسے ہم دونوں کی شرکت میں یہ چیز خریدی تھی یہ محیط میں واضح ہو کہ جس مقام پر قطعی قسم آتی ہے اور اسے علم پر قسم کھالی تو معتبر نہوگی اور نہ نکول پر دگری کی جائیگی اور نہ قسم اس سے ساقط ہوگی اور جس مقام پر علم پر قسم آوے اور اسے قطعی قسم کھالی تو قسم معتبر ہوگی یہاں تک کہ قسم اس سے ساقط ہو جائیگی اگر اسے نکول کیا کیونکہ قسم قطعی زیادہ ہو کہ ہے پس مطلقاً معتبر ہوگی بخلاف ملک کے یہ تبیین میں ہے

تیسری فصل جن قسم آتی ہو اور جن پر نہیں آتی ہو اور جنکو قسم پر اقدام حلال ہے اور جنکو نہیں حلال ہے ان لوگوں کے بیان میں۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ مدعا علیہ نے اپنی نابالغ بیٹی کا نکاح حالت صغر میں میرے ساتھ کر دیا اور مدعا علیہ یعنی دختر کے باپ نے انکار کیا ہے اور مدعی نے اس سے قسم طلب کی پس اگر خصومت کے وقت لڑکی نابالغ ہے تو امام اعظم کے نزدیک باپ سے قسم نہیں لی جاسکتی ہے اور صاحبین کے نزدیک لی جاسکتی ہو اور اگر اقسوت لڑکی نابالغ ہے تو بالاتفاق قسم باپ سے نہ لی جائیگی اور صاحبین کے نزدیک عورت کے مدعی کے دعوے پر قسم لی جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ اسے اپنی باندی میرے ساتھ بیاہ دی ہے تو صاحبین کے نزدیک مالک سے قسم لی جائیگی اگرچہ وہ باندی بالغ ہو یہ فیصول عمادیہ میں ہے۔ ایک شخص پر مال دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے پس مدعا علیہ نے قاضی سے کہا کہ مدعی سے اس امر کی قسم لے کہ وہ حق پر ہے یا اس امر کی قسم لے کہ اسے گواہوں نے حق گواہی دی تو یہ قسم نہ لی جائیگی اسی طرح ہر جگہ جہاں خلاف شریعت درخواست قسم ہو منظور نہوگی اور اگر گواہ سے یہ قسم طلب کی کہ دانشمین نے حق گواہی دی ہے تو یہ قسم نہ لی جائیگی کذا فی الخلاصہ اگر مدعا علیہ نے کہا کہ (ایں ہاں) مقررہ است پیش ازین گواہی کہ این محد و ملک من است، اور گواہ و مدعی سے قسم لینی چاہی تو قسم نہ لی جاسے گی اس طرح اگر گواہ نے گواہی سے انکار کیا تو قاضی اس سے قسم نہ لیکے۔ اسی طرح اگر کہا دین شاہق این محد و در ادعوی کردہ است بر من پیش ازین گواہی، اور اس سے و مدعی سے قسم لینی چاہی تو قسم نہ لی جائیگی۔ اسی طرح اگر مدعی نے قاضی سے درخواست کی کہ مدعا علیہ سے یہ قسم لے کہ میں نے یہ قسم سچی کھائی ہے تو قاضی منظور نہ کرے گا یہ نیز ازہ الفین میں ہے۔ باب جو کچھ اپنے نابالغ لڑکے پر دعویٰ کرے انہیں انہیں قسم نہیں آتی ہو یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ایک شخص کی بیوی زمین کی نسبت دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے اور قابض نے کہا کہ یہ فلاں نابالغ لڑکے کی ہو تو مدعا علیہ سے قسم نہ لی جائیگی اور اگر قسم طلب کی گئی اور اسے نکول کیا تو نکول صحیح نہیں ہو پس اگر مدعی نے کہا کہ اسے میرا گھر تلف کیا بسبب اسکے کہ اسے اپنے نابالغ لڑکے کی ملک ہو نہ کا قرار کیا پس نکول کے وقت ضامن ہوگا تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک اس سے حلف نہ لیا جائیگا اور امام محمد کے نزدیک قسم لی جائیگی کیونکہ ان کے نزدیک غصب سے عقار کی ضمان ہوتی ہو اور امام ابو بکر محمد بن فضل نے فرمایا کہ اپنے نابالغ لڑکے کے واسطے اقرار کوینے سے قسم اس سے لے کیونکہ شاید اس نے حامل بنے لیے خریدی ہو ۱۲۷ اسے نکول قسم کھانے سے باز رہنا ۱۲۸ یعنی یہ گواہ اپنی اس گواہی دینے سے بچے مرے

۱۲۷ اس واسطے کہ اگر کوئی کہے کہ گواہی سے بچے مرے ۱۲۸ اس کو اس کے گواہوں سے بچے مرے ۱۲۹ اس کو اس کے گواہوں سے بچے مرے ۱۳۰ اس کو اس کے گواہوں سے بچے مرے

ساقط نہوگی اور امام ابوعلی فسطیؒ نے فرمایا کہ نابالغ کے واسطے اقرار کرنے سے قسم اُسکے ذمہ سے ساقط ہو جائیگی  
خواہ یہ نابالغ اُسکا بیٹا ہو یا غیر کا ہو۔ اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ یہ دارمیر سے بالغ بیٹے فلان غائب کا ہو تو یہ صورت اور  
اگر کسی اجنبی کی ملک ہونے کا اقرار کرے تو یہ صورت دونوں یکساں ہیں کہ اس سے قسم اُس سے ساقط نہوگی لیکن اگر  
اُس سے قسم لی گئی اور اُس نے انکار کیا تو دارمدعی کو دلایا جائیگا پھر اگر غائب حاضر ہوا اور اُسکی تصدیق کی کہ یہ گھر  
میرا ہے تو وہ اس گھر کو لے سکتا ہے کیونکہ اُسکی ملک ہونے کا اقرار سابق ہو یا یہاں نابالغ لڑکے کی ملک ہونے کا اقرار  
کرنے میں جسکے نزدیک قسم ساقط نہیں ہوتی قسم لی جائیگی اگر اُس نے قسم سے نکول کیا تو گھر مدعی کو دیا جائیگا پھر جب وہ  
نابالغ لڑکا بالغ ہوا اور اُس نے دعویٰ کیا تو اُسکو دلایا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو کسی نے شفعہ حوالہ کا دعویٰ  
کیا اور قاضی نے مدعا علیہ سے جواب مانگا تو اُس نے کہا کہ یہ دارمیر سے اس نابالغ لڑکے کا ہو تو اقرار صحیح ہو پس اگر شفعہ  
نے کہا کہ اس سے قسم لیجیوے کہ میں اسکا شفعہ نہیں ہوں تو قاضی اُس سے قسم نہ لیگا اور اگر شفعہ نے فرید واقع ہونے پر  
گواہ قائم کرنے کا ارادہ کیا تو لڑکے کا باپ اُسکا خصم قرار پا دیگا اور گواہی اُسکے مقابلہ میں سنی جائیگی یہ فیصلہ عبادتین  
ہو۔ ایک غلام دوسرے کے قبضہ میں ہو اُسپر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میرا ہے بلقا البض نے کہا کہ یہ غلام فلان غائب کا ہے  
اُس نے میرے پاس ودیعت رکھا ہے پس اگر اپنے دعوے پر گواہ نہ قائم کیے مہانتک کہ خصم قرار پایا تو مدعی کو اُس سے قسم لینے  
کا اختیار ہے پس اگر اُس نے دعوے پر قسم کھالی تو خصوصیت سے بری ہو گیا اور اگر قسم سے باز رہا تو مدعی کی ڈگری کر دی جائیگی پس  
اگر مقرر یعنی جسکے واسطے مدعا علیہ نے اقرار کر دیا ہے حاضر ہوا تو وہ غلام کو مدعی سے لے سکتا ہو لیکن مدعی سے کہا جائیگا کہ  
تجھ کو اس مقرر پر نالش کرنے کا اختیار ہے پس اگر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ میرا ہو لے لیگا اور اگر اُسکے پاس گواہ نہ ہوں تو اس مقرر  
مدعا علیہ سے قسم لیجیوگی پس اگر اُس نے قسم کھالی تو مدعی کے دعوے سے بری ہو گیا اور اگر قسم سے باز رہا تو مدعی کی ڈگری غلام  
کی اُسپر کر دی جائیگی اور یہ اُس صورت میں ہے کہ مدعا علیہ نے مقرر کے ملک ہونے کا اقرار کیا پھر مدعی کے واسطے قسم نکول کیا اور  
کچھ نہ کہا مہانتک کہ مدعی نے اس سے قسم لی اور اُس نے نکول کیا اور مدعی کی ڈگری کر دی گئی پھر اُس نے کسی غیر کی ملک ہونے کا اقرار  
کیا تو اقرار صحیح نہیں ہے اور اس غیر کے واسطے کچھ ضامن نہوگا یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک باندی ہو اُس نے کہا  
کہ مجھے فلان غائب سے ودیعت رکھنے کو دی ہے اور اُسکے گواہ بنا دیے کہ مدعی نے کہا کہ تیرے پاس ودیعت رکھنے کے بعد اُس نے  
فروخت یا بہہ کر دی ہے اور مدعا علیہ نے انکار کیا تو اُس سے قسم لیجیوگی کہ واللہ اُس نے تیرے ہاتھ فروخت نہیں کی یا تجھے بہہ  
نہیں کی ہے یہ وجہ کروری میں ہو۔ لڑکا اگر بچہ ہو پس اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو اُسکو قاضی کے دروازہ پر اُسکے  
حاضر کرنے کا استحقاق حاصل نہیں ہے کیونکہ اُسپر قسم آتی ہی نہیں ہے کیونکہ اگر وہ قسم سے باز رہا تو اُسکے نکول سے اُسپر ڈگری  
نہیں ہوتی سہم اور اگر مدعی کے پاس گواہ ہوں اور اُس نے دعویٰ کیا کہ اس لڑکے نے کھف کر دیا ہو تو اُسکو بڑے کے حاضر  
کر دینا استحقاق حاصل ہے کیونکہ لڑکے سے اُسکے افعال کا مواخذہ ہوتا ہے اور گواہ اُسکی طرف اشارہ کرنے کی ضرورت رکھتے ہیں  
ولیکن اُسکے ساتھ اُسکا باپ حاضر ہوگا تاکہ اگر لڑکے پر کوئی چیز لازم کی جاوے تو باپ کو اُسکے ادا کرینا حکم ہوگا کہ اُسکے  
مال سے ادا کرے یہ محیط سرخسی میں ہے اور جو لڑکا مادون سہ یعنی تصرفات کی اجازت اُسکو حاصل ہو وہ مثل بالغ کے قسم لے

جو حکم تصرفات کی اجازت حاصل نہوگا

جائیگا اور ہم اسکو لیتے ہیں اور ایسے ہی مکاتب اور غلام تاجر کا حکم ہے اور غلام مجبور قسم دلائے جانے کے حق میں مثل غلام ماذون کے ہے پھر اگر مال لیبب تلف کر دینے کے اس کے ذمہ ثابت ہوا تو اسکی وجہ سے فرحت کیا جائیگا اور اگر ایسا مال ثابت ہوا جسکا مواخذہ اس سے بعد آزاد ہونے کے ہوگا جیسے بلا اجازت مالک کے اسے نکاح کر لیا اور اسکا دین مہر واجب ہو یا بلا اجازت مالک کے اسے نکاح کر لی تو قسم دلائی جائیگی اگر اسے قسم کھالی تو بری ہو گیا اگر نکول کیا یا اقرار کیا تو بعد آزاد ہونے کے اس سے مواخذہ ہوگا یہ وجہ کروری میں ہو بیجا وی قرض کے دعوے میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے کہ قسم کس وقت لی جائیگی درامح یہ ہے کہ بیعہ آجائے سے پہلے اس سے قسم نہ لیا جائیگی کذا فی الخلاصہ۔ اگر زید نے دعویٰ کیا کہ عمر درگیا اور اسے بکرینی اس مدعا علیہ کو مدعی مقرر کیا ہو اور بکرینے کہا کہ مجھے دسی نہیں مقرر کیا ہے تو اس سے قسم نہ لی جائیگی ایسے ہی اگر کسی پر دعویٰ کیا کہ یہ غلام شخص کا وکیل ہو تو بھی ہی حکم ہے۔ اسبطرے اگر کار بکرینے کسی پر دعویٰ کیا کہ اس شخص نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ چیز مجھے بنا دے تو مدعا علیہ سے قسم نہ لی جائیگی کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف۔ ایک شخص نے کسی شخص سے کوئی چیز بوائی پھر اس سے مصنوع میں دونوں نے اختلاف کیا بوائے والے نے کہا کہ جیسی میں نے کہی تھی ویسی تو نے نہیں بنائی ہے اور کار بکرینے کہا کہ ویسی ہی بنائی ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ دونوں میں سے کسی سے دوسرے کی درخواست پر قسم نہ لی جائیگی کذا فی فتاویٰ قاضی خان کسی نے میت کے ترکہ پر قرض کا دعویٰ کیا اور مدعی کو قاضی کے پاس لایا اور اس کے پاس گواہ نہیں پس اگر مدعی وارث ہے تو اس سے قسم لی جائیگی ورنہ نہیں لی جائیگی کذا فی الذخیرہ۔ زید نے عمر پر دعویٰ کیا کہ اسپر ہزار درہم بنام بکر بن خالد مخدومی کے ہیں اور یہ مال میرا ہے اور بکر بن خالد مخدومی نے بھی اقرار کیا ہے کہ یہ مال جو اس کے نام سے ہے میرا ہے اور اسکا نام مشک میں لکھا ہے اور بکر بن خالد جس کے نام سے یہ مال ہے اسے مجھے یہ مال وصول کرنے اور اس میں خصوصت کرنے کے واسطے وکیل کیا ہے پس اگر مدعا علیہ نے اس کے دعوے کی تصدیق کی تو حکم دیا جائیگا کہ یہ مال اسکو دیدے اور یہ قضا علی الغائب نہوگی حتیٰ کہ اگر بکر بن خالد جو غائب ہے حاضر ہوا اور اسے دکا لے نکار کیا تو مدعا علیہ سے اپنا مال لے لیگا اور یہ شخص بدست واپس لے لیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر مدعا علیہ نے تمام دعوے سے انکار کیا پس قاضی سے مدعی نے درخواست کی کہ اس سے قسم لیوے تو قاضی مدعی کو حکم دیگا کہ اپنے دعوے پر گواہ لادے کہ بکر نے مال اقرار کیا ہے اور مدعی کو اس کے وصول کرنے کا وکیل کیا ہے اور شرط یہ ہے کہ اس کے گواہ سادے کہ میں بکر بن خالد کا وکیل ہوں تاکہ اسکا خصم ہونا ثابت ہو پس اگر اسے قائم کیے تو اسکا خصم ہونا ثابت ہو گیا پھر اس کے بعد اگر مال پر گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور عمر دے مال سے لے سکتا ہے اور یہ حکم غائب پر جاری ہو جائیگا حتیٰ کہ اگر بکر بن خالد غائب آیا اور اسے انکار کیا تو عمر دے اپنا مال نہیں لے سکتا ہے اور اگر زید کے پاس مال کے گواہ نہ ہوں اور اسے عمر دے قسم طلب کی تو قاضی اس سے یوں قسم دیگا کہ دانشہ مجھ بکر بن خالد مخدومی کا یا اس کے نام سے یہ مال کہ جسکو زید بن نعیم بیان کرتا ہے اور وہ ہزار درہم ہیں نہیں ہے اور نہ اس سے کم ہے اور اگر مدعی کے پاس وکیل کرنے کے گواہ بھی نہ ہوں اور اسے قاضی سے درخواست کی کہ عمر دے جانتا ہے کہ مجھے بکر بن خالد نے جس کے نام سے مال ہے اس ل کے وصول کرنے کے

واسطے وکیل کیا ہے پس اس سے اس امر پر قسم لے تو قاضی اس سے قسم لے گا کہ دالثر میں نہیں جانتا ہوں کہ اس زید کو  
 کریم خاں نے دعویٰ سے موافق اس کے دعوے کے وکیل کیا ہے پس اگر اس نے قسم کھالی تو جھگڑا دفع ہوا اور اگر قسم سے باز رہا  
 تو وکالت کا مقدار مال کا منکر قرار پائیگا۔ اور اگر مدعی نے لینے زید نے اس امر کے گواہ دیے کہ کریم خاں نے یہ  
 مال میری ملک ہونے کا اقرار کیا ہے اور توکیل کے گواہ اسکے پاس نہیں ہیں تو زید دعوے کے درمیان خصوصیت قائم نہیں  
 ہو سکتی ہے پس اگر اس نے قاضی سے درخواست کی کہ اس سے قسم لے تو جیسا ہم نے بیان کیا اسی طرح قسم لے گا پس  
 اگر اس نے قسم کھالی تو جھگڑا دفع ہوا اور اگر قسم سے باز رہا تو مقدار وکالت اور منکر مال قرار پائیگا اور اگر صریحاً یا قسم سے منکول  
 کے ضمن میں وکالت کا اقرار کیا اور مال سے انکار کیا تو مال پر قسم لینے اور اس سے وصول کر نیکی حق میں مدعی اسکا خصم  
 قرار پائیگا اور حق خصوصیت میں خصم ہو گا حتیٰ کہ اگر مدعی نے مدعا علیہ پر مال ثابت کرنے کے واسطے مال پر قسم لائی جانے  
 سے پہلے یا بعد گواہ قائم کرنے چاہے تو سماعت نہ ہوگی اور نظیر اسکی یہ مسئلہ ہے کہ ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ اگر زید نے  
 دعویٰ کیا کہ مجھے کریم خاں نے اپنے ہر حق کے طلب کرنے کے واسطے جو اسکا اس عمر پر آتا ہو وکیل کیا ہوا اور  
 اس کے سپر ہزار درم ہیں پس مدعا علیہ نے وکالت کا اقرار کیا اور مال سے انکار کیا پس مدعی نے کہا کہ میں گواہ قائم کرتا ہوں  
 کہ اس پر اسکی مال سے تو اس ثبات میں خصم قرار پائیگا۔ اور اگر کسی شخص نے اس سے اقرار کیا تو قاضی اسکو حکم کرے گا کہ  
 وکیل کو دیدے اور اگر کچھ اقرار نہ کیا اور وکیل نے استحالات کا ارادہ کیا تو قاضی اسکو قسم دلائیگا پس اگر غائب  
 اسکے بعد آیا اور وکالت سے انکار کیا تو اسی کا قول لیا جائیگا پس ایسا ہی مسئلہ سابقہ میں ہے لیکن اگر مال کا  
 اقرار کیا اور وکالت سے انکار کیا پس اگر وکالت پر اسے گواہ قائم کر دیے تو مطلقاً خصم قرار پائیگا اور مدعا علیہ کو حکم کیا  
 جائیگا کہ مال کے سپرد کرے اور اگر اسکے پاس گواہ نہ ہوں اور قسم لینے کا ارادہ کیا تو قسم لی جائیگی جیسا کہ ہم نے بیان کیا  
 پس اگر مدعا علیہ نے قسم کھالی تو جھگڑا دفع ہوا اور اگر منکول کیا تو وکالت مال لینے کے حق میں ثابت ہوگی نہ حق  
 خصوصیت میں اور نہ قضا علی الغائب میں لہذا فی شرح ادب القاضی للصدر المشہد۔ ایک شخص کو کسی نے اپنے  
 شفعہ کے طلب کے واسطے وکیل کیا پس مشتری نے وکیل پر دعویٰ کیا کہ اسکے موکل نے مجھے شفعہ سپرد کر دیا ہے اور  
 قاضی سے درخواست کی کہ اس سے قسم لی جاوے تو قاضی وکیل سے قسم نہ لے گا اور اگر یہ دعویٰ کیا کہ وکیل نے سپرد  
 کیا ہے پس اگر غیر مجلس حکم میں سپرد کرنے کا دعویٰ کیا تو وکیل سے قسم نہ لی جائیگی اور اگر مجلس حکم میں سپرد کر دیئے کا  
 دعویٰ کیا اور وکیل انکار کرتا ہے تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک اس سے قسم لی جائیگی اور امام محمد کے نزدیک  
 نہیں لی جائیگی یہ محیط میں ہے۔ ہر جگہ جہاں اقرار کرنے سے اسکے ذمہ حق لازم ہوتا ہو جب انکار کرے گا تو وکیل سے  
 قسم لی جائیگی مگر تین مسئلوں میں ایک یہ کہ وکیل خریدنے کے اگر بیع میں عیب پایا اور بسبب عیب کے واپس کرنا  
 چاہا اور بائع نے ارادہ کیا کہ اس سے یوں قسم لے کہ دالثر میں نہیں جانتا ہوں کہ موکل عیب پر راضی ہو گیا ہو تو قسم  
 نہ لی جائیگی اگرچہ ایسا ہے کہ اگر وکیل رضائے موکل کا اقرار کرے تو بیع اسکو لازم ہوا اور واپس کر نیکی حق باطل ہو جائے  
 دوسرے یہ مسئلہ ہے کہ اگر موکل پر ضمانندی کا دعویٰ ہو تو قسم اس سے نہ لی جائیگی اگرچہ ایسا ہے کہ اگر اقرار



ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اسے میرا مال تلف کر دیا اور قاضی سے قسم ولاسنے کی درخواست کی تو قاضی اس سے قسم نہ لیگا اور اسپطرح اگر کہا کہ یہ میرا شہر کا ہے اور اسے نفع میں خیانت کی اور میں نہیں جانتا ہوں کہ کس قدر خیانت کی تو اسے التفات نہ کیا جائیگا۔ اسپطرح اگر کہا کہ مجھے خبر ہو چکی ہے کہ فلان بن فلان نے میرے لیے کچھ وصیت کی تھی اور مجھے اسکی مقدار نہیں معلوم اور قاضی سے درخواست کی کہ وارث سے قسم لیا دے تو قاضی منظور نہ کرے گا اسی طرح اگر قرض دار نے کہا کہ کچھ قرض میں نے ادا کر دیا ہے اور مجھے نہیں معلوم کہ کس قدر ادا کیا ہے یا میں اسکی مقدار بھول گیا اور چاہا کہ طالب قسم کی جا دے تو اسے التفات نہ کیا جائیگا قسمس لائے صلوائی نے فرمایا کہ جہالت قدر جس طرح قبول مینہ کی مانع ہے اسی طرح قبول استخلاف کی بھی مانع ہے لیکن اگر قاضی کے نزدیک صی تیم یا تیم وقف تیم ہو اور اسپر کسی نے معلوم کا دعویٰ نہ ہو تو بجا وقف و تیم کے اس سے قسم لیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص کی مقبوضہ منزل پر دوسرے نے دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک ہے اسے غصب کر لی اور وہ مجھ کو میری ملک سے منع کرتا ہے پس مدعا علیہ نے کہا کہ یہ منزل بہت معلوم وقف ہے تو وہ وقف ہو جائیگا اور مدعا علیہ پر قسم آ دیگی اگر قسم کھالی تو بری ہو گیا ورنہ اسکی قیمت کا ضامن ہو گا اور منزل اسکو نہ دی جائیگی اسی طرح اگر مدعا علیہ نے گواہ منائے کہ یہ بہت معلوم پر وقف ہے اور وقف کرنے والے کو ذکر نہ کیا تو قسم اس سے منفع نہوگی اور اس کے اقرار سے وقف ہو جائیگی اور گواہ پیش کرنا ایک امر ازائد ہے کہ اسکی کچھ حاجت نہیں ہے یہ حکم اسوقت کہ کہا کہ یہ وقف ہے اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے اسکو وقف کیا ہے و مدعی نے اس سے قسم طلب کی تو امام محمد کے نزدیک بخلاف امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے اس سے قسم لی جائیگی اور اگر اس واسطے قسم دلانی چاہی کہ میں اس منزل کو لے لوں تو بالاتفاق قسم نہ لی جائیگی اور فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے کذا فی الخلاصہ۔ ایک شخص نے دوسرے پر ایک کپڑا غصب کر لینے کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اسکا اقرار کیا پھر دونوں نے اس کی قیمت میں اختلاف کیا پس مدعی نے کہا کہ میرے کپڑے کی قیمت سو درم ہیں اور غاصب نے کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ اسکی کیا قیمت ہے لیکن اتنا جانتا ہوں کہ سو درم نہیں ہے تو قسم کے ساتھ غاصب کا قول مقبول ہو گا اور بیان کے واسطے حکم کیا جائیگا پس اگر اسے بیان نہ کی تو اس سے فصوص منہ کے دعوے پر جو زیادتی کا دعویٰ کرتا ہے قسم لی جائیگی اگر گئے قسم کھالی اور فصوص منہ کا دعویٰ ثابت نہوا تو کتاب الاستخلاف میں مذکور ہے کہ منصوب منہ سے قسم لی جائیگی کہ اسکی قیمت سو درم تھی یہ محیط میں ہے۔ بالغ نے اگر شن پر قبضہ کرنے کا اقرار کیا پھر کہا کہ میں نے وصول نہیں پایا اور مشتری سے قسم طلب کی تو استحساناً تصدیق کرے کہ اس سے قسم لی جائیگی اور یہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہے اور امام اعظم و امام محمد کے نزدیک قیاساً قسم نہ لی جائیگی اور اس مقام پر بایں مسئلہ میں ایک تو یہی جو مذکور ہوا دوسرا یہ کہ ایک شخص نے اپنا گھر فروخت کرنے کا اقرار کیا پھر کہا کہ میں نے بیع کا اقرار کیا لیکن فروخت نہیں کیا اور مشتری سے قسم طلب کی تیسرا یہ کہ مشتری نے بیع پر قبضہ کرنے کا اقرار کیا پھر کہا کہ میں نے نہیں قبضہ کیا پھر تھا یہ کہ قرض دار نے کہا کہ میں نے قرضہ پر قبضہ کرنے کا اقرار کیا لیکن قبضہ نہیں کیا تھا یا بچوان یہ کہ وہ اپنے کہا کہ میں نے ہبہ کر دینے کا اقرار کیا

استخلاف قسم چاہتا ہے۔







میں دوسرے کا گھر تھا اسے وہ دیوار جو بڑوسی کے گھر سے متصل تھی کسی شخص کو صدقہ دیدی پھر جس کو صدقہ دیدی تھی اسے باقی گھر اس سے خرید لیا تو بڑوسی کو اس میں شفعہ نہیں پہنچتا ہے پس اگر بڑوسی نے بائع یا مشتری سے قسم طلب کی کہ دائرہ میں نے دیوار کو ضرر رسائی یا شفعہ سے قرار کے واسطے برہنہ و تجلیہ و ابطال شفعہ میں فروخت کیا ہے تو قاضی اس طور سے قسم لیگا اور مراد امام محمد کی اس قول سے دائرہ علم یہ معلوم ہوتی ہے کہ بڑوسی نے کہا کہ دیوار کا صدقہ نہ کرنا تجلیہ کے طور پر تھا اور اس نے درحقیقت تمام گھر فروخت کیا اور مشتری سے خصومت کی خواہ نکھر اس کے قبضہ میں ہو یا نہ ہو یا بائع سے خصومت کی بشرطیکہ گھر اس کے قبضہ میں ہو اور بائع یا مشتری سے اس امر کی قسم لینی چاہی تو اسکو یہ اختیار ہو گا پس اگر اسے قسم کھانی تو دیوار صدقہ کرنے میں تجلیہ ثابت نہوا اور خصومت منقطع ہو گئی اور اگر نکول کیا تو تجلیہ ثابت ہو اور بڑوسی کو شفعہ ہونے کا یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک نے دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو فلان سے خرید اسے اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ میرے پاس اسے زہن کی ہو یا بعض ہزار درم کے اجارہ بردوسی ہے اور مدعا علیہ نے پہلے زہن کرنے یا اجارہ دینے کا اقرار کیا پس بھی خریدنے کہا کہ اس سے قسم لجاوے کہ اسے میرے ہاتھ فروخت نہیں کی تو اس سے قسم لیا جائیگی اگر اسے قسم کھانی تو جھگڑا ختم ہوا اور اگر نکول کیا تو بیع ثابت ہوگی اور مشتری کے واسطے اختیار ثابت ہوگا اگر چاہے ذنک زہن یا بیع اجارہ ایک صبر کرے یا بیع فسخ کرے! اور اگر اسے پہلے مدعی کے ہاتھ فروخت کرنے کا اقرار کیا پھر مرتب یا مستاجر نے کہا کہ اس سے قسم لجاوے کہ میں نے اسکو زہن نہیں کیا یا اجارہ پر نہیں دیا ہے تو اس پر قسم نہ آدگی۔ ایسی طرح اگر دونوں اجارے کے مدعی ہوں اور مدعا علیہ ایک واسطے اقرار کر دیا تو دوسرے کے واسطے اس سے قسم نہ لی جائیگی یہ محیط سرخی میں لکھا ہو۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک گھر یا اسباب یا حیوان ہے اسکو وہ شخص قاضی کے پاس لائے اور ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو لکھا ہے اسے کو خرید اسے پس مدعا علیہ نے ایک شخص خاص کے واسطے دونوں میں سے اقرار کیا کہ میں نے اسے ہاتھ فروخت کیا ہوا اور دوسرے سے انکار کیا پس قاضی سے درخواست کی کہ میرے ہاتھ نہ بیچے کیواسطے اس سے قسم لجاوے تو قسم لیا دگی ایسی طرح اگر مدعا علیہ نے دونوں کے دعوے سے انکار کیا اور قاضی نے ایک کے واسطے قسم لی اور اسے نکول کیا اور سبب نکول کے ذکر کر دی گئی پھر دوسرے نے کہا کہ میرے واسطے قسم لجاوے تو نہ لی جاوے گی۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک گھر یا اسباب ہے اسکو وہ شخص قاضی کے پاس لائے اور ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ قابض نے مجھے یہ کہہ کر دیا اور قبضہ دیدیا ہے پس قابض نے ایک میں سے واسطے اقرار کیا اور دوسرے نے اسکی قسم طلب کی تو قسم نہ لی جاوے گی۔ اسی طرح اگر قاضی نے اس سے ایک واسطے قسم لی اور اسے نکول کیا تو پھر دوسرے کے واسطے قسم نہ لیا دگی۔ ایسی طرح اگر ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ اسے بعض ہزار درم کے میرے پاس زہن کر کے قبضہ کرادیا ہے اور اسے ایک کے واسطے اقرار کیا یا ایک کے واسطے قسم لیا گیا اور اسے قسم سے نکول کیا تو دوسرے کے واسطے قسم اس سے لیا دگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ ایک شخص کے قبضہ میں باندی یا غلام یا کوئی اسباب ہے پھر وہ شخصوں نے دعویٰ کیا ہر ایک کہتا ہو کہ قابض نے میرے پاس سے غصب کر لیا ہے یا میری ہے میں نے اسکو ودیعت دی ہے اور قاضی نے اس سے دریافت کیا

سے زہن کیے پاس لائی کر دیا گیا ہو ۱۲۰ عد یعنی ملک سلطان کا دعویٰ کیا گیا۔

پس اگر آسنے کسی کے واسطے اقرار کیا تو اسکو دیدینے کی واسطے حکم کیا جائیگا پھر اگر دوسرے نے اس سے قسم طلب کی تو اسکی کوئی راہ نہیں ہے بلکہ اسکی خصوصیت مقررہ کے ساتھ ملک مطلق کے دعوے میں ہوگی پس اگر دوسرے نے کہا کہ مدعا علیہ نے اس شخص کے واسطے اقرار کر دیا ہے کہ مجھ پر سے قسم دفع ہو پس میرے واسطے اس سے قسم لینا چاہیے تو صورت یہ ہے کہ قسم نبی جادگی اور ایسا ہی ودیعت میں امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے اور غصب میں قسم نبی جادگی اور امام محمدؒ کے نزدیک ودیعت میں بھی ایسا ہی ہے اور اگر آسنے دونوں کے واسطے اقرار کیا تو دونوں کو دیدینے کا حکم کیا جائیگا اور کسی کے واسطے کچھ ضامن نہوگا پس اگر ایک نے یا ہر ایک نے دونوں میں سے یہ درخواست کی کہ نصف میں میری ملکیت ذاتی کے واسطے ملک مطلق کے دعوے میں اس سے قسم لی جائے تو قسم نہ لی جادگی اور ایسا ہی ودیعت میں امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے اور غصب میں قسم نبی جادگی اور امام محمدؒ کے نزدیک ودیعت میں بھی نبی جادگی اور اگر دونوں کے دعوے سے آسنے انکا دیکھا اور ہر ایک نے قاضی سے اسکی قسم کی درخواست کی تو قاضی اس سے یوں قسم نہ لیگا کہ دائرہ غلام ان دونوں کا نہیں ہے ولیکن ہر ایک کے واسطے اس سے قسم لیگا پھر مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ دونوں کے واسطے ایک ہی قسم اس طور سے لیگا کہ دائرہ غلام ان دونوں کا نہیں ہے نہ اسکا ہے اور نہ اسکا ہے اور ہر ایک کے واسطے علیحدہ قسم نہ لیگا اور بعضوں نے کہا کہ ہر ایک کو واسطے علیحدہ قسم لیگا اور قاضی کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے اپنی رائے کے موافق کسی سے شروع کرے یا دونوں کے نام قرعہ ڈال کر جسکے نام پہلے نکلے اس سے قسم لیوے تاکہ دونوں کا دل خوش رہے اور قاضی کی طرف کسی طرح قیمت کا شبہ نہ ہو پھر اگر ہر ایک کے واسطے قاضی نے علیحدہ قسم لی تو مسئلہ کی تین صورتیں ہیں اول یہ کہ ہر ایک کے واسطے قسم کھا گیا کہ اسکا نہیں ہے اور اس صورت میں دونوں کے دعوے سے بری ہو گیا اور یہ ظاہر ہے دوسرے یہ کہ ایک کے دعوے پر قسم کھائی اور دوسرے سے نکول کیا تو پہلے کے دعوے سے بری ہوا اور دوسرے کے واسطے پوری چیز کے واسطے ڈگری کر دی جائیگی گویا تنہا اسی نے دعویٰ کیا تھا اور اگر پہلے کے دعوے سے نکول کیا تو قاضی پہلے کے واسطے ڈگری نہ کریگا بلکہ دوسرے کے واسطے قسم لیگا کہ اس میں کیا حال ہوگا اور اگر قاضی نے پہلے کی قسم سے نکول پر پہلے کے واسطے ڈگری کر دی حالانکہ اسکو ایسا کرنا نہ چاہیے تو حکم قاضی نافذ ہو جائیگا اور اگر دونوں کے دعوے سے یکساں نکول کیا مثلاً قاضی نے بعض مشائخ کے قول کے موافق اس سے ایک ہی قسم لی اور آسنے نکول کیا یا دونوں کے دعوے سے قسم میں آگے چھپے نکول کیا مثلاً قاضی نے موافق بعض مشائخ کے علیحدہ علیحدہ قسم لی اور آسنے نکول کیا تو دونوں صورتوں میں ایک ہی حکم ہے ملک مطلق کے دعوے میں مال عین کا دونوں میں مشترک ہونے کا حکم ہوگا اور دعوے غصب میں مال عین دونوں میں دقت دونوں میں مشترک ہونے کا حکم ہوگا اور دعوے ودیعت میں مال عین دونوں میں مشترک ہونے کا حکم ہوگا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک کچھ قیمت کی ڈگری نہوگی اور امام محمدؒ کے نزدیک قیمت کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہی ایک شخص کے قبضہ میں ایک غلام ہے کہ اسکو اپنے باپ سے میراث ملا ہے اس پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ غلام میرا

ہے میں نے اسکے باپ کے پاس دولت رکھا تھا اور قابض نے انکار کیا تو قابض سے اسکے حکم پر اس دعوے کی  
تسمیٰ جائیگی اگر قسم کھاتی تو بری ہو گیا اور اگر نکول کیا تو اسپر ڈگری کر کے حکم کیا جائیگا کہ غلام مدعی کے سپرد کرے  
پھر بعد سپرد کر دینے کے اگر مدعا علیہ پر دوسرے شخص نے مثل پہلے شخص کے دعویٰ کیا اور قسم لینی چاہی تو اسپر قسم  
دینے کا حکم ہو گا اور شاخ نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہے کہ وارث کے ہاتھ میں باپ کے ترکہ سے سوائے اس  
غلام کے کچھ نہ ہو اور اگر سوائے اسکے اور بھی کچھ مال ہو تو دوسرے مدعی کے واسطے بھی قسم لی جائیگی پس اگر نکول  
کیا تو اسپر ڈگری کر دی جائیگی اور اگر ایسا دعویٰ غصب میں ہو تو بھی دوسرے کے واسطے قسم نہ لی جائیگی جبکہ  
اسکے قبضہ میں ترکہ سے سوائے اس غلام کے کچھ نہ ہو اور اگر ہو تو قسم لی جائیگی یہ فیصلہ عمادیہ میں ہو۔ اگر دو  
شخص نے ایک عورت کے نکاح کا دعویٰ کیا اور اسکو قاضی کے پاس لائے پس ایک کے واسطے آئے  
اقرار کیا اور دوسرے کے واسطے انکار کیا پس دوسرے نے کہا کہ میرے واسطے اس سے قسم لیا دے تو قاضی قسم  
نہ لیا اور یہ بالاتفاق ہے کہ کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ اور شوہر مقررہ سے اختلاف ہونے میں نظر الاسلام بزدلی  
ذکر کیا کہ مشاخ کا اختلاف بعضوں نے کہا کہ اختلاف ہو گا اور بعضوں نے کہا کہ اختلاف ہو گا پس اگر آئے قسم کھائی  
تو پھر عورت سے قسم نہ لی جائیگی اور اگر نکول کیا تو اس وقت عورت سے قسم لی جائیگی اگر عورت نے بھی نکول کیا تو دوسرے کے  
نکاح کی نسبت حکم کیا جائیگا اور نکاح اول کا باطل ہو گیا کذا فی المحیط۔ اگر عورت نے دونوں کے دعوے سے انکار کیا  
پس قاضی نے ایک کے واسطے موافق قول امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے قسم لی اور عورت نے نکول کیا اور اسکے نکاح  
کا حکم ہو گیا تو بالاتفاق دوسرے کے واسطے قسم نہ لی جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص نے  
ایک باندی خریدی اور دونوں نے باہم قبضہ کر لیا پھر بسبب عیب کے بائع کو بسبب اسکے کہ بائع نے قسم سے  
نکول کیا قاضی نے واپس کرادی پھر بائع نے آکر دعویٰ کیا کہ یہ باندی مجھے واپس دی گئی حالانکہ واصل سے قحطی پس  
اگر مشتری نے اقرار کیا تو اسکے ذمہ ڈالی جائیگی اور بائع سے پہلے عیب کا نقصان واپس لیا اور اگر انکار کیا تو قاضی  
باندی کو عورتوں کو دکھلا دیا اگر عورتوں نے کہا کہ یہ حاملہ ہے تو مشتری سے قسم لیا کہ وہ انتشار یہ حل میرے پاس نہیں  
پیدا ہوا ہے پس اگر آئے قسم کھائی تو جھگڑا دفع ہوا اور اگر نکول کیا تو بائع کو اختیار ہے چاہے باندی کو رہنے دے  
اور مشتری سے کچھ نہ لیا یا باندی مع نقصان عیب ادل مشتری کو پھیر دے کذا فی الخلاصہ۔ اور اگر مشتری نے قاضی  
سے کہا کہ یہ حل بائع کے پاس تھا تو بائع سے قسم لی جائیگی اور شاخ نے فرمایا کہ یون قسم لینی چاہیے کہ دائرہ میں نے یہ  
باندی حکم اس بیچ کے مشتری کو سپرد کر دی در حالے کہ اس میں عیب نہ تھا۔ اور اگر باندی مشتری کے پاس ہوا دے  
بائع سے عیب کی بابت جھگڑا کیا پھر جب حاکم نے باندی بائع کو واپس کر دینے کا حکم کیا تو بائع نے کہا کہ حاملہ ہے اور یہ حل  
مشتری کے پاس پیدا ہوا ہے اور مشتری نے کہا کہ نہیں بلکہ بائع کے پاس کا ہے تو قاضی بائع کو اسکی قسم دلا دیا مشتری  
کو نہیں دلا دیا یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص پر قسم آئی اُسے کہا کہ مدعی نے مجھ سے ظلم خسر کے قاضی کے پاس اسی دعوے  
میں تسلیم کیا ہے اور چاہا کہ مدعی سے اس امر پر قسم لی جاوے تو قاضی مدعی سے قسم لیا کہ دائرہ میں نے اسکو قسم نہیں

دلائی ہے پس اگر نکول کیا تو اسکو مدعا علیہ سے قسم لینے کا اختیار نہ ہو گا اور اگر قسم کھائی تو مدعا علیہ سے مال پر قسم  
لے سکتا ہے کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ اگر مدعا علیہ نے دعویٰ کیا کہ اسنے مجھے اس دعویٰ سے بری کر دیا ہو اور قاضی سے  
درخواست کی کہ اس سے قسم لی جاوے کہ اسنے مجھے اس دعویٰ سے بری نہیں کیا ہو تو قاضی اس سے قسم نہ لیگا اور  
حکم دیگا کہ اپنے خصم کی جواب دہی کرنے پھر جو چاہے اسپر دعویٰ کر اور یہ بخلاف اسکے ہے کہ مدعا علیہ نے کہا کہ اسنے مجھے  
ان ہزار درہنوں سے بری کر دیا ہے کیونکہ اس صورت میں مدعی سے قسم لی جائیگی اور مثل میں سے بعض نے کہا کہ  
صحیح یہ ہے کہ دعویٰ سے بری کر دینے کے دعویٰ پر قسم لی جائیگی جیسا کہ قسم ولا جگنے کے دعویٰ پر قسم لی جاتی ہے  
اور اسی طرف شمس الائمہ حلوائی نے سیل کیا ہے اور اسی پر ہمارے رائے کے قاضیوں کا معمول ہے یہ فیصلہ علیہ  
میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مجھے مدعی نے اس دعویٰ سے بری کیا  
ہے پس حاکم کو تو ہم ہوا کہ یہ قول مدعا علیہ کی طرف سے مال کا اقرار ہے پس مدعی سے برات کے دعویٰ پر قسم لی  
اور اسنے قسم کھائی تو کیا مدعا علیہ سے پھر بعد کو مال پر قسم لی جائیگی یا نہیں پس خصمانہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام ابو بکر محمد  
بن الفضل رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مدعا علیہ سے قسم لی جائیگی اور اسکا یہ کہنا کہ مدعی نے مجھے اس دعویٰ  
سے بری کر دیا ہے مال کا اقرار نہیں ہے۔ اور قاضی پر واجب تھا کہ مدعی سے دریافت کرتا کہ تیرے پاس مال کے  
گواہ ہیں پس اگر وہ مال کے گواہ قائم کرتا تو اسکے بعد مدعی سے قسم لیتا کہ تونے مدعا علیہ کو موافق اسکے دعویٰ  
کے بری نہیں کیا ہے اور اگر مدعی کے پاس مال کے گواہ نہ ہوتے تو پہلے مدعا علیہ سے مدعی کے دعویٰ پر قسم لیتا اور  
اسکا قول کہ مجھے مدعی نے بری کیا ہے اقرار مال نہیں ہے پس اگر مدعا علیہ قسم کھا لیتا تو بری ہو گیا اور اگر نکول کرتا تو  
پھر مدعی سے قسم لیتا کہ تونے مدعا علیہ کو بری نہیں کیا ہے۔ اور ہمارے اصحاب متقدمین نے فرمایا کہ مدعا علیہ کا  
یون دعویٰ کرنا کہ مجھے مدعی نے دعویٰ سے بری کر دیا ہے مال کا اقرار نہیں ہے اور یہی اصح ہے۔ امام اجل ظہیر الدین  
نے فرمایا کہ پہلے مدعی سے برات پر قسم لینی چاہیے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر دار فون پر قسم آوے تو ایک شخص کا قسم  
کھا لینا سب کا قائم مقام نہ ہو گا حتیٰ کہ سب سے قسم لی جائیگی اور اگر انکی طرف سے دوسروں پر قسم آئی تو ایک کا قسم  
لے لینا مثل سب کے قسم لینے کے ہے اور صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے بیعت پر کسی حق کا دعویٰ  
کیا اور دار فون پر قسم آئی تو سب دار فون سے قسم لی جائیگی ایک ارث کی قسم پر کفایت نہ کی جائیگی پس اگر دار فون میں سے  
بعض نابالغ اور بعض غائب ہوں اور بیعت پر حق کا دعویٰ ہوا تو باقی دار فون حاضرین سے قسم لی جائیگی اور نابالغ کو تاخیر  
دی جائیگی کہ بالغ ہو جاوے اور غائب کو تاخیر دی جائیگی کہ حاضر ہو جاوے پھر ان دونوں سے قسم لی جائیگی۔ اور  
اگر دار فون نے کسی شخص پر بیعت کے حق کا دعویٰ کیا اور ایک وارث نے اس شخص سے قسم لے لی تو باقی وارث  
اس سے قسم نہیں لے سکتے ہن یہ محیط مرضی میں ہے۔ اگر دو شریک عنان یا دو شریک مفاوضہ میں سے ایک  
شریک نے کسی شخص پر حق شرکت کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے قسم کھائی تو دوسرا شریک اس سے قسم نہیں لے سکتا ہو محیط  
میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی شخص نے دو شریکوں میں سے ایک پر حق شرکت کا دعویٰ کیا تو وہ دونوں شریکوں سے قسم

لے سکتا ہے یہ محیط مخری میں ہو۔ اگر ایک جماعت نے دوسرے پر خرید کا دعویٰ کیا اور ایک نے مدعا علیہ سے قسم لی تو باقی مدعی لوگ اس سے قسم لے سکتے ہیں یہ خزانہ المفتیین ہیں ہو۔ ابن سماعہ نے امام محمد سے روایت کی ہو کہ ایک شخص نے ایک عورت اور اس کی لڑکی سے دو عقدوں میں نکاح کیا پھر کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ پہلی کون سی ہے تو ہر ایک کے واسطے اس سے قسم لی جائیگی کہ دائرہ قبل دوسری کے میں نے اس عورت سے نکاح نہیں کیا ہے اور قاضی کو اختیار ہے کہ جس عورت سے چاہے شروع کرے اور اگر چاہے تو دونوں میں قرعہ ڈالے پس اگر ایک عورت کی نسبت یہ قسم کھائی تو دوسری عورت کا نکاح ثابت ہو گیا اور اگر پہلی عورت کے قسم سے نکول کیا تو اسی کا نکاح لازم ہوا اور دوسری کا نکاح باطل ہو گیا بشرطیکہ ہر ایک دونوں عورتوں سے دعویٰ کرتی ہو کہ میرا نکاح پہلے واقع ہوا ہے یہ محیط مخری میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے باپ کی میراث کی زمین ہمہ کر کے موہوب لے کے پیرد کردی پھر میراث کی جو روئے آکر موہوب لے پر دعویٰ کیا کہ یہ زمین میری ہے اس لیے کہ دائرہ میں نے بعد میں مجھے ہمہ کرنے کے ترکہ تقسیم کیا تو یہ زمین میرے حصہ میں آئی ہے اور موہوب لے نے دعویٰ کیا کہ یہ زمین میری ہے کیونکہ ہمہ کرنے سے پہلے دائرہ میں نے ترکہ تقسیم کر لیا تھا اور یہ زمین دایم کے حصہ میں آئی تھی اور موہوب لے کو وہ قائم نہ کر سکا اور عورت نے اس امر پر قسم کھائی تو اسکو باقی دائرہ میں سے قسم لینے کا اختیار نہیں ہوا اور حکم کیا جائیگا کہ زمین واپس کر دے یہ ذخیرہ میں ہے۔ مدعی نے کہا کہ میرے بھیر ہزار درم ہیں پس مدعا علیہ نے کہا کہ اگر تو اس بات کی قسم کھائے کہ میرے بھیر اس قدر درم ہیں تو میں تجھے دیتا ہوں پس اگر اس نے قسم کھائی اور مدعا علیہ نے اسے ادا کر دیا پس اگر اس شرط پر جو بیان کی گئی ہے ادا کیے تو اسکو اختیار ہے کہ یہ درم مدعی سے واپس کر لے یہ خزانہ المفتیین میں ہے۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک اسباب ہے کہ وہ یقیناً جانتا ہے کہ اس میں کسی کا حق نہیں ہے پھر ایک شخص نے اگر اس اسباب میں دعویٰ کیا تو قابض کو گنجائش اس قطعی قسم کی ہو کہ دائرہ اسکا ہمیں کچھ حق نہیں ہے اور اگر مدعی مدعا علیہ ساتھ ہوں پھر دونوں نے دعویٰ مدعی سے باہمی صلح چند درم ہوں پھر مدعا علیہ نے حق مدعی سے انکار کیا تو اسکو اس طرح قسم کی گنجائش نہیں ہے کہ اسکا میری طرف کچھ حق نہیں ہو جیتا کہ اسکو یہ بات یقینی معلوم نہ ہو جائے کہ اس نے میں اسکا کچھ حق نہیں ہے۔ ایک شخص نے اپنے کسی قرضدار کو جسکے ہزار درم قرض ہیں کسی پر اترائے پھر مثال لے محیل کو قاضی کے پاس لایا اور اس کے نزدیک حوالہ موجب رات میل نہیں ہوتا ہے اور یہ فعل قبل اس کے کہ مثال علیہ انکار کرے یا نفلس قرار دیا جائے اس نے کہا تو محیل کو حلال ہو کہ یوں قسم کھائے کہ اسکا بھیر کچھ حق نہیں ہے بشرطیکہ اس کے مذہب میں حوالہ موجب رات میل ہو اور اگر قاضی نے یہ حکم دیا کہ مثال لے محیل سے مطالبہ کرے اور حوالہ ہنزہ کفالت کے قرار دیا گیا پھر محیل نے اپنے بری ہونے پر قسم کھانی جاہی تو اسکو جائز نہیں ہے یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص پر دوسرے کا قرض ہو اور اسکا رہن اس قدر ہو کہ قرض کو وفا کرتا ہو پھر قرض خواہ نے رہن سے انکار کیا اور قسم کھائی تو مدعا علیہ یعنی راہن کو جائز ہے کہ یوں قسم کھائے کہ دائرہ اسکا بھیر یہ قرض جسکا دعویٰ کرتا ہوں نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص سے سو درم قرض لیے اور اس کے پاس کچھ رہن کر دیا اور اسکو یہ خوف ہے کہ اگر قرض

لے مثال لے کے دائرہ میں ہے اور اگر قاضی نے یہ حکم دیا کہ مثال لے محیل سے مطالبہ کرے اور حوالہ ہنزہ کفالت کے قرار دیا گیا پھر محیل نے اپنے بری ہونے پر قسم کھانی جاہی تو اسکو جائز نہیں ہے یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص پر دوسرے کا قرض ہو اور اسکا رہن اس قدر ہو کہ قرض کو وفا کرتا ہو پھر قرض خواہ نے رہن سے انکار کیا اور قسم کھائی تو مدعا علیہ یعنی راہن کو جائز ہے کہ یوں قسم کھائے کہ دائرہ اسکا بھیر یہ قرض جسکا دعویٰ کرتا ہوں نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص سے سو درم قرض لیے اور اس کے پاس کچھ رہن کر دیا اور اسکو یہ خوف ہے کہ اگر قرض

کا اقرار کروں اور مقررین میں سے انکار کسے تو ڈانڈ بڑ جائے گا پس قاضی سے درخواست کرے کہ اس سے دریافت کیا جاوے کہ ان سودم کے عوض جسکا دعویٰ کرتا ہے کچھ زمین بھی ہو یا نہیں ہو ہیں اگر اسے ان کا اقرار کیا تو خود بھی مال کا اقرار کرے اور اگر زمین سے انکار کیا تو قسم کھائے کہ مجھے ایسا کچھ قرض نہیں ہے کہ جسکے عوض زمین ہو پس بلاحت قسم ممکن ہے کذا فی الوجہ فلک دردی دانند اسکا میری طرف کچھ نہیں ہے کذا فی المحیط۔ ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ جانتا ہے کہ یہ قرضہ ادھار ہے مگر غوث کرتا ہے کہ اگر قرض کا اقرار کرے اور میعاد کا دعویٰ کرے تو اکثر میعاد سے انکار کرے فی الحال مطالبہ قائم ہو جاتا ہے تو حیلہ یوں ہے کہ قاضی سے درخواست کرے کہ اس سے دریافت کیا جاوے کہ یہ درم نقد ہیں یا ادھار ہیں پس اگر مدعی نے کہا کہ نقد ہیں تو مدعا علیہ کو کو وقت اختلاف جائز ہے کہ یوں قسم کھائے کہ وہ نقد مجھے اسکے یہ درم جسکا دعویٰ کرتا ہے نہیں ہیں اور اگر یوں قسم کھائی کہ وہ نقد مجھے ان درم کا اور اگر جسکا دعویٰ کرتا ہے نہیں ہیں وجہ ہے تو بھی اپنی قسم میں بجا ہو گا اور اگر وہ تنگدست ہے اور اسیر یہ درم فی الحال ادا کرتے ہیں تو یوں قسم نہیں کھا سکتا ہے کہ وہ ان کے مجھے یہ ہزار درم جسکا دعویٰ کرتا ہے نہیں ہیں حتیٰ کہ اگر طلاق برائے طرح قسم کھائی کہ مجھے یہ ہزار درم نہیں ہیں حالانکہ وہ تنگدست تھے طلاق واقع ہو جائے گی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک گھر ہے اسکے زمین میں یہ کہہ کہ اس سے یک چند میرا ہے خواہ اسکی مقدار اسکو معلوم ہے یا نہیں معلوم ہے پھر ایک شخص نے زمین اپنے حق معلوم مثلاً ثلث یا ربع کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے قاضی سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ مدعی کا زمین حق ہے لیکن میں اسکی مقدار نہیں جانتا ہوں جس قدر جانتا ہوں اسکو دلاوے تو قاضی کو نہ چاہیے کہ اس میں کچھ تعرض کرے لیکن مدعا علیہ سے مدعی کے دعوے پر قسم لے پس اگر قسم سے نکول کیا تو اس مقدار کا مقر یا بادل ٹھہرا اور جو کچھ اس میں سے ہو وہ مجھے اور اگر اس مقدار معین ہو وہ قسم کھا گیا یعنی اس قدر نہیں ہے تو قاضی مدعی کو مدعا علیہ کے ساتھ اس گھر میں بسا دیگا کیونکہ اسنے اقرار کیا ہے کہ مدعی کا اس میں کچھ حق ہے کذا فی المحیط۔

معا علیہ یون و طلاق ہے ۴۷

**باب چہارم**۔ مخالفینے باہم ایک دوسرے کے دعوے پر قسم کھانے کے بیان میں۔ اگر دونوں فرید و فروخت کر نیوالوں نے مقدار میں یا بیع میں باہم اختلاف کیا مثلاً مشتری نے کسی قدر زمین کا دعوے کیا اور بائع نے اس سے زیادہ کا دعویٰ کیا یا بائع نے کسی قدر مقدار بیع کا اقرار کیا اور مدعی نے اس سے زیادہ کا دعویٰ کیا یا شوہر و زوجه نے باہم اختلاف کیا شوہر نے کہا کہ میں نے ہزار درم پر نکاح کیا ہے اور زوجه نے کہا کہ وہ ہزار پر نکاح کیا ہے پس جو شخص گواہ قائم کرے اسکی ڈگری کی جائیگی اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو زیادتی کی ثبات کر نیوالی گواہی اولیٰ ہے۔ اور اگر زمین و بیع دونوں میں اختلاف کیا مثلاً ایک ہی حالت میں جس قدر زمین مشتری اقرار کرتا ہے اس سے زیادہ کا بائع مدعی ہے اور جس قدر بیع کا بائع اقرار کرتا ہے اس سے زیادہ کا مشتری مدعی ہو تو بائع کے گواہ کی گواہی زمین میں اولیٰ اور مشتری کی گواہی بیع میں اولیٰ ہے اور اگر دونوں میں سے کسی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مشتری سے کہا جائیگا کہ یا تو مقدار اقرار چکے کہتا ہو تو رضی اور نہ بیع منع کر دیتے اور بائع سے

کہا جائیگا کہ یا تو اس قدر بیع پر جو مشتری دعویٰ کرتا ہے راضی ہو ورنہ ہم بیع فسخ کر دینگے پس اگر دونوں راضی نہ ہوں  
 تو قاضی ہر ایک سے دوسرے کے دعویٰ پر قسم لگا اور صحیح قول کے موافق مشتری کی قسم سے شروع کرے اور یہی  
 امام اعظم و امام ابو یوسف سے مروی ہے اور یہی امام محمد و زفر کا قول ہے اور یہ حکم اس وقت ہے کہ مال میں بعض  
 دین کے فروخت کیا ہو اور اگر مال عین بعض عین کے یا متن بعض متن کے فروخت کیا ہو تو قاضی قسم لینا جس سے  
 چاہے شروع کرے کذا فی الکافی اور قسم اس طرح لی جاوے کہ بائع قسم کھاوے کہ واللہ میں نے اسکو ہزار درم کو  
 نہیں بیچا ہے اور مشتری قسم کھاوے کہ واللہ میں نے اسکو ہزار درم کو نہیں خرید لیا اور یہی صحیح ہے ہدایہ میں یہی ہے اگر  
 دونوں نے قسم کھالی تو قاضی بیع فسخ کر دینگا بشرطیکہ دونوں یا ایک اسکی درخواست کرے اور یہی صحیح ہے اور جو شخص  
 دونوں میں سے قسم سے باز رہا پس دوسرے کا دعویٰ لازم ہو گا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر دونوں کا اختلاف قصد اہل  
 میں نہ ہو بلکہ دوسری شے کے ضمن میں ہو مثلاً ایک شخص نے دوسرے سے کسی قدر گھی جو ایک مشک میں ہو خریدا اور  
 اسکا وزن سو رطل سے پھر مشک کو لیکر آیا تو کہیں کہے اور اسکا وزن میں رطل ہو پس بائع نے کہا کہ یہ میری مشک نہیں  
 ہے اور مشتری نے کہا کہ یہی تیری مشک ہے تو مشتری کا قول مقبول ہو گا خواہ ہر رطل کا متن علیہ بیان کیا ہو یا نہ کیا ہو نہیں  
 میں ہو۔ اور باہمی قسم نہ لی جائیگی اگر میعاد میں اختلاف کیا خواہ اصل میعاد ہونے میں اختلاف ہو یا مقدر میعاد  
 میں کہ کس قدر مدت ہے اختلاف ہو یا یہاں اگر شرط اختیار میں اصل یا مقدر میں اختلاف ہو تو بھی باہمی قسم نہ لگی۔  
 اسی طرح اگر متن و بیع پر قبضہ واقع ہونے میں اختلاف کیا یا دام گھٹا دینے یا بڑی کر دینے میں اختلاف کیا یا سلم  
 کے بعد ورنے کی جگہ میں اختلاف کیا تو بھی مخالف نہیں ہے بلکہ ان صورتوں میں جو شخص منکر ہو اسی سے قسم  
 لی جائیگی کذا فی شرح ابی الکامر للقیامیہ۔ اگر اصل بیع میں اختلاف کیا تو باہم قسم نہ لی جائیگی اور نہ بیع کا قول معتبر ہو گا  
 کذا فی الکافی۔ اگر جنس عقد میں اختلاف کیا مثلاً ایک نے عقد بیع کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے ہبہ واقع ہونے کا  
 دعویٰ کیا یا جنس متن میں اختلاف کیا کہ ایک نے مثلاً درم اور دوسرے نے دینار کا دعویٰ کیا تو امام محمد رحمہ اللہ نے  
 جامع میں ذکر فرمایا کہ باہم قسم نہ لی جائیگی اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ جو جامع میں مذکور ہو امام اعظم رحمہ اللہ و  
 امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول ہو اور امام محمد کے نزدیک باہم قسم لی جائیگی اور یہی صحیح ہے یہ محیط مشرعی میں ہے۔  
 اگر بیع تلف ہو گئی پھر دونوں نے اختلاف کیا تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام ابو یوسف کے نزدیک باہم قسم نہ لی جائیگی  
 اور مشتری کا قول معتبر ہو گا اور ایسا ہی اگر بیع مشتری کی ملک سے نکل گئی یا ایسی صورت ہو گئی کہ اسکو بسبب  
 عیب کے واپس نہیں کر سکتا ہے تو بھی مخالف نہ ہو گا اور قول مشتری مقبول ہو گا اور یہ حکم اُس وقت ہے کہ متن دین ہو  
 اور اگر متن مال معین ہو تو باہم قسم لی جائیگی پھر اگر بیع مشلی ہے تو اسکا مثل در اگر مشلی نہیں ہے تو اسکی قیمت واپس  
 کی جائیگی یہ ہدایہ میں ہے۔ ایک شخص نے دو غلاموں کو ایک ہی صفیقہ میں خریدا اور دونوں پر قبضہ کر لیا پھر ایک  
 غلام مر گیا پھر دونوں نے متن میں اختلاف کیا تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مشتری کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہو گا الا اس

بھی وہ اُن کے برابر ہیں۔



صورت میں کہ بائع چاہے کہ زندہ غلام کو لے اور کچھ اسکو نہ ملیگا اور مشائخ نے اس قول کے معنی میں کہ اور کچھ اسکو نہ ملیگا اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ مرے ہوئے غلام کی قیمت جس قدر مشتری نے اقرار کی اس سے زیادہ بائع کو کچھ نہ ملیگا اور یہی صحیح ہے اور مشائخ نے اس میں بھی حکم کیا ہے کہ یہ استثنا باہمی قسم لیے جانے کی طرف راجع ہے یا مشتری کی قسم کی طرف راجع ہے پس بعضوں نے فرمایا کہ مخالف کی طرف ہے اور معنی یہ ہیں کہ دونوں سے باہمی قسم نہ لیا ویکی الا اس صورت میں کہ بائع زندہ غلام کو لینا چاہے تو اس وقت دونوں سے باہم قسم لیا جائیگی کیونکہ زندہ غلام اس وقت میں تمام معقود علیہ ہو گیا کذا فی شرح الجامع الصغیر۔ اور یہی ائمہ نے بیحد تصریح میں ہے اور کفایہ میں لکھا ہے کہ یہی عامہ مشائخ کا قول ہے کذا فی شرح ابی المکارم مختصر الوقایہ اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ استثنا مشتری کے قسم کی طرف راجع ہے اور معنی یہ ہیں کہ قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہوگا الا اس صورت میں کہ بائع زندہ غلام کو لینا چاہے تو اس وقت مشتری سے قسم نہ لی جائیگی اور یہی صحیح ہے کیونکہ جو کچھ مذکور ہے وہ مشتری کی قسم مذکور ہے ترک مخالف مذکور نہیں ہے اور استثنا کا قاعدہ یہ ہے کہ مذکور کی طرف راجع ہوتا ہے کذا فی شرح الجامع الصغیر۔ اگر ایک غلام خرید اور بعد قبضہ کرنے کے اس کا نصف فروخت کر دیا پھر بائع اول نے مشتری اول سے غلام کے ثمن میں اختلاف کیا تو امام اعظم کے نزدیک باہم قسم نہ لیا جائیگی بلکہ قسم لیکر مشتری کا قول معتبر ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس نصف میں جو مشتری کی ملک میں باقی ہو باہم قسم نہ لیا جائیگی بشرطیکہ بائع اس نصف کے قبول کرنے پر راضی ہو اور امام محمد کے نزدیک سب میں مخالف ہوگا۔ اور جب دونوں نے باہم قسم لکھائی تو مشتری بائع کو آدھے غلام کی قیمت اور آدھا غلام جو اسکی ملکیت میں ہے واپس دیگا بشرطیکہ اس نصف کو وہ قبول کرے اور اگر بسبب عیب شرکت قبول نہ کرے تو اس نصف کی بھی قیمت دیگا کذا فی المکاتبی۔ ایک شخص نے ایک باندی خریدی اور اسے قبضہ کر لیا پھر دونوں نے بیع کا اقالہ کر لیا پھر دونوں نے ثمن میں اختلاف کیا تو دونوں سے باہم قسم نہ لیا جائیگی اور پہلی بیع عود کرے گی اور اگر بائع نے بعد اقالہ کے بیع پر قبضہ کر لیا تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک مخالف نمونہ کا کذا فی الہدایہ۔ ایک شخص نے دوسرے کو دس درم ایک گرگھون کی سلم میں کو بیچے پھر دونوں نے اقالہ کیا پھر دونوں نے اس المال میں اختلاف کیا تو سلم ایسے کا قول مقبول ہوگا اور سلم عود نہ کرے گی کذا فی شرح الجامع الصغیر۔ ایک شخص نے دو غلام ایک صفقہ یا دو صفقہ میں خریدے ایک کے دام ہزار درم نقد اور دوسرے کے ہزار درم ایک سال تک آدھا رقرار پائے پھر ایک کو بسبب عیب کے واپس کیا پھر مشتری نے کہا کہ اسی کے نقد ٹھہرے تھے اور بائع نے کہا کہ اسکے دام آدھا رہے تو بائع کا قول مقبول ہوگا باہم قسم نہ لیا جائیگی۔ اسی طرح اگر دونوں کو سو درم میں ایک صفقہ میں خرید اور دونوں پر قبضہ کیا پھر ایک مر گیا اور دوسرے کو بسبب عیب کے واپس کیا اور واپس کیے ہوئے کی قیمت میں اختلاف ہو تو بائع کا قول مقبول ہوگا اور مخالف نمونہ کا اگر ایک کے دام درم ہوں اور دوسرے کے دینار ہوں اور بائع نے دونوں کے دام وصول کر لیے پھر مشتری نے ایک کو بسبب عیب کے واپس کر دیا پھر باقی کے داموں میں اختلاف ہو مشتری نے کہا کہ باقی کے دام درم ہیں پس تو مجھے دینا رد واپس کر دے اور بائع نے اسے برعکس دعویٰ کیا تو قسم کے

اور یہی ائمہ نے بیحد تصریح میں ہے اور کفایہ میں لکھا ہے کہ یہی عامہ مشائخ کا قول ہے کذا فی شرح ابی المکارم مختصر الوقایہ اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ استثنا مشتری کے قسم کی طرف راجع ہے اور معنی یہ ہیں کہ قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہوگا الا اس صورت میں کہ بائع زندہ غلام کو لینا چاہے تو اس وقت مشتری سے قسم نہ لی جائیگی اور یہی صحیح ہے کیونکہ جو کچھ مذکور ہے وہ مشتری کی قسم مذکور ہے ترک مخالف مذکور نہیں ہے اور استثنا کا قاعدہ یہ ہے کہ مذکور کی طرف راجع ہوتا ہے کذا فی شرح الجامع الصغیر۔ اگر ایک غلام خرید اور بعد قبضہ کرنے کے اس کا نصف فروخت کر دیا پھر بائع اول نے مشتری اول سے غلام کے ثمن میں اختلاف کیا تو امام اعظم کے نزدیک باہم قسم نہ لیا جائیگی بلکہ قسم لیکر مشتری کا قول معتبر ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس نصف میں جو مشتری کی ملک میں باقی ہو باہم قسم نہ لیا جائیگی بشرطیکہ بائع اس نصف کے قبول کرنے پر راضی ہو اور امام محمد کے نزدیک سب میں مخالف ہوگا۔ اور جب دونوں نے باہم قسم لکھائی تو مشتری بائع کو آدھے غلام کی قیمت اور آدھا غلام جو اسکی ملکیت میں ہے واپس دیگا بشرطیکہ اس نصف کو وہ قبول کرے اور اگر بسبب عیب شرکت قبول نہ کرے تو اس نصف کی بھی قیمت دیگا کذا فی المکاتبی۔ ایک شخص نے ایک باندی خریدی اور اسے قبضہ کر لیا پھر دونوں نے بیع کا اقالہ کر لیا پھر دونوں نے ثمن میں اختلاف کیا تو دونوں سے باہم قسم نہ لیا جائیگی اور پہلی بیع عود کرے گی اور اگر بائع نے بعد اقالہ کے بیع پر قبضہ کر لیا تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک مخالف نمونہ کا کذا فی الہدایہ۔ ایک شخص نے دوسرے کو دس درم ایک گرگھون کی سلم میں کو بیچے پھر دونوں نے اقالہ کیا پھر دونوں نے اس المال میں اختلاف کیا تو سلم ایسے کا قول مقبول ہوگا اور سلم عود نہ کرے گی کذا فی شرح الجامع الصغیر۔ ایک شخص نے دو غلام ایک صفقہ یا دو صفقہ میں خریدے ایک کے دام ہزار درم نقد اور دوسرے کے ہزار درم ایک سال تک آدھا رقرار پائے پھر ایک کو بسبب عیب کے واپس کیا پھر مشتری نے کہا کہ اسی کے نقد ٹھہرے تھے اور بائع نے کہا کہ اسکے دام آدھا رہے تو بائع کا قول مقبول ہوگا باہم قسم نہ لیا جائیگی۔ اسی طرح اگر دونوں کو سو درم میں ایک صفقہ میں خرید اور دونوں پر قبضہ کیا پھر ایک مر گیا اور دوسرے کو بسبب عیب کے واپس کیا اور واپس کیے ہوئے کی قیمت میں اختلاف ہو تو بائع کا قول مقبول ہوگا اور مخالف نمونہ کا اگر ایک کے دام درم ہوں اور دوسرے کے دینار ہوں اور بائع نے دونوں کے دام وصول کر لیے پھر مشتری نے ایک کو بسبب عیب کے واپس کر دیا پھر باقی کے داموں میں اختلاف ہو مشتری نے کہا کہ باقی کے دام درم ہیں پس تو مجھے دینا رد واپس کر دے اور بائع نے اسے برعکس دعویٰ کیا تو قسم کے



ساتھ مشتری کا قول مقبول ہوگا بشرطیکہ دونوں مرگے ہوں اور بائع مشتری دونوں سے باہم قسم نہ لیا ہو بلکہ اختلاف عام محرم کے کٹانے نزدیک تھا لے اور اگر دونوں غلام قائم موجود ہوں تو بالاجماع باہم قسم نہ لیا ہو کسی طرح اگر صفہ میں اختلاف کیا پس بائع نے استحاضہ کا دعویٰ کیا اور مشتری نے منہن جدا ہونے کا دعویٰ کیا تو مشتری کا قول مقبول ہوگا کذا فی الکا فی اگر اس میں اختلاف کیا کہ منہن مال عین سے یا مال دین ہی پس ایک کہا کہ عین ہو اور دوسرے نے کہا کہ دین ہے یعنی درم و دینار میں سے پس اگر عین ہونے کا دعویٰ بائع ہو چنانچہ اس نے کہا کہ عین نے یہ باندی اپنی بعوض تیرے اس غلام کے بھی ہے اور مشتری کہتا ہے کہ عین نے تجھ سے ہزار درم کو خریدی ہے پس اگر باندی قائم موجود ہو تو باہم قسم لی جائیگی اور باہم ایک دوسرے کو واپس کر دیں اور اگر باندی مشتری کے پاس مرگئی ہو تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک تحالف ساقط ہو گیا اور مشتری کا قول لیا جائیگا اور امام محمد کے نزدیک باہم قسم لی جائیگی اور اگر منہن مال عین ہونے کا دعویٰ مشتری ہو مثلاً کہا کہ عین نے تیری یہ باندی بعوض اپنے اس غلام کے خریدی ہے اور بائع نے کہا کہ عین نے تیرے ہاتھ ہزار درم یا سودینار کو فروخت کی ہے پس اگر باندی قائم ہو تو باہم قسم لیا جائیگی اور ایک دوسرے کو واپس کر دیں اور اگر باندی مرگئی ہو تو بھی بالاجماع باہم قسم کے بعد قیمت ایک دوسرے سے واپس کرین یہ شرح طحاوی میں ہے۔ ایک باندی خریدی اور وہ بعد قبضہ کرنے کے مرگئی پس مشتری نے کہا کہ عین نے ہزار درم اور اس وصیف کے عوض جسکی قیمت پانچ سو درم بن خریدی ہے اور بائع نے کہا کہ دو ہزار درم بن خریدی ہے تو دو تہائی باندی میں مشتری کا قول قسم کے ساتھ قبول ہوگا اور ایک تہائی باندی میں جو بقا بل و صیف کے ہے دونوں سے باہم قسم لی جائیگی اور ہر ایک سے تمام باندی پر قسم لی جائیگی پس مشتری قسم کھائیگا کہ دانہ میں نے یہ باندی دو ہزار درم میں نہیں خریدی اور بائع قسم کھائیگا کہ دانہ میں نے یہ باندی بعوض ہزار درم اور اس وصیف کے نہیں فروخت کی ہے پس بعد قسم کے مشتری ہزار درم کے ساتھ بائع کی تہائی قیمت ملا کر دیدیگا اور وصیف کو لے لیگا اور امام محمد کے نزدیک سب میں باہم قسم لی جائیگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر بائع نے دعویٰ کیا کہ عین نے یہ باندی ہزار درم اور اس وصیف کے عوض بھی ہے اور مشتری نے دعویٰ کیا کہ عین نے دو ہزار درم کو خریدی ہے اور باندی مشتری کے پاس ہلاک ہو گئی ہے تو قسم مشتری کا قول مقبول ہوگا اور کسی قدر میں بھی باہم قسم نہیں لی جائیگی۔ اور اگر بجائے وصیف کے کوئی کیلی یا زنی چیز ہو تو بھی یہی حکم ہے کذا فی الکا فی۔ اگر بائع نے دو ہزار درم پر بیع کا دعویٰ کیا اور مشتری نے سودینار و وصیف پر دعویٰ کیا تو باندی سودینار و وصیف پر تقسیم ہونے کے بعد حصہ وینار میں قسم سے مشتری کا قول مقبول ہوگا اور حصہ وصیف میں دونوں سے باہم قسم لی جائیگی اور سودینار کے ساتھ اسکی قیمت ملا کر مشتری ادا کرے گا مشتری نے ہزار درم و سودینار سے خریدنے کا دعویٰ کیا اور بائع نے دو ہزار درم کے عوض بیٹھے کا دعویٰ کیا تو قسم کے مشتری کا قول مقبول ہوگا اسی طرح اگر درم و من کے ساتھ کوئی کیلی یا زنی یا عددی غیر معین ملا دی تو وہ بھی بمنزلة من کے ہوگی اور اگر عین ہو تو وہ بیع ہے تو بائع سے اسکی مقدار پر بالاجماع قسم لی جائیگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ایک غلام کا

و صیف فروخت کیا اور بائع نے دو ہزار درم کو خریدی ہے تو دو تہائی باندی میں مشتری کا قول قسم کے ساتھ قبول ہوگا اور ایک تہائی باندی میں جو بقا بل و صیف کے ہے دونوں سے باہم قسم لی جائیگی اور ہر ایک سے تمام باندی پر قسم لی جائیگی پس مشتری قسم کھائیگا کہ دانہ میں نے یہ باندی دو ہزار درم میں نہیں خریدی اور بائع قسم کھائیگا کہ دانہ میں نے یہ باندی بعوض ہزار درم کے ساتھ بائع کی تہائی قیمت ملا کر دیدیگا اور وصیف کو لے لیگا اور امام محمد کے نزدیک سب میں باہم قسم لی جائیگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر بائع نے دعویٰ کیا کہ عین نے یہ باندی ہزار درم اور اس وصیف کے عوض بھی ہے اور مشتری نے دعویٰ کیا کہ عین نے دو ہزار درم کو خریدی ہے اور باندی مشتری کے پاس ہلاک ہو گئی ہے تو قسم مشتری کا قول مقبول ہوگا اور کسی قدر میں بھی باہم قسم نہیں لی جائیگی۔ اور اگر بجائے وصیف کے کوئی کیلی یا زنی چیز ہو تو بھی یہی حکم ہے کذا فی الکا فی۔ اگر بائع نے دو ہزار درم پر بیع کا دعویٰ کیا اور مشتری نے سودینار و وصیف پر دعویٰ کیا تو باندی سودینار و وصیف پر تقسیم ہونے کے بعد حصہ وینار میں قسم سے مشتری کا قول مقبول ہوگا اور حصہ وصیف میں دونوں سے باہم قسم لی جائیگی اور سودینار کے ساتھ اسکی قیمت ملا کر مشتری ادا کرے گا مشتری نے ہزار درم و سودینار سے خریدنے کا دعویٰ کیا اور بائع نے دو ہزار درم کے عوض بیٹھے کا دعویٰ کیا تو قسم کے مشتری کا قول مقبول ہوگا اسی طرح اگر درم و من کے ساتھ کوئی کیلی یا زنی یا عددی غیر معین ملا دی تو وہ بھی بمنزلة من کے ہوگی اور اگر عین ہو تو وہ بیع ہے تو بائع سے اسکی مقدار پر بالاجماع قسم لی جائیگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ایک غلام کا

ہاتھ کاٹا گیا اور وہ بائع کے پاس تھا پس بائع نے کہا کہ بیع سے پہلے مشتری نے اس کا ہاتھ کاٹا ہے اور اسپر میری  
 اسکی قیمت چاہیے اور پورا شن چاہیے اور مشتری نے کہا کہ بعد بیع کے بائع نے اس کا ہاتھ کاٹا ہے اور مجھے خیال  
 حاصل ہے چاہے اسکو آدھے شن میں سے لون یا ترک کردون اور دونوں کے پاس گواہین ہوں تو دونوں سے  
 باہم قسم لی جاوے گی پس اگر دونوں نے قسم کھالی تو اسکو مشتری پورے دہون میں سے لے لیا یا ترک کر دیا اگر  
 دونوں نے گواہ پیش کیے تو مشتری کے گواہ اولیٰ ہونگے اور اگر دونوں نے اس میں براتفاق کیا کہ ہاتھ کاٹنے والا  
 بائع ہے یا مشتری ہے یا کوئی اجنبی ہے لیکن بائع نے قبل بیع کے ہاتھ کاٹنے کا دعویٰ کیا اور مشتری نے  
 بعد بیع کے دعویٰ کیا تو قول بائع کا مستبر ہوگا اور گواہ مشتری کے مقبول ہونگے کذا فی الکافی۔ اگر بائع نے کہا  
 کہ وہ باندی جو میں نے فروخت کی ہے اس شخص کی ملک تھی اسنے مجھے اس کے فروخت کرنے کے واسطے دیکل کیا  
 تھا اور اس شخص یعنی مقلہ نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ سودینار کو فروخت کی تھی اور تو نے اسپر قبضہ کر لیا تھا پھر بیع  
 واسطے تو نے فروخت کی ہے تو باندی مشتری کی ہوگی پس اگر وہ باندی مقلہ کی مشہور نہ ہو تو دونوں سے باہم  
 قسم لی جائیگی اور مقلہ کی قسم سے شروع کیا جاوے گا پس اگر دونوں نے قسم کھالی تو مقلہ اسکی قیمت ڈانڈ بھرے گا اور  
 اگر باندی مقلہ کی مشہور ہو تو صحیح یہ ہے کہ مقلہ کی قسم لی جاوے گی نہ مقلہ سے اور امام محمد نے آخر اس باب میں صریح  
 فرمایا ہے کہ مقلہ اسکی قیمت ڈانڈ بھرے گا اور اگر وہ چاہے تو دام سے بے در نہ وہ بائع کے پاس مقلہ کی تصدیق کرنے  
 تک متوقف رہے گی پس جو وقت اسکی تصدیق کرے گا تو من سے سکتا ہے اور اگر باندی ہلاک ہو گئی ہو تو مقلہ کو قیمت  
 دینی لازم ہوگی خواہ وہ باندی اسکی مشہور ہو یا نہو یہی محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر اس باندی کو مکاتب یا آزاد بنا کر  
 کر دیا یا ام ولد بنا یا پھر مقلہ اور مقلہ سے باہم قسم لی گئی پس اگر وہ باندی مقلہ کی مشہور نہ تھی تو مقلہ اسکی قیمت کا ضامن ہوگا  
 اور اگر مشہور تھی تو سب صورتوں میں ضامن نہو گا اور کن بہت یعنی مکاتب کرنا بسبب ادا کر دینے سے عاجز ہونے کے  
 باطل ہو جائیگی اور اگر ام ولد بنا یا تو مقلہ کے مرنے سے آزاد ہو جائیگی اور مقلہ کے مرنے سے آزاد نہوگی اور اگر وہ  
 ہو گئی تو آزاد ہو جائیگی خواہ کوئی انہیں سے مرے مقلہ یا مقلہ اور اگر آزاد ہوئی ہے تو دلار موقوف رہے گی۔  
 اور اگر مقلہ نے کہا کہ میرے پاس اسکی ودیعت تھی اسنے مجھے اس کے فروخت کی اجازت دی اور وہ مر گئی بیٹے  
 مشتری کے پاس مر گئی تو مقلہ ہر حال میں اس کی قیمت کا ضامن ہوگا کیونکہ اسنے خود اس تصدی کا لینے  
 ودیعت غیر کو سپرد کرنے کا اقرار کیا کذا فی الکافی۔ اگر مقلہ علیہ کے حاصل کر لینے سے پہلے اجارہ میں اختلاف  
 کیا تو باہم قسم لی جائیگی اور ایک دوسرے کو داپس کر دینگے پس اگر اجرت میں اختلاف ہوا تو مستاجر سے  
 قسم شروع کی جائیگی اور اگر منفعت میں اختلاف ہوا تو اجرت پر دینے والے سے قسم شروع کی جائیگی اور جو شخص  
 دونوں میں سے قسم سے بگول کرے گا اسپر دوسرے کا دعویٰ لازم ہوگا اور جو شخص دونوں میں سے گواہ لا سکے  
 اسکی گواہی مقبول ہوگی اور اگر دونوں نے گواہ منائے تو اجرت پر دینے والے کے گواہوں کی گواہی اولیٰ ہوگی  
 بشرطیکہ اجرت میں اختلاف ہو اور اگر منفعت میں اختلاف ہو تو مستاجر کی گواہی اولیٰ ہوگی اور اگر دونوں باتوں

میں اختلاف ہو تو ہر ایک کے گواہ زیادتی کے دعوے میں مقبول ہونگے مثلاً یہ ایک بیٹے کی اجرت پر بحساب دس درم ماہواری کے دینے کا دعویٰ کرتا ہے اور ستا جر کہتا ہے کہ پانچ درم پر دینے کیواسطے میں نے گرایہ لیا ہے تو دس بیٹے کے واسطے دس درم اجرت پر ہونے کا حکم کر دیا جائیگا۔ اور اگر معقود علیہ حاصل کرنے کے بعد اختلاف کیا تو باہمی قسم نہ لی جاوے گی اور ستا جر کا قول مقبول ہوگا اور اگر کچھ معقود علیہ حاصل کرنے کے بعد اختلاف ہو تو باہم قسم لی جاوے گی اور باقی میں عقد فسخ ہوگا اور گذشتہ میں ستا جر کا قول مقبول ہوگا کذا فی الہدایہ۔ اگر مولیٰ اور مکتوب نے بدل کتابت کی مقدار میں اختلاف کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک باہم قسم نہ لی جائیگی و قسم سے غلام کا قول مقبول ہوگا اور صاحبین نے فرمایا کہ باہم قسم لی جاوے گی اور کتابت فسخ کر دی جائیگی کذا فی الکا فی۔ اور اگر ایک نے اپنے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور اگر دونوں نے قائم کیے تو مولے کے گواہ اولیٰ ہونگے لیکن اگر اپنے اس قدر مال مولیٰ کو ادا کیا جس پر گواہ قائم کیے ہیں تو آزاد ہو جائے گا یتیمین میں لکھا ہے۔ اگر شوہر وجود نہ ہو تو عورت کی اختلاف کیا پس شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے ہزار درم پر نکاح کیا ہے اور عورت نے کہا کہ مجھے دو ہزار درم پر اسنے نکاح کیا ہے پس دونوں میں جو اپنے گواہ منائے مقبول ہونگے اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو عورت کی گواہی اولیٰ ہوگی بشرطیکہ اسکا ہر مثل اسکے دعوے سے کم ہو اور اگر دونوں کے پاس گواہ نہ ہوں تو امام اعظمؒ کے نزدیک باہم قسم لی جاوے گی اور نکاح فسخ نہ ہوگا لیکن ہر مثل کا حکم کیا جائیگا پس اگر ہر مثل اس قدر ہو کہ جتنا شوہر دعویٰ کرتا ہے یا اس سے کم ہو تو شوہر کے قول پر ڈگری ہوگی اور اگر ہر مثل عورت کے دعوے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو عورت کے دعوے کی ڈگری ہو جائیگی اور اگر ہر مثل شوہر کے اقرار سے زیادہ اور عورت کے دعوے سے کم ہو تو ہر مثل کی ڈگری ہوگی پہلے مخالف کا ذکر کیا پھر حکیم کا ذکر کیا ہے اور یہی کرخی کا قول ہے کذا فی الہدایہ اور رازی کے قول میں تکلیف سوائے ایک صورت کے نہیں ہے اور وہ یہ صورت ہے کہ ہر مثل کسی کے قول کے موافق نہ ہو الباقی صورتوں میں قسم سے شوہر کا قول معتبر ہوگا بشرطیکہ ہر مثل اسکے قول کے برابر یا کم ہو یا قسم سے عورت کا قول معتبر ہوگا اگر ہر مثل اسکے دعوے کے برابر یا زیادہ ہو اور نہایہ میں لکھا ہو کہ یہی اصح ہو اور بعض شروح میں ہو کہ فقہاء نے فرمایا کہ کرخی ہی کا قول صحیح ہے کذا فی العنایہ اور امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک شوہر کی قسم سے شوہر کا کیا جاوے گا۔ اگر شوہر نے اس غلام پر نکاح کا دعویٰ کیا اور عورت نے اس باندی پر دعویٰ کیا یعنی ہر میں باندی قرار پائی ہے تو یہ مسئلہ مثل سابقہ ہے لیکن باندی کی قیمت اگر مثل ہر کے برابر ہو تو عورت کے واسطے باندی کی قیمت واجب ہوگی بعینہ باندی واجب ہوگی کذا فی الہدایہ

باب پنجم۔ ان لوگوں کے بیان میں جو دوسرے کے ساتھ ختم ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے ہیں اور دعوے کے بعد حکم قضائے پہلے جو ام پیدا ہو اسکی سماعت کے واسطے کن کن لوگوں کا حاضر ہونا شرط ہے اور کن کا شرط نہیں ہے۔ اگر تین میں سے دو دعویٰ ہو تو راہن اور مرہن کا حاضر ہونا شرط ہے اور عاریت اور اجارہ مثل زمین کے ہے اور زمین کے دعوے میں کاشتکار کے حاضر ہونے کا یوں حکم ہے کہ اگر بیج کاشتکار کا ہو تو وہ مثل ستا جر کے ہے اسکا

لے ہر جو کہتا ہے کہ یہ اس وقت ہے کہ وہ دونوں میں سے ہر ایک کے دعوے پر قسم لے جائے گا ۱۲۔ علقہ فاضل عالمگیری باب پنجم حاضری مدعی و مدعا علیہ ۱۳۔

حاضر ہوتا شرط ہے اور اگر بیع کا شکار کا نہ ہو پس اگر کھیتی اگی ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر زمین اگی نہ شرط نہیں ہے  
یہ حکم اس وقت ہے کہ زمین پر ملک مطلق کا دعویٰ ہو اور اگر کسی پر یہ دعویٰ کیا کہ اسے میری یہ زمین غصب کرنی ہو اور وہ  
کاشتکار کے ہاتھ میں ہو تو اس کا حاضر ہوتا شرط نہیں ہو کیونکہ مدعی اس پر فعل کا دعویٰ کرتا ہو اور اگر بعد بیع کے گھر بائع کے  
قبضہ میں ہے پھر کسی شخص نے اگر دعویٰ کیا تو اس کی ڈگری بدوین بائع و مشتری کی موجودگی کے نہوگی کذا فی النجاصہ  
بطور بیع فاسد کے اگر کسی نے کوئی چیز خریدی اور اس پر قبضہ کر لیا تو مشتری مدعی کا خاصہ قرار پا سکتا ہے اور بدوین قبضہ  
کے خاصہ صرف بائع ہوگا۔ اور اگر کوئی چیز بشرط اختیار خریدی اور اس پر کسی مدعی نے دعویٰ کیا تو امام اعظم نے فرمایا  
بائع و مشتری کا حاضر ہونا شرط ہے اور جس نے کوئی چیز بطور بیع باطل سے خریدی وہ کسی طرح مستحق کا خاصہ نہیں ہوگا  
یہ فصول عادیہ میں ہے۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک باندی ہو اس پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میرے اوپر فلان بن  
فلان غائب درمیان شرکت عنان ایک ہزار درم میں ہو اس نے مال شرکت سے یہ باندی خریدی پس آدمی میری ہو  
اور آدمی اس کی ہے پس قابض نے کہا کہ ہاں میں جانتا ہوں کہ اس نے مال شرکت سے خریدی اور آدمی تیری اور آدمی اس کی  
ہے لیکن اس فلان غائب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہ باندی بعد اولیجا کر فروخت کروں تو امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ  
مدعی اس کو بعد اولیجا نے سے منع نہیں کر سکتا ہے اس طرح اگر وہ غائب مدعی کا مضارب ہو تو بھی یہی حکم ہو اور ہر وہ  
شخص جس کو حق تصرف حاصل ہے اسی حکم میں شامل ہو اور اگر باہم دونوں میں شرکت ملک ہو نہ شرکت عقد تو مدعی کو اختیار  
ہے کہ مدعا علیہ کو باندی کے ساتھ سفر کرنے اور اس میں تصرف کرنے سے منع کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک  
شخص نے تین ٹٹو کرایہ کیے پھر ٹٹو دالے نے ایک ٹٹو کسی دوسرے کو کرایہ دیا اور دوسرا عاریت دیا دوسرا ہبہ کیا یا بیع کیا پس  
مستاجر نے ٹٹو ان کے ہاتھوں میں دیکھے پس اگر ٹٹو دالے نے سبب عذر کے فروخت کیا تو بیع جائز ہے اور اگر بلا عذر بیچا تو  
مستاجر کو اختیار ہے کہ لے لے اور جب اس نے لیا تو مشتری کو اختیار ہے چاہے اس قدر صبر کرے کہ اجارہ کی  
مدت گزر جاوے پھر اس کو لے لے یا بیع فسخ کرے اور اگر ٹٹو دالے نے اس کو کسی غیر کو اس کے دیدیا یا ہبہ کیا یا  
کرایہ دیا پس اگر پہلا کرایہ دینا معروف ہو تو اس کو اختیار ہوگا کہ ان لوگوں سے لے لے اور اگر پہلا اجارہ معروف نہ ہو  
اور گواہ قائم کرنے چاہے پس اگر وہ ہوب لے کے پاس ہو تو اس کو اختیار ہے کہ گواہ قائم کر کے اس کو لے لے اگرچہ  
ہبہ کرنے والا غائب ہو پس اگر مستاجر نے لے لیا اور اجارہ کی مدت گزر گئی تو وہ ہوب لے کو لے لینے کا اختیار نہیں ہے  
اسی طرح اگر ٹٹو مشتری کے قبضہ میں ہو تو مشتری خصم قرار پاوے گا پس مستاجر کو اختیار ہے کہ اسے گواہ قائم کرے اور اگر  
دوسرے مستاجر یا مستعیر کے قبضہ میں ہو اور مستاجر نے چاہا کہ ان دونوں پر گواہ قائم کرے اور دوسرے کو اجارہ  
دینا یا عاریت دینا خواہ ظاہر ہے یا نہیں ظاہر ہے اور دوسرے مستعیر یا مستاجر نے اپنی عاریت یا اجارہ لینے کے گواہ  
قائم کیے اور ٹٹو دالے غائب ہے تو پہلے مستاجر کے گواہ ان دونوں پر مقبول نہو گے یہ فصول عادیہ میں ہو۔ ایک ٹٹو کرایہ  
لیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور مالک غائب ہو گیا پھر دوسرے شخص نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے پہلے کرایہ لیا  
اور گواہ پیش کیے تو فقہ الاسلام بزدی نے فتویٰ دیا کہ گواہ مقبول نہو گے اور یہی قریب الصواب ہے اور بعض

نے کہا کہ یہ متاجر مدعا علیہ نہیں ہو سکتا ہے تا وقتہ کہ اس پر کسی فعل کا دعویٰ نہ ہو مثلاً یوں کہ کہ ٹپو والے نے میرے سپرد کیا تھا اور تو نے مجھ سے لے کر اپنا قبضہ کر لیا اور اگر یوں کہا کہ مالک نے دوسرے اجارہ برتیرے سپرد کیا میرے سپرد نہیں کیا تو گو اہی مقبول نہ ہوگی اور اسی پر امام ظہیر الدین نے فتویٰ دیا ہوا امام شری نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ وہ خصم قرار نہیں پاوے گا جیسا کہ مالک سے عاریت لینے والا نہیں قرار پاتا ہے اور اسی طرح رہن و عاریت کے دعوے میں متاجر خصم نہیں قرار پائے گا اور مشتری اور موبوب لہ ہر ایک کے واسطے مدعا علیہ خصم قرار پاسکتے ہیں اور اسی طرف امام ابو یوسف کا میلان پایا جاتا ہے یہ وجہ کروری میں ہو اگر ایک شخص نے ایک گھر پر جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا کہ میرے کرایہ میں ہے مجھے فلاں شخص نے کرایہ پر دیا ہوا اور قابض نے کہا کہ یہ میرے اجارہ میں ہے مجھے فلاں شخص نے ایک دوسرے شخص کا نام لیا کہ اسے کرایہ پر دیا ہے تو مدعی کے دعوے کی سماعت ہوگی اور قابض اس کا خصم قرار پائے گا بخلاف اسکے اگر مدعی نے ملک مطلق کا دعویٰ کیا اور قابض نے اجارہ کا دعویٰ کیا تو سماعت نہ ہوگی اور اگر متاجر نے بدون موجودگی اجرت دہندہ کے دعویٰ کیا تو سماعت ہوگی یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ گھر فلاں غائب زید کا تھا اس سے اس شخص نے جو قابض ہو یعنی عروس نے خرید اور قبضہ کر لیا اور میں اس کا شفع ہوں شفعہ طلب کرتا ہوں اور عروس کہتا ہے کہ یہ گھر میرا ہی ہے اس سے نہیں خریدی ایوں کہا کہ یہ تیرا گھر ہے تو نے فلاں کے ہاتھ فروخت کیا اور اس کے سپرد نہیں کیا ہے اور میں شفعہ طلب کرتا ہوں تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک مقبول نہ ہو گا حتیٰ کہ پہلی صورت میں بائع حاضر ہوا اور دوسری صورت میں مشتری حاضر ہو تو مقبول ہوگا اور امام ابو یوسف نے قابض کو خصم قرار دیا اور اس پر شفعہ کا حکم دیدیا اور اس حکم کو جو قابض پر کیا ہے بائع پر اور مشتری پر حکم شفعہ قرار دیا ہے اور مثل لینے اور اس کو عاقل کے پاس رکھنے کا حکم کیا۔ اور اگر مشتری حاضر ہو کہ خریدے انکار کرتا ہو تو امام محمد نے شفعہ کے واسطے شفعہ کا حکم کیا اور عہدہ مشتری پر رکھا اور من اس کو دلا دیا کذا فی الہیجر الکھوری گھر خریدنے کے دیکھ کر اس کو خرید کر قبضہ کر لیا پھر شفعہ آیا اور دیکھ لیں اسے گھر کو شفعہ میں لے لینا چاہا تو اسے سکتا ہو موکل کا حاضر ہونا شرط نہیں ہو اور اگر دیکھ لے گھر پر قبضہ نہیں کیا تو شفعہ اس کو نہیں لے سکتا ہو تاہیکہ موکل یا اس کا وکیل یا بائع یا اس کا وکیل حاضر نہ ہو اور علی ہذا اگر بیع میں دیکھ لے پاس استحقاق ثابت ہو تو مستحق کی ڈگری ہونے کے واسطے موکل کا حاضر ہونا شرط نہیں ہو صرف دیکھ لے کا حاضر ہونا کافی ہو یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ ایک شخص نے اپنا گھر کرایہ دیکر سپرد کر دیا پھر متاجر سے کسی غصب کرنے والے نے غصب کر لیا تو بدون موجودگی متاجر کے غاصب پر ملکیت کا دعویٰ صحیح نہیں ہو یہ وجہ کروری میں ہو۔ اگر ایک گھر خرید اور اس پر قبضہ نہیں کیا تھا کہ بائع کے پاس سے کسی نے غصب کر لیا پس اگر مشتری نے من دیکر یا بائع کی مبادعت مقرر ہے تو خصم مشتری ہوگا ورنہ بائع خصم ہوگا یہ فصول عمادیہ میں ہو مشتری نے جنوز ام نہیں دیے تھے کہ بائع نے بیع کو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا تو موافق ظاہر روایت کے پہلے مشتری کا دعویٰ دوسرے مشتری پر سموع ہو گا کیونکہ وہ اپنی ملک ہونے کا مدعی ہے اور قابض اس کو رکھتا ہے لیکن بدون دام ادا کر دینے کے اس کو قابض کے ہاتھ سے نہیں لے سکتا ہے یہ وجہ کروری میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک باندی

لے عالمگیری جلد ششم باب ہند یہ کتاب الدعویٰ بابت ہم حاضری مدعی مدعیہ ۱۲



جو اسے لیا ہے وصول کرینگے اور وصول کر کے پانچ حصہ کرینگے ایک حصہ موسیٰ لٹانی کو اور چار حصے وارث کو ملین گے اور جس قاضی کے پاس پہلے موسیٰ نے نالش کی تھی اسکے پاس نالش کرنا یا دوسرے قاضی کے پاس نالش کرنا یکساں ہوگا اور اگر پہلا موسیٰ لغائب ہو اور دوسرے مدعی نے وارث کو حاضر کیا تو قاضی وارث پر ڈگری کرینگا اور وارث پر ڈگری کرنا پہلے موسیٰ پر ڈگری کرنا شمار ہوگی۔ اور اگر قاضی نے پہلے موسیٰ کے واسطے ڈگری کر دی اور ہنوز وارث نے اسکو کچھ نہیں دیا تھا کہ دوسرے مدعی نے دعویٰ کیا اور وارث غائب ہے پس اگر اسی قاضی کے پاس جس نے پہلے مدعی کی ڈگری کر دی ہو نالش کی تو یہ قاضی پہلے موسیٰ کو خصم قرار دینگا اور اگر دوسرے قاضی کے پاس نالش کی تو وہ موسیٰ کو خصم قرار نہ دینگا۔ اور اگر پہلا موسیٰ لغائب ہو اور وارث حاضر ہو اور پہلے موسیٰ کو قاضی نے کچھ نہیں دلا یا ہو تو وارث دوسرے موسیٰ کو خصم ہوگا اگر پھر دوسرے قاضی کے پاس نالش کرے اور یہ حکم اسوقت ہے کہ پہلے موسیٰ نے اقرار کیا کہ جو مال میرے پاس ہے وہ میت کی وصیت سے ملا ہے یا قاضی کو خود معلوم ہوا اور اگر ان میں سے کوئی بات نہ ہو اور پہلا موسیٰ لکھتا ہو کہ یہ میرا مال ہے میں نے اپنے باپ کی میراث سے لیا ہے اور میت نے مجھے کچھ وصیت نہیں کی تھی اور نہ میں نے اسکے مال سے کچھ لیا ہے تو یہ شخص دوسرے موسیٰ کو خصم قرار دینگا اور اگر پہلے مدعی نے کہا کہ یہ مال میرے پاس فلان میت کی ولایت ہے جسکی طرف سے دوسرا مدعی وصیت کا دعویٰ کرتا ہے یا کہ میں نے اس سے غصب کر لیا ہو تو ان دونوں میں کچھ خصوصیت نہیں قائم ہو سکتی ہو اگر بون کہا کہ یہ میرے پاس فلان شخص کی ولایت ہے یعنی سواے میت کے دوسرے کا نام یا انکا کہ میں نے فلان شخص سے غصب کر لیا ہے تو وہ خصم قرار دیا جائیگا ولیکن اگر اپنے قول پر گواہ لاوے تو خصم قرار نہ پاویگا یہ محیط میں ہوں ایک شخص مر گیا اور اسے مال اور ایک وارث چھوڑا پس ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ میرے میت پر ہزار درم قرض ہیں پس قاضی نے وارث پر اسکی ڈگری کر دی اور وارث نے اسکو یہ مال دیدیا اور وارث غائب ہو گیا پھر دوسرا قرضخواہ ہزار درم کا آیا اور اسے میت پر دعویٰ کیا تو پہلا قرضخواہ اسکا خصم نہیں ہوگا اور اگر پہلا قرضخواہ غائب ہو اور دوسرے نے وارث کو حاضر کیا تو وہ اسکا خصم قرار پاویگا پس اگر قاضی نے وارث پر دوسرے قرضخواہ کی ڈگری کر دی در حال یہ گذرا کہ جو کچھ وارث کو ملا تھا سب تلف ہو گیا تو دوسرا قرضخواہ پہلے قرضخواہ کو پکڑے گا اور جو کچھ اسے لیا ہو اس میں سے آدھا وصول کر لینگا پھر دونوں اپنے باقی مال کے واسطے وارث کے پیچھے پڑیں گے اور اگر پہلا شخص جس نے ہزار درم وصول کیے ہیں قرضخواہ نہ ہو بلکہ موسیٰ نہ ہو اور اسے مال وصیت لیکر قبضہ کر لیا پھر ایک شخص نے میت پر ہزار درم قرض کا دعویٰ کیا اور وارث غائب ہے تو موسیٰ کو اسکا خصم نہیں ہو سکتا ہے یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک شخص نے ایک میت کے وارث پر گواہ قائم کیے کہ میت نے میرے واسطے عینہ اس باندی کی وصیت کی ہے اور وہ باندی اسکا تھائی مال ہے اور قاضی نے اسکی ڈگری کر کے اسکو دلا دی اور وارث غائب ہو گیا اور دوسرے نے پہلے موسیٰ کو گواہ قائم کیے کہ میت نے اس باندی کی میرے واسطے وصیت کی تھی پس اگر گواہوں نے یہ بیان کیا کہ میت نے پہلی وصیت سے رجوع کر لیا تھا تو قاضی تمام باندی دوسرے کو دلا دیگا اور اگر گواہوں نے یہ نہ ذکر کیا تو ادھی باندی دوسرے کو دلا دیگا اور یہ ڈگری دائر نہ ہوگی تاہذا ہوگی خواہ وہ حاضر ہو یا غائب ہو حتیٰ کہ اگر پہلے موسیٰ نے اپنا حق خود باطل کر دیا تو پوری



باندی دوسرے مدعی کو ملے گی پس اگر قاضی نے باندی پہلے کو دلا دی اور وہ غائب ہوا اور وارث حاضر ہے تو دوسرے  
 موصلی کا خصم یہ وارث نہ ہو گا خواہ پہلے قاضی کے پاس نالاش ہو یا کسی دوسرے قاضی کے پاس ہو اور اگر قاضی نے  
 پہلے مدعی کے واسطے باندی کا حکم دید یا در ہنوز دی نہیں گئی تھی کہ دوسرے نے وارث پر دعویٰ کیا پس اگر پہلے قاضی کے  
 پاس نالاش کی تو وہ اسکو خصم نہ بنا دیگا اور اگر دوسرے کے پاس نالاش کی تو خصم قرار دیگا پھر اس صورت میں اگر قاضی  
 دوسرے مدعی کے گواہ وارث پر ہے تو دوسرے کے واسطے آدمی باندی کی ڈگری کر دیگا خواہ اسے گواہوں نے پہلی  
 وصیت سے رجوع کرنا ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو پس جب پہلا مدعی حاضر ہو پس اگر دوسرے مدعی نے پہلی وصیت سے رجوع کر کے  
 گواہ سنائے تو کل باندی سے لیگا در نہ آدمی لیگا اور اگر پہلے نے گواہ قائم کیے کہ میت نے تہائی مال کی مجھے وصیت کی تھی اور  
 قاضی نے اسکو دلا دیا پھر دوسرے نے پہلے پر گواہ قائم کیے کہ میت نے پہلی وصیت سے رجوع کر کے دوسرے مدعی کے  
 واسطے تہائی مال کی وصیت کی ہے تو قاضی پہلے مدعی سے تہائی مال لیکر دوسرے کو دیدیگا اور اگر وارث ہی حاضر ہو  
 تو قاضی دوسری وصیت کا حکم کر دیگا اور پہلی وصیت سے رجوع کرنے کا حکم نہ دیگا۔ اور اگر پہلے کے واسطے ایک معین غلام  
 کی وصیت کی تھی ورنہ حکم قاضی اسکو دیدیا گیا پھر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ میت نے میرے واسطے اپنے مال سے ہزار  
 کی وصیت کی ہے تو جسکو غلام دینے کی وصیت کی تھی وہ اسکا خصم نہیں قرار پادیگا اور اگر وارث حاضر ہوا اور پہلا  
 موصلی نہ غائب ہے تو وارث دوسرے کا خصم ہو گا یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم قرض یا غصب یا وصیت  
 ہیں اور وہ بینہ غاصب یا مستوی کے پاس قائم ہیں پس ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ فلاں شخص مر گیا جس کا  
 یہ مال ہے اور میرے لیے اس مال کی وصیت کر گیا ہے اور وہ شخص جس کے پاس مال ہو مال کا مقروض لیکن یہ کہتا ہے کہ  
 میں نہیں جانتا ہوں کہ فلاں شخص مال مر گیا ہے یا نہیں مرا ہوا تو دونوں میں خصوصیت قرار نہ دیگا تاہن قاضی کہ میت کا کوئی وارث  
 یا وصی حاضر نہ کرے اور اگر قابض مال نے کہا کہ یہ مال میرا ہے اور میرے پاس میت کا کچھ مال نہیں ہو تو مدعی کے واسطے  
 خصم قرار دیا جائیگا اور جو کچھ مدعا علیہ کے پاس ہو اسکی تہائی کی ڈگری مدعی کی واسطے کر دیگا لیکن اگر مدعی نے اس امر کے  
 گواہ دیے کہ میت نے سو اسے ان ہزار درم کے دو ہزار درم اور چھوڑے ہیں اور وارث نے انکو وصول کر لیا ہو تو اسوقت  
 قاضی پورے ہزار درم کی ڈگری اسکو دیدیگا پھر اگر اسکے بعد وارث نے آکر کہا کہ میں نے مال میت سے کچھ نہیں پایا  
 تو اس پر التفات نہ ہو گا اور اگر بجائے موصلی کے کوئی قرض خواہ ہو تو جسکی طرف مال آتا ہے وہ اس قرض خواہ کا خصم قرار نہ دیگا  
 خواہ قابض مال مقرر ہو یا منکر ہو پس اگر اس مدعی نے گواہ قائم کیے کہ فلاں شخص مر گیا اور کوئی وارث یا وصی نہیں چھوڑا  
 تو قاضی اسکی گواہی مقبول کر کے میت کی طرف سے ایک وصی مقرر کرے گا اور اس پر مدعی کے گواہوں کی گواہی کی سماعت  
 کرے گا پس جب اسے ایسا کیا تو قرض پر اسکی گواہی مقبول کرے گا اور جسکی طرف مال آتا ہو اسکو حکم دیگا کہ قرض خواہ کو مال ادا  
 کر دے بشرطیکہ جسکی طرف مال آتا ہے وہ اس مال کا مقروض نہ کہ فی الذخرہ۔ اگر موصلی نے گواہ سنائے کہ فلاں شخص مر گیا  
 اور کوئی وارث نہیں چھوڑا اور میرے واسطے ان ہزار درم کی جو فلاں شخص کی طرف اسے غصب یا وصیت کی ہے  
 آتے ہیں وصیت کر دی ہے یا گواہوں نے کہا کہ ہم کوئی وارث نہیں جانتے ہیں اور جسکی طرف مال ہی وہ مال کا

مدعی و مدعا علیہ کی وصیت کی ہے



اقرار کرتا ہے تو قاضی موصی کے واسطے مال کی ڈگری کر دیکھا یہ محیط میں ہے۔ اور خصم اثبات وصایت میں میریت کا دارت ہوتا ہے یا موصی لایا فرضدار کہ جہیزیت کا کچھ فرض ہو یا فرضخواہ کہ جہیزیت پر کچھ فرض ہو یہ فصول عادیہ میں ہو۔ ایک شخص مرگیا اور اسکے دو بیٹے ہیں ایک ان میں سے غائب ہے پس حاضر نے دعویٰ کیا کہ میرا میرے باپ پر ہزار درم قرض ہے اور میریت کا ایک شخص ہزار درم کے سوا کچھ مال نہیں ہے تو امام رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اجنبی پر مال ثابت کرنے کے واسطے اس بیٹے کی گواہی قبول کر دنگا اور اسکے باپ پر اس کا قرض ثابت کرنے کے واسطے قبول نہ کر دنگا اور ان ہزار درم میں سے جو میں نے اجنبی پر ڈگری کی ہے میں اس لئے اسکے واسطے کچھ دینے کا حکم نہ دنگا اور توقف کر دنگا یہاں تک کہ اسکا بھائی جو غائب ہے حاضر ہو جاوے کذا فی محیط۔ ایک شخص کے مقبوضہ ٹکڑ پر دعویٰ کیا کہ فلاں شخص غائب ہے تجھ سے میرے واسطے خرید اسے اور قابض نے بیچ سے انکار کیا تو مدعا علیہ کی گواہی قبول ہوگی اسی طرح اگر مشتری حاضر ہو اور خرید سے انکار کرنا ہو تو بھی یہی حکم ہے اور نیز لڑ اسکے ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ ٹکڑ پر دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو فلاں شخص سے خرید اسے اور فلاں شخص نے تجھ سے خرید اٹھا۔ اور تفتی کے کتابا لدعویٰ میں ہو کہ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر قابض نے کہا کہ میں نے فلاں شخص کے ہاتھ جسکو تو اپنا وکیل بتلاتا ہو فروخت کیا تھا اور فلاں شخص غائب ہے تو مدعی اور قابض میں خصوصیت نہیں ہوگی اسی طرح اگر کہا کہ میں نے فلاں شخص کے ہاتھ جس سے خریدنے کا تو گن کرتا ہے فروخت کیا تھا اور شن وصول ہونے تک یہ میرے قبضہ میں ہے یا کہا کہ میرے پاس روایت ہے تو بھی ان دونوں میں خصوصیت نہوگی یہ فصول عادیہ میں ہو۔ عمر و کار و پیہ بکرہ چاہیے اسکے نام کا ہتک زید بکرہ کے پاس لایا اور کہا کہ جو روپیہ اس ملک میں عمر کے نام سے تجھ پر ہے اس روپیہ کا عمر دے میرے واسطے اقرار کیا ہے اور اسکے گواہ میرے پاس ہیں پس اگر مدعا علیہ نے کہا کہ فلاں غائب یعنی بکرہ کا کچھ روپیہ مجھ پر نہیں چاہیے تو وہ خصم قرار پائیگا اور اس مدعی زید کی گواہی بکرہ پر سنی جاوے گی اور ڈگری کر دی جائیگی اور اگر بکرہ نے عمر کا روپیہ ہونیکا اقرار کیا تو جب تک عمر حاضر نہ ہو زید کے گواہوں کی گواہی بکرہ پر سنی نہ جائیگی یہ خزانہ المفتین میں ہو۔ ابن ساعد نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو حکم کیا کہ میرے واسطے دس دینار سودم کو خرید دے اسنے ایسا ہی کیا اور درم دیکر دینار دے لیے پھر ایک شخص نے آکر دیناروں پر دعویٰ کیا تو مشتری اسکا خصم ہوگا اور مشتری کی یہ دلیل کہ فلاں شخص نے مجھے حکم کیا تھا اور میں نے اسکے واسطے خریدے ہیں مقبول نہوگی اور اگر دیناروں کے مدعی نے اسکا اقرار کر لیا تو ان دونوں میں خصوصیت نہوگی یہ محیط میں ہو۔ زید نے عمر پر دعویٰ کیا کہ اسنے یہ غلام اسکے مالک بکرہ کے حکم سے فروخت کیا اور یہ اسکے ہاتھ میں بضاعت تھا پس مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے بلا حکم اسکے مالک کے فروخت کیا ہو تو وہ خصم قرار دیا جائیگا اور حکم ہوگا کہ غلام مشتری کو دیوے یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک شخص نے ایک ملوک کا دعویٰ کیا اور زعم کیا کہ میرا ہے اور کہا کہ آج وہ میرے قبضہ میں نہیں ہے اور ملوک نے کہا کہ میں فلاں شخص کا غائب غلام ہوں پس اگر ملوک اپنے دعویٰ پر گواہ لایا تو اسکے اور مدعی کے درمیان خصوصیت نہوگی اور اگر گواہ نہ لایا تو مدعی کے گواہوں کی اسپرست

الجللہ دیت موصی کے ثابت کرنے میں ۱۲

نہوگی اور مدعی کی ڈگری اسپر کردی جاوے گی پھر اگر مقررہ اسکے بعد آیا تو اسکو غلام لینے کی کوئی راہ نہوگی بلکہ اگر اسے گواہ قائم کیے تو گواہی مقبول ہوگی اور پہلے مدعی پر اسکی ڈگری کردی جائیگی کذا فی الحیط۔ اگر ایک شخص نے ایک غلام پر دعویٰ کیا کہ اسکے قبضہ میں جو غلام ہے وہ میرا ہے یا اسپر کچھ قرض کا دعویٰ کیا یا اس سے کوئی چیز خریدنے کا دعویٰ کیا تو غلام مدعی کا خصم ہوگا لیکن اگر مدعی اقرار کرے کہ یہ غلام مجھ سے تو ان دونوں میں خصوصیت نہوگی کذا فی التخصیص۔ غلطی میں سے کہ ایک گھر ایک شخص کے قبضہ میں ہے اسپر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ فلاں شخص کا گھر ہے اور اس شخص نے ایک مہینہ ہوا کہ میرے پاس یہ گھر بعض اُن ہزار درم کے جو میرے اسپر آتے ہیں رہن کیا اور مجھے دیدیا میں نے اسپر قبضہ کر لیا پھر اسے مجھ سے مستعار مانگا میں نے اسے دیدیا اور اسپر گواہ قائم کر کے سنا دیے اور گھر کا مالک غائب ہے اور قابض نے یہ گواہ قائم کیے کہ یہ گھر میرا ہے میں نے اسکو کل کے روز اسی غائب سے جسک مدعی رہن کا دعویٰ کرتا ہے خرید اسے یا کہا کہ دس روز ہوئے کہ اس سے خرید لیا تو مدعی رہن اسکا سختی ہی اور خرید کے مدعی کو جب تک بائع غائب ہے بیع کوڑنے کا اختیار نہیں ہوا اسبطح اگر بکاسے رہن کے اجارہ لینے کا دعویٰ کیا تو بھی یہی حکم ہو در اگر بکاسے مرتن و مستاجر کے کوئی شخص ملک کا مدعی ہو کہ میں نے اسکو ایک مہینہ ہوا جب مالک سے خرید لیا اور اسکی خرید قابض کی خرید سے پہلے واقع ہوئی تو اسے نام گھر کی ڈگری کردی جائیگی در دوسری بیع کوڑ جائیگی اور مدعی سے دام لے لیے جائیں گے اور امانت رہن گے اور گھر اس کے سپرد کیا جائیگا بشرطیکہ مدعی کے گواہوں نے یہ گواہی نہ دی کہ بائع نے دام وصول کر لیے ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو ہشام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے ایک باندی خریدی اور دام دیدیے اور اسپر قبضہ کر لیا اور مجھ سے ایک شخص نے استحقاق ثابت کر کے قاضی کے حکم کی ڈگری کرائی پس میں نے اس شخص کو جسے فروخت کی تھی حاضر کیا اسنے کہا کہ میرے پاس اس امر کے گواہ ہیں کہ جسے تجھ سے استحقاق میں لی ہوا اسے میرے ہاتھ فروخت کی یا میری ملک ہونے کا اقرار کیا ہو تو قاضی مشتری کو اختیار دیکھا چاہے خود متولی خصوصیت ہو یا در کر کے بائع سے اپنا من لے لے اور اگر مشتری نے کہا کہ میں اپنے کام میں توقف کرتا ہوں اور بائع بذات خود خصوصیت کر تو یہ اختیار اسکو نہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر ایک غلام معین کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے اور انکا ہنوز تزکیہ ہوا تھا یا نہیں ہوا تھا کہ قابض نے اقرار کر دیا کہ وہ حر ہو یا دوسرے کے ہاتھ فروخت یا ہبہ کر دیا تو مدعی کے حق میں آزاد کرنا صحیح نہوگا لیکن مقرر کے حق میں سب تصرفات صحیح ہیں حتیٰ کہ اگر گواہوں کا عادل ہونا ثابت نہو تو اس کے اقرار پر حکم کیا جائیگا۔ اور اگر مدعی نے ایک ہی گواہ ہنوز قائم کیا تھا کہ مدعا علیہ نے ایسے تصرفات کیے تو بھی مدعی کے حق میں جائز ہونگے جیسے دو گواہ قائم کرنے کی صورت میں جائز نہ تھے اور اگر مدعا علیہ نے یہ تصرفات نہ کیے لیکن مدعی کے گواہ قائم کرنے کے بعد اقرار کر دیا کہ یہ غلام مدعی کا ہے تو کن یا لا قبضہ میں لکھا ہو کہ قاضی اسکے اقرار پر حکم کر دیکھا اور جانتے کہ میں لکھا ہے کہ گواہوں پر حکم کر لیا یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک شخص کے مقبوضہ مال معین پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے اور مدعا علیہ نے انکا رد کیا پس ہنوز مدعی نے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم نہیں کیے

تھے کہ مد علیہ نے اسکو کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا اور گواہ کر لیے پھر جب مدی نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے اور قاضی نے اسکی ڈگری کر دی تو مشتری نے اسپر گواہ قائم کیے کہ یہ میری ملک ہے اور اسکے قبضہ میں ناحق ہے پس اس کی ڈگری ہو گئی پھر اسنے اپنے مشتری نے اپنے بائع کے ہاتھ فروخت کر دی یا اسہ کر دی تو یہ جائز ہے اور یہ ایک حیلہ ہے کہ اسکو لوگ کیا کرتے ہیں تاکہ ظلم سے بچیں ولیکن یہ حیلہ اس وقت صحیح ہے کہ مشتری نے پہلے مد علیہ سے خریدنے کا دعویٰ نہ کیا بلکہ صرف ملک مطلق کا دعویٰ کیا اور اگر خریدنے کا دعویٰ کیا تو مشتری کی سماعت ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے کتاب لا تقضیہ میں ہے کہ ایک شخص کے نصف دار مقبوضہ پر ایک شخص نے دعویٰ کیا اور مد علیہ نے اسکی ملک ہونے کا اقرار کر دیا اور دیا نہیں اور غائب ہو گیا پھر ایک دوسرے شخص نے اسی نصف پر دعویٰ کیا تو پہلا مدی اس کا خصم نہوگا اور اگر پہلا مدی غائب ہو گیا اور مد علیہ حاضر رہا تو وہ اس دوسرے مدی کا خصم ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص نے ایک دار مقبوضہ کی نسبت اقرار کیا کہ یہ فلان شخص کا ہے اور یہ شخص غائب ہے اور اسکی قیمت منقطع ہے اور اسنے ایک شخص کے قبضہ میں حفاظت کرنے کے واسطے دیا تھا اس شخص نے میرے قبضہ میں دیا ہے اور وہ مر گیا تو یہ شخص قابض ہر شخص کا جو اس دار کا دعویٰ کرے گا خصم قرار پاویگا مگر اس صورت میں قرار نہ پاویگا کہ جب غائب کو خوب شناخت کرادے کہ وہ فلان بن فلان ہے اسنے یہ گھر اس شخص کے قبضہ میں جو مر گیا ہے دیا تھا اور اسنے مجھے دیا تھا پھر اصل مالک غائب ہو گیا پس جب اس طرح اسنے گواہ قائم کیے تو اسکے اور مدعیوں کے درمیان خصوصیت نہوگی اور امام محمد کے قول میں وہ وصی نہ کیا جائے گا لکن خاصۃً اسی دار کے حق میں اور بقیاس قول امام اعظم رحمہ اللہ کے ہر چیز میں وصی ہونا چاہیے۔ ایک شخص نے دعوے کیا کہ میرے فلان شخص پر ہزار درم ہیں اور وہ مجھے یہ درم ادا کرنے سے پہلے مر گیا اور اس کے تیرے پاس ہزار درم ہیں اور مطالبہ کیا کہ اس مال سے میرا قرض ادا کر دے تو قاضی اس کے دعوے کو گواہی کو قبول نہ کر گیا اور اگر قاضی سے درخواست کی کہ مد علیہ سے قسم لے تو قاضی اس سے قسم نہ لیگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر مال مضاربت میں استحقاق ثابت ہو اور اس میں نفع بھی ہے تو نفع میں مضارب خصم ہوگا اور رب المال کا حاضر ہونا شرط نہیں ہے اور اگر نفع نہیں ہے تو رب المال خصم قرار پاویگا یہ وجیز کروری میں ہے۔ ہشام نے فرمایا کہ میں نے امام محمد سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے مسلمانوں کے راستوں میں سے کسی راستہ میں جو نافذ ہے عمارت بنائی یا اس میں کھیتی لگا دی پھر نکل کر ایک شخص کو دیدی پھر راستہ والوں نے اگر جھگڑا کیا پس قابض نے گواہ قائم کیے کہ مجھے فلان شخص نے وکیل کر کے میرے قبضہ میں دیدی ہے پس اگر وہ راستہ ایسا مشتبہ ہو کہ بدو گواہوں کے معلوم نہوتا ہو کہ یہ راستہ ہے تو ان دونوں میں خصوصیت نہیں ہے اور اگر مشتبہ نہو بلکہ راستہ معلوم ہو تو قابض خصم قرار پاویگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ ابو ابراہیم رحمہ اللہ نے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ایک غلام آزاد کیا اور وہ شخص مر گیا پھر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ غلام اس میت کا بیٹا ہے اسکو آزاد کیا ہے بیٹا ہے اور اس میت کا کوئی وصی نہیں ہو پس کیا یہ غلام آزاد خصم قرار

مال مضارب ہوتا ہے جو نہو کہ در میان مضارب تجارت ہوتا ہے۔ ۱۱۲



اگرچہ بائع ابرق میں اسکا شریک ہوا۔ اسی طرح اگر کسی شخص سے ایک غلام ایک ہی صفیقہ میں یوں خرید کر نصف غلام سودینا نقد کو اور نصف غلام باقی عوض سودینا رکے بوجہ عطار کے یا اور مشتری نے غلام پر قبضہ کر لیا اور بائع غائب ہو گیا پھر ایک شخص نے حاضر ہو کر گواہ قائم کیے کہ آدھا غلام میرا ہے تو اسکا بھی یہی حکم ہے یہ ذخیرہ میں ہے اگر کسی نے آدھا غلام لیا اور آدھا اسکے پاس ودیعت رکھا اور غائب ہو گیا پھر ایک شخص نے آدھے غلام کا دعویٰ کیا تو مشتری اسکا خصم نہ ہو گا اور اگر مشتری کے ہاتھ آدھا غلام فروخت کیا اور آدھا اسکے پاس دوسرے نے ودیعت رکھا پھر آدھے غلام میں استحقاق غایت ہوا تو جو بھائی غلام کی ڈگری کر دی جائیگی درودہ خریدے ہوئے کا آدھا ہو گا اور مشتری بائع سے آدھا میں داپس کر لیا یہ محیط شخصی میں ہو۔ اگر ایک شخص نے دوسرے سے آدھا غلام خرید لیا پھر باقی آدھا بھی خرید اگر ایک بیع صحیح اور دوسری فاسد ہے یا دون صحیح ہیں یا دون فاسد ہیں پھر ایک شخص نے اگر مشتری پر آدھے غلام کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے تو مشتری اسکا خصم ہو گا اور اس دے کی ڈگری کر دی جائیگی جو بیع ثانی سے خرید ہے اور اگر پہلی بیع صحیح ہو اور دوسری بیع عوض مردار یا خون یا شراب کے ہو تو مشتری اور مشتری میں خصوصیت نہو گی بہا شک کہ بائع حاضر ہو گیا نہ کہ جو چیز عوض خون یا مردار یا شراب کے خریدی جاوے وہ بالاتفاق ملوک نہیں ہوتی ہے یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اسنے میرے غلام کا ہاتھ خطا سے کاٹ ڈالا اور اس پر ادھی قیمت یعنی پانچ سو درم واجب ہیں یا یہ دعویٰ کیا کہ اسنے میری باندی فلان کے ساتھ اپنے غلام کا بچھ کیا اور اس پر مرد واجب اور غلام اور باندی دون زندہ ہیں اور غائب ہیں پس مدعا علیہ سے کہا کہ ہاں لیکن میں مجھے ارش یا میرا اس خوف سے نہ دوں گا کہ غلام اور باندی حاضر ہوں پس تیرے ملوک ہو نیکا انکار کریں اور مجھے ضمان لے لیں تو قاضی اس کے اقرار سے مردار بن سکے ذمہ لازم کرے گا اور اگر مردار میں سے ہو تو بھی یہی جواب ہے اور اگر غلام کے ہزار درم اس شخص کے پاس ودیعت ہوں یا اسنے غصب کر لیے ہوں یا قرض یا بیع کے ہوں پس جس شخص کے پاس مال ہے اسنے اقرار کیا کہ جس نے مجھے مال دیا ہے وہ اس مدعی کا غلام ہو اور مدعی نے اسکی تصدیق کی تو مدعی کو اس مال لینے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ اسی طرح اگر اس شخص نے جسکے پاس مال ہو یہ اقرار کیا کہ یہ مال منعی کا ہے اس کے غلام نے اس سے غصب کر کے میرے پاس دیدیا ہے اور مقرر یعنی مدعی نے اسکی تصدیق کی تو بھی مال نہیں لے سکتا اور اسی طرح اگر کسی نے اقرار کیا کہ اس شخص نے اپنے غلام کو اپنی باندی بیچنے کا حکم کیا تھا اسنے میرے ہاتھ فروخت کر دی اور دام نہیں لیے ہیں اور غلام کے مالک نے اسکی تصدیق کی تو اس شخص پر جبر نہ کیا جائیگا کہ دام مولیٰ کو دیدے یہ سب اس صورت میں ہے کہ مال مقرر کے پاس قائم ہو اور اگر تلف کر دیا ہو تو مقرر کو اس کے ماخود کرنے کا اختیار ہو پس اگر غائب آیا اور اسنے فلان کا غلام ہونے سے انکار کیا یا اس سے انکار کیا کہ میں نے اسکی کچھ چیز غصب نہیں کی تو قاضی اسکو اختیار ہو گا کہ مقرر اس قدر مال کی ضمان لے جسکا اسنے اقرار کیا ہے پھر مقرر اپنے مقرر سے لے سکتا ہے یا نہیں پس اس صورت میں کہ مقرر نے مقرر سے ارش یا میرا ہے پھر غائب نے اگر مقرر کے ملوک ہونے سے انکار کیا تو مقرر اس سے داپس لے گا اور باقی صورتوں میں داپس نہیں لے سکتا ہے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر مقرر نے ان سب شکوک میں یہ کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں

بانی غلامان فقہین کے اسباب ہونا مشکل و غیر درست و غیر ۱۲۰

کہ غائب تیرا غلام ہے یا نہیں ہو تو مولیٰ کی گواہی اس امر پر کہ غائب میرا غلام ہو مقبول نہ ہوگی اور مقرب ہو اسکی کچھ نہ ہوگی یہاں تک کہ غلام حاضر ہو اور مدعا علیہ سے دعویٰ مدعی پر کہ غائب میرا غلام ہے تو قسم نہ لی جائیگی اور ارش اور مہربانی قسم نہ لی جائیگی کہ واللہ جس ارش یا مہر کا دعویٰ کرتا ہے میری طرف نہیں چاہیے ہے اور مال کے دعویٰ میں کسی سے قسم نہ لی جائیگی کہ جبکہ مدعی یہ دعویٰ کرے کہ میرے غلام نے ہزار درم لیکر اس شخص کو قرض دے دین یا اسے مجھ سے ہزار درم لیے تھے اس سے اس شخص نے غصب کر لیے اور تلف کر دیے پس اگر مدعی نے یہ دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے کہا کہ مجھے غلام شخص نے ہزار درم قرض دیے یا میں نے اسے غصب کر لیے اور تلف کر دیے اور میں نہیں جانتا ہوں کہ وہ اس شخص کا غلام ہے یا نہیں تو اس سے قسم نہ لی جائیگی کہ واللہ تیری طرف یہ مال نہیں چاہیے جسکا یہ دعویٰ کرتا ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ یہ ہزار درم جو میرے قبضہ میں ہیں تیرے میں کیونکہ میں نے تیرے غلام سے غصب کر لیے ہیں اس واسطے کہ تیرے غلام کا مال تیرا مال ہو یا اس واسطے کہ تیرے میں کہ تیرے غلام نے مجھے ودیعت دی ہے میں اور مولیٰ نے کہا کہ ہزار درم میرے ہیں اور تو نے میرے غلام سے غصب نہیں کیے ہیں تو وہ درم من کو لے لیگا مگر اس صورت میں نہیں لے سکتا ہے کہ مقر نے غصب و ودیعت کے گواہ قائم کیے پس اگر اس کے پاس گواہ نہ ہوں اور مولیٰ نے مال پر قبضہ کر لیا پھر غلام آیا اور اسے مقر کے ملک ہونے سے انکار کیا اور مولیٰ کے پاس گواہ نہیں ہیں تو وہ مقر غلام کے واسطے ہزار درم کا ضامن ہوگا بشرطیکہ غصب کا اقرار کیا ہے اور اگر ودیعت کا اقرار کیا ہے تو امام ابو یوسف کے نزدیک کچھ ضامن نہ ہوگا اور امام محمد نے فرمایا کہ دونوں صورتوں میں ضامن ہوگا۔ اور اگر اس شخص نے جس کے قبضہ میں مال ہو کہا کہ یہ ہزار درم میرے پاس تیرے غلام نے ودیعت رکھے ہیں یا میں نے اس سے غصب کر لیے ہیں اور یہ تیرے ہیں کیونکہ تیرے غلام کا مال تیرا ہے تو مولیٰ ان درم من کو لے لیگا مگر پہلا قسم کھا لیگا جب تک معلوم نہ ہو کہ غلام شخص نے اسکو ودیعت دیا ہے یا اسے اس سے غصب کر لیا ہے پھر اگر غائب حاضر ہو اور اس شخص کے غلام نے اسے انکار کیا تو ہزار درم مولیٰ سے لے لیگا اور مولیٰ کو حکم کیا جائیگا کہ اگر تیرا حق ہے تو گواہ قائم کرو اور مقر کچھ ضامن نہ ہوگا۔ اور اگر مقر نے کہا کہ یہ ہزار درم تیرے غلام فلان شخص کے میرے ہاتھ میں غصب یا ودیعت کے طور پر ہیں اور مولیٰ نے کہا کہ وہ فلان میرا غلام ہے اور درم میرے ہیں تو مقر سے نہیں لے سکتا ہو مگر اس صورت میں لے سکتا ہے کہ گواہ قائم کرے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعویٰ کیا کہ میری باندی کا ہراس پر چلے یا میرے غلام کا ارش اس کے ذمہ ہے یا میرے غلام کی ودیعت یا غصب وغیرہ اس کے قبضہ میں ہو پس کہا کہ غلام مر گیا ہے اور مدعا علیہ نے اسکی تصدیق کی تو حکم کیا جائیگا کہ یہ مدعی کو دیر سے پس لے کر مدعا علیہ نے کہا کہ غلام میرا قرض ہے تو انفات نہ کیا جائیگا۔ اسی طرح اگر مدعا علیہ نے اس میں سے کچھ اقرار نہ کیا اور مولیٰ نے اس پر گواہ قائم کیے تو بھی یہی حکم ہے کذا فی مختصر الجمان الکبیر۔ ایک شخص کے قبضہ میں مال ہو اس قابض سے ایک شخص نے کہا کہ مجھ سے تیرے غلام نے یہ مال غصب کر کے تیرے پاس ودیعت رکھا اور قابض نے کہا کہ تو نے سچ کہا

۱۰ اناست الحق کو بڑے ہیں ۱۱

ولیکن میں تجھے اس واسطے نہ دوں گا کہ مبادا میرا غلام میرے غلام ہونے سے انکار کر جاوے تو اس کے قول پر التفات نہ کیا جائیگا اور اسپر جبر کیا جائیگا کہ مال مقرر کے حوالہ کرے پھر جب اس نے دیر یا پھر غائب یا اذوقرہ کے غلام ہونے سے انکار کیا تو اسی کا قول لیا جائیگا اور جو مال مقرر لے لیا ہے وہ اسکو دلانے کا حکم کریگا بشرطیکہ وہ قائم ہو والا یہ کہ مقرر فی الحال اس بات کے گواہ قائم کرے کہ یہ مال میرا ہے اور اگر مقرر نے یہ مال تلف کر دیا اور غائب اسے اس مقرر سے جسکے قبضہ میں یہ مال تھا ضمان لینا چاہی تو اسکو اختیار ہوگا۔ اور اگر مقرر نے کہا کہ یہ مال میرے پاس میرے فلان غلام نے ودیعت رکھا ہے اور یہ میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ مال تیرا ہی یا نہیں ہو پس مدعی نے گواہ دیے کہ یہ میرا مال ہے تو یہ گواہی مقبول ہوگی اور مال اسکو دلایا جائیگا پس اگر غائب حاضر ہوا اور مقرر نے غلام ہونے سے انکار کیا تو اپنا مال لے لیگا اور مدعی سے کہا جائیگا کہ اپنے گواہ دو بارہ پیش کرو ورنہ تیرا حق نہیں ہے اور اگر مقرر قایض مال نے کہا کہ یہ مال تیرا ہی ہے واسطے میرے پاس فلان شخص نے ودیعت رکھا ہے اور فلان شخص میرا غلام نہیں ہو پس مدعی نے گواہ قائم کیے کہ فلان شخص تیرا غلام ہے تو ان دونوں میں خصوصیت نہوگی اور گواہی مقبول نہوگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے غلام کو کوئی چیز ہبہ کر دی پھر واپس لے لی چاہی اور غلام کا مالک غائب ہے پس اگر اس غلام کو تصرفات کی اجازت ہو تو واپس کر دینے کی اسپر ڈگری کر دی جائیگی اور اگر اسکو تصرفات کی اجازت نہ ہو تو بدون موجودگی مالک کے اسپر واپسی کی ڈگری نہ کی جائیگی پس اگر غلام نے کہا کہ میں مجبور ہوں اور واہب نے کہا کہ نہیں تو ماخوذ ہوا تو قسم کے ساتھ واہب کا قول مقبول ہوگا اور اگر غلام نے اپنے مجبور ہونے کے گواہ قائم کیے تو مقبول نہوئے پس اگر مالک حاضر ہوا اور غلام غائب ہوا اور جو چیز ہبہ کی گئی ہے وہ غلام کے پاس ہو تو مالک خصم قرار نہ پاویگا اور اگر وہ چیز مالک کے قبضہ میں ہو تو خصم قرار نہ پاویگا یہ خزانہ المفتین میں ہے۔ اگر مولیٰ نے کہا کہ مجھے میرے فلان غلام نے یہ ودیعت رکھنے کو دی ہے اور میں نہیں جانتا ہوں کہ آیا اسے ہبہ کر دی گئی ہے یا نہیں پس مدعی نے ہبہ پر گواہ قائم کیے تو مالک اسکا مخاصم ہوگا پھر جب قاضی نے واہب کے واسطے باندی دینے کی ڈگری کر دی اور واہب کے پاس وہ موٹی ہو گئی پھر موہوب لے آیا اور غلام ہونے سے انکار کیا تو اسی کا قول مقبول ہوگا اور باندی کو واپس لے سکتا ہے پھر واہب کو یہ اختیار نہوگا کہ ہبہ پھر لے اور اگر باندی واہب کے پاس مر گئی تو موہوب لے کو اختیار ہوگا کہ چاہے مستودع سے ضمان لے یا واہب سے ضمان لے پس اگر اسے مستودع سے قیمت ڈانڈ پھر لی تو مستودع واہب سے نہیں لے سکتا ہے اور اگر واہب سے ضمان لے لی تو واہب بھی مستودع سے نہیں لے سکتا ہے اور اگر مولیٰ نے کہا کہ مجھے معلوم ہو کہ تو نے یہ باندی اس شخص کو ہبہ کر دی جس نے میرے پاس ودیعت رکھی ہے ولیکن وہ شخص میرا غلام نہیں ہے اور مدعی نے گواہ قائم کیے کہ فلان غائب اسکا غلام ہے تو ایسی گواہی مقبول نہوگی بشرطیکہ غلام زندہ ہو اور اگر واہب نے کہا کہ میرے پاس گواہ نہیں ہیں ولیکن مستودع سے قسم طلب کی تو قاضی اس سے اس طرح قسم لے گا کہ واللہ فلان غائب میرا غلام نہیں ہے پس اگر قسم کھا گیا تو جھک کر اسے بری ہو گیا اور اگر قسم سے باز رہا تو جھک کر اس کے پیچھے



لازم رہا۔ اور اگر مدعی نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ موئی نے اقرار کیا ہو کہ فلان شخص میرا غلام ہے تو گواہی مقبول ہوگی اور داپہں کر دینے کی ڈگری کر دی جائے گی اور اگر مدعی نے اس کے گواہ قائم کیے کہ غائب اس شخص کا غلام تھا اور وہ مر گیا تو گواہی مقبول ہوگی اور قابض حال اس کا بیٹا صدمہ قرار پائیگا۔ اور اگر مدعی نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ غائب اس شخص کا غلام تھا اور اسے اس غلام کو فلان شخص کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کر دیا اور شتری نے اس پر قبضہ کر لیا تو گواہی مقبول نہ ہوگی اور ہر سے رجوع نہیں کر سکتا ہے اور اگر اس امر کے گواہ سنائے کہ قابض باندی نے اقرار کیا ہے کہ میں نے فلان غائب کو فلان شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا اور گواہوں نے یہ گواہی نہ دی کہ اس نے اقرار کیا ہو کہ غائب میرا غلام تھا تو قاضی ایسی گواہی قبول نہ کرے گا پس قابض کو خصم قرار نہ دیگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک غلام ہو کہ وہ اپنے غلام ہو نیکا اقرار کرتا ہے پھر غلام نے دعویٰ کیا کہ فلان غائب مجھ کو میرے مالک ہزار درم میں خرید لیا اور دام دیدیے ہیں تو اس کا قول مقبول نہ ہوگا اور اگر یہ دعویٰ کیا کہ فلان غائب مجھے میرے مالک سے خرید لیا ہے اور مجھے خصوصیت کرنے اور اپنی ذات کے قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا ہے تو اس کے گواہوں کی گواہی مقبول ہوگی کیونکہ غلام اپنی ذات کے قبضہ کرنے کے واسطے خصم ہو سکتا ہے اور اگر غلام نے کہا کہ میں فلان شخص کا غلام تھا اس نے مجھے تیرے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا ہے اور مجھے دام وصول کرنے کا وکیل کیا ہے اور اس پر گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے مگر اس کے مالک کو اختیار ہے کہ اس کو خصوصیت کرنے سے مانعت کر دے اور اگر منہ نہ کیا تو وکالت جائز ہے اور دام وصول کر سکتا ہے اور مالک اس کے درم لے لینے سے بری ہو جائیگا۔ اور اگر غلام نے کہا کہ میں فلان شخص کا غلام ہوں اس نے مجھے اپنی ذات کے بارہ میں تجھ سے خصوصیت کے واسطے وکیل کیا ہے اور گواہ قائم کیے تو گواہی مقبول ہوگی گدافی فتاویٰ قاضی خسان

بعض خصوصیت کنندہ کی گواہی مقبول نہ ہونے کی وجہ سے

پچھٹا باب۔ کن صورتوں میں دعویٰ دفع کیا جاتا ہے اور کب دفع نہیں ہوتا ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر مال یا حق کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے پس مدعا علیہ نے کہا کہ میرے پاس دفعیہ ہے تو قاضی اس کو ملت دیگا کہ دوسری مجلس میں حاضر ہو اور اس پر ڈگری نہ کر دیگا اور اس کا یہ کلام مدعی کی واسطے اقرار نہ ہوگا اور مولانا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قاضی کو چاہیے کہ دفعیہ کو دریافت کرے اگر صحیح ہو تو اس کو ملت دے اور اگر غلط ہو تو ملت نہ دے اور نہ اس پر التفات کرے یہ فتاویٰ قاضی خسان میں ہے ایک شخص کے غلام مقبوضہ پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے پس قابض نے کہا کہ یہ فلان غائب کا ہے میرے پاس دیمت یا عاریت یا اجارہ یا رہن یا غصب کی وجہ سے ہے اور اس کے گواہ قائم کیے یا اس امر کے گواہ سنائے کہ مدعی نے اقرار کیا ہو کہ یہ فلان شخص کا غلام ہے تو مدعی کی خصوصیت اس سے دفع ہو جائیگی۔ اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر قابض مرد صالح ہو تو گواہ قائم کرنے سے خصوصیت اس سے دفع کی جائیگی اور اگر حیلہ بازی میں مشہور ہو تو دفع نہ ہوگی امام ابو یوسف نے اس قول کی طرف اس وقت رجوع کیا کہ جب قاضی مقرر ہوئے اور نوگوں کا حال دیکھا تو کہا کہ حیلہ گر آدمی کبھی کسی کا مال لیکر



یوشیرہ کسی کے پاس رکھ دیا ہو اور اس سے کہہ بتا ہے کہ شہر سے غائب ہو جاوے پھر گواہ لاکر مجھے ودیعت دیدے  
تھی کہ جب مالک نے اگر اپنی ملکیت ثابت کرنی چاہی تو قابض گواہ پیش کر دیتا ہو کہ فلاں شخص نے مجھے ودیعت دی  
ہو پس مالک کا حق باطل ہو جاتا ہو اور اس کی خصوصیت دفع ہو جاتی ہو کذا فی الکافی۔ اور اگر گواہ نہ قائم ہوئے تو ظاہر ہوتا  
ہے موافق وہ قسم ہو گا کذا فی المہیط پس اگر قاضی نے مدعی کی ڈگری کو دی اور غائب حاضر ہوا اور گواہ لایا کہ میں اس کے  
مالک ہوں میں نے قابض کو ودیعت دی تھی تو قاضی اس حاضر کی ڈگری کر دیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قاضی نے مدعی کے  
گواہوں پر اس کی ڈگری نہ کی یہاں تک کہ عمر کے حاضر ہو اور اس نے قابض کے قول کی تصدیق کی اور قابض نے غلام کو  
دیہ یا اور قاضی نے مدعی کے گواہوں پر اس کی ڈگری کر دی تو یہ فیصلہ قابض پر نافذ ہو گا پھر اگر مقرر نے مدعی پر اسے گواہ  
اس امر کے قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہو میں نے قابض کے پاس ودیعت رکھا تھا تو گواہی مقبول ہوگی اور اس کی ڈگری ہو جائیگی  
اور مدعی کی گواہی باطل ہوگی ایسا ہی امام محمد نے جامع میں ذکر فرمایا ہو اور قاضی ابو الہیثم نے قضاۃ ثلاثہ سے  
نقل کیا ہو کہ یہ حکم مذکور صحیح نہیں ہوا اور صحیح یہ ہے کہ غلام آدھا آدھا اس مقرر اور مدعی کے درمیان مشترک ہونے کا  
حکم دیا جائیگا اور قاضی ابو الہیثم نے یہ بھی ذکر کیا کہ ابن سناء نے امام محمد کو یہ مسئلہ لکھا اور حکم دریافت کیا تو امام محمد  
رحمہ اللہ نے لکھ بھیجا کہ غلام دونوں میں مشترک ہونے کا حکم ہو گا۔ پھر جب مقرر نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے  
اور مدعی کے گواہ باطل ٹھہرے تو قاضی مدعی سے کہیگا کہ اسے گواہ دوبارہ حاضر پر پیش کر ورنہ تیرا حق نہیں ہے یہ  
محیط میں ہو۔ اگر قابض کے گواہوں نے کہا کہ اس کے پاس ایک شخص نے ودیعت رکھا ہو کہ ہم اس کو بالکل نہیں پہچانتے  
ہیں تو قاضی ایسی گواہی مقبول نہ کرے گا اور بالاجماع مدعی کی خصوصیت اس سے دفع نہ ہوگی کذا فی الکافی اور اگر  
گواہوں نے کہا کہ ہم ودیعت رکھنے والے کو صورت سے پہچانتے ہیں اس کا نام و نسب نہیں جانتے ہیں تو امام عظیم و امام ابو یوسف  
کے نزدیک ان کی گواہی جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر مدعا علیہ کے گواہوں نے بیان کیا کہ ہم ودیعت رکھنے  
والے کو نام و نسب پہچانتے ہیں اس کی صورت سے نہیں پہچانتے ہیں تو اس صورت کو امام محمد نے ذکر نہیں فرمایا اور  
مشائخ نے باہم اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ ایسی گواہی سے خصوصیت دفع نہ ہوگی اور بعضوں نے کہا کہ دفع  
ہو جائیگی اور ایسا ہی کتاب الاقضیہ میں مذکور ہے کہ قاضی مدعی سے دریافت کرے گا کہ کیا اس کا یہی نام و نسب ہے پس اگر  
اس نے کہا کہ نہیں تو ظاہر ہو گا کہ وہ مودع نہیں ہو کذا فی المہیط۔ اور امام محمد نے فرمایا کہ اس کی شناخت کیو اسلئے تین طور  
ہیں حاضر رہیں اور البتہ رحمہ اللہ نے امام محمد کے قول پر اعتقاد کیا ہو یہ وجہ کروری میں ہو اور اگر قابض نے کہا کہ مجھے  
فلاں شخص نے ودیعت دیا ہے ایک معروف و مشہور آدمی کا نام لیا اور گواہوں نے گواہی دی کہ اس کو ایک آدمی نے ودیعت  
رکھنے کو دیا ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ ایسی گواہی غیر مقبول ہے کذا فی المہیط اور اگر قابض نے کہا کہ مجھے ایک شخص نے  
ودیعت دیا ہے کہ میں اس کو نہیں پہچانتا ہوں پھر گواہوں نے گواہی دی کہ اس کو ایک شخص نے ودیعت دیا ہو اور  
دونوں بھی اس کو نہیں پہچانتے ہیں تو قابض مدعی کا خصم قرار دیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر قابض  
کہا کہ مجھے ایسے شخص نے ودیعت دیا ہے کہ میں اسے نہیں پہچانتا ہوں اور گواہوں نے گواہی دی کہ اس کو فلاں بن

لے وہ شخص جس کے واسطے اقرار کرنے والا قرار کرتا ہے ۱۶ -

فلان نے ودیعت رکھنے کو دیا ہے تو خصائص ذکر کیا کہ قاضی ایسی گواہی قبول نہ کرے گا اور قابض کے ذمہ سے جھگڑا دفع نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر مدعی نے اقرار کیا کہ ایک شخص نے اسکو دی ہو اور مدعی اسکو نہیں پہچانتا ہو تو ان دونوں میں خصوصیت نہوگی اسی طرح اگر قابض کے گواہوں نے گواہی دی کہ مدعی نے اقرار کیا ہو کہ مدعا علیہ کو ایک شخص نے دی ہو کہ میں اسکو نہیں پہچانتا ہوں تو قاضی مدعا علیہ کو خصم قرار نہ دیگا یہ خزانہ المفتیین میں ہے اور اگر گواہوں نے کہا کہ اسکو ایسے شخص نے ودیعت دی ہو کہ جسکو ہم تینوں طریقوں سے پہچانتے ہیں ولیکن ہم اسکو نہ بتلا دیتے اور نہ گواہی دیتے تو خصوصیت دفع نہوگی اور اگر اس مرد پر برہان لایا کہ مجھے ایک شخص معروف ہے دی ہے ولیکن گواہوں نے دینے والے کی ملک ہو تا صاف نہ بیان کیا تو خصوصیت دفع ہو جائیگی اور اگر گواہوں نے کہا کہ اسکو فلان شخص نے ودیعت دی ہو ولیکن ہم نہیں جانتے ہیں کہ یہ چیز کسکی ہو یا یوں کہا کہ یہ چیز فلان شخص کے قبضہ میں تھی جو غائب ہو ولیکن یہ نہیں معلوم کہ اسنے اس شخص کو دی ہو یا نہیں اور قابض نے کہا اسنے مجھے دی ہو تو خصوصیت دفع ہو جائیگی یہ چیز کو دی ہو ہو۔ اگر مدعا علیہ کے گواہوں نے بیان کیا کہ مدعی نے اقرار کیا ہو کہ یہ چیز فلان شخص غائب کی ہو اور مدعا علیہ نے کہا کہ مجھے فلان غائب نے ودیعت دی ہو یا گواہوں نے مدعی کے اس اقرار کی گواہی دی در مدعا علیہ نے نہ کہا کہ مجھے فلان غائب نے ودیعت دی ہے تو متنازع نے کہا کہ خصوصیت اس سے دفع ہو جائیگی اسی طرح اگر مدعی نے قاضی کے پاس اقرار کر دیا کہ فلان غائب نے اسکو دی ہو تو قابض کے ذمہ سے خصوصیت دفع ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر مدعی نے کہا کہ یہ چیز فلان غائب کے ہاتھ میں تھی پھر میں نہیں جانتا ہوں کہ اسنے اسکو دی ہو یا نہیں اور قابض نے کہا کہ مجھے اسی نے دی ہے تو ان دونوں میں خصوصیت نہوگی یہ خزانہ المفتیین میں ہے۔ گواہوں نے گواہی کی کہ مدعی نے اقرار کیا ہے کہ یہ چیز فلان غائب کے پاس تھی میں نہیں جانتا ہوں کہ اسنے اسکو دی ہو یا نہیں تو ان دونوں میں خصوصیت نہوگی۔ اگر قابض کے گواہوں نے گواہی دی کہ یہ باندی فلان غائب کی ہو اور یہ گواہی نہ دی کہ فلان شخص نے اس قابض کو ودیعت دی ہے تو قاضی ایسی گواہی قبول نہ کرے گا اور نہ خصوصیت اس سے دفع ہوگی اور اگر مدعی نے بطور قابض کے گواہی دفع کرنے کے یہ گواہ سنائے کہ قابض نے اس باندی پر اپنی ملک ہو نیکادو کیا تھا تو قابض سے ودیعت رکھنے کے گواہ اصلاً مقبول نہوگے یہ محیط میں ہے۔ اگر گواہوں نے کہا کہ یہ گھر فلان غائب کا ہے اسنے اس مدعا علیہ کو اس میں بسایا اور ہکو گواہ کر لیا اور اس روز یہ گھر اس غائب کے قبضہ میں تھا یا کہا کہ مدعا علیہ کے قبضہ میں تھا یا کہا کہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ اس روز یہ گھر کے قبضہ میں تھا لیکن ہم جانتے ہیں کہ کج اس لینے والے کے قبضہ میں ہو یا بالکل اسکا ذکر نہ کیا کہ اس روز یہ گھر کے قبضہ میں تھا تو گواہی مقبول اور خصوصیت دفع ہوگی یہ ذخیرہ کو در می میں ہے۔ اور اگر گواہوں نے کہا کہ گھر اس روز کسی نالائق کے قبضہ میں تھا تو خصوصیت دفع نہوگی پختہ اگر یوں کہیں کہ فلان شخص نے اسکو بسایا ولیکن قبضہ اسکو کسی دوسرے نے دیا تو غیر مقبول ہو یہ محیط سرخس میں ہے اور اگر مدعی برہان لایا کہ جس روز ان گواہوں کو گواہ کیا تھا اسدن یہ گھر لینے والے اور بسانے والے دونوں کے سوا کسی دوسرے کے قبضہ میں تھا اور وہ فلان شخص سے تو گواہی غیر مقبول ہو اور اگر یہ فلان شخص یا اور مدعی نے اس طرح

ملنے والی مدعی مدعا علیہ کے سوا کسی شخص کے قبضہ میں تھا

گواہ پیش کیے تو بھی غیر مقبول ہونگے اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہونگے یہ وجہ کروری میں ہو۔ اگر مدعا علیہ نے کہا کہ آدھا گھر میرا ہے اور آدھا میرے پاس فلاں شخص کی ودیعت ہے اور اسپر گواہ قائم کیے تو خصوصیت کل گھر سے دفع ہو جائیگی یہ اختیار میں ہے۔ اگر قابض نے ودیعت کا دعویٰ کیا اور اسکا اثبات اُس سے ممکن نہو یا یہاں تک کہ قاضی نے مدعی کی ڈکوی کر دی تو اسکا حکم نافذ ہو جائیگا پھر اسکے بعد اگر اُس نے ودیعت کے گواہ قائم کرنے چاہے تو مقبول نہونگے لیکن اگر غائب حاضر ہو تو وہ اپنی حجت پر باقی ہو اور اگر قابض نے ودیعت پر گواہ پیش کیے یہاں تک کہ خصم ٹھہرایا گیا اور مدعی نے ایک گواہ سنایا یا دونوں سناے مگر قاضی نے ہنوز حکم نہیں دیا پھر قابض نے اپنے دعوے کے گواہ پائے تو مقبول ہونگے کیونکہ حکم قضائے پہلے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ یہ شخص مدعا علیہ غاصم نہیں ہو کذا فی الجامع الاحمادی یہ فیصلہ عادیہ میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کے دار مقبوضہ پر دعویٰ کیا اور قابض نے کہا کہ فلاں نے مجھے ودیعت رکھنے کو دیا ہے پس مدعی نے کہا کہ فلاں شخص نے میرے پاس ودیعت رکھا تھا لیکن پھر اسے تجھے بہہ کر دیا یا تیرے ہاتھ فروخت کر دیا تو قاضی مدعا علیہ سے قسم لیگا کہ اُس نے مجھے یہ نہیں کیا اور نہ میرے ہاتھ بیچ کیا پس اگر قسم سے باز رہا تو خصم قمار دیا جائیگا یہ محیط سرخی میں ہو اور اگر مدعی نے گواہ سناے کہ فلاں شخص نے اسے ہاتھ فروخت کر دیا ہو تو مقبول ہونگے اور مدعا علیہ خصم ٹھہرایا جائیگا اور اگر مدعا علیہ نے ودیعت کا دعویٰ کیا اور مدعی نے اسکی قسم طلب کی تو قاضی اُس سے قسم لیگا کہ دائرہ میرے پاس فلاں شخص نے ودیعت رکھا ہے اور قسم قطعی لی جائیگی نہ علم پر اگرچہ قسم فعل غیر ہو لیکن اس فعل کا تمام ہونا اس کے فعل سے ہے یعنی قبول کرنا پس قطعی قسم لی جائیگی یہ فیصلہ عادیہ میں ہو۔ ایک شخص کے پاس کسی کی ودیعت اس کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میں ودیعت وصول کرنے کے واسطے مودع کا وکیل ہوں اور اس کے گواہ قائم کیے اور استدوع نے گواہ سناے کہ صاحب ودیعت نے اسکو وکالت برطرف کر دیا ہو تو گواہی مقبول ہوگی اسی طرح اگر اس مر کے گواہ قائم کیے کہ وکیل کے گواہ غلام ہیں تو بھی مقبول ہونگے یہ محیط ہیں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر ایک گھر کا دعویٰ کیا قابض نے کہا کہ میرے پاس یہ فلاں شخص کی ودیعت ہے اور اس کے گواہ سنا دیے حتیٰ کہ خصوصیت اس سے دفع ہوگئی پھر غائب حاضر ہوا اور اس شخص نے ودیعت اس کے سپرد کر دی پھر مدعی نے دوبارہ اپنا دعویٰ پیش کیا اس نے یہی جواب دیا کہ یہ جو میرے قبضہ میں ہے فلاں شخص کی ودیعت ہے اور گواہ قائم کیے تو مثل پہلے شخص کے اس شخص سے بھی خصوصیت دفع ہو جائیگی یہ محیط سرخی میں ہے۔ ایک نے دوسرے کے دار مقبوضہ پر دعویٰ کیا اور قابض نے اقرار کیا کہ یہ مدعی کا تھا پھر اسکے بعد کہا کہ یہ مجھے فلاں شخص نے ودیعت رکھنے کو دیا ہے یا اسکے برعکس کہا یعنی پہلے ودیعت رکھنے کو کہا پھر دوبارہ اقرار کیا پس اگر ودیعت رکھنے کے گواہ قائم کیے تو خصوصیت اُس سے دفع ہو جائیگی اور اگر اُس کے پاس گواہ نہ ہوں پس اگر پہلے مدعی کے واسطے اقرار کیا ہو پھر ودیعت رکھنے کا دعویٰ کیا تو مدعی کو دینے کا حکم دیا جائیگا پس اگر غائب حاضر ہوا اور اسکی تصدیق کی تو مدعی کے ہاتھ سے گھر نہ نکالا جائیگا کیونکہ اسکا حق سابق ہے لیکن مقرر سے کہا جائیگا کہ اس مر کے گواہ لادے کہ تمام گھر اسکا ہے اور اگر پہلے ودیعت رکھنے

ملاحظہ فرمائیے کہ یہ فیصلہ ہے اور اس کے بعد جو شخص اس سے پہلے کوئی دعویٰ کرے گا تو اس کے لئے اس فیصلہ سے کوئی اثر نہیں ہوگا۔

کا دعویٰ کیا اور پھر اقرار کیا تو گھر مدعی کے سپرد کرنے کا حکم دیا جائیگا کیونکہ مدعی کا حق ثابت ہوا اور غائب کا حق موہوم ہے کیونکہ مدعی کی اسے تصدیق کی اور شاہد غائب اس کی تکذ یہ کہ اسے اور تکذیب کی صورت میں غائب کا حق ثابت نہ ہوگا اور اگر قابض نے ودیعت رکھنے پر گواہ قائم نہ کیے و لیکن قاضی کو معلوم ہوا کہ غائب نے اسکے پاس ودیعت رکھا ہے تو دونوں میں خصوصیت نہ قرار دیگا ایسا ہی اگر مدعی نے اسکا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہوا اور اگر قاضی کو یہ معلوم ہوا کہ یہ مدعی کا ہے اور قابض نے گواہ دیے کہ فلاں غائب میرے پاس ودیعت رکھا ہو تو ان دونوں میں خصوصیت نہوگی یہاں تک کہ غائب حاضر ہو۔ اور اگر قاضی کو معلوم ہوا کہ غائب نے اس مدعی سے غصب کر لیا ہے اور قابض کے پاس ودیعت رکھا ہے تو قابض سے لیکر مدعی کے سپرد کر دیگا اور باب الیمن میں مذکور ہو کہ اگر قابض نے کہا کہ میرے پاس غائب نے ودیعت رکھا ہے اور اسکے پاس گواہ نہیں ہیں تو قسم لیا جائیگی اگر اسے قسم کھائی تو بری ہوگی اور اگر نکول کیا تو دعویٰ لازم ہوگا اور اگر پہلا مقررہ آیا تو وہ مدعی سے لے سکتا ہو پھر دوسرے مقررہ سے کہا جائے گا کہ تو پہلا مقررہ پر اٹل کر سکتا ہے اور اگر اسے گواہ قائم کیے تو لے لیگا۔ اور اگر گواہ نہ ہو تو قسم لیا جائیگی اگر پہلا مقررہ قسم کھا گیا تو بری ہوگی اور اگر نکول کیا تو اسکے ذمہ لازم ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اگر مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے یہ گھر غائب سے خریدا ہے تو خصم قرار پاوے گا یہ ہدایہ میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کے مقبضہ گھر پر ملک مطلق کا دعویٰ کیا یا ایک سال سے خریدنے کا دعویٰ کیا یا شفعہ کا دعویٰ کیا یا پس قابض نے کہا کہ یہ گھر میرا تھا میں نے اسکو فلاں شخص کے ہاتھ فروخت یا ہبہ کر کے اسکے سپرد کر دیا پھر اسے میرے پاس ودیعت رکھا ہو تو وہ خصوصیت سے بری ہوگا و لیکن اگر مدعی اسکی تصدیق کرے تو بری ہوگا یا قاضی کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ یہ شخص بیگناہی تو خصوصیت اس دفع ہو جائیگی پس اگر اس میں سے کوئی بات نہ ہو لیکن قابض نے بیع کے گواہ سنائے تو مقبول نہیں سگیاں اگر اس پر ڈگری ہو گئی پھر غائب آیا اور قابض سے خریدنے کے وقت اپنے گواہ لایا تو مقبول نہون گے اور اگر ملک مطلق کے گواہ لایا تو مقبول ہون گے اور اگر غائب مدعی کی ڈگری ہونے سے پہلے ملک مطلق کے گواہ دیے تو وہ مدعی کے ساتھ متخل دو مدعیوں کے ہو گیا کہ دونوں نے گواہ قائم کیے پھر اگر غائب نے قابض سے ایک مہینہ سے خریدنے کا دعویٰ کیا تو مدعی کی گواہی کے ابطال کے واسطے مقبول ہون گے اور مدعی سے کہا جائیگا کہ اگر تجھے منظور ہو تو مقررہ پر اپنے گواہ دوبارہ پیش کر اور اگر مدعی نے کہا کہ یہ فلاں شخص کے ہاتھ میں تھا و لیکن مجھے معلوم نہیں ہو کہ اس نے اسکو دیا ہو یا نہیں اور قابض نے کہا کہ مجھے فلاں شخص نے دیا ہے تو ان دونوں میں خصوصیت نہوگی کذا فی الکافی۔ ایک شخص نے دوسرے کے مقبضہ غلام پر اپنے ملک ہونیکا دعویٰ کیا پس اس سے گواہ طلب کیے گئے پس جب دونوں مدعی مدعا علیہ قاضی کے پاس سے چلے گئے تو قابض نے غلام کو تیسرے کے ہاتھ فروخت کیا اور باہم قبضہ ہو گیا پھر مشتری نے بالغ کے پاس ودیعت رکھا اور غائب ہو گیا پھر مدعی گواہ لایا پس اگر قاضی کو قابض کی یہ حرکت معلوم ہو گئی یا مدعی نے اسکا اقرار کر دیا تو قابض پر مدعی کے گواہوں کی سماعت نہوگی۔ اگر قاضی کو علم نہوا اور نہ مدعی نے اسکا اقرار کیا تو مدعی کے گواہوں کی سماعت ہوگی اور اگر قابض نے اپنے اس فعل کے گواہ سنائے تو مستوع نہون گے و لیکن اگر گواہوں

نے یہ گواہی دی کہ مدعی نے اسکا اقرار کیا ہے تو سماعت ہوگی اور قابض سے خصومت دفع کی جائے گی۔ اور یہ کہ  
ساتھ اگر قبضہ ہو گیا اور صدقہ اس حکم میں بستر لہ بیع کے ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر ایک گھر پر دعویٰ کیا اور  
ایک گواہ سنا یا پھر دونوں قاضی کے پاس سے چلے گئے پھر دیر کے بعد قاضی کے پاس گئے اور مدعی دوسرا گواہ  
لایا اور قابض نے اس امر کے گواہ دیے کہ قاضی کے پاس سے اٹھ کر میں نے یہ گھر فلاں شخص کے ہاتھ فروخت  
کر دیا ہے کہ اس کے سپرد کر دیا ہے پس اگر مدعی نے اسکا اقرار کیا یا قاضی اس سے آگاہ ہوا یا قابض  
گواہوں نے گواہی دی کہ مدعی نے اسکا اقرار کیا ہے تو ان دونوں میں خصومت نہوگی اور اگر ان میں سے کوئی بات  
نہو اور قابض نے اپنے فعل کے گواہ دیے تو قاضی سماعت نہ کرے گا اور خصومت اس سے دفع نہوگی۔ اور اگر مدعی نے  
دعویٰ کے وقت دونوں گواہ قائم کیے اور ان کی تبدیل ہو گئی پھر قاضی کے حکم دینے سے پہلے دونوں قاضی کے پاس  
اٹھے پھر دیر کے بعد قاضی کے پاس جا کر قابض نے دعویٰ کیا کہ میں نے یہ گھر قاضی کے پاس سے جا کر فلاں شخص کے  
ہاتھ فروخت یا ہبہ کر کے اس کے سپرد کر دیا پھر اس نے میرے پاس ودیعت رکھا ہو اور غائب ہو گیا ہو پس مدعی نے اسکا اقرار  
کیا یا قاضی کو اسکا علم ہوا تو قابض سے خصومت دفع نہوگی یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ غلام پر  
دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ مدعی نے اس کو فلاں شخص غائب کے ہاتھ فروخت  
کیا ہے تو اس کا دعویٰ باطل ہو گیا اسی طرح اگر کہا کہ فلاں شخص کے ہاتھ فروخت کیا اور فلاں نے میرے ہاتھ  
فروخت کیا اور فلاں کا اس کے ہاتھ بیع کرنا اس سے ثابت نہو سکا تو بھی یہی حکم ہو کہ ان فی الخلاصہ۔ اگر مدعا علیہ  
نے گواہ قائم کیے کہ اس نے اقرار کیا ہو کہ میں نے فلاں کے ہاتھ فروخت کیا یا یہ فلاں شخص کی ملکیت مقبول ہونے  
یہ فصول عادیہ میں ہو۔ ایک شخص کے دار مقبوضہ پر ایک شخص نے دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے مدعی کے دعویٰ کے دفعیہ میں  
کہا کہ میں نے اس کو فلاں شخص سے خریدا اور تو نے اس بیع کی اجازت دی ہو تو یہ مدعا علیہ کی ملکیت اقرار نہیں ہے  
اور نہ اس سے مدعی کا دعویٰ دفع ہو گا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے ایک شخص کے مقبوضہ گھر پر اپنے ملک ہونیکا  
دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے پس قابض نے گواہ متائے کہ یہ دار فلاں غائب کا ہو اس نے مدعی سے خریدا اور مجھے  
اسکا وکیل کیا ہو تو متقی میں نہ کہو کہ قابض کی گواہی مقبول ہوگی اور وہ وکیل قرار دیا جائیگا اور اس سے خصومت  
دفع کی جائیگی اور غائب کے ذمہ خریداری لازم کی جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو ایک شخص کے قبضہ میں ایک دار ہو کہ اس نے  
خریدا ہو اور شفع نے شفعہ طلب کیا پس مشتری نے کہا کہ میں نے فلاں شخص کے واسطے خریدا ہو اور گواہ قائم کیے اور اس  
امر کے گواہ دیے کہ فلاں شخص نے مجھے اس کے خریدنے کے واسطے ایک سال سے وکیل کیا ہو تو فرمایا کہ میں اس کے  
گواہوں کی گواہی قبول نہ کروں گا یہ محیط میں ہو کہ اگر کسی مال معین کے تلف ہونے کے بعد اس میں دعویٰ واقع ہوا  
اور مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ یہ چیز میرے پاس ودیعت یا رہن تھی یا بطور مضاربہ یا شرکت کے تھی تو مدعا علیہ  
کی گواہی قبول نہوگی پھر جب مدعا علیہ پر مدعی کے واسطے قیمت کی ڈگری کر دی گئی اور اس نے قیمت لے لی پھر  
جب غائب حاضر ہوا اور مدعا علیہ کے قول کی تصدیق کی تو ودیعت اور رہن و مضاربہ و شرکت کی

صورت میں جو مدعا علیہ نے ضمان دیا ہو وہ غائب سے لگا اور عاریت و غصب و سرقہ کی صورت میں نہیں لے سکتا ہے اور اگر غائب نے قابض کے اقرار کی کہ مجھے ان وجوہات مذکورہ سے پہنچی ہو مگر غائب کی تو قابض اس غائب کو نہیں لے سکتا ہے تا دیکھا جا رہا ہو یا دلیلت یا ذہن یا شرکت یا مضاربت میں سے جس کا دعویٰ کیا ہو اس کے گواہ قائم نہ کرے۔ اور اگر غلام بھاگ گیا پھر مدعی نے اس شخص پر جس کے ہاتھ سے بھاگا ہو دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے ان وجوہات مذکورہ سے اپنے قبضہ میں ہونیکا دعویٰ کیا تو اس کا حکم مثل مال میں تلف ہو جانے کے حکم کے ہی ہے۔ پھر اگر غلام لوٹ کر آگیا تو ودیعت و رهن و اجارہ و شرکت و مضاربت کی صورت میں غائب کی ملک میں واپس آئے گا اور چوری و غصب و عاریت کی صورت میں اس شخص کی ملک میں آدھے گا جسکے قبضہ میں تھا کیونکہ ڈانڈا سپر مقصور نہیں ہے کذا فی خزائنہ المفتین اور اگر غلام قائم ہو اور اس کی ایک آنکھ جاتی رہی اور اس کا ارش لے لیا اور گواہ قائم کیے کہ فلان شخص نے میرے پاس ودیعت رکھا ہے تو غلام اور ارش میں خصوصیت نہیں ہو سکتی ہو کذا فی الکاغذی۔ اور اگر باندی تھی وہ بچہ جنی پھر وہ مر گئی پھر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ میری باندی ہو میری ملک میں تھی ہے اور قابض نے گواہ دے دیے کہ قبل بچہ جننے کے میرے پاس فلان غائب نے ودیعت رکھی ہے تو مدعی کے واسطے باندی کی قیمت کی ڈگری کی جائیگی اور بچہ کی بابت کچھ حکم نہ ہو گا یہاں تک کہ غائب حاضر ہو یہ محیط سرخی میں ہو۔ ایک شخص کے غلام مقبوضہ پر دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ یہ غلام فلان شخص کی طرف سے میرے پاس ودیعت ہے پس مدعی نے کہا کہ غلام مجھے دے اور اس شخص کو حاضر کر تا کہ میں اس پر گواہ پیش کروں پس غلام دید یا اور فلان شخص کو بلائے گیا پس غلام مدعی کے قبضہ میں مر گیا پھر وہ شخص غائب آیا اور گواہ لایا کہ غلام میرا ہے میں نے قابض کے پاس ودیعت رکھا تھا اور مدعی نے گواہ دے دیے کہ یہ میرا غلام ہے تو غائب کی گواہی متبر ہو گی اور اگر غلام زندہ ہو تا تو مدعی کو حکم کیا جاتا کہ غلام اس غائب کے سپرد کرے پھر اس پر گواہ قائم کرے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کے ہاتھ میں ایک باندی تھی اس کو ایک غلام نے قتل کیا پس اس کے عوض دیا گیا اور ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ باندی میری تھی اور قابض نے ودیعت کے گواہ سنائے تو مدعی سے کہا جائیگا کہ اگر تو غلام طلب کر اسے تو جھگڑا حق خصوصیت نہیں ہو اور اگر قیمت مانگتا ہو تو خصوصیت کر سکتا ہے یہ کافی میں لکھا ہے۔ اگر قاضی نے قابض پر باندی کی قیمت کی ڈگری کر دی اور مدعی نے قابض سے وصول کر لی پھر غائب آیا اور اس نے ودیعت کا اقرار کیا تو غلام قابض سے لے لگا اور قابض غائب سے مال لے لے لگا جو اس نے مدعی کو ڈانڈا دیا ہے یعنی باندی کی قیمت۔ اور اگر باندی کو غلام نے قتل نہیں کیا بلکہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا اور غلام اس کے عوض دید یا گیا تو جب تک غائب حاضر ہو قابض و مدعی میں خصوصیت نہ ہو گی نہ غلام میں اور نہ باندی میں یہ محیط میں ہو۔ اگر قابض پر اس کے قتل کا دعویٰ کیا مثلاً یون کہا کہ تو نے میرے پاس سے باندی غصب کر لی یا میں نے تجھے اجارہ پر دی یا ہبہ کی ہے اور قابض نے کہا کہ مجھے فلان غائب نے ودیعت رکھنے کو دی ہے یا عاریت دی ہے یا مثل اسکے کوئی امر بیان کیا اور اس پر گواہ قائم کیے تو خصوصیت اس سے دفع نہ ہو گی پس اگر غائب حاضر ہوا اور اس نے اس امر پر گواہ قائم کیے تو مقبول ہوں گے یہ محیط سرخی میں ہو۔ اسی طرح اگر قابض نے گواہ

مدعی نے گواہ قائم کیے کہ میری باندی ہو میری ملک میں تھی ہے اور قابض نے گواہ دے دیے کہ قبل بچہ جننے کے میرے پاس فلان غائب نے ودیعت رکھی ہے تو مدعی کے واسطے باندی کی قیمت کی ڈگری کی جائیگی اور بچہ کی بابت کچھ حکم نہ ہو گا یہاں تک کہ غائب حاضر ہو یہ محیط سرخی میں ہو۔ ایک شخص کے غلام مقبوضہ پر دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ یہ غلام فلان شخص کی طرف سے میرے پاس ودیعت ہے پس مدعی نے کہا کہ غلام مجھے دے اور اس شخص کو حاضر کر تا کہ میں اس پر گواہ پیش کروں پس غلام دید یا اور فلان شخص کو بلائے گیا پس غلام مدعی کے قبضہ میں مر گیا پھر وہ شخص غائب آیا اور گواہ لایا کہ غلام میرا ہے میں نے قابض کے پاس ودیعت رکھا تھا اور مدعی نے گواہ دے دیے کہ یہ میرا غلام ہے تو غائب کی گواہی متبر ہو گی اور اگر غلام زندہ ہو تا تو مدعی کو حکم کیا جاتا کہ غلام اس غائب کے سپرد کرے پھر اس پر گواہ قائم کرے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کے ہاتھ میں ایک باندی تھی اس کو ایک غلام نے قتل کیا پس اس کے عوض دیا گیا اور ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ باندی میری تھی اور قابض نے ودیعت کے گواہ سنائے تو مدعی سے کہا جائیگا کہ اگر تو غلام طلب کر اسے تو جھگڑا حق خصوصیت نہیں ہو اور اگر قیمت مانگتا ہو تو خصوصیت کر سکتا ہے یہ کافی میں لکھا ہے۔ اگر قاضی نے قابض پر باندی کی قیمت کی ڈگری کر دی اور مدعی نے قابض سے وصول کر لی پھر غائب آیا اور اس نے ودیعت کا اقرار کیا تو غلام قابض سے لے لگا اور قابض غائب سے مال لے لے لگا جو اس نے مدعی کو ڈانڈا دیا ہے یعنی باندی کی قیمت۔ اور اگر باندی کو غلام نے قتل نہیں کیا بلکہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا اور غلام اس کے عوض دید یا گیا تو جب تک غائب حاضر ہو قابض و مدعی میں خصوصیت نہ ہو گی نہ غلام میں اور نہ باندی میں یہ محیط میں ہو۔ اگر قابض پر اس کے قتل کا دعویٰ کیا مثلاً یون کہا کہ تو نے میرے پاس سے باندی غصب کر لی یا میں نے تجھے اجارہ پر دی یا ہبہ کی ہے اور قابض نے کہا کہ مجھے فلان غائب نے ودیعت رکھنے کو دی ہے یا عاریت دی ہے یا مثل اسکے کوئی امر بیان کیا اور اس پر گواہ قائم کیے تو خصوصیت اس سے دفع نہ ہو گی پس اگر غائب حاضر ہوا اور اس نے اس امر پر گواہ قائم کیے تو مقبول ہوں گے یہ محیط سرخی میں ہو۔ اسی طرح اگر قابض نے گواہ

اپنے دعوے پر قائم کیے اور یہ صورت واقع ہوئی تو بھی یہی حکم ہو گا کذا فی المیط۔ ایک شخص نے ایک دار پر اپنی ملک کا دعویٰ کیا اور کہا کہ قابض نے میرے قبضہ سے غصب کر لیا ہے اور مدعا علیہ نے کہا کہ یہ میرے باپ کا ہے میرے پاس ودیعت ہے تو خصوصت اس سے دفع نہوگی پس اگر مدعی نے اپنے گواہ قائم کیے اور پھر مدعا علیہ نے اس کے گواہ دیے کہ یہ میرے باپ کا ہے اس نے مدعی سے خرید اسے آتش بخ نے فرمایا کہ مدعا علیہ کے گواہ قبول نہوں گے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو۔ اور اگر مدعی نے کہا کہ تو نے میرے پاس سے جو رالیا ہو یا اس نے جو رالیا ہے تو بھی خصوصت دفع نہوگی اگرچہ قابض نے ودیعت پر گواہ دیے ہوں پھر اگر اس پر ڈگری کر دی گئی اور غائب حاضر ہوا اور اپنی ملک پر گواہ لایا تو مقبول ہوں گے یہ کافی مین ہو اور جس صورت مین کہ مدعی نے کہا کہ اس نے میرے پاس سے جو رالی ہو تو قیاس یہ چاہتا ہے کہ قابض سے خصوصت دفع ہو جائے بشرطیکہ اپنے دعوے پر گواہ قائم کرے اور یہی قول امام محمد کا ہے اور اسٹھا اذ دفع نہوگی اور یہی قول امام اعظم و امام ابو یوسف کا ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر مال مین کا دعویٰ کیا اور کہا کہ اس نے غصب کر لیا یا میرے پاس سے لیا ہے اور قابض نے گواہ دیے کہ یہ میرے پاس فلان غائب کی طرف سے پہنچا ہے بالا جماع خصوصت دفع ہو جائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہو ایک غلام ایک شخص کے قبضہ مین ہو اس نے گواہ دیا کہ مین اسی قابض کا غلام تھا اس نے مجھے آزاد کر دیا ہو اور قابض نے گواہ دیے کہ یہ فلان شخص کا غلام ہو اس نے میرے پاس ودیعت رکھا ہے تو قاضی غلام کی آزادی کا حکم دیگا اور مدعا علیہ سے اس کو وہی قائم کرنے سے جو اس نے قائم کی ہو خصوصت دفع نہوگی یہ ذخیرہ مین ہو پھر اگر مدعا علیہ پر ڈگری ہو گئی پھر غائب آیا اور دعویٰ کیا تو اتفاقات نہ کیا جائیگا کیونکہ تضاد و نون پر نافذ ہو گئی کذا فی الکافی وال محیطین ذخیرہ کے دعویٰ التمس مین لکھا ہے کہ ایک غلام نے ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ مین اس کی ملک تھا اس نے مجھے آزاد کر دیا ہو پس لکھنے کہ مین نے جس وقت اس کو آزاد کیا اس وقت یہ میری ملک نہ تھا کیونکہ مین نے اس کو فلان شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا پھر اس سے خرید لیا اور آزاد کرنے سے پہلے بیع کرنے کے گواہ قائم کر دیے تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر فلان جھگڑا پیش ہو کہ مالک نے کہا کہ مین نے خریدنے سے پہلے تجھے آزاد کر دیا ہے اور غلام نے کہا کہ مینین بعد خریدنے کے آزاد کیا ہو تو غلام کا قول مقبول ہو گا یہ محیط مین ہو۔ اگر قابض پر ایسے فعل کا دعویٰ کیا کہ جسکے احکام پورے نہیں ہوئے ہین مثلاً اس سے ہزار دین مین خرید لیا دعویٰ کیا اور ورم دیدینا اور قبضہ کر لینا بیان نہ کیا پس قابض نے گواہ دیے کہ یہ فلان غائب کا ہے مجھے اس نے ودیعت دیا ہے یا مین نے غصب کر لیا ہو تو بالاتفاق خصوصت اس سے دفع نہوگی اور اگر ایسے عقد کا دعویٰ کیا کہ جسکے احکام پورے ہو چکے ہین مثلاً خریدنے کے دعوے مین دام دیدینا اور بیع پر قبضہ کر لینا بیان کر دیا پھر مدعا علیہ نے گواہ پیش کیے کہ یہ غلام فلان غائب کا ہے اس نے مجھے ودیعت دیا ہے تو اس مین اختلاف بعض نے کہا کہ خصوصت دفع ہو جائے گی اور یہی صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے ایک شخص کے مقبوضہ غلام پر دعویٰ کیا کہ مین نے اس کو قابض سے خرید اسے اور گواہ قائم کیے اور قابض نے گواہ دیے کہ مجھے فلان شخص نے ودیعت دیا ہے تو خصوصت اس سے دفع نہوگی پھر اگر قاضی نے ہنوز مدعی کی ڈگری نہ کی تھی کہ مدعا علیہ کا مقرر یعنی غائب حاضر ہوا اور قابض کی



تصدیق کی تو قاضی غلام اس کو دلوادیکا پھر اسپر مدعی کی ڈگری کر دیکا اور مدعی سے دوبارہ گواہ پیش نہ کرائے گا کہ مقررہ پر دوبارہ پیش کرے اور اگر مالک غلام نے اس کے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہو میں نے اس کو ودیعت دیا تھا یا ودیعت دینا نہ کہا تو اس کے گواہ مقبول ہوں گے اور مدعی کے گواہ باطل ہو جائیں گے پس اگر مالک غلام نے گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہے اور مدعی نے مالک غلام پر گواہ قائم کیے کہ یہ غلام قابض کا تھا میں نے اس سے اتنے کو خرید اور دام دے ہیں پس اگر مالک غلام کی ڈگری ہونے کے بعد مدعی نے یہ گواہ پیش کیے تو مقبول نہیں گے اور اگر ڈگری ہونے سے پہلے پیش کیے تو مقبول ہوں گے یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر مدعی خریدنے قابض سے خریدنے پر ایک گواہ پیش کیا اور قابض نے اقرار کیا کہ یہ غلام فلان شخص کا ہے اس نے مجھے ودیعت دیا ہے پھر ہنوز مدعی نے دوسرا گواہ قائم نہ کیا تھا کہ فلان شخص غائب حاضر ہو اور اس نے قابض کی تصدیق کی اور قاضی نے قابض کو حکم دیا کہ غائب کو سپرد کر دے پھر مدعی نے خرید کر نیکاد دوسرا گواہ قائم کیا تو اس کی ڈگری کر دی جائیگی اور فلان شخص پر پہلا گواہ دوبارہ پیش کرنے کی تکلیف اسکو نہ دی جائیگی اور اس صورت میں جس پر ڈگری ہوئی وہ قابض ہوگا نہ یہ شخص غائب جو حاضر ہوا ہو یہ محیط میں ہو۔ مدعی خریدنے اگر قابض پر گواہ نہ قائم کیے یہاں تک کہ قابض نے اقرار کیا کہ یہ فلان غائب کا ہے پھر مقررہ حاضر ہو اور اس کے قول کی تصدیق کی اور غلام اس کو دلایا گیا پھر خرید کے مدعی نے مقررہ پر گواہ قائم کیے اور ڈگری ہوگی تو اس صورت میں جس پر ڈگری ہوئی وہ مقررہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہو ایک شخص نے ایک شخص پر ایک کپڑا جو اس کے ہاتھ میں ہے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے میرے پاس سے فلان غائب نے جو الیا ہے اور اسپر گواہ قائم کیے اور قابض نے گواہ دیا کہ یہ میرے پاس فلان غائب کی ودیعت ہے تو قابض سے خصوصیت دفع نہوگی اور مدعی کی ڈگری کر دی جائے گی اور یہ حکم استحاثا ہوا یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ کپڑے پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا کپڑا ہے مجھ سے فلان غائب نے غصب کر لیا ہے اور اسپر گواہ پیش کیے اور قابض نے کہا کہ میرے پاس سی فلان غائب نے ودیعت رکھا ہے تو ان دونوں میں خصوصیت نہوگی اگرچہ قابض نے اپنے پاس ودیعت ہونے کے گواہ نہ پیش کیے ہوں یہ محیط میں ہو ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں نے یہ غلام فلان شخص سے خرید لیا ہے اور قابض نے کہا کہ مجھے اسی فلان شخص نے ودیعت دیا تو صرف اس کے قول سے بدو گواہوں کے خصوصیت دفع ہوگی لیکن اگر مدعی گواہ لادے کہ اس فلان شخص نے مجھے اسکے وصول کر نیکاد وکیل کیا ہے تو ہو سکتا ہے پس اگر مدعی نے قابض سے ودیعت رکھنے پر قسم طلب کی تو قطعی قسم لاجائیگی اور اگر قابض نے کہا کہ مجھے فلان شخص کے وکیل سے ودیعت دیا ہے تو بدو گواہوں کے اسکی تصدیق نہ کی جائیگی یہ کافی میں ہے اگر گواہوں نے گواہی دی کہ عمر و نے یہ باندی اس کے پاس ودیعت رکھی ہے اور کہا کہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ عمر و کس نے دی ہے اور قابض نے کہا کہ باندی عبداللہ نے دی ہے تو مدعی مدعا علیہ میں خصوصیت نہوگی اور قابض پر قسم نہ آئیگی اور اگر گواہوں نے کہا کہ باندی عبداللہ نے عمر و کو دی لیکن ہم نہیں جانتے ہیں کہ اس قابض کو کس نے دی ہے اور قابض نے کہا کہ مجھے عمر و نے دی ہے تو خصوصیت دفع نہوگی پس اگر اس نے کہا کہ مدعی سے قسم بچائے کہ مجھے عمر و نے اسکو ودیعت نہیں دی ہے تو علم پر قسم لیا دے گی اور اگر مدعی نے درخواست کی کہ مدعا علیہ سے قسم بچائے کہ عمر و نے اسکو

نہ تو راجح ہوا اور اشارہ ہو کہ حاضر یعنی عجت اگر گواہ لادے اور اسے قبول ہوئے مگر اس سے ملے یعنی دلی غائب جبکہ واسطے قابض نے قرار کیا کہ یہ فلان غائب کا ہے ۱۲۸

دو دیت دی ہو تو اُس سے قطعی قسم لی جاوے گی یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر غلام نے گواہ قائم کیے کہ فلاں شخص نے مجھے آزاد کر دیا ہو اور قابض نے کہا کہ مجھے اسی شخص نے دے رکھے تو یہ غلام دیا ہے تو مقبول ہوں گے اور غلام کی گواہی باطل ہو جائیگی اور تیسرا غلام و قابض کے درمیان جیلو نہ کجائیگی اور اسخا تا فرق کیا جائیگا اور غلام سے اُس کے نفس کی کفیل لیا جائیگا تاکہ بھاگ نہ جاوے اور جب غائب حاضر ہوا اور غلام نے دوبارہ اُس پر گواہ پیش کیے تو آزاد ہو جائیگا ورنہ وہ غلام کا غلام رہیگا یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اسی طرح اگر قابض نے گواہ سنا ہے کہ مجھے فلاں دوسرے شخص نے دو دیت رکھنے کو دیا ہے تو بھی وہی حکم ہے یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر غلام نے دعویٰ کیا کہ میں اصلی آزاد ہوں تو غلام کا قول مقبر ہوگا پس اگر قابض نے گواہ پیش کیے کہ یہ ملوک سے ہے اور فلاں شخص نے میرے پاس دو دیت رکھا ہو تو مقبول ہوں گے اور اگر فقط دو دیت رکھنے کے گواہ سنا ہے تو مقبول نہ ہوں گے بخلاف گھر کی صورت کے کہ اگر ایسا خلاف ہو تو اس کے برخلاف حکم ہو اور اگر قابض نے ملوک ہونے اور دو دیت رکھنے کے گواہ دیے اور غلام نے اصلی آزاد ہونے کے گواہ دیے تو غلام سے کفیل لے لیکر دونوں میں جہدائی کر دیا دیگی یہ کافی میں ہو۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک غلام ہو پس ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ اس نے میرے دلی کو خطا سے قتل کیا ہو اور قابض نے گواہ پیش کیے کہ یہ غلام فلاں شخص کا ہے اُس نے مجھے دو دیت دیا ہے تو خصوصیت اس سے دفع ہو جائیگی یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ میں نے تجھ سے یہ غلام اتنے دامون کو خرید اسے اور بائع بیع سے انکار کرنا ہے پس مدعی نے خرید پر گواہ قائم کیے پس بائع نے دفتیر میں کہا کہ تو نے یہ غلام بسبب عیب مجھے واپس کر دیا اور اس پر گواہ قائم کیے تو ایسا دفتیر اُسکی طرف سے صحیح ہے اور اُسکے گواہوں کی سماعت ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرے ہاتھ یہ باندی فروخت کی اُس نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ ہرگز نہیں فروخت کی پس مشتری نے خریدنے کے گواہ قائم کیے پھر اُسکی ایک انگلی زائد بائی اور واپس کرنا چاہی پس بائع نے گواہ قائم کیے کہ میں نے تمام عیب برارت کر لی ہے تو بائع کے گواہ مقبول نہ ہوں گے اور خصاوت رحمہ اللہ نے آخر ادب القاضی میں یہ مسئلہ ذکر کر کے کہا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہوں گے کذا فی شرح الجامع للصدر الشہید ایک شخص کے قبضہ میں ایک محدود چیز ہے اُس پر ایک شخص نے دعویٰ کیا اور کہا کہ یہ میری ملک ہے میرے ہاتھ تیرے ہاتھ میرے بلنے ہونے کی حالت میں فروخت کی ہو اور قابض نے کہا کہ تیری نابالغی کی حالت میں فروخت کی ہو تو مدعی کا قول مقبر ہوگا یہ بصول عمادیہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے نابالغ لڑکے کے واسطے اپنے سے ایک گھر خرید اور اس کے گواہ کر لیے اور لڑکا بالغ ہوا اُس کو نہیں معلوم کہ اپنے کیا کیا ہو پھر اپنے یہ گھر کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر کے اُس کے سپرد کر دیا پھر اُس لڑکے نے یہ گھر مشتری سے کر لیا یہ پھر اسکو معلوم ہوا کہ اپنے میرے واسطے خرید تھا پس مشتری پر ملک کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میرے ہاتھ میری نابالغی میں میرے واسطے یہ گھر اپنے سے خرید دیا تھا اور یہ میری ملک ہے اور اُس کے گواہ سنا دے پس مدعا علیہ نے کہا کہ تیرا دعویٰ اپنے خود بائع ہو اور میری طرف سے قطعی نہایت ولایت کے مشتری ہو پس دہی بائع و مشتری ہوا ۱۱۷

لے یعنی ضامن تاکہ جب ساکم طلب کرے تو وہ اسکو حاضر کرے اور اگر وہ بھاگ جائے تو اُس سے اسکا ضمان لے ۱۱۷ قولہ جہدائی یعنی مقدمہ کے فیصلہ

ہو نہ ہو کہ لے بائع یہ کہ جو گھر تھا نہایت ہوا ۱۱۷

خود کو لٹا ہو کہ تو نے مجھ سے گریہ کر لیا ہو اور تیرا مجھ سے گریہ کر لینا یہ اس ملک کا قرار ہو کہ گھر قبر انہیں سے پھر اپنی ملک  
ہونے کا دعویٰ کرتا تناقض سے پس یہ مسئلہ ایسا ہے کہ فتویٰ کے واسطے پیش ہوا تھا اور ایسا واقعہ واقع ہوا تھا پس جواب  
مقتیوں کے باہم مختلف ہوئے اور صحیح یہ ہے کہ اس قدر سے مدعی کا دعویٰ دفع نہ ہوگا اور دعویٰ صحیح ہے اگرچہ  
تناقض ثابت ہو تا ہے مگر ایسی چیز میں تناقض ہے کہ جس میں حقائق ہو کہ انی الذخیرہ ایک گھر پر بسبب فلان شخص سے  
خریدنے کے ملک کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے بھی اسی فلان شخص سے خرید لیا اور گواہ قائم کیے  
لیکن مدعی کی تاریخ خرید اس سے سابق ہو پس مدعا علیہ نے کہا کہ تیرا دعویٰ باطل ہو کیونکہ جتن بیچ تو نے خرید کیا دعویٰ  
کیا ہو اس وقت یہ فلان شخص کے پاس رہن تھا اور وہ میرے خریدنے پر راضی نہیں ہوا اور نہ اجازت دی اور میرا  
خریدنا صحیح ہو اس لیے کہ اسے بعد جب نکلتے رہن ہو گیا تب میں نے خرید لیا اور گواہ کیے تو یہ دفعیہ صحیح نہیں ہے یہ فضول عبادیہ  
میں ہے۔ اگر مدعی نے کہا کہ یہ مال عین فلان شخص کا ہے اس نے اس قدر درمیان کہ میرے پاس رہن کیا اور  
میں نے اس پر قبضہ کر لیا اور گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس سے اس کو خرید لیا ہے  
اور دام دیے ہیں تو یہ اس دعویٰ رہن کا دفعیہ ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو مجموع النوازل میں ہے کہ  
ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھ سے باندی خریدی اور وہ ایسی سی بھٹی اتنے دامن و خریدی اور اس پر  
قبضہ کیا اور اس کو ہلاک کر دیا اور اس پر دام ادا کر دینا واجب بن ویرا قرار دیا کہ اگر وہ اس نے مدعا علیہ پر اس کے انکار کے بدلے  
ہی گواہی دی پس مدعا علیہ نے دفعیہ میں کہا کہ تو چھوٹا ہو کہ ہلاک کر دینا دعویٰ کرنا ہو حالانکہ وہ باندی زندہ فلان شہر میں فلان شخص  
کے پاس موجود ہو اور گواہ قائم کیے کہ انھوں نے گواہی دی کہ ہم نے اس باندی کو زندہ فلان شہر میں موجود دیکھا ہو تو فرمایا کہ اس سے  
دفعیہ نہیں ہو سکتا ہے یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر نسبت ایک دار کے جو اس کے قبضہ میں تھا بشرط قطع خرید  
خرید نہ کیا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے مدعی کے دعوے کے دفعیہ میں کہا کہ میں نے اس دار کو اس مدعی سے خرید لیا پس مدعی نے  
اس کے دفعیہ میں بیان کیا کہ جو بیع میرے اور اس کے درمیان قرار پائی تھی ہم نے اس کا اقرار کر لیا تو یہ دفعیہ صحیح ہو۔ اسی طرح  
اگر مدعی نے ابتدا سے مدعا علیہ قابض پر ملک مطلق کا دعویٰ کیا اور باقی مسئلہ کی ہی صورت ہوئی تو بھی دفعیہ صحیح ہو اور  
اسی طرح اگر مدعی نے مدعا علیہ کے جواب میں کہا کہ تو نے اقرار کیا ہو کہ تو نے مجھ سے نہیں خرید لیا تو بھی دفعیہ صحیح ہو کہ انی الحیط  
ایک شخص نے دوسرے کے دار قبضہ پر اپنی ملک کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے مدعی سے خرید لیا اور میرے پاس  
اس کے گواہ موجود ہیں تو دام محمد نے استخفاف فرمایا کہ مدعا علیہ کے قبضہ میں چھوڑ دیا جائیگا اور کفیل لے لیا جائے گا اور  
میں دن کی ہمت دی جائیگی پس اگر مدعی نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے تو خیر ورنہ حکم اس پر دید یا جائیگا یہ فتاویٰ  
قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص کے دار قبضہ پر دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے دفعیہ میں کہا کہ تو نے اس سے پہلے  
اقرار کیا ہے کہ تو نے یہ دار میرے ہاتھ فروخت کیا ہے اور مدعی سے قسم لینے کا قصد کیا تو اس کو انصاف ہو اور اگر مدعی کے اس  
اقرار پر گواہ دیے تو بھی مقبول ہوں گے اور دعویٰ مدعی منقطع ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک دار پر دعویٰ کیا کہ میری  
ملک ہے کیونکہ میں نے اس کو فلان شخص سے خرید لیا ہے پس قابض نے کہا کہ نہیں میری ملک ہے کیونکہ میں نے

۱۷- فکرمند ہونے کی بجائے ان سے فرشتے کے درجہ کی دلچسپی رکھنا چاہیے۔ ۱۸- غلط فہمی سے بچنا اور عقیدہ صحیح کو قائم کرنا چاہیے۔ وہ قائم نہ رہی بلکہ تڑپ رہی گئی۔

بھی اُسی سے خرید اسے پس مدعی نے کہا کہ تم دونوں کی بیع فسخ ہوگئی تھی میری بیعت نے اس کے بعد خرید یا ہو اور گواہ قائم کیے تو سماعت ہوگی اور اگر یہ دعویٰ بال نقل میں ہو تو بعد بیع کے فسخ ہونے کے دوسری بیع کے واسطے قبضہ شرط ہو۔ اگر ایک مال معین کا جو ایک شخص کے قبضہ میں ہے دعویٰ کیا کہ میں نے سات روز ہوئے کہ فلان شخص سے خرید اسے اور قابض نے کہا کہ میری ملک میں ہے میں نے دس روز ہوئے کہ جب سے اسی شخص سے جس سے مدعی خریدنے کا دعویٰ کرتا ہے خرید اسے اور گواہ قائم کیے تو یہ چیز میں اُس شخص کی ہوگی جس کی تاریخ سابق ہو اور اگر کچھلی تاریخ واسطے نے اُس سے کہا کہ تیری بیع بطور تلخیص تھی اور میری بیع بعد اسکے صحیح ہے اور دوسرا اس سے انکار کرتا ہے تو اس کو قسم لینے کا اختیار ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک شخص برہان لایا کہ یہ چیز میرے باپ سے مجھے میراث ملی ہے پس مطلوب برہان لایا کہ اس کے باپ نے زندگی میں اقرار کیا کہ اُس کا اس میں کچھ حق نہیں ہے یہ مدعی کے اس اقرار کے گواہ لایا کہ اس نے اپنے باپ کی زندگی یا موت کے بعد اقرار کیا کہ یہ چیز میرے باپ کی تھی تو مدعی کا دعویٰ و برہان باطل ہوگی اسی طرح اگر مطلوب برہان پیش کرے کہ مدعی نے قبل اپنے دعویٰ کے اقرار کیا کہ یہ اُس کی نہیں ہے یا اُس کی تھی یا اقرار کیا کہ اُس کا اس میں کچھ حق نہیں ہے یا کبھی اُس کا حق نہ تھا اور وہاں اُس چیز کا مدعی موجود ہے تو مدعی کی گواہی باطل ہوگی اور اگر وہاں کوئی داعیہ دار نہ ہو تو باطل نہ ہوگی یہ چیز کروری میں ہے ایک وار پر اپنے باپ سے میراث پہونچے گا و عجب کہ پس مدعا علیہ نے کہا کہ تیرے باپ نے اپنی زندگی اور صحت میں فلان شخص کے ہاتھ اسے کو بیچا ہے اور میں نے اُسی شخص سے خرید اسے اور گواہ قائم کیے تو بعض مشائخ نے کہا کہ صحیح ہے اور یہی اصح ہے یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ ایک شخص نے دار مقبوضہ پر میراث یا ہبہ کی وجہ سے دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے دفعیہ اس طرح کیا کہ میں نے اس کو مدعی سے خرید لیا ہے اور مدعی نے اس طور سے دفعیہ کیا کہ ہم نے اقالہ کر لیا ہے تو دفعیہ کا دفعیہ صحیح ہے یہ چیز کروری میں ہے۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک دار ہو اُس پر ایک شخص نے اس کے دعویٰ کیا کہ اُس کا باپ مر گیا اور یہ دار اُس کے واسطے میراث چھوڑا ہے اور گواہ قائم کیے انھوں نے گواہی دی کہ اس مدعی کا باپ مراد حالیکہ یہ گھر اُس کے قبضہ میں تھا پھر اس مدعا علیہ نے اُس کی وفات کے بعد اُس کے ترکے سے لے لیا یا اُس کی زندگی میں لے لیا اور قابض نے گواہ قائم کیے کہ دارت یا اُس کے باپ نے اقرار کیا کہ یہ دار اُس کا نہیں ہے تو قاضی حکم دیا کہ گھر اس وارث کو دیا جاوے یہ محیط میں ہو۔ قال المسترحم عفا اللہ تعالیٰ عنہ اس مسئلہ میں گواہوں نے مدعی کے باپ کی موت کے وقت غالی اس کا قبضہ بیان کیا اور ملک نہیں کسی لہذا وارث کو دلانا شاید قبضہ کا حکم ہو گا نہ ملک کا واللہ اعلم ایک شخص کے قبضہ میں ایک چیز معین ہے آپس ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ میرے باپ کی تھی اس نے انتقال کیا اور میرے واسطے میراث چھوڑی اور قابض نے کہا کہ تیرے باپ نے مجھے ودیعت دی ہے اور میں نہیں جانتا ہوں کہ تیرا باپ مر گیا یا نہیں تو منتقمی میں مذکور ہے کہ خصوصیت دفع نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے ایک شخص نے دوسرے پر زمین کا دعویٰ کیا اور یوں کہا کہ یہ زمین فلان شخص کی تھی وہ مر گیا اور میری فلان بہن کے واسطے میراث چھوڑی پھر وہ بہن میری مر گئی اور میں اُس کا وارث ہوں اور گواہ قائم کیے تو سماعت ہوگی پس اگر مدعا علیہ نے دفعیہ میں کہا کہ فلان عورت اُس شخص مورث سے پہلے مر گئی ہے تو دفعیہ صحیح ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ عورت نے اپنے شوہر کے دار و لاق

لے متعلقہ چیز جو نظر دکھلانے کے واسطے ہو خواہ بیع ہو یا ان و امون کی ہو ۱۲

لے کر دے گا تو اس کا دعویٰ مردود ہے۔ اگر کسی نے اس سے کہے کہ اس کا دعویٰ مردود ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا دعویٰ مردود ہے۔

میراث اور ہر کا دعویٰ کیا پس وارثوں نے اس کے دعوے کے دفعیہ میں کہا کہ ہمارے باپ نے اپنی موت سے دو برس پہلے اس کو اپنے ادب پر حرام کیا ہے اور عورت نے اس کے دفعیہ میں کہا کہ شوہر نے اپنے مرض الموت میں اقرار کیا ہے کہ میں اس پر حلال ہوں تو یہ دفعیہ صحیح ہے یہ محیط میں ہے ایک عورت نے ایک شخص کے بیٹے پر دعویٰ کیا کہ میں اس کے باپ کی جو رہتی اُس کے مرتے دم تک اُس کے نکاح میں رہی اور میراث طلب کی اور بیٹے نے انکار کیا پس عورت نے اپنے نکاح کے گواہ قائم کیے پھر لڑکے نے گواہ قائم کیے کہ میرے باپ اسکو تین طلاق دیدی تھیں اور اُس کے مرتے سے اُسکی عدت گزر گئی تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ بیٹے کی گواہی مقبول ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ غیر شخص کا دعویٰ کیا کہ میرے باپ کا اس قدر مال تھا اس نے اس میں سے کچھ نہیں لیا اور میرا مال میری میراث میں آیا کیونکہ میرے سوا اس کا کوئی وارث نہیں ہے پس مدعا علیہ نے کہا کہ یہ قرض ہے کا تو دعویٰ کرنا ہے پھر تیسرے باپ کا فلان شخص کی طرف سے کفالت کرنے کی وجہ سے تھا اور فلان شخص نے تیسرے باپ کی زندگی میں تمام قرض اسکو ادا کر دیا اور مدعی نے تصدیق کی کہ قرض فلان شخص کی طرف سے کفالت کرنے کی وجہ سے تھا لیکن فلان شخص کے قرض ادا کر دینے سے انکار کیا پس مدعا علیہ نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے تو یہ دفعیہ صحیح ہے اسی طرح اگر مدعا علیہ نے کہا کہ مجھے تیسرے باپ نے اپنی زندگی میں کفالت سے باہر کر دیا تھا یا لڑنے اُس کے مرتے کے بعد مجھے کفالت سے خارج کیا اور اس قول پر گواہ لایا تو مدعی کا دعویٰ دفع ہوگا یہ محیط میں ہے۔ دوسرے شخص پر دعویٰ کیا کہ میرے باپ کا بچہ اس قدر مال تھا اُس نے اس میں سے کچھ وصول نہیں کیا تھا کہ مر گیا اور یہ سب مجھے میراث میں ملا اس واسطے کہ میرے باپ کا سوا میرے کوئی وارث نہیں ہے اور مدعا علیہ نے دفعیہ میں کہا کہ تیسرے باپ نے اپنی زندگی میں فلان شخص کو بچہ اُترادیا تھا اور میں نے حوالہ قبول کر لیا اور جو کچھ بچہ تھا وہ میں نے محتال لکھ دیا اور محتال لہنے اس سب کی تصدیق کی تو خصوصیت دفع نہ ہوگی جب تک کہ گواہ قائم نہ کرے پھر بعد گواہ قائم کرنے کے دعوے و خصوصیت دفع ہو جائیگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر کسی قدر دینار کا دعویٰ کیا اس وجہ سے کہ میرے باپ نے مجھے اجارہ میں یہ مال دیا تھا پھر اجارہ فسخ ہو گیا اور میرے باپ نے مجھ سے مال وصول نہیں کیا اور مر گیا وہ مجھے میراث ملا ہے پس مدعا علیہ نے دفعیہ میں کہا کہ لڑنے اپنے باپ کی موت کے بعد اقرار کیا ہے کہ تیسرے باپ نے مجھ سے یہ مال وصول کر لیا ہے اور گواہ قائم کیے پس گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے اقرار کیا ہے کہ میرے باپ نے یہ مال بھرا یا لیکن بعد موت کے یہ اقرار کرنا بیان نہ کیا تو سماعت ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اپنی جو رکے ترک سے میراث کا دعویٰ کیا اور کہا کہ اپنے مرتے دم تک وہ میری جو رہتی اور عورت کے وارث ہے اس امر کے گواہ سنائے کہ مدعی نے یوں کہا کہ اگر یہ عورت جو مر گئی میری جو رہتی تو میں اسکا وارث ہوتا تو یہ دفعیہ صحیح ہے اور اگر وارثوں نے یوں کہا کہ اس نے اُس عورت کو طلاق دیدی تھی تو دفعیہ صحیح نہیں ہے کیونکہ احتمال کہ طلاق جہی ہو اور جہمی طلاق سے بقیت قطع نہیں ہوتی پس وارث ہو سکتا ہے یہ وجہ کر دے خلاصہ میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر پر ہر مقرر کا دعویٰ کیا اور شوہر نے دفعیہ میں کہا کہ اس عورت نے اقرار کیا ہے کہ نکاح بدین ہر

واقع ہوا تو دفعہ صبح سے کدانی انخلا صد قلت لانیہا اودعت المرأیہ۔ ایک شخص کے باپ کی جہت کے قبضہ میں ایک گھر کو  
 اسپر دعویٰ کیا کہ میرے باپ کا ترکہ ہے اور عورت نے کہا کہ یہ تیرے باپ کا ترکہ ہے لیکن قاضی نے میرے ہاتھ میں  
 بعض میرے ہر کے فروخت کیا ہے اور تو نابالغ تھا تو یہ دفعہ صبح سے بشرطیکہ گواہوں سے یہ اثبات ہو یہ محیط میں ہے  
 ایک شخص مرگیا اور مال اور ایک بیٹی چھوڑی پھر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ وہ اسکا غلام تھا اسے اسے آزاد کر دیا تھا  
 پس میت کی دلائی کو جو بچتی ہے اور بیٹی گواہ لائی کہ یہ شخص اصلی آزاد ہے تو دارالاصل میں مذکور ہے کہ یہ لڑکی کی گواہی  
 مقبول ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ ایک شخص مرگیا اور دو نابالغ لڑکے چھوڑے اور ہر لڑکے کا قیم علیحدہ ہو  
 اور ایک قیم کے قبضہ میں ایک گھر ہے کہ اس کے زعم میں یہ گھر اس نابالغ کا ہے جو اس کی ولایت میں ہے اسپر دوسرے  
 نابالغ کے قیم نے دعویٰ کیا کہ یہ دار جو تیرے قبضہ میں ہے اسکا آدھا اس نابالغ کا ہے جس کا میں قیم ہوں بسبب اس کے  
 کہ یہ سب گھر دونوں نابالغوں کے باپ کا تھا وہ مرگیا اور دونوں کے واسطے میراث چھوڑا ہے پس تو آدھا میرے  
 حوالہ کرتا کہ میں اپنے نابالغ کی طرف سے اسکی حفاظت کروں پس قیم مدعا علیہ نے گواہ پیش کیے کہ ان دونوں نابالغوں  
 کے باپ نے اپنی زندگی میں اقرار کیا کہ یہ گھر سب اسی نابالغ کی ملک ہے جس کا میں ہوں تو مدعی کا دعویٰ دفع ہو جائیگا پھر  
 اگر مدعی قیم نے دفعہ میں اس امر کے گواہ پیش کیے کہ تو نے اس سے پہلے آدھے گھر کا اپنے نابالغ کے واسطے سبب میراث کے  
 دعویٰ کیا تھا اور اب تمام گھر کا اس کے واسطے اور دوسرے دعویٰ کرنا تو بسبب تناقص کے مدعا علیہ قیم کا دعویٰ دفع ہو جائے گا  
 یہ دفعہ میں ہے۔ نجم الدین نسفی سے دریافت کیا گیا کہ بچہ آزاد اولاد نے مصیبت ہونے کی جہت سے کسی میت کی میراث کا دعویٰ  
 کیا اور دادا تک نام بنام نسب ذکر کر کے اس کے گواہ پیش کیے اور نسب میراث کے منکر نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ میت  
 کا دادا فلان شخص سے علاوہ اس کے جسکو مدعی نے ثابت کیا ہے تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر مدعی کی گواہی پر حکم قاضی  
 ہو چکا ہے تو نافذ ہو جائیگا اور مدعی کی گواہی باطل نہوگی اور نہ دعویٰ دفع ہوگا اور اگر حکم نہیں ہوا ہے تو بسبب  
 تعارض کے قاضی کسی گواہی پر فیصلہ نہ کریگا یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے میت کی میراث کا دعویٰ کیا اور بیان کیا کہ مدعی  
 میت کے باپ کی طرف سے چچا کا بیٹا ہے اور بعد اعلیٰ تک نام نہی ذکر کیے پس مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ مدعی کا باپ اپنی  
 زندگی میں کہتا تھا کہ میں فلان شخص کا مان کی طرف سے بھائی ہوں نہ باپ کی طرف سے تو مدعا علیہ کی گواہی مقبول نہوگی  
 لیکن اگر مدعا علیہ اس امر کے گواہ قائم کرے کہ کسی قاضی نے مان کا نسب سوائے اس شخص کے جسکو مدعی کہتا ہے دوسرے  
 سے نبوت کا حکم کیا ہے تو حکم اسکے برخلاف ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ ایک شخص نے کسی دار پر اپنے باپ سے  
 وارث بننے کی وجہ سے دعویٰ کیا پھر کسی قدر مال معین بر صلح کر لی پھر مدعا علیہ نے دعویٰ کیا کہ میرے باپ نے یہ گھر تیرے  
 باپے خرید اسے تو سماعت نہوگی یہ خلاصہ میں ہے سب ایک انگور کا باغ جو ایک شخص کے قبضہ میں ہے اسپر دعویٰ کیا کہ یہ  
 میری مان کو میرے نان سے میراث پہنچا ہے اور کہا کہ میرا نام محمد ہے اور میری مان کا نام حروہ ہے اور اسکا باپ محمد  
 بن الحارث بن سابع جو پس مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ پہلے اس سے مدعی کہتا تھا کہ میں عائشہ بنت علی بن الحسین کا  
 بیٹا ہوں تو متصل لاسلام اور جندی ایسے مسائل میں یہ فتوے دیتے تھے کہ اس سے مدعی کا دعویٰ مندرفع نہوگا اور

لے کر کہتا ہے کہ یہ دفعہ صبح اسپر سے ہوا اور عورت مذکورہ نے میراث کا دعویٰ کیا۔ لے کر قاضی اسکا دعویٰ اور قاضی ولایت جھکو حاصل ہو گیا۔

مدعا علیہ کی گواہی اُس کے دعوے پر غیر مقبول ہوگی اور اُن کے زمانہ کے بعض مشائخ نے اُن کی تبعیت کی تھی اور ایسا ہی ظہیر الدین مرغینانی فتوے دیتے تھے اور یہی ہمارے نزدیک صواب ہے یہ فصول عمادیہ و محیط و ذخیرہ میں ہے اور علی ہذا اگر کسی شخص نے دعوے کیا کہ میرے باپ علی بن قاسم بن محمد کا بھتیجا اس قدر مال تھا اور اُس نے اُسین سے کچھ نہیں وصول کیا اور مر گیا اور جو کچھ بھتیجا تھا وہ سب مجھے میراث پہونچا اور مدعا علیہ نے کہا کہ تو بھوٹا ہے میرے زعم میں قاسم کا باپ محمد ہے اور درحقیقت قاسم کا باپ احمد ہے تو یہ مدعی کے دعوے کا دفعیہ نہ ہوگا اور اسی کو شمس الاسلام اور اُن کے زمانہ کے بعض مشائخ نے اختیار کیا ہے اور یہ مسئلہ واقعہ فتوے سے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے بھائی پر ایک گھر کے نسبت جو اُس کے قبضہ میں ہے شرکت میراث پر مدعی کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا اور کہا کہ میرے باپ کا اس گھر میں کچھ حق نہ تھا پھر مدعا علیہ نے دعویٰ کیا کہ میں نے یہ گھر اپنے باپ سے خرید لیا ہے یا یہ دعویٰ کیا کہ باپ نے یہ گھر میری ملک ہو نیکا اقرار کیا ہے تو اُس کا دعویٰ صحیح ہے اور گواہی مسیوع ہے اور اگر کہا کہ یہ میرے باپ کا گھر ہے نہ تھا یا کبھی اُس کا اس میں حق نہ تھا تو پھر اُس کا دعویٰ کہ میں نے اپنے باپ سے خرید لیا ہے سمع نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک شخص کے مقبوضہ گھر پر دعویٰ کیا کہ یہ میرے باپ کی میراث ہے پس مدعا علیہ نے مدعی کے دعوے کے دفعیہ میں کہا کہ میں نے تیری نابالغی میں باطلاق قاضی اسکو خرید لیا ہے تو یہ دفعیہ صحیح ہے بشرطیکہ یہ ثابت ہو جاوے کہ یہ بیع نابالغی کی ضرورت یا میت کے قرض ادا کرنے کے واسطے تھی یہ محیط میں ہے۔ ایک گھر پر دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے تیری نابالغی میں یہ گھر تیرے وصی سے اس قدر دامون کو خرید لیا ہے اور وصی کا نام نہ لیا یا خدان شخص نے تیری نابالغی میں باطلاق قاضی میرے ہاتھ فروخت کیا ہے اور قاضی کا نام نہ لیا تو اُس کے دفعیہ ہونے میں مشائخ کا اختلاف ہے اور اگر قاضی یا وصی کا نام لے لیا تو بالاتفاق دفعیہ صحیح ہے یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ اگر مدعی نے میراث کے دعوے میں کہا کہ میرے سوا اُس کا کوئی وارث نہیں ہے اور مدعا علیہ نے کہا کہ تیرا بھائی اور بہن موجود ہے اور تو نے کہا کہ میرے سوا اُس کا کوئی وارث نہیں ہے تو قاضی ختم الاسلام اور جندی کا فتویٰ مقبول ہے کہ اگر مدعی نے اسکا اقرار کیا تو دعوے اور گواہی دونوں باطل ہو گئی اور اگر مدعا علیہ نے اس کو گواہوں سے ثابت کرنا چاہا تو گواہوں کی سماعت نہ ہوگی اور کتاب الجنایات میں مذکور ہے کہ سماعت ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے فتاویٰ رشید الدین میں مذکور ہے کہ ایک گھر پر اپنے باپ سے میراث پانے کی وجہ سے ملک کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ تیرے باپ نے اپنی زندگی میں اقرار کیا تھا کہ یہ گھر میری یعنی مدعا علیہ کی ملک ہے تو اس دفعیہ کی سماعت نہ ہوگی پس اگر مدعی نے گواہ دیے کہ تو نے اقرار کیا ہے کہ یہ گھر تیرے باپ کی ملک اور اُس کا حق ہے تو اس دفعیہ کی بھی سماعت ہوگی اور دونوں دفعیہ جب معارض پھرے تو میراث کی گواہی بلا معارض قبول ہوگی اور اگر مدعا علیہ نے مورث کے اقرار میں تاریخ کا ذکر کیا اور مدعی نے مدعا علیہ کے اقرار میں تاریخ کا ذکر نہیں کیا تو مدعی کی گواہی مقبول ہوگی یہ فصول عمادیہ میں ہے ایک شخص نے ایک محدود پر جو ایک شخص کے قبضہ میں ہے دعویٰ کیا کہ محمد و محمد اور میرے فلان بھائی



جو غائب ہے باپ کے ترکہ سے میراث پہنچی ہے پس مدعا علیہ نے مدعی کے دفعیہ میں کہا کہ تیرے مورث فلان شخص نے اپنی زندگی میں اقرار کیا تھا کہ یہ میری یعنی مدعا علیہ کی ملک ہے تو بعض نے کہا کہ یہ دفعیہ صحیح ہے اور یہی اصح ہے یہ ذخیرہ میں ہو پھر اگر مدعی کا بھائی غائب آیا اور جو دفعیہ مدعا علیہ نے پیش کیا تھا اسکو اس طور سے دفع کیا کہ مدعا علیہ نے ہمارے باپ کے مرنے کے بعد اقرار کیا ہے کہ یہ شے محمد و دہارے باپ کا ترکہ ہے تو یہ مدعا علیہ کے دعوے کا دفعیہ ہے۔ اور اگر مدعا علیہ نے ابتدا سے مورث کا اقرار اپنے ملک ہونیکا دعویٰ نہ کیا بلکہ یہ دعوے کیا کہ دارث نے یہ محمد و میری ملک ہونیکا اقرار کیا ہے تو اس کے حکم میں بھی اختلاف ہے بعض مشائخ کے نزدیک یہ دفعیہ ہے اور بعضوں نے کہا کہ اس میں تفصیل ضرور ہے یعنی اگر یوں کہا کہ تو نے میری ملک ہونیکا اقرار کیا اور میں نے تیری تصدیق کی تو دفعیہ صحیح ہو اور اگر یہ نہ کہا کہ میں نے تیری تصدیق کی تو دفعیہ صحیح نہیں ہو پھر اگر دوسرا بھائی غائب آیا اور دعویٰ کیا کہ مدعا علیہ نے ہمارے باپ کے مرنے کے بعد اقرار کیا کہ یہ شے محمد و دہارے باپ کا ترکہ ہے تو اس دفعیہ کی سماعت نہوگی یہ محیط میں ہو۔ ایک عورت نے دعوے کیا کہ میں اس میت کی بیٹی ہوں مجھے اس کے ترکہ میں سے اس قدر پہنچتا ہے پس میت کے وارثوں نے کہا کہ تو چھوٹی ہے تو نے میت کے مرنے کے بعد اقرار کیا کہ (بندہ این مردہ بودم دے مرا آزاد کردہ است) تو یہ دفعیہ صحیح نہیں ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک زمین ہے اس پر ایک شخص نے دعوے کیا کہ تو نے مجھ سے یہ زمین خریدی ہے اور میں اسکی بیع اور سپرد کرنے پر مجبور کیا گیا تھا اور اس پر گواہ قائم کر کے زمین واپس لینی چاہی پس مدعا علیہ نے کہا کہ بات یہی تھی جو تو نے کہی لیکن جب یہ اکراہ و زبردستی دور ہوگئی تو تو نے یہ بیع میرے ہاتھ اس قدر دامن کو خوشی و رضامندی سے فروخت کر دی اور اس پر گواہ قائم کیے تو قاضی مدعا علیہ کے گواہوں پر ڈیگری کر دیگا اور مدعی کا دعویٰ دفع ہو جائیگا یہاں تک کہ وہ واپس نہیں کر سکتا ہے یہ محیط میں ہے ایک شخص نے دوسرے پر ایک زمین کا دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے خریدی ہے اور آخر دعوے میں کہا کہ ایسا ہی مدعا علیہ نے میرے ہاتھ فروخت کر لیا اقرار کیا ہے اور مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ میں اس اقرار بیع میں مجبور کیا گیا تھا تو یہ دفعیہ صحیح نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور ایسا ہی امام طہیر الدین مرفیانی فتویٰ دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس میں احتمال ہو کہ خوشی سے اس نے بیع کی ہو اور بیع کے اقرار میں مجبور کیا گیا ہو اور مجبوری اگر بیع کے اقرار میں ہو تو اس خوشی سے بیع میں کچھ خلل نہیں آتا ہے حتیٰ کہ اگر اس نے بیع اور اقرار دونوں میں مجبور کیے جانے کے گواہ دیے تو مقبول ہوگا اور دفعیہ صحیح ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اگر مجبوری سے بیع و سپرد کر لیا دعویٰ کیا پس مشتری نے اس کے دفعیہ میں کہا کہ تو نے مجھ سے دام خوشی سے لے لیا یہ میں زبردستی و اکراہ کا دعویٰ کیا پس موہوب لے نے کہا کہ تو نے عوض ہبہ مجھ سے بخشی لے لیا تو دفعیہ صحیح ہے کذا فی الذخیرہ مجمع النوازل میں ہے کہ شیخ الاسلام عطار بن عمرہ نخعی سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے دوسرے پر یہ بات ثابت کی کہ تو نے خوشی سے میرے واسطے اس قدر مال میرے ملک ہونیکا اقرار کیا ہے اور مدعا علیہ نے اس کے دفعیہ میں گواہ دیے کہ میں نے مجبوری سے اقرار کیا تھا تو شیخ الاسلام نے فرمایا کہ یہ دفعیہ صحیح ہے اور مجبوری کے گواہوں کا قبول ہونا اولیٰ ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر قرض کا دعوے کیا پھر کہا کہ ایسا ہی مدعا علیہ

لے وہ شخص جس کے واسطے یہ کہتا ہوں اس نے کوئی چیز ہر کی ۱۱۰-



باقی مسئلہ اپنے حال پر ہو تو اس دفعیہ کی سماعت نہوگی اور قدوری نے ہمارے اصحاب سے روایت کیا کہ سماعت ہوگی یہ خلاصہ  
 میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر قرض کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا پس مدعی نے گواہ قائم کیے  
 کہ تو نے مجھ سے اس مال کے واسطے دس روز کی ہمت لی تھی اور یہ امر تیری طرف سے اس مال کا اقرار ہے اور  
 مدعا علیہ نے کہا کہ تو نے میں میں روز ہوئے کہ مجھے اس مال سے بری کر دیا ہے اور اس پر گواہ قائم کیے تو یہ دفعیہ نہوگا  
 یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر دس دینار کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے دفع کیا کہ اس نے کہا کہ امر جزو  
 دینار درخواست نیست تو اس دفعیہ کی سماعت نہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر سوزوم کا دعویٰ کیا  
 پس مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے تجھے اس میں سے پچاس درم دیدیے ہیں تو یہ دفعیہ نہوگا جب تک گواہ گواہی نہ دین  
 کہ اس نے یہ پچاس درم دیے ہیں یا ادا کر دیے ہیں یہ جو اہر الفتاویٰ میں ہو۔ اگر مدعا علیہ نے کہا کہ جس مال کا تو  
 مجھ پر دعویٰ کرتا ہے وہ مال قمار یا شہن شرا ہے تو سماعت نہوگی اور اگر گواہ دیے تو مقبول ہونگے یہ خلاصہ میں ہے  
 کسی دوسرے پر کسی قدر دیناروں یا درموں کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے ادا کر دینے کا دعویٰ کیا اور گواہ لایا کہ  
 جنھوں نے یہ گواہی دی کہ اس مدعا علیہ نے مدعی کو اس قدر درم دیے ہیں لیکن ہمیں نہیں معلوم کہ کس جہ سے  
 دیے ہیں تو ہمارے بعض مشائخ سے روایت ہے کہ اس سے مدعی کا دعویٰ دفع ہوگا اور قاضی اسکو قبول کرے گا اور یہی  
 اثبہ واقرب الی الصواب ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ  
 میں نے تجھے ستر قند کے بازار میں ادا کر دیے ہیں اور جب اُس سے گواہ طلب ہوئے تو اُس نے کہا کہ میرے پاس گواہ  
 نہیں ہیں پھر بعد اسکے کہا کہ میں نے فلان گاؤں میں ادا کیے ہیں اور اسکے گواہ منائے تو مقبول ہوں گے  
 یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے دفعیہ کیا کہ مدعی  
 نے مجھے اس دعویٰ سے بری کیا ہے اور اسکے گواہ دیے پھر مدعی نے دوبارہ دعویٰ کیا کہ اس نے میرے بری کر دیا  
 کے بعد پھر مال کا اقرار کیا ہے تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر مدعا علیہ نے یوں کہا کہ تو نے مجھے اس دعویٰ سے بری کیا  
 اور میں نے تیری برارت کرنے کو قبول کیا یا تصدیق کی تو پھر مدعی سے دفع المدفع صحیح نہیں ہے یعنی دوبارہ مدعا علیہ  
 کے اقرار کا دعویٰ صحیح نہیں ہے اور اگر مدعا علیہ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے برارت قبول کر لی تھی تو مدعی سے دوبارہ دعویٰ  
 صحیح ہوئے ظہیر یہ میں نگھاسے۔ ایک شخص پر گواہ پیش کیے کہ میں نے دس درم اسکو دیے تھے اُس نے کہا کہ اس واسطے دیے تھے  
 کہ میں فلان شخص کو دیوں پس میں نے فلان شخص کو دیدیے تو یہ دفعیہ صحیح ہو۔ یہ وجہ کروری میں ہو۔ ایک شخص نے  
 دوسرے پر پچاس دینار کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے دفعیہ میں کہا کہ مدعی نے اقرار کیا ہے کہ مدعا علیہ نے ہر دینار کے  
 عوض پچاس عدالی کے حساب سے عدالی دے لیکن میں نے خط بعوض ویناروں کے لئے لیا تو دفعیہ  
 صحیح ہے۔ اسی طرح اگر کہا کہ مجھے تو نے تمام دعویوں سے فلان سند میں بری کر دیا ہے تو بھی دفعیہ  
 صحیح ہے یہ محیط میں ہے ایک ترکہ میں قرضہ کا دعویٰ کیا پس وہ رشہ نے کہا کہ اس نے کچھ ترکہ  
 نہیں چھوڑا ہے پس مدعی برہان لایا کہ فلان مال معین ترکہ کے اموال معینہ میں سے اسکے قبضہ میں ہے پس وارث نے

برہان پیش کی کہ میرے باپ نے اس کو ایک شخص غائب کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے تو دفعیہ صحیح ہے اگرچہ فترتی کا نام و نسب ذکر نہ کیا ہو یہ وجہ کر دہی میں ہو۔ ایک شخص نے میت کے ترکہ میں دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے پھر جس پر گواہ قائم کیے تھے اس کے سوا اسے دوسرے وارث نے مدعی سے بعض دعویٰ پر صلح کر لی مثلاً دعویٰ سودینار کا تھا اور صلح میں دینار پر ہوئی پھر جب بدل صلح کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا کہ میں گواہ دیتا ہوں کہ میرے مورث نے تجھے وہ مال ادا کر دیا ہے پس تیرا دعویٰ صحیح نہیں ہے باطل ہے پس اگر دفعیہ کا مدعی سوا اسے اس شخص کے ہے جس نے صلح ٹھہرائی تھی تو سماعت ہوگی اور اگر وہی ہے جس نے صلح کی تھی تو سماعت نہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک شخص وصی میت کو لایا اور دعویٰ کیا کہ میرے چچا اس درم میت پر ہیں اور میت نے اپنی زندگی میں میرے چچا اس درم قرض لازم ہو بیکا اقرار کیا تھا پس وصی میت نے اس کو گواہ دیے کہ مدعی نے اقرار کیا کہ میرے چچا اس درم میت پر اس بدیت ہیں کہ میں نے اس کے ہاتھ اپنے سودم جو کسی شخص ثالث پر تھے فروخت کیے تھے تو وصی کی برہان قبول ہوگی اور یہ دعویٰ مدعی کا دفعیہ ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ تیرے باپ نے میرے واسطے تھائی مال کی وصیت کی ہو اور مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا پس مدعی نے اپنے دعویٰ پر گواہ دیے پس مدعا علیہ نے دفعیہ میں کہا کہ میرے باپ نے اپنی زندگی میں اس وصیت سے رجوع کیا یا یوں کہا کہ میرے باپ نے اپنی زندگی میں کہا کہ میں نے ہر وصیت سے جو میں نے وصیت کی تھی رجوع کر لیا تو بعض مشائخ نے کہا کہ اس کی سماعت ہوگی اور یہی صحیح ہے اس طرح اگر اس مر کے گواہ دیے کہ میرے باپ نے زندگی میں اس وصیت سے انکار کیا ہے تو موافق روایت بسوط کے یہ دفعیہ ہے اور جامع میں مذکور ہے کہ وصیت کا انکار کرنا وصیت سے رجوع کرنا نہیں ہوتا ہے پس بعض مشائخ نے کہا کہ اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں اور بعض نے کہا کہ جو جامع میں مذکور ہے وہ قیاس ہے اور روایت بسوط کی امتحان ہے یہ محیط میں ہو۔ ترکہ میت میں اپنے نابالغ کے واسطے تھائی مال کی وصیت کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے پس قاضی نے میت کے وارثوں پر ڈگری کر دی پھر وارثوں نے بطریق دفع کے مدعی پر گواہ قائم کیے کہ اس نے حکم قاضی سے پہلے اقرار کیا ہے کہ میت پر اس قدر قرض ہے کہ تمام ترکہ کو گھیرے ہوئے ہے تو یہ دفعیہ صحیح ہے اور قاضی کا حکم و فرمان باطل ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک شخص نے اپنے لڑکے کے دو لڑکوں کے واسطے تھائی مال کی وصیت کی اور ایک بالغ ہوا اور دوسرا نابالغ ہے اور دونوں کا باپ زندہ ہے پھر وصیت کرنے والا مر گیا پس نابالغ کے باپ نے وارث موصی پر دعویٰ کیا کہ میت نے اس کے واسطے وصیت کی ہے اور نابالغ نے خود وصیت کا دعویٰ کیا اور وارث نے دونوں کی وصیت سے انکار کیا اور دونوں کے دعویٰ کے دفعیہ میں کہا کہ اس نابالغ نے میت کے مرنے کے بعد اقرار کیا ہے کہ میت نے کچھ وصیت نہیں کی اس طرح اس نابالغ کے باپ نے اقرار کیا ہے کہ میت نے میرے نابالغ کے واسطے کچھ وصیت نہیں کی تھی پس بعض نے فرمایا کہ یہ بالکل دفعیہ نہیں ہے اور یہی اظہر واشبہ الفقہ ہے یہ محیط میں ہو۔ اگر کسی چوپایہ پر بسبب نتاج کے دعویٰ کیا یعنی یہ میری ملک میں بچہ پیدا ہوا ہے پس مدعا علیہ دفعیہ میں کہا کہ تو چھوٹا ہے اس لیے کہ تو نے اقرار کیا کہ میں نے اس کو فلان شخص سے خریدا ہے تو یہ دعویٰ مدعی کا دفعیہ ہے کدافی الذخیرہ۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ میں نے فلان شخص سے فلان محروم و دراجارہ طویلہ پر گرایہ لی اور اس پر قبضہ کر لیا اور

لے وہ مال جس کے مدعی پر صلح قرار پائی ہو۔

حدود بیان کر دیے اور بعد قبض کے مدعا علیہ کے ہاتھ بالمقطعہ اجارہ پردی اور شرائط ذکر کیے اور اس سے مال اجارہ کی درخواست کی پس مستاجر مدعا علیہ نے دفع کیا کہ میں نے یہ محدود دوسرے سے بخیار خریدی ہے اور مدت گزرنے کی وجہ سے بیع نافذ ہو گئی اور اگر مدت ماقط ہو گئی تو کرایہ پردینے والے کی نصبت میں یہ دفعیہ صحیح نہیں ہے یہی مختار ہے کذا فی الخلاصۃ تاک انگو کرے دعوے میں اگر مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ میں نے مدعی کو اس باغ میں کام کرنے کے واسطے مزدور کیا تھا تو دفعیہ صحیح ہے اور یہ مدعی کی طرف سے اقرار ہو گا کہ میری ملک یہ تاک نہیں ہے اس طرح اگر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ مدعی نے یہ گھر مجھے کرایہ کیا یا زمین کھیتی کے واسطے لی اور گواہ قائم کیے کہ اس نے کہا کہ (این خانہ لایمن اجارہ دہ تا بگیرم) یا اسنے کہا کہ زمین زراعت میں بزرگزی وہ اتویہ دفعیہ ہو سکتا ہے اور یہ اس بات کا اقرار ہو گا کہ اس میں مدعی کی کچھ ملک نہیں ہے یہ فصول عادیہ میں ہو۔ ان سماع نے فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھ سے اس قدر مال لے لیا ہے اور اس کو اس طرح بیان کیا کہ شناخت ہو گئی پس مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ مدعی نے اقرار کیا ہو کہ یہ مال مجھ سے فلان شخص دوسرے نے یعنی سو اسے مدعا علیہ کے کسی نے لے لیا ہے اور مدعی اس سے انکار کرتا ہے تو یہ دعوے سے مدعی کا ابطال نہیں ہے اور وہ اس کے گواہوں کا اگدا ہے اور اگر مدعا علیہ نے اس امر کے گواہ دیے کہ اس مدعی نے اقرار کیا ہے کہ فلان کہیل مدعا علیہ نے مجھ سے یہ مال لیا ہے تو یہ دعویٰ مدعی کا ابطال اور اس کے گواہوں کا اگدا ہے بشانِ حق فرمایا کہ مسئلہ میں کہیل سے مراد وہ کہیل ہے جو موکل صاحب قدرت کی طرف سے نہ ہو ورنہ اگر موکل صاحب قدرت ہے تو ضمان مال موکل پر آوے گی اور وہی مدعا علیہ ہے پس وکالت سے مراد امر ہے نہ حقیقت وکالت کذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میری باندی کے پیٹ میں مارا اور وہ اس ضرب سے مرگئی پس مدعا علیہ نے دفعیہ میں کہا کہ وہ باندی بعد مارنے کے بازو کی طرف نکلی تھی تو دفعیہ صحیح نہیں ہو گا اگر یہ امر گواہوں سے ثابت کیا کہ بعد مارنے کے وہ صحت پا گئی تھی تو صحیح ہو اور اگر اس نے اسے صحت پائیے اور اس نے بعد ضرب کے مرجانے کے گواہ قائم کیے تو گواہان صحت کا قبول ہونا اولیٰ ہے کذا فی الخلاصۃ۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرے باپ کو لات ماری اور وہ اس سے مرگیا اور اسکے گواہ ستائے اور ضارب نے گواہ ستائے کہ وہ اس ضرب سے بچھا ہو گیا تھا تو یہ دعویٰ مدعی کا دفعیہ صحیح ہو اور بعض نے کہا کہ اس میں تفصیل ہونا واجب ہے یعنی اگر مدعی نے یہ دعوے کیا تھا کہ اس نے ایک لات ماری اور اس لات کی ضرب سے وہ مرگیا اور گواہوں نے بھی ایسی ہی گواہی دی تو یہ دفعیہ مدعا علیہ کا صحیح ہو اور اگر اس نے یوں دعویٰ کیا کہ اس نے اسکو لات ماری اور لات کی ضرب سے وہ مرگیا تو یہ دفعیہ مدعا علیہ کا صحیح نہیں ہے اور اسپر ضمان بھرنیکا حکم کیا جائے گا یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرا بیج کا اوپر کا دانت توڑ دیا ہے پس مدعا علیہ نے دفع کیا کہ اس کا یہ دانت تھا ہی نہیں تو اس کی سماعت نہو گی یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک معین مال سے اسپر ایک شخص نے ملک مطلق کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے یوں دفع کیا کہ یہ معین مال میری ملک ہے اور تو نے مجھ سے اسکو خریدنا تھا پھر ہم نے بیع کا اقالہ کر لیا اور اب آج کے روز یہ میری ملک ہے اور اسپر گواہ قائم کیے تو یہ دفعیہ نہیں ہو کہو کہ مدعی نے ملک مطلق کا دعویٰ کیا ہے اور ایسی صورت میں مدعی کے گواہوں کی گواہی مقبول ہوتی ہے

لے یعنی یوں کہ اگر میری ملک ہے اور اس کے ہاتھ اس لفظ نہ لکھا جس سے ظاہر ہو کہ اس کی ملک میں طرح پر ہے یا بطور بیع کے یا ہبہ کے یا اور کسی طریقہ سے ۱۲۔

یہ محیط میں ہے ایک شخص ملوک کو لایا اور کہا کہ یہ میری ملک سے گراؤں نے فرد اختیار کیا ہے اور ملوک نے کہا کہ میں  
فلان غائب کی ملک ہوں تو منتفی میں مذکور ہے کہ اگر غلام اپنے قول پر گواہ لایا تو اس کے اور مدعی کے درمیان خصوصیت  
نہوگی اور اگر گواہ نہ لایا تو مدعی کے گواہوں کی سماعت ہوگی اور اس کی ڈگری ہو جائیگی پھر اگر غائب آیا تو اس کو  
غلام لینے کی کوئی راہ نہوگی لیکن اگر اس نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہے تو پہلے مدعی پر جسکی ڈگری ہو چکی ہے اس  
غائب کی ڈگری کر دی جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میرا اس شخص پر مومن تلی کا  
تیل بسبب صحیح واجب ہے پس مدعا علیہ نے دفعہ میں کہا کہ تو چھوٹا ہے میں نے تجھ کو اس تیل کے عوض میں ایک دینار  
شرح کھڑے سوئے بخاری سکھ کا دیا ہے تو یہ دفعہ نہوگا جب تک کہ تیل واجب ہو چکا بسبب معلوم نہو کیونکہ جائز ہے کہ تیل  
بسبب سلم کے واجب ہوا ہو دوسرے بھر جب اس کے عوض دینار دیا تو سلم فیہ کاما دفعہ قبضہ سے پہلے کیا اور یہ جائز نہیں  
ہے اور اگر تیل بیع ہوا اس طرح کہ یہ مقدار معین تیل خرید اہو دوسرے پس جب اس کے عوض دینار سونے کا دیا جائے تو وہ  
بعینہ قائم ہے تو گویا بیع کو قبضہ سے پہلے فروخت کیا اور یہ بھی جائز نہیں ہے پس دفعہ صحیح نہوگا یہ محیط میں ہو ایک شخص  
نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تجھ کو فلان وقت نفقہ نہ ہوئے تو تیرا کام ایک طلاق میں تیرے اختیار میں ہو یعنی ایک  
طلاق تو اپنے آپ کو دے سکتی ہے پھر شوہر نے کہا کہ میں نے اس وقت تک اس کو نفقہ نہو چکا ہے اس نے دفعہ کیا  
کہ اس نے اقرار کیا ہے کہ اس عورت کو نفقہ نہیں ہو چکا تو سماعت ہوگی اور اگر عورت نے دفع کیا کہ اس نے اقرار  
کیا ہے کہ میں نے نہیں دیا تو سماعت نہوگی یہ خلاصہ میں ہو فتاویٰ نسفی میں ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ  
کیا کہ میں نے تیرے پاس فلان شے معین کہ جس کا نام وہ وصف یہ ہے اتنے گواہوں کی تھی اور درخواست کی کہ یہ شے معین  
حاضر کرے تاکہ میں قرض ادا کر کے اپنے مال کو لے لوں اور مدعا علیہ رہن رکھتے اور رہن کرنے والوں سے انکار کرتا ہوں  
پس مدعی دو گواہ رہن کے لایا اور مدعا علیہ دو گواہ لایا کہ انھوں نے گواہی دی کہ مدعی نے اس کے ہاتھ یہ شے معین  
اس قدر دامون کو فروخت کی اور دام وصول کر کے بیع اسکے سپرد کر دی تو شیخ نے فرمایا کہ یہ دعویٰ مدعی کا دفعہ ہے  
اور قابض کی گواہی پر حکم ہوگا کیونکہ وہ زیادہ ثابت ہے بسبب اسکے کہ خرید کر رہن سے زیادہ ہو کہ یہ محیط میں ہو  
ایک شخص نے دوسرے کا چوپایہ لے لیا وہ اسکے قبضہ میں مر گیا پس چوپایہ کا مالک قاضی کے پاس آیا اور لینے والے  
پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرا چوپایہ ناحق لے لیا اور وہ اسکے پاس مر گیا اور لینے والے نے دفع کیا کہ میں نے چوپایہ حق سے  
لیا کیونکہ وہ میری ملک تھا اور اس کے قبضہ میں ناحق تھا تو یہ دفعہ صحیح ہو اور اگر چوپایہ مرا نہ ہو بلکہ قائم ہو اور مدعی نے  
مثل مذکور کے دعویٰ کیا اور لینے والے نے گواہ منائے کہ میں نے اسے لے لیا اس واسطے کہ وہ میری ملک نہو گواہی  
مقبول ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے ایک عورت نے اپنے شوہر پر دعویٰ کیا کہ میں بسبب تین طلاق کے امیر حرام ہوں اور  
اسکے گواہ پیش کیے پس شوہر نے دفع کیا کہ اس عورت نے خود اقرار کیا ہے کہ مجھے اس نے تین طلاق دین اور میری عورت  
گزر گئی اور میں نے دوسرے خاوند سے نکاح کیا اور اس نے میرے ساتھ دہلی کی پھر اس نے طلاق دی اور پھر میں نے  
اس کے ساتھ نکاح کیا ہے اور اب یہ میرے واسطے حلال ہے تو صحیح قول یہ ہے کہ اس طرح کا دفعہ صحیح ہو یہ محیط میں ہے۔

اگر ایک نے عورت سے نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہ منائے اور عورت نے دفعیہ کے طور پر گواہ منائے کہ میں نے اس سے خلع کر لیا تو یہ دفعیہ صحیح ہے اور اگر دونوں نے تاریخ نہ بیان کی یا ایک نے تاریخ نہ بیان کی ہو اور اگر دونوں نے تاریخ بیان کی ہیں اگر خلع کی تاریخ پیشتر ہو تو یہ دفعیہ صحیح نہیں ہے اور عورت کی گواہی رد کر دی جائیگی اور اگر کسی عورت کے نکاح کا دعویٰ کیا اور وہ دعویٰ کرتی ہے کہ مدعی نے اقرار کیا ہے کہ یہ عورت مجھ پر حرام ہو تو دفعیہ صحیح ہو۔ اسی طرح اگر عورت نے نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے خلع کے دعویٰ سے دفع کیا تو صحیح ہو۔ اگر کسی عورت سے نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے دفع کیا کہ میں فلاں قاتب کی منکوحہ ہوں تو یہ دفعیہ صحیح نہیں ہے یہ فصول عادیہ میں ہو۔ اگر ایک عورت نے کسی مرد پر نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے کہا کہ میرے تیس درمیان نکاح نہیں پھر جب عورت نے نکاح کے گواہ قائم کیے تو مرد نے گواہ منائے کہ مجھ سے اس نے خلع کر لیا ہے پس اس کے گواہ مقبول ہوں گے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے عورت نے نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے اصل نکاح سے انکار کیا پھر عورت نے گواہ دیے اور نکاح کا حکم ہو گیا پھر اسکے بعد مرد نے گواہ دیے کہ اس نے خلع کر لیا ہے تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عورت کا دعویٰ دفع نہ ہوگا اس لیے کہ مرد کے کلام میں تناقض ہے یہ فصول عادیہ میں ہو۔ قاضی نے خود ہر دفعہ فرض کیا اس نے کہا کہ یہ عورت مجھ پر حرام تھی جسوقت کہ نفقہ فرض ہوا ہے تو یہ غیر سموع ہے اور اگر مرد نے ہر دفعہ خلع کا دعویٰ کیا اور نفقہ عدت کا دعویٰ ہوا تو سموع ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص نے ایک غلام خرید لیا اور قبضہ کر لیا پھر ایک شخص نے ملک مطلق کے دعوے پر گواہ پیش کر کے استحقاق میں لے لیا تو مشتری اپنے بائع سے دام واپس کر سکتا ہے پھر قبیل اسکے کہ قاضی دام واپس کر دینے کا حکم کرے بائع نے گواہ دیے کہ یہ میرا ہے تو بائع کا دعویٰ سموع نہ ہوگا۔ اور اگر بائع نے اس مرد کے گواہ قائم کیے کہ میں نے مستحق سے خرید کر پھر مشتری کے ہاتھ فروخت کیا یا اس مرد کے یہ غلام میری ملک میں پیدا ہوا ہے تو لحاظ کیا جائیگا کہ اگر مستحق پر گواہ قائم کیے تو مقبول ہوں گے اور حکم قاضی جو مستحق کے واسطے ہو چکا ہے باطل ہو جائیگا اور اگر مشتری پر قائم کیے ہیں اس وقت قائم کیے کہ جب قاضی نے مشتری کے واسطے قن کی دگری کر دی ہو تو یہ گواہی بائع کی مقبول نہ ہوگی اور اگر اس وقت قائم کیے کہ مشتری نے بائع سے دام لے لیا مگر قاضی نے حکم نہیں دیا ہے تو یہ گواہی مقبول ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر غیر مجلس قاضی میں اقرار کیا کہ بیٹے معین میری ملک ہے بسبب اس کے کہ میں نے فلاں شخص سے خریدی ہے پھر قاضی کے پاس ملک مطلق کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے دفع کیا کہ اس نے ایک بار اقرار کیا کہ میں نے اسکو فلاں شخص سے خرید لیا ہے تو دفعیہ صحیح ہے پس اگر گواہ ہوں سے یہ امر قاضی کے نزدیک ثابت کر دے تو مدعی کا دعویٰ دفع ہو جائیگا یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے قاضی کے سامنے ایک معین کا دعویٰ ایسے سبب سے کیا کہ جسکو وہ ثابت نہ کر سکا پھر مدعا علیہ نے یہ شے فروخت کر کے مشتری کے سپرد کر دی پھر ایک زمانہ کے بعد مدعی نے اسی شے معین کا دعویٰ مشتری پر اسی قاضی کے یا دوسرے قاضی کے سامنے ملک مطلق کے ساتھ کیا پس مشتری نے دفعیہ کیا کہ تو نے میرے بائع پر اس شے معین کا دعویٰ بسبب خرید کے کیا تھا اور اب ملک مطلق کا دعویٰ کرنا تو یہ دفعیہ صحیح ہو یہ ذخیرہ میں ہو ایک شخص نے دوسرے پر ایک شے معین کا دعویٰ بسبب ملک مطلق کے کیا اور مدعا علیہ نے اسکے دفعیہ میں کہا کہ تو نے اس شے

یہ یعنی عورت نے مال دیگو فلاں کی درخواست کی اور خود شے نظر کر کے فلاں کی دیدی ۱۲۔



معدن کا دعویٰ اس سے پہلے سب کے ساتھ کیا تھا اور اب ملک مطلق کا دعویٰ کرتا ہے پس مدعی نے کہا کہ اب بھی میں اسی سب کے ساتھ دعویٰ کرتا ہوں اور ملک مطلق کے دعویٰ کو ترک کرتا ہوں تو دوبارہ اس کا دعویٰ مسکوت ہوگا اور مدعا علیہ کا دفعیہ دور ہو جائے گا فیصلہ عادیہ میں اس دفعہ کے دعویٰ میں اگر مشتری نے گواہ سنائے کہ جس ملک کی وجہ سے مدعی شفعہ کا دعویٰ کرتا ہے وہ فلان شخص کی ملکیت ہو سکتی ہے اور اگر اس امر کے گواہ سنائے کہ اسے اقرار کیا ہو کہ فلان شخص کی ملکیت ہے پس سماعت ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص نے ایک گھوڑے کا دعویٰ کیا کہ میرا ہے اور مدعا علیہ کے مورث نے ناحق پس اپنا قبضہ کیا پھر مرگیا اور اپنے وارث مدعا علیہ کے قبضہ میں چھوڑ گیا اور اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے پھر مدعا علیہ کے گواہ سنائے کہ میری مورث فلان نے اس مدعی سے یہ گھوڑا بیع رد امون کو قطعی بیع کے ساتھ خریدا تھا اور باقی قبضہ ہو گیا تھا پھر وہ مر گیا اور مجھے میراث ملا ہے پھر مدعی نے اس کا بیون دفعیہ کیا کہ مورث مدعا علیہ نے اقرار کیا تھا کہ میرے اور مدعی کے درمیان جو بیع ہوئی تھی وہ بیع وفا تھی جب دام واپس کرے تو بیع واپس دینی چاہیے اور اسکے گواہ قائم کیے تو امام اہل ظہیر الدین نے فرمایا کہ اس دفعیہ کی سماعت نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو جائے سے مہربان گناہامول مانگنا صحیح قول کے موافق بائع کی ملک کا اقرار ہے اور زیادات میں لکھا ہے کہ اقرار زمین ہے اور یہی صحیح ہے کہ ان فی خزائنہ المفتین زیادات قاضی علاء الدین میں ہے کہ روایت جامع کی صحیح ہو اور مول مانگنے یا ادیت یا اجارہ مانگنے پر اقدام کرنا باتفاق الروایات اس امر کا اقرار ہے کہ اس میں اس کی ملک نہیں ہے یہ فیصلہ عادیہ میں ہو۔ ایک شخصین جو کسی کے قبضہ میں ہے اس پر دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے اور قابض نے میرے واسطے اس کا اقرار کیا ہے پھر مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ اس شخص سے یہی شے معین ہے مین طلب کی تھی تو یہ دفعیہ دعویٰ مدعی کا ہو گا کہ انی محیط اور جامع میں مذکور ہے کہ اگر شہود علیہ گواہ سنائے کہ مدعی نے دعویٰ سے پہلے یہ شے مجھ سے خریدنے کے طور پر چکانی تھی تو گواہ مقبول ہوں گے اور مدعی کی گواہی باطل ہو جائیگی کیونکہ اس طرح چکانا بائع کی ملک کا اقرار ہے اور چکانے والے کا اقرار ہے کہ میری اس میں ملکیت نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر مدعی نے اس طرح توفیق دینی چاہی کہ یہ شے میری ملک تھی لیکن اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور مجھے نہ دی پس میں نے اس سے خریدنے کے واسطے چکانی تو اس کی سماعت نہ ہوگی یہ خزائنہ المفتین میں ہے پس اگر مدعی نے مدعا علیہ کے اس طرح گواہ قائم کرنے کے بعد بیون گواہ قائم کیے کہ قابض نے مدعی سے یہ چیز مول لے لینے کے واسطے چکانی تھی تو یہ گواہی مقبول ہوگی اور پہلا دفعیہ باطل ہو جائیگا کیونکہ جامع کی روایت میں چکانا اس شخص کے ملک کا اقرار ہوتا ہے جس سے چکانے پس مدعی نے اس دفعیہ میں یہ دعویٰ کیا کہ مدعا علیہ قابض نے اقرار کیا ہے کہ یہ مدعی کی ملک ہے اور تناقص تصدیق خصم کی وجہ سے باطل ہو گیا اور یہ حکم اس وقت ہر کہ دونوں میں سے ہر ایک نے ایسے اقرار کی تاریخ لکھی ہو اور اگر یہ لکھی ہو تو بھی ہر ایک کا اقرار دوسرے کے اقرار سے منفع ہو گا پس مدعی کی گواہی ملک مطلق پر باقی رہ گئی اور اس روایت کے موافق جس میں چکانا اس امر کا اقرار ہے کہ اس میں میری ملک نہیں ہے تو بھی دفعہ صحیح ہوگی کیونکہ قابض کا اقرار ہوا کہ میری ملک نہیں ہے اور کوئی اپنی ملک کا مدعی نہیں ہے پس مدعی کی ملک کا اقرار ہوا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے جو غیر مدعا علیہ سے مول مانگنا اس باب میں کہ یہ مدعی کا اقرار ہے کہ میری ملک نہیں ہے مدعا علیہ سے مول مانگنے کی نظیر ہے حتیٰ کہ اگر مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ مدعی نے اس کو فلان شخص سے مول مانگا تھا تو دفعیہ ہوگا یہ فیصلہ عادیہ میں ہے۔ ایک شخص نے ایک کپڑا مستعار لیا پھر دعویٰ کیا کہ میری مال بالغ

یہی کہ اسے تو ابالی بن امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مذکور ہے کہ دعویٰ کی سماعت ہوگی اور گواہی مقبول ہوگی اور مولف  
 کہتا ہے کہ یہ اس روایت کے موافق ہے کہ مستعار لینا جس سے لیا ہے اس کی ملک کا اقرار نہیں ہوتا ہے صرف اس  
 امر کا اقرار ہوتا ہے کہ لینے والے کی ملک نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص کے مقبوضہ نخل پر دعویٰ  
 کیا پس مدعا علیہ نے دفعیہ میں کہا کہ اس نے اس درخت کے پھل خریدنا چاہے تھے تو یہ دفعیہ نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔  
 اور عقار کے دعویٰ میں اگر مدعا علیہ نے ایک یا دو بار انکار کیا پھر کہا کہ یہ زمین جو میرے قبضہ میں ہے اس کی یہ حدیں نہیں  
 ہیں تو یہ دفعیہ صحیح نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص کے مقبوضہ محدود پر دعویٰ کیا اور اسکی حدود بیان کر دیں پس  
 مدعا علیہ نے کہا ارا میں محدود کہ مدعی دعویٰ میکند باین حدود ملک من است و حق من است پھر مدعی نے دوسری مجلس  
 میں بعینہ ان حدود کے ساتھ دوبارہ دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا در حدود خطا کردہ داین محدود کہ در دست من است  
 باین حدود نیست کہ دعویٰ کردہ پھر مدعی نے تیسری یا تیسری مجلس میں دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا ارا میں محدود  
 کہ تو دعویٰ میکنی بغلان فروختہ بودی پیش ازانکہ دعویٰ میکروی من ازان فلان خریدہ ام پس بعض نے کہا کہ یہ قول  
 دعویٰ مدعی کا دفعیہ نہیں ہے اور اسکا تیسرا قول اس کے دوسرے قول سے ٹوٹتا ہے اور دوسرا کلام اسکا تیسرے  
 کلام کے ٹوٹنے کے واسطے معتبر ہے اگرچہ دعویٰ مدعی کے دفع کے واسطے معتبر نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک گھوڑا  
 مستعار لیا اور وہ مستعیر کے بیٹے مرگیا اور اس کے مالک نے عاریت دینے سے انکار کیا اور مستعیر نے مال دیکر صلح  
 کر لی تو جائز ہے پھر اگر مستعیر نے اسے بعد عاریت دینے کے گواہ سنائے تو مقبول ہوں گے اور صلح باطل ہو جائے گی  
 اور اگر اس نے عاریت دینے والے سے قسم لینا چاہی تو اسکو اختیار ہے۔ اور متقی میں چند مسائل مذکور ہیں کہ جو عدم  
 قبول گواہی پر دلالت کرتے ہیں ازاجملہ یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ دار پر اپنے باپ سے میراث  
 ہونے کا دعویٰ کیا پھر کسی قدر مال پر صلح کر لی پھر مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ میں نے یہ گھر مدعی کے باپ سے  
 اس کی زندگی میں خرید لیا ہے یا اس امر کے گواہ دیے کہ اس کے باپ سے فلان شخص نے خرید لیا ہے اور میں نے  
 فلان شخص سے خرید لیا ہے تو گواہی مقبول نہ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور متقی میں ہے کہ اگر کسی مدعا علیہ نے کپڑے کے  
 دعویٰ سے دس درم دیکر صلح کر لی پھر گواہ لایا کہ مدعی نے اقرار کیا ہے کہ میرا اس کپڑا میں کچھ حق نہیں ہے پس اگر  
 گواہوں نے صلح سے پہلے اس کے اس اقرار کی گواہی دی تو گواہی باطل اور صلح جائز ہے اور اگر مدعا علیہ کے  
 گواہوں نے بعد صلح کے اسکا یہ اقرار بیان کیا کہ میرا کپڑا میں کچھ حق نہ تھا تو صلح باطل ہوگی پس اگر قاضی کو یہ بات  
 معلوم ہو کہ اس شخص نے میرے پاس قرار کیا تھا صلح سے پہلے کہ یہ کپڑا میرا نہیں ہے تو صلح باطل ہے اور قاضی کا علم اس  
 مقام پر بننے صلح کے بعد اس کے اقرار کرنے کے ہے بشرطیکہ دعویٰ ملک واحد سے ہو اگر خلا قاضی کے پاس اقرار کیا کہ یہ کپڑا  
 میرا نہیں تھا اور نہ میں نے اپنے باپ سے میراث پایا پھر بعد اسکے آیا اور اپنے باپ سے میراث پانے کا اقرار کیا اور  
 دعویٰ سوائے وراثت کے کس طرح ملک کا کیا تو قاضی اس اقرار کی وجہ سے صلح باطل نہ کرے یہ خلاصہ میں ہے۔  
 ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ ہرگز تیرے بھیس ہزار درم نہ تھے اور تو نے بھیس

لے ارا میں جو زمین پر اسکا اطلاق ہوتا ہے۔

ہزار درم کا دعویٰ کیا تھا پس میں نے تجھے کل کے روز دیدے پس مدعی نے کہا کہ تجھ پر میرے ہزار درم ہیں اور میں نے کچھ وصول نہیں کیا پس اُس کے دعوے سے پانچ سو درم پر صلح کر لی پھر مدعا علیہ نے اس کے بعد گواہ قائم کیے اُنھوں نے گواہی دی کہ ہم نے دیکھا کہ مدعا علیہ نے کل کے روز مدعی کو ہزار درم دیے تو گواہی پر التفات نہ کیا جائیگا کیونکہ صلح جو واقع ہوئی وہ قسم کا خدیہ ہے اور اگر مدعا علیہ نے مدعی سے دقت دعویٰ کے کہا کہ تو نے سچ کہا کہ تیرے ہزار درم مجھ پر تھے لیکن میں نے تجھے کل کے روز ادا کر دیے پس مدعی نے کہا کہ تو نے کچھ نہیں ادا کیا ہے پس مدعا علیہ نے ہزار درم اسکو دیدے یا ہزار سے پانچ سو درم پر صلح کر لی پھر مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ اُنھوں نے گواہی دی کہ اس نے ہزار درم کل اسکو دیے ہیں تو گواہی جائز ہے اور صلح باطل ہو گئی اور مدعی نے جو دوبارہ لیا ہے وہ واپس دیوے کیونکہ اس صورت میں جب صلح سے پہلے ادا کرنے کا دعوے کیا تو قسم مدعی پر آوے گی اور صلح مدعی کی طرف سے قسم کا خدیہ نہ تھی یہ فتاویٰ قاضی خان میں جو ہر مال وصول کرنے کے وکیل نے اگر گواہی سے نکالت ثابت کی در قاضی نے حکم دیا پھر طلبہ نے دعویٰ کیا کہ طالب اس وکیل کے دعویٰ کرنے سے پہلے مر گیا اور یہ وصول نہیں کر سکتا ہے تو یہ دفعیہ صحیح ہے اگر گواہ قائم ہوں تو دعوے مدعی مندرفع ہو گا یہ فصول عادیہ میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ فلان بن فلان کا تیرے پاس اس قدر مال ہے اور وہ نابالغ ہے اور قاضی نے فلان بن فلان کو اس لڑکے کا وصی مقرر کیا اور وہ لڑکا اسی قاضی کی ولایت میں ہے پھر اُس وصی نے مجھے تجھ سے نابالغ کا مال وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا ہے اور وہ مال اس قدر ہے اور قاضی نے مدعی کے وکیل ہونے کا بشرائط حکم دیدیا اور مدعی نے مال وصول کر لیا پھر اس کے بعد مدعا علیہ نے ایک روز اسی وکیل پر دعویٰ کیا کہ وہ لڑکا اب بالغ ہو گیا اور اُس نے مجھے وکیل کیا ہے کہ میں تجھ سے وہ مال وصول کروں جو تو نے وصول کیا ہے پس اُس وکیل نے کہا کہ میں نے وہ مال وصی کے پاس بھیج دیا بعض نے فرمایا کہ اُس کی تصدیق نہ کی جاوے گی یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص کے قبضہ سے ایک دوکان گواہوں سے استحقاق ثابت کر کے لی گئی اور مشتری نے اپنے بارے سے گواہ پیش کر کے اپنے دام سے لے لیا پھر بائع نے اُس کے اور مستحق کے سامنے گواہ پیش کیے کہ مستحق نے اقرار کیا کہ یہ دوکان بائع کے باپ کی ہے وہ مر گیا ہے اور بائع کے واسطے میراث چھوڑی کہ اس کے سوا اُسکا کوئی وارث نہیں ہوا اور اُس کے باپ نے اپنی زندگی وصحت میں کہا کہ یہ تمام دوکان بسبب صحیح میری ملک ہے اور مستحق نے اقرار کیا کہ میرے قبضہ میں اجارہ کی وجہ سے کچھ میری ملک اس میں نہیں ہے اور میں نے تیرے اقرار کی تصدیق کی تھی پھر میں نے اس مشتری کے ہاتھ اُس کو فروخت کر دیا اور حکم قاضی مستحق کے واسطے باطل واقع ہوا ہے تو یہ دفعیہ صحیح ہے اور اگر بائع نے یہ نہ کہا بلکہ یوں کہا کہ مدعی نے دوکان پر دعویٰ کرنے سے پہلے کہا تھا کہ یہ دوکان جو فلان کے قبضہ میں ہے فلان بن فلان کی ملک ہے اور اب تو دوکان پر اپنی ملک کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ تناقض ہے تو یہ دفعیہ صحیح ہے کذا فی الذخیرۃ یا لک نے مشتری سے دام طلب کیے اُس نے کہا کہ تیرا دعویٰ جھوٹا ہے کیونکہ تو نے آزاد کو فروخت کیا ہے کیونکہ تو نے قسم کھائی تھی کہ جب میں کوئی غلام خریدوں تو وہ آزاد ہے پھر تو نے قسم کے بعد یہ غلام خرید لیا وہ آزاد ہے حالانکہ تو نے میرے

ہاتھ فروخت کیا پس اگر گواہوں سے یہ ثابت ہو تو یہ دفعیہ صحیح ہے اسطرح اگر یون کہا کہ تو نے یون قسم کھائی تھی کہ ہر غلام کہ جو میں خریدوں پس وہ آزاد ہے پھر تو نے قسم کے بعد یہ غلام خرید اور وہ آزاد ہو گیا پھر تو نے میرے ہاتھ فروخت کیا اسطرح اگر کہا کہ تو نے اس غلام کو میرے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے آزاد کر دیا ہے تو بھی دفعیہ صحیح ہے اور پھلی صورت زیادات میں بلا ذکر خلاف بیان کیا ہے اور دوسرے مقام پر امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ و امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا کہ بائع پر مشتری کی یہ گواہی مقبول نہوگی یہاں تک کہ بائع سے اثبات واپس نہیں لے سکتا ہے لیکن غلام مشتری کے اس اقرار کی وجہ سے اسکی طرف سے آزاد ہو جائیگا یہ محیط میں لکھا ہے۔

**ساقوان باب۔** ان صورتوں کے بیان میں جو مدعا علیہ کی طرف سے جواب شمار ہوتی ہیں اور جو نہیں ہوتی ہیں ایک شخص نے دعوے کیا کہ یہ زمین میری ملک ہے پس مدعا علیہ نے جواب دیا کہ تامل کنم و نگاہ کنم تو یہ جواب نہیں ہے قاضی اسکو جواب دہی پر مجبور کرے گا کذا فی المحيط۔ اور اگر کہا کہ یہ بنیم یا کہا کہ مرا علم نیست یا کہا کہ نہیں جانتا ہوں کہ میری ملک ہے یا نہیں یا نہ انم دین مدعی بہ حق من است تراد روی حق نیست یہ سب جواب نہیں ہیں کذا فی الخلاصہ اور اگر کہا کہ نہیں جانتا ہوں کہ یہ چیز ملک اس مدعی کی ہے تو یہ جواب نہیں ہے قاضی اسکو جواب دہی پر مجبور کرے گا اگر اس نے جواب نہ دیا تو اسکو منکر قرار دے گا اور اسپر گواہی کی سماعت کرے گا کذا فی المحيط اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ این محدود مراتب سیر دنی نیست یا کہا تو تسلیم کر دینی نیست پس بعض مشائخ کے نزدیک یہ جواب اور یہی اصح ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ ایک زمین جو دو شخصوں کے قبضہ میں ہے اسکا دعویٰ کیا پس دونوں نے کہا ارد ویرازسہ تیرازین ضہ رع ملک است و در دست است و یک تیر ملک فلان غائب است و در دست ما امانت است پس یہ جواب تام ہے لیکن غائب کے حصہ کی خصوصیت اس سے دفع نہوگی جب تک کہ دلیلت پر گواہی قائم نہ کرین جسکا معلوم ہوا یہ محیط میں ہے۔ عقار کے دعوے میں ہے اگر کہا کہ یہ محدود میری ملک ہے اور یہ نہ کہا کہ مدعا علیہ کے قبضہ میں ناحق ہے تو مدعا علیہ کو جواب دینا لازم نہیں ہے اور اگر کہا کہ میری ملک ہے اور مدعا علیہ کے قبضہ میں مدعی کی ملک اسی کے واسطے ہے پس مدعا علیہ نے جواب دیا کہ این محدود ملک تو نیست پس اس کی دو صورتیں ہیں یا یون کہا کہ در دست من است ملک تو نیست تو یہ جواب ہے اور اگر یہ نہ کہا کہ در دست من است تو بعض نے کہا کہ یہ جواب ہے اور یہی اشبہ بالفقہ ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص کے مقبوضہ دار پر دعویٰ کیا کہ میری ملک ہے مجھ سے اس قابض نے غضب کر لیا ہے پس قابض نے کہا کہ چلگی این خانہ در دست من است بسبب شرعی و مرا باین مدعی پھر دینی نیست تو یہ جواب اسکا غصہ کے حق میں پورا ہے اور حق ملک میں پورا نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک منزل پر جو ایک شخص کے قبضہ میں ہے دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ عرصہ ملک من است تو یہ جواب نہوگا جب تک یہ نہ کہے کہ این عرصہ من است اسطرح اگر گواہوں نے کہا کہ عرصہ اسکی ملک ہے تو یہ کافی نہیں ہو جب تک یون نہ کہیں کہ یہ عرصہ اسکی ملک ہے یہ ذخیرہ گوری میں ہے۔ ایک شخص نے ایک دار پر جو ایک شخص کے قبضہ میں ہے دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ یہ میرا دار ہے پھر کہا کہ یہ وقف ہے تو یہ جواب تام ہے مدعا علیہ کی گواہی مقبول نہوگی اسطرح اگر ابتدا میں کہا کہ یہ دار وقف ہے اور میرے قبضہ میں ولی کے طور پر ہے تو بھی جواب پورا ہے۔

لے زمین دار رضی کرے کہ ہے۔

یہ محیط میں ہو۔ قرض کے دعویٰ میں اگر مدعا علیہ نے کہا کہ مرا جو چیز بی دادنی نیست لایں بعض مشائخ کے نزدیک یہ جواب ہے اور ایسی اشیاء بالفقہ ہے اور اگر قرض کے دعویٰ میں جواب دیا کہ (مر عالم نیست مرا خبریت) یہ جواب نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر بیع یا کسی ایسے سبب سے قرضہ کا دعویٰ کیا اور جواب میں مدعا علیہ نے کہا کہ مرا این مبلغ بدین سبب دادنی نیست تو بعض نے کہا کہ یہ جواب نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ یہ اصل قرض کا انکار ہے پس وہ اصل قرض کے یا ب میں خصم قرار پاویگا یہ محیط میں ہو۔ اگر بٹالہ امال کے حادث نے مضارب علی پر قاضی کے پاس دعویٰ کیا پس مضارب نے جواب دیا کہ مرا بدین دعویٰ کہ دے سکتا ہوں وہی وہی مکان و وسیع چیز دادنی نیست تو یہ جواب کافی ہے اور قاضی کو اسپر بیان کے واسطے جبر کرینکا اختیار نہیں ہو پس اگر وارثوں نے گواہ قائم کیے کہ ہمارے مورث نے اسکو اسقدر مال مضاربت دیا ہے اور اسنے قبضہ کیا ہے تو اسپر کچھ لازم نہوگا اسبطرح ہر بین کا حال ہونشل مستودع و مستعیر و مستاجر و ذکیل و مستفیع کے ولیکن اسوقت ایسا نہوگا کہ جب ایسی چیز کا دعویٰ کرے کہ اثن پر اسکی ضمان واجب ہوگئی ہو یہ لفظ میں ہو۔ ایک شخص نے ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا اس نے کہا کہ من زن این مدعی نیم پس اگر عورت نے اس مدعی کی طرف اشارہ کیا تو جواب ہے ورنہ نہیں اور بعض نے کہا کہ جواب ہے یہ دبیرہ کردی میں ہو۔ ایک شخص نے دس دینار اپنی بیٹی کے نزع ل کا دعویٰ کیا پس شوہر نے کہا انچہ بودہ دادم تو یہ جواب نہیں ہے کیونکہ مدعی نے مقدار معین کا دعویٰ کیا ہے لیکن قاضی کو شوہر سے کہنا چاہیے کہ جسقدر تو نے ادا کیا ہے اسکے گواہ لاپس جب گواہ لایوگا تو مقدار بیان کرنے کی ضرورت ہوگی تاکہ گواہی صحیح ہو اسبطرح اگر بیع کے دام کا دعویٰ کیا پس مشتری نے کہا انچہ بودہ است دادم تو اسکا بھی یہی حکم ہے کذا فی الفصول العادیہ۔

۱۴۔ **ظہران** یا **پ** آن امور کے بیان میں جسے دعویٰ میں تناقض پیدا ہوتا ہے اور جسے نہیں ہوتا ہے۔ اگر حاکم کے نزدیک مدعی کی طرف سے دو قول متعارض تناقض ثابت ہوے تو دعویٰ کی سماعت منسوخ ہو گئی یہ عبط مندرجہ میں ہے تناقض کی وجہ سے جس طرح اپنے واسطے دعویٰ صحیح نہیں رہتا اسی طرح غیر کے واسطے بھی صحیح نہیں ہوتا ہے مثلاً اگر کسی نے کوئی مال معین زید کے واسطے ہونیکا اقرار کر دیا پھر جس طرح اپنی ملک ہونیکا دعویٰ نہیں کر سکتا اسی طرح عمر کے واسطے وکالت وغیرہ کے وسیلہ سے دعویٰ نہیں کر سکتا ہے اور یہ اُس وقت ہے کہ اس شخص سے کوئی ایسا قول پایا جاوے جس سے زید کی ملکیت اُس شے پر ثابت ہوتی ہو اور اگر اُس نے زید کو تمام دعویوں سے بری کیا پھر عمر کے وکالت باوصایت کی وجہ سے دعویٰ کیا تو سماعت ہوگی یہ خزانہ المفتیین میں ہے۔ ایک شخص کے مقبوضہ مال معین پر اپنی ملک کا دعویٰ کیا پھر اسکے بعد دعویٰ کیا کہ یہ فلاں شخص کا ہے اُس نے مجھے اس مال کی خصوصیت کے واسطے وکیل کیا ہے اور اس پر گواہ قائم کیے تو مقبول ہوں گے اور تناقض نہیں ہو اور اگر پہلے دعویٰ کیا کہ یہ چیز فلاں شخص کی ملک ہے اُس نے مجھے اسکی خصوصیت کے واسطے وکیل کیا ہے پھر دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے اور اس کے گواہ قائم کیے تو تناقض ہوگا اور گواہی مقبول نہوگی لیکن اگر توفیق دے اور کہے کہ یہ پہلے فلاں شخص کی تھی کہ اُس نے مجھے وکیل خصوصیت کیا پھر نے اُس سے خبر لی اور اس امر کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہوں گے ظہیر یہ ہے۔ دعویٰ کیا کہ یہ شے فلاں شخص کی ملک ہے اُس نے مجھے خصوصیت کے واسطے وکیل کیا ہے پھر دعویٰ کیا کہ یہ دوسری فلاں شخص کی ہے اُس نے مجھے وکیل خصوصیت مقرر کیا ہے تو دعویٰ مقبول نہوگا لیکن توفیق دے

اور کہ یہ فلاں شخص کی پہلے تھی اُس نے مجھے وکیل خصوصیت کا کیا تھا پھر اُس نے دوسرے کے ہاتھ بیچی اُس نے بھی مجھے اسی واسطے وکیل کیا اور تدارک اس طرح ممکن ہو کہ مجلس سے غائب ہوا پھر ایک مدت کے بعد آیا اور اس میں برہان پیش کی چنانچہ جھیسری نے اسکو صریح صاف بیان کیا ہے کہ فی الجائزہ کذا فی الواقع لکھوری اور دین اس باب میں مثل مال عین کے ہے کذا فی النظر یہ وکیل خصوصیت نے اگر غیر مجلس قضاء میں اپنے موکل کی طرف سے یہ اقرار کر دیا کہ اُس نے قرض وصول کر لیا اور اُسکا کچھ حق اس شخص پر نہیں ہو پھر اسی شخص پر اپنے موکل کے قرض کا دعویٰ کیا تو مقبول نہوگا یہ محیط سرخی میں ہے۔ اگر دوسری نے نابالغ کے بالغ ہونے پر مال اس کے سپرد کر دیا پس اس بالغ نے اپنے اوپر گواہ کر دیے کہ میں نے جو کچھ اس شخص کے قبضہ میں میرے والد کا ترکہ تھا سب وصول کر لیا اور اُس کے قبضہ میں ترکہ والد سے کچھ خلیل و کنیر باقی نہیں رہا بلکہ میں نے اسکو وصول کر لیا پھر اس کے بعد دعویٰ کیا کہ یہ چیز جو اس کے قبضہ میں ہو میرے والد کا ترکہ ہے اور اس پر گواہ قائم کیے تو مقبول ہوں گے اور اگر دوسری نے اقرار کیا کہ میں نے سب کچھ جو لوگوں پر تھا وصول کر لیا پھر ایک شخص پر سب کے قرض کا دعویٰ کیا تو سماعت ہوگی ایسے ہی اگر اس طرح وارث نے اقرار کیا پھر میت کا قرض کسی برہمن کا دعویٰ کیا تو سماعت ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کہا کہ یہ غلام فلاں شخص کا ہے پھر دعویٰ کیا کہ میں نے اُس سے ہزار درم میں خرید لیا اور تاریخ دیان کی تو سماعت ہوگی اور اگر لون ملا کہ یہ غلام فلاں کا ہے کل کے روزین نے اُس سے خرید لیا ہے اور گواہ قائم کئے تو استعانت مقبول ہوں گے اور اگر جد اکر کے کہا کہ یہ غلام فلاں شخص کا ہے پھر چپ ہو رہا پھر کہا کہ کل کے روزین نے اُس سے خرید لیا ہے تو سماعت ہوگی یہ محیط سرخی میں ہے ایک شخص نے اقرار کیا کہ یہ فلاں شخص کا غلام ہو پھر اس قدر توقف کیا کہ اُس سے خرید لینا ممکن ہے پھر گواہ قائم کیے کہ میں نے اُس سے خرید لیا ہے اور گواہوں نے تاریخ نہ بیان کی تو گواہی مقبول ہوگی اسی طرح اگر اقرار کیا کہ یہ فلاں شخص کا غلام ہو میرا اس میں کچھ حق نہیں ہو پھر کچھ توقف کیا پھر دعویٰ کیا کہ میں نے اُس سے خرید لیا ہے اور گواہ قائم کیے اگر گواہوں نے وقت بیان کیا کہ اس نے اقرار سے بعد خرید لیا تو گواہی قبول ہوگی ورنہ نہیں سید طرح اگر اقرار کیا کہ یہ غلام فلاں شخص کا تھا میرا اس میں حق نہیں پھر گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے اُس سے خرید لیا ہے پس اگر گواہوں نے وقت مقرر کیا کہ بعد اقرار کے خرید لیا ہے تو جائز ہے ورنہ نہیں جائز ہے یہ فیصول عمادیہ میں ہے۔ امام محمد سے روایت ہے کہ ایک کپڑا دوسرے کے قبضہ میں ہے اُس نے اقرار کیا کہ فلاں شخص کا ہو پھر سکوت کے بعد کہا کہ میں نے اسکو اُس کے ہاتھ سودینار کو فروخت کیا ہے اور اُس شخص نے کہا کہ یہ میرا ہے بیوی بیٹے کے تو گواہی مقبول ہوگی اور اسکا اقرار گواہوں کا اکتساب نہیں ہوگا اور اگر قرض غلام ملا کہ یہ غلام فلاں شخص کا ہے میں نے اُس کے ہاتھ سودینار کو فروخت کیا ہے تو اسکا قول مقبول ہوگا اور اُس کے قبضہ میں نہیں نکل سکتا مگر اس طرح جس طرح اس نے بیان کیا ہو یہ محیط میں ہے۔ اور امام محمد سے روایت ہے کہ ایک گھرا ایک شخص کے قبضہ میں ہے اسکی نسبت ایک دوسرے شخص نے اقرار کیا اور ملا کہ یہ گھرا کسی کا ہو جس کے قبضہ میں ہے میں نے اُس کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کر دیا ہے اور قابض نے خریدنے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ گھرا دن خریدنے کے میری ملک ہے پس مقرر نے اپنے ملک ہونے کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہوں گے اور اگر اُس نے کلام ملا کہ نہیں کہا تو اُس کے گواہ ملکیت پر مقبول نہوں گے یہ محیط سرخی میں ہے۔ ایک شخص نے قاضی کے پاس اقرار کیا کہ یہ غلام یا گھرا فلاں شخص کا ہو ایک ایسے شخص کو بتلایا جو سوائے قابض کے ہے پھر گواہ قائم کیے کہ یہ میرا ہے میں نے اسکو قابض سے قبل قرار کے خرید لیا ہے تو گواہ مقبول نہوں گے یہ فتاویٰ

لے اکتساب جھیل اور تاریخ دیان ۱۲۰۰

قاضی خان میں سے اگر کہا کہ یہ غلام فلاں شخص کا ہے میرا اس میں کچھ حق نہیں ہو یا اسکا چلا آتا ہے میرا اس میں حق نہیں ہے پھر  
کچھ مدت بعد اس سے خرید لینے کے گواہ قائم کیے تو مقبول نہ ہون گے لیکن اگر گواہوں نے بیان کیا کہ بعد اقرار کے خریداری تو مقبول  
ہونگے یہ جھوٹا سرخی میں سے ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ یہ تیرا غلام ہے اور قمر نے کہا کہ میرا نہیں ہو پھر کہا کہ یہ میرا ہو تو اصل  
میں نہ کہ رستم کہ اسکا نہیں ہو اور اگر گواہ پیش کیے تو مقبول نہ ہون گے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میں اپنا حق  
نہیں جانتا ہوں مگر کجحت پھر حق کا دعویٰ کیا یا حجت لایا تو مقبول نہ ہوگی یہ محیط سرخی میں ہو۔ اگر قابض نے کہا کہ یہ میری نہیں ہے  
یا میری ملک نہیں ہے یا اس میں میرا حق ہو یا میرا اس میں حق نہیں یا میری نہ تھی یا نقل اسکے کہا اور اس وقت میں اسکا کوئی جھگڑا کرنا  
نہیں ہو پھر ایک شخص نے اس چیز پر دعویٰ کیا پس قابض نے کہا کہ یہ میری ہو تو صحیح ہو اور اسی کا قول لیا جائیگا اور اگر قابض کے  
یہ الفاظ کہتے وقت کوئی تنازع تھا تو روایت جامع کے موافق یہ الفاظ کہنا متنازع کی ملکیت کا اقرار ہو اور روایت اصل کے موافق  
متنازع کی ملک کا اقرار نہیں ہو لیکن قاضی اس سے دریافت کریگا کہ کیا یہ دعویٰ کی ملکیت پس اگر اقرار کیا تو سب ذکر دینے کا حکم  
دیگا اور اگر انکار کیا تو دعویٰ کو گواہ قائم کرے گا حکم کرے گا۔ اور اگر اسو اسے قابض کے کسی شخص نے ایسا اقرار کیا تو شیخ الاسلام نے  
شرح الجامع میں ذکر کیا کہ یہ قول اسکا کہ یہ میری ملک نہیں ہو یا میری ملک کبھی نہ تھی آئندہ اسکو دعویٰ کرنے سے مانع ہو کر نہ  
تقاضی لازم آتا ہو اور یہ کہتا کہ قابض کو اسو اسطے دعویٰ ملک کا مانع نہ ہو کہ اسکا قبضہ موجود تھا شرح جامع میں یوں مذکور ہو کہ ایک  
شخص کے قبضہ دار پر دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے دعویٰ کے اسل قرار کے گواہ قائم کیے کہ یہ دار میری ملک نہیں ہو یا میرا نہ تھا تو  
دعویٰ کی گواہی دفع ہو جائیگی یہ حصول عادیہ میں ہو شوہر نے کہا کہ یہ لڑکا میرا نہیں ہو اسکی نفی کی پھر قاضی نے دونوں سے  
لعان کرایا اور نسب لڑکے کا ملائے سے قطع ہو گیا پھر کہا کہ یہ میرا ہے یا تو اس کی تصدیق کی جائیگی یہ محیط سرخی میں ہو جامع میں ہو  
کہ دارت نے اقرار کیا کہ یہ شے معین میرے مورث کی ملک نہ تھی بلکہ اس کے پاس فلاں شخص کی ودیعت تھی پھر مدعا لایا کہ یہ میرے مورث  
کی ہو اسکے مرنے کے بعد باز نہ گئی میں اس مدعا علیہ نے لے لی ہو تو دارت کو دلائی جائیگی بشرطیکہ وہ اذین ہو نہایت کہ ودیعت  
رکھنے والا آوے ورنہ کسی عادل کے قبضہ میں دے دیجائیگی اور یہ حکم اس وقت سے کہ کسی معلوم کی ملک ہو یا اقرار کیا ہو اور اگر  
یوں کہا کہ یہ شے میرے مورث کی نہیں ہو پھر اپنے مورث کی ملکیت ہونے کا اقرار کیا تو درنگی کے بعد مورث کو دیجائیگی جبکہ اسکا کوئی  
مطالبہ کرنا نہ پیدا ہو یہ وجہ کر دی میں ہو بہرام محمد نے امام محمد سے روایت کی کہ ایک شخص نے کہا کہ صوبہ رستم میں کسی دار یا زمین  
میں میرا کچھ حق نہیں ہو پھر رستم کے کسی پھر جو ایک شخص کے قبضہ میں ہے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے تو امام محمد نے فرمایا کہ گواہ مقبول ہو  
اور اگر یوں کہا کہ رستم کے فلاں گاؤں میں فلاں شخص کے قبضہ میں میرا کوئی دار یا زمین نہیں ہو اور نہ میرا حق اور نہ دعویٰ ہو پھر گواہ  
قائم کیے کہ یہ چیز اسی گاؤں میں اسی شخص کے قبضہ میں میری ہو تو گواہ مقبول نہ ہون گے لیکن اس وقت مقبول ہون گے کہ گواہ یہ  
گواہی دین کے اس شخص نے اپنے اقرار کے بعد اس سے یہ چیز لے لی ہو یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر یوں کہا کہ میرا فلاں شخص کے  
قبضہ میں نہ کوئی پھر جو نہ حق ہے نہ بیت ہے اور کسی گاؤں یا قصہ کی طرف نسبت نہ کیا پھر دعویٰ کیا کہ میرا اسی شخص کی طرف رستم کے  
فلاں گاؤں میں حق ہو تو گواہی مقبول نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو تو اور بہرام محمد نے امام محمد سے روایت ہے کہ ایک شخص  
نے کہا کہ میرا اس دار میں نہ حق ہو نہ خصوصیت نہ مطالبہ ہے پھر آیا اور بیان کیا کہ میں فلاں شخص کی طرف اس دار کے دعویٰ کا

۱۲۰۰ھ میں قاضی خان نے فرمایا کہ اس شخص کو اس دار میں نہ حق ہو نہ خصوصیت نہ مطالبہ ہے پھر آیا اور بیان کیا کہ میں فلاں شخص کی طرف اس دار کے دعویٰ کا



وکیل ہوں تو مقبول ہو گا یہ محیط میں سے ایک شخص پر دوسرے نے دعویٰ کیا کہ اس گھر میں میرا حق شرکت ہے کیونکہ یہ باپ کی وراثت  
 ہو گئی ہے مدعا علیہ نے انکار کیا اور کہا کہ میرے باپ کا اس میں کچھ حق نہ تھا پھر خود دعویٰ کیا کہ میں نے اس کو اپنے باپ سے خرید لیا ہے  
 یا اپنے میرے ملک ہونیکا اقرار کیا ہو تو دعویٰ صحیح اور گواہی سموع ہو گی کیونکہ وہ کہہ سکتا ہو کہ میں میرے خرید لینے کے میرے باپ کا  
 اس میں کچھ حق نہ تھا اور اگر یوں کہا تھا کہ میرے باپ کا کبھی نہ تھا تو پھر باپ سے خرید لینا دعویٰ سموع نہ ہو گا کیونکہ اس میں تناقض  
 ہو اور اپنے اس کے لیے اقرار کیا تو یہ دعویٰ سموع ہو گا کہ اس میں تناقض نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہوا کہ تے دوسرے پر  
 دعویٰ کیا کہ اس کے قبضہ میں اس قدر مال شرکت ہے پھر مدعا علیہ نے شرکت سے انکار کیا پھر مدعا علیہ نے یہ مال مدعی کو دینے  
 کا دعویٰ کیا پس اگر بالکل شرکت سے انکار کیا تھا کہ ہمارے اس کے شرکت بالکل نہ تھی اور زمین نے کچھ مال اس کو دیا ہو تو پھر مال  
 دیدینے کا دعویٰ اس سبب تناقض کے سموع نہ ہو گا اور اگر فی الحال شرکت ال سے انکار کیا کہ ہمارے تیرے شرکت نہیں اور نہ میرے  
 پاس تیرا مال شرکت موجود ہو تو پھر مال دیدینے کا دعویٰ سموع ہو گا کیونکہ یہاں تناقض نہیں ہے یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک شخص پر  
 دوسرے نے دعویٰ کیا کہ میں تیرا بھائی ہوں اور اس پر نفقہ کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے کہا کہ یہ میرا بھائی نہیں ہو پھر مدعی مر گیا  
 اور مدعا علیہ نے میراث کا دعویٰ کیا اور کہا کہ وہ میرا بھائی تھا تو یہ مقبول نہ ہو گا اور اگر بجائے بھائی کے دعویٰ کے بیٹے  
 ہونیکا دعویٰ ہو یا باپ ہونیکا دعویٰ ہو تو مقبول ہو گا اور میراث کا حکم دیا جائیگا یہ فتاویٰ صغریٰ میں ہو۔ اگر مدعی نے کہا کہ  
 میں نے قابض کے باپ سے یہ دار خرید لیا تھا اور قابض نے کہا کہ میرے باپ کا اس میں کچھ حق نہ تھا پھر جب مدعی نے  
 میت سے یہ دار خریدنے کے در حالیکہ میت مالک تھا گواہ سنائے تو قابض نے اپنے باپ سے یہ دار خریدنے کے گواہ سنائے  
 تو اس کے گواہ مقبول ہوں گے اور اگر قابض نے یوں کہا تھا کہ میرے باپ کا کبھی نہ تھا یا کبھی اس میں اس کا حق نہ تھا  
 اور پھر مدعی کے گواہ پیش کرنے پر موافق نہ ہو کر اسے اسے بھی خریدنے کے گواہ پیش کیے تو اسکے گواہ مقبول نہ ہوں گے اور اگر  
 اسکے گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اسکے باپ اسکے ملک ہونیکا اپنی زندگی میں اقرار کیا ہو تو مقبول ہوں گے یہ فتاویٰ  
 قاضی خان میں ہو ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعویٰ کیا اس نے کہا کہ تیرا ہرگز مجھے کچھ نہ تھا پھر مدعا علیہ نے  
 گواہ دیے کہ میں نے اس کو ادا کر دیا تو مقبول ہوں گے اور اگر کہا کہ میرے تیرے درمیان کسی شے میں کچھ معاملہ نہ تھا تو ادا کر دینے  
 کے گواہ مقبول نہ ہوں گے۔ اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر کہا کہ میرے تیرے درمیان کوئی معاملہ نہیں پڑا لیکن میرے ان  
 گواہوں نے مجھے خبر دی کہ اس نے تجھے حق کا دعویٰ کیا پھر کہا کہ گواہ رہو کہ میں نے اس کو بری کیا اور میرے اسکے درمیان  
 معاملہ نہیں پڑا تو مقبول ہوں گے یہ محیط سترہویں میں ہو۔ اگر مدعا علیہ نے ادا کیا کہ اس کا پھر ہرگز کبھی نہ تھا اور میں اس کو نہیں  
 پہچانتا ہوں پھر جب مدعی نے گواہ مال قائم کیے تو اس نے ادا سے مال کے گواہ دیے تو موافق ظاہر الروایت کے مقبول  
 نہ ہوں گے کہ ان فی فتاویٰ قاضی خان۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اسے میرے ہاتھ یہ بانوی ہزار درم کو بھیجی  
 اور قابض نے کہا کہ میں نے ہرگز نہیں بھیجی پھر مدعی نے گواہ خرید قائم کر کے ڈگری کرانی پھر اس کی ایک انگلی زائر باکر بائو کہ پھر  
 چاہی پس اس نے کہا کہ میں نے ہر ایک بریت کرنی ہے تو اس مرتبہ اس کی گواہی مقبول نہ ہو گی یہ فتاویٰ عمادیہ میں ہے۔ اگر  
 ایک عورت نے کسی شخص پر نکاح کا دعویٰ کیا پس مرد نے کہا کہ میرے تیرے درمیان نکاح نہیں ہے پھر جب عورت نے نکاح

لے یعنی قول اول قول ثانی سے اڑتا باطل ہو تا سیم ۳۰ کے مجموعہ رسائل میں سب کی نسبت غیر جانبدار ہوں۔ فتاویٰ ہندیہ جلد ششم ۱۲۰ ۱۱۰ ۱۰۰ ۹۰ ۸۰ ۷۰ ۶۰ ۵۰ ۴۰ ۳۰ ۲۰ ۱۰

کے گواہ دیے تو مرد نے طلع کرالینے کے گواہ دیے تو مرد کے گواہ مقبول ہوں گے اور اگر مرد نے اپنے انکار میں یوں کہا کہ ہمارے درمیان کبھی نکاح نہ تھا یا کہا کہ میں نے اس سے ہرگز کبھی نکاح نہیں کیا پھر جب عورت نے نکاح کے گواہ دیے تو اس نے طلع کرالینے کے گواہ دیے تو مولانا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شل بیع کے اسکا حکم ہونا چاہیے چنانچہ بیع میں ایسے انکار کے بعد برات عیب کے گواہ نامقبول تھے اسی طرح طلع بھی ہمارے نزدیک طلاق ہے اور طلاق چاہتا ہے کہ سابق میں نکاح ہو پس بعد انکار اصل نکاح کے طلع کا دعویٰ کرنا تناقض ہے جسے ہر مسموع نہ ہو گا کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ ایک عورت نے مرد پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھ سے نکاح کیا ہے اور مرد نے انکار کیا پھر مرد نے اس سے نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہ دیے تو قبول ہونگے یہ محیط خسر میں ہو۔ اگر عورت نے طلع کے بعد میں طلاق دیدینے کے گواہ سنائے تو اسکو بدل طلع پھر لینے کا اختیار ہو گا اگرچہ دعویٰ میں تناقض ہے اسی طرح اگر مرد نے اپنی جور کے بھائی سے اسکی میراث تقسیم کر لی اور بھائی نے اقرار کیا کہ یہ شخص اس عورت کا وارث ہے پھر بھائی نے گواہ دیے کہ اسے عورت کو تین طلاق دیدی تھیں تو مقبول ہوں گے اور جو کچھ مرد نے لیا ہو وہ عورت کا بھائی واپس لے گا۔ اسی طرح اگر باندی مکاتبہ نے بدل کتابت دیدیا پھر گواہ دیے کہ مالک نے کتابت کے پہلے اسکو آزاد کر دیا تھا تو مقبول ہوں گے اور یہی حکم غلام مکاتبہ کا ہو۔ اسی طرح عورت نے اگر دارخان شوہر سے میراث تقسیم کر لی اور وہ سب بالغ بن اٹھوں نے اقرار کیا ہے کہ یہ عورت میت کی زوجہ ہے پھر انھوں نے گواہ پائے کہ مرد نے اپنی صحت زندگی میں اسکو تین طلاق دی تھیں تو وہ لوگ عورت سے تمام حصہ میراث جو اس نے لیا ہے واپس لینگے یہ فصول عمادیہ میں لکھا ہے چند لوگوں نے اپنے باپ کی میراث میں ایک گھر پایا اور باہم رضامندی سے بانٹ لیا پھر ایک نے انین سے دعویٰ کیا کہ باپ نے اسقدر گھر مجھے صدقہ کر دیا یا میرے نابالغ لڑکے کو صدقہ دیا تھا اور وہ نابالغ مر گیا اور میں اسکا وارث ہوا تو اس کا دعویٰ و گواہی باطل و مرد دوسرے اور اگر اپنے باپ پر قرضہ کا اس طرح دعویٰ کیا تو دعویٰ صحیح و گواہی مقبول ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے اگر دارخون نے گھر تقسیم کر لیا اور عورت اسکی مقررہ اور اسکو آٹھواں حصہ پہنچا پس کے واسطے کچھ زمین جدا کر دی پھر عورت نے دعویٰ کیا کہ شوہر نے اپنی صحت میں مجھے یہ زمین صدقہ دی یا میں نے اپنے ہر کے عوض اس سے خرید لی ہو تو اسکی گواہی نامقبول ہو اسی طرح اگر دارخون نے زمین تقسیم کر لی اور ہر ایک کو کسی قدر زمین ملی اور یہی تمام میراث ان کے باپ کی ہے پھر ایک نے دوسرے کے حصہ میں کسی درخت یا عمارت کا دعویٰ کیا اور زعم کیا کہ میں نے ہی اسکو بنایا یا بویا ہے اور اسکے گواہ دیے تو قبول نہ ہوں گے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر کسی ایک وارث نے اقرار کیا کہ یہ شے میرا ہے اور ہمارے باپ کی میراث ہو پھر دعویٰ کیا کہ اپنے میرے خلان لڑکے کے واسطے اسکی وصیت کر دی ہو اور اسکے گواہ دیے تو بعض نے کہا گواہی نامقبول ہو اور وہ تناقض ہے ہو گا اور یہی اظہر ہے یہ ظہیرہ میں ہو۔ اگر کسی شخص نے اقرار کیا کہ خلان شخص مر گیا اور یہ دار یا زمین میراث چھوڑی بعد اسکے دعویٰ کیا کہ میرے واسطے تھائی مال کی وصیت کی ہو اور گواہی گد رانی تو مقبول ہوگی اور میراث کے اقرار کرنے سے وصیت کے دعویٰ سے باہر ہو گا اسی طرح اگر میت کی طرف کچھ قرض کا دعویٰ کیا تو بھی ہی حکم ہے اسی طرح اگر سب وارثوں نے اقرار کیا کہ یہ موضع ہمارے درمیان ہمارے باپ کی طرف سے میراث بن پھر ایک نے دعویٰ کیا کہ اس میں سے تھائی کی باپ میرے خلان نابالغ بیٹے کے واسطے وصیت کی ہے اور گواہ اسکے دیے تو مقبول ہوں گے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے

لے میں خود اپنے قول اصل کا اپنے قول ثانی سے آڑنے والا اور غلط کرنا ہو گا۔

ایک شخص نے دوسرے سے باجاء طویلہ مرسمہ ایک شے خریدی اور دوسرے کو بالمقطع اجارہ پر دی اور دوسرے  
 متاجر نے قبضہ کا اقرار کیا پھر پہلے متاجر دوسرے متاجر نے باہم اجارہ تانیہ فسخ کر لیا اور پہلے متاجر نے دوسرے سے  
 بالمقطع جیسے اجارہ قرار پایا تھا طلب کیا پس دوسرے متاجر نے کہا کہ یہ محمد دو دوسرے اجارہ سے آج تک پہلے متاجر کے قبضہ  
 میں ہے مجھے مال مقطع واجب نہیں ہے اور گواہ قائم کیے تو صحیح مذہب یہ ہے کہ یہ دعویٰ غیر صحیح اور گواہی غیر مقبول ہوگی کیونکہ  
 تناقض واضح ہوا ہے اور اگر پہلے متاجر نے دوسرے متاجر کے اس محمد دو دوسرے قبضہ کرنے کے گواہ دیے اور دوسرے نے  
 اس امر کے گواہ دیے کہ پوری مدت یہ چیز پہلے متاجر کے قبضہ میں رہے تو پہلے متاجر کے گواہ ادلی ہیں۔ شیخ نجم الدین نسفی سے  
 دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک میت کے ترکہ میں قرض کا دعویٰ کیا اور وارث نے تصدیق کر کے ایفاء قرض کی  
 ضمانت کر لی پھر وارث نے اس کے بعد دعویٰ کیا کہ میت نے اپنی زندگی میں یہ مال داکر دیا ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت  
 کرنا چاہا تو شیخ نے فرمایا کہ دعویٰ صحیح ہے اور گواہی غیر سموع ہے یہ محیطین لکھا ہے۔ امام ظہیر الدین سے دریافت کیا گیا کہ  
 ایک شخص نے اپنی عودت سے حلق کیا اور اسی مجلس میں کہا کہ مرا اندرین خانہ شیخ چیزیت پھر کسی شے کا متاع بیت یا قماش سے  
 دعویٰ کیا تو شیخ نے فرمایا کہ اگر مدعی کہتا ہے کہ وقت اقرار کے یہ چیز اس گھر میں تھی تو دعویٰ کی سماعت نہ ہوگی اور اگر کہتا ہے  
 کہ نہیں تھی تو سماعت ہوگی۔ جامع میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ جو کچھ میرے ہاتھ میں تھیل و شیر و غلام و متاع سے ہو  
 سب فلان شخص کی ہے تو اقرار صحیح ہے پھر اگر مقرر لایا اور کسی غلام کو مقرر کے ہاتھ سے لینا چاہا اور دونوں میں اختلاف ہو مقرر  
 نے کہا کہ اقرار کے وقت میرے ہاتھ میں تھا اور مقرر نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے بعد اقرار کے اس کو خرید لیا ہے تو مقرر کا قول لیا جائیگا  
 والا اس صورت میں کہ مقرر اس کے گواہ لادے کہ اس کے ہاتھ میں اقرار کے وقت تھا اور موافق روایت جامع کے مذکور ہے  
 کہ جو کچھ میری دوکان میں ہے فلان شخص کا ہے پھر بعد چند روز کے دوکان میں کسی شے کا دعویٰ کیا کہ میں نے اس کو بعد اقرار کے  
 دوکان میں رکھ دیا ہے تو تصدیق کی جائیگی اور بعض روایت میں ہو کہ تصدیق نہ کی جائیگی مولانا نے فرمایا کہ یہ روایت جامع  
 کی روایت کے مخالف ہے اور مخالف نے اس دوسری روایت کی تاویل یوں بیان کی ہے کہ یہ اس صورت میں ہے کہ اقرار کے  
 بعد صرف اتنا عرصہ گزرا کہ ایسی چیز اسے عرصہ میں یقیناً دوکان میں نہیں لاکر رکھ سکتا ہے تو اس دعویٰ میں اس کی تصدیق  
 نہ کی جائیگی اور مسئلہ جامع میں ہے کہ اگر مقرر نے اس قدر زمانے میں اپنی ملک پیدا ہو جانے کا دعویٰ کیا کہ اتنی دیر میں ملک  
 پیدا ہو جائے تصور نہیں ہے تو اس کا یہ قول کہ میں بعد اقرار کے مالک ہوا ہوں مقبول نہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے  
 اگر دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ہے اور کچھ نہ کہا تو دعویٰ کی سماعت ہوگی جبکہ اس کا دعویٰ اس مجلس میں نہ ہو مولانا نے فرمایا  
 کہ جامع کبیر میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ فلان شخص کی طرف میرا کچھ حق نہیں ہے یا کہا کہ فلان شخص کے قبضہ میں  
 میرا کچھ حق نہیں ہے پھر اس نے گواہ قائم کیے کہ یہ غلام جو مقرر کے قبضہ میں ہے وہ اس سے مجھ سے غصب کر لیا ہے یا اسے قرض  
 دعویٰ کیا تو گواہی مقبول نہوگی جب تک کہ گواہ یہ گواہی نہ دیں کہ اس نے اقرار کے بعد غصب کیا یا اقرار کے بعد قرض  
 پیدا ہوا ہے اس طرح اگر کسی نے دوسرے کو برات نامہ لکھ دیا کہ میرا کچھ حق تیری طرف کسی عین یا دین یا خرید میں نہیں ہے  
 پھر گواہ قائم کیے کہ میں نے یہ غلام اس شخص سے خریدا ہے یعنی اس شخص کا نام لیا جس کو بری کیا تھا یا سپر ہزار درم قرض کا دعویٰ

نہوگا

کیا تو مقبول نہوں گے مگر حکیمہ اقرار کے بعد کی تاریخ میں ایسا ہونے کا دعویٰ کرے مولا ثانی فرمایا کہ علیٰ ہذا چاہیے کہ شوہر کا دعویٰ بعد اقرار کے سموع نہ ہو مگر حکیمہ یہ دعویٰ کرے کہ یہ متعلق اقرار کے وقت گھر میں موجود نہ تھی، لیکن اگر مطلقاً دعویٰ کرے تو سماعت نہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ جو کچھ میرے ہاتھ میں ہو قلیل و کثیر سب فلاں شخص کا ہے پھر چند روز تو قف کیا پھر فلاں شخص اسکو حاضر لایا تاکہ جو کچھ اسکے ہاتھ میں ہو سب سے پس مدعا علیہ نے ایک غلام پر جو اسکے قبضہ میں ہو اپنی ملک ہونیکا دعویٰ کیا کہ بعد اقرار کے میں اسکا مالک ہوں اور مدعی نے کہا کہ اقرار کے وقت تیرے قبضہ میں تھا تو مدعا علیہ کا قول لیا جائیگا اور غلام اسی کا ہوگا مگر اس صورت میں کہ مدعی گواہ دے کہ یہ غلام اسکے قبضہ میں اقرار کے وقت موجود تھا یہ فیصلہ عادیہ میں ہو۔ ایک شخص نے اقرار کیا کہ فلاں شخص کے بھیس ہزار درم ہیں پھر کہا کہ میں نے قبل اقرار کے اسکو ادا کر دیے ہیں اور اسپر گواہ قائم کیے تو مقبول نہوں گے اور اگر اپنے اقرار کے ساتھ ملا کر اس نے دعویٰ کیا کہ میں نے قبل اقرار کے ادا کر دیے ہیں تو استعائن ادا ہی مقبول ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اگر کہا کہ اسکے بھیس ہزار درم تھے پھر اقرار سے ملا کر یا الگ یہ دعویٰ کیا کہ میں نے قبل اقرار کے ادا کر دیے ہیں اور اسپر گواہ قائم کیے تو مقبول ہوں گے یہ ذخیرہ میں ہو۔ ابن ساعد نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص بدوس ہزار درم کا دعویٰ کیا گیا تھا اس نے انکار کیا پھر مدعی سے حاکم نے دریافت کیا کہ تو نے کچھ اسین سے وصول کیا ہے پس اس نے دس ہزار درم وصول کر لیا اقرار کیا پس حاکم نے مدعا علیہ کو دس ہزار درم سے بری کیا پھر جب دونوں حاکم کے پاس سے نکلے تو مطلوب نے کہا کہ وہاں تو نے مجھ سے یہ درم وصول نہیں کیے ہیں پھر طالب نے اسکے اس کلام کے گواہ لاکر پیش کیے تو امام محمد نے فرمایا کہ طالب کی گواہی قبول کرونگا اور مطلوب پر اسکے ہزار درم کی ڈگری کر دینگا اور اگر طالب نے مال ثابت کرنے کے گواہ قائم کیے تو مقبول نہوں گے اور اگر مطلوب نے کہا کہ میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ تو نے مجھ سے وصول نہیں کیے اور میں گواہ دیتا ہوں کہ تو نے میرے وکیل سے وصول کیے ہیں تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر مطلوب نے اسکے گواہ سنائے کہ ایک شخص اجنبی نے یہ مال مطلوب کی طرف سے بدوس اسکے حکم و کالت کے حسان کر کے تجھے ادا کر دیا ہے تو یہ گواہی مقبول ہوگی اور اگر مطلوب نے کہا کہ اسکو فلاں شخص نے وصول نہیں کیا ہے تو یہ قول مطلوب کی ذات اور وکیل و راجبی سبکو شامل ہو اور پھر اسکے گواہ مقبول نہوں گے کہ اجنبی سے اس نے وصول کیا ہے یہ محیط میں ہو ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے پھر گواہ قائم کرنے کے بعد کہا کہ میں نے اس مال سے اسقدر وصول کر لیا ہے تو منشاخ نے فرمایا کہ اگر اس نے کہا کہ میں نے اس مال سے اسقدر وصول کیا ہے یا فارسی میں کہا کہ چندین یافتہ بدوس تو اسکے گواہوں کی گواہی باطل ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر گواہ قائم کیے کہ میرے فلاں شخص پر چار سو درم ہیں پھر مدعی نے اقرار کیا کہ مدعا علیہ کے بھیس سو درم ہیں تو ابوالقاسم کے نزدیک منکر ہے تین سو درم ساقط ہو جائینگے اور احمد بن عیسیٰ بن نصیر کے نزدیک ساقط نہوں گے اور اسی پر فتویٰ ہے کذا فی الملتقط۔ ایک شخص نے دوسرے پر دس درم فی الحال ادا کرنے کا جو قرض ہو۔ دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ ملا بتو این درم باید دادوں ولیکن ما را تو ہزار درم می باید در حال تو یہ دعویٰ ثانیہ صحیح نہیں ہے جبکہ دونوں مال ایک ہی جنس کے ہوں کذا فی الذخیرہ۔ اگر مدعا علیہ نے جس پر قرض کا دعویٰ ہوا ہے یوں کہا کہ این مبلغ مال کا دعویٰ میکنی بتو رسانیدہ ام پھر کہا کہ فلاں شخص پر میں نے اترا دیے تھے

یعنی کوئی تفصیل اس کے ساتھ بیان کرنا ضروری نہیں کیونکہ اس درجہ کو قوت ہو درجہ اول کا ۱۱۔ ۱۲

اُسے دیکھتے ہیں تو بعض نشان بخنے کہا کہ دوسرا قول مسموع نہ ہوگا اور بعض نے کہا کہ مسموع ہو گا یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص کے مقبولہ  
دار کو چکا یا پھر میرا ہاں لایا کہ میں نے فلاں شخص مالک دار سے اسکو خریدتا ہے تو گواہ نامقبول ہونگے لیکن جبکہ بعد چکانے کے  
خریدنے کا دعویٰ کرے یا جس سے چکا یا ہو اسکو فلاں کی طر سے وکیل بیع ثابت کرے یہ وجہ کروری میں ہو۔ ایک کپڑا خرید آیا  
اسکو چکا یا یا بہ طلب کی بھر دعویٰ کیا کہ قبل خریدنے یا چکانے یا بہ طلب کر نیکی یہ میری ملک تھا یا یہ دعویٰ کیا کہ چکانے کے  
دن یہ کپڑا میرے باپ کی ملک تھا وہ مر گیا اور میرے واسطے میراث چھوڑا ہے یا بہ کہ وہاں سے تو دعویٰ کی سماعت نہ ہوگی  
لیکن اگر چکانے کے وقت تصریح کر کے یوں بیان کرے کہ یہ کپڑا میرے باپ کی ملک ہے اُسے مجھے فروخت کر نیکا وکیل  
کیا کہ یوں میرے ہاتھ فروخت کر دے پھر دونوں میں بیع نہ ہوئی پھر اپنے باپ میراث بانی کا دعویٰ کیا تو دعویٰ مقبول ہوگا  
کیونکہ تناقض نہیں ہے اسطرح اگر دعویٰ کے وقت کہا کہ یہ میرے باپ کا تھا اُس نے بائع کو اسکے بیچ کے واسطے وکیل  
کیا تھا میں نے اس سے خرید لیا پھر میرا باپ مر گیا اور اسکا من میرے واسطے میراث چھوڑا تو سماعت ہوگی اور من کا اُس کے  
واسطے حکم ہو جائیگا کیونکہ تناقض نہیں ہے یہ کافی میں ہو۔ اگر ایک طیلان کا دعویٰ کیا اور اسکو چکا یا پھر اپنے بھائی کے ساتھ  
دعویٰ کیا کہ خریدنے اور چکانے سے پہلے اسکا مالک تھا یا یوں دعویٰ کیا کہ چکانے کے روز میرے باپ کی ملک تھی وہ مر گیا اور  
میرا دونوں کے واسطے میراث چھوڑی ہو تو اُسے حصہ کا دعویٰ مسموع نہ ہوگا اور اُس کے ساتھی کے حصہ میں مسموع ہوگا اور وہی  
طیلان میں اسکو اختیار حاصل ہوگا کیونکہ صفحہ متفرق ہو گیا ہے اور اگر فقط اُسی نے خریدی خواہ قبضہ کیا یا نہیں خریدی  
لیکن چکائی تھی پھر اسکا باپ آیا اور دعویٰ کیا کہ طیلان میری ہے تو سماعت نہ ہوگی اور شری بائع سے اپنے دام سے لے گا  
اسطرح اگر بائع واسطے ڈگری ہو گئی مگر اُس نے ہنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ مر گیا اور بیٹے کے واسطے میراث چھوڑی تو طیلان  
اسکو دیدی جائیگی اور اپنے دام بائع سے واپس لیکھا لیکن اگر قاضی نے کچھ حکم نہیں دیا یہاں تک کہ اسکا باپ مر گیا  
تو بیٹے کے واسطے یہ ڈگری نہ ہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک شخص نے ایک کپڑا خریدنے کا دعویٰ کیا اور دو گواہوں نے مدعا علیہ  
سے خریدنے کی اسکی طرف سے گواہی دی اور ہنوز ڈگری ہوئی تھی یا نہیں کہ امین ایک گواہ نے رقم کیا کہ یہ کپڑا میرا ہے یا  
میرے باپ کا ہے مجھے اُس سے میراث پہنچا ہے تو اسکی سماعت نہ ہوگی اور اگر اس گواہ نے گواہی کے وقت یہ کہا کہ بائع  
نے اس کے ہاتھ بیچا ہے مگر یہ میرا ہے یا میرے باپ کا ہے مجھے اُس سے میراث پہنچا ہے تو بیع کی ڈگری کر دی جائیگی اور گواہ  
کے دعویٰ کی سماعت ہوگی پھر اگر اُس نے اپنے دعویٰ کے گواہ دے تو بسبب عدم تناقض کے اُس کی ڈگری ہو جائیگی اور  
اگر دونوں گواہوں نے کلام کیا اور وہ کلام گواہی ادا کرنے میں شائبہ نہ ہو پھر گواہ نے دعویٰ کیا کہ میرا ہے یا میرے باپ کا  
ہو اُس نے مجھے اس کی طلب کا وکیل کیا ہے تو گواہ کے گواہوں کی گواہی مقبول ہوگی یہ وجہ کروری میں ہو۔ دوسرے  
کی مقبوضہ باندی کے بچے یا درخت کے پھل یا زمین کے ورختوں کو چکا یا پھر گواہ قائم کیے کہ یہ باندی یا درخت یا زمین میری  
ہو تو سوای بچہ اور پھل درخت کے ان چیزوں کی اس کی ڈگری کر دی جائیگی اور اگر باندی مع بچہ یا درخت مع پھل یا زمین  
مع درخت کا دعویٰ کیا تو درخت و پھل و بچہ کا دعویٰ مسموع نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اسطرح اگر باندی حاملہ تھی پس  
اُس کے قبضہ میں جنی پھر بعد گواہ قائم کرنے کے قبل اُس کے باندی کی اسکی ڈگری ہو جاوے بچہ کو چکا یا تو بھی یہی حکم ہے

نہ ایک قسم کی چادر ہوتی ہو ۱۳۰ لایا ہو اسکو اختیار و درجہ جائے گا ۱۳۱۔

اسی طرح اگر گواہوں نے کہا کہ بچہ مدعا علیہ کا سہ ماہم کو نہیں معلوم کہ کس سے تو بھی ایسا ہی حکم ہو گا اور اسی طرح اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں اور مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ یہ باندی بدین بچہ کے مدعی کی ہے تو بھی ایسا ہی حکم ہو گا کذا فی الذخیرہ۔ اگر مجلس قضائین اپنے وکیل سے چکانے کے گواہ پیش کر دیے تو وکیل درمواکل دونوں خصوصیت سے بری ہو گئے اور اگر غیر مجلس قضائین ایسا ہوا تو وکیل فقط بری ہوا اور اگر موکل نے گواہ دیے کہ میں نے وکیل کو اس طرح وکیل کیا تھا کہ اسکا اقرار بھیر جائز نہیں ہے پس مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ وکیل نے اقرار کیا ہے تو موکل اپنے دعوے پر باقی ہے اور وکیل خصوصیت سے خارج ہوا یہ وجیز کہوری میں ہو۔ اگر ایک باندی جسکے چہرے پر نقاب بڑی ہوئی تھی خریدی پھر جب اسے نقاب اٹھایا تو مشتری نے کہا کہ یہ تیسری باندی ہے میں نے نقاب کی وجہ سے اسکو نہیں پہچانا تو اسکا دعویٰ وگواہی مقبول نہوگی اور اگر کوئی متاع جو قبضہ میں بھری ہوئی تھی یا کوئی کپڑا جو رد مال میں لپٹا ہوا تھا خریدی پھر جب اسکو نکالا تو کہا کہ یہ میری متاع ہے میں نے اسکو نہیں پہچانا تھا تو دعویٰ وگواہی مقبول ہوگی امام محمد نے فرمایا کہ جو چیز چکانے وقت پہچانی جاسکتی ہے جیسے نقاب ڈالی ہوئی باندی اسکے سامنے کھڑی ہو تو اس میں نہ پہچاننے کا دعویٰ صحیح نہوگا اور جس چیز کا چکانے وقت پہچانا نہیں ہو سکتا ہے جیسے کپڑا رد مال میں لپٹا ہوا ہے یا باندی اسطرح چادر ڈھانی ہوئی بیٹھی ہے کہ اسکا کچھ نظر نہیں آتا ہے تو اس میں نہ پہچاننے کا دعویٰ وگواہی مقبول ہوگی یہ عیضہ خسی میں ہے غلام نادون نے اگر کوئی غلام خرید لیا اور قبضہ کیا پھر اقرار کیا کہ یہ غلام میں نے جس سے خریدا ہوا ہے فروخت پہلے اسکو آزاد کر دیا ہوں اسکو آزاد کی حالت میں خرید اسے اور بائع نے انکار کیا تو وہ غلام علی حال غلام ہے اور نادون کے اقرار کی تصدیق بائع پر نہوگی اور اگر نادون نے ایسا اقرار نہ کیا بلکہ یہ اقرار کیا کہ بائع نے میرے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے یہ غلام فلان شخص کے ہاتھ فروخت کیا ہے اور فلان شخص نے اسکی تصدیق کی مگر بائع نے تکذیب کی تو نادون کے اقرار کی بائع پر تصدیق نہوگی حتیٰ کہ دام اس سے واپس نہیں لے سکتا ہے لیکن اپنے حق میں تصدیق کیجائیگی حتیٰ کہ حکم کیا جائیگا کہ یہ غلام فلان شخص کو دیدے اور اگر نادون کے دعویٰ کا بائع نے اقرار کیا تو نادون اپنے دام بائع سے واپس کر لے گا اسی طرح اگر نادون نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے یا بائع کو قسم دلائی اور اس نے نکول کیا تو نادون اپنا من بائع سے واپس لیگا پھر امام محمد رحمہ اللہ نے تین صورتوں میں یعنی بائع نے دعویٰ نادون کا اقرار کیا یا نادون نے گواہ قائم کیے یا بائع کو قسم دلائی اور اسے نکول کیا ان تینوں صورتوں میں یہ حکم دیا کہ بائع سے دام واپس لیگا اور یہ حکم اقرار کی صورت میں تو ظاہر ہے لیکن گواہ قائم کرنے یا قسم لینے کی صورت میں اشکال ہے اور جاسیے یہ تھا کہ گواہی مقبول نہوتی اور قسم دلانے کا حق نادون کو حاصل نہوتا اور اسی مسئلہ کو امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے زیادات اور جامع میں بجائے نادون کے آزاد آدمی کو فرض کر کے بیان کیا ہے اور ذکر کیا کہ اگر مشتری نے گواہ دیے کہ بائع نے میرے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے اسکو غیر کے ہاتھ بیچا ہے تو دعوے کی سماعت نہوگی اور اگر بائع سے قسم لینی چاہی تو اسکو یہ اعتبار نہ ہوگا پس نادون میں جو مذکور ہے اسکو بیض شارح نے صحیح نہیں کہا ہے اور بیض نے تصحیح کی ہو اور باہم اختلاف کیا کہ بعض نے کہا کہ اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں جامع اور زیادات کی روایت میں گواہی غیر مسموع اور بائع کو قسم نہیں دلا سکتا ہے اور نادون کی روایت کے موافق گواہی مسموع اور قسم دلا سکتا ہے اور بیض شارح نے کہا کہ زیادات و جامع کی روایت

لے کہ اس کے آقا کی جائے تجارت وغیرہ کی اجازت حاصل ہو

موافق قیاس ہے اور مذکور کی روایت موافق استحسان ہے یہ محیط میں ہے ایک شخص ایک شہر میں آیا اور ایک مکان  
کرایہ لیا اور کسی نے اس سے کہا کہ یہ میرے باپ کا گھر ہے اسے تیرے واسطے میراث چھوڑا ہے اسے کہا کہ میں اسکو نہیں ماننا  
تھا پھر گھر پر اپنی ملک کا دعویٰ کیا تو بسبب تناقض کے سماعت نہ ہوئی یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک گھر ہے  
اس سے دوسرے نے کہا کہ مجھے دیے ہیں اس میں رہونگا اسے دینے سے انکار کیا پھر سائل نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا گھر ہے  
تو دعویٰ کی سماعت ہوئی اسے طرح اگر کہا کہ مجھے یہ گھر دیا ہے اس میں رہونگا یا یہ کپڑا مجھے دے میں اسکو پہنوں گا  
تو بھی یہی حکم ہوگا اور اگر یوں کہا کہ مجھے اس گھر میں بسا دے یا عاریت دے یا یہ کپڑا یا گھوڑا عاریت دے پھر اپنی ملک کا  
دعویٰ کیا تو سماعت نہ ہوئی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ تو اور ہر شام میں ہے کہ میں نے امام محمد سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے  
ایک عورت سے نکاح کیا پھر دعویٰ کیا کہ میں نے اس کو ایسے شخص سے خرید لیا ہے جو اسکا مالک تھا تو امام محمد نے فرمایا کہ میں اس  
امر پر کسی گواہی قبول نہ کروں گا جب تک گواہ یوں نہ بیان کریں کہ اس نے نکاح کرنے کے بعد اسکو ایسے شخص سے خرید لیا ہے  
جو اسکا مالک تھا یہ محیط میں ہو نتیجہ میں ہر کہشتر نے امام ابووسف سے روایت کی ہے کہ دو گواہوں نے ایک شخص پر یہ گواہی  
دی کہ اس نے اپنی عورت کو تین طلاق دی اور قاضی نے اسکی گواہی قبول کر لی اور حکم نافذ کر دیا پھر ایک گواہ نے دعویٰ کیا  
کہ یہ میری عورت ہے میں نے اسکو طلاق دینے والے سے پہلے اسے نکاح میں لیا ہے اور میرے پاس اس کے گواہ نہیں اور عورت  
اس سے انکار کرتی ہو تو یہ دعویٰ مقبول نہ ہوگا اسے طرح اگر دونوں نے یہ گواہی نہ دی کہ یہ اسکی عورت ہے بلکہ یوں کہا کہ اس نے  
اس عورت کو تین طلاق دی ہیں تو بھی یہی حکم ہے اور ایسا ہی یہ حکم عقیقہ و بیع وغیرہ میں جاری ہے جبکہ بائع کے گواہ کے  
دعوے سے انکار کرے اور کہے کہ یہ متاع میری ہو۔ اسی طرح اگر گواہ نے کہا کہ ہم نے اسکو بیع کا حکم کیا تھا خواہ بائع منکر بیع ہو یا  
مشتتری منکر خرید ہو تو بھی ایسا ہی ہو اور اگر دونوں نے گواہی دی اور حاکم نے ان کی گواہی رد کر دی پھر دونوں نے اپنی ملک  
ہو بیع کا دعویٰ کیا یا اپنی ذائقے واسطے دعویٰ کیا تو اس میں دونوں کا دعویٰ نہیں چل سکتا ہے پس اگر حاکم کے پاس اسکی  
گواہی نہ ادا کی لیکن مینامہ یا کاغذ خرید پر گواہی یا مکروری اور کچھ اقرار زبانی نہیں کیا تو بھی انکا دعویٰ نہیں چل سکتا ہے اور  
بھی نتیجہ میں امام محمد سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر یہ گواہی دی کہ اس نے اس عورت کو طلاق دی ہے امام محمد  
یہ گواہی نہ دی کہ یہ اسکی عورت ہے اور قاضی نے اس کی گواہی جائز رکھی پھر گواہ نے دعویٰ کیا کہ یہ میری عورت ہے  
اور کہا کہ میں نے اسکو نہیں پہچانا تھا اور میں نے اس سے وطن نہیں کی تھی تو گواہی قبول ہوگی اور اسے طرح اگر دونوں گواہوں  
نے عورت کے اقرار پر کہ میں اس شخص کی جو روہوں گواہی دی اور یہ گواہی نہ دی کہ یہ عورت اسکی جو رہو اور قاضی نے  
اس کے اقرار کو جائز کر کے اس شخص کی جو روہوں کا حکم کیا پھر گواہ نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس عورت سے ایک سال سے نکاح کیا  
اور میں نے اسکو پہچانا نہیں تھا تو گواہی مقبول ہوگی اور حکم قاضی باطل ہو جائیگا اور وہ عورت اس گواہ کو واپس دی جائیگی  
پس اس مسئلہ میں امام محمد و امام ابووسف میں اختلاف ثابت ہوا یہ ذخیرہ میں ہو۔ دوسرے کے قبضہ مال عین پر ملک طلاق کا  
دعویٰ کیا پھر دوسرے وقت اسی شخص پر اسی قابض کے یہاں اس عین کا بسبب ملک دشمنے دعویٰ کیا تو دعویٰ صحیح ہوگا اگر پہلے کسی  
سبب سے ملک کا دعویٰ کیا پھر اسی شخص پر اسی قاضی کے پاس ملک مطلق کا دعویٰ کیا تو دعویٰ صحیح نہیں ہو یہ محیط میں ہو اور اسی پر

ملک عین کا دعویٰ سابق کے کلام سابق کے خلاف ہے جو درست مسلم ثابت ہوگا ۱۲



فتویٰ سے یہ فصول عادیہ میں اتوا در اگر کچھ پایہ بر اس سبب سے دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک میں پیدا ہوا ہے پھر اسکے بعد اسی قاضی کے پاس کسی سبب سے ملک کا دعویٰ کیا تو دوسرا دعویٰ صحیح نہ ہونا چاہیے بخلاف اسکے اگر پہلے ملک مطلق کا دعویٰ کیا پھر اسی قاضی کے پاس کسی سبب سے دعویٰ کیا تو صحیح ہے یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر نصف دار معین کا دعویٰ کیا پھر بعد اسکے سب دار کا دعویٰ کیا تو سماعت نہ ہوگی اور اگر اسکے برعکس ہو تو سماعت ہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ اور صواب اور صحیح یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں سماعت ہوگی لیکن اگر آدمے کے دعوے کے وقت یہ کہا کہ سوا سے اس نصف کے میرا کچھ حق نہیں ہے تو اس وقت اسکے دعوے کی بالکل سماعت نہ ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اگر کسی کے دار مقبوضہ پر سبب خرید سے دعویٰ کیا اور ظاہر ہو کہ دعوے کے روز جس گھر پر دعویٰ کیا ہے وہ دار علیہ کے قبضہ میں نہ تھا بلکہ غیر کے قبضہ میں تھا پھر مدعی نے دوسری مجلس میں اسی دار کے قابض پر ملک مطلق کی وجہ سے دعویٰ کیا تو قبضہ نے کہا کہ سماعت نہ ہوگی اور یہی اصح ہوا در یہ حکم اس وقت سے کہ پہلے خرید کا دعویٰ کیا اور قبضہ ذکر نہ کیا اور اگر خرید نامع قبضہ کے بیان کیا پھر بعد اسکے اس شخص پر اسی قاضی کے پاس ملک مطلق کا دعویٰ کیا تو قبضہ نے کہا کہ اس میں بھی اختلاف متنازع ہونا چاہیے چنانچہ اگر خرید مع قبضہ کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے ملک مطلق کی گواہی دی تو متنازع کا اختلاف سے کہ انے الفصول عادیہ ایک شخص کے قبضہ میں ایک دار سے کہ وہ زعم کرتا ہے کہ میں نے اسکو فلان شخص سے خرید اسے پھر ایک شخص نے اگر غیر قاضی کے پاس دعویٰ کیا کہ یہ گھر میرا ہے مجھے اس شخص نے جس نے قابض کے ہاتھ بیچا ہے صدقہ میں دیا ہے پھر ایک ہیئت یا ایک ہوس کے بعد اس مدعی نے جس کے قبضہ میں گھر ہے قاضی کے پاس مدافعہ کیا کہ یہ گھر میرا ہے میں نے اس شخص سے خرید اسے جس سے قابض اپنا خریدہ بیان کرتا تھا پس اگر خریدنے کی تاریخ صدقہ کی تاریخ سے پہلے بیان کی تو گواہی قبول ہوگی اور اگر بعد تاریخ صدقہ کے تاریخ خریدہ بیان کی تو مقبول ہوگی یہ کتاب لاقضیہ میں مذکور ہے اور اگر تاریخ ذکر نہ کی تو گواہوں کی گواہی مقبول ہوگی اور امام محمد نے فرمایا کہ صدقہ میں خواہ قبضہ بیان کرے یا نہ کرے کچھ بردار نہیں ہے امام محمد نے فرمایا کہ اگر بعد تاریخ خریدہ کے صدقہ کا دعویٰ کیا تو بائع سے دام نہیں واپس کر سکتا ہے یہ ذخیرہ محیط میں ہو۔ اگر اپنے باپے گھر خریدنے کا دعویٰ کیا پھر میراث کا دعویٰ کیا تو سماعت ہوگی اور اگر پہلے میراث کی وجہ سے دعویٰ کیا پھر خریدنے کا دعویٰ کیا تو مقبول نہیں اور تناقض ثابت ہوگا یہ خزانۃ المفتین میں ہو۔ عورت نے ہر مثل کا دعویٰ کیا پھر ہر مسمیٰ کا دعوے کیا تو دوسرے دعوے کی سماعت ہوگی اور اگر پہلے ہر مسمیٰ کا دعویٰ کیا پھر ہر مثل کا دعویٰ کیا تو دوسرے دعوے کی سماعت نہ ہوگی یہ محیط میں ہو۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے ہم کامطالبہ کیا پس شوہر نے اکیبا لکھا کہ میں نے اسکو ادا کر دیا ہے پھر کہا کہ میں نے اس کے باپ کو ادا کر دیا ہے تو متنازع نے فرمایا کہ تناقض نہیں ہو یہ فصول ستر دینیہ میں ہے فتویٰ اس طرح طلب ہوا مرد نے زعم کیا کہ خدمت سیکر د ہشوہر سے داد بعد از ان دعویٰ سیکند کہ ان زن در نکاح من بودہ است ومن طلاق ندادہ ام تو استر دینی نے فرمایا کہ اسکی سماعت نہ ہونی چاہئے کیونکہ تناقض ظاہر ہے یہ فصول عادیہ میں ہے۔ ایک عورت نے ایک انگور کا باغ فروخت کر دیا پس اسکے نابائع لڑکے نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے مجھے اپنے باپ کی میراث میں ملا ہوا اور عورت فروختہ سے اس کی تصدیق کی اور کہا کہ میں دھیہ نہیں ہوں تو متنازع نے فرمایا کہ اگر وقت

لے تو ایک مرد نے اپنی عورت کو بائع کی خدمت کیا کہ عورت نے اپنے شوہر سے ہم کامطالبہ کیا پس شوہر نے اکیبا لکھا کہ میں نے اسکو ادا کر دیا ہے پھر کہا کہ میں نے اس کے باپ کو ادا کر دیا ہے تو متنازع نے فرمایا کہ تناقض نہیں ہو یہ فصول ستر دینیہ میں ہے فتویٰ اس طرح طلب ہوا مرد نے زعم کیا کہ خدمت سیکر د ہشوہر سے داد بعد از ان دعویٰ سیکند کہ ان زن در نکاح من بودہ است ومن طلاق ندادہ ام تو استر دینی نے فرمایا کہ اسکی سماعت نہ ہونی چاہئے کیونکہ تناقض ظاہر ہے یہ فصول عادیہ میں ہے۔ ایک عورت نے ایک انگور کا باغ فروخت کر دیا پس اسکے نابائع لڑکے نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے مجھے اپنے باپ کی میراث میں ملا ہوا اور عورت فروختہ سے اس کی تصدیق کی اور کہا کہ میں دھیہ نہیں ہوں تو متنازع نے فرمایا کہ اگر وقت

بیع کے اُسے وصیہ ہو نہ کیا تھا تو پھر بعد اسکے اسکا قول کہ میں وصیہ نہ تھی مقبول نہوگا اور اسپر نابالغ کے واسطے قیمت بالغ کی لازم آدگی کیونکہ خود اس نے اقرار کیا کہ میں نے بیع و تسلیم کر کے اس کو تلف کیا ہے اور نابالغ کے گواہوں کی گواہی بدون اجازت اس شخص کے جو اسکا ولی ہو مقبول نہ ہوگی یہ فتاویٰ سے قاضی خان مین اور ایک شخص کے قبضہ میں ایک دار ہے اسپر ایک شخص نے اگر دعویٰ کیا کہ یہ میرا گھر ہے میں نے ایک سال سے اپنے باپ سے میراث پایا ہے اور گواہ دے کہ میں نے دو برس سے قابض سے خریدا ہے اور مدعی بھی ایسا ہی کہتا ہے جیسا گواہوں نے بیان کیا تو قاضی ایسی گواہی قبول نہ کرے گا لیکن اگر مدعی نے اس طرح توفیق دی کہ میں نے دو برس ہوئے کہ قابض سے خریدا تھا جیسا گواہوں نے بیان کیا پھر میں نے اپنے باپ کے ہاتھ فروخت کیا پھر ایک سال سے اپنے باپ سے میراث پایا ہے اور گواہوں نے گواہی دی تو گواہی مقبول ہوگی اور مدعی کے واسطے گھر کی ڈگری ہو جائیگی اسی طرح اگر وہ بے صدقہ کا بجائے خرید کے دعویٰ کیا تو مثل خرید کے حکم کے اسکا بھی حکم ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک سال سے صدقہ کا دعویٰ کیا پھر وہ مہینہ سے خرید نہ کیا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے تو مقبول نہوں گے لیکن اگر توفیق دی کہ اس نے مجھے صدقہ میں دیا تھا اور میں نے قبضہ کیا پھر کسی سبب سے اسکے ہاتھ میں پہنچا اور اسے صدقہ سے انکار کر دیا پس میں نے خرید لیا اور بیان کر دیا کہ صدقہ تو سبب سے اور خرید لینا اپنی ملک کی تخلص کے واسطے ہے تو گواہی مقبول ہوگی یہ خلا صدقہ میں ہو۔ اگر ایک سال سے صدقہ کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے کہا کہ ایک مہینہ سے اس نے خرید اسے تو گواہی مقبول نہوگی لیکن اگر اس طرح توفیق دی کہ مجھے اسے ایک سال سے صدقہ میں دیا تھا اور میں نے قبضہ کر لیا پھر اسکے ہاتھ کسی سبب سے پہنچ گیا اور اسے صدقہ سے انکار کیا تو ایک مہینہ ہو کہ میں نے خرید لیا اور اسکو گواہوں سے ثابت کیا تو گواہی مقبول ہوگی یہ فتاویٰ سے قاضی خان مین اور ایک شخص کے دار مقبوضہ پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے ہمہ کر دیا ہو اور صدقہ میں نہیں دیا ہو اور گواہ صدقہ دینے پر قائم کیے اور کہا کہ کبھی مجھے مہینہ نہیں کیا ہے حالانکہ قاضی کے سامنے ہمہ کا دعویٰ کیا تھا تو اس نے اپنے گواہوں کو جھٹلایا پس گواہی مقبول نہوگی اسی طرح اگر دعویٰ کیا کہ میراث میں ملا ہے میں نے ہرگز نہیں خریدا ہے پھر اس کے بعد کہ بیان کیا کہ میں نے اس کو خرید لیا ہرگز مجھے میراث میں نہیں ملا ہے پھر ایک سال سے خرید نے پر دو گواہ لایا تو دعویٰ باطل ہو پس اگر وہ صدقہ کا دعویٰ کیا اور یہ کہا کہ مجھے کبھی صدقہ میں نہیں دیا ہے پھر صدقہ کے گواہ لایا اور کہا کہ جب اس نے ہمہ سے انکار کیا تو میں نے درخواست کی کہ مجھے صدقہ دیدے اس نے ایسا ہی کیا تو جائز ہے اسی طرح اگر کہا کہ میں اس کا سبب میراث کے الگ ہوا تھا اس نے میراث سے انکار کیا پھر میں نے اس سے خرید لیا اور خریدنے کے پر دو گواہ لایا تو جائز ہے اور اگر پہلے خرید کا دعویٰ کیا پھر اس کے گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے اپنے باپ سے میراث پایا ہے تو اسکا حکم اس کے برخلاف ہے یہ مہوہ میں ہو اگر دعویٰ کیا کہ میں نے یہ گھر باپ سے میراث پایا ہو پھر دوسرے ساتھ دعویٰ کیا کہ ہم دونوں نے اپنے باپ سے میراث پایا ہے اور دونوں نے گواہ پیش کیے تو مقبول ہوں گے یہ خلا صدقہ میں ہو۔ ایک لڑکے کے چند عقار موروثی ہیں اُسے اپنے کسی عقار کا بعد بالغ ہونے کے مشتری پر دعویٰ کیا کہ میرے وصی نے اُسے ہاتھ بیجوری و زبردستی سے فروخت کر کے سپرد کیا تھا میں اسکو واپس کرنا چاہا پھر وہ بارہا اسی عقار کا دعویٰ کیا کہ میرے

دعویٰ نے اسکو نہایت خسارہ سے فروخت کیا ہو تو قاضی اول سے دوسرے دعویٰ کی سماعت کر گیا یہ ذخیرہ بین ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام خرید پھر بائع نے دعویٰ کیا کہ میں بیچ میں فضولی تھا اور مشتری سے غلام واپس کرنا چاہا اور مشتری نے انکار کیا یا مشتری نے دعویٰ کیا کہ بائع اس بیچ میں فضولی تھا اور دام واپس لینے کا قصد کیا تو دعویٰ صحیح نہیں ہو اور اگر اپنے گواہ پیش کرنے چاہے تو سماعت نہوگی اس طرح اگر گواہ نہوں اور دوسرے سے قسم لینا چاہی کہ وہ فضولی تھا تو قسم نہیں لے سکتا اگر یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ہو پھر دعویٰ کیا کہ مجھے وقف کی گئی ہو تو سماعت ہوگی اور اگر پہلے وقف کا دعویٰ کیا پھر انہی ملک کا دعویٰ کیا تو سماعت نہوگی یہ وجہ کروری میں ہو۔ ایک شخص نے ایک زمین بھی پھر دعویٰ کیا کہ یہ مجھے اور میری اولاد پر وقف کی گئی ہو تو بسبب تناقض کے سماعت نہوگی اور اگر مدعا علیہ سے قسم لینا چاہی ہو تو قسم نہیں لے سکتا اسے اور اگر گواہ قائم کیے تو قبول ہوں گے اور بعض نے کہا کہ نہ قبول ہونا صوب و احوط ہو یہ محیط مشتری میں ہو یا اجناس میں ہو کہ زمین کے مشتری نے انکار کیا کہ یہ زمین خریدی ہوئی مقبرہ یا مسجد ہے اور قاضی نے اسے مخاصم کے سامنے اس کے اقرار کو نافذ کیا پھر مشتری نے بائع پر دام پھیر لینے کیواسطے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے یہ محیط میں ہو۔ اگر مشتری نے بائع پر دعویٰ کیا کہ جو زمین تو نے میرے ہاتھ فروخت کی وہ فلان مسجد پر وقف ہے تو فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ مقبول ہے اور بیچ و بیعت جائزگی اور فقیہ ابو الیث نے کہا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں اور بعض نے کہا کہ مقبول نہیں اور اول صحیح ہو یہ فضول عماد میں ہے اگر مدعا علیہ کے قبضہ میں کسی مال کا بسبب شرکت کے دعویٰ کیا پھر اس پر قرض ہو نیکاد دعویٰ کیا تو سماعت ہوگی اور اس کے عکس سماعت نہوگی کیونکہ مال شرکت کبھی بسبب انکار کے قرض ہو جاتا ہے اور قرض کبھی مال شرکت نہیں ہو جاتا یہ فضول استر فیئہ میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ مجھے فلان شخص کا اتنا مال تھا اور وہ مر گیا اور وہ مال مجھے برات میں چاہیے پس مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے یہ مال اسکو تو ادا کر دیا ہو اور گواہ لائے گیا مگر نہیں لایا پھر مدعی نے دوسری مجلس میں اپنے دعوے کا اعادہ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مجھے تیرے وارث ہونیکہ ظلم نہیں ہو تو اسکی سماعت ہوگی یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے ایک عورت پر دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے نکاح کیا ہو اور اس نے انکار کیا پھر وہ شخص مر گیا پھر عورت نے اگر اسکی میراث کا دعویٰ کیا تو اسکو میراث ملیگی یہ محیط کی فصل نہم میں ہو اگر عورت نے نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے انکار کیا پھر عورت مر گئی پس مرد نے اسکی میراث طلب کی اور زعم کیا کہ میں نے اس سے نکاح کیا تھا تو اسکو میراث ملے گی ایسا ہی امام ابو یوسف سے نوادر میں مذکور ہے کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ اگر ایک عورت نے اپنے شوہر پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے تین طلاق دی ہیں اور شوہر نے اسکا انکار کیا پھر شوہر مر گیا اور عورت نے اسکی میراث طلب کی تو میراث نہ ملے گی اس طرح اگر اس نے اپنے کو بھٹلایا اور کہا کہ مجھے قبل موت کے اُسے طلاق نہیں دی تھی تو بھی میراث ملیگی یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک ملک ہے اس پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ملک ہے اور قاضی اس سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا ہے پس قاضی نے اس سے قسم لی کہ واللہ یہ اُس مدعی کا نہیں ہے پس اُس نے قسم سے انکار کیا پس قاضی نے بسبب انکول کے اُس پر ڈگری کر دی پس قاضی نے کہا کہ میں نے حضورت سے پہلے یہ ملک مدعی سے خرید لیا تھا اور اسے گواہ دیے تو مقبول ہوں گے اور غلام کا اُس کے واسطے حکم ہو گا اور اسکا قسم سے باز رہنا اپنے گواہوں کا انکار نہ ہو گا اور اگر اپنے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا ہے میری ملک میں پیدا ہوا ہو پھر گواہ قائم کیے کہ میں نے اسکو فلان شخص

ساعت و دعاوی کا بیان ہے اور اس میں گواہ قائم کیے اور اس میں ظاہر ہے کہ اگر کوئی دعویٰ کرے کہ اس نے ایک شخص سے غلام خرید لیا ہے اور اس نے انکار کیا ہے تو قاضی اس سے قسم لی کہ واللہ یہ اُس کا نہیں ہے پس اُس نے قسم سے انکار کیا پس قاضی نے بسبب انکول کے اُس پر ڈگری کر دی پس قاضی نے کہا کہ میں نے حضورت سے پہلے یہ ملک مدعی سے خرید لیا تھا اور اسے گواہ دیے تو مقبول ہوں گے اور غلام کا اُس کے واسطے حکم ہو گا اور اسکا قسم سے باز رہنا اپنے گواہوں کا انکار نہ ہو گا اور اگر اپنے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا ہے میری ملک میں پیدا ہوا ہو پھر گواہ قائم کیے کہ میں نے اسکو فلان شخص

سے سوا اسے مدعی کے خریدیہ اسے تو گواہ مقبول نہوں گے یہ ذخیرہ میں ہو۔ نوادر میں بن ابان میں دو کہ تین شخصوں نے ایک شخص پر کسی مال کے واسطے گواہ قائم کیے کہ یہ ہمارے باپ کی میراث سے ہو چکا ہے اور قاضی نے ان کی گری کر دی پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ مال جو قاضی نے ہو دیا ہے اس میں میرا کچھ حق نہیں ہو یہ صرف دونوں میرے بھائیوں کا ہے تو اس کے لیے مدعا علیہ سے کچھ کم ہو گا لیکن اگر یوں کہا کہ اصل میں میرا اس میں کچھ نہیں ہو صرف میرے دونوں بھائیوں کا ہے تو بقدر اس کے حصہ کے باطل ہو جائیگا اور اگر قاضی کے حکم دینے سے اس نے کہا کہ میرا اس مال میں کچھ حق نہیں ہو یہ صرف میرے دونوں بھائیوں کا ہے تو اس سے دریافت کیا جائیگا کہ تم سب میراث پر کا دعویٰ کیا ہو پھر کیا وجہ ہو کہ تیرا نہیں ہو اور انکا ہو گیا پس اگر کسی کوئی وجہ مقبول بیان کی کہ جس سے اسکو خرچ ہو سکتا ہو تو مقبول ہوگی اور اگر یہ ککر وہ مر گیا تو قاضی دو تہائی دونوں بھائیوں کو دلا دینگا اور اسکا حصہ چھوڑ دینگا اور اگر ایسا ہو جن لوگوں نے گواہ قائم کیے ہیں وہی لوگ باہمی معاملہ رکھتے ہیں اور میراث کی وجہ مال کا دعویٰ نہ کیا بلکہ کسی نے کے فروخت کر دیا دعویٰ کیا پھر ایک نے کہا کہ میرا اس میں کچھ حق نہیں ہو یہ صرف انھیں دونوں کا ہے تو تمام مال ان دونوں کو دلا دیا جائیگا مدعا علیہ سے کچھ کم نہ کیا جائے گا یہ محیط میں ہے۔

**نوان باب۔** دو شخصوں کے دعوے کے بیان میں اور اس میں جابضین ہیں۔

**فصل اول۔** مال میں ملک مطلق کے دعوے کے بیان میں امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب الاصل میں ذکر فرمایا ہے کہ ایک نے دوسرے مقبوضہ دار یا عقار یا کسی مال مقبول پر دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ قائم کیے تو ہمارے علم سے ثلثہ کے نزدیک غیر قابض کے گواہوں پر ڈگری کی جائیگی۔ یہ حکم اس وقت ہے کہ دونوں نے تاریخ ذکر نہ کی اور اگر دونوں نے تاریخ ذکر کی پس اگر دونوں کی تاریخ ایک ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر ایک کی تاریخ سابق ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ اور دوسرے قول امام ابو یوسف کے موافق اسکی ڈگری ہوگی جسکی تاریخ پہلے ہو اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی اور دوسرے نے نہ بیان کی تو مدعی کی ڈگری امام اعظم کے نزدیک کی جائیگی یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک دار ہے اس پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں اس دار کا ایک سال سے مالک ہوں اور قابض نے گواہ دیے کہ میں نے دو برس ہوئے کہ اسکو فلان شخص سے خریدیہ اسے در حالیکہ وہ اسکا مالک تھا اور میں نے قبضہ کر لیا ہے تو مدعی کی ڈگری کی جائیگی یہ ظہیر میں ہو اگر مدعی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے میں نے اس کو ہزار درم پر مکاتب کیا ہے اور اس کے گواہ منائے اور قابض نے کہا کہ میرا غلام ہے میں نے اسکو ہزار درم پر مکاتب کیا ہے اور اس کے گواہ دیے تو غلام دونوں میں مکاتب قرار دیا جائیگا کہ دونوں کو مال کتابت ادا کرے یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر ایک نے کہا کہ میں نے اسکو مدبر کیا ہے اور میں اسکا مالک ہوں اور اس پر گواہ منائے اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو مکاتب کیا ہے اور میں اسکا مالک ہوں تو مدبر کو منے کے گواہ دانی ہیں کذا فی الحیط اگر دو شخصوں نے تیسرے کی مقبوضہ چیز پر ملک مطلق کا دعویٰ کیا اور دونوں نے تاریخ نہ کہی یا ایک ہی تاریخ کسی تو دونوں میں نصف نصف کی ڈگری ہوگی کذا فی الخلاصہ و اگر دونوں نے تاریخ نہ کہی اور ایک کی تاریخ سابق ہو تو موافق ظاہر الروایت کے امام اعظم اور دوسرے قول امام ابو یوسف و اول قول امام محمد کے اسی کی ڈگری ہوگی جسکی تاریخ سابق ہو اور اگر ایک نے تاریخ نہ کہی اور دوسرے نے نہ کہی تو ظاہر الروایت امام اعظم سے دونوں میں برابر ڈگری ہوگی

اور یہی صحیح ہو اور صاحبین سے روایت مختلف ہیں اور شیخ الاسلام خواہر زادہ جرنے کہا کہ صحیح بنا بر اول قول امام ابو یوسفؒ  
 و دوسرے قول امام محمدؒ کے یہ ہے کہ مثل قول امام اعظمؒ کے دونوں میں نصف نصف کی ڈگری ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں  
 ہی ایک دار یا مال منقول و مضمون کے قبضہ میں ہو اور ہر ایک اپنے اپنے دعویٰ کے گواہ سنائے پس اگر دونوں نے تاریخ  
 نہ کسی یا برابر ایک ہی تاریخ کی تو دونوں میں نصف نصف ہونیکا حکم ہوگا اور اگر دونوں میں سے ایک کی تاریخ پہلی ہو تو امام  
 اعظمؒ کے نزدیک درمیان میں دوسرے قول امام ابو یوسفؒ اور اول قول امام محمدؒ کے جسکی تاریخ پہلی ہو اُسکی ڈگری ہوگی اور  
 اگر ایک نے تاریخ نہ کسی اور دوسرے نے کسی تو امام اعظمؒ کے نزدیک دونوں میں نصف نصف کی ڈگری ہوگی اور  
 صاحبین کے نزدیک موافق اس روایت کے کہ تاریخ معتبر نہیں رکھتے ہیں ایسا ہی حکم ہے اور موافق اس قول کے کہ  
 تاریخ کا اعتبار کرتے ہیں پس امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تاریخ کئے دالے کی ڈگری اور امام محمدؒ کے نزدیک نہ کئے دالے  
 کی ڈگری ہوگی کیونکہ جس نے کسی اُسی کی تاریخ سابق ہو کذا فی الحیط۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک غلام ہو اس پر ایک شخص  
 نے دعویٰ کیا کہ میرا غلام ہو مجھ سے اس نے غصب کر لیا یا کر ایہ لیا یا مستعار لیا یا بھن لیا ہو اور قابض نے گواہ قائم کیے کہ  
 یہ میرا ہے میں نے اسکو آزاد یا بدر کیا ہو۔ یا باندی تھی کہ قابض نے گواہ دیے کہ میں نے اسکو ام ولد بنا یا ہو تو دعویٰ کی گواہی  
 اولیٰ ہو اُسی کے واسطے غلام کی ڈگری ہوگی کذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک گھر ہے اس پر دوسرے نے  
 گواہ قائم کیے کہ یہ میرا ہے اور دوسرے دعویٰ نے گواہ دیے کہ یہ میرا ہے مجھ سے اُس دوسرے دعویٰ نے غصب کر لیا ہو  
 تو جسکے گواہوں نے غصب کی گواہی دی ہو اُسی کی ڈگری ہوگی اسی طرح اگر جیسے دعویٰ غصب کے ولایت رکھنے  
 کا دعویٰ ہو تو بھی ایسا ہی ہو یہ محیط میں ہو۔ بکرنے ایک گھر پر جو سعد ذرید کے ہاتھ میں ہو دعویٰ کیا کہ میرا ہے اور  
 اُن دونوں میں سے ہر ایک نے گواہ گزارنے کہ میرا ہے تو ادھا بکر کو لیگا اور ادھا اُن دونوں کو لیگا اور اگر بکر نے  
 سعد پر غصب یا ولایت کا دعویٰ کیا تو جو تھائی زید کو اور باقی بکر کو لیگا اور قاعدہ یہ ہے کہ غیر قابض دو دعویوں نے  
 اگر ایک مال متعلق میں تنازع کیا اور ایک نے دوسرے پر غصب کا دعویٰ کیا اور وہ دونوں نے گواہ گزارنے تو قاضی غصب کے  
 دعویٰ کر نہوائے کی ڈگری کریگا اور مدعا علیہ کی ڈگری اُن کے گواہوں پر نہ کریگا ایسا ہی اس مقام پر ہو اور اگر بکر نے  
 سعد پر غصب کا دعویٰ کیا اور سعد نے اس پر دعویٰ کیا اور زید نے ملک مطلق کا دعویٰ کیا تو ادھا بکر کا ہوگا اور ادھا اُن  
 دونوں کا ہوگا اور بکر نے سعد پر اور سعد نے زید پر دعویٰ کیا اور زید نے ملک مطلق کا دعویٰ کیا تو جو تھائی زید کا اور باقی بکر کا  
 ہوگا اور اگر بکر نے سعد پر اور سعد نے زید پر اور زید نے بکر پر دعویٰ کیا تو زید کو وہ ادھا لیگا جو سعد کے قبضہ میں ہو اور  
 جو زید کے قبضہ میں ہو وہ بکر کو لیگا اور اگر دونوں نے بکر پر غصب کا دعویٰ کیا اور بکر نے سعد پر تو زید کو ادھا لیگا جو  
 سعد کے قبضہ میں ہو اور جو زید کے قبضہ میں ہو بکر و سعد کے درمیان تقسیم ہوگا کذا فی الکافی۔ اگر سعد نے گواہ دیے کہ  
 یہ میرا گھر ہے مجھ سے زید نے غصب کر لیا ہو اور زید نے گواہ دیے کہ میرا ہے مجھ سے سعد نے غصب کر لیا ہے اور بکر نے گواہ  
 دیے کہ میرا ہے مجھ سے سعد زید نے غصب کر لیا ہو تو بکر کو ادھا گھر اور باقی ادھا سعد زید میں نصف نصف تقسیم ہوگا یہ محیط میں ہو۔

**فصل ثانی** عین میں بسبب رث یا خرید یا ہبہ یا اسکے مثل بسبب ملک کا دعویٰ کر نیکی بیان میں۔ ایک را ایک شخص کے

۱۲  
 لے بیٹے بطور عاریت لے لیا ۱۱ سال میں یعنی جو شخص ہو سکے جیسے مکان زمین و غیرہ

قبضہ میں ہو اسپر وخصون نے دعویٰ کیا ہر ایک دعویٰ کرتا ہو کہ میں نے اسکو اپنے باپ سے میراث پایا ہے اور اسپر گواہ قائم کیے  
پس اگر دونوں نے تاریخ نہ بیان کی یا دونوں کی تاریخ یکساں ہو تو وارد دونوں کو نصف نصف دلایا جائیگا اور اگر دونوں نے  
تاریخ ذکر کی مگر ایک کی تاریخ دوسرے سے پہلے ہے تو موافق قول خرامام عظم کے جیسا کہ متقی میں ہو اور موافق قول خرامام عظم  
کے جیسا کہ صل میں ہو اور موافق اول قول امام محمد کے جیسا کہ ابن سماعہ نے اُن سے روایت کی ہو اُس شخص کی ڈگری ہوگی  
جسکی تاریخ سابق ہو کذا فی الذخیرہ اسپر ح اگر ملک مورثین کی تاریخ ذکر کی تو بالاجماع اسکی ڈگری ہوگی جسکی تاریخ سابق  
ہو کذا فی الخلاصہ۔ اور اگر ایک نے تاریخ ذکر کی اور دوسرے نے ذکر نہیں کی تو بالاجماع دونوں میں دوحصہ برابر ہوں گے کذا فی  
الکافی اور اگر ایک کے قبضہ میں ہو تو وہ دعویٰ کو ملے گا لیکن جبکہ تاریخ قابض کی سابق ہو تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک  
دہی بولی ہو اور امام محمد کے نزدیک دعویٰ کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے تاریخ کہی اور دوسرے نے نہ کہی تو وہ بالاجماع دعویٰ  
کا ہو اور اگر دونوں کے قبضہ میں ہو تو دونوں میں بالاجماع برابر تقسیم ہو گا لیکن اگر ایک کی تاریخ سابق ہو تو وہ ادنیٰ ہے  
کذا فی الخلاصہ۔ اگر دونوں نے دو شخصوں سے خرید لیا دعویٰ کیا ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ فلاں شخص سے میں نے خرید اور وہ  
اسکا مالک تھا اور دوسرے نے کہا کہ میں نے فلاں دوسرے سے خرید اور وہ مالک تھا اور گواہ قائم کیے تو قاضی دونوں میں  
برابر تقسیم کر دیگا یہ قضاے قاضی خان میں ہو خواہ دونوں نے خرید کی تاریخ بیان کی ہو یا نہ بیان کی ہو یہ محیط میں ہو اور اگر  
دونوں نے وقت بیان کیا تو ظاہر روایت کے موافق پہلے وقت والا ادلی ہو اور اگر ایک نے بدون دوسرے کے تاریخ بیان کی  
تو بالاتفاق دونوں میں برابر تقسیم ہو گا کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ اور اگر دونوں نے ایک ہی سے خرید لیا دعویٰ کیا اور  
تاریخ نہ کہی یا ایک ہی تاریخ ذکر کی تو دونوں پر برابر تقسیم ہو گا کذا فی الکافی اور ہر ایک کو اختیار حاصل ہو گا پھر اگر قاضی نے  
ہر ایک کو اختیار دیا پس ایک لینے پر رضی ہو اور دوسرا نہوا اور رضامند کو آدھے سے زیادہ نہ ملے گا کذا فی المحیط۔ اور اگر دونوں  
تاریخ ذکر کی اور ایک کی تاریخ سابق ہو تو بالاتفاق اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے تاریخ ذکر کی اور دوسرے نے ذکر نہ کی  
تو بالاتفاق تاریخ کہنے والے کو ملے گا اور اگر مال معین دونوں کے قبضہ میں ہو تو دونوں میں تقسیم ہو گا لیکن اگر دونوں  
نے تاریخ ذکر کی اور ایک کی تاریخ سابق ہو تو سابق دالیکو ملے گا اور اگر ایک کے قبضہ میں ہو تو قابض کا ہو خواہ اُس نے  
تاریخ کہی ہو یا نہ کہی ہو لیکن اگر وہ دونوں نے تاریخ ذکر کی اور دعویٰ کی تاریخ قابض سے پہلے ہے تو اسی کو دلایا جائیگا  
کذا فی الکافی۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک غلام اور دار ہو اسپر وخصون نے گواہ قائم کیے ہر ایک نے گواہ دیا کہ میں نے  
اس سے یہ دار بوجہ اس غلام کے جو اسکے پاس ہو خرید لیا اور قابض دونوں کے دعویٰ سے منکر ہو تو قاضی دار کے دونوں میں  
برابر اور غلام کے دونوں میں برابر ہونے کا حکم کرے گا اور اُن دونوں کو اختیار ہو گا پس اگر دار کا لینا اختیار کیا تو دار و دونوں  
اور غلام دونوں میں برابر کرے گا اور اگر فسخ کرنا اختیار کیا تو غلام دونوں میں اور قیمت غلام دونوں میں برابر لگا دیگا اور  
اگر ایک نے تمام دار لینے کا قصد کیا حالانکہ قاضی دونوں میں برابر کی ڈگری کر چکا ہے تو اسکو یہ اختیار ہو گا یہ فتاویٰ قاضی  
خان میں ہو۔ اور اگر دار دونوں دعویوں کے قبضہ میں ہو اور یا قی مسئلہ بحال ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر ایک دعویٰ کے  
قبضہ میں ہو اور باقی مسئلہ بحال ہے تو دار قابض کا ہو گا اور اسکو اختیار ہو گا اور تمام غلام دوسرے کا ہو گا کذا فی المحیط اور اگر

دار اس کے قبضہ میں نہ ہو لیکن اس کے گواہوں کے بیان سے ثابت ہوا کہ اس نے وار قبضہ کیا ہے تو قاضی دار کی ڈگری اسی کے نام کر دیا کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ اور اگر مدعا علیہ نے قابض سے کہا کہ دار کا عوض مجھے سپرد نہیں ہوا بلکہ دوسرے خصم کے گواہوں سے اس میں استحقاق پیدا ہو گیا پس میں تجھ سے وار واپس لوں گا تو اسپر التفات دیکھا جائیگا کہ غلام میں اس طرح استحقاق ثابت ہوا کہ جو قابض کے لیے حجت نہیں ہو کیونکہ قابض کی حجت کو دوسرے پر ترجیح ہو نہیں سکتا استحقاق قابض کے حق میں ظاہر نہ ہوا بلکہ ایسا ہوا کہ گواہ مدعا علیہ کے اقرار سے استحقاق پیدا ہوا ہے یہ حکم اس وقت میں ہو کہ دونوں نے مطلقاً خرید کا دعویٰ کیا اور اگر دونوں نے تاریخ بیان کر کے دعویٰ کیا اور گواہ دیے اور ایک کی تاریخ سابق ہو تو غلام دوسرے کو دلا جائیگا کذا فی المحیط اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی دوسرے نے نہ بیان کی اور دار مدعا علیہ کے قبضہ میں ہو تو تاریخ والے کے واسطے گھر کی اور دوسرے کے واسطے غلام کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے تاریخ کہی ہو اور دوسرے کا قبضہ یا معائنہ ہو گیا ہو یا گواہوں سے ثابت ہو تو ڈگری کے بانے کے واسطے یہی اولیٰ ہوگا کذا فی الکافی۔ اگر اس کے گواہوں نے جس نے تاریخ نہیں ذکر کی ہو یہ گواہی دی کہ بانے نے اسے خریدنے اور قبضہ کر لیا تو تاریخ بیان کرنے والے کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک کا قبضہ گواہوں سے ثابت ہو اور دوسرے کا قبضہ یثبات نہ ہوا ہو تو یہی اولیٰ ہو کذا فی المحیط اور اگر دونوں کے قبضہ میں ہو پس ایک نے تاریخ کہی اور دوسرے نے چھوڑ دی تو دار و غلام دونوں میں برابر تقسیم ہونے کی ڈگری ہوگی کذا فی الکافی اور اگر ہر ایک کے گواہوں نے خریدنے اور قبضہ کے معائنہ کی گواہی دی یا قبضہ میں بانے کے اقرار کرنے کی گواہی دی اور ایک نے تاریخ قبضہ بیان کی ہو اور دوسرے نے نہیں بیان کی ہو پس اگر دار بانے کے قبضہ میں ہو تو تاریخ والا اولیٰ ہو اور اگر اس کے قبضہ میں ہو جس کے گواہوں نے تاریخ نہیں بیان کی ہو تو وہ اولیٰ ہو جس کے گواہوں نے قبضہ و معائنہ کی گواہی ادا کی ہو مگر تاریخ کی گواہی نہیں دی ہو اور اگر دار مشتری کے قبضہ میں ہو اور دونوں نے گواہ قائم کیے جنہوں نے خریدنے اور قبضہ کے معائنہ کی گواہی دی یا بانے کے قبضہ ہونے کے اقرار پر گواہی دی اور ایک کے گواہوں نے تاریخ قبضہ بیان کی اور دوسرے کے گواہوں نے تاریخ قبضہ بیان کی تو دار و دونوں میں برابر تقسیم ہونے کی ڈگری ہوگی اور غلام بھی دونوں میں ہوگا اور دونوں کو خیار بھی ہوگا اور امام محمد نے فرمایا کہ قبضہ کی تاریخ یہاں بنسرتہ تاریخ خرید کے ہے حتیٰ کہ اگر گھر بانے کے قبضہ میں ہو اور ہر ایک کے گواہوں نے خرید اور قبضہ کی گواہی دی اور قبضہ کی تاریخ بدون تاریخ خرید کے بیان کی اور ایک کی تاریخ پہلی ہو تو جسکی تاریخ قبضہ سابق ہو اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر گھر پہلی تاریخ قبضہ والے کے قبضہ میں ہو تو بھی پہلے تاریخ والے کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے تاریخ قبضہ بیان کی دوسرے نے نہ بیان کی اور دار بانے کے قبضہ میں ہو تو تاریخ والے کی ڈگری ہوگی اور اگر دار اس کے قبضہ میں ہو جس نے تاریخ نہیں بیان کی تو وہی اولیٰ ہو قلت یعنی ان کیوں فی مثل ہذا خلاف الامام الثانی۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ غلام مدعا علیہ کے قبضہ میں ہو اور اگر غلام دونوں دعویوں کے قبضہ میں ہو اور دار مدعا علیہ کے قبضہ میں ہے اور باقی مسئلہ بحال رہے تو دار و غلام دونوں میں برابر اور دونوں کو خیار ہوگا پس اگر بیع تمام کر دیں تو دار و دونوں میں برابر تقسیم ہوگا اور اگر بیع فسخ کر دیں تو غلام و دونوں میں برابر تقسیم ہوگا اور مدعا علیہ غلام کی قیمت و دونوں کو ڈانڈ نہ دیکھا کذا فی المحیط۔ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ میں ہو اسپر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں نے یہ غلام اس قابض کے ہاتھ بیویں ہزار درم دیا ایک رطل ہنر کی فروخت کیا کہ

۱۲ مسئلہ ترمذی کتابا کہ اگر کسی نے کسی سے اسے قبضہ سے لے لیا اور اسے اس کا عوض دیا تو اس کا قبضہ اس کا ہے



اور میں مالک ہوں اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو قابض کے ہاتھ بعض ہزار درم دیا ایک سو کے فروخت کیا ہے  
 در حالیکہ میں مالک غلام ہوں اور قابض دونوں کے دعوے سے انکار کرتا ہے تو امام ابووسف نے فرمایا کہ غلام دونوں میں سے  
 نصف نصف واپس کیا جائیگا اور قابض ہر ایک کو ادھی قیمت غلام کی ڈانڈ دیگا اور اگر ہر ایک دعویٰ نے یہ گواہ دیے کہ میں نے اس  
 قابض کے ہاتھ بطور بیع خاصہ فروخت کیا ہے تو بھی حکم یہی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہوا اور اگر غلام مشتری کے ہاتھ میں عربا تو اس پر  
 دو قیمتیں واجب ہوں گی یہ محض میں ہوا اور یہ حکم اس وقت ہے کہ اس مر کے گواہ سنائے کہ قابض نے ایسا اقرار کیا ہے اور اگر ہر ایک نے  
 بیع کے معاملہ اور قبضہ کے گواہ دیے ہیں اگر غلام بیعت قائم ہے تو غلام لیکر دونوں کو برابر دیا جائیگا اور سو اسے اسکے کچھ نہ لینگا  
 اور اگر غلام مستملک ہے تو غلام کی ایک قیمت دونوں کو برابر ملے گی اور سو اسے اسکے کچھ نہ لینگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہوا۔ ایک  
 شخص کے مقبوضہ غلام پر دو شخصوں نے دعویٰ کیا اور ہر ایک نے گواہ دیے کہ میں نے اس مشتری قابض کے ہاتھ سودینار کو  
 اس شرط پر فروخت کیا ہے کہ مشتری کے واسطے ایک وقت معلوم تک خیار ہو اور قابض دونوں کے دعوے سے انکار کر کے اپنی  
 ملک کا دعویٰ کرتا ہو تو قابض کو خیار ہو گا کہ غلام دونوں میں سے جسکو چاہے دیے اور دوسرے کو دام دینے پرین گے یہ ظہیر یہ  
 میں ہوا۔ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ میں ہوا اسپر دو شخصوں نے دعویٰ کیا ہر ایک نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام میں نے اسکو  
 قابض کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کیا ہے کہ مجھے تین روز تک خیار ہو پس اگر دونوں نے بیع تمام کر دی یا ایک نے تمام کی اور دوسرا  
 راضی ہو گیا تو مشتری کو لینا پڑیگا اور ہر ایک کو ہزار درم دینے پڑیگے اور اگر ایک نے بیع تمام کی اور دوسرے نے توڑی تو اجازت  
 دینے والے کو آدھا تن اور دوسرے کو پورا غلام ملے گا اور اگر دونوں نے بیع تمام نہیں کی تو غلام لیکر آدھا آدھا کر لیں اور اسکے  
 سو اسے کچھ نہ لینگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم نہ کیے مگر قابض نے دونوں کی تصدیق کی اور یہ معلوم نہیں کہ پہلا کون کو پس اگر دونوں  
 نے بیع تمام کر دی تو ہر ایک ہزار درم لے لینگا اور اگر تمام نکلی اور مدت گزر گئی تو غلام دونوں میں برابر مشترک ہو گا اور مشتری ہر ایک کو  
 ادھی قیمت ڈانڈ دیگا اور اگر ایک نے اجازت دی اور دوسرے نے نہ دی تو اجازت دینے والا پورے ہزار درم لے لینگا اور  
 دوسرے کو پورا غلام ملے گا یہ محیط سرخس میں ہوا اور ہشام میں ہوا کہ میں نے امام محمد سے دریافت کیا کہ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ  
 میں ہوا اسپر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں نے قابض سے ایک سال سے ہزار درم کو خرید لیا ہے اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ میں نے  
 قابض سے پانچ مہینے سے سودینار کو خرید لیا ہے اور قابض کہتا ہے کہ میں نے سودینار والے کے ہاتھ بیچا ہے پس قاضی نے ہزار درم  
 والے کی ڈگری کر دی اور غلام اس کے سپرد کیا پھر مشتری نے اس میں عیب یا اگر مدعا علیہ کو بحکم قاضی واپس کر دیا اور سودینار والا  
 آیا اور کہا کہ میں غلام لے لیتا ہوں کیونکہ تو نے میرے ہاتھ بیچے کا اقرار کیا ہے اور قابض انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ قاضی نے  
 میرے تیرے درمیان کا عقد فسخ کر دیا تو مالک غلام کے قول پر اتفاقات دیکھا جائیگا اور ہزار والے کی ڈگری کر دینے سے سودینار  
 والے کی فسخ کا حکم نہوا اور سودینار والے کو اختیار ہو کہ بائع کے اقرار کی وجہ سے کہ میں نے سودینار والے کے ہاتھ بیچا ہے  
 ہزار درم والے کے ہاتھ نہیں بیچا ہے اس غلام کو لے لے اور اگر بائع نے سودینار والے سے کہا کہ غلام کو لے لے اس نے انکار کیا  
 تو بائع اسکے ذمہ لازم کر سکتا ہے اور اگر سودینار والے نے ہزار والے کی ڈگری ہونے کے وقت مجلس قاضی سے اٹھ کر کہا کہ میں نے  
 بیع فسخ کر دی تو بیع فسخ نہو گی مگر اس صورت میں فسخ ہو جائیگی کہ بائع قبول کر لے یا قاضی دونوں کی بیع فسخ کر دے یہ محیط میں

اگر مدعی اور قابض نے کسی سبب سے ایک ہی وجہ سے ملکیت حاصل کر لیا دعویٰ کیا اور دونوں نے تاریخ نہ کی یا دونوں نے ایک ہی تاریخ کی یا صرف ایک تاریخ کی تو قابض والی ہو اور اگر دونوں نے تاریخ کی اور ایک کی تاریخ سابق سے تو وہی ادلی ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر اور ایک شخص کے قبضہ میں ہو اس پر مدعی نے دعویٰ کیا کہ میں نے یہ خرید لیا ہے۔ اور اس کے گواہ قائم کیے اور قابض نے گواہ قائم کیے کہ میں نے یہ خرید لیا ہے اس پر مدعی کی تاریخ سابق ہو تو اسی کی ڈگری ہوگی پس بعد ڈگری کے اگر دونوں کا شن ادا کر دینا بائع کے اقرار یا قاضی کے معائنہ سے ثابت ہو تو مدعی کو گھر سپرد کر دیا جائے گا اور قابض کو اختیار نہ ہوگا کہ اپنے دام وصول کرنے تک وار کو روک سکے اور اگر کسی کا شن ادا کرنا اس طرح ثابت نہ ہو تو قاضی مدعی کو گھر نہ دیگا یہاں تک کہ اس سے دام وصول کر لے اور اگر ایک شخص کا شن ادا کر دینا بائع کے اقرار یا قاضی کے معائنہ سے ثابت ہو پس اگر مدعی کی طرف سے ثابت ہو تو گھر اس کو دیدیا جائیگا اور اگر قابض کا شن دیدینا ثابت ہو تو مدعی کا نہ ثابت ہو تو قاضی مدعی کو گھر نہ دیگا جب تک کہ دام وصول نہ کر لے اور اگر دونوں دام دو جنس مختلف کے ہوں تو جو کچھ مدعی سے وصول کیا اس میں سے قابض کو کچھ نہ دیگا کیونکہ بائع اگر حاضر ہو تو قابض کو بدون اس کی رضامندی کے اس میں سے لینا روا نہیں ہو اس طرح جب غائب ہو تو قاضی اس کو نہیں دے سکتا ہے اور اگر ایک ہی جنس کے ہوں تو جو مدعی سے وصول ہوا اس میں سے قابض کا پورا حق دیدیگا پھر اگر اس میں سے کچھ بیچ رہا تو بائع کے لیے رکھ لیگا اور اگر کم پڑا تو بائع کے ذمہ پڑے گا اگر حاضر ہے تو اس کا بیچا پھیر دیا جائیگا یہ اس وقت سے کہ قابض کا ادا کر دینا بائع کے اقرار یا قاضی کے معائنہ سے ثابت ہو اور اگر قابض نے اپنے شن ادا کر دینے پر گواہ قائم کرنے چاہے تو سماعت نہ ہوگی۔ اور اگر یہ دار قابض کے پاس ہے یا صدقہ کی وجہ سے ہو یا بیع کی وجہ سے ہو کہ دام نہیں ادا کیے ہیں اور مدعی نے گواہ دیے کہ میں نے اس سے پہلے یہ خرید لیا ہے تو مدعی کی ڈگری ہو جائیگی اور دام لیکر بائع کو دے جائیں گے اور مدعی کو گھر دیدیا جائیگا اور قابض کو کچھ نہ لیگا یہ عیط میں ہو اور اگر دونوں نے دو شخصوں کی طرف سے ملک حاصل کر لیا دعویٰ کیا تو مدعی کی ڈگری کی جائیگی کذا فی المحیط والذخیرہ۔ اگر قابض مدعی سے ایک کی طرف سے ملک حاصل کر لیا دعویٰ کیا اور دونوں نے تاریخ نہ کی یا ایک ہی تاریخ کی یا ایک کے بدون دوسرے کے کہی تو دونوں میں وار کی برابر ڈگری ہوگی اور ایک کی تاریخ دوسرے سے پہلے سے تو اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر دو کی طرف سے ملک حاصل کر لیا دعویٰ کیا تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہو کذا فی الذخیرہ مدعی قابض نے اگر دو شخصوں سے خرید لیا دعویٰ کیا اور دونوں نے تاریخ بیان کی گر ایک کی تاریخ میں جہاں تک مثلاً مدعی نے کہا کہ میں نے ایک سال سے یہ خرید لیا ہے اور گواہ دیے اور قابض نے گواہ سنائے کہ میں نے ایک سال سے زیادہ سے خرید لیا ہے اور گواہوں کو زیادتی یا نہیں ہو تو مدعی کی گواہی مقبول ہوگی اس طرح اگر مرعا علیہ کے گواہوں نے کہا کہ اس نے عمر دے ایک سال یا دو سال ہو سے خرید لیا ہے اور گواہوں نے اس میں شک کیا تو بھی مدعی کی ڈگری ہوگی یہ فیصلہ عادیہ میں ہو۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک گھر ہے اس پر مدعی نے دعویٰ کیا کہ میں نے قابض سے خرید لیا ہے اور قابض نے دعویٰ کیا کہ میں نے یہ خرید لیا ہے اور دونوں نے گواہ قائم کیے اور تاریخ کسی کے پاس نہیں ہو تو دونوں گواہ بیان ساقط کر دی جائیں گی خواہ قبضہ کی گواہی دی ہو یا نہ دی ہو اور بلا حکم قابض کے قبضہ میں وہ دار چھوڑ دیا جائیگا اور یہ امام اعظم و امام ابووسف کے نزدیک ہے پھر اگر دونوں فریق گواہوں نے دام ادا کر دیئے گی گواہ بیان میں تو دونوں

اولا بدلا ہو جائیگا اور اگر یہ نہ دے تو امام محمد کے نزدیک بسبب وجوب شن کے بدلا ہو جائے گا کہ انی الکافی اگر وہ دون فریق  
گواہوں نے عقار میں وقت بیان کیا اور قبضہ نہ ثابت کیا اور مدعی کا وقت سابق ہو تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک  
قابض کی ڈگری ہوگی اور اگر قبضہ ثابت کیا تو قابض کی ڈگری ہوگی اور اگر قابض کی تاریخ ثابت ہو تو دونوں دہو نہیں  
مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی المدایہ۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک گھر ہے اس پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میرا گھر ہے میں نے  
قابض کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا ہے اور اسکے گواہ قائم کیے اور قابض نے گواہ دیے کہ میرا ہے میں نے مدعی کے ہاتھ  
ہزار درم کو فروخت کیا ہے تو برقیاس قول امام اعظم و امام ابو یوسف کے دونوں گواہیان ساقط ہو جائیگی یہ محیط میں ہے  
ایک گھر کے قبضہ میں ہو اس پر عمر و برہان لایا کہ میں نے بکر سے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا ہے اور بکر برہان لایا کہ میں نے  
عمر و کے ہاتھ سو دینار کو فروخت کیا ہے اور زید نے ان سے سب انکار کیا تو دونوں مدعیوں میں دار کی ڈگری ہو جائیگی اور  
دونوں منہوں کی کچھ ڈگری نہ ہوگی کذا فی الکافی۔ ایک گھر محمد بنے کے قبضہ میں باقی بکر بنے ایک مدعی نے گواہ قائم کیے کہ میں نے  
اس عورت کے ہزار درم کو خرید لیا ہے اور عورت نے گواہ قائم کیے کہ میں نے بکر سے ہزار درم کو خرید لیا ہے اور قابض نے بکر سے  
ہزار درم کو خریدنے کے گواہ دیے اور گواہوں نے قبضہ و تاریخ ذکر کی تو محمد کی گواہی مقبول ہو اور حکم کیا جائیگا کہ اس نے بکر سے  
خرید لیا ہے اور امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک بکر اور عورت کی گواہیان باطل ہیں اور اگر گھر بکر کے قبضہ میں ہو اور  
باقی مسئلہ بحال رہے تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک محمد کی ڈگری ہوگی اور بکر و عورت کی گواہیان ساقط ہوں گی  
اور اگر عورت کے قبضہ میں ہو تو دونوں اماموں کے نزدیک کچھ حکم نہ ہوگا اور دار اسی کے قبضہ میں چھوڑ دیا جائیگا یہ محیط شخصی میں  
ہو اور اگر گواہوں نے عقد و قبضہ کی گواہیان دین اور گھر محمد کے قبضہ میں ہو اور باقی مسئلہ بحال رہے تو امام اعظم و امام ابو یوسف  
کے نزدیک محمد کے خریدنے کی ڈگری ہوگی اور عورت و بکر کی گواہیان ساقط ہوں گی اور اگر بکر کے قبضہ میں ہو تو بھی یہی حکم ہو  
اور اگر عورت کے قبضہ میں ہو تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک بکر و محمد کی گواہیان مقبول ہوں گی اور عورت کی  
مقبول نہ ہوگی یہ محیط میں ہو۔ ایک آزاد کے قبضہ میں ایک غلام ہو اس پر ایک مکاتب نے گواہ قائم کیے کہ یہ غلام میرا ہے میں نے  
اس عورت کے ہاتھ ہزار درم کو بچا ہے اور عورت نے مکاتب کے ہاتھ دس گڑ گہیوں کے عوض بیچنے کے گواہ دیے اور عورت نے  
مکاتب سے یہ طریق خریدنے کے گواہ دیے اور قبضہ ذکر کیا تو امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک محمد کی ڈگری ہوگی اور  
مکاتب و عورت کی گواہیان باطل ہوں گی اور اگر غلام مکاتب کے قبضہ میں ہو تو بھی امام اول و ثانی کے نزدیک یہی حکم ہے اور یہی  
امام محمد کے نزدیک ہے اور اگر عورت کے قبضہ میں ہو تو امام اول و امام ثانی کے نزدیک کچھ حکم نہ ہوگا یہ محیط شخصی میں ہو اور اگر بکر  
عقد و قبض کی گواہی دی اور وہ غلام آزاد کے قبضہ میں ہو تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک عورت و مکاتب کی گواہیان  
باطل ہیں اور محمد کی گواہی مقبول ہے اور اگر غلام مکاتب کے قبضہ میں ہو اور باقی مسئلہ بحال رہے تو بھی یہی حکم ہے  
اور اگر غلام عورت کے قبضہ میں ہو اور باقی مسئلہ بحال رہے تو دونوں اماموں کے نزدیک مکاتب کی گواہی عورت پر باطل ہے  
اور عورت و آزاد کی گواہیان مکاتب پر جائز ہیں کذا فی المحيط اور اگر آزاد دعوے کرتا ہے کہ سو دینار کو مکاتب کے ہاتھ فروخت  
کیا ہے اور غلام آزاد کے قبضہ میں ہے اور باقی مسئلہ بحال رہے اور گواہوں نے قبضہ ذکر کیا تو دونوں اماموں کے نزدیک

لے دے ملوک جسکے مالک نے اس سے لیا کہ اس قدر مال ادا کرے تو آزاد ہے۔ ۱۲

آزاد کے بیچ کرنے کا حکم ہوگا اور ایسا ہی امام محمدؒ کے نزدیک ہے اور مکاتیب کے قبضہ میں ہو تو بھی دونوں اماموں کے نزدیک یہی حکم ہے اور اگر عورت کے قبضہ میں ہو تو حکم ہوگا کہ حُر نے مکاتیب کے ہاتھ فروخت کیا ہے اور اگر گواہوں نے قبضہ ذکر کیا اور غلام حُر کے قبضہ میں ہے تو دونوں اماموں کے نزدیک یہ حکم ہوگا کہ مکاتیب کے ہاتھ آزاد نے فروخت کیا اور اُس کو دلایا جائیگا اور اگر مکاتیب کے قبضہ میں ہو تو بھی دونوں اماموں کے نزدیک یہی حکم ہے اور اگر عورت کے قبضہ میں ہو تو اُس کے قبضہ میں چھوڑ دیا جائیگا اور عورت و مکاتیب کی گواہیاں ساقط ہوں گی اور یہ ذکر ہوگی کہ مکاتیب غنم آزاد کو دلا کر ہے اور یہ دونوں اماموں کے نزدیک ہے یہ محیط شری میں ہو۔ و شخصوں نے ایک عورت کے نکاح کا دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ قائم کیے تو کسی کی ڈگری نہ ہوگی اگرچہ عورت کسی کے ساتھ اقرار کر دے اور یہ حکم اس وقت ہے کہ دونوں نے تاریخ نہ بیان کی یا ایک ہی تاریخ بیان کی اور اگر ایک تاریخ دونوں میں سے پیش ہے تو وہ اولیٰ ہوگا اور اگر دونوں کی تاریخ ایک ہی ہے مگر ایک کا اسپر قابو ہے تو وہی اولیٰ ہے اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی اور دوسرے نے نہ بیان کی تو تاریخ والا اولیٰ ہے اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی اور دوسرے کا قابو ہے تو جس کا قابو ہے وہی اولیٰ ہے اور اگر عورت نے ایک کے واسطے اقرار کیا اور دوسرے نے تاریخ بیان کی تو جس کے لیے اقرار کیا ہے اسی کی ڈگری ہوگی اور یہ سب حکم عورت کی زندگی میں ہے اور اگر وہ مر گئی پس اگر ایک کی تاریخ سابق ہو تو اُس کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں کی تاریخ برابر ہو یا تاریخ ہی نہ ہو تو دونوں میں نکاح کی ڈگری ہوگی اور ہر ایک پر نکاح کے وجہ سے آدھا مہر واجب ہوگا اور دونوں کو ایک شوہر کی میراث ملیگی اور اگر بچہ پیدا ہو تو دونوں سے اُس کا نسب ثابت ہوگا اور ہر ایک سے اُس کو پورے بیٹے کی میراث ملے گی اور اُن دونوں کو لڑکے کے مال سے ایک باپ کی میراث ملے گی کذا فی الخلاف مدعی و قابض نے ہر ایک سے اگر بلا تاریخ کے گواہ نکاح پیش کیے تو قابض کو ڈگری ہوگی یعنی جس کے قابو میں عورت ہے اُس کی ڈگری ہوگی اور اگر قاضی نے مدعی کے گواہوں پر اُس کی ڈگری کر دی پھر قابض نے گواہ پیش کیے تو اُن کی سماعت میں مشائخ کا اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک سماعت نہ ہوگی اور بعضوں کے نزدیک ہوگی اور سماعت ہونے پر اگر بھر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ میں نے قابض سے پہلے اس عورت سے نکاح کیا ہے تو اُس کی ڈگری ہو جائیگی یہ فیصول عمادیہ میں ہے ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا اور وہ دوسرے کے پاس سے پس عورت نے مدعی کے واسطے اقرار کر دیا پھر دونوں نے بدون تاریخ کے گواہ پیش کیے تو بعض مشائخ نے کہا کہ بسبب اقرار کے مدعی کی ڈگری ہوگی اور بعض نے کہا کہ قابض کی ڈگری ہوگی یہ فیصول استروینیہ میں ہے۔ اگر ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا اور وہ عورت کسی ایک کے قبضہ میں نہیں ہے اور اُس نے ایک کے واسطے اقرار کر دیا تو قول کو ملے گی پھر اگر دوسرے نے اپنے نکاح پر گواہ قائم کیے تو وہی اولیٰ ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے حالانکہ وہ ایک کے واسطے اقرار کر چکیں سے پس اگر دونوں کے گواہ ہوں میں تاریخ ہے تو جس کی تاریخ سابق ہے وہ اولیٰ ہے اور اگر تاریخ بیان نہ کی تو جس کی گواہی کی تعمیل ہو جاوے وہ اولیٰ ہے اور اگر دونوں کے گواہ عادل نہ ٹھہرے یا عادل ٹھہرے تو بعض مشائخ کے نزدیک جس کے واسطے سابق میں نکاح کا اقرار کیا ہے اُس کی ڈگری ہوگی اور یہی قیاس ہے اور بعضوں کے نزدیک کسی کی ڈگری نہ ہوگی اور اسی طرف کتاب ادب نقاضی میں باب الشہادت علی النکاح میں اشارہ کیا کہ کذا فی الفصول الامادیہ

اگر ایک عورت کے نکاح کا دو مہیون نے دعویٰ کیا اور وہ کسی کے پاس نہیں ہے اور دونوں نے بلا تاریخ گواہ پیش کیے اور عورت سے دریافت کیا گیا اسے کسی کے واسطے اقرار نہ کیا یہاں تک کہ دونوں گواہ بیان ساقط ہو گئیں پھر ایک مدعی نے اس امر کے گواہ دیے کہ میرے ساتھ نکاح کرنے کا اس عورت نے اقرار کیا ہے تو اسکی ڈگری ہو جائیگی جیسا کہ اگر بعد گواہ بیان پیش کرنے کے وہ کسی ایک کے ساتھ نکاح کا اقرار ظاہر کرتی تو بھی یہی حکم تھا اور اگر دونوں نے ایک عورت کے نکاح کا دعویٰ کیا حالانکہ وہ عورت انکار کرتی ہو اور کسی کے پاس بھی نہیں ہے پھر ایک کے نکاح کے گواہ دیے اور دوسرے نے نکاح کے اور اس امر کے کہ عورت نے میرے ساتھ نکاح کا اقرار کیا ہے دونوں نے گواہ دیے تو عورت کے اقرار کرنے کے گواہوں کو دوسرے پر ترجیح نہوگی یہ فصول ستر و ثنیہ میں ہو اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے پھر ایک مر گیا اور عورت نے اقرار کیا کہ میرا نکاح میرے ساتھ ہوا تھا تو اقرار صحیح ہو اور اسکے لیے ہر اور میراث کی ڈگری ہو جائیگی اور اگر دونوں نے نکاح اور دخول کے گواہ قائم کیے پھر عورت نے ایک کے واسطے اقرار کیا کہ اس نے مجھ سے پہلے دہلی کی ہو تو وہی ادلی ہو اور اگر عورت نے اقرار نہ کیا تو دونوں میں جدائی کرادی جائیگی اور ہر ایک پر سبب دخول کے مہر سہمی اور ہر مثل سے جو کم ہو وہ واجب ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں بڑا اور اگر ایک نے تنہا دعویٰ کیا اور عورت منکر ہو لیکن گواہ قائم کیے اور ڈگری ہو گئی پھر دوسرے نے دعویٰ کیا اور ایسے ہی گواہ قائم کیا تو اسکی ڈگری نہوگی لیکن اگر دوسرے کے گواہوں نے تاریخ سابق بیان کی تو اسکی ڈگری ہوگی۔ اسی طرح اگر عورت ایک شوہر کے پاس ہو اور اسکا نکاح ظاہر ہو تو دوسرے مدعی کے گواہ مقبول نہوں گے مگر اسی حد تک مقبول ہو سکتے ہیں کہ تاریخ سابق بیان کرین یہ ہدایہ میں ہو۔ اگر دو مدعیان نکاح میں سے ایک کے گواہوں نے بیان کیا کہ اس نے اس عورت سے دخول کیا ہے تو وہ ادلی ہو گا اور اگر عورت کسی ایک گھر میں ہو یا ایک کے گواہوں نے دخول کی گواہی دی اور دوسرے کے گواہوں نے بیان کیا کہ اس نے اس سے پہلے نکاح کیا ہو تو سابق ادلی ہو۔ اور اگر وہ بین ہیں کہ ہر ایک دعویٰ کرتی ہو کہ اس مرد نے مجھ سے نکاح کیا ہو اور وہ مرد انکار کرنا ہے پھر ایک میں نے گواہ قائم کیے کہ اس مرد نے اقرار کیا ہو کہ میں نے اس عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا اور دوسری میں نے گواہ دیے کہ اس نے اقرار کیا ہو کہ میں نے اس سے سو دینار پر نکاح کیا ہو اور اس سے دخول کیا ہو پھر دونوں فریق گواہوں کی تعذیل ہو گئی تو قاضی دونوں میں جدائی کر دیگا اور جب قدر مال کے گواہوں نے مرد کے اقرار کی گواہی دی وہ استحاثا ہر ایک عورت کو دلا دیگا اور اگر ایک عورت نے دونوں بیٹوں میں سے اس امر کے گواہ دیے کہ اس شخص نے نکاح و دخول کا اس عورت کے ساتھ اقرار کیا اور دوسری نے صرف نکاح کے گواہ دیے دخول گواہ نہ دیے اور دوسرے منکر ہے تو قاضی اس عورت کے نکاح کی صحت کا حکم دیگا جس کے ساتھ دخول کی گواہی گزری ہو کیونکہ دخول دلیل ہو کہ نکاح اسکا سابق ہو اور جب قدر گواہوں نے ہر بیان کیا اسکی ڈگری کر دیگا اور اگر دونوں میں سے کسی نے اقرار دخول یا نفس دخول کے گواہ قائم نہ کیے تو قاضی مرد اور ان دونوں بیٹوں میں جدائی کر دیگا اور نصف مال کی ڈگری دونوں کے واسطے کر دیگا کہ درم سے ہر کے دعویٰ کرنے والی کو چوتھائی ہر درم دلائے جاوین اور دینار سے ہر کے دعویٰ کرنے والی کو چھٹے دینار ہر کے ٹکڑے ہیں انکی جو چھٹائی دلائی جاوے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو ایک عورت نے کہا کہ میں نے زید سے نکاح کیا بعد اسکے کہ میں نے عمر سے نکاح کیا اور زید عمر و دونوں نکاح کے مدعی ہیں تو وہ زید کی عورت ہوگی اور یہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہے اور اسی پر فتویٰ ہو کہ ان فی انفسہما

لے ہر کسی کو وہ تہہ از بین جو باہر قرار داد ہو چکی اور ہر مثل سے جو کم ہو وہ واجب ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں بڑا اور اگر ایک نے تنہا دعویٰ کیا اور عورت منکر ہو لیکن گواہ قائم کیے اور ڈگری ہو گئی پھر دوسرے نے دعویٰ کیا اور ایسے ہی گواہ قائم کیا تو اسکی ڈگری نہوگی لیکن اگر دوسرے کے گواہوں نے تاریخ سابق بیان کی تو اسکی ڈگری ہوگی۔ اسی طرح اگر عورت ایک شوہر کے پاس ہو اور اسکا نکاح ظاہر ہو تو دوسرے مدعی کے گواہ مقبول نہوں گے مگر اسی حد تک مقبول ہو سکتے ہیں کہ تاریخ سابق بیان کرین یہ ہدایہ میں ہو۔ اگر دو مدعیان نکاح میں سے ایک کے گواہوں نے بیان کیا کہ اس نے اس عورت سے دخول کیا ہے تو وہ ادلی ہو گا اور اگر عورت کسی ایک گھر میں ہو یا ایک کے گواہوں نے دخول کی گواہی دی اور دوسرے کے گواہوں نے بیان کیا کہ اس نے اس سے پہلے نکاح کیا ہو تو سابق ادلی ہو۔ اور اگر وہ بین ہیں کہ ہر ایک دعویٰ کرتی ہو کہ اس مرد نے مجھ سے نکاح کیا ہو اور وہ مرد انکار کرنا ہے پھر ایک میں نے گواہ قائم کیے کہ اس مرد نے اقرار کیا ہو کہ میں نے اس عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا اور دوسری میں نے گواہ دیے کہ اس نے اقرار کیا ہو کہ میں نے اس سے سو دینار پر نکاح کیا ہو اور اس سے دخول کیا ہو پھر دونوں فریق گواہوں کی تعذیل ہو گئی تو قاضی دونوں میں جدائی کر دیگا اور جب قدر مال کے گواہوں نے مرد کے اقرار کی گواہی دی وہ استحاثا ہر ایک عورت کو دلا دیگا اور اگر ایک عورت نے دونوں بیٹوں میں سے اس امر کے گواہ دیے کہ اس شخص نے نکاح و دخول کا اس عورت کے ساتھ اقرار کیا اور دوسری نے صرف نکاح کے گواہ دیے دخول گواہ نہ دیے اور دوسرے منکر ہے تو قاضی اس عورت کے نکاح کی صحت کا حکم دیگا جس کے ساتھ دخول کی گواہی گزری ہو کیونکہ دخول دلیل ہو کہ نکاح اسکا سابق ہو اور جب قدر گواہوں نے ہر بیان کیا اسکی ڈگری کر دیگا اور اگر دونوں میں سے کسی نے اقرار دخول یا نفس دخول کے گواہ قائم نہ کیے تو قاضی مرد اور ان دونوں بیٹوں میں جدائی کر دیگا اور نصف مال کی ڈگری دونوں کے واسطے کر دیگا کہ درم سے ہر کے دعویٰ کرنے والی کو چوتھائی ہر درم دلائے جاوین اور دینار سے ہر کے دعویٰ کرنے والی کو چھٹے دینار ہر کے ٹکڑے ہیں انکی جو چھٹائی دلائی جاوے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو ایک عورت نے کہا کہ میں نے زید سے نکاح کیا بعد اسکے کہ میں نے عمر سے نکاح کیا اور زید عمر و دونوں نکاح کے مدعی ہیں تو وہ زید کی عورت ہوگی اور یہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہے اور اسی پر فتویٰ ہو کہ ان فی انفسہما

اور یہی صحیح ہو کہ نکاح کیا گیا یا قرار نکاح ہو پس اقرار صحیح ہو گیا پھر جو اسے کہا کہ بعد اسکے کہ میں نے  
 عہد سے نکاح کیا اس سے اسکی غرض یہ ہے کہ پہلے اقرار کو باطل کر دے اور یہ اسکو اختیار نہیں ہے یہ محیط سرخی میں ہو۔ لکن عہد  
 پر دو شخصوں نے ہر ایک نے یہ گواہ دے دیے کہ اس عہد سے اقرار کیا کہ میں نے اس شخص سے ہزار آدمی پر طلع کر لیا ہے۔ اور گواہوں نے  
 وقت بیان نہ کیا تو عورت پر واجب ہے کہ ہر ایک کو اسکا مال دعویٰ ادا کرے اور اگر وقت بیان کیا تو پہلے وقت دے کہ اگر کرنا  
 واجب ہے اور دوسرے کا مال باطل ہو جائیگا لیکن اگر دونوں وقتوں میں اسقدر وقت کا فاصلہ ہو کہ پہلے سے صلح کرانے  
 کے بعد عدت گذر جائے اور دوسرے سے نکاح کرے تو البتہ اسپر دونوں کا مال واجب ہوگا اور اگر اسکے ساتھ کسی ایک نے  
 دخول نہ کیا تو دونوں مال لازم ہوں گے خواہ وقت بیان کریں یا نہ کریں یہ محیط میں ہو۔ فتاویٰ ہندیہ میں نسخی میں مذکور ہے  
 کہ ایک شخص نے ایک عورت پر دعویٰ کیا کہ میری یہ عورت وصال ہے اور عورت دعویٰ کرتی ہو کہ میں اسکی عورت تھی لیکن اس  
 طلاق دیدی اور عدت گذر گئی اور میں نے اس دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کر لیا اور وہ اسی دوسرے کے پاس ہوا اور دوسرا  
 شوہر دعویٰ کرتا ہو کہ میں نے اس سے نکاح کیا اور پہلے کے نکاح سے طلاق سے انکار کرتا ہے تو عورت سے کہا جائیگا کہ طلاق کے  
 گواہ لادے پس اگر گواہ لائے سے عاجز ہوئی تو پہلے شوہر کو طلاق پر قسم دلائی جائیگی اور عورت دوسرے شوہر میں جدائی  
 کر دیا جائیگی یہ فصول عمادیہ میں ہے ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اس سے کہا کہ مجھ سے پہلے تیرا ایک شوہر تھا  
 اسنے مجھے طلاق دیدی اور عدت گذر گئی میں نے مجھ سے نکاح کیا اور عورت نے کہا کہ مجھے پہلے طلاق نہیں دی ہے تو دونوں  
 میں جدائی نہ کرانی جاوے گی پھر اگر غائب اسکے بعد حاضر ہوا اور طلاق سے انکار کیا تو عورت اسی کی ہوگی اور اگر پہلے سے نکاح  
 اور طلاق کا اقرار کیا اور عورت نے طلاق میں اسکی تکذیب کی تو اس وقت سے اسپر طلاق واقع ہوگی اور اسی وقت سے  
 عدت میں بیٹھیگی اور اس کے اور دوسرے شوہر کے درمیان جدائی کر دیا جائیگی اور اگر عورت نے اس کے تمام قول کی تصدیق کی  
 تو دوسرے شوہر کی عورت قرار پاوے گی اور اگر اسنے پہلے شوہر کے نکاح و طلاق کے اقرار سے انکار کیا تو دوسرے کی قرار پاوے گی  
 یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہاں۔ اگر مرد نے کہا کہ مجھ سے پہلے تیرا دوسرا شوہر تھا اسنے مجھے طلاق دی اور تیری عدت گذر گئی  
 اور عورت نے طلاق سے انکار کیا پھر ایک شخص نے اگر دعویٰ کیا کہ میں ہی اسکا پہلا شوہر ہوں اور دوسرے شوہر نے انکار کیا  
 تو دوسرے شوہر کا قول لیا جائیگا یہ محیط سرخی میں ہے ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر ایک شخص نے اگر دعویٰ کیا  
 کہ یہ میری عورت ہے پس مدعا علیہ نے کہا کہ تیری عورت تھی لیکن تو نے دوسرے سے اسکو طلاق دیدی اور اسکی عدت گذر گئی  
 پھر میں نے اس سے نکاح کیا اور مدعی نے طلاق دینے سے انکار کیا تو مدعی کے سپرد کر دینے کا حکم دیا جائیگا اور اگر مدعی نے  
 کہا کہ ہاں طلاق دیدی تھی لیکن پھر میں نے اس سے نکاح کر لیا اور مدعا علیہ باز خواستیں دہرائیں استقامت قلت یعنی مدعا علیہ  
 اسکو دوبارہ نکاح میں لایا انکار کرتا ہے عورت مدعا علیہ کے قبضہ میں چھوڑ دیا جائیگی اور اگر مدعی نے طلاق کا انکار کیا اور  
 مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ اسے دوسرے سے اس عورت کو طلاق دیدی اور میں نے اس سے نکاح کیا اور قاضی نے طلاق  
 کا حکم کیا تو عورت کی عدت طلاق کے وقت سے ہوگی یہ فصول استر فیئہ میں ہے ایک عورت ایک شخص کے گھر میں ہے  
 وہ کہتا ہے کہ یہ میری عورت ہے اور ایک مدعی دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میری عورت ہے اور عورت مدعی کی تصدیق کرتی ہو

تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جسکے گھر میں سے اسی کا قول مقبول ہو گا یہ فصول عمادیہ میں ہو ایک ہی نے گواہ پیش کیے کہ یہ عورت میری منکوحہ ہے اور اس شخص کے پاس بلائی ہو اور قابض کہتا ہے کہ میری عورت ہے اور عورت بھی قابض کی تصدیق کرتی ہے تو مدعی کی ڈگری کی جائیگی اور اگر قابض نے بدون تاریخ کے نکاح کے گواہ قائم کیے تو اسی کی گواہی مقبول ہوگی یہ وجہ مذکور میں ہو۔ ایک شخص نے ایک عورت سے کہا کہ تجھے تیرے باپ سے میرے ساتھ بیاہ دیا اور تو نابالغ تھی اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ جب بیاہ دیا ہے تو میں بالغ تھی اور میں راضی رہتی تو عورت کا قول مقبول ہو گا اور گواہی مرد کی مقبول ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان و محیط میں ہو۔ عورت بالذات نے اگر گواہ پیش کیے کہ میں نے بالغ ہوتے ہی نکاح رد کر دیا اور خواہر نے گواہ پیش کیے کہ بعد بالغ ہونے کے خاموش ہو رہی تو عورت کی گواہی مقبول ہوگی یہ فصول ستر دینیہ میں ہو۔ اگر جو رو و خواہر نے بعد بیاہ ہوجانے کے نکاح کے صحیح ہونے و فاسد ہونے میں جھگڑا کیا پس خواہر نے فساد کا دعویٰ کیا اور جو رو نے صحیح ہونے کا دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ قائم کیے تو فساد کے دعویٰ کرنے والے کے گواہ مقبول ہوں گے اور جب فساد کے گواہ مقبول ہوئے تو عورت کا نفقہ ساقط ہو جائیگا اور بچہ کالسب ہر صورت میں ثابت ہو گا یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ ایک مرد عورت دونوں قبضہ میں ایک دار سے پس عورت نے گواہ قائم کیے کہ یہ دار میرا ہے اور یہ مرد میرا غلام ہو اور مرد نے گواہ قائم کیے کہ یہ دار میرا ہے اور یہ عورت میری جو رہا وہ میں نے ہزار درم پر اس سے نکاح کیا ہو اور اسکو دیسے ہیں اور اسکے گواہ ندیے کہ میں خریدی ہوں تو عورت کی ڈگری ہو جائیگی اور گھر اسی کو لیا گا اور مرد اسکا غلام ہو گا اور اگر مرد نے گواہ قائم کیے کہ میں اصلی آزاد ہوں اور باقی مسئلہ بحال ہے تو عورت اسکی جو رہا وہی اور وہ آزاد قرار دیا جائیگا اور گھر کی ڈگری عورت کے نام ہوگی اور اگر دونوں کے پاس گواہ نہ ہوں تو گھر مرد کا ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ بشرح نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد عورت نے عورتوں کے زیور وغیرہ میں اختلاف کیا عورت نے گواہ قائم کیے کہ یہ متاع میری ہو اور یہ شخص میرا غلام ہو اور مرد نے گواہ قائم کیے کہ متاع میری ہو اور یہ عورت میری جو رہا وہ میں نے اس سے ہزار درم پر نکاح کر کے پسکو ہر دو پر یا ہے تو عورت کی ڈگری کی جائیگی کہ متاع عورت کی اور یہ شخص عورت کا غلام ہو پس اگر مرد نے اپنے اصلی آزاد ہونے کے گواہ قائم کیے تو حکم دیا جائیگا کہ عورت اسکی جو رہا وہی اور متاع مرد کی ہو یا یہی متاع نے ذکر کیا ہو اور مسئلہ وار پر قیاس کر کے چاہے کہ متاع کی عورت کے واسطے ڈگری کیجاوے اور اگر اس میں اختلاف کیا اور یہ متاع عورت کے قبضہ میں ہو اور مثل کے مرد کے قبضہ میں ہے تو نکاح کی ڈگری ہو جائیگی اور مرد آزاد ہو جائیگا اور حکم دیا جائیگا کہ جو ہر ایک کے قبضہ میں ہے وہ دوسرے کا ہے خواہ عورتوں کا اسباب ہو یا مردوں کا اسباب ہو یا دونوں کا ہو اور اگر متاع صرف ایک کے قبضہ میں ہو دوسرے کے قبضہ میں نہ ہو تو مدعی کی گواہی مقبول ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ ابن شجاع نے نوادر میں ذکر کیا کہ اگر مرد نے گواہ دیے کہ یہ دار میرا ہے اور یہ عورت میری باندی ہو اور عورت نے گواہ دیا کہ گھر میرا ہے اور یہ شخص میرا غلام ہے اور گھر دونوں کے قبضہ میں نہیں ہو تو دونوں میں آدمے آدمے کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک کے قبضہ میں ہو تو اسی کے ہاتھ میں چھوڑا جائیگا اور دونوں کی آزادی کا حکم ہو گا اور کسی کی طرف سے دوسرے کے ملک ہونے کی گواہی مقبول نہ ہوگی قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ جب دار ایک کے قبضہ میں ہو تو مدعی کی ڈگری ہونی چاہیے کیونکہ قابض کی برہان ملک مطلق میں مدعی کی برہان کی معارض

لے لینے آزاد ہوں نہ کسی کا غلام نہ ہو کہ ۱۱۲



نہیں ہوتی ہر یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص نے ایک عورت پر اپنی جوڑ دہنی کا دعویٰ کیا اور دوسرے شخص نے اپنی باندی ہونی کا دعویٰ کیا اور عورت نے گواہ دیے کہ یہ دونوں میرے غلام ہیں تو قیاس چاہتا ہے کہ دونوں پر عورت کی گواہی مقبول ہو اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے گواہ نہ قائم کیے تو قسم نہ لیا جائیگی اور نہ قسم سے باز رہتے ہو ڈگری کی جائیگی یہ جو ہر الفتاویٰ میں ہو۔ اگر ایک شخص غلام نے کسی آزاد عورت سے نکاح کیا پھر دعویٰ کیا کہ مالک نے مجھے نکاح کی اجازت نہیں دی تھی اور عورت نے کہا کہ اجازت دی تھی تو دونوں میں جدائی کر دی جائیگی اور غلام کی تصدیق ہر کے باطل کرنے میں نہوگی اگر اس کے ساتھ دلی کر لی ہو تو غلام پر کسی کرنا واجب ہوگی اور جب تک عورت عدت میں ہو اس کا نفقہ واجب ہوگا اور اگر دلی نہیں کی تھی تو ادھامر لازم ہوگا اور اگر کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ مجھے مالک نے اجازت دی تھی یا نہیں دی تھی تو بھی یہی حکم ہے کذا فی الفصول العادۃ یہ

مسائل متصلہ ایک شخص نے ایک عورت پر دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے نکاح کیا ہے اور اسپر گواہ قائم کیے اور عورت نے ایک دوسرے شخص پر گواہ قائم کیے کہ اس نے مجھ سے نکاح کیا ہے اور وہ منکر ہے تو مردی کی گواہی مقبول ہوگی کذا فی الذخیرہ ایک شخص نے ایک عورت پر نکاح کرنے کے گواہ قائم کیے اور عورت کی بہن نے اس مرد پر گواہ قائم کیے کہ اس نے مجھ سے نکاح کیا ہے تو امام اعظم نے فرمایا کہ مرد کی گواہی مقبول ہوگی اور عورت کی مقبول نہوگی اور اگر عورت کے گواہوں نے تاریخ بیان کی اور مرد کے گواہوں نے ذبیان کی تو مرد کا دعویٰ جائز ہے اور اس عورت سے نکاح ثابت ہوگا جس کا مرد دعویٰ کرتا ہے اور عورت مدعیہ کا دعویٰ باطل ہوگا اور شوہر پر عورت کا ادھامر واجب ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے اور عورت نے گواہ قائم کیے کہ میری بہن اس مدعی کی جوڑ دہنی اور مرد نکاح کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ میری جوڑ دہنی ہے تو قاضی حکم دیا کہ یہ عورت جو حاضر ہے مدعی کی جوڑ دہنی ہے اور غائب عورت کے نکاح کی ڈگری نہ کریگا یہ امام اعظم کے نزدیک ہے اس طرح اگر حاضر عورت نے مدعی کے اس قرار کے گواہ دیے کہ غائب عورت سے میں نے نکاح کیا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ قاضی توقف کریگا اور حاضر عورت کے نکاح کی ڈگری نہ کریگا یہ فصول عادیہ میں ہے اگر ایک عورت کے نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے پس عورت نے دعویٰ کیا کہ اس نے میری ماں یا بیٹی سے نکاح کیا ہے تو امام اعظم کے نزدیک یہ صورت اور بہن سے نکاح کرنے کے دعویٰ کی صورت یکساں ہے اور اگر حاضر عورت نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ اس شخص نے میری ماں سے نکاح کیا اور اس سے دلی کی یا بوسہ یا یا شہوت سے اس کا مس کیا یا شہوت سے اس کی فرج کی طرف نظر کی ہو تو قاضی اس حاضر عورت اور مدعی کے درمیان جدائی کر دے گا اور غائب عورت کے ساتھ نکاح ہونے کی ڈگری نہ کریگا یہ فصول استروخنیہ میں ہے ایک شخص کی صغریٰ و کبریٰ دو بیٹیاں ہیں پس ایک نے اسپر گواہ قائم کیے کہ اس نے اپنی کبریٰ بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کر دیا ہے اور باپ نے گواہ قائم کیے کہ میں نے صغریٰ کا نکاح اس کے ساتھ کیا ہے تو شہر کی گواہی مقبول ہوگی کذا فی الحیضہ اگر ایک عورت نے کہا کہ میں نے اس شخص سے کل کے روز نکاح کیا پھر کہا کہ میں نے اس دوسرے شخص سے ایک سال سے نکاح کیا ہے تو یہ عورت اس کی ہوگی جس کے واسطے کل کے روز نکاح کا اقرار کر چکی ہو اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے دونوں کے ساتھ ایک بار نکاح کا اقرار کیا ہے اور وہ عورت منکر ہے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ

لے بیٹی ایک عورت سے نکاح کیا ہے اس کا نام نکاح استروخنیہ میں ہے کذا فی الفصول العادۃ ۱۱۳

نے فرمایا کہ میں گواہوں سے دریافت کروں گا کہ کس کے ساتھ اقرار شروع کیا تھا اسی کی ڈگری کو دیکھا اور اگر عورت نے یوں کہا کہ میں نے دونوں سے نکاح کیا اس سے کل کے روز اور دوسرے سے ایک سال سے توکل کے روز والے کی جو وہ قرار دیکھا ایسی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے ایک عورت کے نکاح کا دعویٰ کیا آئے انکار کیا اور ایک دوسرے مرد حاضر کے ساتھ نکاح کا اقرار کیا اور اس شخص نے عورت کے اقرار کی تصدیق کی تو مدعی کو گواہ قائم کرنے کی ضرورت ہوگی پس اگر گواہ قائم کیے اور ثبوت ہو گیا تو مقدمہ کو ضرورت ہوگی کہ اس شخص مدعی پر عورت کے سامنے گواہ قائم کرے پس اگر آئے قائم کیے تو بسبب اس کے گواہ بھی ہیں اور عورت بھی اقرار کرتی ہو وہی ادلی اور اسی کی ڈگری ہوگی یہ تفصیل عمادیہ میں موجود ہے۔

۱۔ امام محمد سے روایت کی ہے اگر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا ہے اور عورت نے گواہ قائم کیے کہ آئے مجھ سے سو دینار پر نکاح کیا ہے اور عورت کے باپ نے جو شوہر کا غلام ہے یہ گواہ قائم کیے کہ آئے میرے رقبہ پر اس سے نکاح کیا ہے اور عورت کی ان نے جو شوہر کی باندی ہو یہ گواہ قائم کیے کہ آئے میرے رقبہ پر اس سے نکاح کیا ہے تو باپ اور ماں کے گواہ مقبول ہوں گے اور دونوں کے آدھے آدھے رقبہ پر نکاح جائز ہو گا اور اگر قاضی نے عورت کے لیے سو دینار ہر کی ڈگری کر دی پھر باپ نے گواہ قائم کیے اور باقی مسئلہ بحال ہو تو قاضی پہلا حکم باطل کر کے یہ حکم دیکھا کہ باپ کی آزادی اس کا میرے اور باپ اسی عورت کے مال سے آزاد ہو گا اور اگر شوہر نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس عورت سے اس کے بچے رقبہ پر نکاح کیا ہے اور باپ اس عورت کی اور قاضی نے حکم دیا پھر عورت نے گواہ قائم کیے کہ آئے مجھ سے سو دینار ہر پر نکاح کیا ہے تو گواہی مقبول ہوگی اور سو دینار عورت کو دلائے جائیگے اور باپ جو آزاد ہوا وہ شوہر کے مال سے آزاد ہوا اور اس کی دلائے شوہر کو ملیگی اور اگر باپ نے گواہ قائم کیے کہ آئے عورت سے میرے رقبہ پر نکاح کیا ہے اور عورت نے گواہ دے کہ سو دینار پر اور مرد نے گواہ دے کہ ہزار درم پر نکاح کیا ہے تو باپ کی گواہی پر حکم ہو گا اور اپنی بیٹی کے مال سے آزاد قرار دیا جائیگا پھر اگر عورت کی ان نے گواہ قائم کیے کہ میری گردن پر نکاح کیا ہے تو مقبول نہ ہوں گے یہ محیط شخصی میں ہے اگر وہ بہنوں نے ہر ایک نے ایک ہی مرد پر دعویٰ کیا کہ آئے مجھ سے اولانکاح کیا ہے تو یہ شوہر کے اختیار میں رہا اگر آئے ایک سے پہلے نکاح ہوئے اور اپنی جود ہونے کی تصدیق کی تو وہی اس کی جو وہ ہوگی اور دوسری کے گواہ باطل ہوں گے اور اس کو کچھ ہر نہ ملے گا بشرطیکہ دوسری کے ساتھ دخول نہیں کیا ہو اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے دونوں میں سے کسی کے ساتھ نکاح نہیں کیا ہے یا دونوں کے ساتھ نکاح کیا ہے اور پہلی مجھے معلوم نہیں ہے تو کتاب میں مذکور ہے کہ دونوں سے شوہر کی جدائی کرادی جائیگی اور دونوں کو آدھا ہر لیا اگر کسی کے ساتھ آئے وہی نہیں کی ہے اور شائع نے کہا کہ یہ حکم اس وقت میں ہے کہ شوہر نے کہا کہ میں نے دونوں سے نکاح کیا ہے اور پہلی مجھے معلوم نہیں ہو اور اگر کہا کہ میں نے کسی سے نکاح نہیں کیا ہے تو کچھ ہر واجب نہ ہونا چاہیے اور اصح یہ ہے کہ یہ حکم دونوں صورتوں میں یکساں ہے کہ انی فتاویٰ قاضی خان اگر ایک عورت نے کسی مرد پر نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے انکار کیا پھر باہم دونوں نے راستی کے ساتھ کہا کہ نکاح واقع تھا تو نکاح ثابت ہو گا چنانچہ ابتدا میں اگر دونوں راستی سے کہتے کہ مازن و خویم تو نکاح ثابت نہوتا یہ فصول استروخانیہ میں ہے مرد نے عورت پر نکاح

یہاں قائم کو دعویٰ عورت نے کیا کہ میرا شوہر سلطان بن خلیل بن دین سے تو عورت کے قول پر انکسار نہ کر کے گواہوں پر ڈگری ہو جائیگی یہ دعویٰ کر رہی میں گواہ اگر کسی نے ایک عورت کے نکاح کا دعویٰ کیا اور عورت نے انکار کیا ولیکن کسی دوسرے کے ساتھ انکار نہیں کیا پھر دوسری مجلس میں قاضی کے سامنے اسی مدعی کے ساتھ نکاح کا اقرار کیا تو صحیح ہو اور سماعت ہوگی اور اگر کسی دوسرے کے ساتھ نکاح کا اقرار کیا پھر مدعی کے ساتھ اقرار کیا تو سماعت نہ ہوگی یہ فیصلہ عمادیہ میں مذکور ایک عورت نے ایک شخص کے ساتھ نکاح کا دعویٰ کیا پس مرد نے کہا کہ میں نے ایسا نہیں کیا پھر کہا کہ ان کا یہ تو جائز ہے یہ محیط میں سے ایک عورت کے ایک مرد سے نکاح کر لیا دعویٰ کیا اور اس شخص نے انکار کیا پھر اس شخص نے اسکے بعد نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے تو مقبول ہوئے ایک مرد نے ایک عورت پر دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے ہنر آدم پر نکاح کیا ہے عورت نے انکار کیا پس مرد نے دو ہزار آدم پر نکاح کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہوئے گواہ کے اور دو ہزار آدم پر نکاح کی ڈگری ہو جائیگی اور اگر خاص غلام پر نکاح ہونے کے گواہ قائم کیے تو بھی مقبول ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں مذکور ہے ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا پس عورت نے کہا کہ میں نے اس سے نکاح کیا تھا ولیکن مجھے اسکی وفات کی خبر ملی پھر میں نے عدت بیٹھنے کے بعد اس مرد سے نکاح کر لیا تو وہ مدعی کی جو رو قرار دی جائیگی اور اگر عورت نے کہا کہ میں اس شخص کی جو رو ہوں ولیکن پہلے میں اس مدعی کی جو رو تھی اور قصہ بیان کیا تو وہ دوسرے شخص کی جو رو قرار دی گئی یہ دعویٰ کر رہی میں اور صلح ہو کہ موت کا دن تک قاضی میں داخل نہیں ہوتا ہو مثلاً ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میرا باپ خلیل روزگار کیا اور قاضی نے حکم دیا تو موت کا حکم ہو گا یہ دن داخل حکم ہو گا پھر اگر کسی عورت نے دعویٰ کیا کہ اس میت نے مجھ سے بعد اس روز کے نکاح کیا ہو تو سماعت ہوگی در نکاح کا حکم ہو جائیگا اور قتل کا روز طم قضا میں داخل ہوتا ہو حتیٰ کہ اگر کسی دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرے باپ کو خلیل روزگار قتل کیا اور قاضی نے ڈگری کر دی پھر کسی عورت نے دعویٰ کیا کہ اسکے باپ نے مجھ سے اتنا خرچہ کر کے بعد کسی دن نکاح کیا تو سماعت نہ ہوگی یہ فیصلہ عمادیہ میں مذکور ہے ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میرے خلیل شوہر نے مجھے طلاق دی تھی عدت گذر گئی پھر میں نے تجھ سے نکاح کیا پس عورت نے کہا کہ میرے خلیل شوہر نے مجھے طلاق نہیں دی پس میں نے خلیل شخص کے طلاق دینے کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہوئے گے پھر اگر شوہر آیا اور مدعی نے اس کے طلاق دینے کے قائم کیے تو مقبول ہونگے پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر گواہوں نے عدت کے بعد نکاح کی گواہی دی تو نکاح ثابت ہو گا کہ فی الاصول الاستدسارینہ اگر دو شخصوں نے ایک چوپایہ کے اپنی ملک میں پیدا ہوئیے گواہ دیے اور تاریخ دونوں کے بیان کی تو اسکی ڈگری ہوگی جسکی تاریخ چوپایہ کے سن کے موافق ہو خواہ چوپایہ دونوں کے قبضہ میں ہو یا ایک کے قبضہ میں ہو کسی شخص کے قبضہ میں ہو کسی شخص کے قبضہ میں ہو اگر کسی کی ڈگری ہوگی اور اگر تیسرے کے قبضہ میں ہو تو بھی دونوں کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں تاریخوں سے چوپایہ کے سن کے موافق ہیں انکسار ہو تو دونوں کی ڈگری ہوگی اگر چوپایہ دونوں کے قبضہ یا تیسرے کے قبضہ میں ہو کہ فی التمسین اور اگر معلوم ہو کہ چوپایہ کا سن ایک مدعی کی تاریخ سے مخالف ہے اور دوسری تاریخ سے موافق کرنے میں انکسار ہو تو بھی مشتبه ہوگی جسکی تاریخ سے اشتباہ ہے اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے تاریخ نہ کی اور دوسرے نے تاریخ کی مگر اسکی تاریخ چوپایہ کے سن سے مشتبه ہے تو اگر تیسرے کے قبضہ میں ہو تو دونوں کے درمیان مشترک ہونے کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں کے قبضہ میں ہو تو انھیں کے قبضہ میں چھوڑ جائیگا

یہاں قائم کو دعویٰ عورت نے کیا کہ میرا شوہر سلطان بن خلیل بن دین سے تو عورت کے قول پر انکسار نہ کر کے گواہوں پر ڈگری ہو جائیگی یہ دعویٰ کر رہی میں گواہ اگر کسی نے ایک عورت کے نکاح کا دعویٰ کیا اور عورت نے انکار کیا ولیکن کسی دوسرے کے ساتھ انکار نہیں کیا پھر دوسری مجلس میں قاضی کے سامنے اسی مدعی کے ساتھ نکاح کا اقرار کیا تو صحیح ہو اور سماعت ہوگی اور اگر کسی دوسرے کے ساتھ نکاح کا اقرار کیا پھر مدعی کے ساتھ اقرار کیا تو سماعت نہ ہوگی یہ فیصلہ عمادیہ میں مذکور ایک عورت نے ایک شخص کے ساتھ نکاح کا دعویٰ کیا پس مرد نے کہا کہ میں نے ایسا نہیں کیا پھر کہا کہ ان کا یہ تو جائز ہے یہ محیط میں سے ایک عورت کے ایک مرد سے نکاح کر لیا دعویٰ کیا اور اس شخص نے انکار کیا پھر اس شخص نے اسکے بعد نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے تو مقبول ہوئے ایک مرد نے ایک عورت پر دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے ہنر آدم پر نکاح کیا ہے عورت نے انکار کیا پس مرد نے دو ہزار آدم پر نکاح کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہوئے گواہ کے اور دو ہزار آدم پر نکاح کی ڈگری ہو جائیگی اور اگر خاص غلام پر نکاح ہونے کے گواہ قائم کیے تو بھی مقبول ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں مذکور ہے ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا پس عورت نے کہا کہ میں نے اس سے نکاح کیا تھا ولیکن مجھے اسکی وفات کی خبر ملی پھر میں نے عدت بیٹھنے کے بعد اس مرد سے نکاح کر لیا تو وہ مدعی کی جو رو قرار دی جائیگی اور اگر عورت نے کہا کہ میں اس شخص کی جو رو ہوں ولیکن پہلے میں اس مدعی کی جو رو تھی اور قصہ بیان کیا تو وہ دوسرے شخص کی جو رو قرار دی گئی یہ دعویٰ کر رہی میں اور صلح ہو کہ موت کا دن تک قاضی میں داخل نہیں ہوتا ہو مثلاً ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میرا باپ خلیل روزگار کیا اور قاضی نے حکم دیا تو موت کا حکم ہو گا یہ دن داخل حکم ہو گا پھر اگر کسی عورت نے دعویٰ کیا کہ اس میت نے مجھ سے بعد اس روز کے نکاح کیا ہو تو سماعت ہوگی در نکاح کا حکم ہو جائیگا اور قتل کا روز طم قضا میں داخل ہوتا ہو حتیٰ کہ اگر کسی دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرے باپ کو خلیل روزگار قتل کیا اور قاضی نے ڈگری کر دی پھر کسی عورت نے دعویٰ کیا کہ اسکے باپ نے مجھ سے اتنا خرچہ کر کے بعد کسی دن نکاح کیا تو سماعت نہ ہوگی یہ فیصلہ عمادیہ میں مذکور ہے ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میرے خلیل شوہر نے مجھے طلاق دی تھی عدت گذر گئی پھر میں نے تجھ سے نکاح کیا پس عورت نے کہا کہ میرے خلیل شوہر نے مجھے طلاق نہیں دی پس میں نے خلیل شخص کے طلاق دینے کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہوئے گے پھر اگر شوہر آیا اور مدعی نے اس کے طلاق دینے کے قائم کیے تو مقبول ہونگے پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر گواہوں نے عدت کے بعد نکاح کی گواہی دی تو نکاح ثابت ہو گا کہ فی الاصول الاستدسارینہ اگر دو شخصوں نے ایک چوپایہ کے اپنی ملک میں پیدا ہوئیے گواہ دیے اور تاریخ دونوں کے بیان کی تو اسکی ڈگری ہوگی جسکی تاریخ چوپایہ کے سن کے موافق ہو خواہ چوپایہ دونوں کے قبضہ میں ہو یا ایک کے قبضہ میں ہو کسی شخص کے قبضہ میں ہو کسی شخص کے قبضہ میں ہو اگر کسی کی ڈگری ہوگی اور اگر تیسرے کے قبضہ میں ہو تو بھی دونوں کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں تاریخوں سے چوپایہ کے سن کے موافق ہیں انکسار ہو تو دونوں کی ڈگری ہوگی اگر چوپایہ دونوں کے قبضہ یا تیسرے کے قبضہ میں ہو کہ فی التمسین اور اگر معلوم ہو کہ چوپایہ کا سن ایک مدعی کی تاریخ سے مخالف ہے اور دوسری تاریخ سے موافق کرنے میں انکسار ہو تو بھی مشتبه ہوگی جسکی تاریخ سے اشتباہ ہے اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے تاریخ نہ کی اور دوسرے نے تاریخ کی مگر اسکی تاریخ چوپایہ کے سن سے مشتبه ہے تو اگر تیسرے کے قبضہ میں ہو تو دونوں کے درمیان مشترک ہونے کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں کے قبضہ میں ہو تو انھیں کے قبضہ میں چھوڑ جائیگا

یہ محیط میں سے اور اگر ایک قبضہ میں ہو تو قابض کی ڈگری ہوگی اور اگر جو یا یہ کاسن دونوں تار بخون سے مخالف ہو تو دونوں کی گواہیان باطل ہوں گی اور قابض کے پاس چھوڑ دیا جائیگا کذا فی التین عامہ شائع نے فرمایا کہ یہی صحیح ہو کذا فی محیط اور اس صحیح یہ ہو کہ دونوں کی گواہیان باطل ہوں گی بلکہ دونوں کی ڈگری ہوگی بشرطیکہ دونوں غیر قابض ہوں یا قابض ہوں اور اگر ایک قابض ہو تو اسی کی ڈگری ہوگی کذا فی التین خواہ قابض نے اپنے دعوے کے گواہ غیر قابض مدعی کی ڈگری ہونے سے پہلے قائم کیے ہوں یا بعد کو قائم کیے ہوں کذا فی محیط اور اگر غیر قابض مدعی نے گواہ دے دیے کہ یہ غلام میرا ہے میں نے اسکو فلان شخص سے خرید اسے اور یہ میرے بلع کی ملک میں پیدا ہوا ہو اور قابض نے گواہ سنا ہے کہ یہ غلام میرا ہے میں نے اسکو فلان دوسرے شخص سے خرید اسے اور یہ اسی کی ملک میں پیدا ہوا ہو تو قابض کی ڈگری ہوگی اسی طرح اگر غیر قابض مدعی نے اپنے بلع کی ملک میں پیدا ہونے کے گواہ سنا ہے اور قابض نے اپنی ملک میں پیدا ہونے کے گواہ سنا ہے تو قابض اولیٰ ہو اسے طرح اگر قابض کے دارت یا وصی پر گواہ قائم کیے کہ یہ غلام مجھے ایک شخص سے ہے ملا اور میں نے قبضہ کیا اور یہ اسی شخص کی ملک میں پیدا ہوا ہے تو بھی ایسا ہی حکم ہو گا یہ بسوط میں سے ایک بکری ایک شخص کے قبضہ میں ہو اس پر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ بکری میری اور میری ملک میں پیدا ہوئی اور قابض نے گواہ دے دیے کہ یہ میری ہے میں فلان شخص کی طرح اسکا مالک ہوا ہوں اور یہ بکری اسی فلان شخص کی ملک میں پیدا ہوئی ہو تو قابض کے لئے اس کا حکم قضا ہو گا کذا فی الذخیرہ اور اصل میں مذکور ہو کہ قاضی مدعی دوم کے واسطے حکم منسوخ کر کے پہلے کی ڈگری کرویگا اور یہی صحیح ہو کذا فی محیط اور اگر دونوں میں سے ایک نے ملک کے اور دوسرے نے نتائج کے گواہ دے دیے تو نتائج والا اولیٰ ہے کوئی ہو اسے طرح اگر وہ شخص غیر قابض ایسا دعویٰ کرے تو نتائج داسے مدعی کی گواہی اولیٰ ہو اور اگر قابض نے نتائج کا دعوے کیا اور اسکی ڈگری ہو گئی پھر تیسرے نے نتائج کے گواہ دے دیے تو اسکی ڈگری ہو جائیگی مگر نہ اس صورت میں کہ قابض اپنی ملک میں پیدا ہونے کے گواہ دوبارہ پیش کرے کذا فی الحافی اور اگر قابض کو دوبارہ گواہ پیش کرے تو یہی قدرت نبویٰ اور قاضی نے تیسرے کی ڈگری کر دی پھر قابض نے گواہ سنا ہے کہ یہ غلام میرا ہے میری ملک میں پیدا ہوا ہے تو اسکی ڈگری ہوگی غلام اسکو دینگا اور اگر قابض دوبارہ گواہ نہ لایا بلکہ جوتھے نے حاضر ہو کر گواہ دے دیے کہ یہ میرا غلام ہو میری ملک میں پیدا ہوا ہو تو قاضی تیسرے کے گواہ اپنے اہل امر کے گواہ لاکر یہ تیرا غلام ہو میری ملک میں پیدا ہوا ہو اس شخص جوتھے کے سامنے دوبارہ پیش کرے گا تیسرے نے گواہ پیش کیے تو وہی جوتھے سے زیادہ مقدار ہو گا پھر اگر پہلا مدعی حاضر ہوا اور گواہ لایا کہ یہ میرا غلام ہو میری ملک میں پیدا ہوا ہے تو اسکی گواہی مقبول نہ ہوگی کیونکہ ایک مرتبہ اس پر اسی غلام کی ڈگری ہو چکی ہو اس واسطے پھر اس کے گواہ اس غلام کی بابت کسی پر مقبول نہ ہوں گے اور یہ قول امام ابووسف و امام محمد کا ہو اور یہی قیاس قول امام اعظم ہو کذا فی محیط ایک شخص کے قبضہ میں ایک غلام ہو اس پر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ غلام میرا ہے میری ملک میں پیدا ہوا ہے اور ایک دوسرے مدعی نے بھی ایسے ہی گواہ قائم کیے اور قاضی نے دونوں مدعیوں کے درمیان نصف نصف غلام کی ڈگری کر دی پھر تیسرے شخص یا اور اسے بھی ایسے ہی گواہ پیش کیے تو تمام غلام کی ڈگری اس کے نام کر دی جائیگی اگر پہلے دونوں مدعیوں کی ڈگری وار دن نے دوبارہ اپنی ملک نتائج کے گواہ نہ پیش کیے پس اگر ایک نے بدون دوسرے کے دوبارہ گواہ پیش کیے تو جس نے نہیں پیش کیے اس کے لئے کسی

ڈگری تیسرے کے نام ہو جائیگی اور جس نے دوبارہ پیش کیے ہیں اس میں تیسرے کا حق نہ ہو گا پھر اگر پہلے مدعا علیہ نے جسپر ڈگری ہو چکی اور جسکے قبضہ میں غلام تھا یہ گواہ پیش کیے کہ غلام میرا ہے میری ملک میں پیدا ہوا ہے اور قاضی کے سامنے پیش کیے تو اس کی ڈگری ہو جائیگی کیونکہ اگر وہ پہلے روز اس دہر کے گواہ دیتا تو اس کی گواہی اولیٰ تھی ایسا ہی اگر بعد اسکے پیش کیے تو اسکے گواہ اولیٰ ہیں کہ ان فی الذخیرہ۔ اگر قابض وغیر قابض نے ملک مطلق کے دعوے پر گواہ قائم کیے اور قابض پر ملک مدعی کی ڈگری ہو گئی پھر اس قابض نے جسپر ڈگری ہوئی ہو ملک نتائج کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہوں گے اور پہلا حکم قضا باطل ہو گا یہ کافی ہیں ہو ایک غلام ایک شخص کے قبضہ میں ہو اسے گواہ دیے کہ میرا غلام ہو میں نے اپنی ملک میں اسکو آزاد کر دیا ہو اور دوسرے نے گواہ دیے کہ میرا غلام ہو میری ملک میں پیدا ہوا ہو تو ملک میں پیدا ہونے کے گواہ اولیٰ ہیں کہ ان فی فتاویٰ قاضی خان قابض اور غیر قابض دونوں نے اگر غلام کے نتائج کے گواہ پیش کیے اور خارج کے دعوے میں آزاد کرنا بھی ہو تو وہی اولیٰ ہو اس طرح اگر دونوں مدعیوں نے دعویٰ کیا اور حالیکہ غلام تیسرے کے قبضہ میں ہو اور ایک ہی آزاد کر دینے کا بھی دعوے کرتا ہو تو وہی اولیٰ ہو کیونکہ نتائج مع حق کی گواہی زیادہ مستقیم کہ اس پر استحقاق اصلاً نہیں ہو سکتا ہو اور گواہی قابض نسبت ملک اگرچہ ہو تو ایسا استحقاق اس پر آسکتا ہو یہ محیط سرخی میں ہو اگر غیر قابض مدعی نے نتائج کے ساتھ مدبر کر لیا دعویٰ کیا اور قابض نے فقط نتائج کا دعوے کیا تو اس صورت میں روایات مختلف ہیں ابوسلمان کی روایت میں ہو کہ غیر قابض مدعی کی ڈگری ہوگی اور مدبر کرنے کو بمنزلہ آزاد کرنے کے شمار کیا اور ابوحنبل کی روایت میں بمنزلہ اسکا کرنے کے شمار کیا اور قابض کی ڈگری ہوگی کہ ان فی محیط اور اگر مدعی نے نتائج کے ساتھ مدبر کرنے یا ام ولد بنانے کا دعویٰ کیا اور قابض نے نتائج کے ساتھ قطعی آزاد کر لیا دعویٰ کیا تو قابض کی گواہی اولیٰ ہو اور اگر قابض نے نتائج کے ساتھ مدبر کرنے یا ام ولد بنانے کا دعویٰ کیا اور مدعی نے متعلق قطعی کا دعویٰ کیا تو مدعی اولیٰ ہو یہ محیط سرخی میں ہو اگر قابض نے نتائج کا دعویٰ کیا اور مدعی نے دعویٰ کیا کہ میری ملک ہے مجھ سے قابض نے غصب کر لیا ہو تو مدعی کی گواہی اولیٰ ہو اور اس طرح اگر قابض نے نتائج کا دعویٰ کیا اور مدعی نے کہا کہ میری ملک ہے میں نے اسکو اجرت پر یا عاریت یا ودیعت دی ہو تو مدعی کی گواہی اولیٰ ہو یہ محیط میں ہے ایک باندی پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ باندی میری ہو میرے واسطے فلاں شہر کے قاضی نے اس شخص پر جسکے قبضہ میں ہو ڈگری کر دی ہو اور قابض نے گواہ دیے کہ میری ہو میری ملک میں پیدا ہوئی ہو پس اگر مدعی کے گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس قاضی نے مدعی کی ڈگری ایسے گواہوں پر کر دی جنہوں نے اس کے پاس یہ گواہی دی کہ مدعی نے قابض سے اسکو خرید لیا قابض نے اسکو صدقہ یا ہبہ مقبوضہ دیا ہو یا یہ گواہی دی کہ اس قاضی نے اس مدعی کی ڈگری کر دی اور کوئی سبب نہ بیان کیا تو یہ قاضی بھی اس حکم کو نافذ کر کے باندی مدعی کو دلا دیگا اور اگر یہ گواہی دی کہ مدعی کے گواہوں نے اس قاضی کے سامنے گواہی دی تھی کہ یہ باندی مدعی کی ہو اسکی ملک میں پیدا ہوئی ہو اس سبب قاضی نے اسکی ڈگری کر دی تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک یہ قاضی بھی اس حکم کو نافذ کر لیا اور امام محمد کے نزدیک تو ردیگا اور اگر مدعی کے گواہوں نے قاضی کے سامنے یہ گواہی دی کہ ہمارے سامنے قاضی فلاں نے یہ قرار کیا ہو کہ میں نے اس باندی کی ڈگری اس مدعی کے نام اس سبب سے کر دی کہ میرے پاس اس کے گواہوں نے گواہی دی کہ یہ باندی مدعی کی ہو اسکی ملک میں پیدا ہوئی ہو تو شیخ الاسلام نے فرمایا ہے

یعنی اس شخص کے واسطے قاضی کو خریدنا یا عاریت پر لینا یا ودیعت پر لینا یا اجرت پر لینا یا صدقہ یا ہبہ مقبوضہ دینا یا یہ گواہی دینا کہ اس قاضی نے اس مدعی کی ڈگری کر دی اور کوئی سبب نہ بیان کیا تو یہ قاضی بھی اس حکم کو نافذ کر کے باندی مدعی کو دلا دیگا اور اگر یہ گواہی دی کہ مدعی کے گواہوں نے اس قاضی کے سامنے گواہی دی تھی کہ یہ باندی مدعی کی ہو اسکی ملک میں پیدا ہوئی ہو اس سبب قاضی نے اسکی ڈگری کر دی تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک یہ قاضی بھی اس حکم کو نافذ کر لیا اور امام محمد کے نزدیک تو ردیگا اور اگر مدعی کے گواہوں نے قاضی کے سامنے یہ گواہی دی کہ ہمارے سامنے قاضی فلاں نے یہ قرار کیا ہو کہ میں نے اس باندی کی ڈگری اس مدعی کے نام اس سبب سے کر دی کہ میرے پاس اس کے گواہوں نے گواہی دی کہ یہ باندی مدعی کی ہو اسکی ملک میں پیدا ہوئی ہو تو شیخ الاسلام نے فرمایا ہے

کہ دوسرا قاضی بالاجماع اسکو توڑ دیکے ذمہ میں ہو اگر باندی ایک شخص کے قبضہ میں ہو اسپر ایک شخص نے گواہ قائم کیا کہ فلان شہر کے قاضی نے قابض پر باندی کی اسکے نام ڈگری کر دی ہو اور گواہوں نے سبب قضا و بیان نہ کیا اور دوسرے مدعی نے نتاج کے گواہ پیش کیے تو قاضی کے حکم والا اولیٰ ہو اور اگر پہلے مدعی کے گواہوں نے بیان کیا کہ فلان قاضی نے اس سبب ڈگری کر دی ہو کہ اسکے سامنے گواہوں نے گواہی دی تھی کہ یہ باندی کی ہو اور دوسرے مدعی نے نتاج کے گواہ دیے تو امام اعظم و امام ابو یوسف کے نزدیک حکم قضا والا اولیٰ ہو اور امام محمد نے فرمایا کہ نتاج کا مدعی اولیٰ ہو کہ ذاتی الحیطہ اگر مدعی خارج نے گواہ دیے کہ یہ باندی میری ہو میری ملک میں یہ غلام جی ہو اور قابض نے بھی ایسے ہی گواہ دیے تو مدعی کی ڈگری باندی کی ہوگی کیونکہ باندی میں دونوں ملک مطلق کا دعویٰ کرتے ہیں پس مدعی کی ڈگری ہوگی پھر غلام باندی کی تبعیت میں باستحقاق اسی کے پاس جائیگا یہ فصول عمادیہ میں ہو ایک شخص کے قبضہ میں ایک بکری ہو اسپر ایک مدعی نے دعویٰ کیا اور گواہ دیے کہ یہ میری ہو اور میری ملک میں یہ صوف اس بکری سے حاصل ہوئی ہو اور قابض نے بھی ایسے ہی گواہ دیے تو بکری و صوف مدعی کو قضا و دلالتے جائیگے یہ ذمہ میں ہو اگر ایک شخص کے قبضہ میں ایک غلام ہو اسنے گواہ قائم کیے کہ میرا غلام ہو میری ملک میں میری باندی و غلام سے پیدا ہے اور ایک مدعی نے اسپر ایسے گواہ قائم کیے تو قابض کی ڈگری ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور یہ حکم جو قابض کے واسطے غلام کی ملک کا ہو اہو یہ ملک و نسب دونوں میں ہو یعنی یہ غلام قابض کی باندی و غلام کے نسبت قرار پاوے گا نہ مدعی کے غلام و باندی کے نسبت ہذا تلخیص ذاتی الحیطہ ایک شخص کے مقبوضہ غلام پر ایک مدعی نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہو میری اس باندی اور اس غلام سے میری ملک میں پیدا ہوا ہو اور دوسرے مدعی نے بھی ایسے ہی گواہ قائم کیے تو دونوں کی ڈگری نصف نصف کی ہوگی اور یہ غلام قضا و دونوں غلاموں اور دونوں باندیوں کے نسبت قرار پاوے گا نہ قاضی خان میں ہو ایک شخص کے مقبوضہ غلام پر ایک شخص نے دعویٰ کیا اور گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہو میری ملک میں پیدا ہوا ہے اور باندی کا نام نہ لیا اور دوسرے مدعی نے دعویٰ کیا کہ میری ملک ہے اور میری اس باندی پر یہ سے پیدا ہوا ہے اور گواہ دیے تو اسی دوسرے کی ڈگری ہوگی پس اگر قابض نے گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہو میری ملک میں میری اس باندی پر یہ سے پیدا ہوا ہو اہو تو قابض کی ڈگری ہوگی یہ حیطہ میں ہو کہ بکری میں ہو کہ درختوں میں سے ہر ایک کے قبضہ میں ایک بکری ہو ہر ایک کے گواہ منائے کہ جو بکری دوسرے کے باغ میں ہو وہ میری ہو میری اس بکری سے جو میرے قبضہ میں ہو پیدا ہوئی ہو تو دعویٰ الاصل میں نہ ہو کہ درخت کی گواہیاں مقبول ہو کہ ہر ایک کی ڈگری دوسرے کی مقبوضہ بکری پر ہوگی اور اسی پر فتویٰ ہو کہ ذاتی المشغرات اور دونوں گواہیاں اسوقت مقبیل ہوں گی کہ جب بکریوں کے سنوں میں ایسا اشتباہ پڑا ہو کہ ایک بکری دوسری بکری کی مان ہونے کا احتمال رکھتی ہو اور اگر کوئی بکری دوسرے کی مان نہ ہو سکتی ہو تو دونوں کی گواہیاں یکساں مقبول نہ ہوں گی اور اگر لون گواہ قائم کیے کہ میرے قبضہ کی بکری میری ہو میری ملک میں پیدا ہوئی ہو اور دوسرے کی بکری کو اسکے پاس کی بکری نے جناسہ اور دوسرے کے بھی ایسے ہی گواہ قائم کیے تو ہر ایک کے واسطے اسکی مقبوضہ بکری کی ڈگری ہو جائیگی یہ حیطہ شخصی میں ہو ہر وہ سبب جو متکثر نہ ہو و متلج کے معنی میں ہو جیسے بننا اس کپڑے کے حق میں جو صرف ایک مرتبہ بننا جائتا ہے جیسے روئی کے کپڑے اور روئی کا تار و دودھ دودھنا یا چستہ بنانا اور نمہ بنانا اور مرغی تیار کرنا اور بشم کاٹنا

لے لینے دو بار نہیں لے سکتا ہے بلکہ ایک ہی مرتبہ ذاتی ہو تا ہے ۱۲ -



اور جو سبب منکر ہوتا ہو وہ نتائج کے معنی میں نہیں ہو تو ایسے سبب میں مثل ملک مطلق کے دعویٰ کے مدعی غیر قابض کی ڈگری ہوگی مثل زراعت گندم و بنائے عمارت وغیرہ اور اگر اشتباہ و اشکال واقع ہو جائے تو اس کام کے خبرداروں سے دریافت کیا جائیگا کذا فی الکافی ایک شخص کے مقبوضہ کپڑے پر دعویٰ کیا کہ میرا ہے میں نے اسکو بنایا ہے یا تلوار کے پھل کا دعویٰ کیا کہ میرا ہے میں نے اسکو ڈھالا ہے اور اس پر گواہ قائم کیے اور قابض نے بھی ایسے گواہ قائم کیے پس اگر قاضی کو قطعاً معلوم ہے کہ ایسا کپڑا یا پھل صرف ایک بار کے سواے نہیں تیار ہوتا ہو تو قابض کی ڈگری ہوگی اور قطعاً معلوم ہو کہ بار بار بنتا ہو تو مدعی کی ڈگری ہوگی اور اگر قاضی کو اشکال و اشتباہ پیش آیا تو اسکے جاننے والوں سے جو عادل ہن دریافت کرے اور ایک کافی ہو اور اگر وہ ہوں تو احتیاط زیادہ ہو اور اگر جاننے والوں میں بھی باہم اختلاف ہو ایسا نیک کہ اشکال و سیما ہی رہا تو در دایتین ہین ایک دایت یہ ہو کہ مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی الحیطہ اس طرح اگر اہل صنعت مختلف ہوں تو بھی یہی حکم ہو کذا فی الوجیز لکھوری اگر دو عورتوں نے روئی کے سوت میں جھگڑا کیا ہر ایک کہتی ہے کہ میں نے اسکو کاٹا ہے تو قابض کی ڈگری ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر کچھ اسکے صدف کے سوت میں ایسا جھگڑا ہوا تو عورت مدعیہ کی ڈگری ادنیٰ ہو کذا فی الظہیر یہ ایک شخص کے مقبوضہ کپڑے پر جھگڑا ہوا قابض نے گواہ دیے کہ اسکا آدھا میں نے بنا ہے اور دوسرے مدعی نے گواہ دیے کہ اسکا آدھا میں نے بنا ہے تو امام مجتہد نے فرمایا کہ اگر دونوں آدھے پہچان پڑنے ہین تو ہر ایک کو اسکا بنا ہوا آدھا دیدیا جاوے اور اگر نہیں پہچانے جاتے ہین تو سب کپڑا مدعی کا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر ایک شخص کے پاس بکری کی اون ہودہ کتا ہے کہ میں نے اپنی بکریوں سے کافی ہوا اور اسکے گواہ قائم کیے اور ایک مدعی نے خود دعویٰ کیا اور ایسے ہی گواہ قائم کیے تو قابض کی ڈگری ہوگی کذا فی الذخیرہ اگر ایک شخص کے مقبوضہ گھی یا روغن زیتون یا تلی کے تیل پر دعویٰ کیا کہ میرا ہو میں نے اسکو تھاپا ہوا اور گواہ قائم کیے اور قابض نے بھی مثل اسکے گواہ دیے تو قابض کی ڈگری ہوگی اور یہی حکم آٹے اور ستوں میں ہو کذا فی الحیطہ۔ اگر چیتہ میں جھگڑا ہوا اور مدعی اور قابض میں سے ہر ایک نے گواہ دیے کہ یہ چیتہ میرا ہے میں نے اسکو اپنی لک میں بنایا ہو تو وہ قابض کا ہوگا اس طرح اگر دودھ کے حلاف میں جھگڑا ہوا اور اس طرح ہر ایک نے گواہ پیش کیے تو قابض کی ڈگری ہوگی کذا فی الکافی اور اگر ہر ایک نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ جس دودھ سے یہ چیتہ بنا ہے وہ میرا تھا تو مدعی کی ڈگری ہو جائیگی اور اگر ہر ایک نے اس امر کے گواہ دیے کہ دودھ میری بکری سے میری ملک میں دوا گیا ہے اور اس سے یہ چیتہ بنایا گیا تو قابض کے لیے چیتہ کا حکم ہوگا اور اگر ہر ایک نے گواہ دیے کہ جس بکری سے دودھ دیا ہوا ہے چیتہ بنا ہوا ہے میری ملک سے تو مدعی کے لیے حکم ہوگا اور اگر ہر ایک نے گواہ پیش کیے کہ جس بکری سے دودھ دیا ہوا ہے چیتہ بنا ہوا ہے میری بکری سے پیدا ہوئی تو چیتہ کے قابض کی ڈگری ہوگی کذا فی الحیطہ اور اگر مدعی قابض نے کہا کہ چیتہ میرا ہو میں نے اسکو اپنی بکری کے دودھ سے بنایا ہو اور غیر قابض مدعی نے بھی ایسے ہی گواہ پیش کیے تو بکری کی ڈگری غیر قابض کے واسطے ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں کہ اگر کسی زیور کا دعویٰ کیا کہ میرا ہو میں نے اسکو اپنی ملک میں ڈھالا ہو تو یہ دعویٰ نتائج نہیں ہو اس طرح اگر دعویٰ کیا کہ یہ گہون میرا ہین میں نے خود کچا دیا ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ ظہیر یہ میں ہو اگر ایک اور ایک شخص کے قبضہ میں ہو اس پر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا دادا کا گھر ہو میں



اسکو میراث میں پایا ہو اور تمام صورت میراث کو بیان کیا یہاں تک کہ حصہ اس تک پہنچا اور قابض نے بھی اس طرح گواہ دے تو دعویٰ کی ڈگری ہوگی کذا فی المحیط۔ اگر زمین و درخت خراب ایک شخص کے مقبوضہ میں ہے اور ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ زمین و درخت میرے ہیں اور میں نے یہ درخت اس زمین میں لگائے ہیں اور قابض نے اسے مثل گواہ قائم کیے تو دعویٰ خارج کی ڈگری ہوگی اور ایسے ہی تاک انکو اور دوسرے درختوں کا حکم ہو کذا فی الکافی۔ اگر زمین میں کھیتی ہو اور قابض مدعی میں سے ہر ایک نے گواہ قائم کیے کہ زمین میری ہو اور کھیتی اس میں نے لگائی ہو تو زمین و کھیتی کی ڈگری مدعی کو دی جائیگی کذا فی المحیط اس طرح اگر عاقلین اختلاف کیا اور ہر ایک نے گواہ دے کہ میں نے اپنی زمین میں علامت بنائی ہو تو بھی مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی محیط السخسی اگر کسی کے پاس قبائلی ہوئی کی ہو اور ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ میری ہو میں نے اسکو اپنی ملک میں قطع کیا اور بھرا یا ہے اور قابض نے بھی اسے مثل گواہ قائم کیے تو مدعی کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط میں ہے ایسے ہی جو جبہ بھرا ہوا ہے اور پستین اور ہر چیز کی طرح کی جو قطع کی جاتی ہو اور کچھوٹے فرش در دسترخوان اور تکیہ ایسے ہی معصفر یا زعفران یا درس سے رنگائے ہوئے کپڑے میں اگر مدعی و قابض نے اس طرح گواہ قائم کیے تو مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی انظہیر یہ بنیادۃ التوضیح ایک کھال ایک شخص کے پاس ہو اور دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری ہو میں نے اپنی ملک میں اسکو کھینچا ہوا اور قابض نے گواہ اسے مثل قائم کیے تو قابض کی ڈگری ہوگی یہ محیط السخسی میں ہے اگر ذبح کی ہوئی کھال کھنچی ہوئی ایک بکری ایک شخص کے قبضہ میں ہو اور ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ میری ہو میں نے اسکو ذبح کیا اور کھال کھنچی اور اسے گواہ قائم کیے اور قابض نے بھی ایسے ہی گواہ پیش کیے تو مدعی کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہے اگر ہر ایک نے دونوں میں سے یہ گواہ پیش کیے کہ بکری میری ہو میں نے پیدا ہوئی ہو میں نے اسکو ذبح کیا ہوا اور اسکا سر کھال و سقہ میرا ہو تو کل کے قابض کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط میں ہے اگر قابض مدعی نے بھنے ہوئے گوشت یا بھنی ہوئی پھلی میں جھگڑا کیا ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ میں نے اپنی ملک میں اسکو پھونا ہوا تو مدعی کی ڈگری ہوگی اور ایسا ہی معصفر میں ہر ایک نے اگر گواہ قائم کیے کہ میرا ہو میں نے اپنی ملک میں لکھا ہوا تو مدعی کی ڈگری ہوگی کیونکہ کتابت منکر رات میں سے اگر مکتوب و نحو پھر مکتوب ہوتی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر پتیل کا کوزہ یا طشت یا برتن و سہ یا تانبے یا پتیل کا ہو یا برنجی یا راتگ کا ہو یا دونوں کوڑا سا کھوکھو کے ہون یا پیالے یا تلوٹ یا تخت یا سچل یا قصب یا سوزہ یا ٹوپی ہو تو مدعی غیر قابض کی ڈگری ہوگی بشرطیکہ مکرر مصدق ہوتے ہوں ورنہ قابض کی ڈگری ہوگی کذا فی انظہار۔ اگر ایک شخص کی مقبوضہ کچلی ٹیٹون پر دعویٰ کیا کہ میری ہیں میں نے انکو اپنی ملک میں تیار کیا ہوا اور اسے گواہ قائم کیے اور قابض نے بھی ایسے ہی گواہ پیش کیے تو غیر قابض مدعی کی ڈگری ہوگی اور اگر بجائے کچلی ٹیٹون کے کچی ٹیٹون یا گچ یا چوہ ہو تو قابض کی ڈگری ہوگی کذا فی المحیط ایک کھال کھنچی ہوئی بکری ایک شخص کے قبضہ میں ہو اور اسکی کھال اور سقہ دوسرے کے قبضہ میں ہو بکری کے قابض نے گواہ دے کہ بکری اور کھال اور سقہ سب میرا ہے اور کھال اور سقہ کے قابض نے بھی ایسے ہی گواہ قائم کیے تو ہر ایک کے واسطے اسکی مقبوضہ چیز کی ڈگری کر دی جائیگی یہ محیط السخسی میں ہے اگر ایک شخص کے قبضہ میں کوڑیا مرئی یا کوئی ایسا پرندہ جائز ہے جو ٹہرے سے نکلتا ہو اور اسپر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ میرا ہے میری ملک میں پیدا ہوا ہو اور قابض نے اسے مثل گواہ قائم کیے تو قابض کی ڈگری کر دی جائیگی کذا فی الذخیرہ اور اگر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ وہ اندر آکر جس سے یہ مرغی پیدا ہوئی ہو میرا تھا

یہ دیکھو کہ میراث میں پایا ہو اور تمام صورت میراث کو بیان کیا یہاں تک کہ حصہ اس تک پہنچا اور قابض نے بھی اس طرح گواہ دے تو دعویٰ کی ڈگری ہوگی کذا فی المحیط۔ اگر زمین و درخت خراب ایک شخص کے مقبوضہ میں ہے اور ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ زمین و درخت میرے ہیں اور میں نے یہ درخت اس زمین میں لگائے ہیں اور قابض نے اسے مثل گواہ قائم کیے تو دعویٰ خارج کی ڈگری ہوگی اور ایسے ہی تاک انکو اور دوسرے درختوں کا حکم ہو کذا فی الکافی۔ اگر زمین میں کھیتی ہو اور قابض مدعی میں سے ہر ایک نے گواہ قائم کیے کہ زمین میری ہو اور کھیتی اس میں نے لگائی ہو تو زمین و کھیتی کی ڈگری مدعی کو دی جائیگی کذا فی المحیط اس طرح اگر عاقلین اختلاف کیا اور ہر ایک نے گواہ دے کہ میں نے اپنی زمین میں علامت بنائی ہو تو بھی مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی محیط السخسی اگر کسی کے پاس قبائلی ہوئی کی ہو اور ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ میری ہو میں نے اسکو اپنی ملک میں قطع کیا اور بھرا یا ہے اور قابض نے بھی اسے مثل گواہ قائم کیے تو مدعی کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط میں ہے ایسے ہی جو جبہ بھرا ہوا ہے اور پستین اور ہر چیز کی طرح کی جو قطع کی جاتی ہو اور کچھوٹے فرش در دسترخوان اور تکیہ ایسے ہی معصفر یا زعفران یا درس سے رنگائے ہوئے کپڑے میں اگر مدعی و قابض نے اس طرح گواہ قائم کیے تو مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی انظہیر یہ بنیادۃ التوضیح ایک کھال ایک شخص کے پاس ہو اور دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری ہو میں نے اپنی ملک میں اسکو کھینچا ہوا اور قابض نے گواہ اسے مثل قائم کیے تو قابض کی ڈگری ہوگی یہ محیط السخسی میں ہے اگر ذبح کی ہوئی کھال کھنچی ہوئی ایک بکری ایک شخص کے قبضہ میں ہو اور ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ میری ہو میں نے اسکو ذبح کیا اور کھال کھنچی اور اسے گواہ قائم کیے اور قابض نے بھی ایسے ہی گواہ پیش کیے تو مدعی کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہے اگر ہر ایک نے دونوں میں سے یہ گواہ پیش کیے کہ بکری میری ہو میں نے پیدا ہوئی ہو میں نے اسکو ذبح کیا ہوا اور اسکا سر کھال و سقہ میرا ہو تو کل کے قابض کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط میں ہے اگر قابض مدعی نے بھنے ہوئے گوشت یا بھنی ہوئی پھلی میں جھگڑا کیا ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ میں نے اپنی ملک میں اسکو پھونا ہوا تو مدعی کی ڈگری ہوگی اور ایسا ہی معصفر میں ہر ایک نے اگر گواہ قائم کیے کہ میرا ہو میں نے اپنی ملک میں لکھا ہوا تو مدعی کی ڈگری ہوگی کیونکہ کتابت منکر رات میں سے اگر مکتوب و نحو پھر مکتوب ہوتی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر پتیل کا کوزہ یا طشت یا برتن و سہ یا تانبے یا پتیل کا ہو یا برنجی یا راتگ کا ہو یا دونوں کوڑا سا کھوکھو کے ہون یا پیالے یا تلوٹ یا تخت یا سچل یا قصب یا سوزہ یا ٹوپی ہو تو مدعی غیر قابض کی ڈگری ہوگی بشرطیکہ مکرر مصدق ہوتے ہوں ورنہ قابض کی ڈگری ہوگی کذا فی انظہار۔ اگر ایک شخص کی مقبوضہ کچلی ٹیٹون پر دعویٰ کیا کہ میری ہیں میں نے انکو اپنی ملک میں تیار کیا ہوا اور اسے گواہ قائم کیے اور قابض نے بھی ایسے ہی گواہ پیش کیے تو غیر قابض مدعی کی ڈگری ہوگی اور اگر بجائے کچلی ٹیٹون کے کچی ٹیٹون یا گچ یا چوہ ہو تو قابض کی ڈگری ہوگی کذا فی المحیط ایک کھال کھنچی ہوئی بکری ایک شخص کے قبضہ میں ہو اور اسکی کھال اور سقہ دوسرے کے قبضہ میں ہو بکری کے قابض نے گواہ دے کہ بکری اور کھال اور سقہ سب میرا ہے اور کھال اور سقہ کے قابض نے بھی ایسے ہی گواہ قائم کیے تو ہر ایک کے واسطے اسکی مقبوضہ چیز کی ڈگری کر دی جائیگی یہ محیط السخسی میں ہے اگر ایک شخص کے قبضہ میں کوڑیا مرئی یا کوئی ایسا پرندہ جائز ہے جو ٹہرے سے نکلتا ہو اور اسپر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ میرا ہے میری ملک میں پیدا ہوا ہو اور قابض نے اسے مثل گواہ قائم کیے تو قابض کی ڈگری کر دی جائیگی کذا فی الذخیرہ اور اگر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ وہ اندر آکر جس سے یہ مرغی پیدا ہوئی ہو میرا تھا

تو اسکے نام مرغی کی ڈگری نہ کیا گئی لیکن مرغی کے مالک پر اسکے مثل ایک انڈا انڈے کے مالک کو دینے کا حکم ہو گا یہ مبسوط میں بھی  
غصب کی ہوئی مرغی نے دو انڈے لیے ایک انڈے کو مرغی نے اپنے بچے رکھ کر لیا اور دوسرے بچے بچہ نکلا اور دوسرے انڈے کو  
خاصیت دوسری مرغی کے بچے بٹھا لکڑی بچہ نکلا یا تو مرغی اور جو بچہ اسکے بچے نکلا جو وہ مخصوص نہ کو یا جائیگا اور جو بچہ خاصیت  
نکلا یا ہے وہ اسی کو ملے گا یہ محیط شرعی میں ہو صوف و درخت کے پتے اور پھل بنزرتہ تاج کے پتے اور درخت کی شاخیں اور گیہوں  
بنزرتہ تاج کے نہیں ہیں یہاں تک کہ اگر دعویٰ نے گواہ پیش کیے کہ یہ صوف میری بکری کا ہے یا یہ پھل یا پتے میرے درخت کے ہیں  
اور یہ شاخیں میرے درخت کی ہیں اور یہ گیہوں اُس گیہوں کے ہیں جو میں نے اپنی زمین میں بوسے کھے اور قابض نے بھی  
ایسے ہی گواہ دیتے تو شاخ اور گیہوں کی صورت میں دعویٰ کی ڈگری ہوگی اور صوف اور پھل اور پتے کی صورت میں قابض  
کی ڈگری ہوگی کذا فی محیط اگر ایک شخص کے مقبوضہ کپڑے پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے میں نے اُسکو بنا ہوا اور گواہ قائم کیے  
مگر گواہوں نے اُسکے بیٹے کی گواہی دی اور اُسکے ملک ہونے کے گواہی نہ دی تو دعویٰ کی ڈگری نہوگی اسی طرح اگر جو یا میں  
یہ گواہی دی کہ یہ اسی کے پاس پیدا ہوا ہے یا یہ باندی اسی کے پاس پیدا ہوئی ہے اور یہ گواہی نہ دی کہ اسی کی ملک ہے  
تو بھی دعویٰ کی ڈگری نہوگی اسی طرح اگر یوں گواہی دی کہ یہ باندی اسکی باندی کی بیٹی ہو مگر ملک نہ بیان کی تو بھی دعویٰ کی  
ڈگری نہوگی اسی طرح اگر کپڑے میں یوں گواہی دی کہ یہ کپڑا فلان شخص کے سوت کا ہے مگر ملک کی گواہی نہ دی تو فلان کے  
واسطے حکم نہ ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہوا اور اگر انھوں نے بیان کیا کہ اس نے فلان شخص کی ملک کو روٹی سے سوت کا  
اور اس سے یہ کپڑا بنا ہوا تو غصب کرنے والے پر اسکے مثل روٹی دینی پڑے گی اور کپڑا غصب کا ہو گا لیکن اگر مالک یوں کہے کہ  
میں نے اُسکو کاٹنے اور بیٹنے کا حکم کیا تھا تو بعینہ وہی کپڑا لے لیگا یہ محیط شرعی میں ہے۔ اگر گواہوں نے گواہی دی کہ یہ چھوڑا ہے  
اس دعویٰ کے درخت کے ہیں تو چھوڑا ہوا زمین کی ڈگری دعویٰ کے نام ہو جائیگی یہ محیط میں ہو اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ  
گیہوں اُس کھیتی کے ہیں جو فلان شخص کی زمین میں لگی تھی یا یہ چھوڑا ہے اُس درخت کے ہیں جو فلان شخص کی زمین میں تھا یا یہ انگو  
خٹک فلان شخص کی زمین کے تاک کے ہیں تو اُس فلان شخص کی ڈگری نہوگی لیکن اگر قابض نے فلان شخص کی ملک ہونے کا  
اقرار کر دیا تو اسکے اقربا پر فلان شخص کو دلائے جائیں گے اور اگر یوں گواہی دی کہ یہ غلام فلان شخص کی باندی نے بنالو  
تو غلام مالک کنیز کا ہو گا اور اگر گواہی دی کہ یہ گیہوں اس شخص کی کھیتی کے ہیں تو گیہوں اُسکو دلائے جائیں گے اسی طرح  
اگر گواہی دی کہ یہ انگو خٹک فلان شخص کے تاک کے ہیں تو انگو خٹک کی ڈگری فلان شخص کے نام ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں  
ہوا اور اگر گواہی دی کہ یہ آٹا عمر دے گیہوں سے پیسا ہے اور عمر دے گا مالک تھا تو زیر پرہ ان گیہوں کے مثل گیہوں کے  
دینے کی ڈگری ہوگی اور اگر عمر دے گا کہ میں نے زیر کو بیٹے کا حکم کیا تھا تو آٹا لے لیگا کذا فی المبسوط۔ ایک شخص کے ہاتھ میں  
ایک عصفور کا لنگہ ہوا کپڑا ہے اس پر گواہوں نے گواہی دی کہ یہ عصفور جس سے یہ کپڑا لٹکا ہے اس دعویٰ کا ہے اس سے مدعا علیہ  
یہ لٹکا ہے اور رٹنے والا دعویٰ کرتا ہے کہ کپڑے کے مالک نے خود لٹکا ہے اور مالک اس سے منکر ہے تو مالک کا قول مقبول ہو گا  
یہ محیط میں ہو ایک باندی اور اسکی بیٹی دوسرے کے قبضہ میں ہے اس پر ایک دعویٰ نے دعویٰ کیا کہ یہ باندی میری ہو اور گواہ قائم کیے  
اور قاضی نے باندی کی ڈگری اسکے نام کر دی تو یہ باندی کی بیٹی کو نہیں لے سکتا ہو اگرچہ باندی کو ملک مطلق کے استحقاق سے

اگر گواہوں نے گواہی دی کہ یہ اسی کے پاس پیدا ہوا ہے یا یہ باندی اسی کے پاس پیدا ہوئی ہے اور یہ گواہی نہ دی کہ اسی کی ملک ہے تو بھی دعویٰ کی ڈگری نہوگی اسی طرح اگر یوں گواہی دی کہ یہ باندی اسکی باندی کی بیٹی ہو مگر ملک نہ بیان کی تو بھی دعویٰ کی ڈگری نہوگی اسی طرح اگر کپڑے میں یوں گواہی دی کہ یہ کپڑا فلان شخص کے سوت کا ہے مگر ملک کی گواہی نہ دی تو فلان کے واسطے حکم نہ ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہوا اور اگر انھوں نے بیان کیا کہ اس نے فلان شخص کی ملک کو روٹی سے سوت کا اور اس سے یہ کپڑا بنا ہوا تو غصب کرنے والے پر اسکے مثل روٹی دینی پڑے گی اور کپڑا غصب کا ہو گا لیکن اگر مالک یوں کہے کہ میں نے اُسکو کاٹنے اور بیٹنے کا حکم کیا تھا تو بعینہ وہی کپڑا لے لیگا یہ محیط شرعی میں ہے۔ اگر گواہوں نے گواہی دی کہ یہ چھوڑا ہے اس دعویٰ کے درخت کے ہیں تو چھوڑا ہوا زمین کی ڈگری دعویٰ کے نام ہو جائیگی یہ محیط میں ہو اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ گیہوں اُس کھیتی کے ہیں جو فلان شخص کی زمین میں لگی تھی یا یہ چھوڑا ہے اُس درخت کے ہیں جو فلان شخص کی زمین میں تھا یا یہ انگو خٹک فلان شخص کی زمین کے تاک کے ہیں تو اُس فلان شخص کی ڈگری نہوگی لیکن اگر قابض نے فلان شخص کی ملک ہونے کا اقرار کر دیا تو اسکے اقربا پر فلان شخص کو دلائے جائیں گے اور اگر یوں گواہی دی کہ یہ غلام فلان شخص کی باندی نے بنالو تو غلام مالک کنیز کا ہو گا اور اگر گواہی دی کہ یہ گیہوں اس شخص کی کھیتی کے ہیں تو گیہوں اُسکو دلائے جائیں گے اسی طرح اگر گواہی دی کہ یہ انگو خٹک فلان شخص کے تاک کے ہیں تو انگو خٹک کی ڈگری فلان شخص کے نام ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہوا اور اگر گواہی دی کہ یہ آٹا عمر دے گیہوں سے پیسا ہے اور عمر دے گا مالک تھا تو زیر پرہ ان گیہوں کے مثل گیہوں کے دینے کی ڈگری ہوگی اور اگر عمر دے گا کہ میں نے زیر کو بیٹے کا حکم کیا تھا تو آٹا لے لیگا کذا فی المبسوط۔ ایک شخص کے ہاتھ میں ایک عصفور کا لنگہ ہوا کپڑا ہے اس پر گواہوں نے گواہی دی کہ یہ عصفور جس سے یہ کپڑا لٹکا ہے اس دعویٰ کا ہے اس سے مدعا علیہ یہ لٹکا ہے اور رٹنے والا دعویٰ کرتا ہے کہ کپڑے کے مالک نے خود لٹکا ہے اور مالک اس سے منکر ہے تو مالک کا قول مقبول ہو گا یہ محیط میں ہو ایک باندی اور اسکی بیٹی دوسرے کے قبضہ میں ہے اس پر ایک دعویٰ نے دعویٰ کیا کہ یہ باندی میری ہو اور گواہ قائم کیے اور قاضی نے باندی کی ڈگری اسکے نام کر دی تو یہ باندی کی بیٹی کو نہیں لے سکتا ہو اگرچہ باندی کو ملک مطلق کے استحقاق سے

لے لیا ہے اور اگر باندی کی بیٹی مدعا علیہ کے قبضہ میں ہو تو باندی مع بیٹی کے لے سکتا ہے اور اگر ایک شخص کے قبضہ میں چھو ہوا  
کا درخت ہے اس پر ایک شخص نے دعویٰ کر کے اپنے نام ڈگری کر لی اور اس درخت کے چھو ہوا سے دوسرے کے قبضہ میں ہیں تو وہ  
چھو ہوا سے بھی لے لیا اور بھلون خرا کا حکم بچہ کے اندر نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ہشام کہتے ہیں کہ میں نے امام  
نحوہ سے دریافت کیا کہ ایک زمین سے اُس میں گیون کی کھیتی ہوئی ہو ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ زمین میری ہو اور  
گواہوں نے بیان کیا کہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ یہ کھیتی کس کی ہے تو امام محمد نے فرمایا کہ جب کھیتی کا حال معلوم نہ ہو تو وہ  
زمین کے تابع کچا سنگی پھر میں نے پوچھا کہ اگر قابض نے کہا کہ کھیتی میں نے ہوئی ہو اور اسکے گواہ دیے تو کیا کھیتی اُسکو  
دلائی جائیگی کہا کہ ہاں پھر میں نے کہا کہ اگر کھیتی کاٹی یا روندی ہوئی ہو اور گواہوں نے کھیتی کی نسبت کسی کی ملکیت کی  
گواہی نہ دی تو فرمایا کہ کھیتی اُسکی ہوگی جسکے ہاتھ میں زمین ہے کذا فی الحیطہ اگر دعویٰ نے ملک مطلق کے گواہ دیے اور  
قابض نے اُس سے خریدنے کے گواہ دیے تو قابض کی گواہی اولیٰ ہے کذا فی الہدایہ اگر دو مدعیوں میں سے ایک نے  
ہبہ مع قبضہ کا اور دوسرے نے خرید کا ایک ہی شخص کی طرف سے دعویٰ کیا اور ہبہ مال معین سے دوسرے کے قبضہ میں ہو جو دسے  
اور دونوں نے تاریخ دکی یا تاریخ برائے ایک ہی کسی تو خرید کی گواہی اولیٰ ہو اور اگر ایک نے تاریخ دکی دوسرے نے نہ کی  
تو تاریخ بیان کرنے والا اولیٰ ہو خواہ کوئی ہو اور اگر دونوں نے تاریخ بیان کی اور ایک کی تاریخ سابق ہو تو وہی اولیٰ ہو اور اگر  
وہ شے معین دونوں میں سے ایک کے قبضہ میں ہو تو وہ اولیٰ ہو الایہ کہ دونوں کی تاریخ بیان کرنے میں مدعی غیر قابض کی تاریخ  
سابق ہو تو اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر وہ چیز دونوں کے قبضہ میں ہو تو دونوں میں مشترک ہوگی الا اس صورت میں کہ  
دونوں کی تاریخ میں سے ایک کی تاریخ سابق ہو تو اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے صدقہ مع قبضہ کا اور دوسرے نے  
خرید کا دعویٰ کیا تو اسکا بھی حکم ایسی طرح ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک شے معین ہو اس پر ایک مدعی نے دعویٰ  
کیا کہ میں نے زید سے ہزار دم کو خریدی دوسرے نے دعویٰ کیا کہ بکر نے مجھے ہبہ بہ قبضہ دی تو دونوں میں مشترک کا حکم ہو گا  
ایسی طرح اگر تیس سے پندرہ میراث کا اور چھٹے نے خالد سے صدقہ کا دعویٰ کیا تو سب میں چار حصوں پر تقسیم ہوگی اگر مال معین  
دو میں سے ایک کے قبضہ میں ہو تو غیر قابض کی ڈگری ہوگی لیکن اگر کسی کی تاریخ سابق ہو تو اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں  
کے قبضہ میں ہو تو دونوں کی ڈگری ہوگی اور یہ حکم اُس صورت میں ہے کہ وہ شے ایسی ہو کہ جسکی تقسیم سے کچھ بے نہیں کیے جاتے ہیں  
جیسے گھوڑا و غلام وغیرہ اور اگر ایسی چیز ہو کہ جسکے ٹکڑے کیے جاتے ہیں جیسے دار وغیرہ تو خرید کے مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی  
حیطہ السرخسی اور صحیح یہ ہو کہ جو غیر منقسم کہ متعلیٰ قیمت ہے اور جو نہیں ہے اُس حکم میں یکساں ہے کذا فی الحیطہ والذخیرہ۔ ہبہ  
و صدقہ کے دعویٰ میں اگر دونوں میں قبضہ ہو تو یکساں ہیں اور یہ حکم ایسی چیزوں میں جو متعلیٰ قیمت نہیں ہیں بل اخلاف  
اور جو متعلیٰ قیمت ہیں ان میں اختلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ صحیح نہیں ہے اور یہ حکم اس وقت ہے کہ دونوں فریق گواہوں نے  
وقت بیان نہ کیا اور کسی کا قبضہ بھی نہیں ہے اور اگر دونوں نے وقت بیان کیا تو سابق الوقت اولیٰ ہے اور اگر دونوں نے  
وقت نہ بیان کیا لیکن ایک کا قبضہ ہے تو وہی اولیٰ ہے ایسے ہی اگر قابض مدعی نے وقت بیان کیا تو بھی وہی اولیٰ ہو کذا فی  
البنین اور اگر ایک کے گواہوں نے وقت بیان کیا تو وہ اولیٰ ہے کذا فی الحیطہ ایک شخص کے مقبوضہ مال معین پر دو مدعیوں نے

لے لیا ہے اور اگر باندی کی بیٹی مدعا علیہ کے قبضہ میں ہو تو باندی مع بیٹی کے لے سکتا ہے اور اگر ایک شخص کے قبضہ میں چھو ہوا

دعویٰ کیا ایک نے زید سے خریدنے کا اور دوسرے نے زید سے رہن رکھ کر قبضہ کر لیا دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ قائم کیے اور دونوں نے تاریخ بیان نہ کی یا ایک ہی تاریخ بیان کی تو خریدہ اولیٰ ہو اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی اور دوسرے نے نہ بیان کی تو تاریخ والا اولیٰ ہے کہ گئی ہو اور اگر دونوں نے تاریخ بیان کی اور ایک کی تاریخ سابق ہے تو وہی اولیٰ ہو اور اگر مال عین کسی ایک کے قبضہ میں ہو تو وہ اولیٰ ہے ولیکن اگر دونوں نے تاریخ بیان کی اور مدعی غیر قابض کی تاریخ سابق ہے تو غیر قابض کی ڈگری ہوگی یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ اگر قابض کی طرف سے ایک نے رہن و قبضہ کا اور دوسرے نے ہبہ و قبضہ کا دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ دیے مگر کسی کے گواہوں نے تاریخ یا قبضہ نہ بتلایا تو رہن اولیٰ ہو اور یہ تحسان ہو کذا فی البتین۔ اور یہ حکم اُس وقت ہے کہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی شخص کی طرف سے ملک کا ہو اور اگر دو شخصوں کی طرف سے ہو تو دونوں برابر ہیں یہ سراج الوہاج میں ہو پس اگر تاریخ یا قبضہ کی سبقت کی وجہ سے ترجیح رکھتا ہو تو اسی کی ڈگری ہوگی یہ فصول عمادیہ میں ہو یہ حکم اس وقت ہے کہ ہبہ بشرط عوض ہو اور اگر بشرط عوض ہو تو یہ ادلیٰ ہے کذا فی السراج والہدایہ۔ اگر مدعی نے غلام کی نسبت خریدہ کیا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ کی جو دینے دعویٰ کیا کہ میرا نکاح اسپر ہوا ہے تو دونوں مدعی یکساں ہیں غلام کی ڈگری دونوں میں نصف نصف ہوگی یہ اُس صورت میں کہ دونوں نے تاریخ نہ کہی یا تاریخ ایک ہی کی ہو اور یہ قول امام ابو یوسف کا ہو اور امام محمد کے نزدیک خریدہ اولیٰ ہو اور اگر دونوں کی تاریخ میں ایک کی تاریخ سابق ہے تو سابق تاریخ اولیٰ ہے یہ غایت البیان میں ہو پھر ابو یوسف کے نزدیک عورت کو آدھا غلام بیگا اور آدھے کی قیمت شوہر پر واجب ہوگی اور مشتری کو آدھا غلام اور آدھے غلام کا ثمن آدھا بائع سے لے سکتا ہے اگر چاہے ورنہ بیع فسخ کر دے اور امام محمد کے نزدیک عورت کو تمام غلام کی قیمت شوہر سے لے گی یہ بتین میں ہیں اگر نکاح اور ہبہ اور رہن و صدقہ جمع ہو تو نکاح اولیٰ ہو کذا فی المحیط۔ دو گواہوں نے قرض کی گواہی دی اور دو گواہوں نے مضاربت کی تو مدعی قرض کی گواہی اولیٰ ہو کذا فی محیط السرمی۔

**مستفادات**۔ متقی میں ہو کہ ایک شخص کے مقبوضہ دار پر ایک شخص نے دعویٰ کیا اور گواہ دیے کہ میں نے اس دار کا دعویٰ کیا تھا اور قابض نے مجھ سے سودرم پر صلح کر لی تھی اور قابض نے گواہ دیے کہ مدعی نے مجھ کو اس دار کے دعوے میں اپنے حق سے بری کر دیا تھا تو صلح کے گواہ اولیٰ ہیں کذا فی الذخیرہ ایک شخص نے دوسرے کی مقبوضہ باندی پر دعویٰ کیا کہ میں نے یہ باندی اس قابض سے ہزار درم کو خرید کے آزاد کر دی ہو اور اسپر گواہ قائم کیے اور دوسرے نے قابض پر گواہ قائم کیے کہ میں نے یہ باندی قابض سے ہزار درم کو خریدی اور آزاد کر لیا تو آزاد کرنے والے کے گواہ اولیٰ ہیں اور یہ ذکر نہیں کیا کہ اگر مدعی خریدنے قبضہ ذکر کیا تو کیا حکم ہے پس اگر اس نے قبضہ کر لیا ہے تو وہ اولیٰ ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص کا غلام ہو غلام نے اپنے مولیٰ پر گواہ قائم کیے کہ اس نے مجھے آزاد کر دیا ہو اور ایک مدعی نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس کو اسکے مالک سے ہزار درم کو خرید اسپر اس نے مشتری نے قبضہ نہیں کیا ہے تو غلام کے گواہ اولیٰ ہیں اور اگر قبضہ کر لیا ہو تو مشتری کے گواہ مقبول ہوں گے اور اگر دونوں نے تاریخ بیان کی اور ایک کی تاریخ سابق ہے تو سابق تاریخ اولیٰ ہے یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک باندی نے اپنے مولیٰ پر دعویٰ کیا کہ میری اس سے ولاد ہوئی ہے اور اسکے گواہ قائم کیے اور دوسرے

مدعی نے گواہ دیے کہ میں نے یہ باندی اسکے مالک سے خریدی ہے تو باندی کے گواہ اولیٰ ہیں خواہ باندی مشتری کے قبضہ میں ہو یا نہ ہو اگر مشتری کے گواہوں نے بچہ جننے سے تین برس پہلے خریدنے کا وقت بیان کیا تو مشتری کے گواہ اولیٰ ہوں گے یہ محیط میں ہے ایک باندی ایک شخص کے قبضہ میں ہو اسے گواہ قائم کیے کہ میں نے اسکو مدبر کر دیا حالیکہ اسکا مالک ہوں اور دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ مجھ سے میری ام ولد ہو گئی ہو اور میں اسکا مالک ہوں اور تیسرے نے بھی ایسے ہی گواہ قائم کیے تو قابض کی ڈگری ہوگی یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ اگر غلام نے گواہ کیے کہ فلاں شخص نے مجھے آزاد کر دیا ہو اور فلاں شخص اس سے منکر ہے یا مقرب ہے اور دوسرے مدعی نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہو تو اس دوسرے مدعی کی ڈگری ہو جائیگی اسی طرح اگر غلام کے گواہوں نے یہ گواہی دی کہ فلاں شخص نے اسکو آزاد کیا حالیکہ یہ اسکے قبضہ میں تھا یا یکل کے رد کے قبضہ میں تھا تو بھی یہ گواہی مقبول نہ ہوگی کذا فی المبسوط اور اگر غلام کے گواہوں نے گواہی دی کہ فلاں شخص نے اسکو آزاد کیا حالیکہ وہ اسکا مالک تھا اور مدعی کے گواہوں نے گواہی دی کہ یہ مدعی کا غلام ہو تو آزادی کے گواہوں پر ڈگری ہوگی کذا فی محیط اور اگر مولیٰ نے گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہو میں نے اسکو آزاد کیا اور دوسرے نے کہا کہ یہ اسکا غلام ہو تو آزادی کے گواہوں پر حکم ہوگا اسی طرح اگر غلام کے گواہوں نے گواہی دی کہ اسکو فلاں شخص نے مدبر کر دیا ہو حالیکہ وہ اسکا مالک ہے اور ایک مدعی نے گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہے تو مدبر کرنے کے گواہوں کی ڈگری ہوگی چنانچہ اگر خود مولیٰ نے مدبر کرنے کے گواہ دیے اور مدعی نے اپنے غلام ہونے کے گواہ سنائے تو مولیٰ کے گواہوں پر حکم ہوگا کذا فی الذخیرہ اور اگر غلام نے گواہ سنائے کہ فلاں شخص نے اسکو مکتب کیا ہو حالیکہ وہ اسکا مالک ہے اور دوسرے نے گواہ سنائے کہ یہ میرا غلام ہو تو اس دوسرے کے گواہوں پر غلام ہونے کی ڈگری ہوگی اور اگر قابض نے گواہ سنائے کہ میرا غلام ہو میں نے اسکو مکتب کیا ہو اور دوسرے مدعی نے گواہ سنائے کہ میرا غلام ہو تو دوسرے مدعی کے غلام ہونے کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہو ایک غلام زید کے قبضہ میں ہو عمر دے گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہے میں نے اسکو آزاد کیا ہو اور بکر نے گواہ سنائے کہ یہ اصلی حر ہو اور میں نے اس سے عقدہ والات کی ہے تو بکر کے گواہوں پر ڈگری ہوگی کذا فی الذخیرہ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ میں ہو قابض نے گواہ سنائے کہ میں نے اسکو آزاد کیا ہو حالیکہ میں اسکا مالک تھا اور ایک مدعی نے بھی ایسے ہی گواہ سنائے پس اگر غلام نے ایک کی تصدیق کی تو اسی کی ڈگری اولیٰ ہوگی اور اگر دونوں کی تخریب کی تو حکم کیا جائیگا کہ غلام کی دلا دوں میں نصف نصف مقسم ہو یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے اس کے گواہ دیے کہ میں نے اسکو ہزار درم پر آزاد کر دیا ہو حالیکہ میں اسکا مالک تھا تو غلام کی تصدیق کرنے اور ہر ایک کو سب کرنے پر لحاظ نہ کیا جائیگا اور ڈگری ہو جائیگی کہ غلام کی دلا دوں میں مقسم اور ہر ایک کے سپر ہزار درم واجب ہیں اور اگر ایک فرق گواہوں نے مال ذکر کیا اور دوسرے فرق نے ذکر نہ کیا تو گواہی مدعی مال کی مقبول ہوگی اور اسی کی دلا رہوگی اور غلام کی تصدیق یا تکذیب کرنے کی بروائین ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ تو اور ابن سماعہ میں امام محمد سے روایت ہے کہ ایک شخص کے قبضہ میں ایک غلام ہو اسپر اسکے بیٹے نے دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے کہ یہ میرے باپ کے مجھے صدقہ دیلے حالانکہ وہ لڑکا صغیر اسکی پرورش میں ہو اور غلام نے گواہ دیے کہ اسکے باپ نے مجھے آزاد کر دیا ہو تو امام محمد نے فرمایا کہ غلام کے گواہ مقبول ہوں گے اور اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اسنے اپنے باپ فقیر کے غلام صدقہ یا ہبہ کیا ہے اور اسنے قبضہ کیا اور ہم نے اسکے قبضہ کو معائنہ کیا اور

ملک منکر انظر کتاب الدعویٰ ج ۱۲ صفحہ ۱۲۴

غلام کے گواہوں نے گواہی دی کہ باپے اسکو آزاد کیا ہے اور وقت بیان نہ کیا تو صدقہ جائز رکھو ننگا اور عتق باطل کر دین گواہوں کے اسنے کے وقت وہ ہریان بکتا تھا اور وارث نے آزاد کر دینے کا اقرار نہ کیا تو فرمایا کہ وارث کا قول مقبول ہوگا جب تک گواہ یہ گواہی نہ دیں کہ وہ شخص اسوقت صحیح عقل تھا اور اگر وارث نے آزاد کرنے کا اقرار کیا مگر دعویٰ کیا کہ وہ ہریان بکتا تھا تو غلام کا قول مقبول ہوگا جب تک کہ وارث اس امر کے گواہ قائم نہ کرے کہ ہریان بکتا تھا کذا فی المحيط۔ ایک شخص نے ایک باندی آزاد کی اور اسکا ایک بچہ ہے پس باندی نے دعویٰ کیا کہ مجھے تو نے قبل ولادت کے آزاد کیا ہے پس بچہ آزاد ہے اور مولیٰ نے کہا کہ نہیں بلکہ بعد ولادت کے آزاد کیا ہے اور بچہ غلام ہو تو عیون میں مذکور ہے کہ بچہ اگر باندی کے پاس ہو تو اسی کا قول مقبول ہوگا اور امام ابو ہریرہ نے فرمایا کہ بچہ اگر دونوں کے قبضہ میں ہو تو بھی باندی کا قول قبول ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو باندی کے گواہ مقبول ہوں گے اور یہی حکم کتاب کرنے کے دعوے میں ہو لیکن مدبر کرنے کے دعویٰ میں مولیٰ کا قول قبول ہوگا فقہی میں امام محمد سے روایت ہے کہ اگر بچہ خود اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہے تو اسی کا قول لیا جائیگا اور اگر نہیں بیان کر سکتا ہے تو جسکے قبضہ میں ہو اسکا قول قبول ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو باندی کے گواہ اولیٰ ہن اور یہی حکم کتابت میں ہو اگر اپنی باندی آزاد کر دی پھر کچھ دنوں بعد اسکے بچہ میں جھگڑا کیا باندی نے کہا کہ میں بعد آزاد ہونے کے جینی تھی مگر تو نے مجھ سے لے لیا اور مولیٰ نے کہا کہ قبل آزادی کے جینی تھی اور میں نے تجھ سے لے لیا اور کچھ بچہ بیان کرنے کے لائق نہیں ہے تو مولیٰ پر واجب ہے کہ بچہ اسکی مان کو واپس کرے اور یہی حکم ہو کتابت کرنے میں اور مدبر کرنے اور ام ولد میں مولیٰ کا قول قبول ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ میں ہے کہ وہ حریت کا دعویٰ کرتا ہو اور قابض نے کہا کہ یہ میرا غلام ہے پس اس غلام اپنی ذات سے تعبیر نہیں کر سکتا ہے تو قابض کا قول لیا جائیگا کیونکہ غلام مثل متاع کے ہے اور اگر تعبیر کر سکتا ہو یا بالغ ہو تو غلام کا قول لیا جائیگا اور اگر ہر ایک نے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے تو غلام کے گواہ مقبول ہوں گے یہ وجہ کر دی میں ہو۔ ایک شخص ایک شہر میں آیا اور اسکے ساتھ مرد اور عورتیں اور لڑکے ہیں کہ اسکی خدمت کرتے ہیں اور سب اسکے قبضہ میں ہیں پس اسنے دعویٰ کیا کہ یہ سب میرے ملک ہیں اور انھوں نے دعویٰ کیا کہ ہم سب آزاد لوگ ہیں تو انھیں لوگوں کا قول لیا جائیگا جب تک خود یہ لوگ اسکی ملکیت کا اقرار کلام یا بیع سے نہ کریں یا وہ شخص ان پر اپنے ملک کے گواہ قائم نہ کریں اگرچہ ہندو ہوں یا ترک یا روم کے کہ نہ ہوں اور مشائخ نے اسکی تاویل یوں فرمائی یعنی ان کو مقہور کر کے نہ لایا ہو اور اگر کسی وجہ سے وہ لوگ تہور کر کے لائے گئے ہوں تو انکا قول کہ ہم آزاد لوگ ہیں مقبول نہ ہوگا کذا فی المحيط ایک شخص نے اصلی آزاد ہو کر دعویٰ کیا اور اپنے مان و باپ کا نام اور انکی حریت بیان نہ کیا تو جائز ہو کذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص مر گیا اور اسپر قرضے ہیں اور کچھ ترکہ چھوڑا سو اسے ایک باندی کے کہ اسکی گود میں لڑکا ہے پس باندی نے دعویٰ کیا کہ میں میت کی ام ولد ہوں اور یہ لڑکا میت کا ہے تو اسکا قول مقبول نہ ہوگا جب تک اسکے گواہ نہ ہوں کہ میت کی اپنی زندگی میں اقرا کیا تھا کہ یہ باندی میری ام ولد ہے اور اگر دار ثون نے گواہی دی کہ یہ اسکی ام ولد ہے تو ان کی گواہی مقبول ہوگی اور قرضہ انھوں کو اس باندی کے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی کذا فی المحيط۔ ایک شخص کے مقبوضہ غلام پر دو شخصوں نے گواہ قائم کیے ہر ایک دعویٰ کرتا ہو کہ میں نے

لے جینی یا مال جو لوگ مال دینی میں لے جاتے ہیں ۱۱

اس کو دلیت دیا ہو پس اس نے ایک واسطے اقرار کیا تو اتنی صورتوں سے خالی نہیں یا تو دونوں کے گواہ قائم کرنے کے بعد اقرار کیا یا پہلے یا ہر ایک کے ایک ایک گواہ قائم کرنے کے بعد یا ایک کے دونوں گواہ قائم کرنے کے بعد اقرار کیا پس اگر سماعت کے بعد قبل اسکے کہ گواہوں کی گواہی پر حکم ہو کسی کے واسطے اقرار کیا اتمام اسکو دیا جائیگا اور اگر دونوں فریق گواہوں کی تعدیل ہو گئی تو دونوں میں نصف نصف کی ڈگری ہوگی اور مقررہ کی گواہی باطل نہوگی اور اگر قبل گواہ قائم کرنے کے ایک کے واسطے اقرار کیا پھر گواہ قائم ہوئے تو غیر مقررہ کی ڈگری ہوگی اور اگر ہر ایک کے ایک ایک گواہ قائم کرنے کے بعد اقرار کیا تو مقررہ کو دیا جائیگا اور دوسرے سے کہا جائیگا کہ دوسرا گواہ قائم کر پس اگر اسے قائم کیا تو اسکی ڈگری ہو جائیگی اور اگر ہنوز ڈگری نہ ہوئی تھی کہ مقررہ دوسرا گواہ لایا تو دونوں کی ڈگری ہوگی اور اگر ہنوز ڈگری نہ ہوئی تھی کہ غیر مقررہ نے پہلے گواہ کا اعادہ کیا یا مستقل گواہ قائم کیے تو تمام غلام کی اسی کے نام ڈگری ہوگی پھر اگر مقررہ نے غیر مقررہ پر اپنے پہلے گواہ کا اعادہ کیا یا مستقل گواہ سنائے خواہ اسے نام ڈگری ہو گئی ہو یا نہیں ہوئی تو سماعت نہوگی اور اگر غیر مقررہ نے کہا کہ میرا یہ گواہ مر گیا یا غائب ہے تو اس سے کہا جائیگا کہ دوسرا گواہ لا پھر اگر بچا ہے اسے دوسرا لایا تو کل غلام کی اس کے نام ڈگری ہوگی لیکن اگر مقررہ دوسرا گواہ لایا یا مستقل گواہ لایا تو دونوں کی ڈگری ہوگی اور ایک روایت میں ہو کہ یا غیر مقررہ اگر مستقل گواہ لایا تو کل غلام کی اس کے نام ڈگری ہوگی۔ اور اگر قابض نے کسی کے واسطے اقرار نہ کیا یہاں تک کہ دونوں کے نام ڈگری ہو گئی پھر ایک گواہ دیے کہ میرا غلام ہو تو سماعت نہوگی اور اگر ایک گواہ ہو گئی تو قبل نہوگی یا گواہی قائم نہوئی یہاں تک کہ دوسرے کی ڈگری ہو گئی پھر اسے جسکے گواہ دئے گواہ عادل قائم کیے کہ غلام میرا ہی ہے جسکی ڈگری ہو چکی ہو اس پر اسکی ڈگری کر دی جائیگی اور اگر ایک گواہ قائم کیے اور دوسرے نے قائم نہیں کیے اور قابض نے اس دوسرے کے واسطے جسے گواہ نہیں قائم کیے ہیں اقرار کر دیا تو وہی دیدیا جائیگا اور غیر مقررہ کے گواہوں پر ڈگری کر دی جائے گی بدون اس کے کہ اسکو دوبارہ گواہ پیش کر نیکی تکلیف دیا دے اور یہ ڈگری مقررہ ہوگی مقررہ پر نہوگی حتی کہ اگر مقررہ نے گواہ پیش کیے کہ یہ غلام میرا ہی میں نے اس مقررہ کے پاس دلیت رکھا تھا تو اسے نام ڈگری ہو جائیگی اور اگر اسے نام ڈگری نہ ہونے پائی تھی کہ غیر مقررہ نے اپنے گواہوں کا اعادہ کیا تو مقررہ کے گواہ باطل ہوں گے اور دوسرے کے واسطے غلام کی ڈگری ہو جائیگی یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر ایک شخص کے قبضہ میں ایک وار سپر اسپر دو شخصوں نے دعوی کیا ہر ایک دعوی کرتا ہو کہ یہ میرا سپر اسپر میں نے قابض کو دس درم ماہواری پر کر لیا یا اور سپر گواہ قائم کیے اور قابض اسپر ایک بیٹہ رہا ہو اور وہ ان دونوں کے دعوے سے منکر ہے تو دونوں کے نام اس وار کی ڈگری نصف نصف ہوگی اور بھی دیں درم لیکر نصف نصف یا ہم تقسیم کر لیں گے یہ محیط میں ہو تو اگر تشرین امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام خرید کر اسپر قبضہ کر لیا اور دام دیدیے پھر اسکے بعد بائع کے واسطے ہونے کا غلام کا اقرار کر دیا اور کہہ یا کہ یہ غلام فلان شخص یعنی بائع کا ہی اور بائع نے اسپر قبضہ کر لیتا چاہا اور کہہ کہ غلام میرا ہی پس مقررہ یعنی مشتری نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ ہزار درم کو بیچا ہو تو اسی کا قول مقبول ہوگا اس طرح ایک شخص زید نے کل ایک غلام کا عمر کے واسطے اقرار کر دیا اور کج عمر و نے اسی غلام کا زید کے واسطے اقرار کر دیا پس زید نے کہا کہ یہ غلام میرا ہے پس عمر و نے اس سے کہا کہ میں نے آج تیرے واسطے تو ان جہ سے اقرار کر دیا کہ میں نے تیرے ہاتھ اسکو فروخت کر دیا ہو اور تیرے ہی پاس ہے مجھے پہنچا تھا تو عمر و



قول مقبول ہوگا اور زید اسکو بلا مشین نہیں لے سکتا سہ یہ ذخیرہ میں ہو۔ نوادہ شام میں ہو کہ ایک شخص کے قبضہ میں ایک کپڑا ہو اس سے دوسرے نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ پچاس درم کو یہ کپڑا بیچا ہو اس قابض نے کہا کہ تو نے تو مجھے یہ کہہ دیا ہو تو اسی کا قول مقبول ہوگا اور اسپر پچاس درم لازم نہوں گے کذا فی الحیط۔

### تیسری فصل

ایک قوم درہٹ کے دعویٰ کر نیکی بیان میں درہٹ لیکھا دعویٰ مختلف ہو تو اول احوط دس سے کم۔ ا لقوم جماعت اگر ایک دار ایک شخص کے قبضہ میں ہو اسپر د وخصون نے دعویٰ کیا ایک کل دار کا دوسرے نے نصف دار کا دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ قائم کیے تو کل دار کو تین چوتھائی اور نصف دار کو ایک چوتھائی امام عظیم کے نزدیک گاور صاحبین کے نزدیک تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگا کذا فی السامیہ۔ اور اگر دونوں مدعیوں کے پاس گواہ نہوں تو قابض سے قسم لیا جائیگی پس اگر ہر ایک کے دوسرے پر اسنے قسم کھالی تو دونوں کی خصوصیت کے بری ہوگی اور دار اسی کے قبضہ میں جیسا تھا ویسا ہی چھوڑ دیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اگر دار د وخصون قبضہ میں ہوا اور ایک نصف کا دعویٰ کرنا ہو اور دوسرا کل کا۔ پس اگر دونوں کے پاس گواہ نہوں تو کل کے مدعی پر قسم نہیں سہ اور نصف کے مدعی سے قسم لیا جائیگی پس اگر اس نے قسم کھالی تو دار اسی کے قبضہ میں چھوڑ دیا جائیگا اور آدھا آدھ دونوں کا ہوگا اور اگر کل کو لیا تو دوسرے کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو کل کے مدعی کے لیے کل دار کی ڈگری ہو جائیگی آدھا تو گواہوں کی گواہی پر اور آدھا دوسرے کے اقرار پر د لایا جائیگا یہ شرح طحاوی میں ہو۔ نوادہ شام میں ہو کہ میں نے امام محمد سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ایک گھر دو بھائیوں کے قبضہ میں ہو ایک بھائی تو کل گھر کا دعویٰ کرنا ہو اور دوسرا کہتا ہو کہ یہ ہم دونوں کی باہمی میراث ہے تو امام محمد نے فرمایا کہ کل کے مدعی کو تین چوتھائی دلا یا جائیگا آدھا جو اس کے قبضہ میں ہو اور آدھا اسیں سے جو اس کے بھائی کے قبضہ میں ہو اور دوسرے کو چوتھائی دلا یا جائیگا اور اگر دونوں نے اپنے دوسرے پر گواہ قائم کیے تو جو نصف کہ مدعی تمام کے ہاتھ میں ہو وہ میراث ہوگا اور دونوں برابر تقسیم ہوگا اور مدعی نصف کے قبضہ میں جسدہ ہو وہ مدعی کل کو لیکھا پس مدعی کل کو تین چوتھائی سب ملتا اور مدعی نصف کو ایک چوتھائی ملا پھر اگر کسی شخص نے یہ گھر اشتقاق ثابت کر کے لیا پھر مدعی تمام کو ہبہ کر دیا تو مدعی میراث کو اسیں سے کچھ نہ لیکھا اور اگر مدعی میراث کو ہبہ کیا تو دوسرا بھائی اسیں سے آدھا لے لیا یہ محیط میں ہو۔ اگر مدعی میراث کے گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ گھر ان دونوں آدھا آدھا ہوا ان دونوں نے اسکو ڈالان شخص سے نصف نصف خریدایا اور دوسرے کے گواہوں نے تمام گھر کی گواہی دی تو گھر دونوں میں مساوی تقسیم ہوگا کذا فی محیط السخسی ایک گھر زید کے قبضہ میں ہو اسپر عمر کا کل کا دعویٰ کیا اور بکر نے دہتائی کا اور خالد نے نصف کا اور سب گواہ قائم کیے تو امام عظیم کے نزدیک عمر کو بارہ حصہ نہیں سے سات حصے اور بکر کو تین اور خالد کو دھتے بطریق منازعت کے تقسیم ہوں گے اور صاحبین کے نزدیک بطریق عول و مقصار بستے تیرہ حصہ ہو کر عمر کو چھ اور بکر کو چار اور خالد کو تین حصہ ملین گے اور اگر گھر ان سب کے قبضہ میں ہو اور کسی کے پاس گواہ نہیں ہیں تو ہر ایک کے دوسرے کے دوسرے پر قسم لیا جائیگی پس اگر سب نے قسم کھالی تو تینوں میں تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگا اور اگر عمر نے قسم کھالی اور باقی دونوں نے نکول کیا تو کل گھر عمر کو لیکھا اور اگر بکر نے قسم کھالی اور باقی دونوں نے نکول کیا تو سب نے نکول کیا تو سب نے قبضہ کا اور چھٹا عمر سے لیکھا اور اگر خالد نے قسم کھالی اور دونوں نے نکول کیا تو سب نے قبضہ کے تھائی کے ساتھ بارہواں حصہ عمر سے اور بارہواں بکر سے لیکھا اور اگر د وخصون نے قسم کھالی اور ایک نے نکول کیا پس اگر عمر د وخصون نے قسم کھالی اور خالد نے نکول کیا

۴۴۶ - ۱۲ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۸ - ۳۹ - ۴۰ - ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۴ - ۴۵ - ۴۶ - ۴۷ - ۴۸ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۱ - ۵۲ - ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۲ - ۶۳ - ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ - ۷۳ - ۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۴ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰ - ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۳ - ۱۰۴ - ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۸ - ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰

و اس کے قبضہ کا گھر امام عظم کے نزدیک بطریق منازعت کے چار حصوں میں تقسیم ہو گا اور صاحبین کے نزدیک بطور مول مضارب کے تین حصہ ہو کر  
دو عمر و کو اور ایک بکر کو دیا جائیگا اور اگر بکرنے کو لیا اور دونوں نے قسم کھائی تو امام عظم کے نزدیک بکر کے مقبوضہ کے آٹھ حصے ہو کر  
سات عمر و کو اور ایک خالہ کو دیا جائیگا اور صاحبین کے نزدیک پانچ حصے ہو کر ایک خالہ کو اور چار عمر و کو ملین گئے اور اگر عمر و نے  
نکول کیا اور ان دونوں نے قسم کھائی تو اس کے مقبوضہ کے چار حصہ ہو کر خالہ کو ایک اور دو بکر کو دسے جائیں گے اور ایک حصہ عمر و  
کے پاس بلاننا رعیت باقی رہ جائیگا اور یہ سب اس صورت میں ہو کہ ان کے پاس گواہ نہوں یا نکول کیا ہو اور اگر سب گواہ قائم  
کیے یا سب نکول کیا تو خالہ کو آٹھواں اور بکر کو چوتھا اور عمر و کو پندرہ حصے چوبیس حصوں میں سے لین گئے اور یہ قول امام عظم  
کا ہے اور صاحبین کے نزدیک ایک سو اسی حصہ ہو کر خالہ کو تالیس حصے اور بکر کو پچاس حصے اور عمر و کو ایک سو تین حصے ملین گئے  
کذا فی محیط الشری۔ اگر دائرہ میں مقبوضہ کے قبضہ میں ہو پس عمر و نے انہیں سے آدھے کا اور بکر نے تہائی اور خالہ نے چھٹے حصے کا دعویٰ  
کیا اور ایک نے دوسرے کے دعوے سے انکار کیا پس اگر ہر ایک کے قبضہ میں تہائی ہو تو خالہ کے مقبوضہ میں سے آدھا اس کا اور آدھا موقوف  
رہ جائیگا اگر عمر و نے گواہ قائم کیے تو باقی دو دنوں سے بارہواں حصہ لے لیکر کذا فی المبسوط۔ ایک دن میں سے ایک منزل عمر و کے قبضہ  
میں ہو اور دوسری منزل بکر کے قبضہ میں ہو پس عمر و نے دعویٰ کیا کہ کل دائرہ میرا ہے اور بکر نے دعویٰ کیا کہ ہم دونوں میں نصف نصف ہے  
اور کسی کے پاس گواہ نہیں ہیں تو ہر ایک نے دوسرے دعوے پر قسم لیا لیکن اگر دونوں نے قسم کھائی تو جو منزل عمر و کے قبضہ میں ہو  
وہ اسی کے قبضہ میں چھوڑ دی جائیگی اور بکر کی آدھی اس کو دلائی جائیگی اور آدھی بکر کے قبضہ میں چھوڑ دی جائیگی اور میدان صحن دونوں میں  
مشترک رکھا جائیگا کہ دونوں برابر تصرف کریں اور اگر اسی صورت میں دونوں نے گواہ قائم کیے تو ہر ایک کی گواہی دوسرے کے مقبوضہ پر  
مقبول ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک کے قبضہ میں ایک رہے اور دوسرے کے قبضہ میں چند رہیں اور صحن دو لوں کے قبضہ میں ہو اور ہر ایک  
کل کا دعویٰ ہو اور دونوں کے پاس گواہ نہیں ہیں اور دونوں نے قسم کھائی تو ہر ایک کا مقبوضہ اس کے قبضہ میں چھوڑ دیا جائیگا اور صحن  
دونوں میں مشترک ہو گا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو ہر ایک کے مقبوضہ کی ڈگری دوسرے کے نام ہوگی اور صحن دونوں میں  
برابر تقسیم ہو گا کذا فی الشرح الطحاوی ایک دائرہ کا نیچے کا مکان عمر و کے قبضہ میں ہو اور بالا خانہ بکر کے قبضہ میں ہے اور بالا خانہ  
کا راستہ صحن میں ہو پھر ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ دائرہ میرا ہے تو نیچے کے مالک کو وارثے کا سوا سے بالا خانہ اور اس کے راستے کے یہ محیط  
سرخری میں ہو ناگرا بالا خانہ زید کے قبضہ میں ہے اور نیچے کا مکان عمر و کے قبضہ میں اور صحن دونوں کے قبضہ میں ہے اور ہر ایک  
کل کا دعویٰ ہو اور دونوں کے پاس گواہ نہیں ہیں اور دونوں نے قسم کھائی تو بالا خانہ زید کے اور نیچے کا مکان عمر و کے  
قبضہ میں چھوڑ دیا جائیگا اور صحن ایک وایت میں عمر و کو لے کر زید کو اس میں مرد کا حق حاصل ہو گا اور ایک روایت میں  
صحن دونوں میں برابر تقسیم ہو گا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو بالا خانہ عمر و اور نیچے کا مکان زید کو دیا جائیگا اور میدان صحن  
نیچے والے کو یعنی زید کو دیا جائیگا کذا فی الشرح الطحاوی ایک گھر زید کے قبضہ میں ہو اس پر عمر و نے دعویٰ کیا کہ میرا ہے اور بکر نے گواہ  
قائم کیے کہ یہ میرا ہے اور زید کا ہو لہذا دونوں نے خالہ سے خرید کر قبضہ کیا ہو حالیکہ خالہ اس کا مالک تھا تو گھر کی ڈگری دونوں میں  
کے نام اس طرح ہوگی کہ دو تہائی عمر و کے نام اور ایک تہائی بکر کے نام ڈگری دی جائیگی اور اگر کسی اجنبی نے کل گھر کا دعویٰ کیا اور  
قابض کے بھائی نے کہا کہ ہمارا باپ مر گیا اور ہمارے دونوں بھائیوں کے درمیان میراث چھوڑ گیا ہے اور دونوں مدعیوں نے گواہ

قائم کیے تو اجنبی کے نام تین جو بھائی اور بھائی مدعی کے نام ایک جو بھائی کی ڈگری ہوگی محیط منہری میں ہو۔ پس اگر قابض نے چاہا کہ اپنے بھائی کے چوتھائی میں شریک ہوں اور کہا کہ تو نے اقرار کیا ہو کہ باب کا حصہ ہم دونوں میں مشترک ہے پس جبکہ دہر استحقاق ثابت ہو کر نکل گیا وہ سب کا گیا اور چوباتی رہا تو اسکو یہ اختیار نہ ہو گا کہ انی محیط۔ اور اگر قابض نے بعد دونوں کے گواہ قائم کرنے اور وراثت کے انکار کرنے کے یوں اقرار کیا کہ میں نے باپے وراثت پایا ہے تو عدم اقرار کی صورت کا اور اسکا حکم کیساں ہے تین جو بھائی اجنبی کو اور جو بھائی بھائی بھی کو دیا جائیگا اور اگر اقرار وراثت دونوں کے گواہ قائم کرنے سے پہلے ہو پھر گواہ قائم کیے تو کل دو کی ڈگری اجنبی کے نام ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر قابض نے ابتداً اقرار کیا اور دعویٰ کیا کہ یہ دار میرے باپ کا ہے وہ مر گیا اور میرے اور میرے فلان غائب بھائی کے درمیان میراث چھوڑا پس کسی اجنبی مدعی کے گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ دار اس اجنبی کا ہے اس نے اپنے باپے میراث پایا ہو اور قاضی نے اجنبی کے گواہوں پر دار کی ڈگری کر دی پھر قابض کا بھائی حاضر ہوا اور گواہ قائم کیے کہ یہ دار میرے باپ کا تھا وہ مر گیا اور اس نے میرے اور میرے بھائی قابض کے درمیان میراث چھوڑا تو قاضی اسکی گواہی مقبول نہ کرے گا اور اگر قابض نے ہسوت میراث کا اقرار کیا کہ میرے اور میرے فلان بھائی کے درمیان مشترک میراث ہے جبکہ اجنبی گواہ قائم کر چکا ہو کہ میں نے اسکو اپنے باپے میراث پایا اور قاضی نے کل گھر کی اجنبی کے نام ڈگری کر دی پھر قابض کے بھائی نے اگر گواہ قائم کیے کہ یہ دار میرے باپ کا تھا اور وہ مر گیا اور میرے اور میرے بھائی قابض کے درمیان میراث چھوڑا تو قاضی اسکی گواہی مقبول کرے گا کذا فی محیط۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔

**فصل جو قاضی قبضہ میں نزاع واقع ہونے کے بیان میں۔** دو شخصوں نے ایک گھر کی بابت جھگڑا کیا ہر ایک کہتا ہو کہ یہ میرے قبضہ میں ہو پس اگر قاضی کو کسی کے قبضہ میں ہونا معلوم ہو تو اسی کو قابض قرار دیگا اور اگر نہیں معلوم ہو کر یہ معلوم ہے کہ ان دونوں کے سوا کسی کے قبضہ میں نہیں ہو تو ہر ایک دونوں میں مدعی و مدعا علیہ ہو پس اگر دونوں نے اپنے اپنے قبضہ کے گواہ قائم کیے تو دونوں کے نام گھر کی ڈگری ہوگی اور گھر دونوں کے قبضہ میں کر دیا جائیگا اور اگر قاضی نے وہ گھر میرے قبضہ میں پایا تو ان دونوں کی درخواست برائے اس کے قبضہ سے نکال لیگا اور قبل درخواست کے نہ نکالے گا اور اگر ایک ہی کے گواہ قائم ہوئے تو اسی کے قبضہ کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں یا ایک کے پاس گواہ نہ ہوں تو ہر ایک دوسرے کے دعوے پر قسم لی جائیگی پس اگر دونوں نے قسم کھائی تو ہر ایک دوسرے کے دعوے سے بری ہو گیا اور قاضی حقیقت حال ظاہر ہونے تک گھر کو قوت رکھیکا کسی کے قبضہ میں نہ دیگا اور اگر ایک نے قسم سے نکول کیا اور دوسرے نے قسم کھائی تو قسم کھانے والے کے قبضہ میں نہ دیگا لیکن نکول کرنے والے کو گھر میں تفرض کرنے سے منع کر دیگا اور اگر قاضی نے تیسرے کے قبضہ میں پایا تو اسے قبضہ سے نہ نکالے گا کذا فی محیط اگر ایک شخص میں پر دو شخصوں نے جھگڑا کیا اور ہر ایک اپنے قبضہ کے گواہ دے یہاں تک کہ دونوں کے قبضہ میں قرار دی گئی پھر ایک نے گواہ دے کہ یہ ہے معین میری ملک ہے تو اسی کے نام اس دے کی ڈگری ہوگی جو دوسرے کے قبضہ میں ہے اور جو اسے قبضہ میں ہو وہ بھی چھوڑ دی جائیگی ایسا ہی بعض مواضع میں مذکور ہے اور بعض مواضع میں لکھا ہو کہ اگر دونوں نے قبضہ کے گواہ قائم کر دیے پھر ایک گواہ دے کہ یہ ہے معین میری ملک ہے تو اسے نام کل شے کی ڈگری ہو جائیگی یہ ذخیرہ میں ہو امام محمد رحمہ اللہ نے سیر میں لکھا ہو کہ اگر ایک مسلمان دار الحریجے لکھا اور اسے ساتھ ایک مسلمان ہو اور دونوں کے قبضہ میں ایک خیر ہے کہ

اُس پر مال لراہو اسے پھر ہر ایک کے دعویٰ کیا کہ یہ میرا مال ہے اور میرے قبضہ میں ہے اور ایک نے دعویٰ پر سلمان گواہ قائم کیے تو قاضی اُسی کے نام مال کی ڈگری کو لگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں سے کتاب الاقصیٰ میں لکھا ہے کہ دو شخصوں نے ایک گھر کی بابت جھگڑا کیا ہر ایک مدعی ہے کہ یہ میرے قبضہ میں ہے اور گواہ قائم کیے پھر ایک نے کہا کہ میں اس سے بڑھکر دعویٰ پر گواہ لاتا ہوں میں اس مرے گواہ دیتا ہوں کہ میرا باپ مر گیا اور اسکو میرے واسطے میرا پوتہ چھوڑا اور میرے سوا اسے اُسکا کوئی وارث نہیں ہوا اور اُس پر گواہ لایا تو مقبول ہون کے پس یہ ڈگری اُس پر ہو گئی جس نے اس سے خصومت کی تھی اور یہ جو کتابت بین ہو کہ میں اس سے بڑھکر دعویٰ پر گواہ لاتا ہوں یہ پہلے گواہوں سے اعراض ہو حق کہ یہ شخص مدعی غیر قابض قرار پایا گیا پس اسے گواہ ملک مقبول ہون کے کذا فی المحیط امام ظہیر الدین مرغینانی سے دریافت کیا گیا کہ دو شخصوں نے ایک گھر کی نسبت جھگڑا کیا ایک دعویٰ کرتا ہو کہ یہ میری ملک ہے اور میرے قبضہ میں ہو اور دوسرا کہتا ہے کہ میرے قبضہ میں ہے اور میں دوسروں سے اسکا استحقاق زیادہ رکھتا ہوں کیونکہ فلان شخص کی طرف سے میرے پاس کرایہ پر تھا اور وہ مر گیا پس بعض مال کرایہ کے میرے پاس کا ہوا ہو تو امام موصوف نے فرمایا کہ دونوں کے قبضہ میں چھوڑ دیا جائے گا اور ان کے زمانہ کے بعض مشاغل نے فتویٰ دیا ہے کہ ابلاہ کے مدعی کے قبضہ میں دیا جائیگا کذا فی الظہیر یہ سکتا ہے الاقصیٰ میں ہو کہ دو شخصوں نے ایک گھر کی نسبت نزاع کیا ہر ایک کہتا ہو کہ میرے قبضہ میں ہے پھر ایک گواہ دے کہ انھوں نے میرے جائزہ میں اور غلام کو اس میں آتے جاتے دیکھا ہو تو قاضی ایسی گواہی پر قبضہ کا حکم نہ دیکھا جب تک کہ یہ بیان نہ کریں کہ یہ جائزہ اور غلام اس میں رہتے تھے اور اگر یہ گواہی دی تو اسی کے قبضہ کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہو۔ ابن سماعہ نے امام محمد سے روایت کی کہ دو فریقوں نے اجماع یا غرضہ میں جھگڑا کیا ہر ایک مدعی ہو کہ میرے گواہ میرے قبضہ میں ہو اور گواہوں نے ایک فریق کے واسطے یہ گواہی دی کہ اس کے قبضہ میں ہو یا دونوں فریق کے واسطے یہ گواہی دی کہ دونوں کے قبضہ میں ہو پس اگر قاضی نے گواہوں سے تفسیر دریافت نہ کی اور انھوں نے اس سے زیادہ بیان نہ کیا تو گواہی مستقیم ہو اور اگر تفسیر دریافت کی تو اذق و احسن ہو پھر فرمایا کہ غرضہ پر قبضہ اس طرح پہچانا جاتا ہو کہ اُس کے درخت کا ٹکڑہ کا ٹکڑہ فروخت کرے یا اُس سے نفع مناسب اٹھا دے اور اجماع میں اس طرح کہ نہ کل کا ٹکڑہ اپنی ذاتی حاجت کے صرف میں لاوے یا فروخت کر دے یا اسی کے اندر تصرف کرے کذا فی الظہیر یہ دو شخصوں نے ایک غلام میں جھگڑا کیا ہر ایک مدعی ہو کہ یہ میرا غلام ہو اور وہ دونوں کے قبضہ میں ہے پس اگر غلام اس قدر چھوٹا ہو کہ اپنی ذات سے تعبیر نہیں کر سکتا ہو تو قاضی کسی کی ملک ہونے کا حکم نہ دیکھا جب تک گواہ قائم نہ ہوں و لیکن دونوں کے قبضہ میں قرار دیکھا اور اگر غلام بالغ ہو کہ کلام کرنا اور اُسکو سمجھتا ہو عقل رکھتا ہو یا نابالغ ایسا ہو کہ اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہو اور اُسے کہا کہ میں آزاد ہوں تو اسی کا قول لیا جائیگا اور قاضی ان دونوں کے واسطے ملک یا قبضہ کسی کی ڈگری نہ کرے تا وقتیکہ اسے گواہ قائم نہ ہوں اور اگر اُسے کہا کہ میں دونوں میں سے ایک کا غلام ہوں تو اُسکی تصدیق نہ کی جائیگی اور وہ دونوں کا غلام ہو گا کذا فی المحیط۔ اگر غلام نے قابض کے سوا کسی دوسرے کی نسبت کہا کہ میں اُسکا غلام ہوں حالانکہ یہ غلام ایسا ہو کہ اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہے پس قابض نے کہا کہ یہ میرا غلام ہے تو قابض ہی کا غلام قرار پایا ورنہ کذا فی الکافی۔ اگر ایک غلام ایک شخص کے قبضہ میں ہو اور وہ اپنی ذات سے تعبیر نہیں کر سکتا ہے اور قابض نے کہا کہ میرا غلام ہو تو اسی کا قول متبرہ ہو گا اور اُس کی ملک ہونے کی ڈگری ہو جائیگی

الحاج میر تقی عثمانی و شیفہ رضوان کا جھگڑا جسکو حکم کی کتب میں ۱۳

پھر اگر غلام نے بالغ ہو کر کما کین اصلی آزاد ہون تو بلا حجت اسکی تصدیق نہ ہوگی کیونکہ وہ چاہتا ہو کہ جس ملک کے واسطے حکم  
 اقتضا جاری ہو چکا ہو اسکو باطل کرے یہ طرح اگر کما کین لقیط ہوں تو یہ مثل اصلی آزادی کے دعویٰ کے سہم پھر اگر قابض نے  
 اپنے غلام ہونے کے گواہ دینے اور غلام نے اپنی اصلی آزادی کے گواہ دینے تو غلام کی گواہی اولیٰ ہو کہ ذاتی الذمیرہ قاضی امام  
 شمس الاسلام محمود اور جندی سے دریافت کیا گیا کہ ایک زمین زید کے قبضہ میں ہو عمرو نے بطریق تخلیکے اس پر اپنا قبضہ کر لیا  
 پھر زید نے گواہ قائم کیے کہ زمین میری ہو عمرو نے بطور تخلیکے مجھ سے چھین کر اپنا قبضہ کر لیا ہو تو شمس الاسلام نے فرمایا کہ اسکی گواہی  
 قبول کر دینا اور زمین کی اس کے نام ڈگری کر کے عمرو سے چھین کر اس کے سپرد کر دینا گواہ اگر زید کے پاس گواہ نہ ہو اور اس نے  
 عمرو سے یہ قسم لینی چاہی کہ اللہ یہ زمین اس مدعی کے قبضہ میں نہ تھی اور نہ میں نے بطور تخلیکے اس سے لے لی ہے تو فرمایا  
 کہ اسکو قسم لینے کا اختیار ہے یہ طرح اگر عمرو کے اقرار کا دعویٰ کیا کہ اس نے اقرار کیا ہو کہ زمین زید کے قبضہ میں تھی وہ راہ پرورد  
 سے قسم لینی چاہی تو بھی فرمایا کہ اسکو اختیار ہے کہ ذاتی الحیطہ فوائد شمس الاسلام میں ہو کہ اگر زید نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا میرے  
 قبضہ میں دس برس سے ہے عمرو نے اب اس پر اپنا قبضہ کر لیا تو زید کی ڈگری ہو جائیگی اور قاضی عمرو کو حکم دیگا کہ اسکو سپرد کرے  
 لیکن مدعا علیہ عمرو مقضی علیہ قرار نہ پاویگا حتیٰ کہ اگر اس نے اس کے بعد گواہ قائم کیے کہ یہ میرا میرے ملک سے گواہ مقبول ہوں گے  
 اور اگر مدعی نے یہ گواہ قائم کیے کہ یہ میرے قبضہ میں دس برس سے تھی یا دس برس کا نام نہ لیا تو اس سے کچھ استغناق ثابت نہ ہو  
 اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ ایسی گواہی مقبول ہوگی اور بلا جہاد اگر گواہوں نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا ہو کہ کل  
 کے روز یہ زمین مدعی کے ہاتھ میں تھی تو قاضی مدعا علیہ کو حکم دیگا کہ مدعی کو واپس سے اس طرح اگر گواہوں نے بیان کیا کہ مدعا علیہ  
 مدعی سے لے لی ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ غلام میں ہو واقعات ناظمی میں ہو کہ اگر ایک شخص نے قبضہ غلام کے واسطے گواہ قائم کیے  
 کہ یہ میرا غلام تھا میرے پاس دس برس سے تھا یہاں تک کہ اس نے جو قابض ہو غصب کر لیا اور قابض نے گواہ دیے کہ یہ میرے پاس  
 میرا غلام ہو تو قابض کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہو عیون میں ہو کہ ایک شخص نے دو شخصوں نے جھگڑا کیا ایک شخص نے گواہ دیے  
 کہ یہ میرے پاس ایک مہینہ سے تھی اور دوسرے نے گواہ دیے کہ میرے ہاتھ میں اس مہینہ سے ہو تو اسی کی ڈگری ہوگی کیونکہ پہلے  
 کا قبضہ منقضی نہ ہوا اور قبضہ منقضیہ امام اعظم و امام محمد کے نزدیک غیر متبرک ہے اور اگر ایک نے گواہ دیے کہ ایک مہینہ سے میرے  
 پاس تھی اور دوسرے نے کہا کہ میرے جمعہ سے ہے تو اسی کی ڈگری ہوگی کہ ذاتی الحیطہ ایک شخص نے قبضہ میں عمرو کی زمین ہو  
 زید نے اسکو اجرت پر دیدیا ہو پس عمرو نے کہا کہ تو نے میرے حکم سے دی ہو اور اجرت میری ہو اور زید نے کہا کہ میں نے تجھ سے  
 غصب کر لی تھی پھر خود اجرت پر دیدی ہو پس اجرت میری ہو تو عمر کا قول مستبر ہو گا اور اگر مدعی نے اس زمین میں عمارت بنائی  
 پھر اجارہ پر دی پس عمرو نے کہا کہ میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اس میں میرے لیے عمارت بنا کر راہ دیدے اور زید نے کہا کہ میں نے  
 غصب کر کے پھر عمارت بنائی پھر کرایہ پر دی تو اجرت دونوں لگائی جاوے کہ زمین کو ایک مرتبہ عمارت بنائی ہوئی فرض کریں اور  
 ایک مرتبہ غیر عمارت فرض کریں اور اجرت دونوں پر تقسیم کریں تو جقدر عمارت کے پرے میں پڑے وہ زید کو ملے گی اور جو زمین کے  
 پرے میں پڑے وہ عمرو کو ملے گی اور اگر عمرو نے کہا کہ تو نے عمارت بنی ہوئی مجھ سے غصب کر لی تھی تو اسی کا قول لیا جائیگا اور  
 اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو غاصب کے گواہ اولیٰ ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان ہیں ہو۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ میں نے تیرے

لے وہ شخص جسے قاضی نے حکم نہیں لایا کیا

لے وہ شخص جسے قاضی نے حکم نہیں لایا کیا

ایک ہزار درم غصب کر لیے ہیں اور اس میں دس ہزار کا نفع اٹھایا اور عمر دے لیا کہ نہیں بلکہ میں نے تجھے اسکا حکم کیا تھا تو عمر و  
کا قول مقبول ہو گا اور اگر عمر دے لیا کہ نہیں بلکہ تو نے ہزار درم اور دس ہزار درم غصب کر لیے تو زید کا قول مقبول ہو گا اور اگر  
زید نے کہا کہ میں نے تیرا کپڑا غصب کر لیا اور بلا حکم تیرے اسکو قلع کر کے فیض سلائی اور عمر دے لیا کہ نہیں بلکہ تو نے فیض  
غصب کی تھی یا میں نے تجھے سلائے کا حکم کیا تھا تو عمر و کا قول مقبول ہو گا یہ محیط میں ہو تھا رستے چار کھولے کر پاس کے ان کے  
مالک کے پاس کے تلمیز کے ہاتھ روانہ کیے وہ زمین کھولے لایا اور قصار نے کہا کہ میں نے تجھکو چار کھولے دے دیے اور تلمیز نے کہا کہ  
دے تھے اگر مجھے نہیں گن دے تھے تو مالک سے کہا جائیگا کہ جسکی پاس سے تصدیق کر لیں اگر اسنے اپنی تصدیق کی تو وہ بری  
ہو گیا اور کسی کرنے والے پر قسم آئی اگر اس نے قسم کھائی تو بری ہو گیا اور اگر نکول کیا تو ضامن ہو گا اور قصار بھی  
مالک کے پاس سے اجرت کی قسم لے سکتا ہو پس اگر مالک نے قسم کھائی تو اس کھولے کی اجرت سے بری ہو گیا۔ اسی طرح اگر مالک  
کر پاس نے قصار کی تصدیق کی تو وہ بری ہو گیا اور قسم اپنی پر آئی اور اس پر قصار کی اجرت ہو گی اور اگر قصار نے اس پر  
قسم کھائی یا کر پاس کے مالک نے اسکی تصدیق کی یہ وجہ کروری میں ہو ایک شخص کا چار دیواری کا باغ ہوا اور اس کے کچھ درخت نہر  
کے کنارے لگے ہوئے تھے انکی جڑوں سے دوسری طرف نہر کے کچھ درخت آگے اور اس دوسری طرف ایک شخص کا انگور کا باغ  
اور تاکا اور نہر کے درمیان راستہ ہو چیتا کہ مالک نے ان درختوں کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ یہ میرے  
درختوں کی جڑوں سے نکلے ہیں میرے ہی ہیں پس اگر یہ معلوم ہوا کہ کسی درختوں کی جڑوں سے پیدا ہوئے ہیں تو اسی کے ہونے  
اور اگر یہ معلوم نہ ہوا اور نہ اسکا کوئی بونے والا معلوم ہو تو ان درختوں کا کوئی مالک نہیں ہوا ان دونوں میں سے کوئی مستحق نہ ہو گا یہ  
خلاصہ میں ہے اگر کسی کی زمین میں بغیر کسی کے آگے کھیتی جی تو مالک زمین کی ہو گی بخلاف ایسے تنکار کے جو کسی  
کی زمین میں گھس جاوے تو وہ بکڑنے والے کا ہو گا یہ وجہ کروری میں ہو۔ زید نے عمر و پر کسی قدر زمین بلا عارت کا  
بسبب میراث کے دعویٰ کیا اور گواہ قائم کر کے ڈگری کرالی پھر مقضیٰ لیتی زید اور مقضیٰ علیہ یعنی عمر و میں باہم درختوں اور  
گھروں کی بابت اختلاف ہوا اور کسی کے پاس گواہ نہیں ہیں کہ یہ کسی کے ہیں تو بعض نے کہا کہ عمر و کا قول اور بعض نے  
کہا کہ زید کا قول مقبول ہو گا یہ محیط میں ہو۔ جامع صفیہ میں ہو کہ ایک شخص نے بدکی نہر اور اس کے پہلو میں بند آبیے اور بند  
آپ کے نیچے دوسرے شخص عمر و کی زمین ملی ہوئی ہو اور بند آب دونوں میں سے کسی کے قبضہ میں نہیں ہو مثلاً نہ عمر و کے  
آپ کے کنارے درخت ہیں اور نہ زید کی اس کے کنارے مٹی پڑی ہوئی ہو اور دونوں نے اسکا دعویٰ کیا تو امام عظیم  
کے نزدیک عمر و کی ہو اور صاحبین نے فرمایا کہ حرم زید کی مالک کچھ مٹی پھینکنے دینے وغیرہ کے واسطے ہو گا اور اس اختلاف  
کا فائدہ دو مقام پر ظاہر ہوتا ہے ایک یہ کہ اگر بند آب کے کنارے ایسے درخت ہوں کہ آگے بونے والا معلوم نہ ہو تو امام کے نزدیک  
عمر و کے ہوں گے اور صاحبین کے نزدیک نہر کے مالک کے ہوں گے اور دوسرے یہ کہ بند آب پر درخت لگانے کا اختیار  
امام کے نزدیک زمین کے مالک کو ہے اور صاحبین کے نزدیک نہر کے مالک کو ہے اور کچھ مٹی پھینکنے میں بعض نے کہا کہ یہی اختلاف  
ہو اور بعض نے کہا کہ نہر کے مالک کو یہ اختیار ہے جب تک کہ مضر نہ ہو اور یہی صحیح ہو اور اگر نہر کے مالک نے اس پر مردہ کا قصد  
کیا تو بعض نے کہا کہ امام کے نزدیک ایسا نہیں کر سکتا ہو اگر شبہ ہو کہ اگر زمین ضرر نہ ہو تو ممانعت نہ کیجاوے گی فقیہ ابو جعفر

قولہ قصار نے تیرا کپڑا غصب کر لیا سو فی جڑوں کا اندازہ ملے ملے شاہ در پیدہ ۱۱

نے فرمایا کہ درخت لگانے کی صورت میں ہم امام کا قول لیتے ہیں اور پھر پھینکنے کے حکم میں صاحبین کا قول لیتے ہیں کذا  
فی الکافی فی کتاب حیا والمواثبات سیل گزشتی یا کچھ بہا لائی اور کسی کی زمین یا نہر میں لاڈالی تو وہ زمین یا نہر کے مالک کی  
ہوگی کذا فی الخلاصہ اور جو طاحونہ میں پینے کی وجہ سے آڑ کر جمع ہو جاوے وہ طاحونہ کے مالک کی ہے اور اصح یہ ہے  
کہ وہ اس شخص کا ہے جسکے ہاتھ میں پہلے ہو جاوے اور یہی حکم ہر اس چیز میں ہے جو اجزا سے زمین سے نہو جیسے راہ  
اور گوبر وغیرہ۔ ایک گلی کے لوگ راہ کو گوبر ایک شخص کی زمین میں پھینکتے ہیں وہ ان گوبر جمع ہو گیا تو وہ اس کا ہو جس نے  
لے لیا اس طرح اگر ایک شخص نے مرط یا اصطبل بنایا کہ اس میں جانور جمع ہوتے ہیں اور وہاں گوبر اکٹھا ہوا تو جو چاہے لے  
لے اسی کا ہو گا اور بعض نے کہا کہ اس میں اعتبار جگہ مقرر کرنے کا ہو اور یا یہی امام ابو یوسف سے دربارہ دلیج کی چیز کے منقول ہو  
کہ دیون میں جو چیز لوٹائی گئی اور ایک آدمی کی گود میں گری اور دوسرے نے اس کو لے لیا پس اگر ادا دل نے اپنا زمین یا گود اسی واسطے  
تیار کی ہو تو لینے والے سے واپس کرے ورنہ نہیں دینا لیکن دامن یا گود لوٹائی چیز کے گرنے کے لیے ہدیانہ کرنیکی صورت میں اگر چیز اسکے دامن  
میں گری اور اس نے اعراض کر لی یا بطور کہ خلا پھیلا ہوا دامن بعد اس چیز کے گرنے کے بقصد اجازت لیا پھر دوسرے نے لی تو بھی  
واپس ہو سکتا ہوا داسی کے مؤید ہو وہ مسئلہ جو فتاویٰ میں مذکور ایک شخص نے اپنا دار کر دیا پس مستاجر نے اپنے اونٹ اس میں  
رکھے کچل سیگنیاں وہاں جمع ہوتی ہیں تو یہ لید جو جمع ہو گئی اس کی ہو جائیگی جس کا ہاتھ پہلے اسپر ہو تو جو جادے دینا اگر کر اے  
دینے والے نے یہ قصد کیا تھا کہ اس میں لید سیگنیاں جمع کرے تو یہ اسی کو ملے گی یہ چیز کردی میں ہو ایک شخص مر گیا اسے ایک  
لڑکی اور بھائی اور اسباب چھوڑا پس لڑکی نے کہا کہ تمام اسباب میرا ہو میری اجازت سے میرے مال سے میرے باپ نے خریدا ہوا بھائی  
کہتا ہو کہ تمام اسباب میرے کا ہو تو بھائی کا قول معتبر ہو گا یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک چوپایہ یا قمیص میں دو آدمیوں نے جھگڑا کیا اور ایک اسپر  
سوار یا اس کو پینے ہوئے ہے اور دوسرا اس کی لگام یا آستین پکڑے ہوئے ہو تو قاض ہونے کے حق میں سوار یا پینے والا اولیٰ ہو یہ کافی  
ہو۔ اور اگر ایک زمین پر سوار ہو اور دوسرا اس کی ردیف میں بیٹھا ہو تو زمین سوار اولیٰ ہو بخلاف اسکے کہ اگر دونوں زمین پر سوار  
ہوں تو دونوں کے قبضہ کا حکم ہو گا کذا فی البدایہ اگر ایک شخص چوپایہ کا قائم ہو اور دوسرا اس کی ہو تو قائم کی دگر ہوگی اور اگر  
ایک اس کی لگام پکڑے ہو اور دوسرا دم تاشاخ نے فرمایا کہ لگام پکڑنے والے کی دگر ہوگی چاہے کذا فی المحیط اگر دو آدمیوں نے  
ایک اونٹ میں جھگڑا کیا اور ایک کا اسپر بچھ لدا ہو اور دوسرا لدا اولیٰ ہو کذا فی البدایہ۔ اگر ایک گھوڑے میں دو شخصوں نے  
جھگڑا کیا ایک کا اسپر بچھ لدا ہو اور دوسرے کا کوزہ یا توڑا اس میں لگا ہو اور دوسرا لدا اولیٰ ہو کذا فی الکافی۔ ایک شخص ایک قطار  
اونٹوں کا قائم ہو اس میں سے ایک اونٹ پر ایک شخص سوار ہو پھر سوار و قائم دونوں میں سے ہر ایک نے تمام اونٹوں کا دعویٰ کیا پس  
اگر اونٹ پر سوار کا بوجھ لدا ہو اسے تو سب اونٹ کے سوار کے ہوں گے اور قائم ضرور ہو گا اور اگر نگلی بیٹھ ہو تو سوار کا وہی اونٹ  
ہو گا جس پر سوار ہو اور باقی قائم کے ہونگے کذا فی الذخیرہ۔ ہشام نے امام محمد سے روایت کی کہ ایک قطار اونٹوں کی ہو ان میں سے اولیٰ  
ایک اونٹ پر سوار ہو اور ایک شخص درمیان میں سوار ہو اور ایک اونٹ کے اسپر بچھ لدا ہو پھر ہر ایک شخص نے تمام اونٹوں کا دعویٰ کیا  
تو ہر ایک کو وہ اونٹ ملے گا جس پر وہ سوار ہے اور پہلے اور بچھ کے درمیان کے اونٹ اولیٰ سوار کو اور درمیان کی اور اخیر کے درمیان کے  
اونٹ اولیٰ سوار اور درمیان کی سوار کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوں گے اور اخیر سوار کو سوار سے اسکے جس پر سوار ہو کچھ نہ ملے گا

۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰



اور اگر سب گواہ قائم کیے تو ہر ایک کی سواری کا ادنیٰ دو پچھلون میں نصف نصف اور پہلے درمیان کے درمیان کے ادنیٰ درمیان  
 و اخیر کے درمیان نصف نصف اور درمیان کے اخیر کے ادنیٰ آدھے اخیر کو اور آدھے اول درمیان کے درمیان نصف  
 نصف تقسیم ہوں گے یہ محیط سرخی میں ہو۔ اگر کثیر ایک کے قبضہ میں ہو اور اس کا کوئی کنارہ دوسرے کے باقی میں ہو تو دونوں میں برابر تقسیم  
 ہو گا کذا فی البدیہ۔ قدوری میں ہو کہ اگر کوئی درزی کسی کے گھر میں کپڑا سینا ہو اور کپڑے میں دونوں نے اختلاف کیا تو گھر والے کا  
 قول مقبول ہو گا یہ محیط میں ہو۔ اگر درزی اور کپڑے کے مالک نے اختلاف کیا پس مالک نے کہا کہ میں نے اس کو سیاہ اور درزی نے کہا کہ نہیں بلکہ  
 میں نے سیاہ نہیں کیا تو درزی کے پاس ہو تو اسی کا قول مقبول ہو گا اور کپڑے کے مالک پر سیلائی واجب ہوگی اور اگر مالک کے پاس ہو تو  
 اس کا قول لیا جائیگا اور اگر دونوں کے قبضہ میں ہو تو قسم سے درزی کا قول مقبول ہو گا اور مالک پر ہجرت ہوگی یہ محیط سرخی میں ہو  
 کپڑا بیچنے یا سینے کے واسطے ایک مزدور کیا پس مزدور نے اپنے قبضہ کے کپڑے پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے اور تاجر نے کہا کہ میرا نہیں  
 اگر تاجر کی دکان میں ہو تو قسم سے اسی کا قول مقبول ہو گا اور اگر محلہ یا مزدور کے گھر میں ہو تو مزدور کا قول مقبول ہو گا خواہ وہ آزاد ہو  
 یا غلام یا ذون ہو یا مکتب ہو کذا فی الوجیز للقدوری ماذون کہیں میں ہو کہ اگر اپنا غلام کنڈی کرنے والے یا نانوائی وغیرہ کو اجرت پر  
 دیا پھر مالک راستہ میں اس کے پاس متاع پائی اس متاع میں مالک متاع ہر نے اختلاف کیا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر یہ متاع مستاجر  
 کی ساخت سے ہو تو اسی کا قول مقبول ہو گا اور اگر اس کی ساخت سے نہ ہو تو مولیٰ کا قول لیا جائیگا اور اگر مستاجر کے منزل میں ایسا واقع  
 ہو تو دونوں صورتوں میں اسی کا قول قبول ہو گا یہ محیط سرخی میں ہو۔ ایک شخص دوسرے کے گھر سے نکلا اس کی گردن پر کچھ متاع  
 لدی ہوئی تھی اس کو ایک قوم نے دیکھا پس غصہ سے گواہی دی کہ ہم نے اس کو دیکھا کہ اس کے گھر سے نکلا اور اس کی گردن پر یہ متاع لدی  
 ہوئی تھی اور گھر کے مالک نے کہا کہ متاع میری ہو اور نہ ملنے والا اپنی ملک ہونے کا دعویٰ ہو پس اگر یہ شخص اٹھانے والا ایسی چیزوں کے  
 فروخت کرنے میں معروض ہو مثلاً بزاز وغیرہ ہو تو وہ حال کی ہوگی اور اگر معروض نہ ہو تو وہ گھر کے مالک کی ہوگی یہ واقعات  
 حسامیہ میں ہو۔ نوادر ابن سماعہ میں امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ ایک شخص دوسرے کے گھر میں گیا پھر اس کے پاس کچھ مال نکلا گھر کے  
 مالک نے کہا کہ میرا تو ہے میرے گھر سے اٹھا لیا ہو تو امام اعظم نے فرمایا کہ گھر کے مالک کا قول لیا جائے گا اور اندر جانے والا  
 کسی قول میں تصدیق نہ کیا جائیگا کہ میں نے نہیں لیا مگر ان کثیر و نین جو پہننے سے بشرطیکہ وہ پہننے کے ہوں اور امام  
 ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر جانے والا کسی چیز کی صناعیت میں معروض ہو مثلاً زیتون کا تیل لیے پھر تا ہو اور  
 وہ گتیا تیل کا لیے ہوئے اس کے گھر میں گیا یا پیر والا ہو کہ اس کو بیجا کر تا ہو یا بازار دن میں اسباب لیے پھر تا ہے تو اسی کا  
 قول مقبول ہو گا اور مالک مکان کی تصدیق نہ ہوگی یہ محیط میں ہو ہر شام نے امام محمد رحمۃ اللہ سے روایت کی ہے کہ اگر ایک  
 جھاڑ دینے والا دھنوں کے گھر میں ہو اور اس کی گردن پر کھلی وغیرہ پڑی ہے اسپر دونوں نے دعوے کیا تو  
 یہ اس کی ہوگی جس کی منزل میں ہے یہ محیط سرخی میں ہے ایک حال پر کارہ ہے اور وہ ایک شخص کے گھر میں ہو پس گھر والے نے  
 دعویٰ کیا کہ کارہ میرا ہے اور حال نے کہا کہ نہیں بلکہ میرا ہو تو حال کا قول مقبول ہو گا بشرطیکہ حال کپڑے اٹھاتا ہو اور کارہ  
 ایسا ہو کہ اس کے اٹھانے جانے کا احتمال ہو یہ واقعات حسامیہ میں ہے اگر ایک باطن میں دھنوں نے دعویٰ کیا ایک باطن  
 بیٹھا ہو اور دوسرا اس کو کپڑے سے یا دونوں اسپر بیٹھے ہوں تو وہ دونوں میں مشترک ہے مگر نہ بطریق حکم قصا کے یہ عنایہ میں ہو۔

ترجمہ فتاویٰ عالمگیری جلد ششم

ایک دار میں دو شخص بیٹھے ہیں اور ہر ایک اپنے اپنے دعاوی کرتا ہے تو دونوں میں حکم نہ دیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ ایک کشتی پر ایک شخص سوار ہے دوسرا اس کے مکان کو بکرتے ہوئے ہے یہ سراسر حادثہ ہے اور چونکہ اس کو کھینچنا ہو سکتا ہے اس پر دعویٰ کیا تو کشتی سوار و مکان اور حادثہ کو ملے گی اور کھینچنے والے کو کچھ نہ ملے گی یہ محیط سرخی میں ہو۔ ایک مالدار آدمی کے غلام کی گردن میں ایک موتی بڑا ہے کہ اس کی قیمت موتی کے برابر ہے اور یہ غلام ایک مفلس کے گھر میں کہ جو سوائے بوریہ کے کسی چیز کا مالک نہیں ہو موجود ہے اس نے دعویٰ کیا کہ یہ موتی میرا ہے اور مالک غلام نے کہا کہ میرا ہے تو مالک غلام کا قول مقبول ہوگا یہ وجہ کر دی میں ہو۔ دو آدمی ایک کشتی میں ہیں اور کشتی میں آٹا رکھا ہو پس ہر ایک کشتی کا اور جو کچھ آسمین سے دعویٰ کیا اور ایک ان میں سے آٹا فروخت کرنے میں مشغول ہے اور دوسرا ملحق مشہور ہو تو آٹا اس شخص کا جو اس کے بیچ میں مشہور ہے اور کشتی ملحق کی ہوگی۔ امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے دار سے ایک پرندہ شکار کیا پس اگر اس پر میرا اتفاق کیا کہ یہ اپنی اصلی اباحت پر ہے تو وہ پرندہ شکاری کا ہو خواہ ہوا سے شکار کیا ہو یا درخت سے اور اگر اختلاف کیا پس گھر والے نے کہا کہ میں نے تجھ سے پہلے شکار کیا ہو یا درخت ہو یا ہون اور شکاری نے انکار کیا پس اگر اس کو ہوا سے پرندہ شکاری کا ہو اور اگر مالک مکان کے درخت یا مکان سے بکرا ہو تو مالک مکان کا قول مقبول ہوگا یہ محیط سرخی میں ہو۔ اگر مستاجر دوکان نے دوکان کا سکنی کسی کے ہاتھ فروخت کیا اور مشتری نے اس پر قبضہ کر لیا پھر دوکان کے مالک نے آکر مشتری کے ہاتھ سے استحقاق ثابت کر کے لے لیا پس اگر سکنے عمارت دوکان سے متصل ہو اور وہ آلات صناعت متاجر سے نہیں ہو تو قسم سے مالک دوکان کا قول مقبول ہوگا اور جب اس نے قسم کھائی تو مشتری متاجر سے من سکنے واپس وصول کر لے گا اور اگر آلات صناعت متاجر سے ہو تو متاجر کا قول قبول ہوگا اور مالک دوکان کو سکنے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔

**دسواں باب۔** دیوار کے دعویٰ کے بیان میں۔ اگر دو دیواروں کے بیچ میں ایک دیوار ہو اس پر دونوں کے مالک نے بدعمر و دعویٰ کرتے ہیں پس اگر وہ دیوار دونوں کی عمارت کے بطور تربیع یا ملازقہ کے متصل ہو تو دونوں میں مشترک ہونے کا حکم ہوگا کیونکہ دونوں کا قبضہ مساوی ہے اور اگر ایک کی عمارت کے بطور تربیع اور دوسرے کی عمارت سے بطور ملازقہ متصل ہو تو صاحب تربیع اولیٰ ہو کیونکہ اس کو باوجود اتصال کے ایک طرح کا استعمال حاصل ہو اور اگر ایک کی عمارت کے بطور تربیع یا ملازقہ متصل ہو اور دوسرے کی عمارت سے اتصال ہی ہو تو صاحب اتصال اولیٰ ہو اور اگر ایک کی عمارت سے اتصال ہو اور دوسرے کے ختمیر اس پر ہوں پس اگر اتصال بطور تربیع کے ہو تو وہی اولیٰ ہو اور ختمیر دے کو فقط موضع ختمیر ملے گا اور اگر اتصال بطور ملازقہ کے ہو تو ختمیر والا اولیٰ ہو اتصال تربیع کی صورت یہ ہے کہ اینٹ بعض داخل بعض ہو اگر دیوار تمام ہو اور ختمیر پختہ میں یہ صورت ہے کہ آدھے ایک دیوار کے اینٹ کے دوسری دیوار میں داخل ہوں اگرچہ ایک کار اس ساخت دوسرے کی ساخت مرکب ہو اور اگر نقب کر کے اینٹ بدو دیجاوے تو تربیع نہیں ہو اور ابوالحسن کہ فرماتے ہیں کہ اتصال تربیع یہ ہو کہ دیوار تنایع فیہ کی دونوں طرفین دو دیواروں سے موصول ہوں کہ وہ دونوں دیوار دار سے متصل ہوں قلبت اگر فرمائی نہ ہے تربیع سے تربیع مساحت مراد لی ہو تو ترجیح ختمیر۔ اور اگر اتصال ایک طرف سے ہو تو صاحب جذوع اولیٰ ہے اور طحاوی نے ذکر کیا کہ اگر ایک ہی طرف سے اتصال ہو تو بھی اسی کو ترجیح ہو اور شارح نے فرمایا کہ روایت طحاوی ہی

صحیح ہو یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اور اگر دیوار دونوں کی عمارت متصل نہ ہو اور کسی کے اوپر شہتیر وغیرہ ہوں تو دونوں کے قبضہ میں  
 چھوڑ دینے کا حکم ہو گا بشرطیکہ دونوں کے قبضہ میں ہونا معلوم ہو اور اگر دونوں کے قبضہ میں ہونا معلوم نہ ہو اور ہر ایک نے اپنے  
 ملک ہونے اور اپنے قبضہ میں ہونیکا دعویٰ کیا تو دونوں کے قبضہ میں کر دی جائیگی یہ محیط میں ہے اور اگر ایک شخص کے اسپر  
 حرا دی یا دیواری بڑے ہوں اور دوسرے کا کچھ ہو تو دونوں میں مشترک ہونے کا حکم ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان سے۔ اور  
 اگر دونوں کی حرا دی یا دیواری اسپر ہوں تو دونوں میں مشترک ہونیکا حکم ہو گا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ایک کا اسپر ایک شہتیر  
 ہو اور دوسرے کے حرا دی دیواری ہوں یا کچھ ہو تو صاحب جذوع کو ملے گی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر ایک کے اسپر  
 جذوع ہوں اور دوسرے کے حرا دی ہوں تو صاحب جذوع کی ڈگری ہوگی مگر حرا دی دُور کرنے کا حکم نہ دیا جائے گا  
 یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اگر ایک کے اسپر جذوع ہوں اور دوسرے کا اسپر سترہ یا دیوار ہو تو نیچے کی دیوار متنازع فیہ  
 صاحب جذوع کی اور سترہ صاحب سترہ کا ہو گا اور سترہ والے کو اسکے دُور کرنے کا حکم نہ دیا جائیگا ولیکن اگر دعویٰ  
 دیوار اپنا استحقاق گواہوں سے ثابت کرے تو البتہ سترہ والے کو اسکے دُور کر دینے کا حکم کیا جائے گا یہ فتاویٰ  
 قاضی خان میں ہو۔ اور اگر دیوار اور سترہ دونوں میں جھگڑا کیا تو دونوں صاحب جذوع کے ہوں گے یہ محیط سرخسی میں  
 اور اگر ایک کا سترہ ہو اور دوسرے کا حرا دی تو صاحب سترہ کی دیوار ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک دعویٰ کا دیوار  
 متنازع فیہ پر کچی یا پکی اینٹوں کا اٹل بنا ہو تو وہ بمنزلہ سترہ کے ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر ایک کی  
 دیوار پر دس لکڑیاں ہوں اور دوسرے کی تین سے زیادہ ہوں دس تک تو دیوار دونوں میں مشترک ہوگی اور یہ  
 ظاہر روایت کا حکم ہے اور یہی صحیح ہے کہ ذاتی محیط اور اگر ایک کا اسپر ایک یا دوشہتیر یعنی تین سے کم ہوں اور دوسرے  
 کے تین یا زیادہ جذوع ہوں تو فوازل میں مذکور ہے کہ دیوار تین یا زیادہ والے کی ہوگی اور کم والے کو مواضع  
 جذوع ملین گئے اور فرمایا کہ یہ استخوان ہے اور یہی دوسرا قول امام اعظم و امام ابو یوسف کا ہے اور امام ابو یوسف نے  
 نے فرمایا کہ قیاس چاہتا ہے کہ دیوار دونوں میں نصف نصف ہو اور امام اعظم بھی اول میں ایسا ہی کہتے تھے پھر  
 دونوں نے استخوان کی طرف رجوع کیا اور شمس المائے سرخسی نے دعویٰ الاصل میں ذکر کیا ہے کہ اگر ایک کی دیوار پر دس  
 لکڑیاں رکھی ہوں اور دوسرے کی ایک ہی لکڑی ہو تو ہر ایک کو اپنی لکڑی کے نیچے کی جگہ ملے گی اور یہ دیوار دونوں میں  
 برابر تقسیم نہوگی اور استخوان ایسا ایک یا دس لکڑیوں کی صورت میں ہے ایسا ہی صلح الاصل میں مذکور ہے اور کتاب الاقرار  
 میں مذکور ہے کہ تمام دیوار دس لکڑیوں والے کو ملے گی سواے ایک لکڑی رکھنے کی جگہ کے کہ وہ اسکو ملے گی اور یہ  
 لکڑی دُور کر کے حکم نہ دیا جائیگا شمس المائے سرخسی نے فرمایا کہ ان لکڑیوں کی درمیانی جگہ کا حال کتاب میں مذکور نہیں ہو  
 ہمارے بعض اصحاب نے فرمایا کہ اسکے گیارہ حصے کیے جائیں گے دس حصہ دس لکڑیوں والے کو اور ایک حصہ ایک والے کو ملے گا  
 پس درمیانی جگہ کا حکم وہی ہے جو ہر لکڑی کے نیچے کی دیوار کا حکم ہے حتیٰ کہ اگر دیوار گرجا دے تو اسکی زمین تقسیم کر لین گے

لے حرا دی یعنی اول خرپہ میں ہو تو ہے اور دین السکیت صاحب صحیح کے نزدیک بھی در صاحب دیوان نے حرا دی و ہر دُور دونوں کے ساتھ صحیح کہا اور صاحب القلوب  
 میں یہ اور انواری نے کہا کہ روایت آمل میں ایسا ہی واقع ہو اور کافی میں حاجی کے ساتھ ہو اور صغیر اور فخر کافی میں فقط ہر دُور کے ساتھ ہو اور وائس

۱۲۰ گردان ہوں جو انگریزوں کی اس واسطے باغی ہوئی کہ ان کی پاس کی پل پر حرا دی جاتی ہے اور اس باغی کے قدر میں ۱۲۰ طلعہ و طلوع ایک ایک کی عمارت پیش دلائل کی طرح نمبرہ بتائے ہیں ۱۳ ق م - - - - -

اور اکثر اصحاب نے فرمایا کہ دس لکھ دونوں والے کو دلائی جاوے گی سوا سے بقدر ایک لکھ کی جگہ کے کہ یہ موضع  
 اس ایک لکھ کی دسے کی ملک ہوگا اور امام محمد نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں اگر دیوار طویل ہو  
 اور دونوں میں سے ہر ایک کی کچھ کچھ دیوار اس سے متصل ہے اور جذوع رکھے ہیں تو ہر ایک کے تمام اس قدر دیوار کی ڈگری  
 ہوگی جو اسکے ساتھ متوازی ہے اور جذوع کی تعداد پر لحاظ نہ کیا جائیگا اور اسی پر قاضی عبداللہ شمسیری فتویٰ دیتے تھے اور  
 جو جگہ دونوں کے درمیان ہو وہ دونوں میں برابر تقسیم ہوگی یہ محیط شری میں ہوا امام اسماعیلی نے شرح طحاوی میں فرمایا کہ اگر  
 دیوار کا رخ ایک کی طرف ہو اور پشت دوسرے کی طرف تو امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دونوں میں برابر تقسیم ہوگی اور رخ والے  
 کی ڈگری نہ ہوگی اور صاحبین نے فرمایا کہ اس صورت میں اسی کی ڈگری ہوگی جسکی طرف دیوار کا رخ ہو بشرطیکہ اصل عمارت کے  
 وقت یہ رخ رکھا گیا ہو اور اگر بعد بنائے کے نقش یا کنگل سے اس طرف رخ کر دیا گیا ہو تو بالاجماع اس سے دیوار کا احتیاق ہوگا  
 کہ انی غایۃ البیان۔ دو در کے درمیان ایک شخص ہے کہ اسکا قطع ایک کی طرف ہے اور دونوں مالک دار اسکے مدعی ہیں تو امام اعظم  
 نے فرمایا کہ دونوں میں حصہ مشترک ہوگا اور صاحبین نے فرمایا کہ جسکی طرف قطع ہے اسی کی ڈگری ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور  
 اگر ایک دروازہ میں جو دو دروں کی دیوار کے درمیان لگا ہوا ہے جھگڑا کیا اور دروازہ کا غلق ایک کی طرف ہے تو امام اعظم  
 نے فرمایا کہ غلق اور دروازہ کی دونوں میں برابر ڈگری ہوگی اور صاحبین نے فرمایا کہ جسکی طرف غلق ہے اسی کی ڈگری ہوگی  
 اور اگر دونوں طرف غلق ہو تو بالاجماع دونوں کی ڈگری ہوگی یہ غایۃ البیان شرح طحاوی میں ہے۔ اگر ایک دیوار دو  
 شخصوں میں مشترک ہے پس کسی مدعی نے ایک شخص پر گواہ قائم کیے کہ اس معاملہ نے اقرار کیا ہو کہ دیوار میری ہو تو اسکے  
 نام حصہ دیوار کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط میں ہے کچھ جذوع ایک شخص کے گھر کی طرف نکلے ہوئے ہیں تو گھر والے کو اس پر  
 بیخا نہ بنانیکا اختیار ہون مالک دار کی رضامندی کے نہیں ہو اور اگر ان پر عمارت بنا نا ممکن ہو تو مالک دار کو انکا قطع کرنا بھی جائز  
 نہیں ہو اور اگر ممکن نہ ہو مثلاً جذوع صغیر یا ایک ہی جذوع ہو تو لحاظ کیا جائیگا کہ اگر اسکا کٹ ڈالنا باقی جذوع کو کمزور کرے  
 تو قطع نہیں کر سکتا اور اگر ضرر نہیں ہو تو مالک اسکے قطع کر لینے کا مطالبہ کرے اور اگر صاحب دار نے ان شہتہ دن کے کنارے پر  
 کوئی چیز مسلک کرنی چاہی تو اسکو اختیار نہیں ہو یہ محیط شری میں ہے۔ ایک دیوار دو شخصوں کے درمیان ہو کہ ہر ایک کا اس پر کچھ بوجھ ہے  
 مگر ایک کا بوجھ قلیل ہو تو دیوار کی عمارت دونوں میں مساوی ہوگی اور اگر ایک کا اس پر بوجھ ہو اور دوسرے کا نہیں ہے حالانکہ  
 دیوار دونوں میں مشترک ہے تو فقہ ابو اللیث نے فرمایا کہ دوسرے کے مثل یہ بھی اس پر بوجھ رکھ سکتا ہے بشرطیکہ دیوار اسکی  
 متصل ہو جاوے آیا تو نہیں دیکھتا ہو کہ ہمارے اصحاب نے کتاب الصلح میں فرمایا کہ اگر ایک کے جذوع زائد ہوں تو دوسرا بھی ان کے برابر  
 بڑھا سکتا ہو بشرطیکہ دیوار متصل ہو اور اس میں قدیم و جدید کا کچھ ذکر نہیں کیا ہو کہ انی الخلاصہ۔ اگر دونوں کی اس پر لکڑی نہ ہو پھر ایک نے  
 رکھنی چاہی تو رکھ سکتا ہو اور دوسرا اسکو منع نہیں کر سکتا ہو اس سے کہا جائیگا کہ اگر تیرا جی چاہے تو بھی اس طرح رکھ لے یہ فیصلہ  
 عمادیہ میں ہے۔ اگر دیوار پر ایک کے جذوع ہوں دوسرے کے ہوں مگر اس نے رکھنے چاہے اور دیوار دونوں کے جذوع کی متصل نہیں  
 ہو سکتی ہو اور دونوں اس بات کے مقررین کہ دیوار ہم دونوں میں مشترک ہے تو جذوع والے سے کہا جائیگا کہ یا تو اس پر سے جذوع دور  
 کر دے کہ تم دونوں برابر ہو جاؤ یا اس قدر کم کرے کہ دوسرے کو رکھنا ممکن ہو کہ دیوار اٹھا سکے یہ خلاصہ میں ہے ایک دیوار دو شخصوں میں

لحاظ کرنا کہ اگر دونوں میں برابر ہو جاوے یا اس قدر کم کرے کہ دوسرے کو رکھنا ممکن ہو کہ دیوار اٹھا سکے یہ خلاصہ میں ہے ایک دیوار دو شخصوں میں

مشرک سے اسپر ایک کی عمارت سے چاہا کہ اپنے جزدوع کی جگہ بے پس اگر بائیں سے دائیں یا دائیں سے بائیں بدلتی چاہی تو یہ اختیار نہیں ہو اور اگر جزدوع نیچے کرنے چاہے تو کر سکتا ہے اور اگر اونچے کرنے چاہے تو نہیں کر سکتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں سے ایک دیوار دونوں میں مشترک ہے اور دونوں کے جزدوع اسپر ہیں تو نیچے جزدوع داسے کو اختیار ہے کہ دوسرے کے جزدوع کے برابر اونچے کرے بشرطیکہ دیوار کو ضرر نہ ہو اور اگر ایک نے اپنے جزدوع اٹھا ڈالنے چاہے تو کر سکتا ہے بشرطیکہ دیوار کو ضرر نہ ہو یہ فیصلہ عادیہ میں ہو اور اگر ایک کے جزدوع اونچے اور دوسرے کے نیچے رکھے ہیں پس سنے چاہا کہ دیوار میں نقب کر دے تاکہ اُس سے لکڑی اتر آدے تو بعض نے کہا کہ ایسا نہیں کر سکتا ہے اور ابو عبد اللہ رحمہ اللہ جانی فتویٰ دیتے تھے کہ کر سکتا ہے اور بعض نے کہا کہ اگر دیوار کمزور ہوتی ہو تو نہیں کر سکتا ہے ورنہ کر سکتا ہے یہ محیط سخری میں سے ایک دیوار دو شخصوں میں مشترک ہے ایک نے چاہا کہ کچھ عمارت بڑھا دے تو نہیں بڑھا سکتا ہے خواہ شریک کو ضرر ہو یا نہ ہو لیکن اگر شریک اجازت دے تو ہو سکتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو ابو القاسم نے فرمایا کہ ایک دیوار دو شخصوں میں مشترک تھی اُس کا ایک کونا گر گیا اور کھلا کہ یہ دیوار دو طاقین متوازن ہیں ہے پس ایک نے اپنی دیوار اس زعم پر دور کرنی چاہی کہ باقی ہم دونوں میں پردہ کے واسطے کافی ہے اور دوسرے نے زعم کیا کہ اگر ایک ہی تہ باقی رہی تو دھکے نہ دے ہو جائیگی پس اگر اس امر کے ظاہر ہونے کے پہلے کہ یہ دیوار دوسری تھی اُن دونوں نے کوئی اقرار کیا تھا کہ یہ دیوار ہم دونوں میں مشترک ہے تو دونوں دیوار میں مشترک ہونے کی کسی ایک کو بدو دوسرے کی اجازت کے اُس میں کوئی فعل کر نہ سکتا اختیار نہ ہو گا اور اگر یہ اقرار کیا کہ ہر ایک اپنی اپنی دیوار کا مالک ہے تو ہر ایک کو اپنی دیوار میں اختیار ہے جو چاہے کرے یہ فتاویٰ صفری میں ہے دو شخصوں کی درمیانی دیوار مشترک ہے پس ایک نے اسکی اصلاح کرنی چاہی اور دوسرے نے شرکت سے انکار کیا تو چاہیے کہ اُس سے کہہ دے کہ میں فلان وقت دیوار اٹھواؤں گا تو اپنے بار کو ستون پر روکے اور اس امر پر گواہ کرے پس اگر اسے ایسا کیا تو خیر ورنہ یہ شخص دیوار کو اٹھا دے اگر اسکا بار گر جائیگا تو یہ ضامن نہ ہو گا یہ خلاصہ میں ہو۔ امام ابو القاسم سے منقول ہے کہ ایک دیوار دو شخصوں میں مشترک ہے ایک کا اسپر بار ہو دوسرے کا کچھ نہیں پس دیوار اسکی طرف جھکی جسکا کچھ بار نہیں ہے پس اُس نے گواہوں کے سامنے بوجھ داسے سے دور کرنے کو کہا اُسے اسکے بعد باوجود دور کرنا ممکن ہونے کے دور نہ کیا یہاں تک کہ دیوار گر پڑی اور کچھ نقصان ہوا تو امام ابو القاسم نے فرمایا کہ اگر گواہ کرنا اور وقت گواہ کرنے کے تحریف ثابت ہوئی تو مشہور دھکی نصف قیمت اُس نے کی جو گرنے سے فاسد ہو گئی ہو ضامن ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک دیوار دو شخصوں میں مشترک ہے ایک شخص کا اسپر غرض ہو اور دوسرے کی بیت کی بھیت ہے وہ دیوار نیچے سے دہل گئی اور دونوں نے اوپر اسطو اُن سے اٹھالیا پھر دونوں نے اتفاق کر کے اسکو بنایا پھر جب وہ جگہ اس شخص کی بھیت تک پہنچی تو اسکے بعد بھیت داسے کو اختیار ہے چاہے اسے زیادہ اونچی کرانے میں ساٹھ دے یا نہ دے اسپر ساتھ دے گا جبر نہ کیا جائیگا قال ابو القاسم کہ فی الصغریٰ ایک شخص کا بیت ہے دیوار اسکے اوپر ڈھکی کے درمیان مشترک ہے پس صاحب بیت نے چاہا کہ اپنے بیت پر ایک غرض بنا دے اور اس دیوار پر کوئی لکڑی نہ رکھے تو ابو القاسم نے فرمایا کہ اگر دیوار مشترک ہے لکڑی لے لینی اس قسم کا اظہار ہوا تھا کہ ہمیں اس ضرر کا خوف ہے ۱۷۵۰ھ میں جسکے دھکے گواہ کیے گئے ہیں جسکے گواہوں کی گواہی سے کوئی حق لازم ہوا۔

درکھی اپنی ذاتی حد میں بنانا چاہی تو پڑوسی منع نہیں کہہ سکتا ہو یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو۔ ایک شخص کا سا باطلہ سا باطلہ کے  
 کڑیوں کے ایک سرے دوسرے کے گھر کی دیوار پر رکھے ہیں پس دونوں نے اس رکھنے میں اختلاف کیا گھر کے مالک نے کہا کہ تیری  
 کڑیاں میری دیوار پر بلا حق ہیں ان کو دور کر دے اور سا باطلہ داسے نے کہا کہ حق واجب ہیں تو شیخ نقوی نے کتاب الجحطان میں  
 ذکر کیا کہ قاضی اسکو کڑیاں دور کرنے کا حکم کر گیا صدر الشہید نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہوگا اور اگر دیوار میں جھگڑا کیا تو ظاہر ہے  
 اصحاب حقیقہ کے موافق صاحب دار کی ڈگری ہوگی کیونکہ دیوار ملک صاحب دار سے متصل ہو اور اتصال سے قبضہ ثابت ہوتا  
 ہو لیکن یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ اتصال تریج ہو اور اگر اتصال لازق ہو تو صاحب سا باطلہ اولیٰ ہو یہ محیط میں سے  
 دو گھروں کے درمیان کی دیوار منہدم ہوگئی اور ایک شخص کی لڑکیاں دو عورتیں ہیں اس نے اسکا بنانا چاہا اور دوسرے نے  
 شرکت سے انکار کیا بعضوں نے کہا کہ اسپر جبر نہ کیا جائیگا اور فقیہ ابو اللیث نے کہا منکر یہ ہمارے زمانہ میں بھر کیا جائیگا کیونکہ  
 دونوں میں پردہ ہونا ضروری و لا تارضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جواب میں اس طرح تفصیل ہونا چاہیے کہ اگر اصل دیوار متعلق  
 قیمت کے ہر ایک اپنے حصہ میں سترہ بنا سکتا ہے تو منکر یہ جبر نہ کیا جائیگا اور اگر متعلق قسمت اس طور سے نہیں ہو تو منکر نہ بنانے کا حکم  
 دیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو۔ اگر ایک دیوار دو شخصوں میں مشترک ہو وہ اگر کسی لڑکی کے عرصہ دیوار کی تقسیم چاہی اور دوسرے  
 نے انکار کیا یا ایک نے بدون درخواست قیمت کے ابتدا سے بنانا چاہی یا پس اگر اسپر کسی کا بار بالکل نہوا اور ایک نے عرصہ  
 حاکم کو تقسیم کرنا چاہا اور دوسرے نے انکار کیا تو بعض مواضع میں مطلقاً نہ کر ہو کہ مجبور نہ کیا جائیگا اور اسی کو بعض مشائخ نے  
 لیا ہے اور بعض مشائخ نے کہا کہ اگر قاضی کی رائے میں سوائے قرعہ کے تقسیم نہیں ہو سکتی ہو تو تقسیم نہ کر گیا اور اگر بدون قرعہ  
 تقسیم اسکا نہ ہے تو دونوں میں تقسیم کر دے بشرطیکہ عرصہ دیوار اس قدر چڑا ہو کہ جس قدر ہر ایک حصہ میں آئیگا وہ دیوار  
 بنانے کے لائق ہوگا اور ہر ایک کا حصہ اس کے دار کے متصل کرے تاکہ انکو نفع کامل حاصل ہو اور بعض نے فرمایا کہ اگر عرصہ دیوار  
 عریض ہو تو قاضی منکر یہ ہر حال میں تقسیم کے واسطے بھر گیا اور اس طرف خصاف نے اشارہ کیا ہو اور اسی پر فتویٰ ہے اور اگر  
 بدون درخواست تقسیم کے ابتدا سے ایک نے دیوار بنانے کا قصد کیا اور دوسرے نے شرکت سے انکار کیا پس اگر عرصہ دیوار اتنا چڑا  
 ہو کہ تقسیم سے ہر ایک حصہ میں اس قدر آجاء دے کہ وہ اپنی دیوار بنا سکے تو دوسرا مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر عریض نہ ہو تو  
 مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ مجبور کیا جائیگا اور اسطرح امام حلیل ابو بکر محمد بن الفضل امام جیل غفرلہ لائے  
 نے میل کیا ہو اور یہی شبہ ہے اور اگر اس میں سے کچھ نہ ہو لیکن ایک نے بدون اذن دوسرے کے دیوار بنائی تو یاد دہاؤں سے  
 کچھ لے سکتا ہے یا نہیں اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ ہر حال میں کچھ نہیں لے سکتا ہو ایسا ہی کتاب الدعویٰ لاقبضہ  
 میں ہو اور ایسا ہی فقیہ ابو اللیث نے نازل میں ہمارے اصحاب نے ذکر کیا ہو اور بعض نے کہا کہ اگر عرصہ دیوار عریض ہو جیسا بیان  
 کیا تو کچھ نہیں لے سکتا ہے ورنہ لے سکتا ہو۔ اگر دیوار پر کسی کا بار ہو پس اگر دونوں اسپر کڑیاں ہوں اور ایک نے  
 قسم کی درخواست کی تو بدون اذن کی ضماندی کے تقسیم نہ ہوگا اگرچہ عرصہ دیوار موافق تفسیر مذکور کے عریض ہو اور  
 اگر ایک نے دیوار بنائی چاہی اور دوسرے نے شرکت سے انکار کیا تو غفرلہ لائے نہ خیر نے بدون تفصیل ذکر کیا کہ مجبور کیا  
 جائیگا اور اسی پر فتویٰ ہو اور اگر ایک نے بدون دوسرے کے اذن کے بنائی تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر عرصہ دیوار موافق

لے لینے کہ خطا جو وہ بیان و دیوار کے اور اس کے نیچے لکھ کر لڑکی نے جانتا ہوں۔

تفسیر مذکور کے عریض ہو تو دوسرے شریکے قیمت بنار سے کچھ نہیں لے سکتا ہے اور بنانے میں متطوع شمار ہوگا ایسا ہی  
 حصائے نفقات میں ذکر کیا ہو اور بعض مشائخ نے کہا کہ متطوع ہوگا اور اسطرح کتاب لاقضیہ میں اشارہ ہو اور ایسا ہی ابن  
 سماعہ نے بھی نوادر میں روایت کی ہے یہی اصح ہو گا ذانی الحیطہ اور اگر باجارت اسکے بنائی تو اسکو تصرف سے منع نہیں کر سکتا ہے  
 و لیکن جو خرچ کیا ہو اسکا ادھالے لگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہوا اگر ایک کا دیوار پر بار ہوا اور اسی نے تقسیم کی درخواست  
 کی اور دوسرے نے انکار کیا تو منکر مجبور کیا جائیگا بشرطیکہ عرصہ دیوار موافق تفسیر مذکور کے عریض ہو یہی صحیح ہے اسی پر فتوے  
 ہو۔ اور اگر اس شخص نے جس کا دیوار پر بار ہو بنانے کا ارادہ کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو صحیح یہ ہوگا کہ اسپر جبر کیا جائیگا اور اگر  
 صاحب بار نے بنائی تو صحیح یہ ہوگا کہ وہ دوسرے سے حصہ رسدی لگا اور اگر دوسرے نے بنائی حالانکہ عرصہ دیوار موافق تفسیر مذکور  
 عریض ہو تو متبرع شمار ہوگا۔ پھر جن صورتوں میں بنانے والا متبرع نہیں ہوتا ہو مثلاً اسکا یاد و نون کا اسپر بار ہو تو بنانے  
 والے کو اختیار ہو کہ دوسرے کو دیوار سے نفع اٹھانے سے ممانعت کرے یہاں تک کہ جو خرچ ہوا ہو وہ دسے یا قیمت بنار اور  
 کرے بنار اختلاف مشائخ کے اس امر میں پہل گرد دوسرے نے کہا کہ میں اس بنا دیوار سے نفع نہ لوں گا تو آیا اس صورت میں  
 بنانے والا اس سے لے سکتا ہے یا نہیں مشائخ نے اختلاف کیا بعض نے کہا کہ نہیں لے سکتا ہے اسی طرف قاضی امام ابو عبد اللہ  
 دامغانی نے شرح کتاب الحیطان میں اور امام خواہر زادہ نے میل کیا ہو اور بعض نے کہا کہ لے سکتا ہے اسطرح امام جلیل دیکھو  
 بن الفضل نے میل کیا ہو اور اسی کو صدر الشہید نے اختیار فرمایا ہے پھر اگر اس نے لیا تو کیا لے گا فاضل السیجائی نے شرح  
 مختصر الطحاوی میں مسئلہ علو و سفلی کتاب الصلح میں بیان کیا کہ صاحب علوی ہوئی سفلی کی قیمت صاحب سفلی سے لگائے جو  
 اسے خرچ کیا ہو ایسا ہی شیخ امام نے شرح کتاب المزارعت میں ذکر کیا ہو اور فتاویٰ فضلی میں دیوار مشترک میں ذکر کیا کہ  
 ادھالے خرچ لگا اور علو و سفلی میں صاحب سفلی سے لگا اور بعض متاخرین مشائخ نے استحساناً فرمایا کہ اگر حکم قاضی بنائی تو خرچ  
 لگا اور اگر حکم قاضی بنائی تو قیمت بنار لگا پھر جس صورت میں قیمت بنار لیتا ہو تو وہ قیمت لگا جو بنانے کے دن بھی یا وہ جو پس  
 لینے کے روز سے پس بعض نے کہا کہ وہی کے روز کی قیمت لگا اور اسی پر امام ابو عبد اللہ دامغانی فتویٰ دیتے تھے اور بعض نے  
 کہا کہ بنانے کے روز کی قیمت لگا اور اسی پر صدر الشہید حسام الدین فتویٰ دیتے تھے۔ یہ سب اس صورت میں ہو کہ دیوار گر گئی ہو  
 اور اگر دونوں نے گرا دی تو بھی سب صورتوں میں ہی حکم ہے جو مذکور ہوا اور اگر ایک نے گرائی تو وہ بنانے پر مجبور کیا جائیگا  
 یہ محیط میں ہے۔ صلح النوازل میں ہے کہ ایک دیوار دو شخصوں میں مشترک ہے اور ہر ایک کا اسپر بار ہے وہ گر گئی اور  
 ایک غائب دوسرے نے اسکو بنایا اگر پہلے دیوار کی ٹوٹن سے بنایا تو متطوع شمار ہوگا اور دوسرے غائب کو اسپر  
 بار رکھنے سے منع نہیں کر سکتا ہے اور اگر اینٹ لکڑی اپنے پاس سے لگائی تو جب تک غائب نصف قیمت دے لے اس کو  
 تصرف سے منع کر سکتا ہے یہ خلاصہ میں ہو فتاویٰ فضلی میں ہو کہ اگر ایک شریک نے مشترک دیوار کو ٹوڑنا چاہا اور دوسرے نے روکا پس  
 اسے کہا کہ جو کچھ تیرے بیت میں سے منہدم ہو جائیگا میں اسکا ضامن ہوں پس ضمانت کر لی پھر شریک کی جائز تے دیوار توڑی تو  
 مضبوطی کو ضمانت اسکی منہدم کی کچھ نہ دینا پڑیگی چنانچہ اگر کہا کہ جو تیرا مال تلف ہو میں اسکا ضامن ہوں تو نہیں دینا پڑتا ہے یہ فتاویٰ  
 صفحہ میں ہو و خصوصاً مشترک دیوار منہدم ہو گئی اور ایک غائب پس دوسرے نے اپنی ملک میں لکڑی کی دیوار بنائی اور

لے تیرا تبرع و احسان کنوا لا ۱۱۰ لے و لے صاحب بقل بکر و اجوبہ فی الاصول لکھا اور اظہار کذا صاحب بقل بقر و غیرت بقل بقر لکھا ۱۱۰ لے و نفقہ بقل بقر و اسطرح ادا و ان دیا جاوے ۱۱۰



دیوار کی جگہ چھوڑ دی پھر غائب آیا اور بجائے دیوار قدیم دیوار بنانی چاہی اور دوسرے نے اسکو منع کیا تو تفتیہ ابو بکر نے فرمایا کہ اگر اُس نے موضع دیوار کی متصل طرف بنانی چاہی تو جائز ہو اور اگر یہ قصد کیا کہ دیوار کی نیوکا میدان اپنی طرف کرے تو یہ اختیار نہیں ہو اور اگر یہ قصد کیا کہ جیسی دیوار پہلے تھی ویسی ہی بنائے یا اُس سے باریک کر دو طرف کچھ بڑھ کر چھوڑ دے تو اسکو اختیار ہے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو۔ دو شخصوں کے دو باغ انکو کر کے بیج کی دیوار اندر ہو گئی لیکن ایک نے اسکو بنالیکا قصد کیا مگر جب دوسرے نے انکار کیا تو اُس نے سلطان سے استدعا کی پس سلطان نے ایک معمار کو برضا استعدادی یہ حکم کیا کہ دیوار کو دونوں سے مزدوری لیکر بنا دے اُس نے بنائی تو دونوں سے مزدوری لے سکتا ہو یہ اصول عام یہ مین ہو کتاب لا تقصیر مین ہو کہ ایک دیوار دو شخصوں مین مشترک ہے ایک نے دیوار کو توڑنا چاہا اور دوسرے نے انکار کیا پس اگر دیوار کے حال سے گرنے کا خوف نہ ہو تو اسپر جبر نہ کیا جائیگا اور اگر گرنے کا خوف ہو تو امام ابو بکر محمد بن الفضل سے روایت ہو کہ مجبور کیا جائیگا۔ اگر دونوں نے گرا دی اور ایک بنانی چاہی اور دوسرے نے انکار کیا پس اگر نہ بودار کی جوڑی ہو کہ بعد تقسیم کے وہ اپنے حصہ مین دیوار بنائے تو شریک پر جبر نہ کیا جائیگا اور اگر نہ بنائے تو جبر کیا جائیگا ایسا ہی امام ابو بکر محمد بن الفضل سے منقول ہے اور اسی پر فتویٰ ہو اور جبر سے یہاں یہ مین مراد ہیں کہ اگر شریک بنانے مین اتفاق نہ کرے تو یہ شخص اُس کو بنا دے اور جو کچھ خرچ پڑے اسکا آدھا شریک کے لئے یہ خلاصہ مین ہو اگر مشترک دیوار کو دونوں نے گرایا پھر ایک نے اپنے خرچ سے اسکو بنوایا اور دوسرے نے اسکو خرچ نہ دیا اور کہا کہ مین اس دیوار پر اپنا بار نہ رکھو لگا تو بنوانے والا اُس سے آدھا خرچ لے لیا اگرچہ وہ اپنا بار نہ رکھے یہ فتاویٰ صغریٰ مین ہو اگر دیوار گرنے کا خوف ہو اور ایک گرا دی تو شریک پر بنانے کا جبر نہ کیا جائیگا اور اگر دیوار درست ہو پھر ایک نے شریک کی اجازت سے اسکو گرایا تو بلا شک بنانے والا بنائے پر مجبور کیا جائیگا اگر دوسرا بنا کر قصد کرتا ہے جیسا دونوں کے گرا دینے کی صورت مین تھا۔ اور اگر بلا اجازت شریک گرایا پس اگر مٹی کی کوئی قیمت نہ ہو اور زمین کی قیمت دیوار بنانے سے نہ بڑھتی ہو تو شریک کے حصہ دیوار کی قیمت کا جس قدر ہو ضامن ہو گا اور اگر مٹی کی قیمت ہو تو حصہ شریک سے مٹی کی قیمت دفع کر لیگا الا اُس صورت مین کہ وہ اختیار کرے کہ مٹی اسکے پاس چھوڑ دے اور اسکی قیمت کی ضمان لے تو اُس وقت مین بقدر حصہ قیمت خاک کی دفع نہ کر لیگا اور اگر زمین کی قیمت بتا رہا ہو تو اس سے زائد ہو جاتی ہو تو زمین دیوار مع بنار کے اندازہ کی جادگی پھر اُس سے بقدر زمین کے بدون بنا کے دفع کی جادگی پس حصہ شریک مین باقی بنا کا ضامن ہو گا کہ انی انخلاصہ ایک دیوار دو شخصوں مین مشترک ہو ہر ایک کے اسپر بار مین وہ دہل گئی پس ایک نے اسکو اٹھایا اور اپنے مال سے بنوایا اور دوسرے کو موافق بیان سابق کے بار رکھنے سے منع کیا تو تفتیہ ابو بکر اسکے فرمایا کہ دیکھا جائیگا اگر عرض موضع دیوار ایسا ہو کہ بعد تقسیم کے ہر ایک کے حصہ مین اس قدر ہوتا ہے کہ وہ اپنی دیوار بنا کر اسپر بار اس طرح رکھے جیسا کہ قدیم مین تھا تو بنانے والا تبرع ہو گا دوسرے کو بار رکھنے سے ممانعت نہیں کر سکتا ہے اور اگر تقسیم سے اس قدر نہیں پہونچتا ہے تو اسکو منع کرنے کا اختیار ہے جب تک کہ شریک اسکو نصف خرچہ ادا نہ کرے اور شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر حکم قاضی بنایا ہو تو نصف خرچہ لیگا ورنہ نصف قیمت عارت کے لیگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو شرط النوازل مین ہو کہ ابو بکر نے فرمایا کہ ایک دیوار دو شخصوں مین مشترک ہے کہ ایک کا بیت

اسفل ہو اور دوسرے کا ایک یا دو گز اعلیٰ ہو پس اگر دیوار گری پس اسے نیچے والے سے نیچے والے سے کہا کہ میرے واسطے میرے بیت کی دیوار پھر میرے بیت سب بنائے تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو بلکہ دونوں ملکر نیچے سے اوپر تک بنادین فقیر ابو الیث نے فرمایا کہ اگر ایک کا بیت بقدر چار گز یا اس کے مثل کہ جتنے میں دوسرا بیت بن سکتا ہو بچا ہو تو اسکی اصلاح صاحب اسفل پر ہو یہاں تک کہ دوسرے بیت کی جگہ پر پہنچ جائے کیونکہ وہ بمنزلہ دو دیوار کے نیچے اوپر سے ہے اور بعض نے کہا کہ دونوں پر سے اور یہی قول بالاقاسم کا ہو پھر اس سے رجوع کیا اور کہا کہ وہاں تک بنادے جہاں تک اسکی ملک اسپر سے پھر آئندہ دونوں شریک ہوں یہ فیصول عادیہ میں ہو نیچے والے نے اگر اپنا اسفل مکان گرا دینا چاہا تو ایسا نہیں کر سکتا ہو اگرچہ اسفل خالص اسکی ملک ہو حتیٰ کہ اگر فروخت کرے تو تمام مٹن اسکا ہو کذا فی محیط۔ بالاخانہ ایک شخص کا ہے اور نیچے کا مکان دوسرے کا تو نیچے والے کو اختیار نہیں ہو کہ بدون بالاخانہ والے کی رضامندی کے اس میں کوئی بیع گاڑے یا روشندان بنادے اور یہ امام اعظم کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جہتیک بالاخانہ والے کو ضرر نہ ہو تک کر سکتا ہو یہ کافی میں ہو بالاخانہ ایک شخص کا اور اسفل دوسرے کا تو امام اعظم نے فرمایا کہ بالاخانہ والے کو اختیار نہیں ہو کہ بدون رضامندی صاحب اسفل کے اسپر کوئی عمارت بناوے یا بیع گاڑے اور مختار فتوے کے واسطے یہ کہ اگر نیچے والے کو ضرر پہنچا یقینی ہو تو ممانعت کی جائیگی اور اگر شبہ ہو تو ممانعت نہوگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو اسفل و علو دونوں گریٹے تو صاحب اسفل پر بنانے کا جبر نہ کیا جائیگا اور بالاخانہ والے کو اسفل بنادینے کا اختیار ہے اور صاحب اسفل کو اس میں رہنے سے روک دے جہتیک کہ وہ قیمت نہ دے اور جب قیمت دیدی تو عمارت کا مالک سے اور طحاوی سے روایت ہے کہ جہتیک خرچہ نہ دے اور بعض متاخرین نے استحاثہ فرمایا کہ اگر حکم قاضی بنایا ہو تو خرچہ لے سکتا ہو اور اگر غیر حکم قاضی بنایا ہو تو عمارت کی قیمت لے سکتا ہے اور اسی کا فتویٰ ہو یہ محیط نسخہ میں ہے پھر جب بالاخانہ والے کو اختیار ہو کہ قیمت عمارت نہ دینے تک اسفل والے کو نیچے رہنے سے منع کر سکتا ہے جیسا کہ ظاہر الروایت میں ہو پس اگر اسفل والے نے قیمت دینے سے انکار کیا تو اسپر جبر نہ کیا جائیگا یہ محیط میں ہے اور اگر صاحب اسفل نے خود ہی گرا دیا تو بنانے پر مجبور کیا جائیگا بخلاف اس کے کہ اگر کسی چینی نے گرا دیا تو وہ بنانے پر مجبور نہ کیا جائیگا بلکہ اسفل و علو کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر علو و اسفل والوں نے جذوع اسفل و حراوی دیواری و طین و انج میں خلاف کیا تو یہ سب صاحب اسفل کو ملیگی اور صاحب علو کو اسپر ملنے اور علو رکھنے کا اختیار ہو اور اگر چھت یا چھت کی بالائی دیوار میں جھگڑا کیا تو مشائخ نے اختلاف کیا ہو بعض نے کہا کہ دیوار صاحب اسفل کو ملیگی اور بعض نے کہا کہ صاحب اسفل کے نام دیوار کی ڈگری نہوگی اور اسی پر فتویٰ ہو اور اگر اسفل میں کوئی روشندان ہو اور بالاخانہ والے کا اسپر راستہ ہو پس دونوں نے روشندان میں جھگڑا کیا تو روشندان نیچے والے کا اور اوپر والا اسپر سے گذر سکتا ہو یہ محیط نسخہ میں ہو تین شخص ہیں ایک کا اسفل دوسرے کا علو تیسرے کا علو پھر علو پھر سب گریا پھر ہر ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ علو میرا اور اسفل تیرا ہے پس اگر کسی کے پاس گواہ ہوں تو اس کے گواہوں پر ڈگری کر دی جائیگی اور اگر وہ شخصوں کے پاس ہوں تو وہ دونوں کی ڈگری ہوگی اور علو حصہ زمین کے دونوں پر برابر تقسیم ہوگا اور اگر کسی کے پاس گواہ نہ ہوں تو ہر ایک دوسرے کے دعویٰ پر قسم کھاوے پھر کیفیت قسم میں اختلاف ہے صاحب کتاب لاریعی نے فرمایا کہ ہر ایک یون قسم کھاوے کہ قسم

اس لئے لکھنا کہ جسکے سوا کسی مبدوع نہیں ہے کہ مجھ پر اس نفل کا بنانا کہ جسکے بنا پر علو اسکا قائم ہو واجب نہیں ہوا اور دوسرے اصحاب حنفیہ نے سوائے صاحب کتاب المیطان کے فرمایا کہ یوں قسم لی جاوے کہ قسم اس لئے لکھنا کہ جسکے سوا کسی مبدوع نہیں ہے کہ یہ زمین میری ملک نہیں ہے اور نہ مجھ پر اس کی عمارت واجب ہے صدر الشہید نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہوا در صحیح میرے نزدیک وہ ہے جو امام عتباتی نے ذکر کیا کہ ہر ایک سے دوسرے کے دعوے پر یوں قسم لی جاوے کہ واللہ اس شخص کا میرے جانب یہ حق نہیں ہو کہ اگر میرا نفل بنا ہو تو یہ اس پر اپنا علو بناوے پھر جب سب قسم کھالی تو ہر ایک کا کیا جائیگا اگر تیرا جی چاہے کہ نفل کو بناوے تو بنائے پھر جو اس پر تو دعویٰ کرتا ہے یعنی ملودہ بنانا اور دوسرے کو انتفاع سے منع کرنا جب تک تیرا خرچہ ادا نہ کرے ورنہ چھوڑ دے یہ فصول عمادیہ میں ہو۔

گیا رہو ان باب طریق دلیل کے دعوے کے بیان میں۔ قلت طریق خاص راستہ میں پانی بہنے کا راستہ علی العموم زید نے عمر و برحق مرو کا دعویٰ کیا اور عمر یعنی راستہ کا قیام کی وار میں ہو تو صاحب دار کا قول لیا جائیگا اور اگر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ میں اس دار میں ہو کر گذرنا تھا تو اس سے کوئی استحقاق ثابت نہ ہو گا کذا فی النجلا صہ۔ اور اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ زید کا اس دار میں راستہ ہو تو گواہی جائز ہے اگرچہ راستہ کو محدود نہ کیا ہو اور نفل لائے صلواتی نے فرمایا کہ بعض روایات میں مذکور ہے کہ جب تک گواہ نہ بیان کریں کہ راستہ مقدم دار میں ہو یا مؤخر میں اور طول راستہ کا دعویٰ نہ کریں کہ میں گواہی مقبول نہ ہوگی اور فرمایا کہ یہی صحیح ہوا اور یہ جو بعض روایت میں آیا ہو کہ گواہی مقبول ہوگی اگرچہ راستہ کو محدود نہ کریں یہ اس صورت میں رکھی جائیں گی کہ جب مدعا علیہ نے راستہ کا اقرار کیا ہو اور گواہوں نے اس کے اس اقرار کی گواہی دی ہو اور نفل لائے سرخی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ گواہی مقبول ہوگی اگرچہ موضع طریق اسکی مقدار مذکور نہ کریں کیونکہ یہاں مانع قبول تھا تو اسی صورت میں ہو کہ حکم قضائے جہالت سے مستند ہو اور اس مقام پر مستند نہیں ہو کیونکہ بڑے دروازہ کا چوڑاں اس راستہ کی مقدار پہنچانے میں حکم ہو کذا فی فتاویٰ قاضی خان دراصح یہ ہو کہ یہ گواہی ہر حال میں مقبول ہو یہ محیط میں ہو اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اسکا باپ مر گیا اور یہ راستہ اس کے واسطے میراث چھوڑا ہے گواہی جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اگر کسی شخص کے دار کا دروازہ کسی زقاق کی دیوار میں مفتوح ہو اور اہل زقاق منکر ہوے کہ ہمارے زقاق میں اسکو گذرنے کا حق حاصل نہیں ہو تو ان کو مانع کا اختیار ہو لیکن اگر مدعی کے گواہ قائم ہوں کہ مدعی کا راستہ زقاق میں ہو کر تائب ہے تو نہیں منع کیے جاتے یہ محیط میں ہو اگر ایک پر نا کسی شخص کے دار کی طرف نصب ہو اور دونوں میں اختلاف ہو کہ بانی جاری کرنے کا حق حاصل ہو یا نہیں پس اگر حالت ایسی ہو کہ بانی جاری نہیں ہو اور اختلاف کیا تو بانی بہانے کا حق ہوتا ہو گواہوں کے قائم کرنے کے حاصل نہ ہو گا کذا فی محیط السرخسی اور داروالے کو بھی پر نا لے تو دوسرے کا اختیار نہیں ہو کذا فی محیط اور حقیقہ البرالیت نے نقل کیا کہ مشائخ نے استحسان کیا ہے کہ پر نا لے اگر قدیمی ہو اور چھت کا بیج بھی مدعا علیہ کے دار کی طرف ہو اور معلوم ہو کہ یہ جھکاؤ چھت کا بھی قدیمی ہے یا نہیں ہے تو اسکو بانی بہانے کا حق دیا جائیگا اور اگر بانی بہنے کی حالت میں اختلاف کیا تو بعض مشائخ نے کہا کہ پر نا لے کا قول مقبول ہو گا اور بانی جاری کرنے کا استحقاق حاصل ہو گا اور بعضوں نے کہا کہ مستحق نہ ہو گا اور اگر بانی بہانے کے استحقاق پر گواہ قائم کیے اور انھوں نے بیان کیا کہ یہ بیٹھ کے بانی

لے زقاق کو جو درجہ بیکار سے سون میں لگی ہو اس میں

ہیے کا پر ناہی تو بیٹھ کے پانی کے واسطے قرار دیا جائیگا اور غسل وضو کا پانی اُس سے نہیں بہا سکتا ہو اور اگر وضو و غسل کے پانی کے واسطے بیان کیا تو وہ اسی واسطے ہو گا بیٹھ کا پانی نہیں بہا سکتا ہو اور اگر فقط پانی بہانے کے حق کی گواہی دی اور تفصیل بیان کی تو صحیح ہو اور اس امر میں کہ بیٹھ کے پانی کے واسطے ہے یا غسل کے پانی کے واسطے ہے صاحب دار کا قول قسم سے مستبر ہو گا اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ ایسی گواہی میل کے بارہ میں مقبول نہ ہوگی اور راستہ کے باب میں مقبول ہوگی یہ محیط خرمیٰ میں ہو اور اگر مدعی کے پاس صلا گواہ نہ ہوں تو صاحب دار سے قسم لیا ہوگی اگر اسے نکول کیا تو نکول پر ڈگری بحق مدعی ہو جائیگی کذا فی الحدیث تو درہشام میں ہو کہ میں نے امام محمد سے دریافت کیا کہ زید نے عمر پر دعویٰ کیا کہ میرے پانی کا بھری اسکی بستان میں سے ہے اور خصوصیت کے روز اس میں سے پانی جاری نہیں ہو پس دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسکے بستان سے ہو کر کل کے روز پانی جاری تھا تو امام محمد نے فرمایا کہ امام ابو یوسف ایسی گواہی جائز رکھتے تھے اور امام ابو حنیفہ نہیں جائز رکھتے تھے تا و نیکہ ملک و حق کی گواہی نہ دین اور یہی قول امام محمد کا ہے اور اگر گواہوں نے مدعا علیہ کے ایسے اقرار کی گواہی دی تو بالاتفاق جائز ہو کذا فی المحيط زید نے دعویٰ کیا کہ عمر کے نہر پر کل میرا نادق رکھا تھا سیل کئی اور اسکو اٹھا کر بھینک دیا تو امام محمد نے فرمایا کہ اگر گواہوں نے ایسی گواہی دی تو اعادة نادق کا حکم دنگا جیسا رکھا تھا پھر اگر اُس نے پانی بہانے کا قصد کیا اور نہر داسے نے اسکو منع کیا اور انکار کیا کہ اسکو پانی بہانے کا حق حاصل نہیں ہو تو امام محمد نے فرمایا کہ منع کرنا نہ ہے تا و نیکہ گواہ گواہی نہ دین کہ زید کو یہ حق حاصل ہے پھر امام محمد سے دریافت کیا گیا کہ ممانعت میں کیا کرے فرمایا کہ صاحب نہر کو اس میں پانی بہانے کے واسطے چاہے تو مرد و مقرر کرے اور یہ جائز ہے یہ ظہیر یہ میں ہو ایک نہر زید کی زمین میں ہو کہ اُس سے پانی جاری ہو اس میں اختلاف کیا تو پانی داسے کا قول مقبول ہو گا ولیکن اگر مالک نے گواہ لادے کہ نہر میری ملک ہے تو بسکی ڈگری ہوگی اس طرح اگر وقت خصوصیت کے پانی جاری ہو لیکن معلوم ہو کہ اس نہر سے اس شخص کی زمین میں پانی جاری تھا تو پانی داسے کا قول مقبول ہو گا اور اسکی ڈگری ہوگی ولیکن اگر زمین کا مالک گواہ دے کہ نہر میری ملک ہے تو زمین اور اگر وقت خصوصیت کے پانی اس شخص کی زمین کی طرف جاری نہ ہوا وہ نہ اسکا جاری ہونا اس سے پہلے معلوم ہو تو زمین کے مالک کی ڈگری ہوگی مگر اُس صورت میں نہ ہوگی کہ پانی والا گواہ لادے کہ نہر میری ملک ہے یہ محیط میں ہو منتقی میں ہے کہ ہشام کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد سے دریافت کیا کہ ایک بڑی نہر چند کانوں والوں کے شرب کے واسطے ہو کہ ان لوگوں کی تعداد گنتی کی نہیں ہے اُس نہر کو چڑھاؤ کی طرف سے ایک قوم نے بیچے والوں سے روک لیا اور کہا کہ یہ ہماری ہے ہمارے قبضہ میں ہے اور بیچے والوں نے کہا کہ یہ سب ہماری ہو تھا را اس میں کچھ حق نہیں ہے تو امام محمد نے فرمایا کہ اگر خصوصیت کے روز وہ نہر بیچے والوں کی طرف نہ تھی تو جیسے جاری تھی ویسے ہی اپنے حال پر چھوڑ دے بجائیگی اور سب اس میں سے بیچیں جیسے بیچتے تھے اور چڑھاؤ والوں کو اُس کے بند کرنے کا اختیار نہیں ہو اور اگر اُس روز پانی جاری نہ ہو مگر معلوم ہو کہ پہلے بیچے والوں کی طرف جاری تھا اسکو اوپر والوں نے روک دیا ہے یا بیچے والوں نے گواہ دئے کہ نہر پہلے ہماری طرف جاری تھی پھر اوپر والوں نے روک دی تو اوپر والوں کو حکم ہو گا کہ روک دو ورنہ دین یہ ذخیرہ میں ہو ایک گھر کو بغیر نافذہ میں واقع ہے اُس کو چہ میں ایک نہر ہو پس صاحب ار نے چاہا کہ اسکا پانی اپنے دار میں داخل کر کے اپنے

لے نکول انکار کرنا ہو مگر چونکہ اسے نادق موصیٰ دا اور وہ کلہری یا لوسہ وغیرہ کے پیش کر کے ہوتی ہو

دستان میں جاری کرے تو بڑی دسی لوگ اسکو منع کر سکتے ہیں اور وہ بھی بڑے سیون کو ایسی حرکت سے منع کر سکتا ہے اور جسکے پہلے جاری کر لیا ہے اور اقرار کرنا ہے کہ قدیمی نہیں ہے تو اسکو بھی منع کر سکتے ہیں اور اگر عام قدیمی ہو تو منع نہیں کر سکتے ہیں یہ خزانہ المفیقین میں ہے۔ ایک دارمین چند وارث شریک ہیں بعض نے اقرار کیا کہ فلان شخص کا اس میں راستہ یا پانی کی سیل ہے تو وہ شخص مرد نہیں کر سکتا اور نہ پانی بہا سکتا ہے تاوقتیکہ سب متفق نہ ہوں ولیکن دارتقسیم کیا جائے گا پس اگر تقسیم میں وہ راستہ وسیل قرار کنندہ کے حصہ میں پڑا تو مقر لہ اسکو کام میں لاسکتا ہو اور اگر غیر قرار کنندہ کے حصہ میں پڑا تو مقر لہ اقرار کر نیوالے کے حصہ میں قیمت راہ چلے وسیل بہانے کا شریک ہوگا اور مقر کو اپنے حصہ میں سوائے اس قیمت کے سب لگا اس طرح وہ حصہ ان دونوں میں مشترک ہوگا کیونکہ مقر نے اس شخص کو واسطے حق مردور وسیل کا اقرار کیا ہو تو یہ وسیل طریق کا اقرار نہیں کیا ہو اور اگر قبضہ کا اقرار کرے تو مقر کو بقدر دراع طریق کی شرکت ہوگی اور مقر کو اپنے حصہ کے حساب سے گزرا پکے ملینگے سوائے اس اتے کے گزرنے کے کہ اسقدر منہا کیے جائینگے اور یہ حکم واجب ہے کہ امام اعظم و امام ابووسف کے قول پر ہو اور امام محمد کے قول پر مقر کو نصف طریق وسیل کی شرکت ہوگی اور مقر کو اپنے حصہ کی تمام قیمت کی شرکت ہوگی سوائے قیمت نصف طریق وسیل کے جو اتنے دوسرے کے واسطے اقرار کیا ہے یہ محیط سرخسی میں ہو اگر ایک شخص کا پانی کا راستہ دوسرے کے دارمین ہو کر کاریز کے طور پر جو اسنے کاریز کو پر نالہ بنانا چاہا تو بدون رضامندی صاحب دار کے نہیں بنا سکتا ہے اور اگر پہلے پر نالہ تھا پھر اسکو کاریز بنانا چاہا پس اگر اسین رضامندی دار کو ضرر پہنچے تو ایسا نہیں کر سکتا ہے الا برضار مالک دار اور اگر ضرر نہ ہو تو وہ اسے اور اگر دونوں صورتوں میں ضرر یکساں ہو تو کوئی نے ذکر کیا کہ کاریز کو میز اب و میز اب کو کاریز بنائے سکتا ہے اور بعض متاخرین مشائخ نے کہا کہ امام محمد نے جو کتاب میں لکھا ہے اس صورت پر محمول ہے کہ جب اس شخص کو صرف پانی بہانے کا حق حاصل ہو اور اگر وہ جگہ حسین سے پانی بہتا ہے اسی کی ملک ہو تو اسکو اختیار ہے جیسی چاہے ویسی بنا دے قال فی الکتاب پس اگر پر نالہ ہو امین ہو تو قنات نہیں بنا سکتا ہو اور اسین ضرر و عدم ضرر کی تفصیل جو سابق میں ہو بیان نہیں فرمائی اور اگر یہ چاہا کہ اپنے پر نالہ سے لا بنا یا چوڑا یا چھوٹا پر نالہ بنا دے یا دوسری جگہ کا پانی اس پر نالہ سے بہا دے تو بدون رضامندی مالک دار کے نہیں بنا سکتا ہو کذا فی المحيط اور اگر اہل دار نے چاہا کہ ایک دیوار بنا کر اسکا پانی کا بہاؤ روک دیں یا میز اب کو ایک جگہ سے دوسری جگہ کر دیں یا اونچا یا نیچا کر دیں تو نہیں کر سکتے ہیں اور اگر دار والوں نے ایک چٹان بنا دی کہ پر نالہ اسی پر بہے تو انکو اختیار ہے کذا فی البدائع اور اگر ایک شخص کا راستہ دوسرے کے دارمین ہے پھر دار والوں نے چاہا کہ میدان صحن میں ایسی چیز بنا دیں کہ جس سے اسکا راستہ بند ہو جائے تو نہیں بنا سکتے ہیں اور لازم ہے کہ ساحت دارمین بقدر عرض باب دار کے چھوڑ دیں کذا فی الخلاصہ متفق میں امام محمد سے روایت ہے کہ ایک کاریز جاری ہے کہ اس سے بعض آب گری کسی شخص کے دارمین یا کسی شخص کی زمین میں کھودے گئے ہیں کہ انکو دیوار محیط ہے پھر کاریز داسے نے دعویٰ کیا کہ انکو دسے زمین آباد کی میری ہو اور مالک اریا زمین نے اپنی ملک ہونے کا دعویٰ کیا تو امام محمد نے فرمایا کہ جو بار بار دیکھیں ہوں انکی زمین صاحب دار کی ہے اور جو زمین میں ہوں وہ ملے تو کاریز لہا تو ملے ضرورت مسلمہ کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص کے بلوغ یا دار وغیرہ میں پانی اس طرح آتا ہو کہ دوسرے کے دارمین ہو کر زمین کے اندر بہت کاریز و نلے کی بنائی ہو اس سے بھر آتا ہو پھر بلوغ داسے نے چاہا کہ اسکو کھلا ہو اس پر نالہ کے بنا دے تو اسکا حکم کتاب میں مذکور ہو اور پر نالہ سے یہ عرض نہیں ہو کہ جیسے چھت

وہ جو زمین پر نالہ بنانا چاہے اسکا حق نہیں ہے بلکہ اگر اسنے کاریز کو پر نالہ بنانا چاہا تو بدون رضامندی صاحب دار کے نہیں بنا سکتا ہے اور اگر پہلے پر نالہ تھا پھر اسکو کاریز بنانا چاہا پس اگر اسین رضامندی دار کو ضرر پہنچے تو ایسا نہیں کر سکتا ہے الا برضار مالک دار اور اگر ضرر نہ ہو تو وہ اسے اور اگر دونوں صورتوں میں ضرر یکساں ہو تو کوئی نے ذکر کیا کہ کاریز کو میز اب و میز اب کو کاریز بنائے سکتا ہے اور بعض متاخرین مشائخ نے کہا کہ امام محمد نے جو کتاب میں لکھا ہے اس صورت پر محمول ہے کہ جب اس شخص کو صرف پانی بہانے کا حق حاصل ہو اور اگر وہ جگہ حسین سے پانی بہتا ہے اسی کی ملک ہو تو اسکو اختیار ہے جیسی چاہے ویسی بنا دے قال فی الکتاب پس اگر پر نالہ ہو امین ہو تو قنات نہیں بنا سکتا ہو اور اسین ضرر و عدم ضرر کی تفصیل جو سابق میں ہو بیان نہیں فرمائی اور اگر یہ چاہا کہ اپنے پر نالہ سے لا بنا یا چوڑا یا چھوٹا پر نالہ بنا دے یا دوسری جگہ کا پانی اس پر نالہ سے بہا دے تو بدون رضامندی مالک دار کے نہیں بنا سکتا ہو کذا فی المحيط اور اگر اہل دار نے چاہا کہ ایک دیوار بنا کر اسکا پانی کا بہاؤ روک دیں یا میز اب کو ایک جگہ سے دوسری جگہ کر دیں یا اونچا یا نیچا کر دیں تو نہیں کر سکتے ہیں اور اگر دار والوں نے ایک چٹان بنا دی کہ پر نالہ اسی پر بہے تو انکو اختیار ہے کذا فی البدائع اور اگر ایک شخص کا راستہ دوسرے کے دارمین ہے پھر دار والوں نے چاہا کہ میدان صحن میں ایسی چیز بنا دیں کہ جس سے اسکا راستہ بند ہو جائے تو نہیں بنا سکتے ہیں اور لازم ہے کہ ساحت دارمین بقدر عرض باب دار کے چھوڑ دیں کذا فی الخلاصہ متفق میں امام محمد سے روایت ہے کہ ایک کاریز جاری ہے کہ اس سے بعض آب گری کسی شخص کے دارمین یا کسی شخص کی زمین میں کھودے گئے ہیں کہ انکو دیوار محیط ہے پھر کاریز داسے نے دعویٰ کیا کہ انکو دسے زمین آباد کی میری ہو اور مالک اریا زمین نے اپنی ملک ہونے کا دعویٰ کیا تو امام محمد نے فرمایا کہ جو بار بار دیکھیں ہوں انکی زمین صاحب دار کی ہے اور جو زمین میں ہوں وہ ملے تو کاریز لہا تو ملے ضرورت مسلمہ کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص کے بلوغ یا دار وغیرہ میں پانی اس طرح آتا ہو کہ دوسرے کے دارمین ہو کر زمین کے اندر بہت کاریز و نلے کی بنائی ہو اس سے بھر آتا ہو پھر بلوغ داسے نے چاہا کہ اسکو کھلا ہو اس پر نالہ کے بنا دے تو اسکا حکم کتاب میں مذکور ہو اور پر نالہ سے یہ عرض نہیں ہو کہ جیسے چھت

صاحب کاریز کی سہم بشرطیکہ اسکا قابض معلوم نہوا اور اگر صاحب زمین نے اُسین کھیتی کر کے اُسکو کاٹ کر اٹھا لیا تو وہ قابض قرار پائے گا کیونکہ زراعت سے اُسکا قبضہ ثابت ہو گیا کذا فی الجاوی ایک شخص کی خالہ کا ریز سے اُسپر ایک قوم کے درخت لگے ہوئے ہیں اور کاریز دالے نے چاہا کہ اپنی کاریز اس نہر سے بھٹا کے دوسری جگہ کھودے تو اُسکو یہ اختیار نہیں سہم اور اگر کاریز دالے نے کاریز کو فروخت کیا تو درختوں کے مالک کو نفعہ جوار پونچے گا یہ فصول عمادیہ میں ہو

**باب - دعویٰ دین کے بیان میں -** اگر عورت نے اپنے شوہر پر بقیہ مہر ثابت کرنا چاہا تو اُسکو اختیار ہے اگرچہ اُسکو فی الحال باقی مہر کے مطالبہ کا اختیار نہوا اسی طرح جس شخص کا فرض معادی سہم اگر اُس نے ثابت کرنا چاہا تو اختیار سہم اگرچہ فی الحال مطالبہ نہ کر سکتا ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک عورت نے وارث شوہر پر اپنے مہر مثل سے زائد کا دعویٰ کیا پس اگر وارث نکاح کا اقرار کرتا ہو تو قاضی اُس سے دریافت کرے گا کہ کیا اسکا مہر اسی قدر ہو یعنی مہر مثل سے زائد پس اگر وارث نے کہا کہ نہیں تو دریافت کرے گا کہ کیا اسقدر ہو یعنی مہر مثل سے زائد اگر پہلے مرتبہ سے کم کر کے پوچھے پھر اگر اُس نے کہا کہ نہیں تو اور کم کر کے دریافت کرے یہاں تک کہ مہر مثل تک نہ پہنچے پس اگر اُس نے مہر مثل پر بھی کہا کہ نہیں تو قاضی مہر مثل اُسپر لازم کرے گا اور زیادتی پر قسم لے گا اور یہ حکم اُس صورت میں ہو کہ قاضی کو اُسکا مہر مثل معلوم ہو اور اگر نہ معلوم ہو تو اُمینوں کو مہر مثل دریافت کرنے کے واسطے مقرر کرے گا کہ جسکو معلوم ہے اس سے دریافت کر لادین یا عورت سے اُسکے دعوے پر گواہ طلب کرے گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں سہم عورت نے اپنے شوہر کے ترکہ سے مہر کا دعویٰ کیا اور وارثوں نے نکاح سے انکار کیا پس عورت نے مہر و نکاح دونوں کے گواہ دیے تو دونوں ثابت ہونگے پھر اگر وارثوں نے گواہ سنائے کہ اپنے شوہر کو مرنے سے پہلے مہر سے بری کر دیا سہم تو بسبب تناقص کے دعوے قبول نہو گا یہ فصول عمادیہ میں سہم ایک عورت نے زید کو قاضی کے دربار میں حاضر کیا اور کہا کہ میرے فلاں بن فلاں شوہر پر اسقدر مہر باقی تھا اور تو نے اُسکی طرف سے اس مہر کی ضمانت کر لی تھی کہ تو ضامن ہے اگر وہ مجھے تین طلاق دیکر اپنے اوپر حرام کرے اور میں نے تیری ضمانت کی اجازت دے دی تھی اور اب مجھے اُس نے تین طلاق دیدی ہیں پس باقی مہر مجھ پر بسبب ضمانت کے وقوع فرقت کے بعد واجب الادا ہے اور اگر اُس نے کا مطالبہ کیا پس دعا علیہ نے ضمانت کا اقرار کیا لیکن انکار کیا کہ میں اس حرمت طلاق سے واقف نہیں ہوں پس عورت نے گواہوں نے گواہی دی کہ عورت کو اُس نے تین طلاق دی ہیں پس باقی مہر کی ڈگری زید پر اور وقوع حرمت کے احکام غائب یہ نافذ کرے گا یہ خزائنہ المفتین میں سہم ہشام نے اپنے نوادر میں لکھا ہے کہ میں نے امام محمد سے کہا کہ میرے زید پر ہزار درم آتے ہیں اور زید کے ایک عورت پر ہزار درم ہیں پس میں نے دونوں نے جھگڑا کیا اور میری غیبت میں عورت نے دو گواہ سنائے کہ میں نے اقرار کیا ہے کہ میرے جو درم زید پر آتے ہیں وہ سب اس عورت کے ہیں میرا اُسین سے کچھ نہیں سہم اور میرے نام اس سبب سے ہیں کہ میں نے اُس عورت کے واسطے اُس کا ایک غلام فروخت کیا تھا اور زید کو جو عورت سے مطالبہ کرتا ہے وہ میرے ہزار درم کے فرض دار ہونیکا مقر ہے یا منکر ہے پس عورت نے گواہ سنائے کہ میرے یعنی ہشام کے زید پر ہزار درم ہیں اور میں نے اقرار کیا ہے کہ یہ درم اُس عورت کی ملک ہیں میرا نام اُسین عاریہ ہے تو امام محمد نے فرمایا کہ یہ امر جائز ہے اور گواہی قطعی ہو یہ محیط میں ہو وارث یا وصی کی حاضری میں بیعت پر

لے مہر مثل وہ مقدار جو عورت کے لئے دینی ہو تو ان کے مہر کی ہوگی۔

قرضہ ثابت کرنا جائز ہے اگرچہ ان دونوں کے قبضہ میں ترکہ میں سے کچھ نہ ہو یہ فصول عادیہ میں ہو۔ ایک شخص نے ایک وارث کی حاضری میں میت پر قرضہ کا دعویٰ کیا پس اس وارث نے اقرار کر لیا تو صحیح ہے اور تمام قرض اسی کے حصہ میراث سے دلایا جائیگا اور شمس لائے ہوئے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہے کہ اس وارث کے اقرار کے ساتھ حکم قاضی بھی موافق اس کے اقرار کے جاری ہو اور اگر محض وارث کا اقرار ہے تو اس کے حصہ میں قرضہ لازم نہ ہو گا یہ فتاویٰ قاضی ان میں یونانی فیضی میں ہے کہ بعض نے وارثوں میں سے مورت پر قرض کا دعویٰ کیا اس کے بعض وارثوں نے تصدیق کی اور بعضوں نے تکذیب کی تو فرمایا کہ تصدیق کرنیوالوں کے حصہ میراث سے یہ قرضہ پورا دیا جائیگا مگر اس مدعی کے حصہ کا قرضہ اس میں سے طرح ویدیا جائیگا یہ عیط میں ہو۔ اگر ایک وارث کو حاضر کر کے میت پر قرضہ کا دعویٰ کیا اور گواہ دے تو سب کے حق میں قرضہ ثابت ہو گا اسی طرح اگر کسی وارث نے میت کا قرضہ کسی شخص پر ثابت کیا اور گواہ دے تو سب کے حق میں ثبوت ہو گا اور وہ قرضہ لیکر قاضی تقسیم کر کے اس مدعی حاضر کا حصہ اس کو دیدیگا اور غائبوں کا حصہ اس کو نہ دیگا بلکہ مدعا علیہ کے پاس چھوڑ دیگا اور صاحبین نے فرمایا کہ ایک عادل کے پاس رکھو ادیگا اور اگر قابض قرضہ اقرار کرتا ہو تو بالاجماع غائبوں کے حصے اس کے پاس سے نہ لیگا اور یہ عقار میں ہے اور مال منقول میں اگر منکر ہو تو لیکر عادل کے پاس رکھیں گے اور اگر مقرر ہے تو اسی کے پاس رہنے دیگا اور جب غائب لوگ حاضر ہوں تو ان کو دوبارہ گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہو گی یہی اصح ہے یہ عزائمہ المفتین میں ہے کتاب الاقصیہ میں ہے زید نے عمر و پر دعویٰ کیا کہ میرے خالد پر ہزار درم ہیں اور خالد نے عمر و کو حکم دیا ہے کہ میرے ہزار درم جو تیرے پاس ودیعت ہیں وہ زید کو دیدے اور عمر و نے اس حکم سے انکار کیا پس مدعی نے ہزار درم ودیعت ہونے اور حکم دینے کے گواہ سنائے اور قاضی نے مدعی کی ڈگری کر دی تو یہ حکم غائب یعنی خالد پر بھی جاری ہو گا اور عمر و کی طرف سے خصم قرار دیا جائیگا یہ عیط میں ہو۔ اگر ایک شخص مر گیا اور اس پر چند قرضے ہیں اور اسے ہزار درم اور ایک بیٹا چھوڑا پس بیٹے نے کہا کہ یہ ہزار درم میرے باپ کے پاس زید کے ودیعت ہیں پھر زید آیا اسے دعویٰ کیا اور قرضہ اہوں نے زید کی اس امر میں تصدیق کی کہ اسی کے ہین یا تکذیب کی کہ میت کے ہین یا تصدیق و تکذیب کچھ نہ کی کہا کہ ہم نہیں جانتے ہین کہ یہ درم کس کے ہین تو قاضی یہ ہزار درم میت کی طرف سے قرضہ اہوں کو ادا کر دیگا اور مدعی ودیعت کے لیے قرار نہ دے گا ولیکن صورت اولیٰ میں قرضہ اہوں نے جبکہ تصدیق کی ہو کہ یہ ہزار درم زید کے ہین زید بعد ڈگری ہونے کے قرضہ اہوں سے بسبب ان کے اقرار کے واپس لیگا یہ حکم اس صورت میں ہے کہ بیٹے نے اقرار کیا اور ایسے ہی اگر انکار کیا اور کہا کہ یہ ہزار درم میرے باپ کے ہین یا اقرار دانا کچھ نہ کیا اور کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہسے ہین تو یہ صورت و صورت اول یکساں ہیں اور اگر مدعی ودیعت نے انکار کی صورت میں بیٹے سے قسم طلب کی تو اس پر قسم نہیں آتی ہو۔ اور جو کچھ ودیعت میں معلوم ہو اوہی مضاربت و بضاعت و اجارہ و عاریت و رہن میں ہے جبکہ میت کے پاس کوئی مال عین ہو اور وارثوں نے کسی امر کا انہیں سے اقرار کیا کہ اتنی شرح ادب القاضی للخصاف۔ اگر میت پر قرض کا دعویٰ کیا در حالیکہ دارثان بالغ غائب ہیں اور نابالغ حاضر ہیں تو قاضی کو اختیار ہو کہ نابالغ کی طرف سے ایک وکیل مقرر کرے کہ جیسر دعویٰ دائر ہو بھرا وکیل پر کچھ ڈگری ہوئی تو سب وارثوں پر یہ حکم جاری ہو گا ایسا ہی رشید الدین نے ذکر کیا ہے میں کہتا ہوں کہ قرضہ گواہوں کے قرضہ گواہوں کے حصہ سے اپنا قرضہ وصول کر نیکی قدرت نہوئی تو

ملہ وال جنکو ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل کرنا چاہیے ان کا حکم ہوتا ہے غیر متفقہ اس کے برعکس ہو ۱۲۱



نابالغ کے حصہ سے سب وصول کر لیا پھر جب بالغ وارث حاضر ہوئے تو نابالغ اُن سے بقدر حصہ رسید کے واپس کر لیا یہ فصول عادیہ میں ہوا اور اگر وارث حاضر بالغ ہوئے اپنے مورث پر قرضہ کا اقرار کر لیا پھر مدعی نے باوجود اقرار کے گواہ قائم کرنے چاہے تاکہ تمام ترکہ میں اُس کا حق ثابت ہو جاوے تو قاضی مقرب اُسکے گواہوں کی سماعت کر لیا اور ڈگری کر دیا اور یہ حکم جو بمقابلہ وارث مقرر کے ہوا ہے سب وارثوں پر جاری ہوگا۔ اس طرح اگر وصی میت یا وکیل خصوصیت پر بقدر اقرار کے گواہ قائم کرنے چاہے تو مدعی کے گواہوں کی سماعت ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اگر میت پر قرضہ کا دعویٰ کیا پس تمام وارثوں نے اقرار کر لیا پھر مدعی نے گواہ قائم کرنے چاہے تو مقبول ہونگے کیونکہ مدعی کو اپنا قرضہ ثابت کرنے کی وارثوں وغیرہ وارثوں کے حق میں ضرورت ہے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہو کہ میت کا کوئی دوسرا قرضہ آہ آیا اور اُس کا حق قرض ظاہر ہو اور اس مدعی کا قرض جس کا وارثوں نے اقرار کر دیا ہے دوسرے قرضہ کے حق میں ظاہر نہ ہوگا اس غرض سے اُسکی گواہی مقبول ہوگی اسی طرح اگر سب وارثوں نے وصیت کا اقرار کیا و باوجود اقرار کے گواہ قائم کئے تو مقبول ہونگے یہ فصول عادیہ میں ہے ایک شخص زید کو لایا کہ وہ مدعی ہو کہ میں عمر وغائب کی طرف سے وکیل خصوصیت ہوں اس وکیل پر دعویٰ کیا کہ میرا عمر پر اس قدر قرض ہے پھر مدعا علیہ نے وکالت کا اقرار کیا تو زید کا اقرار صحیح نہیں ہے حتیٰ کہ اگر مدعی نے عمر پر اپنا قرض ہونے کے گواہ قائم کیے تو مقبول نہ ہونگے اور اس طرح اگر میت پر قرضہ کا دعویٰ کیا بقابلہ ایک مرد کے جس نے اقرار کیا کہ میں میت کا وصی ہوں تو بھی گواہان مدعی نامقبول ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اگر وکیل حاضر ہوا اور دعویٰ کیا کہ میں فلان بن فلان کی طرف سے وکیل اس واسطے مقرر ہوا ہوں کہ اس مدعا علیہ سے وہ قرضہ جو مکمل کا سپر ہو اور وہ مال میں جو اُسکا اسکے پاس و دیوئے وصول کر دیا اور مدعا علیہ نے اس سبکی تصدیق کی تو مدعا علیہ کو قرض کا مال دیدینے کا حکم ہوگا اور مال میں و دیوئے دینے کا حکم نہ دیا جائیگا اور اگر وصی نے حاضر ہو کر دعویٰ کیا کہ فلان بن فلان میت کا وصی ہوں اُسے مجھے وصیت کی تھی کہ اس مدعا علیہ کے ذمہ جو اُس کا قرض ہو اور جو مال میں و دیوئے ہو سب وصول کر دیا اور مدعا علیہ نے اُسکی تصدیق کی تو مدعا علیہ کو دونوں چیزوں کے دیدینے کا حکم دیا جائیگا کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف۔ اور اگر اُس نے قرضہ پر گواہ قائم کیے تو مقبول نہ ہونگے اور اُس سے مال قرض نہیں لے سکتا ہو لیکن اگر قاضی کے نزدیک میت کے ترکہ میں قرض ثابت ہوا اور کسی نے قاضی کے سامنے اقرار کیا کہ میت کا بھجرا اس قدر قرض ہو تو اُس کو رب الدین کو دیدینے کے واسطے حکم کر لیا اور عیون میں ہو کہ اگر اس شخص نے جس پر میت کے ہزار درہم ہیں بعض اُس قرض ہزار درہم کے جو میت پر آتا ہو ادا کر دیے بلا حکم وصی کے جو میت کا ہے تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر اُس نے ادا کرنے کے وقت کہا کہ یہ ہزار درہم میں وہ ادا کرتا ہوں جو میت کے بھجرا ہے تھے بعض اُن ہزار درہم کے جو میری میت پر آتے ہیں تو جائز ہو اگر یہ نہ کہا بلکہ میت کی طرف سے ادا کر دیے تو احسان کرنے والا شمار ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر وارثوں میں اطفال دبالغ ہوں پس بالغوں نے اپنے باپ پر قرض کا اقرار کر لیا تو قرضہ آہ کو نابالغوں پر قرض ثابت کرنے کے واسطے گواہ پیش کرنے چاہیے یہ فصول عادیہ میں ہو ایک شخص نے وارث کی حاضری میں میت پر قرض کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میت نے اس قرض کی جس سے وارث کے قبضہ میں اس قدر بھجرا ہے کہ جس سے یہ قرض ادا کر سکتا ہو اور اس پر گواہ قائم کیے تو اس میں شک نہیں ہے

فہ قول احسان عیون میت کا قرضہ بھجرا لائی اور حکم ۱۱۴

کہ اس قدر اس امر کے واسطے کافی ہو کہ وارث کو حکم کیا جاوے کہ یہ مال حاضر کرے تاکہ موجودگی میں گواہ گواہی دین کہ یہ میت کا مال ہو اور اگر ڈگری کرنے کے واسطے اسی قدر پرکتا گیا جاوے تو جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی بن میں ہو۔ گواہ لایا کہ میت پر قرض ہے اور ترکہ استدر ہے کہ ادا ہو سکتا ہے تو ضرور ہے کہ ترکہ کو بیان کرے اگر عقاربہ تو حد بیان کرنا چاہیے اور اگر وارثوں کے اقرار کے گواہ لایا کہ ترکہ سے قرض ادا ہو سکتا ہے تو بیان ترکہ کی حاجت نہیں ہے اور اصح یہ ہے کہ خصوصیت بلا بیان ترکہ مقبول ہوئی اور اسی پر فتویٰ ہوا اور اگر قرض خواہ میت نے وقاسے ترکہ کے گواہ دیے اور ترکہ بیان کیا اور استیفاء کیا پھر دوسرے قرض خواہ نے قرض کو ثابت کیا تو بلا خلاف اثبات ترکہ و وفار کے لائق ہونے کے اثبات کی حاجت نہیں ہو اور اگر وارثوں نے دوسرے قرض خواہ کے قرض سے انکار کیا اور پہلے قرض خواہ نے اسکی تصدیق کی تو دوسرا پہلے کا شریک ہو گا کیونکہ اسے خود شرکت کا اقرار کیا ہے یہ دجیر کر دہی میں ہو۔ اگر ایک شخص مر گیا پھر ایک قوم قاضی کے پاس آئی اور کہا کہ فلان شخص مر گیا اور ہمارے اموال سپر ہیں اور اسے جو کچھ مال چھوڑا ہو۔ اُس سپرداروں نے قبضہ کیا اور وہ لوگ اسکو متفرق و تلف کیے دالتے ہیں اور قاضی سے درخواست کی کہ ترکہ ابھی بٹنے سے موقوف رکھا جائے تاکہ ہم اپنے حقوق قاضی کے سامنے ثابت کریں تو قاضی پر واجب نہیں ہو کہ وارثوں کے مقبوضہ سے تعرض کرے پس اگر قوم نے کہا کہ ہمارے گواہ حاضر ہیں ہم اسی مجلس میں یاد دوسری مجلس میں پیش کریں گے اور وارث کی ذات سے اسراف بجا اور تلف کرنے کا خوف ہے یا یہ مشہور ہے کہ فلان شخص مر گیا اور اس کے قرض خواہ بہت ہیں یا قاضی کو مدعی لوگ صالح اور نیک بخت معلوم ہوئے یا اس کے ولین آیا کہ یہ لوگ سچے ہیں اور وارث کی ذات سے خوف اسراف و تلف ہے تو احتیاطاً کچھ مضائقہ نہیں ہو کہ چند روز ترکہ متوقف رکھا جاوے۔ سیطرح اگر کسی میت کی طرف سے اپنے حق میں کسی قدر وصیت کرنے کا دعویٰ کیا اور یہ صورت پیدا ہوئی تو اسکی بھی یہی راہ نکل سکتی ہے اور کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف۔ اگر تین آدمیوں کا مشترک قرض کسی بوجہ پھر دو شخص غائب ہو گئے اور تیسرا حاضر رہا اسے اپنا حصہ قرضدار سے طلب کیا تو قرضدار دینے پر مجبور کیا جائیگا یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ اگر زید عمر کو قاضی کے پاس لایا اور کہا کہ میرا باپ فلان مر گیا اور کوئی وارث میرے سوا ہے نہیں چھوڑا اور اسکا اس عمر پر دستدار مال ہے تو قاضی مدعا علیہ سے اسکو دریافت کر گیا پس اگر اسے سب دعوے کا اقرار کر لیا تو اقرار صحیح ہو اور حکم کیا جائیگا کہ یہ مال دین میں اس کے سپرد کرے اور اگر اسے انکار کیا پس اگر مدعی نے گواہ قائم کیے تو مقبول ہو گئے اور مدعا علیہ کو حکم دیا جائیگا کہ سب دین میں اس کے سپرد کرے اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں اور اسے اپنے دعویٰ پر مدعا علیہ سے قسم لینی چاہی تو خصاف نے ذکر کیا کہ بعض اصحاب روایت ہے کہ قسم نہ لیا جائیگی اور ایک قول یہ بھی روایت ہے کہ لیا جائیگی یہ محیط میں ہو رہا بلکہ دین نے اگر گواہ پیش کیے کہ وارثوں نے ترکہ میں سے ایک غلام فروخت کیا حالانکہ ترکہ قرض میں دیا ہوا ہے پس وارثوں نے اس امر کے گواہ دیے کہ ہمارے باپ اپنی زندگی میں یہ غلام فروخت کر کے فن لیا ہو تو رہا بلکہ دین کے گواہ اولیٰ ہیں یہ فراتہ المفتین میں ہو۔ ترکہ اگر قرض میں ڈوبا ہوا ہو اور کسی دوسرے قرض خواہ نے اگر گواہوں سے اپنا قرض ثابت کیا تو اس کے گواہ وارث پر مقبول ہونگے نہ دوسرے قرض خواہ پر دلیکن وارث قسم نہ لیا جائیگی ایسا ہی تمام کتب

۱۔ جسکو بلا رسہ ورنہ تبت بھڑائی ہوئے ہیں یعنی لڑی طرح وصول ہو گیا ، ۲۔ زرین بیخ وال قرض میں شے میں ۶۳ رسہ دیا کہیں لیکن فرض کیا جسکو ملا رسہ صرف میں نہا جن کہتے ہیں ۱۲ - نون ملو ۔

میں مذکور ہے اور کسی کتاب میں نہیں مذکور ہو کہ وارث کا اقرار اپنے حق میں صحیح ہو یا نہیں ہوتا کہ اگر میت کا کوئی اور مال ظاہر ہو تو اس وارث مقرر کے حصہ سے یہ قرض وصول کیا جاوے تو لائق یہ ہو کہ صحیح ہو لیکن اقرار ضمنی کے واسطے قسم نہ لی جائیگی کہ یہ فائدہ محض ہو ہم ہو یہ محیط میں ہو فتاویٰ رشید الدین میں مذکور ہو کہ ترکہ اگر غیر مستغرق ہو اور قرض خواہ نے کسی ایک وارث پر اپنا قرضہ ثابت کیا تو حاضر اپنے حصہ کو فروخت کرے اور بقدر قرض اس کے حصہ رسد پڑا ہو اسکو ادا کر دے اور دوسروں کے حصے فروخت کرے یا وہ والی نہیں ہو تاکہ قرضہ پورا ادا کر دے اور اگر ترکہ قرض میں ڈوبا ہو تو بدو رضامندی قرض خواہوں کے اسکو فروخت نہیں کر سکتا ہو یہ اصول عماد میں ہو۔ اگر ترکہ تین ہزار اور قرض ایک ہزار ہو اور ترکہ تین بیٹوں میں تقسیم ہو گیا تو قرض خواہ ہر ایک بیٹے سے تہائی ہزار لے لگا بشرطیکہ سب پر قاضی کے حضور میں قابو پا گیا اور اگر کسی ایک شخص پر قابو پایا تو اس سے سب جو اس کے ہاتھ میں ہو لے لگا یہ غرض انہیں میں ہو۔ وارثوں کو قرض ادا کر کے ترکہ چھوڑ لینے کا اختیار ہو اور ایسے ہی ایک کو بھی اگر باقی انکار کریں اور اگر سب نے ترکہ چھوڑنے اور قرض ادا کرنے سے انکار کیا تو مجبور نہ کیے جائینگے لیکن قاضی میت کی طرف سے وصی مقرر کرے گا یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر میت کے ایک وارث پر وارثوں میں سے دعویٰ کر کے قرض ثابت کیا اور ترکہ کسی اجنبی کے قبضہ میں ہے تو مدعا علیہ کو اجنبی سے ترکہ طلب کرنے کا اختیار ہو کذا فی القنیۃ ایک شخص ایک شہر میں مر گیا وہاں ایک اجنبی کے پاس اسکا مال و ترکہ ہے اور اس کے وارث دوسرے شہر میں ہیں پس ایک قوم نے اُس پر اپنے حقوق و اموال کا دعویٰ کیا پس اگر وہ شہر حسین وارث ہیں اس شہر سے منقطع ہو یعنی غالب آمد و رفت منقطع ہو تو قاضی میت کی طرف سے ایک وصی مقرر کرے گا کہ اُسکی حاضری میں وہ لوگ اپنے حقوق ثابت کریں اور اگر انقطاع نہ ہو تو قاضی اسکا وصی مقرر نہ کرے گا بلکہ مدعیوں کے گواہوں کی سماعت کر کے جو کچھ امور اس کے نزدیک ثابت ہوں گے وہ اس شہر کے قاضی کو لکھ لگا جس میں وارث موجود ہیں تاکہ وہ حکم کرے پھر وہ قاضی اس قاضی کا تہ کو تحریر کرے گا تاکہ ترکہ سے قرضہ مدعیوں کے سپرد کر دے کذا فی السراجیہ اگر میت نے کوئی وصی نہیں مقرر کیا اور اس کے وارث نابالغ ہیں ایسا کوئی نہیں ہو جو قیام لوم و حجت کے لائق ہو تو قاضی اسکی طرف سے ایک وصی مقرر کرے گا کہ ان نابالغوں کے کام میں درستی کرے پس اگر قرض خواہوں نے اس وصی کی حاضری میں اپنے حقوق ثابت کیے اور درخواست کی کہ اسکو حکم دیا جاوے کہ میت کے مال سے ہمارے حقوق ادا کرے تو قاضی کو چاہیے کہ ہر ایک سے قرض ادا کرنے سے پہلے قسم لے کہ وہ شہر میں سے اس مال سے جو میرا خزان کی طرف ثابت ہو کچھ وصول نہیں کیا اور نہ مجھے اسکی طرف سے کسی نے ادا کیا اور نہ میرے حکم سے کسی نے وصول کیا اور نہ میں نے اس مال سے بری کیا اور نہ اس میں سے کچھ مال سے بری کیا اور نہ مجھے یہ مال یا اس میں سے کچھ کسی پر اترا یا اور نہ میں نے فلاں میت سے اس مال یا اس میں سے کچھ مال کے عوض کچھ رہن لیا اگر جہ وصی اس قسم کی درخواست بخوسے پس وہ جب قسم کھا جاوے تو اسکو اسکا قرض دینے کا حکم کرے اور اگر نکول کرے تو اسکو کچھ دینے کا حکم بخوسے اس طرح اگر کوئی مر گیا اور کوئی وصی نہیں مقرر کیا اور نہ کوئی وارث چھوڑا اور اس پر ایک قوم نے اموال حقوق کا دعویٰ کیا تو قاضی اسکی طرف سے وصی مقرر کرے گا اور مدعیوں کے گواہوں کی سماعت کر کے اگر حق ثابت ہو تو دینے سے پہلے اسی طور سے جو مذکور ہو قسم لے گا

کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف۔ ایک شخص نے برہان پیش کی کہ میرا میت پر اس قدر مال ہو تو اس سے قسم لیا جی کہ دانستہ میں  
یہ مال یا اس میں سے کچھ نہیں پایا اگرچہ وارث اس کے بھائی کا دعویٰ نہ کر میں اور فتاویٰ میں ہو کہ اگرچہ وارث لوگ قسم دلائے  
سے انکار کر میں تو بھی قسم لیا جی کہ یہ چیز کو رمی میں ہو اگر زید و عمرو دونوں کے بچہ ہزار درم قرض ہیں اور دونوں اس میں  
شریک ہیں اور بچہ قرض سے انکار کرتا ہے پھر زید حاضر ہوا اور دونوں کے قرضہ کے گواہ قائم کیے اور عمرو غائب ہے تو مفتی میں  
مذکور ہو کہ امام اعظمؒ کے نزدیک پانچ سو درم کی حاضری ڈگری کی جائیگی اور جب عمر اسے تو دوبارہ گواہ پیش کر لیا حکم دیا جائیگا  
اور زید حاضر عمرو کی طرف سے کسی وجہ سے خصم نہیں ٹھہرایا جائیگا مگر در صورتیکہ یہ ہزار درم دونوں ایک شخص کی میراث مشترک  
ہو اور اگر عمرو آیا اور گواہوں کے پیش کرنے پر قادر نہ ہو تو حقیقت اس کے شریک بنے پانچ سو لیا ہو اس میں شریک ہو جائیگا  
یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ زید کا عمرو و بچہ دونوں پر کچھ مال دستاویز میں تحریر ہو اسکا زید نے دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے  
اور ایک غائب ہے اور دوسرا دیون حاضر ہو اور وہ حاضر نہ ہو تو موافق مختار کے حاضر نصف مال کی ڈگری ہوگی مگر در صورتیکہ  
یہ حاضر حکم غائب اس کی طرف سے کفیل ہو تو حاضر ہر کل مال کی ڈگری کی جائیگی یہ خزانہ مفتین میں ہو۔ ایک شخص دوسرے  
پر قرض کا دعویٰ کرتا ہو اور مدعا علیہ نے دو وکیل خصوصیت کی واسطہ مقرر کیے پس مدعی نے ایک گواہ ایک وکیل کے سامنے  
پیش کیا اور دوسرا گواہ دوسرے کے سامنے پیش کیا تو جائز ہو سیطرہ اگر ایک گواہ موکل پر اور دوسرا گواہ وکیل پر پیش کیا  
تو بھی جائز ہے یا ایک گواہ مدعا علیہ پر اور دوسرا اس کے دعویٰ یا وارث پر قائم کیا یا میت کی واسطہ دو دوسرے پس ایک فی صی  
پر ایک گواہ اور دوسرے پر دوسرا گواہ قائم کیا تو بھی جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو دوسرے نے اگر ترکہ پر قرض کا  
دعویٰ کیا تو قاضی دوسرا دوسری مقرر کر لیا تاکہ اس پر دعویٰ دائر ہو یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ ایک شخص مراد اور دو  
بیٹے چھوڑے پس ایک بیٹے نے دعویٰ کیا کہ ہمارے باپ کے اسپر ہزار درم بیع کے متن ہیں اور دوسرے نے دعویٰ  
کیا کہ یہ درم قرض کے ہیں اور ہر ایک نے اپنے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے تو ہر ایک کے واسطے پانچ سو درم کی ڈگری  
ہوگی اور ایک کو دوسرے کے مال مقبوضہ میں شرکت نہیں ہو سکتی ہے کہ جو کچھ اسے وصول کیا ہو اس میں شریک ہو یہ فتاویٰ  
قاضی خان میں ہو۔ کتاب الامار میں امام محمدؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص مرگیا اور اسے دوسرے کے قبضہ میں اپنا مال  
درم یا دینار یا عقال یا رقیق وغیرہ چھوڑا پس زید نے دعویٰ کیا کہ یہ مال میرا حق ہو کہ میں نے اسکو میرے پاس بیعت رکھا  
تھا یا اسے مجھ سے غصب کر لیا ہو اور قابض مال نے اس کی اس قول میں تصدیق کی اور یہ کہا کہ میں معلوم میت نے کوئی وارث  
نابالغ چھوڑا ہو یا بالغ چھوڑا ہو کہ وہ غائب ہے تو قاضی قابض کی تصدیق سے مدعی کو کچھ نہ دیکھا اور بعد انتظار کے میت المال  
میں داخل کر دیا یہ فصول عمادیہ میں ہو اگر تقسیم کرنے والے وارثوں میں سے بعض نے میت پر قرض کا دعویٰ کیا اور  
گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور تقسیم ٹوٹ جاوے گی اور تقسیم کرنا قرض سے بری کر دینے میں شمار نہو گا بخلاف اسکے اگر مال  
میں کا اعیان ترکہ میں سے دعویٰ کیا تو دعویٰ مقبول نہو گا کذا فی الصغریٰ

میرٹھوان باب وکالت وکالت وحوالہ کے دعوے کے بیان میں۔ قاضی کے وکیلوں میں سے ایک وکیل نے  
قاضی سے دعویٰ پیش کیا کہ میں فلان بن فلان غائب کی طرف سے لوگوں پر اس کے حقوق و قرضے ثابت کرنے کے واسطے وکیل

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳

ہوں اور اس غائب موکل کے اس مدعا علیہ پر دس درم قرض ہیں پس اسکو حکم دے کہ مجھے سپرد کرے پس مدعا علیہ نے کچھ جواب نہ دیا ولیکن باب القاضی کے ایک دوسرے دلیل کے مدعا علیہ کی حاضری میں جواب دیا کہ میرا موکل کہتا ہو کہ مجھے یہ درم دس قرض نہیں ہیں اور نہیں اس وکالت کو جانتا ہوں پس دلیل نے دو گواہ توکیل کے قائم کیے اور قاضی سے حکم کی درخواست کی قاضی نے اسکی وکالت ثابت ہونے کی دگری کر دی اور مدعا علیہ بہنو زخاموش ہو کوئی اسے جواب نہیں دیا ہو اور جسے اسکی طرف سے جواب دیا ہو اسکا دلیل مقرر کرنا مدعا علیہ کی طرف سے ثابت نہیں ہو تو کیا یہ حکم صحیح ہے اور توکیل ثابت ہوگی یا نہیں پس بعض مشائخ نے فرمایا کہ نہیں اور اسی پر امام ظہیر الدین فتوے دیتے تھے اور یہ واقعہ عموماً ہوتا ہے پس یاد رکھنا چاہیے یہ محیط میں ہو۔ زید نے دعویٰ کیا کہ میں عمرو کی طرف سے قرض وصول کرنے کا دلیل ہوں اور اسکو مجلس حکم میں لایا پس مدیون بکرنے دعویٰ کیا کہ مجھے عمرو نے بری کر دیا یا میں نے ادا کر دیا اور دلیل نے کہا کہ مجھے موکل نے معزول کر دیا ہو پس اگر یہ توکیل خصم کی التماس سے تھی تو اس دعویٰ کی سماعت نہ ہوگی کیونکہ موکل اسے معزول کرنے کا اختیار نہیں رکھتا ہے اور اگر توکیل خصم کی التماس سے نہ تھی تو سماعت ہوگی ولیکن عزل اسوقت ثابت ہوگا کہ عزل پر گواہ لاوے اور بدو گواہوں کے ثابت نہ ہوگا اور اگر اسبطر نہ کہا بلکہ یوں کہا کہ میں دلیل نہیں ہوں اور خصم نے اسکی تصدیق کی تو صحیح نہیں ہو اور اگر اسکا یہ ہو کہ اگر اسے خصم سے صلح کر لی پھر کہا کہ میں دلیل نہیں ہوں اور جو دیا ہے اسکو پھر ناپا جا یا اور خصم نے تصدیق کی تو سماعت نہ ہوگی کہ انی اخلاصہ۔ ایک شخص نے اپنا قرض یا ودیعت وصول کر لیا تو دلیل کیا اور ودیعت رکھنے والے یا قرضدار نے دلیل کی تصدیق کی باوجود اس کے دلیل نے اپنی وکالت پر گواہ سنا تو ہو سکتا ہے اور فائدہ اسکا یوں ظاہر ہوگا کہ اگر اس نے زید کو حاضر کر کے گواہوں سے اپنی وکالت ثابت کی پھر عمرو کو حاضر لایا تو دوبارہ گواہ وکالت لانے کی ضرورت نہیں ہو اور اگر خاص حق پر اپنی وکالت کے واسطے گواہ پیش کیے پھر دلیل غائب ہوا اور موکل یا دوسرا اسکا دلیل اسی حق کے طلب کرنے کے واسطے آیا تو دوبارہ گواہ لانے کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح اگر ایک گواہ اس قرضدار پر پیش کیا اور دوسرا دوسرے قرضدار یا اس کے وارث پر قائم کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ چیز کردری میں ہے۔ ایک شخص مجلس قضا میں حاضر ہوا اور دوسرے کو اپنے ہر حق کے واسطے جہتہ بخار امین ہو وصول کرنے اور خصومت کرنے کا دلیل کیا اور ان دونوں کے ساتھ کوئی ایسا شخص نہیں جو پھر موکل کچھ حق آتا ہو پس اگر قاضی موکل کو نام و نسب سے پہچانتا ہے تو وکالت قبول کر لیا بھانسیک کہ اگر بعد غیبت موکل کے دلیل نے کسی شخص کو حاضر کیا اور اسپر موکل کے حق کا دعویٰ کیا تو سماعت کر لیا اور دلیل کو وکالت پر گواہ پیش کرنے کی تکلیف نہ دیگا اور اگر موکل کو نام و نسب سے نہیں پہچانتا ہو تو وکالت قبول نہ کرے گا پس اگر موکل نے کہا کہ میں گواہ پیش کرتا ہوں کہ میں فلان بن فلان ہوں تاکہ آپ میرے اس شخص کے دلیل کرنے کو قبول کریں تو قاضی گواہوں کی سماعت نہ کرے گا یہ فتاویٰ ہند میں ہے۔ زید عمرو کو قاضی کے پاس لایا اور کہا کہ خالد بن بکر کے اسپر ہزار درم ہیں اور اسے مجھے ان درمون اور تمام حقوق میں خصومت کرنے اور وصول کر لیا دلیل کیا ہو اور اس سب پر اکٹھا گواہ قائم کیے تو امام اعظم نے فرمایا کہ میں مال کے گواہ قبول نہ کر دینگا جب تک کہ اپنی



مطالبہ کرے اور اصل کے حاضر ہونے کے بعد اگر اُس سے مطالبہ کرے تو گواہ دہرانے کی ضرورت نہیں ہوا اور اگر کفالت کو متفق کیا اور کہا کہ تو نے میرے ہزار درم کی جو غائب پرین کفالت کی تھی اگر بیان کیا کہ اُس کے حکم سے تھی اور اُس کے گواہ پیش کیے تو موافق مذکورہ بالا کے دونوں پر ڈگری ہوگی اور اگر اصل کے حکم سے ہونا بیان کیا اور گواہ دیے تو خاص کفیل ہی پر ہوگی پھر اگر غائب حاضر ہوا تو گواہ دہرا نا ضرور ہوئے گی یہ وجہ کروری میں ہے۔ دوسرے شخص پر دعوے کیا کہ اس نے میرے لیے کفالت کی تھی کہ اگر فلان شخص تیری ودیعت کی تحویل کے ساتھ مرا اور وہ ودیعت استعدا رہی تو اُسکی ضمانت بھریا اور اب فلان شخص تحویل ودیعت کے ساتھ مر گیا اور اسپر گواہ قائم کیے تو بعض نے کہا کہ اس دعوے کی سماعت ہوگی اور دعوے کفالت میں ضروریوں کتنا چاہیے کہ مجلس کفالت میں میں نے اُسکی کفالت کی اجازت دی تھی اور اسی پر امام ظہیر الدین فرماتے دیتے تھے اور بعض شایخ نے کہا کہ یہ شرط نہیں ہے دعویٰ کفالت متضمن ذکر اجازت ہے چنانچہ دعوے سے متضمن خبر اس سے یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک کو حاضر کر کے اسپر گواہ پیش کیے کہ میرے اسپر اور فلان غائب پر ہزار درم ہیں اور یہ شخص اُس غائب کی طرف سے اُس کے حکم سے کفیل ہے تو دونوں پر ہزار درم کی ڈگری ہو جائیگی اور اگر یہ دعویٰ کیا کہ غائب اس حاضر کی طرف سے کفیل ہے تو فقط حاضر کے حصہ کی اسپر ڈگری ہوگی اور اگر اس مر کے گواہ دیے کہ ہر ایک طرف سے کفیل ہے تو حاضر پر پانچو درم اصالت اور پانچو درم کفالت ثابت ہونگے اور غائب پر پانچو فقط اصالت ثابت ہونگے اور حاصل یہ ہے کہ کفالت غائب پر نہیں ثابت ہوتی بلکہ اصالت ثابت ہوتی ہو بشرطیکہ کفالت حاضر پر غائب کی طرف سے اُس کے حکم سے ثابت ہو اور اگر بدون حکم ثابت ہو تو نہیں یہ تاتار تمانیہ میں ہو۔ دو شخصوں کے ہاتھ کوئی متاع فروخت کی اور ہر ایک نے دوسرے کی طرف سے اُس کے حکم سے کفالت کر لی پھر بلائ کو ایک ملا اسپر اسے دعویٰ کر کے گواہ پیش کیے تو اسپر ہزار درم کی ڈگری آدھے کی اصالت اور آدھے کی کفالت کر دیا جائیگی اور اگر ہزار اس سے کچھ وصول نہ کیا تھا کہ دوسرے مشتری کو پایا تو بلا اعادہ گواہوں کے اُس سے مطالبہ کر سکتا ہو وجہ کروری میں ہو۔ نہ بد سے عمر پر دعوے کیا کہ اس نے اور بچے میرے لیے خالد کی طرف سے ہزار درم کی کفالت کر لی اور ہر ایک دوسرے کا کفیل ہوا اور گواہ قائم کیے تو حاضر پر ہزار کی ڈگری ہو جائیگی اور دونوں میں جس چاہے مواخذہ کرے اور اگر غائب کو پایا تو اسپر گواہ دہرا نہ کی ضرورت نہ ہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ عمر پر دعوئی کیا کہ یہ بچہ کی طرف سے میرے لیے ہزار درم کا کفیل ہے اور ڈگری ہو گئی پھر کفیل کو کفالت سے بری کر دیا پھر معلوم ہوا کہ دعویٰ و حکم میں نصاد تھا پس چاہا کہ صحیح طور پر اسی کفیل پر دعویٰ کا اعادہ کرے تو صحیح نہیں ہو یہ وجہ کروری میں ہو ایک عورت نے زید پر دعوئی کیا کہ اسے میرے ہر کے دیناروں کی حیرے فلان شوہر کی طرف سے اس شرط پر کفالت کی تھی کہ اگر میرے اور شوہر کے درمیان فرقت ہو جائے تو زید ان دیناروں کا جو شوہر پر آتے تھے ضامن ہو اور فرقت واقع ہو گئی کیونکہ شوہر نے مجھے اختیار دیا تھا کہ جب شوہر مجھے ایک حیدہ کی غیبت اختیار کرے تو میرا کام میرے ہاتھ میں ہو یعنی مجھے اسے کو طلاق دینے کا اختیار ہے اور وہ ایک حیدہ غائب رہا پس میں نے اُسی مجلس اختیار میں اسے ایک کو طلاق دیدی اور کفیل کے سامنے اسے شوہر کے غائب ہونے اور اسکو اختیار دینے اور طلاق دینے کے گواہ قائم کر دیے تو قبول ہوں گے اور اگر شوہر اس وقت بھی غائب ہو تو کفیل اُسکی طرف سے خصم قرار دیا جائیگا کہ انی اخلصہ۔ ایک غلام ہزار درم کو خریدا

لہذا قرآن حاضر ہو جائی جب غائب سے لینا چاہیے



اور بائع کی اجازت کے اسیر قبضہ کر لیا اور بائع نے من طلب کیا پس مشتری نے کہا کہ میں نے تو تجھے فلان شخص سے خرید لیا تھا حالانکہ یہ فلان شخص غائب ہے اور اس کے گواہ پیش کیے تو گواہ مقبول ہوں گے اور یہ حکم غائب کی طرف متوری ہو گا اور ایسی صورتوں میں غائب کی طرف سے حاضر خصم ہو جاتا ہو کو ذانی الحیط

چودھواں باب۔ دعویٰ نسب کے بیان میں اور اس میں پندرہ فصلیں ہیں۔

**فصل اول۔ مراتب نسب و اس کے احکام و انواع و دعویٰ کے بیان میں۔** ثبوت نسب کے واسطے تین مرتبے ہیں اول نکاح صحیح کے ساتھ باجو اسکے ہم معنی یعنی نکاح فاسد کے ساتھ اور ایسی صورت میں نسب ثابت ہو جاتا ہو کچھ دعوت کی ضرورت نہیں ہو اور مجرمانہ فی کرنے سے منتفی نہیں ہوتا ہو بان اگر نکاح صحیح میں سوائے فاسد کے نفی کے ساتھ لمان واقع ہو تو نسب منتفی ہو جائیگا یہ ظہیر میں ہو۔ اور وہ نفی وانکار اس وقت تک کر سکتا ہے کہ صریح نسب کا اقرار نہ کیا ہو یا اس سے کوئی ایسا فعل ظاہر نہ ہو جو اقرار میں شمار ہے مثلاً تنہیت قبول کر لینا یا زچہ کی ضروریات پیر و کو خریدنا یا باوجود ولادت آگاہی کی طول مدت ہو جاوے یا انکار نسب سے پردائی ہو جاوے یا اسکے نسبت ایسا کوئی حکم واقع ہو کہ جو شکست باطل نہیں ہو سکتا ہے مثلاً اس بچہ نے کوئی جرم کیا اور قاضی نے عاقلہ پر برہر یعنی باپ کے مددگار برادری پر ارش کا حکم کیا تو باپ اس بچہ کے نسب سے انکار نہیں کر سکتا ہے کیونکہ یہ حکم شکست و بطلان کے قابل نہیں ہو اور طول مدت کا پچھنا عرف و عادت پر ہے مثلاً اس قدر مدت گذر گئی کہ نسب سے انکار کرنے والوں کی عادت سے معلوم ہے کہ اگر انکار کرنے ہیں تو اسی مدت کے اندر گذر رہے ہیں اور اسے انکار کیا تو پھر اسکے بعد انکار نہیں کر سکتا ہو اور یہ ایک روایت امام اعظم سے ہو اور دوسری روایت اسے یہ ہے کہ قاضی کی رائے پر ہے اور امام ابو یوسف و امام محمد سے روایت ہے کہ دونوں نے مدت طویلہ کی مقدار ایک جہ بیان کی ہو اور بعد جہ کے انکار نسب صحیح نہیں ہے یہ محیط میں ہی اگر ایک شخص نے اپنی عورت کے لڑکے کے نسب سے انکار کیا حالانکہ وہ مرچکا ہے یا زندہ تھا مگر لمان سے پہلے مر گیا تو وہ بچہ کسی کا ہو گا اسکے نسب سے انکار نہیں کر سکتا ہو اس طرح اگر قبی کیا گیا تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط میں ہو۔ امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ ایک شخص کی عورت ایک بچہ جنی اس نے نسب انکار کیا اور ہنوز لمان نہوا تھا کہ کسی اجنبی نے عورت کو بچہ کی نسبت قذف و قتل لگائی پھر اس اجنبی کو حد قذف کی سزا دی گئی تو نسب ثابت ہو جائیگا اور دونوں میں لمان نہوا گیا یہ محیط میں ہو مرتبہ دوم ام ولد کے بچہ کا نسب اور اس کا حکم یہ ہو کہ بدون دعویٰ کے ثابت ہوتا ہو بشرطیکہ ایسی صورت ہو کہ مولیٰ کو اس سے طلی کرنا حلال ہو اور اگر ایسی حالت ہو کہ مولیٰ کو اس سے طلی حلال نہیں ہو تو بدون دعویٰ کے نسب ثابت نہو گا کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ اگر مالک نے اسکو مکاتب کر دیا پھر اس کے بچہ ہوا تو بدون دعوت مولیٰ کے مالک اس کا نسب ثابت نہو گا اور مالک کو اس کے نسب سے انکار کا اختیار ہے جب تک کہ باوجود ولادت آگاہی کے طول مدت نہو جاوے اور نہ صریح اقرار کیا ہو اور نہ اسکے انکار کرنے سے پردائی ہو گئی ہو اور نہ اس بچہ کی نسبت کوئی ایسا حکم ہو گیا ہو جو شکست و بطلان کے قابل نہیں ہو کذا فی الحیط ایک شخص کی باندی کے بچہ ہوا اسے انکار نسب نہ کیا یہاں تک کہ بچہ مر گیا تو اس کا نسب اس شخص سے ثابت ہے اس کے نسبت انکار کی مجال نہیں رکھتا ہے پس اس مسئلہ کی تاویل کی ہے کہ باندی سے مراد ام ولد ہو اس طرح اگر اسے کوئی ایسا جرم کیا کہ عاقلہ پر برہر قاضی نے عوض جرم کا

تو دعوت بالکسر دعویٰ نسب امام شافعی سے روایت ہے کہ عورت کو بچہ کی نسبت قذف و قتل لگائی پھر اس اجنبی کو حد قذف کی سزا دی گئی تو نسب ثابت ہو جائیگا اور دونوں میں لمان نہوا گیا یہ محیط میں ہو مرتبہ دوم ام ولد کے بچہ کا نسب اور اس کا حکم یہ ہو کہ بدون دعویٰ کے ثابت ہوتا ہو بشرطیکہ ایسی صورت ہو کہ مولیٰ کو اس سے طلی کرنا حلال ہو اور اگر ایسی حالت ہو کہ مولیٰ کو اس سے طلی حلال نہیں ہو تو بدون دعویٰ کے نسب ثابت نہو گا کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ اگر مالک نے اسکو مکاتب کر دیا پھر اس کے بچہ ہوا تو بدون دعوت مولیٰ کے مالک اس کا نسب ثابت نہو گا اور مالک کو اس کے نسب سے انکار کا اختیار ہے جب تک کہ باوجود ولادت آگاہی کے طول مدت نہو جاوے اور نہ صریح اقرار کیا ہو اور نہ اسکے انکار کرنے سے پردائی ہو گئی ہو اور نہ اس بچہ کی نسبت کوئی ایسا حکم ہو گیا ہو جو شکست و بطلان کے قابل نہیں ہو کذا فی الحیط ایک شخص کی باندی کے بچہ ہوا اسے انکار نسب نہ کیا یہاں تک کہ بچہ مر گیا تو اس کا نسب اس شخص سے ثابت ہے اس کے نسبت انکار کی مجال نہیں رکھتا ہے پس اس مسئلہ کی تاویل کی ہے کہ باندی سے مراد ام ولد ہو اس طرح اگر اسے کوئی ایسا جرم کیا کہ عاقلہ پر برہر قاضی نے عوض جرم کا

حکم کیا تو پھر اسکی نفی نہیں کر سکتا ہو اسبطرح اگر اسپر ایسا جرم ہو اگر جہن قصاص یا ارش حکم ہو تو بھی ہی حکم ہو کذا فی المبسوط اور ام الولد میں مبارکبادی قبول کرنے کی صورت مذکور نہیں ہے اور شک نہیں ہے کہ مبارکبادی قبول کرنا اقرار ہے اور فتاویٰ میں مذکور ہے کہ اگر مولیٰ کو باندی کے بچہ کی مبارکبادی دی گئی اور وہ خاموش رہا تو مبارکبادی قبول کر لینے کا اقرار ہے اگر کسی شخص نے اپنی ام ولد کو دوسرے کے ساتھ بیاہ دیا پھر اسکا فوہر مر گیا یا طلاق دیدی اور عدت گزر گئی پھر عدت گزرنے سے چھ مہینے بعد بچہ پیدا ہوا تو وہ مالک کا بیٹا ہوگا اور اسکو اختیار ہے کہ نسب انکار کر جاوے تا وقتیکہ ان باتوں میں سے کوئی بات جو بیشتر مذکور ہوئی ہیں نہ پائی گئی ہو کذا فی المحيط اور اگر اس باندی کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا یا قسم کھائی تھی کہ میں اس سے قربت نہ کروں گا تو بھی اسکے بچہ کا نسب اسکو لازم ہوگا جب تک کہ انکار نہ کرے یہ محیط سرخی میں ہے ابن ساعد نے اپنے تراویح میں امام ابو یوسف و امام محمد سے روایت کی ہو کہ ایک ام ولد نے اپنے مالک کے بیٹے کا بوسہ لیا پس مالک نے اسکو آزاد کر دیا پھر اسکے بچہ پیدا ہوا تو مالک کو لازم نہوگا مگر اس صورت میں کہ چھ مہینے سے کم میں جب حرام ہوئی ہو پیدا ہو یہ محیط سرخی میں ہو۔ اگر مسلمان کی ام ولد مجوسی یا مرتد ہو تو اسکا بچہ اسکو لازم نہیں ہے مگر وجہ سے کہ اسکا دعویٰ کیا یا بعد مرتد ہونے کے چھ مہینے سے کم میں پیدا ہوا ہو تو لازم ہوگا یہ مبسوط میں ہے اور اگر حیض یا نفاس یا صوم یا حرام کی وجہ سے حرام ہوئی ہو تو اسکا نسب مالک سے ثابت ہوگا اور اگر مولیٰ نے اسکا نکاح کر دیا پھر بچہ ہوا تو شوہر کا ہوگا اور اگر مالک نے اسکا دعویٰ کیا تو بھی اس سے نسب ثابت نہوگا اسی طرح اگر نکاح فاسد ہو اور شوہر نے وطی کر لی تو بھی ہی حکم ہو کذا فی الحدادی ام الولد وہ باندی ہو کہ مرد نے بلک یہیں اس سے استیلا کیا یا مالک نکاح سے پھر اسکو خرید کیا یا کسی اور سبب سے اسکا مالک ہوا یا یہ شبہ اس سے استیلا کیا پھر اسکو خرید لیا یا کسی دوسرے سبب سے مالک ہوا۔ اگر کسی کی باندی کے پیٹ کر اکہ اسکی پوری خلقت یا بعض خلقت ظاہر ہوتی ہے تو وہ اسکی ام ولد ہو جائیگی اور اگر کچھ خلقت ظاہر نہیں ہوتی ہو تو نہوگی اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر کسی نے گناہ میری اس باندی کا مجھے پیٹ گرا ہے تو یہ اسل مرکا اقرار ہو کہ یہ میری ام ولد ہے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اقرار کیا کہ میری باندی مجھے بچہ مینی یا ایسا پیٹ ڈال گئی ہو جسکی خلقت ظاہر تھی پھر بعد چھ مہینے کے وہ باندی بچہ جنی اور یہ شخص غائب یا مریض ہے تو جب تک اسکی نفی نہ کرے نسب اس سے ثابت ہوگا اور اگر نفی کی توقع نفی کرنے سے ہمارے نزدیک نفی ہو جائیگی یہ مبسوط میں ہو۔ ایک باندی دو شخصوں میں مشترک ہو اس میں بچہ ہوا اور دونوں نے دعویٰ کیا تو دونوں سے اسکا نسب ثابت ہوگا پھر دوسرا جنی تو یہ دون دعوت لازم نہوگا اور اگر ایک نے دعویٰ کیا تو اسکو لازم ہوگا اور صاحبین کے نزدیک ان دو بچہ دونوں سے حصہ شریک کا ضامن ہو اور امام اعظم کے نزدیک نہیں یہ محیط سرخی میں ہو نیز امتیاز باندی ہے اور اسکے بچہ کا نسب بہ دون دعوت مالک سے ثابت نہیں ہوتا ہے خواہ اسکے بچہ کا نسب کا دعویٰ بعد پیدائش کے کرے یا پیٹ میں ہونے کی صورت میں مدعی ہو کہ اسکے پیٹ کا بچہ میرا ہو دون برابر ہیں اصل میں ہو کہ ایک شخص کی باندی حاملہ ہے اسنے کہا کہ اگر اسکے پیٹ کا بچہ نکاح سے تو میرا ہے اور اگر لڑکی ہے تو فلان کی ہو یا میری نہیں ہو پھر چھ مہینے سے کم میں باندی لڑکا لڑکی دون جنی تو دونوں کا نسب اس سے ثابت ہوگا یہ محیط میں ہو ایک شخص نے اپنی باندی سے ماسوسہ فرج کے مباشرت کی اور اسکو انزال ہو گیا پس باندی نے اسکی منی کسی چیز میں لیکر اپنی فرج میں داخل کر لی اور اسکو پیٹ

کہ گیا تو امام اعظم سے روایت ہے کہ بچہ اسی مرد کا ہو گا اور باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی کذا سننے قتاد سے قضاہنی خان  
قلت کانت الامۃ احصوا الصیانتۃ النسب صورۃ لیکن العلوق بہا علی دلائل الشریعہ وان خالفتم نے ذلک شریعت من الاطباء  
والشہاء علم۔ اگر باندی کے بچہ پیدا ہوا اور موسے کو مبارکی دی گئی وہ چپ ہو رہا تو یہ قبول نہیں ہو کذا فی الذخیرہ اور  
اگر موسے نے مبارکی قبول کی تو اقرار ہے کذا فی المحیط۔ اگر مولیٰ نے اپنی باندی کو محفوظ رکھا اور اس سے وطن کی پھراس  
سے بچہ پیدا ہوا تو مستحب ہے کہ اس کے نسب کا دعویٰ کرے کیونکہ ظاہر اسی کا ہے ولیکن جب تک دعویٰ نہ کیا تب تک نسب  
اس سے ثابت نہ ہو گا اور یہ حکم اس وقت ہے کہ جب اسکو معلوم نہ ہو کہ حقیقت میں میرا ہے اور اگر یہ معلوم ہو تو اس پر واجب ہے کہ اسکا  
دعویٰ کرے اور انکار دفعی نہ کرے اور اگر باندی کو محفوظ نہیں کیا ہے تو چاہے انکار کرے یہ محیط میں ہو۔ ابراہیم نے امام محمد  
سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی باندی سے وطن کی اور اسکو کسی گھر میں نہیں بیا یا اور نہ محفوظ کیا تو امام ابو حنیفہ نے  
فرمایا کہ اس کے بچہ سے انکار اور اسکو فروخت کر سکتا ہے اور میرے قول میں مستحب یہ ہے کہ باندی کے بچہ کو آزاد کر دے اور  
باندی سے نفع اٹھا دے جب مرے تو باندی کو آزاد کر دے یہ محیط میں ہو۔ ایک باندی بچہ جنی اور دعویٰ کیا کہ موسے  
نے اسکا اقرار کیا ہے مگر مولیٰ نے انکار کیا پس ایک گواہ نے گواہی دی کہ مولیٰ نے اقرار کیا ہے اور دوسرے نے گواہی  
دی کہ یہ بچہ اسی شخص کے بستر سے پیدا ہوا ہے تو گواہی مقبول نہ ہوگی کذا فی المبسوط اور اگر دونوں گواہوں نے بالاتفاق  
گواہی دی کہ مولیٰ نے اقرار کیا ہے کہ بچہ پیدا ہوا ہے تو مقبول ہوگی البتہ اگر اس کے بستر سے پیدا ہوئی گواہی گواہوں نے دی  
تو بھی قبول ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اگر مولیٰ ذمی ہو اور باندی مسلمان ہو پس باندی کے دعویٰ پر دو ذمہ میں نے  
اس کے اقرار کی گواہی دی تو جائز ہے اور اگر ذمی مدعی ہو اور باندی منکر ہو تو ذمہ میں کی گواہی باندی مسلمہ پر جائز نہیں  
ہے اور مرد اس مسئلہ میں یہ ہے کہ باندی ذمی کے ملک ہونے سے انکار کرتی ہو کیونکہ اگر ملک ہونے کی مقررہ  
قوسے کو دعوت نسب میں تہا حق حاصل ہو باندی کی تکذیب کا اعتبار نہ ہو گا اور اگر دونوں مسلمان ہیں اور مولیٰ منکر ہو پس  
مولیٰ کے اپنے تہا گواہی دی تو جائز نہیں ہے اور اگر موسے کے دو بیٹوں نے گواہی دی درحالیکہ مولیٰ منکر ہو تو جائز ہے  
یہ مبسوط میں ہو۔ دعوت یعنی نسب کو اپنی طرف منسوب کرنا تین طرح کی ہوتی ہے دعوت استیلاؤ و دعوت تحریر یعنی دعوت  
ملک اور دعوت شبہہ ملک پس دعوت استیلاؤ یہ ہے کہ دعویٰ کرے کسی ایسے بچہ کے نسب کا کہ اسکا اصل نطفہ خزانہ اسکا  
ہو کہ اسکی ملک میں واقع ہوا اور یہ ملک وغیرہ ملک میں صحیح ہو اور وقت علوق نطفہ کی طرف مستند ہو گا اور جو عقود درمیان میں  
عمل میں آئے ہین ان کے فسخ کی یہ دعوت موجب بشرطیکہ بچہ محل نسب ہو اور محل فسخ عقد ہو اور یہ مدعی اس میں مقرر  
قرار دیا جائیگا کہ وقت علوق نطفہ سے اسنے اپنی باندی سے وطن کی ہے اور باندی کا ام ولد ہو نسب ثبوت نسب بچہ کے  
بالیقہ ثابت ہو جائیگا۔ اور دعوت تحریر یہ ہے کہ ایسے بچہ کا نسب کا دعویٰ کرے کہ اسکا نطفہ قرار پانا اسکی ملک میں نہ  
تھا اور یہ صرف ملک میں صحیح غیر ملک میں نہیں صحیح ہے اور مدعی وطن کا مقرر نہ ہو گا اور نہ اس سے فسخ عقد واجب  
ہوتا ہے اور جن صورتوں میں عتیق کا ثابت کرنا ممکن ہے وہاں یہ دعویٰ صحیح ہو ورنہ نہیں آتی کہ اگر کوئی حاملہ باندی  
خریدی پھر مشتری نے بچہ کا دعویٰ کیا تو یہ دعوت تحریر میں داخل ہے اور دعوت شبہہ ملک یہ ہو کہ اپنے بیٹے کی باندی کے

بچہ کا دعویٰ کرے یہ محیط سرخسی میں ہے اور اس دعویٰ کی شرط صحت یہ ہے کہ باپ کے واسطے اپنے لڑکے کی باندی کی وقت نطفہ قرار پانے سے وقت دعویٰ تک کوئی تادیل ملک ہو اور بھی اس وقت سے اس وقت تک ولایت ملک حاصل ہو اور باندی بھی ایسی ہو کہ ایک ملک سے دوسری ملک میں منتقل ہو سکتی ہو کذا فی محیط۔ اگر دو قسم کی دعوتیں مجتمع ہوں تو دعوت استیلا ادلی سے دعوت تحریر سے اور اگر دعوت تحریر سابق ہو تو وہی ادلی ہو اور دعوت تحریر اول ہو دعوت شہہ ملک سے اور دعوت نکاح خواہ صحیح ہو یا فاسد ہے ادلی ہو یہ محیط سرخسی میں ہو

**فصل ثانی** بمشتري و بائن کے دعوت کے بیان میں۔ ایک باندی بھی وہ مشتری کے پاس بچہ جنی پس اگر وقت بیع سے چھ مہینے سے کم جنی اور بائن نے بچہ کا دعویٰ کیا یا دو گواہوں نے گواہی دی کہ بائن نے اسکو اپنے نطفہ سے ہونے کا اقرار کیا ہے تو نسب اسکا بائن سے ثابت ہوگا اور باندی اسکی اُم ولد ہو جائیگی اور بیع ٹوٹ جائیگی اور مشتری کے دام اسکو واپس کرے یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر مشتری نے دعویٰ کیا تو صحیح ہو اور نسب مشتری سے ثابت ہوگا اور باندی اسکی اُم ولد ہو جائیگی اور مشتری کی دعوت دعوت تحریر ہوگی یہاں تک کہ مشتری کی ولاد ولد پر ہوگی کذا فی محیط اور اگر دونوں نے معاہدہ کیا تو دعوت بائن ادلی ہے اور اگر آگے پیچھے دعویٰ کیا تو سابق ادلی ہو کوئی اور یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر وقت بیع سے چھ مہینے یا زیادہ دو برس تک بچہ جنی اور یہ معلوم ہے پس اگر فقط بائن نے بچہ کا دعویٰ کیا تو صحیح نہیں ہے الا یہ کہ اس کے ساتھ مشتری اسکی تصدیق کرے اور اگر فقط مشتری نے اسکا دعویٰ کیا تو صحیح ہو اور واجب ہے کہ مشتری کی دعوت دعوت استیلا دہو یہاں تک کہ بچہ اصلی آزاد ہوگا اور مشتری کو ولاد کا حق ہی نہ ہوگا یہ محیط میں ہے اور اگر اس صورت میں ایک ساتھ یا آگے پیچھے دونوں نے دعویٰ کیا تو مشتری کی دعوت صحیح ہے بائن کی صحیح نہیں ہے اور اگر دو برس سے زیادہ میں بچہ جنی تو بائن کی دعوت صحیح نہیں ہے مگر مشتری کی تصدیق کے ساتھ صحیح ہو پس اگر مشتری نے تصدیق کی تو بائن سے نسب ثابت ہوگا اور بیع نہ ٹوٹے گی اور نہ باندی اسکی اُم ولد ہوگی اور بچہ مشتری کی ملک باقی رہے گا یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر فقط مشتری نے اسکا دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہو اور یہ دعوت دعوت استیلا دہو کذا فی محیط اور اگر دونوں نے ایک ساتھ یا آگے پیچھے دعویٰ کیا تو مشتری کی دعوت صحیح ہو اور یہ سب اس صورت میں ہو کہ جب مدت ولادت معلوم ہو اور اگر بعد بیع کے مدت ولادت معلوم نہ ہو پس اگر مدت میں اختلاف کیا تو دعوت بائن کی بدون تصدیق مشتری کے صحیح نہیں ہو اور مشتری کی دعوت صحیح ہو اور اگر دونوں نے ایک ساتھ دعویٰ کیا تو کسی کی دعوت صحیح نہیں ہو اور اگر مشتری نے پہلے دعویٰ کیا تو اسکی دعوت صحیح ہو اور اگر بائن نے بیعت کی تو کسی کی دعوت صحیح نہ ہوگی خواہ بائن ذی ایمان کا تب ہو اور مشتری آزاد یا مسلمان ہو اور اگر بائن نے قبل ولادت کے دعویٰ کیا تو دعوت موقوف ہوگی پس اگر زندہ بچہ پیدا ہوا تو اس وقت نافذ ہوگی اور اگر اصل حل بائن کے پاس نہ ہو مثلاً اس نے حاملہ خرید کر فروخت کر دی تھی تو اسکی دعوت صحیح نہیں ہو اور اس باب میں کہ حل کس کے پاس ہے بائن کا یہ قول لیا جائیگا کہ میرے پاس کا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر کسی شخص کی ملک میں ایک باندی حاملہ ہوئی اس نے فروخت کر دی مگر مشتری کے پاس چھ مہینے سے کم میں وقت بیع سے بچہ جنی پس بائن نے بچہ کے نسب کا دعویٰ کیا حالانکہ مشتری اسکی مان کو آزاد کر چکا ہے تو یہ بچہ بائن کا بیٹا ہوگا اور اسکی آزادی کا حکم کیا جائیگا اور باندی کے حق میں دعوت

اور اگر اسکا دعویٰ کرے کہ بائن کا ہے۔

صحیح نہیں ہوتی کہ وہ اسکی ام ولد قرار نہ دیا گیا اور اگر مشتری نے بچہ کو آزاد کر دیا ہے تو بائع کی دعوت بچہ یا ان کسی کے حق میں صحیح نہیں ہے اور جس صورت میں کہ ان کو آزاد کیا ہو اس صورت میں صاحبین کے نزدیک بچہ کا حصہ من واپس کرے اور امام کے نزدیک صحیح ردائے منافع کل من واپس کرے اور بیسویں میں کہ بالاتفاق بچہ کا من بدون ان کے من کے واپس کرے یہ کافی میں ہو اور اگر مشتری نے باندی کو بربرا ام ولد بنایا پھر بائع نے بچہ کا دعویٰ کیا تو بلا خلاف بائع پر واجب ہے کہ بچہ کا حصہ من واپس کرے ان کا حصہ من واپس نہ کرے اور اگر مشتری نے بچہ کو بربرا کر دیا تو بائع کی دعوت صحیح نہیں ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر ان مرگئی پھر بائع نے بچہ کے نسب کا دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہے اور امام اعظم کے قول میں بائع تمام من واپس کر دے اور اگر مشتری نے باندی کو فروخت یا بیہ یا رہن کیا یا اجرت پر دیا یا امکاتب کیا تو یہ سب عقود باطل کر کے بائع کو واپس کر دیا جائے یہ بیسویں میں ہے اور اگر بچہ مشتری کے پاس مرگیا یا قتل کیا گیا اور مشتری نے اسکی قیمت وصول کر لی پھر بائع نے دعویٰ کیا تو دعویٰ باطل ہے اس طرح اگر مشتری نے اپنی ملک اسکو باہر کر دیا اور جسکے پاس گیا اسنے اسکو آزاد یا بربرا کیا یا اسکے پاس مرگیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر مشتری نے اسکو بیع یا رہن یا اجرت پر دیا یا امکاتب کیا تو یہ عقود نقض کر کے نسب ثابت رکھا جائے گا کذا فی الحاوی اگر بچہ کا ہاتھ کاٹا گیا پس مشتری نے اسکی نصف قیمت لے لی پھر بائع نے دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہے لیکن ارش باطل مشتری کے پاس رہے گا پس باندی مع بچہ کے بائع کو واپس دے گا اور تمام من سوا حصہ ہاتھ کے واپس لے گا اس طرح اگر ہاتھ کاٹنا باندی میں واقع ہوا ہو تو بھی یہی حکم ہو کذا فی المبسوط اور اگر بچہ کی دونوں آنکھیں پھوڑ دی گئیں پس مشتری نے اسکو دیکر اسکی قیمت بھری پھر بائع نے دعویٰ کیا تو صحیح ہو اور تمام من واپس کرے اور آنکھ پھوڑنے والا مشتری سے اپنی قیمت لے لے گا اور امام اعظم کے نزدیک جرم پاداش نہ ہو گا یہ محیط سرخسی میں ہے اگر ایک باندی کسی شخص کے پاس حاملہ ہوئی اسنے فروخت کر دی اور دام لے لیے پھر چھ مہینے سے کم میں مشتری کے پاس جنی پس بائع نے دعویٰ کیا اور مشتری نے تکذیب کی پھر اسکے بعد وہ بچہ قتل کیا گیا یا عمدہ یا خطا اسکا ہاتھ کاٹا گیا تو جرم بر اس صورت میں وہی دیت آدگی جو آزادوں پر جرم کرنے سے آتی ہو اور اگر اس بچہ کی مان پر کوئی جرم کیا تو جرم پر دہ حکم ہو گا جرم ولد عورتوں پر جرم کرنے کی سزا ہوتی ہے اور اگر بچہ نے خود جرم کیا تو جس جرم آزادوں کے قرار دیا جائے گا اور اس مان کا جرم مثل ام ولد کے جرم کرنے کے ہو گا اگرچہ قاضی نے اسکی آزادی دام ولد ہو نہ حکم نہ کیا ہو اور قیاس دعوت بائع کے ان دونوں سے جرم صادر ہوا تو یہ بائع پر بڑی گناہ مشتری پر نہ ہو گا اور وہ مختار ہو گا اگر اس سے اسکا وہ ہو کذا فی الحاوی۔ اگر باندی مشتری کے پاس چھ مہینے سے کم میں بچہ جنی اور وہ بچہ بڑا ہوا اور مشتری کے پاس اسکے ایک لڑکا پیدا ہوا پھر ہلاک ہو گیا اور اسکے بیٹے کا بائع نے دعویٰ کیا تو صحیح نہیں ہے اور جس عورت کے شوہر سے لعان واقع ہوا اسکا لڑکا اگر جوان ہوا اور ایک لڑکا چھوڑ کر دیکر شوہر طاعتی نے اسکا دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہو یہ محیط میں ہی اگر باندی مشتری کے پاس چھ مہینے سے کم میں بچہ جنی پھر دو گواہوں نے گواہی دی کہ بائع نے اس بچہ کے نسب کا وقت پیدا نش کے دعویٰ کیا ہو اور بائع اسکا کرتا ہوا پس اگر مشتری اسکا دعویٰ ہو تو گواہی مقبول ہے اور اگر مشتری مدعی نہیں ہو لیں اگرچہ بیہ ہونٹ ہو تو بھی یہی حکم ہے کہ گواہی مقبول ہوگی اور اگر نہ کرے تو بھی امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک یہی حکم ہے لیکن امام اعظم کے قول کے موافق

مقبول نہونی چاہیے نہ حق و لدین اسلیے کہ غلام کی آزادی پر گواہی بدون دعوے کے امام کے نزدیک مقبول نہیں ہوتی ہو اور نہ باندی کے حق میں کیونکہ باندی کا حق آزادی اس باب میں کچھ کا تابع ہوا و اسلیے طرف بعض خناخ سے میل کیا ہو اور بعض نے کہا کہ یہ گواہی امام کے نزدیک بھی مقبول ہوگی کیونکہ یہ گواہی اگرچہ غلام کی آزادی پر قائم ہوئی ولیکن حرمت فرج کی متضمن ہو حتیٰ کہ اگر باندی مرگئی ہو تو امام کے نزدیک مقبول نہوگی اور اسی طرف شیخ الاسلام خواہر زادہ نے میل کیا ہو اور بعض نے کہا کہ یہ گواہی امام اعظم کے نزدیک مقبول ہو اگرچہ باندی مرگئی ہو کیونکہ غلام کی آزادی اس سے مقصود نہیں ہو بلکہ صرف ثبوت نسب مقصود ہے اور آزاد ہو جائے اس پر مبنی ہوتا ہو اور یہ جائز ہو کہ نسب گواہی سے بدون دعوے کے ثابت ہو اور اسلیے طرف شمس المائے حلوانی نے میل کیا ہے یہ ذخیرہ میں ہو اگر باندی کسی کے پاس حاملہ ہوئی اُسے فروخت کر دی پھر قبل پیدا ہو کر پیٹ کے بچہ کا دعویٰ کیا اور مشتری نے کہا کہ اسکو پیٹ میں نہیں ہو پھر دیکھو نہ کو دکھایا انھوں نے کہا کہ حاملہ ہے تو بائع کی دعوت کی جب تک وضع حمل نہوا جازت نہوگی اسی طرح اگر مشتری نے حمل ہونے کی تصدیق کی ولیکن کہا کہ تیرا نہیں ہو تو بھی جب تک وضع حمل نہو دعوت کی تصدیق نہوگی پس اگرچہ عینے سے کم میں پیدا ہوا تو اسکا بیٹا ہو اور اگر زیادہ میں پیدا ہوا تو تصدیق نہ کی جائیگی کذا فی الحاوی اور اگر وقت بیچ سے چھ عینے سے کم میں کچھ ہو پس مشتری نے کہا کہ اصل حمل تیری ملک میں نہیں قرار پایا بلکہ اُنے حاملہ خریدی تھی اور بائع نے کہا کہ نہیں اصل حمل میری ملک میں قرار پایا ہو تو بائع کا قول لیا جائیگا اور اگر دونوں نے گواہ دیے تو بائع کی گواہی اولیٰ ہے اور بلا شک یہ قول امام ابو یوسف کے موافق ہو اور امام محمد کے موافق مشائخ نے اختلاف کیا ہو بعض نے کہا کہ انکا قول بھی ہو اور بعض نے کہا کہ ان کے موافق مشتری کی گواہی ہونی ہو اور اسکی اصل اس صورت میں ہو کہ دونوں نے تاریخ خرید میں اختلاف کیا اور باندی بعد بیچ کے دوسرے روز مشتری کے پاس بچہ جنمی پس بائع نے اسکا دعویٰ کیا کہ میرا ہے مشتری نے کہا کہ تیرے پاس حاملہ نہیں ہوئی تو نے بیچنے سے ایک عینہ پیشتر حاملہ خریدی تھی اور بائع نے کہا کہ نہیں ایک سال پیشتر خریدی تھی تو بائع کا قول قبول ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ دیے تو امام ابو یوسف کے نزدیک بائع کی گواہی مقبول ہوگی اور امام محمد کے نزدیک مشتری کی گواہی مقبول ہو یہ عینہ میں ہو اگر اپنی باندی فروخت کی پس مشتری کے پاس بچہ جنمی پس بائع نے کہا کہ ایک عینہ سے دین نے ترے ہاتھ فروخت کی ہو پھر میرے ہاتھ مشتری نے کہا کہ چھ عینے سے زیادہ ہو نہ کہ تو نے میرے ہاتھ فروخت کی ہو پھر تیرا نہیں ہے تو بالاتفاق مشتری کا قول لیا جائیگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو امام ابو یوسف کے نزدیک مشتری کے گواہ مقبول اور امام محمد کے نزدیک بائع کے مقبول ہونگے یہ کافی میں ہو ایک شخص نے ایک باندی خریدی بعد چند روز کے اُسکے پیٹ ظاہر ہو پس بائع سے جھگڑا ہوا پس بائع نے اُس سے کہا کہ اپنے پاس ہندے دے اگر ثابت ہو تو میرا ہے اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ شن مشتری کو واپس کر کے اُس سے باندی لے لے پھر بعد اس قول کے چار ماہ سے کم میں باندی کچھ ڈال گئی کہ جسکی خلقت ظاہر تھی تو بچہ بائع کا نطفہ ہے اور باندی اسکی ام ولد ہوگی واپس کی جائیگی اور بائع کو دام پھر دینا وجہ یہ واقعات حسامدین ہے اگر بیچ سے چھ عینے سے کم میں باندی ایک دختر جنی پھر وہ دختر ایک لڑکا جنی اور مشتری نے یہ لڑکا آزاد کر دیا پھر بائع نے دختر کے نسب کا دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہے اور جب دختر کے حق میں دعوت صحیح تھی تو لڑکے کے حق میں بھی صحیح ہونی تھی کہ مشتری باطل ہو گیا کذا فی المحیط ایسے ہی اگر دختر دوسری دختر جنی تو بھی یہی حکم ہے یہ مبوطین ہے اور

اگر باندی بائع کے پاس دختر جنی پھر دختر کے لڑکا ہو پھر لڑکے کو بیچا اور مشتری نے اسے آزاد کیا پھر بائع نے دختر کے نسب کا دعویٰ کیا تو بیع و حق باطل ہوگئی اور اگر بائع نے دختر کو فروخت کیا اور مشتری نے آزاد کیا پھر بائع نے دختر پر نسب کا دعویٰ کیا تو صحیح نہیں ہے اور دختر کا لڑکا جو اس کے پاس ہو وہ آزاد ہو جائیگا اگرچہ نسب بائع سے ثابت نہ ہو ایہ محیط سرخی میں ہے اگر باندی حاملہ ہوئی اور اپنے مالک کے پاس جنی پھر مالک نے اسکو فروخت کیا اور مشتری نے اپنے غلام سے اسکا نکاح کر دیا اور اس سے اولاد ہوئی پھر غلام مر گیا پس مشتری نے اس سے سیتا دیا کیا پھر بائع نے اس بچے کا دعویٰ کیا جو اس کے پاس ہے تو نسب بائع سے ثابت ہو جائیگا اور مشتری کو غلام کا بیٹا اس کے حصہ میں دیا پس دیکھا اور اگر مشتری نے باندی سے استیلا نہ کیا تو دونوں اسکو واپس دیے جائینگے اور انقسم میں باندی کی قیمت وقت بیع کی اور دوسرے بچہ کی قیمت وقت انفصال کی معتبر ہوگی اور بائع کے مرنے کے وقت اس کے جمیع مال سے آزاد ہوگا اور اگر بائع کے غلام کے بیٹے کو مالک میرا بیٹا ہے تو آزاد ہو جائیگا مگر نسب بائع سے ثابت نہ ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر باندی کو حاملہ ہونے کی حالت میں فروخت کیا پھر مشتری کے پاس بیع کے دوسرے دن جنی پھر دوسرا بچہ ایک سال بعد جنی بدون کسی شوہر کے پھر بائع مشتری نے ایک ساتھ دونوں بچوں کے نسب کا اپنی طرف دعویٰ کیا تو دونوں بائع کے اولاد ہونگے اور اگر مشتری نے ابتداً دوسرا بچہ کا دعویٰ کیا تو وہ اسکا بیٹا قرار دیا جائیگا اور باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی پھر اگر اس کے بعد بائع نے پہلے بچہ کا دعویٰ کیا تو اسکا نسب بائع سے ثابت ہوگا اس کے حصہ میں کے عوض بیع کر دیا جائیگا اور اگر دونوں میں سے کسی نے کچھ دعویٰ کیا یہاں تک کہ بائع نے فقط دوسرے بچہ کا دعویٰ کیا تو تصدیق نہ کی گئی اسی طرح اگر اول بچہ مر گیا پھر دونوں کا بائع نے دعویٰ کیا تو بھی یہی حکم ہے کذا فی الحادی۔ امام محمدؒ نے جامع میں فرمایا کہ ایک شخص کی باندی حاملہ ہوئی اس نے کسی کے ہاتھ فروخت کر دی اور مشتری کے پاس ایک بچہ جنی اس بچہ کا بائع کے باپ نے دعویٰ کیا اور مشتری نے تصدیق کی اور بائع نے تکذیب خواہ تصدیق کی تو دعوت باطل ہے اور نسب بائع کے باپ سے ثابت نہ ہوگا اور اگر مشتری نے تصدیق کی اور بائع نے تکذیب کی تو دعوت صحیح ہے لیکن مشتری بائع سے من واپس نہیں کر سکتا اور بائع کا باپ بائع کو باندی کی قیمت میں کچھ ضمان نہ دیکھا اور مشتری کی بائع کے باپ پر نہ باندی کی کچھ قیمت ہو اور نہ اس کے بچہ کی اور اگر دونوں نے باپ کے تصدیق کی تو باندی اسکی ام ولد ہوگئی اور بچہ کا نسب اس سے ثابت ہو گیا اور مشتری اپنا من بائع سے لیکھا اور بائع کو بائع کا باپ باندی کی قیمت کی ضمانت دیکھا یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کی باندی کے جوڑیا دو بچہ پیدا ہوئے پس مالک نے ایک کو فروخت کر دیا اور بائع کے باپ نے دونوں بچوں کے نسب کا دعویٰ کیا اور بائع و مشتری نے اسکی تکذیب کی تو دعوت صحیح ہے اور دونوں بچوں کا نسب اسی سے ثابت ہوگا اور بائع کے قبضہ والا بچہ بلا قیمت آزاد ہو جائیگا اور جو مشتری کے قبضہ میں ہے وہ وہ دوسرا ہی غلام رہے گی یہ محیط سرخی میں ہے اور اگر باندی کو بیع ایک بچہ کے فروخت کیا پھر بائع کے باپ نے دونوں بچوں کے نسب کا دعویٰ کیا اور بائع و مشتری نے اسکی تکذیب کی پس امام محمدؒ کے قول پر دعوت باطل ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ دعوت باندی کے حق میں صحیح نہیں اور نہ وہ ام ولد ہوگی لیکن بائع کے باپ کی دعوت دونوں بچوں کے حق نسب کی راہ سے صحیح ہے مگر آزادی کی راہ سے صحیح نہیں ہے پس جو لڑکا فروخت ہوا ہے اسکی آزادی



اگر حکم ہو گا بلکہ وہ مشتری کا غلام رہے گا اور باقی بچہ قیمت سے آزاد ہو جائیگا اور اگر مشتری نے اسکی تصدیق اور بائع نے تکذیب کی تو بلا خلاف باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور اگر اپنے بیٹے یعنی بائع کو قیمت دینی واجب ہوگی اور بلا خلاف دونوں بچوں کا نسب اس سے ثابت ہوگا اور بچہ بلا خلاف بغیر قیمت کے آزاد ہو جائے گا اور باقی بچہ امام ابو یوسف کے نزدیک بقیہ آزاد ہوگا اور امام محمد کے نزدیک بلا قیمت آزاد ہوگا۔ اور اگر بائع نے اپنے باپ کے دعویٰ کی تصدیق کی اور مشتری نے تکذیب کی تو امام ابو یوسف کے نزدیک بائع کے باپ سے دونوں بچوں کا نسب ثابت ہوگا اور امام محمد کے قول پر ثابت نہ ہونا چاہیے اور صحیح یہ ہے کہ یہی سب کا قول ہے پھر امام محمد نے کتاب میں اس صورت میں بچہ کا حکم ذکر کیا اور ان کا حکم ذکر نہ کیا اور قاضی امام ابو حازم و قاضی امام ابو اسبغ برقیاس قول امام اعظم رحمہ فرماتے تھے کہ بائع مدعی کو یعنی باپ کو باندی کی قیمت ام ولد کی حالت کی دیکھا اور باپ اسکا بائع کو ملوک محض کی حالت کی قیمت دیکھا اور اکثر مشائخ نے فرمایا کہ بالاتفاق باپ بیٹے میں سے کوئی کسی کو کچھ ضمان نہ دیکھا یہ محض میں ہے اور اگر مبیعہ باندی ایک پیٹ سے جوڑا دو بچے چھ مہینے سے کم میں جنمی پس بائع نے ایک کا دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہے اور دونوں کا نسب اس سے ثابت ہوگا اور جو کچھ بیع وعتق اس میں واقع ہوا سب باطل ہو جائیگا اسی طرح اگر ایک بعد بیع کے چھ مہینے سے کم میں اور دوسرا زیادہ میں جنمی لگے پیٹ ایک ہی ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مشتری نے پہلے دونوں کا دعویٰ کیا پھر بائع نے تو بائع کی تصدیق نہ ہوگی اور دونوں مشتری کے نقطہ سے قرار دیے جائینگے اور اگر ایک بچہ پر کچھ حرم کیا گیا اور مشتری نے اسکا ارش جرمانہ لے لیا پھر دونوں کا بائع نے دعویٰ کیا کہ میرے نسب سے ہیں تو صحیح ہے اور ارش و کسب مشتری کا ہوگا اور اگر ایک قتل کیا گیا اور مشتری نے اسکی قیمت لے لی تو قیمت مقول کی اسکی وارثوں کی ہوگی اور دیت کی طرف تحویل ہوگی اور اگر مشتری نے ایک کو آزاد کیا پھر وہ قتل ہوا اور میراث چھوڑ گیا اور مشتری نے اسکی دیت و میراث دلا دین لے لی پھر بائع نے دونوں کا دعویٰ کیا تو صحیح ہے اور دیت و میراث مشتری کے لے لیا اور دلا باطل ہو جائیگی یہ محیط مشری میں ہے اگر ایک شخص کے پاس ایک باندی دو بچہ ایک ہی پیٹ سے جنمی پس ایک کو اپنے فروخت کیا اور مشتری نے خریدے ہوئے بچہ کا دعویٰ کیا کہ میرے نسب سے ہے تو دعویٰ صحیح ہے اور دونوں بچوں کا نسب اس سے ثابت ہوگا اور دوسرا بچہ آزاد ہوگا اور نہ باندی اس حلی سے ہم ولد ہوگی یہ محیط میں ہے جوڑا دو بچوں میں سے ایک فروخت کیا اور دوسرے کے نسب کا دعویٰ کیا تو دونوں کا نسب مدعی سے ثابت ہوا اور اگر مشتری نے اسکو آزاد کیا ہے تو عتق باطل ہوگا اور یہ حکم اسوقت ہے کہ اصل عتق بائع کی ملک میں ہوا ہو اور اگر اصل نقطہ قرار یا بائع کی ملک میں نہ ہوا اور باقی مسئلہ کمال ہے تو بھی دونوں کا نسب بائع سے ثابت ہوگا و لیکن وہی آزاد ہوگا جو بائع کے پاس ہے اور مشتری کا آزاد کرنا باطل نہ ہوگا اور بیع بھی باطل نہ ہوگی یہ کافی میں ہے ایک شخص نے دو غلام جو جوڑا دوسرے کی ملک میں پیدا ہوئے تھے خریدے پھر ایک کو فروخت کر دیا پھر دونوں کے نسب کا دعویٰ کیا تو دونوں کا نسب مشتری سے ثابت ہوگا و لیکن دوسرے کی بیع نہ ٹوٹتی اسی طرح اگر مشتری سے خریدنے والے نے دونوں کے نسب کا دعویٰ کیا تو مشتری ثانی سے دونوں کا نسب ثابت ہوگا و لیکن جو مشتری اول کے پاس ہے وہ ویسا ہی ملوک ہوگا جیسا تھا یہ مبسوط میں ہے۔ ایک شخص کی باندی تھی وہ اسکی پاس حل سے ہوئی اور ایک بچہ جنمی وہ بائع ہوا اور مالک نے اپنی ایک باندی

لہذا فرقت شدہ یعنی ہوئی اسکا قول دیت کی طرف لائی اور فروختی یہ حکم لگا کر دعوت بائع سے مقول آزاد قتل بر جس کو میں جو بیع وعتق ہو کر قاتل سے بیچا بلکہ ملوک مقول یا قیمت ہی واجب رہی ۱۱

سے اُسکا نکاح کر دیا اُسکے بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اس بچہ کو فروخت کر دیا اور مشتری نے اُسے آزاد کر دیا پھر بائع نے بائع ہوئے کے نسب کا دعویٰ کیا تو دعوت جائز ہے بشرطیکہ دعویٰ کے دن ظل ہوگی اور پُترین واپس کرنا لازم ہوگا اور اگر بائع نے بڑے لڑکے کے نسب کا دعویٰ نہ کیا بلکہ دوسرے کے نسب کا جسکو فروخت کیا ہو دعویٰ کیا تو سماعت نہوگی یہ تاتار خانیہ میں ہے اگر ایک شخص نے ایک باندی اور اُسکا بچہ یا باندی حاملہ خریدی پھر باندی کو فروخت کیا پھر اسی شخص یا دوسرے سے اُسکو خریدا اور اُسکے بچہ کے نسب کا دعویٰ کیا تو دعوت جائز ہے بشرطیکہ دعویٰ کے دن بچہ کی ملک میں ہو اور کوئی بیع علقہ نہ ہو جو امین یا اُسکے مان میں جاری ہو چکے ہوں فتح نہوں گے اور اگر اصل محل اسی شخص کے پاس نفع ہوا ہو تو سب بیع و عقد جو واقع ہوئے ہوں باطل شمار ہونگے لہذا فی الحادی ایک شخص نے ایک غلام اور اُسکے باپ نے اس غلام کا دوسرا بھائی جو جوڑیا ہوا ہے خریدا پس ایک کے نسب کا اُسکے قابض نے دعویٰ کیا تو دونوں کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور دوسرے کا قبضہ والا غلام بھی بسبب قربت کے آزاد ہو جائیگا یہ محیط شری میں ہے اگر کوئی باندی تین روز کی شرط یا پر خریدی پھر تیسرے روز اُسکے پاس وہ بچہ جنسی اُسکا مشتری نے دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہے اور اگر خیار بائع کا ہو اور مشتری نے بچہ کا دعویٰ کیا تو بائع کو خیار باقی ہے اگر اُس نے بیع کی اجازت دی تو مشتری سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا جیسا بعد اجازت کے از سر نو دعویٰ کرنے میں ثبوت ہوتا اور اگر بائع نے بیع توڑی تو مشتری کی دعوت نسب باطل ہوگی یہ مبسوط میں ہے اگر زید نے دو باندیاں عمر سے اس شرط پر لین کہ مجھے خیار ہے دونوں میں جسکو چاہوں گا ہر اورم کو لے لوں گا اور دوسری کو واپس کر دوں گا پھر دونوں اُسکے پاس بچہ جنین اور زید نے اقرار کیا کہ دونوں بچے میرے نسب سے ہیں ولیکن اُس نے یہ معین نہ کیا کہ پہلے کس سے وطی کی تھی تو اُسکا اقرار ایک کے بچہ میں صحیح ہے اور یہ وہی ہوگی جس پر بیع واقع ہوا اور مشتری کے اختیار سے متعین ہو جاوے پس حکم دیا جائیگا کہ بیان کرے جب تک زندہ ہے اور اگر بیان سے پہلے مر گیا تو بیان کرنا وارثوں پر رکھا جائیگا پس اگر انھوں نے کہا کہ ہمارے باپ نے پہلے اس باندی سے وطی کی ہے تو اسی باندی کے بچہ کا نسب زید سے ثابت ہوگا اور وارثوں کے ساتھ وراثت ہوگا اور یہی باندی میت کی ام ولد ہو جائیگی اور اُسکے مرجانے کی وجہ سے آزاد ہوگی اور وارثوں پر اُسکے دام بائع کو دینے واجب ہوں گے اور میت کے ترکہ سے ادا کریں اور دوسری باندی مع اُسکے عقر کے بائع کو واپس کرین پس یہ باندی بائع کی ہوگی جیسا کہ میت کے بیان کے بعد واپس کرنے سے بائع کی باندی ہوتی اور اگر بعض وارثوں نے کہا کہ پہلے اس سے وطی کی اور دوسری نے کہا کہ بلکہ پہلے اس سے وطی کی تو جسکی نہایت پہلے بعضوں نے کہا کہ اس سے اول وطی کی ہے وہی ام ولد ہونے کے واسطے متعین ہوگی اور دوسری واپس ہوگی اور اگر وارثوں نے اتفاق کیا کہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ پہلے کس سے وطی کی ہے تو کسی نسبت سے ثابت نہوگا ولیکن دونوں بچوں اور دونوں باندیوں میں سے ہر ایک کا ادعا آدھا آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنے اپنے حصے کے واسطے نصف قیمت کی سہی کرے گی اور وارث لوگ بائع کو ہر ایک باندی کا نصف ثمن اور نصف عقر ترکہ میت سے ادا کریں اور اگر مشتری نے انتقال نہ کیا اور دونوں بچوں کے نسب کا دعویٰ کیا اور بائع نے بھی دونوں کے نسب کا دعویٰ کیا تو اُنکی دو صورتیں ہیں اول یہ ہے کہ بائع کی دعوت بعد دعوت مشتری کے ہو پس اس صورت میں بائع کی دعوت اُس بچہ میں اور اُنکی مان میں صحیح ہوگی جو اُسکو واپس دیا جاوے خواہ دونوں باندیاں وقت بیع سے چھ مہینے سے کم میں جنی ہو



فصل چہارم مشترک باندی کے بچہ کے نسب کا دعویٰ کرنے کے بیان میں۔ اگر دو شخصوں کی مشترک باندی دونوں کی ملک میں حاملہ ہو کر بچہ جنمی اور ایک نے نسب کا دعویٰ کیا تو ثابت ہوگا اور باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور شریک کے حصہ کا قیمت مالک ہوگا خواہ تنگ دست ہو یا فرخ حال ہو اور نصف عقر کا ضامن ہوگا اور بچہ کی قیمت میں کچھ ضمان نہ دیگا یہ حادی میں ہو پس اگر مدعی نے دوسرے شریک سے کہا کہ یہ باندی مجھ سے بچہ جنمے ایک کچھ جنمے چکی ہو اور تو نے اسکا دعویٰ کیا ہے اور تیری ام ولد ہو چکی ہے اور شریک نے اسکی تصدیق کی مگر باندی نے تکذیب کی تو باندی اور بچہ پر دونوں کے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی یہاں تک کہ دونوں کے حقوق جو مدعی کی طرف ثابت ہو گئے ہیں باطل ہونگے اور مدعی سے ضمان باطل ہوگی لیکن مقرر نصف قیمت باندی کے ام ولد ہونے کی حالت کی ادا کرے گا اور بعض صاحب نے کہا کہ یہ قول صاجین کا ہے لیکن امام اعظم کے نزدیک مقرر اپنے مقر کے واسطے کچھ ضمان نہ ہوگا اور بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ بالاتفاق سب کا قول ہے اور قول اول بشبہ واثربالی الصواب ہے پھر اگر باندی نے کسی ہنر سے کچھ کمایا اور باندی یا اسکا بچہ قتل کیا گیا اور عوض مال ملتا تو یہ سب مقرر کا ہو اور اگر مدعی نے شریک سے کہا کہ تو نے باندی کو مجھ سے بچہ جنمے سے پہلے آزاد کر دیا ہے اور شریک نے تصدیق کی تو باندی آزاد ہوگی اور وطی کرنے والے پر نصف قیمت و نصف عقر کی ضمان ہوگی۔ دو شخصوں کی مشترک باندی ہے ایک نے کہا کہ یہ میری ام ولد اور تیری ام ولد ہے باہم دونوں کی ام ولد ہے پس اگر دوسرے نے تصدیق کی تو باندی دونوں کی ام ولد ہو جائیگی اور کوئی دوسرے کو کچھ ضمان نہ دیگا جیسے ایک ساتھ دونوں کے دعوے کرنے کی صورت میں ہے اور اگر دوسرے نے اسکی تکذیب کی تو مقرر اپنے شریک کو اسکی

نصف قیمت خواہ تنگ دست ہو یا خوشحال ہو ادا کرے اور نصف عقر بھی ادا کرے پھر نصف باندی مقرر کی ام ولد ہوگی اور  
 آدمی موقوف رہیگی بمنزلہ ام ولد کے پھر اگر شریک نے مقر کے اقرار کی تصدیق کی تو باندی دونوں کی ام ولد ہو جائیگی اور  
 جو اسے ضمان لی ہے وہ واپس کرے اور اگر تصدیق نہ کی تو آدمی باندی مقرر کی ام ولد اور آدمی موقوف بمنزلہ ام ولد  
 کے ہے کہ ایک روز مقرر کی خدمت کرے اور ایک روز موقوف رہے پس اگر ایک مقرر کیا تو تصدیق کرنے کی صورت میں  
 باندی آزاد ہو جائیگی خواہ کوئی مر جاوے اور باندی ام ولد پر دوسرے زندہ کے واسطے سعی کرنی نہ ہوگی یہ قول  
 امام اعظم رحمہ اللہ ہے اور صاحبین کے نزدیک زندہ کے واسطے سعایت کرے اور تکذیب کرنے کی صورت میں بھی  
 کوئی مر جاوے باندی آزاد ہو جائیگی اور منکر کے واسطے سعی نہ کرے اور اگر منکر مقرر کیا تو بھی آزاد ہو جائیگی اور امام اعظم  
 کے نزدیک زندہ مقرر کے واسطے سعی نہ کرے بلکہ بخلاف قول صاحبین کے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر باندی تین یا چار یا پانچ  
 میں مشترک ہو اور سب نے ایک ساتھ اسکے بچہ کا دعویٰ کیا تو وہ سب کا بیٹا قرار دیا جائیگا سب سے ہرکسب نسبت ثابت  
 ہوگا اور باندی سب کی ام ولد ہوگی اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دوسرے زیادہ سے  
 نہایت ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تین سے زیادہ سے نہایت ہوگا کذا فی البدائع اور اگر حصے ہر ایک کے مختلف ہوں تو ہر ایک  
 حق میں حکم مختلف ہوگا لیکن استیلا دہر ایک کے حق میں بقدر اسکے حصہ کے ثابت ہوگا کذا فی الاحادی۔ بچہ کے دعوت نسب میں اگر  
 دعوت استیلا کا اعتبار معتذر ہو تو دعوت تحریر اعتبار کی جائیگی امام محمد رحمہ اللہ نے زیادات میں فرمایا کہ ایک باندی دو شخصوں میں مشترک  
 ہو ان کے مالک مرنے کے وقت سے چھ مہینے یا زیادہ میں وہ بچہ جنی اور اس بچہ کی ولادت سے چھ مہینے یا زیادہ میں دوسرا بچہ جنی  
 پس دونوں مرنے میں سے ایک نے کہا کہ چھوٹا میرا بچہ ہے اور بڑا میرے شریک کا ہے پس اگر شریک نے اسکی تصدیق کی تو چھوٹے  
 بچہ کا نسب اسکے مدعی سے ثابت ہوگا اور باندی اسی کی ام ولد ہوگی اور آدمی قیمت باندی کی خواہ تنگ دست ہو یا فراخ حال ہو  
 اپنے شریک کو آزاد کرے اور ادا عقر بھی دے گا اور قیمت ولد میں کچھ نہ دے گا اور بڑے بچہ کا نسب بڑے کے مدعی سے  
 ثابت ہوگا اور یہ مدعی بڑے کا آزاد کرنے والا شمار ہوگا در حالیکہ وہ دونوں میں مشترک ہے پس بڑے کے مدعی پر  
 بڑے کی نصف قیمت شریک کو دینی واجب ہوگی اگر خوشحال ہے اور تنگ دست ہے تو بڑا بچہ سعی کر کے نصف قیمت  
 اپنی ادا کرے اور باندی بڑی کے مدعی کی ام ولد ہوگی اور بڑے کا مدعی نصف عقر بھی اپنے شریک کو ادا کرے اور یہ  
 حکم اسوقت ہے کہ شریک نے چھوٹے کے مدعی کی تصدیق کی ہو اور اگر تکذیب کی تو چھوٹے بچہ کے مدعی کے حق میں وہی حکم سابق  
 چونکہ کور ہوا اس صورت میں بھی جاری ہوگا اور بڑے بچہ کا نسب کسی سے ثابت نہ ہوگا لیکن بڑا آزاد ہو جائیگا گویا ایسا واقعہ  
 ہوا کہ ایک غلام دو شخصوں میں مشترک تھا ایک نے گواہی دی کہ دوسرے نے اسکو آزاد کر دیا ہے حالانکہ دوسرا منکر ہے یہ سب  
 اسوقت میں ہے کہ ایک نے کہا کہ چھوٹا میرا ہے اور بڑا میرے شریک کا ہے اور اگر یوں بیان کیا کہ بڑا میرے شریک کا ہے اور چھوٹا  
 میرا ہے پس اگر شریک نے اس قول میں اپنی تصدیق کی تو بڑے بچہ کا نسب شریک صدق سے ثابت ہوگا اور باندی اسی کی ام ولد  
 ہو جائیگی اور چھوٹے بچہ کے مدعی کو باندی کی نصف قیمت اور نصف عقر خواہ تنگ دست ہو یا خوشحال ہو ادا کرے اور بچہ کی قیمت  
 میں کچھ نہ دے گا اور چھوٹے بچہ کا نسب اسکے مدعی سے ثابت ہوگا اور وہ اس بچہ کی پوری قیمت اپنے شریک کو ادا کرے اور

باندی کا پورا عقر بھی دیگا اور کتاب الدعویٰ میں مذکور ہے کہ نصف عقر دیگا اور اگر شریک نے اس کے قول کی تکذیب کی تو چھوٹے بچہ کا نسب اسکے مدعی سے ثابت ہوگا اور باندی اسی کی ام ولد ہو جائیگی اور اپنے شریک کو باندی کی نصف قیمت اور نصف عقر ادا کرے گا اور بچہ کی قیمت میں کچھ نہ دیگا اور بڑے بچہ کا نسب شریک سے ثابت ہوگا کذا فی محیط۔ دو شخصوں نے ایک باندی خریدی وہ چھ مہینے میں بچہ جنی پس ایک نے نسب ولد کا اور دوسرے نے انکی مان کا دعویٰ کیا تو دعوت صاحب ولد کی معتبر ہوگی اور باندی اسی کی ام ولد ہوگی اور بچہ جو ہوگا اور شریک کو آدھی قیمت باندی کی اور آدھا عقر دیگا۔ اور اگر خریدنے سے چھ مہینے سے کم میں جنی اور باقی مسئلہ اپنے حال پر تو ہر ایک کی دعوت نسب صحیح ہو اور باندی کا مدعی اپنے شریک کو اس کے بچہ ضامن نہ ہوگا اور نہ باندی اس کے حق کے واسطے سعی و مشقت کرے گی یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہے اور صاحبین رحمہ کے نزدیک نصف قیمت کا ضامن ہوگا اگر خوشحال ہے ورنہ باندی ہی کو لینی اگر تنگ دست ہو اور آدھے عقر کا ضامن ہوگا اور مدعی اول دوسرے کو بچہ کی قیمت دیگا اور نہ باندی کی قیمت اور نہ اس کا عقر پس اگر باندی چھ مہینے بعد لڑکی جنی اور لڑکی کے بچہ ہو پس ایک نے اول بچہ کا اور دوسرے نے دوسرے بچہ کا ایک ساتھ دعویٰ کیا خواہ نانی یعنی باندی زندہ ہے یا مر گئی ہے تو ہر ایک کی دعوت صحیح ہے پس باندی پہلے کی ام ولد ہو گئی اور اس پر باندی کی نصف قیمت و نصف عقر لازم آیا اور بچہ کی قیمت کچھ نہ دیگا اور دوسرے بچہ کا مدعی بڑی لڑکی کو اس کا آدھا عقر دیگا اور یہی صحیح ہے اور بڑے کا مدعی نانی کی نصف قیمت اور نصف عقر کا ضامن ہوگا اور بڑے کی قیمت کا کچھ ضامن نہ ہوگا پس اگر نانی یعنی باندی قتل کر ڈالی گئی اور بہنوڑ کسی نے نسب کا دعویٰ نہیں کیا ہے اور دونوں نے اس کی قیمت لیکر باہم برابر تقسیم کر لی پھر دونوں نے دعویٰ کیا تو باندی کی قیمت میں سے کچھ ضامن ہوگا اور بڑے بچہ کا مدعی دوسرے کو باندی کا آدھا عقر بسبب شرارتی کے دیگا اور مان کی قیمت میں کچھ نہ دیگا یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہے اور صاحبین رحمہ کے نزدیک مان کی آدھی قیمت دیگا اگر خوشحال ہے اور چھوٹے بچہ کے مدعی پر کچھ ضامن نہیں ہے اور بڑا بچہ یعنی لڑکی اپنے مدعی کی ہوگی اور دوسرے مدعی کی ام ولد ہو جائیگی۔ اور اگر نانی چھ مہینے سے کم میں بچہ جنی اور باقی مسئلہ بحال ہے تو بڑے بچہ کی دعوت باطل اور چھوٹے بچہ کی دعوت صحیح ہو اور اس بچہ کی مان ام ولد ہو جائیگی اور بڑے بچہ یعنی لڑکی کی آدھی قیمت اور آدھا عقر اپنے شریک کو دے اور یہ سبکی ام ولد ہو گئی اور بڑی لڑکی کا مدعی باندی کی آدھی قیمت اپنے شریک کو دے اور وہ سبکی ام ولد ہو جائیگی اگر زندہ ہے ورنہ اگر مر گئی تو نہیں ہوگی یہ محیط شری میں ہے۔ دو شخصوں نے ایک باندی خریدی پس اُس نے ان دونوں کی ملک میں چھ مہینے سے کم میں ایک بچہ جنی پس ایک نے دعویٰ کیا تو صحیح ہو اور باندی سبکی ام ولد ہوگی اور شریک کو آدھی قیمت جو دعویٰ کے روز باندی کی تھی ادا کرے خواہ تنگ دست ہو یا خوشحال ہو اور اس کا عقر کچھ نہ دیگا پس بچہ کا حکم مثل اس غلام کے ہو جو دو شخصوں میں مشترک ہو کہ اس کو ایک نے آزاد کر دیا یہ محیط میں ہے اگر باندی دو شخصوں میں مشترک ہو اور اس کے دو بچہ پیدا ہوئے پس ہر ایک نے ایک ایک بچہ کا دعویٰ کیا پس اگر ایک بیٹ سے دونوں پیدا ہوئے ہیں اور ایک مدعی نے بڑے کا اور دوسرے نے چھوٹے کا دعویٰ کیا اور مٹا دونوں کی زبان سے دعویٰ نکلا تو دونوں کا نسب دونوں سے ثابت ہوگا اور اگر ایک نے دعوت میں سبقت کی تو دونوں کا نسب اس سے ثابت ہوگا اور دونوں آزاد ہو جائیں گے اور باندی سبکی ام ولد ہو جائیگی اور باندی کی آدھی قیمت و آدھا عقر دوسرے شریک کو ادا کرے گا اور اگر دونوں بچے دو بیٹ سے پیدا ہوئے



اور ایک نے بڑے کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے چھوٹے کا اور دونوں کا کلام ساتھ ہی زبان سے نکلا تو بڑے کا نسب اسکے مدعی سے ثابت ہوگا اور آزاد ہو جائیگی اور باندی کی ام ولد ہو جائیگی اور باندی کی آدمی قیمت اور آدھا عقر شریک کو ادا کریگا اور چھوٹے کا نسب اسکے مدعی سے ثابت ہوگا اتحسانا اور اسکو بڑے بچہ کے مدعی کو عقر دنیا پر لگا اور یہ حکم اسوقت ہے کہ دونوں کا کلام ایک ساتھ زبان سے نکلا اور اگر مدعی نے بڑے بچہ کا دعویٰ پہلے کیا تو نسب اسکا ثابت ہو جائیگا اور وہ آزاد ہو جائیگا اور باندی ام ولد ہو جائیگی اور اسکو آدمی قیمت باندی کی اور آدھا عقر دوسرے شریک کو دینا چاہیگا پھر اسکے بعد اگر دوسرے نے چھوٹے بچہ کا دعویٰ کیا تو دوسرے کی ام ولد کے بچہ کا دعویٰ کیا پس دوسرے کے تصدیق کی حاجت ہوگی مگر اسے تصدیق کی تو نسب ثابت ہوگا اور شریک ام ولد کے قرار دیا جائیگا اور اگر تکذیب کی تو نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر ایک نے پہلے چھوٹے بچہ کا دعویٰ کیا تو وہ آزاد ہو جائیگا اور مدعی سے اس کا نسب ثابت ہوگا اور باندی مدعی کی ام ولد ہو جائیگی اور آدمی قیمت اور آدھا عقر باندی کا دوسرے شریک کو ملے گا اور بڑا بچہ دونوں میں مشترک غلام ہوگا اور اگر اسکے دوسرے نے بڑے کا دعویٰ کیا تو ایسا ہے کہ گویا ایک مشترک غلام کو ایک نے آزاد کر دیا یعنی مدعی کا حصہ آزاد ہوگا اور نسب ثابت ہوگا اور دوسرے کو اختیار ہے چاہے بون ہی آزاد کرے یا اپنے حصہ کے واسطے سعی کرے اور اگر چاہے تو آزاد کرنے والے سے ضمان لے بشرطیکہ وہ خوشحال ہو اور اگر تنگ دست ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اسکو سیاحت اور آزادی میں اختیار ہے اور صاحبین رحمہ کے نزدیک اسکو ضمان لینے کا اختیار ہے اگر خوشحال ہو اور اگر شریک تنگ دست ہو تو سعی کر سکتا ہے اور کچھ نہیں یہ شرح طحاوی میں ہے ایک شخص مر گیا اور درہ پیٹے اور باندی چھوڑی اسکو حمل ظاہر ہوا پس ایک بیٹے زید نے کہا کہ حل ہمارے باپ سے ہے اور دوسرے عمر و نے کہا کہ مجھے ہے اور زید و عمر و دونوں سے مفاد دعویٰ واقع ہوا تو حل عمر و کا قرار دیا جائیگا اور عمر و باندی کی نصف قیمت و نصف عقر زید کو ادا کریگا ایسی طرح اگر عمر و نے دعویٰ میں سبقت کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر زید کی طرف سے سبقت ہوئی تو اسکے اقرار سے باپ کا نسب ثابت ہوگا و لیکن باندی اور اسکے پیٹ کا بچہ اسکی طرف سے بقدر اسکے حصہ کے آزاد ہوگی یہ مبسوط میں ہے اور زید و دوسرے بھائی کو باندی یا اسکے بچہ کی ضمان کچھ نہ دیگا یہ محیط میں ہے اور عمر و کا دعویٰ کرنا نسب کا جائز ہے اور بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا اور باندی کی قیمت کی کچھ ضمان نہ دیگا مگر نصف عقر کا ضامن ہوگا اگر زید طلب کرے یہ مبسوط میں ہے ایک باندی دو شخصوں میں مشترک ہے ایک اپنے حصہ کا ایک مہینہ سے مالک ہوا ہے اور دوسرا عمر و چھ مہینے سے مالک ہوا ہے اسکے ایک بچہ ہوا پس دونوں نے دعویٰ کیا تو عمر و کو ملے گا اور عمر و نصف قیمت و نصف عقر کا ضامن ہوگا اور کتابت میں مذکور نہیں ہے کہ اسکو ضمان لگایا اور چاہے یہ کہ بائع کو ضمان دے نہ شریک کو اور بائع کو واجب ہو کہ زید کو پورا شن پس کرے اور شراخ نے فرمایا کہ زید کو چاہیے کہ تمام عقر کی ضمان شریک کو دے کیونکہ زید نے دوسرے کی ام ولد سے وطی کر لیا اقرار کیا تو یہ محیط خسر میں ہے یہ حکم اسوقت ہے کہ دونوں بلکون کی ملک حال معلوم ہو یعنی ایک کی ملک مقدم ہو اور اگر معلوم نہ ہو تو نسب تو ثابت ہوگا اور باندی دونوں کی ام ولد ہوگی اگر کسی دوسرے عقر نہیں ہو اور نصف عقر کی ضمان تو بائع کو ادا کرینا محیط شیخ الاسلام نے میل کیا ہے اور جنس شراخ نے فرمایا ہے کہ کسی پردونوں میں سے بالکل عقر دینا لازم نہیں آتا ہے اور اسی طرف شمس لائے خسر نے میل کیا ہے اور قول دل ہمارے

لیکن نہ کہ وہ بڑے بچہ کے مدعی کی ایک شریک ہو جائے ام ولد ہو جائے تو باپ دوسرے کا دعویٰ دوسرے کے مدعی کی ام ولد کے لیے نہیں ہوگا



اصحاب کے مہول کے موافق اشیاء ہے کذا فی الحیط۔ ایک باندی ایک شخص زید دوسرے نابالغ میں مشترک ہے اُسے بچہ جنائیس زید و نابالغ کے باپ نے دعویٰ کیا تو مالک رقبہ سے نسب ثابت ہوگا یہ محیط ہنری میں ہے۔ ایک باندی دو شخصوں میں مشترک ہے اُسے ایک بچہ ہو اُسکا ایک شخص نے اپنے مرض موت میں دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہے اور بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور باندی اُنکی ام ولد ہو جائیگی اور بعد مرنے کے اُسکے تمام مال سے آزاد ہو جائیگی اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ بچہ ظاہر ہو اور اگر ظاہر نہ ہو تو تہائی مال سے آزاد ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک باندی باپ و بیٹے میں مشترک ہو اور اسکے بچہ پر دونوں نے معاد دعویٰ کیا تو احتساباً باپ کا نطفہ قرار دیا جائیگا اور وہ نصف قیمت و نصف عقر باندی کا ضامن ہوگا اور بیٹا بھی نصف عقر کا ضامن ہوگا پس عقر میں بدلا ہو جائیگا اور یہی حکم داد اکا ہے اگر باپ مر گیا ہو اور اگر بھائی یا چچا یا چھٹی ہو تو سب کا حکم مثل جنینیوں کے ہے کذا فی الاحادیث اور اگر داد اوپر تین میں باندی مشترک ہو اور دونوں نے معاد دعویٰ کیا حالانکہ باپ زندہ موجود ہے تو دونوں سے نسب ثابت ہوگا کذا فی شرح الطحاوی۔ ابن ساعی نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنی باندی سے جو اسکے بیٹے اور اجنبی میں مشترک ہو وطنی کی اور اُس سے بچہ ہو تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اُسپر بیٹے کے واسطے نصف قیمت باندی کی اور دوسرے کے واسطے ادھی قیمت باندی ادا ہے عقر واجب ہوگا کذا فی الحیط۔ امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ ایک باندی بیٹے اور باپ اور داد میں مشترک ہو اُسکے بچہ پیدا ہو اور سب نے معاد دعویٰ کیا تو داد ادا ہے اور ان دونوں پر عقر و داد کو دنیا واجب ہوگا اگر داد نے تصدیق کی کہ ان دونوں نے اس سے وطنی کی ہے اور اگر تصدیق نہ کی تو کچھ نہیں دینا پڑے گا اور یہ باندی داد کو حلال نہیں ہے اگرچہ دونوں کے وطنی کرنے کی تکذیب کی ہو پس یہ صورت ایسی نہیں ہے کہ بیٹے نے باپ کی باندی سے وطنی کر لیا دعویٰ کیا اور باپ نے تکذیب کی کیونکہ باپ پر حرام نہیں ہوتی ہے یہ حادی میں ہے۔ اگر مکاتب و حرمین ایک باندی مشترک ہو اور اُسکے بچہ ہو پس مکاتب نے نسب و ولد کا دعویٰ کیا یا تمکک کہ اس بچہ کا نسب ثابت ہو گیا تو اپنے شریک کو باندی کی قیمت و نصف عقر تادان دے اور اگر آزاد و غلام تاجر میں مشترک ہو اور بچہ جنینی اور غلام تاجر نے نسب کا دعویٰ کیا یا تمکک کہ نسب اُس سے ثابت ہو گیا تو وہ باندی کی قیمت میں شریک کو کچھ ضمان نہ دے گا یہ محیط میں ہے اور اگر باندی حرم و مکاتب کے درمیان ہو تو حرم ادا ہے کذا فی الاحادیث۔ باندی ذمی و مسلمان کے درمیان مشترک ہو اُسکے بچہ ہو اُسپر دونوں نے دعویٰ کیا تو ہمارے نزدیک مسلمان کا بیٹا قرار دیا جائیگا اور اگر ذمی مسلمان ہو گیا پھر باندی کے بچہ ہو اور دونوں نے دعویٰ کیا تو دونوں کا بیٹا قرار دیا جائیگا و دونوں سے میراث لے گا اور دونوں اُسکے وارث ہوں گے خواہ باندی میں نطفہ قرار پانا ذمی کے اسلام سے پہلے ہو یا بعد ہو۔ اور اگر باندی دو مسلمان میں مشترک ہو پس ایک مرتد ہو گیا پھر باندی کے بچہ پیدا ہو اور دونوں نے دعویٰ کیا تو مسلمان کا بچہ قرار دیا جائیگا خواہ دوسرے کے مرتد ہونے سے پہلے نطفہ قرار پایا ہو یا اُسکے بعد اور جب بچہ مسلمان کا قرار پایا تو باندی اُنکی ام ولد ہوگی اور مرتد کو اُسکے مثل قیمت کی ضمان دے گا اور عقر میں دونوں کا بدلا ہو جائیگا کذا فی الحیط۔ اور اگر باندی مسلم و ذمی میں مشترک ہو اور مسلم مرتد ہو گیا پھر دونوں نے باندی کے بچہ کا دعویٰ کیا تو وہ بچہ مرتد کا قرار دیا جائیگا اور باندی اُنکی ام ولد ہوگی اور نصف قیمت اور نصف عقر باندی کا ذمی کو دے اور ذمی نصف عقر اُسکو ادا کرے اور اگر ان سب صورتوں میں کوئی شریک نے دعوت میں سبقت کی تو وہی اولیٰ ہوگا

خواہ کوئی ہو کذا فی الحکاموی ایک باندی مسلم و مرتدین مشترک ہے دونوں نے نسب کا دعویٰ کیا تو بچہ مسلمان کا قرار دیا جائیگا یہ محیط  
خسری میں ہو۔ اور اگر مجموعی و کتابی میں مشترک ہو تو استحساناً کتابی کا نطفہ قرار دیا جائیگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ ایک باندی مسلمان  
و ذی مہکاتب و مدبر و غلام میں مشترک ہو اور سب نے اس کے بچہ کا دعویٰ کیا تو آزاد مسلم اولیٰ ہو اور ہر ایک عی بر بقدر حصہ شریعت  
کے عقرو واجب ہوگا یہ محیط خسری میں ہے اگر باندی ایک مجموعی آزاد اور ایک مکاتب مسلمان کے درمیان مشترک ہو اس کے بچہ پر دونوں  
نے دعویٰ کیا تو مجموعی کا بیٹا قرار پائیگا یہ محیط میں ہے۔ ایک ذمی کی باندی ہو اس نے ادھی مسلمان کے ہاتھ فروخت کر دی پھر باندی  
چھ مہینے سے پہلے بچہ جنمی اور دونوں نے پسر دعویٰ کیا تو ذمی کا بیٹا ہوگا اور بیع باطل ہوگی یہ مسوطین میں ہے اگر باندی دو شخصوں میں مشترک  
ہو اس کے نطفہ قرار پایا پھر ایک نے اپنا حصہ دوسرے شریک کے ہاتھ فروخت کیا پھر چھ مہینے سے کم میں وہ بچہ جنمی اور خسری نے اس کا  
دعویٰ کیا تو نسب اس سے ثابت ہو جائیگا اور بیع باطل ہوگی اور شن واپس لے لیگا اور بالغ کو اس کا حصہ قیمت و عقرو دے گا  
اسی طرح اگر بالغ نے اس کا دعویٰ کیا ہو تو بھی ایسے ہی احکام جاری ہونگے کذا فی الحکاموی اور اگر دونوں نے دعویٰ کیا  
تو دونوں کا بیٹا قرار پائیگا کذا فی المحيط

### پانچویں فصل

غیر قابض و قابض کے اور دو غیر قابضوں کی دعوت نسب کے بیان میں ایک بچہ نایاب جو بوقت انہیں ہے  
ایک شخص کے قبضہ میں ہے وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میرا بیٹا ہے تو استحساناً اس سے نسب ثابت ہوگا بشرطیکہ اپنی ذات سے تعبیر نہ کر سکے ہو  
اور اگر دوسرے نے دعویٰ کیا کہ میرا بیٹا ہے تو نسب ثابت ہوگا خواہ قابض تصدیق کرے یا نکرہ کرے اور یہ تحسان ہے قیاساً  
ثبات ہوگا اور اگر اس پر قابض اور دوسرے شخص نے دعویٰ کیا تو قابض اولیٰ ہو اور اگر کسی نے دعوت میں سبق کی تو سابق اولیٰ  
ہے یہ محیط خسری میں ہے امام محمد نے کتاب الما صل میں فرمایا کہ اگر ایک آزاد مسلمان کے قبضہ میں ایک طفل ہے وہ دعویٰ کرتا ہے  
کہ یہ میرا بیٹا ہے پھر ایک آزاد مسلمان یا ذمی یا غلام آیا اور گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور قابض کے پاس نسب کے گواہ نہیں  
ہیں تو مدعی کی ڈگری ہو جائیگی اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ بچہ ان صورتوں میں آزاد ہوگا اور شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا کہ  
سوائے غلام کی صورت کے سب صورتوں میں آزاد ہوگا اور یہی اشیاء کذا فی المحيط۔ غیر قابض و قابض دونوں نے بیٹے ہونے  
کے گواہ قائم کیے تو قابض اولیٰ ہے یہ محیط خسری میں ہے اور اگر ہر ایک قابض و غیر قابض نے گواہ دیے کہ یہ بچہ میری اس  
عورت سے میرا بیٹا ہے تو قابض کے نسب کی ڈگری ہوگی اسی عورت سے اگرچہ یہ عورت اس سے انکار کرتی ہو۔ اسی طرح  
اگر عورت مدعی ہو اور باپ منکر ہو تو بھی ایسا ہی ہوگا کذا فی المحيط۔ اگر ایک بچہ کسی شخص کے قبضہ میں ہو اس پر ایک شخص نے  
گواہ دیے کہ میرا بیٹا ہے میری اس باندی سے چھ مہینے سے زیادہ ہوتا ہے کہ پیدا ہوا ہے اور قابض نے گواہ دیے کہ میرا بیٹا ہے میری  
اس باندی سے ایک سال ہوا کہ پیدا ہوا ہے اور بچہ کے سن میں اشکال ہے تو قابض کی گواہی قبول ہوگی یہ محیط میں ہے۔  
جو جو رخصتم ملوک میں اور دونوں کے قبضہ میں ایک طفل ہے دونوں گواہ قائم کرتے ہیں کہ یہ ان کا بیٹا ہے اور ایک آزاد  
ذمی یا مسلمان نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری اس آزادہ عورت سے میرا بیٹا ہے تو آزاد کی ڈگری ہوگی یہ محیط خسری میں ہے  
اگر ایک بچہ ایک شخص کے قبضہ میں ہو اس پر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہے میری اس عورت سے ہے اور یہ دونوں  
آزاد ہیں اور قابض نے گواہ دیے کہ میرا بیٹا ہے اور اس کی مان کی طرف منسوب نہ کیا تو مدعی کی ڈگری ہوگی اسی طرح

طحاوی مال و بیوت میں مذکور ہے کہ واجب ہوگا ۱۱

اگر مان مدعی ہو تو بھی ایسا ہی ہے یہ مبسوط میں ہے۔ ایک بچہ ذمی کے قبضہ میں ہے اس پر ایک مسلمان نے مسلمانوں یا ذمیوں میں سے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہے میرے فراش سے پیدا ہوا ہے اور ذمی نے بھی ایسے دعویٰ پر ذمی گواہ پیش کیے تو مسلم کی ڈگری ہوگی اور اگر ذمی کے گواہ مسلمان ہوں تو اسی کی ڈگری ہوگی یہ محیط ہنسی میں ہے۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ایک باندی کے دو بیٹے ہیں وہ باندی سے ایک بچہ کے ایک شخص زید کے قبضہ میں ہے اور دوسرا بچہ عمرو کے قبضہ میں ہے پس ہر ایک نے دونوں میں سے دعویٰ کیا کہ باندی میری ہے اور دونوں بیٹے میرے ہیں میری اسی باندی سے پیدا ہوئے ہیں تو جس شخص کے قبضہ میں باندی ہے اسی کے نام باندی اور دونوں بچوں کی ڈگری ہوگی خواہ دونوں بچے ایک ہی بیٹ سے پیدا ہوئے ہوں یا مختلف پیدا ہوئے ہوں۔ اور اگر ہر ایک نے باندی کا مع فقط اُس بچہ کے جو اُس کے قبضہ میں ہے دعویٰ کیا پس اگر دونوں بچے ایک ہی بیٹ سے پیدا ہوئے تو یہ صورت اور پہلی دونوں یکساں ہیں اور اگر دو بیٹوں سے پیدا ہوئے ہیں پس اگر بڑا چھوٹا نہ معلوم ہو تو قابض کے نام باندی کی اور ہر ایک کے نام اُس کے مقبوضہ بچہ کی ڈگری ہوگی اور اگر چھوٹا بڑا معلوم ہو تاہو اور بڑا قابض باندی کے قبضہ میں ہو تو اُس کے نام باندی اور بڑے بچہ کی ڈگری ہوگی اور چھوٹے کی نہوگی اور اگر بڑا غیر قابض باندی کے قبضہ میں ہو تو ہر ایک کے نام اُس کے مقبوضہ بچہ کی ڈگری ہوگی اور کتاب میں مذکور ہے کہ باندی کی ڈگری بڑے بچہ کے قابض کے نام ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک غلام و باندی ایک شخص کے قبضہ میں ہے ایک دوسرے شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ باندی میری ہے میرے فراش پر مجھے اسکے یہ بچہ پیدا ہوا ہے اور قابض نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری باندی ہے یہ بچہ میرے فراش پر اس سے پیدا ہوا ہے تو قابض کے گواہ مقبول ہونگے اور یہ حکم اُس وقت ہے کہ یہ غلام نابالغ ہو یا بالغ ہو مگر قابض کی تصدیق کرتا ہو اور اگر بالغ ہو اور مدعی کی تصدیق کرتا ہو تو مدعی کے نام غلام و باندی کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط باب الاولاء و الشہادۃ میں ہے۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ آزاد عورت کے ایک لڑکے کا ہو اور دونوں کسی مرد کے قبضہ میں ہیں اور دوسرے مرد نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس سے نکاح کیا اور اسکے میرے فراش پر یہ بچہ اس سے پیدا ہوا ہے اور قابض نے اسکے مثل گواہ قائم کیے تو بچہ کی ڈگری قابض کے نام ہوگی خواہ لڑکے نے قابض کے بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا مدعی خایج کے بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ اور اگر قابض ذمی ہو اور اسکے گواہ مسلمان ہوں اور مدعی مسلمان اور اسکے گواہ مسلمان ہوں اور عورت بھی ذمی ہو تو عورت و بچہ کی ڈگری قابض کے نام ہوگی اور اگر عورت مسلمان ہو تو مدعی کی ڈگری ہوگی خواہ قابض کے گواہ مسلمان ہوں یا ذمی ہوں کذا فی محیط اور اگر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس سے فلان وقت نکاح کیا ہے اور قابض کے گواہ ہوں نے اس سے پیچھے وقت نکاح کی گواہی دی تو مدعی کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط میں ہے اگر قابض نے گواہ قائم کیے کہ یہ عورت میری جو رہی میں نے اس سے نکاح کیا ہے اور مجھ سے میرے فراش پر اسکے یہ بچہ پیدا ہوا ہے اور دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری باندی ہے میرے فراش پر اسکے یہ غلام میری ملک میں پیدا ہوا ہے تو بچہ کی ڈگری شوہر کے نام اور باندی کی ملک کی ڈگری مدعی کے نام ہوگی اور بچہ اور باندی دونوں مدعی کی ملک تھے مگر بچہ باقرار مدعی آزاد ہو گا اور باندی بھی اُس کے اقرار سے اس کی اُم ولد ہو جائیگی لیکن اگر مدعی کے گواہ ہوں نے یہ گواہی دی کہ اس باندی نے اس کو دھوکا دیا اور اپنے آپ کو آزاد کرنا نکاح کیا ہے تو اس وقت بچہ البتہ بقیعت آزاد ہو گا یہ محیط میں ہے

اگر ایک شخص کے قبضہ میں ایک باندی ہو اور اس کے ایک بچہ ہو اور دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرے باپ کی باندی ہے اسی کے فراش سے یہ بچہ اس باندی کے پیدا ہوا ہو اور باپ مدعی کا مہر چکا ہے اور دوسرے گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ اسی قابض کی باندی ہے اسی کی ملک و فراش پر یہ بچہ جنم ہوا اور وہ اس کا بیٹا ہے تو غیر قابض کے باپ میت کا بیٹا ہونے کی ڈگری ہوگی اور باندی آزاد کا بیٹا نہیں اور اس کی ولادت میت کو ہو چکی اور قابض کے نام اس میں سے کچھ ڈگری نہ ہوگی کذا فی الاحادیث اگر یہ کسی شخص کے قبضہ میں ہو اور اس پر ایک عورت نے گواہ قائم کیے کہ میرا بچہ ہے تو اس کے نسب سے ہونے کا حکم ہو جائیگا اور اگر قابض اس کا مدعی ہو تو یہ حکم ہوگا اور اگر عورت نے صرت ایک عورت کو گواہ قائم کی کہ یہ بچہ اس مدعیہ کے بیٹ سے پیدا ہوا ہے پس اگر قابض مدعی کرتا ہے کہ یہ میرا بیٹا یا غلام ہے تو عورت کے نام کچھ ڈگری ہوگی اور اگر کچھ دعویٰ نہیں کرتا ہے تو عورت کے نام صرت ایک عورت کی گواہی ہو جائیگی اور یہ تہسان ہے یہ مبسوط میں ہے ایک بچہ ایک عورت کے قبضہ میں ہے اور دوسری عورت نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بچہ ہے اور اس پر گواہ ایک عورت قائم کی اور قابض نے بھی اسی دعویٰ پر ایک عورت گواہ دی تو قابض کی ڈگری ہوگی اور اگر ہر ایک کے واسطے دو مردوں نے گواہی دی تو قابض کی ڈگری ہوگی اور اگر قابض کی ایک عورت نے اور مدعیہ غیر قابض کی دو مردوں نے گواہی دی تو مدعیہ کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک لڑکا ایک شخص کے قبضہ میں ہو وہ کچھ دعویٰ نہیں کرتا پس ایک عورت نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہے میں نے اس کو جنا ہے اور ایک مرد نے گواہ قائم کیے کہ میرا بیٹا ہے میرے فراش سے پیدا ہوا ہے اور اس کی مان کا نام نہ لیا تو اس مرد مدعی اور عورت مدعیہ کے نسب سے قرار دیا جائیگا اسی طرح اگر عورت کے قبضہ میں ہو تو بھی اسی حکم ہوگا اور دونوں میں فراش کا حکم بالا اقتضاء ہے کذا فی المبسوط۔ امام عظیم رحمہ نے فرمایا کہ دو غیر قابض مدعیوں میں ہر ایک نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہے میرے فراش پر میری اس عورت سے پیدا ہوا ہو تو وہ دونوں مردوں اور دونوں عورتوں کے نسب سے قرار دیا جائیگا اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ فقط دونوں مردوں کے نسب سے قرار دیا جائیگا یہ محیط خسر میں ہے۔ امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک بچہ ایک شخص کے قبضہ میں ہو و شخص آئے اور ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور دونوں نے گواہ دیے کہ یہ میرا بیٹا ہے تو دونوں کے نسب سے ہونے کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک فریق گواہ نے دوسرے سے پہلے وقت بیان کیا تو لڑکے کا سبب دیکھا جائیگا پس اگر ایک کے وقت سے موافقت رکھتا ہو دوسرے سے مخالف ہو تو موافق کے نام ڈگری ہوگی اور اگر ایک کے وقت سے یقیناً مخالف ہو اور دوسرے کے وقت سے اشکال و شبہ ہو تو مشتبہ کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں کے وقت میں شبہ ہو مثلاً ایک فریق نے نو برس دوسرے نے دس برس بیان کیے اور سن دونوں کو متعلق ہو تو صاحبین کے نزدیک وقت کا اعتبار ساقط اور دونوں کے نام ڈگری ہوگی یہ روایات متفق ہیں اور مسئلہ لائے حلوئی نے شرح میں ذکر کیا کہ امام عظیم رحمہم اللہ تعالیٰ سے عام روایات میں مذکور ہے کہ دونوں کی ڈگری ہوگی اور یہی صحیح ہے۔ یہ محیط میں ہے ایک لقیط پر دو شخصوں نے دعویٰ کیا ایک نے گواہ دیے کہ میرا بیٹا ہے اور دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری بیٹی ہے پھر چودھ دیکھا تو وہ خنثی نکلا پس اگر مردوں کے پیشاب کے سوراخ سے پیشاب کرتا ہو تو وہ لڑکے کے مدعی کا ہے اور اگر عورتوں کے سوراخ سے پیشاب کرتا ہو تو بیٹی کے مدعی کا ہے اور اگر دونوں وراخ سے پیشاب کیا تو جس سوراخ سے پہلے

لے فقہیہ دونوں گواہوں کا ہونا اصل حکم فقہاء ہونا مسلمہ و دونوں کے نام لینے دونوں کا بیٹا قرار دیا جائیگا ۱۱

نکلا اسی کے مدعی کا ہوگا اور اگر دونوں سے ایک ساتھ پیشاب کیا اور کوئی انکے پیچھے نہ ہو تو امام عظیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے علم نہیں پس دونوں میں کیا حکم کیا جاوے اور صاحبین نے فرمایا کہ جس سے زیادہ پیشاب خارج ہو اس کے مدعی کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں سے برابر نکلا تو بالاتفاق مشکل ہو اور مشتبہ ہے یہ شرح منظومہ میں ہے اگر مسلمان غلام نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے میرے فراش سے اس باندی سے پیدا ہوا ہے اور ایک ذمی نے دعویٰ کیا کہ میرا بیٹا ہے میری اس عورت سے میرے فراش سے پیدا ہوا ہے تو آزاد ذمی کے نام حکم ہوگا یہ مبسوط میں ہے ایک لڑکا ایک شخص کے قبضہ میں ہے اسکے نسب کا دو غیر قابضوں نے ایک مسلمان اور ایک ذمی نے دعویٰ کیا اور ہر ایک نے مسلمان گواہوں سے اس امر کے قائم کیے کہ میرا بیٹا ہے تو مسلمان کے نسب کی ڈگری ہوگی اور بسبب سلام کے ہنگو ذمی پر ترجیح دی جائیگی یہ محیط میں ہے اور اگر یہودی و نصرانی و مجوسی میں ہر ایک نے اس امر کے گواہ دیے تو یہودی و نصرانی کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔ ایک لڑکا ایک شخص کے قبضہ میں ہے اس پر ایک آزاد مسلمان نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے میری اس عورت سے پیدا ہوا ہے اور غلام یا مکاتب نے بھی ایسا ہی دعویٰ کیا تو آزاد مسلمان کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک غلام نے دعویٰ کیا کہ میرا بیٹا ہے میری اس باندی سے میرے فراش سے پیدا ہوا ہے اور دوسرے مکاتب نے اس پر دعویٰ کیا کہ میری اس مکاتب سے پیدا ہوا ہے تو مکاتب کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہے

### چھٹی فصل

جو مرد مرد کے دعویٰ کرنے کے بیان میں درحالیہ کہ بچہ دونوں یا ایک کے قبضہ میں ہو۔ اگر لڑکا ایک مرد اور ایک عورت کے قبضہ میں ہو پس مرد نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اس عورت کے سوا دوسری سے ہے اور عورت نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اس مرد کے سوا دوسرے سے ہے تو وہ لڑکا دونوں کا شمار کیا جائیگا یہ ہر وقت ہو کہ محلج دونوں میں ظاہر ہو اور اگر ظاہر نہ ہو تو دونوں میں محلج کا حکم ہو جائیگا کذا فی شرح الطحاوی اور اگر بچہ شوہر کے ہاتھ میں ہو اسے کہا کہ یہ میرا بیٹا دوسری عورت سے ہے اور جو روئے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھ سے ہے تو شوہر کا قول مقبول ہوگا اور اگر عورت کے قبضہ میں ہو اسے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھ سے ہے پہلے میرے شوہر کا ہے اور شوہر نے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھ سے ہے تو بھی شوہر کا قول مقبول ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر شوہر نے پہلے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اس عورت کے سوا دوسری میری عورت سے ہے اور وہ اسکے قبضہ میں ہے تو دوسری عورت سے نسب ثابت ہو جائیگا پھر اسکے بعد اگر اس عورت نے دعویٰ کیا تو ان دونوں سے ثابت نسب نہ ہوگا اور اگر پہلے عورت نے دعویٰ کیا کہ یہ بچہ میرا بیٹا ہے اس مرد کے سوا دوسرے سے ہے اور بچہ دونوں کے قبضہ میں ہے پھر اسکے بعد مرد نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اس عورت کے سوا دوسری سے ہے پس اگر دونوں میں محلج ظاہر ہو تو دونوں کا قول مقبول ہوگا اور دونوں کا بیٹا قرار دیا جائیگا اور اگر دونوں میں محلج ظاہر نہ ہو تو عورت کا قول مقبول ہوگا اور اسی سے نسبت بنت ہوگا جبکہ مرد نے عورت کی تصدیق کی اور یہ اس وقت ہو کہ بچہ اپنی ذات سے تعبیر نہیں کر سکتا ہے اور اگر تعبیر کر سکتا ہے اور وہ ان کوئی رقیہ ظاہر نہیں ہوتی ہے تو بچہ کا قول معتبر ہوگا جسکی اسے تصدیق کی اسی سے اس کا نسب سکی تصدیق سے ثابت ہوگا یہ سراج الوہاج میں ہے عورت نے اپنے شوہر پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور بچہ عورت کے پاس ہے اور ایک عورت نے ولادت کی گواہی دی اور شوہر نے جو روئی تکذیب کی تو امام محمد رحمہ اللہ

سلطنت محلج کا ہونا ضروری ہے کہ ظاہر ہو کہ محلج میں ان کا اتفاق اور دونوں میں ان کا محلج ہوگا ورنہ اگر اس میں اختلاف ہوگا

نے فرمایا کہ جب عورت کو لازم ہوا تو مرد کو بھی لازم ہوا یہ وجہ زکوری میں ہے۔ ایک عورت کا شوہر موجود ہے اسے ایک لڑکے کا  
 ادعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا اس شوہر سے ہے اور شوہر نے تکذیب کی تو دعوت صحیح نہیں ہے جب تک کہ ایک عورت گواہی نہ دے  
 کہ یہ عورت اسکو جنی ہے اور اگر عورت معتدہ ہو اور شوہر پر نسب کا دعوی کیا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک پوری حجت کی  
 ضرورت ہے اور اگر معتدہ و منکوحہ نہ ہو تو نسب بدون حجت کے ثابت نہ ہوگا اور اگر شوہر نے انکی تصدیق کی تو دونوں کا بیٹا قرار  
 پائے گا اگر کسی عورت نے ولادت کی گواہی نہ دی ہو یہ شرح جامع صغیر صدر الشہید میں ہے۔ اگر شوہر کچھ کا مدعی ہے اور عورت  
 نے انکی تکذیب کی اور ایک عورت نے ولادت کی گواہی دی تو شوہر کی تصدیق نہ کی جائے گی اور جنائی کی گواہی سے اسی وقت  
 ثبوت ہوتا ہے جب عورت ولادت کی مدعیہ ہو یہ وجہ زکوری میں ہے۔ ایک لڑکا ایک مرد و عورت کے قبضہ میں ہے عورت  
 نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا اسی مرد سے ہے اور مرد نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا دوسری عورت سے ہے تو وہ مرد کا بیٹا قرار پائے گا  
 نہ عورت کا۔ اور اگر کسی عورت نے اگر عورت کی طرف سے ولادت کی گواہی دی تو لڑکا مرد کی طرف سے عورت کا ہوگا  
 اور اس گواہی سے وہ عورت انکی زوجہ ہوگی اور اگر لڑکا مرد کے قبضہ میں ہو نہ عورت کے اور عورت انکی ازادہ ہوگی اور  
 باقی مسئلہ بحال ہے پھر ایک عورت نے ولادت کی گواہی دی تو یہ لڑکا عورت کا اس مرد سے قرار نہ دیا جائے گا اور مرد کا بیٹا قرار دیا  
 جائے گا محیط خضریٰ میں ہے۔ اگر مرد و عورت حترہ نے ایک لڑکے کی نسبت جو دونوں میں سے ایک کے قبضہ میں ہے باہم ایک  
 دوسرے کی تصدیق کی کہ یہ ہمارا بیٹا ہے پس وہ دونوں کا بیٹا ہے اور عورت مرد کی جو رہی پس اگر عورت اپنا ازاد ہونا نہیں  
 جانتی ہے اور کہتی ہے کہ میں تیری ام ولد ہوں اور یہ میرا بیٹا ہے تجھے پیدا ہے اور مرد نے کہا کہ نہیں اور تو میری جو رہے تو وہ  
 دونوں کا بیٹا ہے لیکن عورت نے رفق کا اقرار کیا اور مرد نے انکی اس امر کی تکذیب کی پس عورت کی رقیقت ثابت نہ ہوتی  
 اور مرد نے اس سے نکاح کا دعوی کیا مگر عورت نے انکی تکذیب کی پس دونوں میں نکاح نہ قرار پایا اسی طرح اگر عورت نے  
 دعوی کیا کہ میں انکی جو رہی ہوں اور مرد نے کہا کہ یہ میری ام ولد ہے تو یہ صورت اور صورت اول دونوں یکساں ہیں یہ  
 بمسوط میں ہے۔ اگر مرد نے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھے نکاح جائز سے پیدا ہے اور عورت نے کہا کہ یہ بیٹا میرا تجھے نکاح فاسد  
 سے ہے تو یہ دونوں کا بیٹا ہے۔ اسی طرح اگر عورت نے مرد سے کہا کہ یہ میرا بیٹا نکاح جائز سے تجھے پیدا ہے اور مرد نے کہا کہ  
 میرا بیٹا تجھے نکاح فاسد سے پیدا ہے تو دونوں کا بیٹا قرار پائے گا اور مدعی جواز کا قول مقبول ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور  
 اگر شوہر نے فساد نکاح کا دعوی کیا تو اس سے وجہ فساد دریافت کی جائے گی اور دونوں میں جدائی کر دی جائے گی اور  
 یہ تفریق حق مہر و نفقہ میں تفریق بطلاق ہوگی حتیٰ کہ اس کے ذمہ مہر و نفقہ لازم ہوگا اور اگر عورت مدعی فساد ہو تو تفریق  
 نہ کی جائے گی یہ محیط خضریٰ میں ہے۔

اور اگر عورت کی گواہی ہو

**فصل ساتویں**۔ غیر کی باندی کے بچہ کا حکم نکاح دعوی کرنے کے بیان میں ایک شخص کے قبضہ میں ایک باندی ہے  
 اس سے اسکا ایک لڑکا ہے پس گواہ قائم کیے کہ یہ باندی زید کی ہے تجھے اسے نکاح کیا ہے پھر تجھے یہ بچہ جنی اور زید نے گواہ  
 قائم کیے کہ جو باندی اسکے قبضہ میں ہے اسے میرے ساتھ نکاح کر دیا ہے اور مجھ سے اسکے یہ ایک دوسرا بیٹا ہے تو ہر ایک کے  
 واسطے اسکے مقبوضہ بیٹے کی ڈگری ہوگی اور قابض کے ہاتھ میں باندی متوقف رکھی جائے گی کوئی اس سے وطی نہیں کر سکتا



اور دونوں میں سے اگر کوئی مر گیا تو آزاد ہو جائیگی یہ محیط خشری میں ہے ایک باندی مع بچہ کے دوسرے کے قبضہ میں ہی پس اسپر ایک مرد نے دعویٰ کیا کہ قابض نے میرے ساتھ اسکا نکاح کر دیا اور اولاد ہوئی اور قابض نے دعویٰ کیا کہ یہ باندی مدعی کے قبضہ میں تھی اُس نے میرے ساتھ نکاح کر دیا اور اولاد میری ہے تو بچہ کا نسب دونوں سے ثابت ہوگا اور آزاد ہوگا اور باندی کا حکم متوقف رہیگا دونوں میں سے کوئی اُس سے وطی نہ کرے گا اور حیب کوئی مر گیا تو باندی آزاد ہو جائیگی یہ تاتار خانیہ میں خزانہ سے منقول ہے۔ اگر زید کے قبضہ میں ایک باندی ہے اور اُسی کے قبضہ میں اسکا بچہ ہو اور عمر ملے دعویٰ کیا کہ زید یعنی مالک کی بلا اجازت اس باندی نے مجھ سے نکاح کیا اور میرے فرس سے اُس کے یہ بچہ ہیں جو زید کے قبضہ میں چھ مہینے بعد پیدا ہوا ہے اور اسپر گواہ قائم کیے اور مالک نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہے میرے فرس پر میری اسی باندی سے پیدا ہوا ہے تو بیٹے کی ڈگری شوہر کے نام اور اُس سے اُسکا نسب ثابت اور مالک کے اقرار سے آزاد ہوگا اور باندی بمنزلہ ام ولد کے قرار دی جائیگی کہ مالک کے مرنے پر آزاد ہوگی لکن ای کا وہی ایک باندی ایک شخص کے قبضہ میں ہے اُس کے بچہ پیدا ہوا اور اُسکا قابض نے دعویٰ کیا پھر ایک دوسرے شخص سے کہا کہ یہ تیری باندی ہے تو نے میرے ساتھ اسکا نکاح کر دیا تھا اور دوسرے نے اسکی تصدیق کی اور اصل میں ثبوت اتھین ہوتا ہے کہ یہ باندی دوسرے کی تھی تو بچہ آزاد اور قابض سے اُسکا نسب ثابت اور باندی اُسی ام ولد قرار دی جائیگی و لیکن مقررہ کو باندی کی قیمت دیگا اور اگر اصل میں معلوم ہوتا ہے کہ مقررہ کی باندی تھی تو قابض سے نسب ثابت اور بچہ و باندی دونوں مقررہ کے ملوک ہونگے اور اگر اصل میں مقررہ کی باندی ہوتا معلوم ہوا و لیکن مقررہ نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ اسکو فروخت کر دیا ہے اور قابض نے کہا کہ تو نے میرے ساتھ نکاح کر دیا ہے پھر میرا ہی تو قابض باندی کی قیمت اسکو دیگا اور عقر نہ دیگا اسی طرح اگر قابض نے کہا کہ یہ باندی تو نے میرے ہاتھ فروخت کر دی اور مقررہ نے کہا کہ نہیں بلکہ تیرے نکاح میں دی تو یہ صورت و صورت اولیٰ کیساں میں اور اگر اصل میں معلوم ہو کہ یہ باندی مقررہ کی تھی تو مقررہ سب صورت میں بچہ و باندی کو اپنی ملک میں لے لیگا سوائے ایک صورت کے کہ جب مقررہ نے اقرار کر دیا کہ میں نے اسکو تیرے ہاتھ فروخت کر دیا ہے تو مقررہ باندی کو نہیں لے سکتا ہے اور نہ قابض اسکو قیمت دیگا و لیکن قابض پر عقر واجب ہے گا اور باندی بمنزلہ ام ولد کے موقوف رہیگی یہ مبوط میں ہے امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ زید نے عمرو کی مقبوضہ باندی پر دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے نکاح کیا ہے اور مجھے یہ بچہ اسکے پیدا ہوا ہے اور عمرو نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا اور یہ بچہ تجھے ہے تو امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بچہ مستولہ کے نسب سے ثابت و نسب ہوگا اور آزاد ہوگا اور باندی اُسی ام ولد ہو جائیگی اور موقوف رہیگی کہ کسی کی خدمت نہ کرے گی نہ اور کوئی اُس سے وطی کر سکتا ہے اور شوہر پر ادا سے شن کے واسطے مہر واجب ہوگا اور اگر مستولہ نے خرید کا دعویٰ کیا اور مولیٰ نے اُس کے ساتھ نکاح کر دینے کا اور باقی مسئلہ بحال ہے تو بچہ ثابت و نسب اور باندی مع بچہ کے مولیٰ کے دونوں ملوک ہونگے اور مستولہ کو اُس سے وطی حلال نہیں ہے اور مولیٰ کو حلال ہے یہ محیط میں ہے

**فصل**۔ ولد الزنا اور جو اُس کے حکم میں ہو اُسکی دعوت نسب کے بیان میں۔ اگر کسی نے کسی عورت سے زنا کیا اور اُس کے بچہ پیدا ہوا اور زانی نے اسکا دعویٰ کیا تو نسب ثابت ہوگا و لیکن عورت سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اسی طرح اگر کسی نے

لے وہ شخص جس نے باندی کے اولاد ہونے کا دعویٰ کیا ہے



ایک بچہ غلام پر جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا کہ یہ زنا سے میرا بیٹا ہے تو اس سے نسب ثابت نہوگا خواہ مالک نے اسکی تکذیب کی یا تصدیق کی ہو اور اگر مدعی اس بچہ کا کسی سبب سے مالک ہو جاوے تو اسکے پاس سے آزاد ہو جائیگا اور اگر اسکی مان کا مالک ہو تو وہ اسکی ام ولد نہوگی یہ بدائش میں ہے۔ اسی طرح اگر مدعی نے کہا کہ یہ فحور سے میرا بیٹا ہے یا میں نے عورت سے فحور کیا پس وہ یہ بچہ جتنی ہے یا بدون رشہ کہ یہ میرا بچہ ہے تو بھی یہی حکم ہے اسی طرح اگر ایسا بچہ مدعی کے باپ یا مامون یا کسی ذی رحم محرم کے نسب سے ہو تو مدعی سے اسکا نسب ثابت نہوگا جبکہ اسے کدیا ہو کہ یہ غلام ہے اور ان لوگوں کے مالک ہونے سے یہ بچہ اسکے پاس سے آزاد نہو جائیگا اور یہ صورت بخلاف اس صورت کے ہے کہ اگر یہ بچہ مدعی کے بیٹے کا ہو تو مدعی سے اسکا نسب ثابت ہوگا اگرچہ مدعی کا بیٹا کتا ہو کہ یہ زنا سے ہے کذا فی المخطط۔ اگر مدعی نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے حالانکہ یہ باپ نہیں ہے اور نہ کہا کہ زنا سے ہے بچہ اسکا مالک ہو تو نسب ثابت ہوگا اور آزاد ہو جائیگا اسی طرح اگر کہا کہ یہ میرا بیٹا نکاح فاسد یا خرید فاسد سے ہے یا شہمہ کا دعویٰ کیا یا کہا کہ یہ باندی میں اسکے مالک کے پاس لیئے جاتا تھا یعنی راستہ میں میرے جملع سے یہ بچہ ہوا ہے اور مولیٰ نے اسکی تکذیب کی تو جیتک دوسرے کا غلام ہے نسب ثابت نہوگا اور جب مدعی اسکا مالک ہو تو نسب ثابت ہوگا آزاد ہو جائیگا اور اگر باندی کا مالک ہو تو اسکی ام ولد ہو جائیگی یہ حاوی میں ہے۔ ایک مرد نے اقرار کیا کہ میں نے آزاد عورت سے زنا کیا اس سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے اور عورت نے اسکی تصدیق کی تو نسب دونوں میں کسی سے ثابت نہوگا و لیکن دائی نے اگر ولادت کی گواہی لادی تو عورت سے ثابت ہوگا مرد سے ثابت نہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر مرد نے کسی عورت حرمہ یا مملوکہ سے زنا کا اقرار کیا اور کہا کہ یہ بیٹا میرا اس سے زنا سے ہے اور عورت نے نکاح فاسد یا جائز کا دعویٰ کیا تو نسب مرد سے ثابت نہوگا اگرچہ بچہ کا مالک ہو جائے و لیکن قتل مالک ہونے کے آزاد ہو جائیگا اور مرد پر حد جاری نہوگی و لیکن عقر اسکو دنیا پر لگا اسی طرح اگر عورت نے ایک گواہ نام کیا تو بھی مرد سے نسب ثابت نہوگا اگرچہ گواہ عادل ہو اور مرد پر عقر واجب ہوگا اور عورت پر عدت دونوں صورتوں میں لازم ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر ایک عورت کے مقبوضہ لڑکے پر دعویٰ کیا کہ یہ زنا سے میرا بیٹا ہے اور عورت نے کہا کہ نکاح سے ہے تو نسب ثابت نہوگا پھر اگر اسے بعد کہا کہ نکاح سے ہے تو ثابت ہو جائیگا اسی طرح اگر عورت نے زنا سے اور مرد نے نکاح سے دعویٰ کیا تو نسب نہ ثابت ہوگا پھر اگر عورت نے تصدیق مرد کی طرف خود کیا تو مرد سے نسب ثابت ہو جائیگا کذا فی الحاوی۔ اگر مرد نے نکاح کا اور عورت نے زنا کا دعویٰ کیا پس اگر لڑکا مرد کے پاس ہے تو نسب مرد سے ثابت ہو جائیگا اور اگر عورت کے پاس ہے تو مرد سے ثابت نہوگا اور اگر مرد اسکا مالک ہو تو نسب ثابت ہوگا اور اگر اسکی مان کا مالک ہو تو اسکی ام ولد ہو جائیگی اور مرد پر حد جاری نہوگی عقر واجب ہوگا اور عورت پر عدت واجب ہوگی یہ محیط خسی میں ہے۔ اگر مرد نے ایک گواہ نکاح پر پیش کیا تو مرد سے نسب ثابت نہوگا جبکہ بچہ عورت کے پاس ہو اسی طرح اگر دو گواہ پیش کیے مگر انکی تبدیل ہوئی یا دونوں حدود القذف یا اندھے تھے تو نسب ثابت نہوگا و لیکن مرد و عورت واجب ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی شخص کی جو رو اسکے فراش پر بچہ جتنی پس شوہر نے کہا کہ میں نے اس سے زنا کیا اور مجھ سے یہ بچہ اسکی پیدا ہوا ہے اور عورت نے اسکی تصدیق کی تو مرد سے نسب اسکا ثابت ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر کسی شخص کی جو رو اسے فراش سے لڑکا

ہوا شوہر نے کہا کہ تجھے فلان شخص نے زنا کیا اور یہ بچہ اسی کا ہو اور عورت نے تصدیق کی اور فلان شخص نے بھی اسکا اقرار کیا تو بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہو یہ مبسوط میں ہے

**نویں فصل مالک کی اپنی باندی کے بچہ کے دعویٰ نسب کے بیان میں** امام محمدؒ نے فرمایا اگر مرد نے اپنی باندی اپنے غلام سے بیاہ دی پھر چھ مہینے یا زیادہ کے بعد اُسکے بچہ ہو تو شوہر کا بچہ ہوگا اور اگر شوہر نے اسکی نفی کی تو اُسکے نفی کرنے سے نفی ہوگی پس اگر مولیٰ نے دعویٰ کیا کہ میرا بیٹا ہے تو دعوت صحیح نہیں ہے اور نہ اُس سے نسب ثابت ہوگا ولیکن اُسکے اقرار کی وجہ سے بچہ آزاد ہو جائیگا اور باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور اگر اسی صورت مسئلہ میں مولیٰ نے کہا کہ یہ بچہ اسی باندی سے زنا سے میرا بیٹا ہے تو باندی اسکی ام ولد ہوگی اور اگر نکاح کے وقت سے چھ مہینے سے پہلے باندی کے بچہ ہو تو اُسکے شوہر سے نسب ثابت ہوگا پھر اگر مولیٰ نے اُسکے نسب کا دعویٰ کیا تو اُس سے نسب ثابت ہو جائیگا اور نکاح فاسد ہو گیا حکم دیا جائیگا یہ محیط میں ہے اور اگر اپنی باندی کو دوسرے کے غلام سے باجارت اُسکے مالک کے یا کسی آزاد سے بیاہ دیا اور چھ مہینے یا زیادہ میں اُسکے بچہ ہو تو مولیٰ کے دعویٰ سے اُسکا نسب مولیٰ سے ثابت ہوگا خواہ شوہر کی تصدیق کرے یا تکذیب کرے ولیکن مولیٰ کے اقرار کی وجہ سے آزاد ہو جائیگا اگرچہ ثبوت نسب نہیں ہے اور باندی بمنزلہ اسکی ام ولد کے ہوگی اور نسب شوہر سے ثابت ہوگا یہ مبسوط میں ہے اور آیا فساد نکاح کا حکم دیا جائیگا یا نہیں پس در صورتیکہ شوہر نے تکذیب کی تو شک نہیں کہ فساد نکاح کا حکم نہ دیا جائیگا ولیکن تصدیق کی صورت میں بعض شایع نے فرمایا کہ حکم فساد دیا جائیگا اور بعض نے کہا کہ نہ دیا جائیگا مگر جبکہ شوہر نے یوں اقرار کیا ہو کہ یہ بچہ مولیٰ کا ہے باندی نکاح سے پہلے اُس سے حاملہ ہو گئی تھی تو فساد نکاح کا حکم ہوگا اگر زید نے اپنی باندی عمرو کے ساتھ بیاہ دی پھر اُسکو فروخت کیا پھر وقت نکاح سے چھ مہینے یا زیادہ میں یا وقت بیع سے چھ مہینے سے کم میں اُسکے بچہ ہو پس مولیٰ نے اُسکا دعویٰ کیا تو حق نسب میں تصدیق نہ کی جائیگی اور نہ بچہ آزاد ہوگا اور نہ بیع ٹوٹے گی اور بچہ اپنی ماں کے خاوند کا بھائی ہوگا اور اگر خسر نے اُسکا دعویٰ کیا تو حق نسب میں دعوت صحیح نہیں ہے ولیکن آزاد ہو جائیگا اور باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی یہ محیط میں ہے اگر کسی کی باندی نے بلا اجازت مالک کے نکاح کر لیا پھر چھ مہینے میں بچہ جنی پس شوہر مولیٰ نے دعویٰ کیا تو شوہر کا بیٹا ہوگا اور مولیٰ کے دعویٰ سے آزاد ہو جائیگا اسی طرح کسی کی ام ولد نے بلا اجازت مالک کے نکاح کر لیا اور شوہر نے اُس سے وطی کی پھر چھ مہینے میں بچہ ہوا پھر دونوں نے اُسکا دعویٰ یا دونوں نے نفی یا ایک نے دعویٰ اور دوسرے نے نفی کی تو ہر حال میں شوہر کا بیٹا قرار دیا جائیگا یہ حاوی میں ہے ایک باندی کے مالک نے ایک بچہ کے نسب پر گواہ قائم کیے کہ یہ لوط کا میری باندی سے میرے فراش سے پیدا ہوا ہے اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ بدون اجازت مالک کے اُسے مجھ سے نکاح کیا ہے اور میرے فراش سے اسکے یہ بچہ ہوا ہے جو مالک کے قبضہ میں ہے تو شوہر کے نام بچہ کی ڈگری ہوگی اور مالک کے اقرار کی وجہ سے بچہ فی الحال آزاد ہو جائیگا اور اسکی ماں بعد موت مالک کے آزاد ہوگی یہ محیط خسر میں ہے امام محمدؒ نے ذکر فرمایا کہ ایک شخص کی باندی ہے اُسکے چند اولاد ہیں کہ انکو مختلف بیٹوں سے کئی باری جنی ہے حالانکہ اُسکا شوہر کوئی نہیں ہے پس مالک نے اپنی وصت میں فرمایا کہ نہیں سے ایک میرا بیٹا ہے پس جب تک مولیٰ زندہ ہے بیان کرتے پر مشورہ کر لیا جائیگا پھر اگر بیان کرنے سے پہلے مر گیا تو بالا جماع ثابت ہوگا حتیٰ کہ

کوئی زمین سے میت کا وارث نہیں ہو سکتا اور بالاجماع الاولاد یعنی باندی آزاد ہو جائیگی اور اولاد کی آزادی میں اختلاف ہے  
امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ ہر ایک مین سے تہائی آزاد ہوگا اور دوتہائی قیمت کے واسطے سعی کرینگے اور امام محمدؒ نے کہا کہ چھوٹا کل آزاد  
ہوگا اور درمیانی کا نصف آزاد اور نصف قیمت کے واسطے وہ سعایت کرے اور بڑے مین سے تہائی آزاد اور دوتہائی کی واسطے  
سعی کرے اور کتاب میں امام ابو یوسفؒ کا قول مذکور نہیں ہے اور فقیہ ابو احمد عیاضی امام ابو یوسفؒ سے روایت کرتے تھے  
کہ انھوں نے فرمایا کہ جسکی آزادی کا مجھے یقین ہوگا وہ پورا آزاد کر دے گا جیسا قول امام محمدؒ کا ہے اور زمین یقین نہ ہوگا زمین پر قول  
مختلف قول امام عظیمؒ کے ہے فعلی ہذا کے قول کے موافق چھوٹا بالکل آزاد اور درمیانی بڑے مین سے ہر ایک کا تہائی آزاد ہوگا  
کذا فی المحیط۔ اگر باندی نے بلا شوہر ایک بچہ جنا اور مولیٰ نے اسکا دعویٰ نہ کیا یا شک کہ بڑا ہو گیا اور مولیٰ کی کسی باندی  
سے اس کے ایک بچہ پیدا ہو گیا پھر مولیٰ نے کہا کہ ان دونوں مین ایک میری اولاد ہے یعنی میت یا میت کا بچہ پس  
علی الاختلاف چھوٹا اسفل کل آزاد ہو جائیگا اور اسکی مان ادھی قیمت کے واسطے سعی کرے گی اور تانی اسکی بھی ادھی قیمت کے  
واسطے سعی کرے گی یہ بیسوط مین ہے۔ ایک باندی ایک شخص کے قبضہ مین جو اس کے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور لڑکی کے لڑکی پیدا ہوئی  
پس مولیٰ نے اپنی صحت زندگی مین کہا کہ ان تینوں مین سے ایک میری اولاد ہے اور بیان کرنے سے پہلے مر گیا تو چھوٹی یعنی تانی  
کل اور درمیانی کل آزاد ہو جائیگی اور بڑی یعنی تانی ادھی آزاد اور ادھی قیمت کے واسطے سعی کرے گی یہ محیط مین ہے ایک  
باندی ایک لڑکا بدون شوہر کے جنی پھر دو بیٹیاں جو بڑا ایک بیٹ سے بدون شوہر کے جنی پھر ایک دوسرا بیٹا بدون شوہر کے  
جنی پھر مولیٰ نے بڑے لڑکے اور دونوں جوڑیا مین سے ایک کو دیکھ کر کہا کہ ان دونوں مین سے ایک میری اولاد ہے اور قبل بیان  
کے مر گیا تو کسی کا نسب مولیٰ سے ثابت نہ ہوگا اور بڑا لڑکا آدھا اور ہر ایک لڑکی ادھی ادھی آزاد ہو جائیگی اور ادھی قیمت کے  
واسطے سعی کرینگے اور چھوٹا لڑکا کل آزاد ہو جائیگا اور اسکی مان کل آزاد ہو جائیگی اور یہ امام عظیمؒ کے نزدیک ہے اور صاحبینؒ  
کے نزدیک و تون فریق سب آزاد ہو جائینگے اور اگر بڑے لڑکے اور چھوٹے لڑکے کو دیکھ کر کہا کہ ان مین سے ایک میرا بیٹا ہے  
تو بڑے مین سے نصف آزاد اور نصف کے واسطے سعی کرے اور تانی مان آزاد اور دونوں بیٹیوں مین نصف آزاد اور نصف  
کے واسطے دونوں سعی کریں اور یہ امام عظیمؒ کے نزدیک ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک بڑے کا آدھا آزاد اور آدھے کے واسطے  
سعی کرے اور چھوٹا کل آزاد اور دونوں لڑکوں مین سے نصف آزاد ہو جائینگے یہ محیط خرسی مین ہے۔ ایک شخص مر گیا  
اور ایک باندی چھوڑی اسکے تین بچہ مین اور ہر ایک بچہ کو علیحدہ بیٹ سے جنی ہے پس باندی نے گواہ قائم کیے کہ میت  
نے اقرار کیا ہے کہ یہ بڑا لڑکا میرا ہے میرے نسب سے اس باندی سے پیدا ہوا ہے تو وہ مولیٰ کا بیٹا قرار دیا جائیگا اور باقی  
دونوں ہنزہ اپنی مان کے ہونگے پس اگر گواہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ مولیٰ نے بڑے لڑکے کی نسبت اپنے بیٹے ہونیکا  
اقرار باقی دونوں لڑکوں کے پیدا ہونے سے پہلے کیا ہے تو باقی دونوں بھی اسکے بیٹے قرار پائینگے اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ  
اگر بڑے لڑکے کی نسبت بیٹے ہونیکے اقرار سے چھ مہینے یا زیادہ بعد اسے دوسرا جنا تو دوسرا بھی اسی کے ذمہ لازم ہوگا  
اور اگر چھ مہینے سے کم مین جنا تو اسکو لازم نہ ہوگا یہ محیط خرسی مین ہے۔ اگر ایک شخص کی ایک منکوحہ آزادہ جو رواد دوسری  
باندی ہے پھر ہر ایک کے دونوں مین سے ایک لڑکا پیدا ہوا پھر منکوحہ اور باندی مر گئی پس مرد نے کہا کہ ان دونوں مین ایک

میرا بیٹا ہے کہ میں نہیں پہچانتا ہوں کہ ان دونوں میں کون میرا بیٹا ہے تو کسی کا نسب ثابت نہ ہوگا اور ہر ایک میں سے نصف آزاد ہو جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اسی طرح اگر ایک کے دو غلام ہوں اُسے کہا کہ دونوں میں سے ایک میرا بیٹا ہے یا کہا کہ یہ یا د میرا بیٹا ہے تو کسی کا نسب ثابت نہ ہوگا لیکن ایک غیر معین آزاد ہوگا اور بسبب موت کے بیان ہونے کی وجہ سے عتیق دونوں میں بھیل جائیگا یہ بیسوط میں ہے۔ ایک باندی کے تین اولاد بطول مختلفہ سے پیدا ہوئیں پس تین شخصوں نے گواہی دی کہ گواہی دی کہ جب بے شک کے بڑا بیٹا پیدا ہوا تو مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ جب دوسرا پیدا ہوا تو مولیٰ نے اپنے بیٹے ہونیکا اقرار کیا اور تیسرے نے تیسرے کی نسبت یہ گواہی دی کہ جب اسکے تیسرا بیٹا پیدا ہوا تو مولیٰ نے اپنے بیٹے ہونیکا اقرار کیا اور مولیٰ ان سب سے انکار کرتا ہے تو امام محمد نے فرمایا کہ بڑا لڑکا اسکا غلام ہو فرحت کر سکتا ہے اور دوسرا ام ولد کے بچہ کے حکم میں ہو اگرچہ اسکا نسب ثابت نہیں ہوا اور تیسرے کا نسب ثابت ہوا لیکن اگر نفی کرے تو ثابت نہ ہوگا کذا نے

فتاویٰ قاضی خان

**دسویں فصل** بچے کے نسب کا کسی دوسرے کے واسطے اقرار کر نیکی بعد اپنے نسب کے دعوت کرنے کے بیان میں۔ اگر ایک باندی ایک شخص کے قبضہ میں بچہ جنی پس مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ لڑکا اسکے شوہر آزاد یا غلام کا ہے کہ جسکے ساتھ اسکو بیاہ دیا تھا پھر اسکے بعد اپنے نسب کا دعویٰ کیا پس اگر مقررہ نے اُسکے قول کی تصدیق کر لی تو پھر مولیٰ کی دعوت اپنے واسطے صحیح نہیں ہے۔ لیکن اُسکے اقرار پر غلام اُسکے پاس سے آزاد ہو جائیگا اسی طرح اگر مقررہ نے سبکی نہ تصدیق کی اور نہ تکذیب کی بلکہ خاموش رہا تو بھی دعوت نسبت صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح اگر مقررہ غائب یا میت ہو کہ سبکی تصدیق و تکذیب کا حال نہ معلوم ہو تو مولیٰ کی دعوت نسبت صحیح نہیں ہے اور اگر مقررہ نے مولیٰ کے قول کی تکذیب کی پھر مولیٰ نے خود دعوت نسب کی تو امام عظیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صحیح نہیں ہے کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر مولیٰ انہیں سے کسی بات کا اقرار نہ کیا لیکن اجنبی نے کہا کہ یہ لڑکا مولیٰ کا بیٹا ہے لیکن مولیٰ نے انکار کیا پھر اجنبی نے اُسکو خرید لیا اُسکے وارث نے خریدا پھر بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا تو آزاد ہو جائیگا اور نسب اُس سے ثابت نہ ہوگا یہ قول امام عظیم رحمہ اللہ کا ہے یہ بیسوط میں ہے اگر ایک عورت نے ایک مرد پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے نکاح کیا اور یہ لڑکا جو میرے پاس ہے میرا بیٹا ہے اسی مرد سے ہے اور شوہر اس سے منکر ہے اور دو گواہوں نے عورت کی طرف سے مرد پر یہ گواہی دی اور قاضی نے کسی سبب سے انکی گواہی رد کر دی پھر ایک گواہ نے اس لڑکے پر اپنے نسب کا دعویٰ کیا تو امام عظیم رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر ایک عورت نے گواہی دی کہ یہ لڑکا اس عورت کا ہے اور اسکی گواہی نسبت امام عظیم رحمہ اللہ نے مقبول نہ ہوئی پھر گواہی دینے والی عورت نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اسپر دو گواہ قائم کیے تو مقبول نہ ہوئے اور اگر اس کے لئے پڑے ہوتے کے بعد دو گواہ قائم کیے کہ میں اس عورت کا بیٹا ہوں تو قاضی اُسکے نسب سے ہونیکا حکم کرے گا یہ بیسوط میں ہے۔ اگر ایک مرد نے کسی عورت کے پاس کے لڑکے پر نسب کا دعویٰ کیا اور عورت منکر ہو اور مرد نے دو گواہ قائم کیے اور قاضی نے انکی گواہی پر حکم نہ دیا پھر ایک گواہ نے دو گواہ اس دعویٰ پر قائم کیے کہ یہ لڑکا میرا بیٹا ہے اور یہ عورت میری جوڑ ہے تو قاضی اس گواہی کو قبول نہ کرے گا اور اگر عورت نے دعویٰ کیا کہ یہ لڑکا میرا بیٹا ہے اسی مرد سے پیدا ہوا ہے اور یہ مرد شوہر ہے اور اسپر دو گواہ قائم کیے تو انکی طرف سے قاضی گواہوں کی سماعت کرے گا یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک عورت کے پاس کے بچہ پر دو مردوں نے دعویٰ کیا

ہر ایک کہتا ہے کہ یہ میرا بیٹا اسی عورت سے نکاح سے پیدا ہوا ہے اور عورت منکر ہے پھر عورت نے کسی دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اُس نے مجھ سے نکاح کیا اور یہ لڑکا اُس سے ہے اور اس مرکی گواہی انھیں دونوں شخصوں نے دی جنھوں نے خود لڑکے کا دعویٰ کیا تھا تو انکی گواہی مقبول نہ ہوگی اسی طرح اگر کسی عورت کے پاس کے لڑکے پر ایک شخص نے گواہی دی کہ یہ فلاں شخص کا لڑکا ہے اور قاضی نے انکی گواہی رد کر دی پھر اُس نے اور دوسرے نے قاضی کے سامنے کسی دوسرے شخص کے نسب سے ہونے کی گواہی دی تو گواہی قبول نہ ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی عورت مکاتیب کی نسبت اقرار کیا کہ یہ میری مکاتیب ہے شوہر ہے پھر جہن ہی پھر خود دعویٰ نسب کیا تو تصدیق نہ کی جائیگی لیکن آزاد ہو جائیگا اور مدبرہ اور ام ولد کے بچہ کا بھی یہی حکم ہے کذا فی الحادی۔ اگر کسی شخص کی حاملہ باندی ہو پھر اقرار کیا کہ اسکا حمل اسکے شوہر کا ہے جو مر گیا ہے پھر اپنے نسب کا دعویٰ کیا اور چھ مہینے سے کم میں بچہ ہو تو آزاد ہوگا لیکن اس سے نسب کا ثابت نہ ہوگا اور اگر مولیٰ نے یہ اپنے اقرار کے ایک سال تو قف کیا پھر کہا کہ یہ مجھ سے حاملہ ہوئی ہے تو اقرار سے چھ مہینے سے پہلے بچہ جہن تو وہ مولیٰ کا بیٹا ثابت نسب ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر اقرار کیا کہ میں نے اپنی باندی کسی غائب شخص کے ساتھ جو زندہ ہے بیاہ دی ہے اسکے چھ مہینے بعد اسکے بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اسکا دعویٰ کیا تو تصدیق نہ کی جائیگی یہ مبسوط میں ہے۔ اگر دو مردوں کی مشترک باندی کے بچہ ہو پھر ایک نے کہا کہ یہ دوسرے شریک کا نطفہ ہے اور دوسرے نے کہا کہ اُس شریک کا بیٹا ہے پھر دونوں میں سے ایک نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے پس اگر دوسرے نے دعویٰ کیا تو بلا خلاف صحیح نہیں ہے اور اگر اول نے دعویٰ کیا تو امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعوت صحیح نہیں ہے اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ نے ہمیں خلاف کیا ہے اور چھ آزاد ہوگا کیونکہ دونوں نے انکی حریت کی باہم تصدیق کی ہے اور باندی ام ولد تو قف ہوگی جب دونوں میں سے کوئی مر تو آزاد ہو جائیگی کذا فی الذخیرہ

**گیارھویں فصل** تسمیل النسب علی الغیر اور اسکے مناسبات کے بیان میں۔ اگر کسی نے اپنا نسب اپنے باپ سے ثابت کرنا چاہا اور باپ مر چکا ہے تو قاضی اسکے گواہوں کی سماعت نہ کرے گا مگر جبکہ خصم کو حاضر کرے خواہ میت کا وارث ہو یا قرضدار ہو کہ اس پر میت کا کچھ حق آتا ہو یا قرض خواہ ہو کہ میت پر اسکا حق ہو یا موصیٰ لہ ہو پھر جب کسی شخص کو حاضر کرے اس پر اپنے باپ کے حق کا دعویٰ کیا تو خواہ یہ شخص حق کا مقرر ہو یا منکر مدعی اپنے نسب کو ثابت کر سکتا ہے اور قاضی اس خصم کے مقابلہ میں گواہوں کی سماعت کرے گا کذا فی شرح اوہل لقاضی للخصاف۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا مان و باپ کی طرف سے بھائی ہے پس اگر اس سے میراث طلب کرنا مقصود ہے یا نفقہ تو دعویٰ کی سماعت ہوگی اور بھائی ہونے کی ڈگری ہوگی اور یہ حکم تمام بھائیوں و وارثوں پر جاری ہوگا اور اگر اس سے بیسے مال کا دعویٰ مقصود نہیں ہے تو بھائی ہونے کا اثبات ممکن نہیں ہے اور اگر مدعا علیہ نے اسکے بھائی ہونے کا اقرار کیا تو صحیح نہیں ہے اسی طرح اگر دعویٰ کیا کہ میرا پوتا یعنی بیٹے کا بیٹا ہے حالانکہ بیٹا غائب یا مر چکا ہے اسی طرح اگر دادا ہونے کا دعویٰ کیا کہ باپ کا باپ ہے حالانکہ باپ غائب یا میت ہے پس اگر اس نسب سے مال کا نفقہ وغیرہ کا دعویٰ مقصود ہے تو غائب کی طرف سے خصم قرار پاسکتا ہے یہ خزانہ مفتین میں ہے۔ دوسرے شخص پر دعویٰ کیا کہ میرا چچا ہے یا کسی عورت پر کہ یہ میری بہن یا بیھو بھی ہے اور کسی میراث یا حق کا دعویٰ نہ کیا تو صحیح نہیں ہے یہ سراجہ میں ہے۔ اگر کسی شخص پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا باپ ہے یا بیٹا ہے یا کسی عورت پر دعویٰ کیا کہ میری جودہر یا جودہر نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا شوہر

ملک ہندو اسکے واسطے فی الحال آزادی کا حکم ہوگا اور اسکے قریبی نسب میں سے کسی ایک کا وارث نہ ہوگا

یا کسی غلام نے کسی عربی پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے آزاد کیا ہے اور یہ میرا مولیٰ ہے یا عربی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام تھا میں نے اسے آزاد کیا ہے یا ولایت کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ ان امور سے منکر ہو پس مدعی نے گواہ قائم کیے تو مقبول ہو گئے خواہ ان چیزوں کے سبب سے سال کا دعویٰ ہو یا نہ ہو یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر کسی عورت نے دعویٰ کیا کہ یہ شخص میرا بیٹا ہے یا اس نے دعویٰ کیا کہ یہ میری بہن ہے پس مدعی نے گواہ قائم کیے تو قاضی سماعت کرے گا اور نسب مدعی کا ثابت ہو جائیگا ایسا ہی صاحب کتاب نے اس مقام پر ذکر کیا اور ایسا ہی امام محمدؒ نے جامع میں لکھا ہے اور جو امام محمدؒ نے جامع میں لکھا ہے وہ تحسان ہے کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف۔ اگر ایک شخص کے قبضہ میں ایک بچہ اس قدر چھوٹا ہے کہ اپنی ذات سے تعین نہیں کر سکتا ہے اور وہ قبضہ کے زعم میں وہ منقطع ہے اور ایک عورت مثالی حرمہ نے گواہ قائم کیے کہ یہ بچہ میرا مان و باپ کی طرف سے بھائی ہے تو عورت کی ڈگری ہو کر اس کے بھائی ہو گیا حکم کیا جائیگا اور اسکو دیدیا جائیگا اس طرح اگر قبضہ میں شخص اس کے غلام ہو گیا دعویٰ کرے کہ یہ میرا بیٹا ہے تو عورت کی ڈگری ہوگی اور اس کی آزادی کا حکم ہوگا اگر کسی شخص پر عورت نے دعویٰ کیا کہ یہ میرے بیٹے کا بیٹا یعنی پوتا ہے تو یہ صورت اور بھائی ہونے کے دعویٰ کی صورت یکساں ہو پس اگر باوجود اسکے کسی حق مستحق کا دعویٰ کیا تو گواہی مقبول ہوگی ورنہ نہیں ایک شخص مر گیا اور تین مولیٰ کہ جنھوں نے اسے آزاد کیا تھا چھوڑے اور ایک دار چھوڑا پس اس کے مولاؤں نے گواہ قائم کیے کہ ہم نے اسکو آزاد کیا تھا ہمارے سوا اس کا کوئی وارث نہیں ہے اور قاضی نے دار کی ڈگری اُن کے نام میں تہائی کر دی پھر ایک مولیٰ مر گیا پھر ایک نے گواہ قائم کیے کہ میں اس کا باپ کی طرف سے بھائی ہوں میرے سوا اس کا کوئی وارث نہیں ہے پس قاضی نے اس کے نام مولا سے میت کے حصہ کی ڈگری کر لی اور اس کو تقسیم اس کے سپرد کر دیا پھر بھائی نے اسکو کسی کے ہاتھ فروخت کر کے سپرد کر دیا پھر مشتری نے جو کچھ خریدا ہے وہ کسی شخص کو ودیعت دیکر غائب ہو گیا پھر ایک شخص آیا اور اسے میت دوم کے بھائی کے مقابلہ میں گواہ قائم کیے کہ میں دوسرے میت کا بیٹا ہوں اور وارث ہوں میرے سوا کوئی وارث نہیں ہے اور دار کے دونوں شرکیوں نے اسی تصدیق کی تو قاضی بیٹے کے نسب کی ڈگری کر دیا اور آیا اس تہائی کی ڈگری بھی جو بھائی کے نام ہو چکی ہے اسکے نام کر گیا یا نہیں پس اگر بیٹے کے نسب کی ڈگری کرنے والا وہی قاضی ہے جس کے سامنے بھائی کا مقدمہ پیش ہو کر ڈگری ہوئی تھی تو بیٹے کے نام اس تہائی حصہ میت کی ڈگری جو بھائی کے نام ہو چکی ہے کر دیا اور اگر وہ قاضی نہیں بلکہ دوسرا ہے تو بیٹے کے نام حصہ ترکہ کی ڈگری نہ کر گیا اور تاویل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ قاضی ثانی کو اس حصہ کا ودیعت ہونا معلوم ہے مثلاً قاضی ثانی کے سامنے مشتری نے مستودع کے پاس ودیعت رکھا ہے یا مستودع نے ودیعت کے گواہ پیش کیے اس سے قاضی کو معلوم ہوا اور اگر قاضی ثانی کو ودیعت ہونا معلوم نہ ہو تو دوسرا قاضی بیٹے کے حصہ کی ڈگری بیٹے کے نام کر دیا اور بیٹا ان دونوں تصدیق کرنے والے شرکیوں کے حصہ میں داخل نہ ہوگا پھر اگر مشتری اسکے بعد آیا تو قاضی مشتری سے وہ حصہ لیکر میت کے بیٹے کو دیدیا ایسا ہی امام محمدؒ نے کتاب میں ذکر فرمایا اور شائع نے کہا کہ تاویل سکی یہ ہے کہ بیٹے کے واسطے مشتری سے ولادینے کا حکم اس وقت دیا کہ بیٹے نے مشتری پر دوبارہ گواہ پیش کیے یا جو مشتری نے اقرار کیا کہ میں نے یہ حصہ میت کے بھائی سے خریدا اور اسے میت سے ورثہ پایا تھا و لیکن بدو ان اسکے حصہ میت کی ڈگری بیٹے کے نام ہوگی یہ عیض میں ہے منتفی میں ہے کہ ایک لہجے نے ایک شخص پر گواہ قائم کیے کہ یہ میرا باپ ہے



تاکہ قاضی اس پر نفقہ مقرر کر دے اور مدعا علیہ نے ایک دوسرے شخص پر گواہ قائم کیے کہ یہ گنے کا باپ ہے اور یہ دوسرا شخص مسئلہ  
ہو اور لہذا بھی منکر ہے تو گنے کے گواہ مقبول ہونگے اور اس کا نسب اسی سے ثابت ہوگا جیسے اس نے گواہ قائم کیے ہیں اور اسی پر  
نفقہ فرض کیا جائیگا اور دوسرے کے گواہوں پر انکشاف نہ کیا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور بعض فتاویٰ میں ہے کہ  
مقبول نسب نے اگر کسی پر دعویٰ کیا کہ میں تیرا بیٹا ہوں اور اس نے تصدیق کی تو اس سے نسب ثابت ہوگا اور اگر تکذیب  
کی پس اگر مدعی نے اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کیے تو نسب ثابت ہوگا ورنہ نہیں پھر اگر مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ یہ مدعی فلاں  
شخص کا بیٹا ہے تو مدعی کے گواہ باطل ہونگے و لیکن فلاں شخص سے اسکے نسب کی ڈگری نہوگی پس جو بعض فتاویٰ میں ہلکی  
وہ مذکور منقہ کے مخالف ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ بیٹا میرا فلاں عورت میت سے ہے اور میرا اس  
عورت کی میراث میں حق ہے اور بیٹے نے گواہ قائم کیے کہ میں دوسرے مرد کا بیٹا ہوں اور وہ دوسرا منکر ہے  
تو مدعی میراث کے گواہوں پر ڈگری ہوگی اور لڑکے کا نسب اسی سے ثابت ہوگا یہ محیط شری میں ہے۔ ایک مرد محتاج نے  
ایک مالدار لڑکے پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے تاکہ قاضی اس پر محتاج کا نفقہ مقرر کر دے اور اس پر گواہ قائم کیے اور لڑکا اس سے  
منکر ہے اور اس نے گواہ قائم کیے کہ میں فلاں دوسرے کا بیٹا ہوں اور وہ فلاں شخص منکر ہے تو باپ کے گواہ مقبول ہونگے اور  
اس کے واسطے نفقہ کی ڈگری لڑکے پر ہو جائیگی اور لڑکے کے گواہ دوسرے پر باطل ہونگے یہ ذخیرہ میں ہے۔ دو چوڑا لڑکوں  
میں سے ایک مرگیا اور مال چھوڑا اور دوسرا محتاج ہو پس ایک شخص نے اگر دعویٰ کیا کہ میں ان دونوں کا باپ  
ہوں تاکہ میراث لے سکے اور گنے نے کسی دوسرے پر گواہ پیش کیے کہ ہمارا باپ یہ ہے اور اس سے نفقہ طلب کیا اور دونوں  
مدعیوں کے گواہ ساتھ پیش ہوئے تو بلا تزیج دونوں لڑکوں کا حصہ دونوں شخصوں سے جو باپ قرار دیے گئے ہیں ہوگا  
حکم کیا جائیگا یہ چیز کوری میں ہے۔ اگر عورت نے کسی پر گواہ قائم کیے کہ یہ میرا چچا ہے تاکہ اس پر نفقہ مقرر ہو اور چچا نے دوسرے  
پر گواہ قائم کیے کہ یہ عورت کا چچا ہے تو چچا نفقہ دینے سے بری ہوگا اور چچائی پر مقرر کیا جائیگا اگر عورت کو منظور ہو تو مازیا  
میں ہے۔ ایک بائع لڑکے نے ایک مرد و عورت پر گواہ قائم کیے کہ میں ان دونوں کا بیٹا ہوں اور دوسرے ایک مرد و عورت  
نے گواہ قائم کیے کہ یہ لڑکا ہمارا بیٹا ہے تو لڑکے کے گواہ اولیٰ ہیں اور اس کا نسب انھیں دونوں سے ثابت ہوگا جن کا  
وہ دعویٰ کرتا ہے اسی طرح اگر لڑکا نصرانی ہو اس نے ایک مرد نصرانی و عورت نصرانیہ پر مسلمان گواہ قائم کیے کہ میں ان  
دونوں کا بیٹا ہوں اور ایک مسلمان مرد و مسلمان عورت نے اسی امر پر گواہ دیے یعنی یہ ہمارا بیٹا ہے تو لڑکے کے گواہ  
مقبول ہونگے اور انکو تزیج ہوگی اور اگر لڑکے کے گواہ نصرانی ہوں تو مسلمان کے گواہ مقبول ہونگے اور لڑکے پر اسلام  
کے واسطے حیر کیا جائیگا یہ محیط شری میں ہے۔ اور یہ حکم اس وقت ہے کہ دونوں مان باپ و اصل مسلمان ہوں یا کافر  
ہوں مگر اسلام لائے ہوں اور لڑکا نابالغ ہو و لیکن لڑکا قتل ہوگا اگر اسے اسلام سے انکار کیا کلا فی محیط۔ اگر لڑکے نے  
دعویٰ کیا کہ میں زید کا بیٹا ہوں اسکے فراش سے سبکی یا ندی فلاں سے پیدا ہوں اور زید کہتا ہے کہ میری باندی سے میرے فلاں  
غلام کے فراش سے جسکے ساتھ میں نے باندی بیابا دی تھی پیدا ہوا ہے اور وہ غلام زندہ ہے سبکی تصدیق کرتا ہے تو وہ لڑکا اسی غلام  
کا قرار دیا جائیگا اور اگر لڑکا مدعی ہے کہ میں فلاں غلام کا بیٹا ہوں و گواہ دیے اور مولیٰ کہتا ہے کہ میرا بیٹا ہے تو غلام کا بیٹا قرار دیکر

لائی وہ مقدم ہونگا ۱۱



آزاد کیا جائیگا کذا فی الحادی اگر غلام نے گواہ دیے کہ یہ لڑکا میرا بیوی میری اس باندی زوجہ سے پیدا ہوا ہے اور مالک نے گواہ دیے کہ میرا بیٹا ہے اسی باندی سے پیدا ہوا ہے تو غلام کے گواہ مقبول ہونگے اور اسی کا بیٹا قرار دیا جائیگا مگر آزاد کیا جائیگا اور باندی بمنزلہ مالک کی ام ولد کے ہوگی بیسوطمین ہے۔ اور اگر غلام مر گیا ہو یا زندہ ہو مگر بچہ کے نسب و نکاح کا مدعی نہ ہو اور مولیٰ بھی مر گیا ہو مدعی اس امر کے صرف وارث لوگ ہوں اور اس امر پر گواہ قائم کرتے ہوں تو بڑے کے نسب کی قضا مولیٰ سے کی جائیگی اور تمام وارثوں کے ساتھ وارث ہوگا کذا فی المحیط اگر ایک شخص مر گیا اور مال چھوڑا پس غلام نے گواہ دیے کہ میں میت کا بیٹا اسکی فلان باندی سے ہوں کہ اسکی ملک میں مجھے یہ باندی جینی ہے اور اسے ایسا اقرار کیا ہے اور دوسرے شخص نے گواہ قائم کیے کہ میرا غلام میری فلان باندی سے پیدا ہوا جسکو میں نے اپنے فلان غلام سے بیاہ دیا تھا اسکے فراموش سے پیدا ہوا ہے اور وہ فلان غلام زندہ ہے اسکا دعویٰ کرتا ہے تو غلام کے واسطے نسب کی ڈگری ہوگی اور مان کی ڈگری مدعی کے نام ہوگی اگر زندہ موجود ہے بیسوطمین ہے۔ اور اگر فلان غلام مر گیا ہو یا زندہ ہو مگر اسے نکاح کا انکار کیا ہو تو غلام کا نسب سی میت سے جیسے گواہ قائم کیے ثابت ہوگا اور اسی سے میراث پانویگا اور باندی کی ڈگری میت کے نام ہوگی اور اسی کی ام ولد ہوگی اور سبب سکے مرنے کے اسکی آزادی کا حکم دیا جائے گا یہ محیط میں ہے

یہ محیط میں ہے

### باب دہم فی فصل طلاق دی ہوئی عورت کے بچہ اور وفات سے عدت میں بیٹھی ہوئی عورت کے بچہ کے نسب کے بیان میں

اگر مرد نے اپنی عورت کو طلاق دی اور طلاق جہی ہو پھر اسکے دو برس سے کم میں ایک ہی روز کم تھا دوا لڑکے پیدا ہوئے اور وہ عدت گذر جائیگا اقرار نہیں کہ چکی پس مرنے ایک بچہ کی ولادت پر اسکی نفی کی پھر وہ دوسرا جنی تو دونوں اسکے بیٹے ہونگے اور مرد پر حد جاری آدگی اور نہ لعان ہوگا اور اگر دو برس سے زیادہ میں جنی اور دونوں کی اسنے نفی کی تو دونوں میں لعان کرایا جائیگا اور دونوں کا نسب میں مرد سے قطع ہوگا۔ اور اگر اول کی نفی کی پھر دوسرے کا اقرار کیا تو وہ دونوں اسکے بیٹے ہونگے اور اسپر حد وفات جاری جائیگی اور اگر ایک بچہ دو برس سے کم میں جنی اور دوسرا دو برس سے زیادہ میں جنی تو امام عظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک یہ صورت اور پہلی صورت یکساں ہیں اور اگر طلاق بائن یا تین طلاق ہوں اور دو برس سے کم میں جنی تو نفی کرنے سے اسپر حد جاری جائیگی اور دونوں اسکے بیٹے ہونگے اور اگر دو برس سے زیادہ میں جنی تو دونوں کا نسب میں مرد سے ثابت نہ ہوگا اور اگر دونوں کی نفی کی تو اسپر حد و لعان نہ ہوگا اور اگر ایک کو دو برس سے ایک دن کم اور دوسرا دو برس سے ایک روز زیادہ میں جنی تو بیخبر کے نزدیک یہ صورت اور پہلی صورت اولیٰ یکساں ہیں یہ بیسوطمین ہے۔ اگر مرد نے اپنی عورت کو ایک طلاق بائن دی اور اس سے وطی کر چکا ہو پھر دوبارہ نکاح کیا اور اس نکاح سے چھ مہینے سے کم میں اسکے لڑکا ہوا اسنے نفی کی تو دونوں میں لعان کرایا جائیگا اور جدائی کرا دی جائیگی اور بچہ کا نسب باپ سے ثابت نہ ہوگا اور اگر چھ مہینے یا زیادہ میں پیدا ہوا تو لعان لیا جائیگا اور نسب بھی قطع کیا جائیگا یہ محیط میں ہے ایک معتدہ عورت نے دوسرے سے نکاح کر لیا اور اسنے وطی بھی کر لی پھر دونوں میں جدائی کرا دی گئی پھر اسکے بچہ پیدا ہوا کہ دونوں سے متصور ہو سکتا ہے تو پہلے شوہر کا قرار دیا جائیگا بعض مشائخ نے کہا کہ یہ قول امام عظم رحمہ کا ہے و لیکن صاحبین کے نزدیک دوسرے سے اسکا نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر پہلے دوسرے سے ہوتا متصور نہ ہو تو دوسرے کا ہے اور اگر دونوں سے ہوتا متصور نہ ہو تو دونوں سے ہونے کا حکم کیا جائیگا صورت

ملک میں عورت کو طلاق دی اور طلاق جہی ہو پھر اسکے دو برس سے کم میں ایک ہی روز کم تھا دوا لڑکے پیدا ہوئے اور وہ عدت گذر جائیگا اقرار نہیں کہ چکی پس مرنے ایک بچہ کی ولادت پر اسکی نفی کی پھر وہ دوسرا جنی تو دونوں اسکے بیٹے ہونگے اور مرد پر حد جاری آدگی اور نہ لعان ہوگا اور اگر دو برس سے زیادہ میں جنی اور دونوں کی اسنے نفی کی تو دونوں میں لعان کرایا جائیگا اور دونوں کا نسب میں مرد سے قطع ہوگا۔ اور اگر اول کی نفی کی پھر دوسرے کا اقرار کیا تو وہ دونوں اسکے بیٹے ہونگے اور اسپر حد وفات جاری جائیگی اور اگر ایک بچہ دو برس سے کم میں جنی اور دوسرا دو برس سے زیادہ میں جنی تو امام عظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک یہ صورت اور پہلی صورت یکساں ہیں اور اگر طلاق بائن یا تین طلاق ہوں اور دو برس سے کم میں جنی تو نفی کرنے سے اسپر حد جاری جائیگی اور دونوں اسکے بیٹے ہونگے اور اگر دو برس سے زیادہ میں جنی تو دونوں کا نسب میں مرد سے ثابت نہ ہوگا اور اگر دونوں کی نفی کی تو اسپر حد و لعان نہ ہوگا اور اگر ایک کو دو برس سے ایک دن کم اور دوسرا دو برس سے ایک روز زیادہ میں جنی تو بیخبر کے نزدیک یہ صورت اور پہلی صورت اولیٰ یکساں ہیں یہ بیسوطمین ہے۔ اگر مرد نے اپنی عورت کو ایک طلاق بائن دی اور اس سے وطی کر چکا ہو پھر دوبارہ نکاح کیا اور اس نکاح سے چھ مہینے سے کم میں اسکے لڑکا ہوا اسنے نفی کی تو دونوں میں لعان کرایا جائیگا اور جدائی کرا دی جائیگی اور بچہ کا نسب باپ سے ثابت نہ ہوگا اور اگر چھ مہینے یا زیادہ میں پیدا ہوا تو لعان لیا جائیگا اور نسب بھی قطع کیا جائیگا یہ محیط میں ہے ایک معتدہ عورت نے دوسرے سے نکاح کر لیا اور اسنے وطی بھی کر لی پھر دونوں میں جدائی کرا دی گئی پھر اسکے بچہ پیدا ہوا کہ دونوں سے متصور ہو سکتا ہے تو پہلے شوہر کا قرار دیا جائیگا بعض مشائخ نے کہا کہ یہ قول امام عظم رحمہ کا ہے و لیکن صاحبین کے نزدیک دوسرے سے اسکا نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر پہلے دوسرے سے ہوتا متصور نہ ہو تو دوسرے کا ہے اور اگر دونوں سے ہوتا متصور نہ ہو تو دونوں سے ہونے کا حکم کیا جائیگا صورت

انگی یہ ہو کہ پہلے کے طلاق دینے سے دو برس سے زیادہ میں اور دوسرے کے وطی کرنے سے چھ مہینے سے کم میں پیدا ہوا تو کسی سے نہیں ہو سکتا ہوا اور ام الولد اگر دو برس یا زیادہ میں بچہ جنی تو اسکا حکم مثل حرہ کے حکم کے ہو اور بالغہ اگر وفات شوہر سے عدت میں بیٹھی ہو تو دو برس تک نسب شوہر سے ثابت ہوگا اور صغیرہ اگر وفات شوہر سے عدت میں ہو اور عدت وفات گزرنے کے بعد چھ مہینے سے کم میں اس کے بچہ ہو تو نسب ثابت ہوگا یہ محیط شخصی میں ہے۔ ایک شخص نے ایک باندی سے نکاح کیا پھر اسکو طلاق دیدی پھر اسکو خریدیا اور وقت خرید سے چھ مہینے سے کم میں لڑکا جنی تو اسکو لازم ہوگا اور اگر چھ مہینے میں جنی تو لازم نہیں ہو یہ حکم اسوقت ہو کہ طلاق ایک ہو اور اگر دو طلاق دی ہیں تو وقت طلاق سے دو برس تک نسب ثابت ہوگا

کذا فی فتاویٰ قاضی خان

**فصل** بان و باپ میں سے ایک کے بچہ کے نفی کرنے اور دوسرے کے دعویٰ کرنے کے بیان میں۔ اگر ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور وقت نکاح سے چھ مہینے میں اس کے بچہ ہوا اور عورت و مرد دونوں آزاد مسلمان ہیں پس ایک نے اس کے بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے تکذیب کی تو وہ دونوں سے بیٹا قرار پا دیکھا۔ اسی طرح اگر شوہر نے کہا کہ یہ بچہ مجھ سے پہلے کے شوہر کا ہے اور عورت نے کہا بلکہ وہ تیرا ہے تو اسی شوہر کا قرار دیا جائیگا اور دونوں میں لعان نہیں ہوگی اور نہ شوہر پر حد قذف ماری جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا تو اسکو زنا سے جتنی ہو پس اگر عورت نے اسکی تصدیق کی تو مرد کا بیٹا قرار پا دیکھا اور اگر انکار کیا تو دونوں میں لعان واجب ہوئی اور لعان سے بچہ کا نسب منقطع کیا جائیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر عورت نے دو بچہ ایک ہی پیٹ سے چنے اور مرد نے اول کا اقرار کیا اور دوسرے کی نفی کی تو دونوں مرد کے نسب سے قرار دیے جائیں گے اور قطع نکاح کے واسطے دونوں سے لعان لیا جائیگا۔ پس اگر اول کی نفی کی پھر دوسرے بچہ کا اقرار کیا تو حد قذف کی سزا دی جائیگی اور دونوں اس کے نسب سے ہونگے اور اگر کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے دو بچہ پیدا ہوئے اور شوہر نے انکی نفی کی اور قاضی نے لعان کا حکم کیا پھر ایک بچہ لعان سے پہلے مر گیا تو دونوں شوہر کے نسب سے قرار پائیں گے اور لعان واسطے قطع نکاح کے لیا جائیگا اسی طرح اگر کوئی بچہ مر گیا تو شوہر میں سے کوئی لعان سے پہلے مر گیا تو دونوں بچہ شوہر سے ثابت نسب ہونگے اسی طرح اگر دونوں نے قاضی کے سامنے لعان کر لیا مگر بچہ قاضی نے دونوں میں فرقت اور بچوں کو مان کی طرف لازم کرنے کا حکم نہ کیا تھا کہ اتنے میں کوئی مرد یا جو مر گیا تو دونوں لڑکے ان دونوں سے ثابت نسب ہونگے۔ اگر عورت ایک بچہ جنی اور شوہر نے اسکی نفی کی اور قاضی نے دونوں میں لعان کیا اور فرقت کر دی اور بچہ کو مان کی طرف لازم کیا پھر دوسرا بچہ اسی پیٹ سے جنی تو دونوں بچہ شوہر کے نسب سے اسکو لازم ہونگے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دو بچوں کو جوڑ دیا جنی اور شوہر کو ایک کا علم ہوا اس نے نفی کی اور لعان کیا اور قاضی نے بچہ انکی مان کی طرف لازم کیا اور دونوں میں فرقت کر دی پھر دوسرے کا علم ہوا تو دونوں بچہ شوہر کے نسب سے ہونگے اور اگر قبل جدائی کے دوسرے بچہ سے واقف ہوا اور انکی نفی کی تو دوبارہ لعان کرایا جاوے اور بعد لعان کے دونوں بچہ مان کی طرف لازم کیے جائیں گے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر شوہر لاعن نے اپنا تکذیب کی اور بچہ کے نسب کا دعویٰ کیا بعد ازاں کہ قاضی نے دونوں میں جدائی کر کے بچہ کو مان کی طرف لازم کر دیا پس اگر بچہ زندہ ہو تو اسکا نسب شوہر سے ثابت ہوگا

۱۱ طعن ابن القیثم ۱۱

اور شوہر کو حد قذف ماری جائیگی خواہ عورت زندہ ہو یا مرگئی ہو یہ محیط میں ہو اور اگر بچہ مر گیا ہو اور اسے میراث چھوڑی پھر باپ نے اسے نسب کا دعویٰ کیا تو تصدیق نہ کیا ویگی ولیکن اگر اس بچہ نے کوئی اولاد نہ کر یا مونث چھوڑی ہو تو تصدیق کی جائیگی پھر جب قرآن صحیح ہو جاوے تو ملاعن کو حد ماری جائیگی اور میراث لے لے گا اور اگر وہ بچہ جسکی نفی کی ہو مونث ہو اور وہ لوط کا چھوڑ کر مر گئی پھر ملاعن نے اپنی تکذیب کی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک تصدیق نہ کیا جائیگا اور نہ وارث ہوگا اور صاحبین کے نزدیک تصدیق کی جائیگی اور حد ماری جائیگی اور وارث ہوگا یہ مبسوط میں ہو۔ اگر کسی شخص نے باندی سے لعان کیا اور قاضی نے اسے بچوں کو مان کی طرف لازم کیا پھر ملاعن کے بیٹے نے چاہا کہ میں اس باندی سے نکاح کروں تو تین جائز ہے اور دونوں میں جدائی کرادی جائیگی اسی طرح اگر ملاعن نے خود دعویٰ کیا کہ میں نے اس باندی سے وطی تین کی تھی پس لوط کی سے نکاح کرنا چاہا تو دونوں میں جدائی کرادی جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اگر اپنی ام ولد کو آزاد کر دیا پھر اس سے نکاح کیا پھر چھ مہینے یا زیادہ میں اسے بچہ ہوا پس اگر کسی نفی کی تو لعان لیا جائے گا اور بچہ مان کی طرف لازم ہوگا اگر چھ مہینے سے کم میں وقت نکاح سے بچہ ہوا تو نفی پر لعان کرے اور بچہ باپ کی طرف لازم ہوگا اور تاویل مسئلہ یوں ہے کہ جب ثبوت وقت اعتناق سے دو برس سے کم میں ہوتا کہ نسب مولیٰ سے ثابت ہو کذا فی المبسوط قلت یعنی وقت اعتناق سے بچہ پیدا بیش بہت دہرس سے کم میں ہوا اگر چھ مہینے سے کم میں وقت نکاح سے چھ مہینے سے کم ہو تو بچہ مولیٰ کے نسب سے ثابت نسب ہو۔ اگر کسی کی منکو حد باندی کہ اسے بچہ پیدا ہوا پس اگر چھ مہینے سے کم میں وقت نکاح سے بچہ پیدا ہوا پس اگر شوہر نے دعویٰ کیا تو بدون تصدیق مولیٰ کے ایسا نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر نفی کی تو اسکو لازم نہ کیا جائیگا اور اگر چھ مہینے یا زیادہ میں بچہ ہوا تو شوہر سے اسکا نسب ثابت ہوگا وہ دعویٰ کرے یا نہ کرے اور اگر نفی کی تو دونوں میں لعان نہ ہوگا اور نہ نسب بچہ کا متقی ہوگا اور نہ مرد پر حد ماری جائے گی اگر مولیٰ نے باندی کو آزاد کر دیا پھر بچہ پیدا ہوا پس اگر وقت آزادی سے چھ مہینے سے کم میں پیدا ہوا پس اگر شوہر نے بچہ کے نسب کا دعویٰ کیا تو اس سے نسب ثابت ہو جائیگا خواہ باندی نے آزادی کے بعد قبل مرد کے دعویٰ نسب کے یا بعد اسکے اپنی ذات کو اختیار کر لیا ہو یعنی شوہر سے جدائی اختیار کر لی ہو یا اپنے شوہر کے پاس رہنا اختیار کیا ہو اور اگر شوہر نے بچہ کی نفی کی پس اگر باندی نے شوہر کو اختیار کیا تو بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور قطع نکاح کے واسطے دونوں سے لعان لیا جائیگا اور اگر اپنے نفس کو اختیار کیا پس اگر شوہر کے بچہ کی نفی کرنے سے پہلے ایسا کیا پھر شوہر نے بچہ کی نفی کی تو بچہ کا نسب شوہر سے ثابت رہے گا اور باہم لعان نہ لیا جائیگا اور شوہر پر حد قذف واجب ہوگی اور اگر بعد نفی کرنے کے اپنے نفس کو اختیار کیا اور نہ ہنوز لعان نہیں واقع کی گئی ہو تو بچہ ثابت نسب ہوگا اور کچھ لعان یا حد لازم نہ ہوگی اور اگر وقت آزادی سے چھ مہینے یا زیادہ کے بعد باندی بچہ جنی پس اگر شوہر نے اسکا دعویٰ کیا تو نسب اس سے ثابت ہوگا اور جب صورتوں میں حد لعان کچھ ہوگا اور اگر نفی کی پس اگر باندی نے بعد آزادی کے اپنے شوہر کو اختیار کیا ہو تو دونوں میں لعان کر لیا جائیگا اور تیسرا نسب لہ قطع کیا جائیگا اور اگر نفی و لہ سے پہلے اپنے نفس کو باندی نے اختیار کیا یعنی شوہر سے جدائی اختیار کر لی تو بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا اور لعان نہ ہوگی ولیکن حد واجب ہوگی اور اگر بعد نفی کے لعان واقع ہونے سے پہلے اسے شوہر سے جدائی اختیار کی تو بچہ ثابت نسب ہوگا اور باہم لعان اور کسی پر حد واجب نہ ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر باندی کو شوہر نے خرید پس وقت خرید سے چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو شوہر نے نفی کی تو نفی صحیح

ہمیں ہر چیز کے لئے لازم ہوگا اور اگرچہ ہمیں یا زیادہ میں پیدا ہوا اور شوہر نے نفی کی تو نقطہ نفی کرنے سے منتفی ہو جائیگا اور مرد کے ذمہ  
 لازم ہوگا لیکن اگر اقرار کرے تو لازم ہوگا یہ محیط شری میں ہر ایک شخص کی جو ایک باندی ہو اسے باندی کے مالک سے  
 اسکو خرید اور آزاد کر دیا پھر اسے بچہ ہو پس اگر وقت حقیق سے چھ مہینے سے کم میں بچہ ہوا اور اسے نسب کا دعویٰ کیا تو نسب  
 اس سے ثابت ہو جائیگا خواہ باندی سے اسے وطن کی ہو یا نہ کی ہو اور باندی انکی ام ولد ہوگی اور اگر انکی نفی کی پس اگر وقت خرید سے  
 چھ مہینے سے کم میں بچہ ہوا تو نسب منتفی ہوگا اور نہ دونوں میں لعان واجب ہوگی اور حد ذات واجب ہوگی اور اگر وقت خرید سے  
 چھ مہینے یا زیادہ میں بچہ ہوا تو بچہ کا نسب مرد سے ثابت ہوگا اور اس پر لعان و حد بھی واجب ہوگی۔ اور اگر وقت آزادی سے چھ مہینے  
 سے دو برس تک بچہ ہوا پس اگر شوہر نے اسے نسب کا دعویٰ کیا تو نسب اس سے ثابت ہو جائیگا خواہ عورت سے وطن کی ہو یا نہ کی ہو  
 اور اگر نفی کی پس اگر عورت سے وطن نہیں کی ہو تو بالا جملہ مرد سے نسب ثابت ہوگا اور اگر عورت سے وطن کی ہو پھر بچہ کے نسب انکار  
 کیا یا نہ اقرار کیا اور نہ انکار کیا بلکہ خاموش رہا تو اس میں اختلاف ہے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک شوہر سے نسب ثابت ہوگا اور نہ اسکو حد ماری  
 جائیگی اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شوہر سے نسب ثابت ہوگا اور اگر نفی کی تو حد ماری جائیگی اور اگر وقت آزادی سے دو  
 برس سے زیادہ میں جنی پس اگر شوہر نے دعویٰ کیا تو نسب ثابت ہوگا اور اگر نفی کی تو بالا اتفاق نسب ثابت ہوگا اور اگر اسکو دو برس  
 کے بعد فروخت کر دیا اور وقت خرید شوہر سے چھ مہینے سے کم میں بچہ جنی تو نسب شوہر یعنی بالغ سے ثابت ہوگا خواہ دعویٰ کرے  
 یا خاموش ہو رہے اور بیع باطل ہو جائیگی اور اس پر واجب ہوگا کہ دام مشتری کو واپس کر دے اور اگر نسب سے انکار کیا تو  
 اسے انکار سے بھی نفی ہوگی اور اگر وقت خرید شوہر سے چھ مہینے میں بچہ جنی اور شوہر نے بچہ کا دعویٰ کیا تو اس صورت  
 کا حکم مثل اسکے ہو کہ جب وقت خرید شوہر سے چھ مہینے سے کم میں اسے بچہ پیدا ہوا تھا۔ اور اگر شوہر کے خریدنے سے چھ مہینے سے زیادہ  
 میں بچہ جنی پس اگر شوہر کے فروخت کر دینے سے چھ مہینے سے کم گذرے ہیں اور شوہر نے اسکا دعویٰ کیا تو بدون تصدیق مشتری  
 کے شوہر سے ہنگام نسب ثابت ہوگا اور بیع باطل ہو جائیگی اور اگر اس صورت میں شوہر نے نسب سے انکار کیا تو نسب ثابت  
 ہوگا اور بیع بحال باقی رہیگی اور اگر وقت بیع کر دینے شوہر سے چھ مہینے سے دو برس تک بچہ جنی اور شوہر یعنی بالغ نے دعویٰ کیا  
 پس اگر عورت سے وطن نہیں کی ہو تو بدون تصدیق مشتری کے اس سے نسب ثابت ہوگا اور مشتری نے تصدیق کی یا نہ کی  
 کہ نسب ثابت ہوا تو بیع باطل ہو جائیگی اور اگر عورت باندی سے وطن کر لی ہے اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہے تو امام ابو یوسفؒ  
 رحمہ اللہ تعالیٰ پہلے فرماتے تھے کہ بدون تصدیق مشتری کے دعوت صحیح نہیں ہے اور یہی قول امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے  
 اور یہ حکم دعویٰ نسب کی صورت میں ہے اور اگر نفی کی تو بالا اتفاق نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر وقت بیع سے  
 دو برس سے زیادہ میں جنی پس اگر شوہر نے دعویٰ کیا تو بالا جملہ بدون تصدیق مشتری کے نسب ثابت ہوگا اور  
 اگر نفی کی تو بالا جملہ منتفی ہو جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر مشتری ثانی نے یعنی جس نے شوہر یعنی مشتری اول سے خریدی ہو  
 بچہ کو آزاد کر دیا پھر مشتری اول نے دعویٰ کیا پس اگر مشتری اول کے خریدنے کے بعد چھ مہینے یا زیادہ میں جنی تو نسب  
 اسکو لازم ہوگا اور اگرچہ مہینے سے کم میں بچہ ہوا ہے تو دعوت صحیح ہوگی اور بیع باطل ہوگی اور عقیقہ ٹوٹ جائیگا اسی طرح اگر  
 اس صورت میں دو برس سے مشتری نے باندی سے بچہ کے آزاد کر دی ہو تو بیع باطل اور دونوں کا عقیقہ توڑ دیا جائے گا

یہ محیط شخصی میں ہو اور اگر مشتری نے بچہ کو آزاد نہیں کیا بلکہ اسکی ماں کو آزاد کیا ہے پس اگر شوہر کے خریدنے سے چھ مہینے سے کم میں بچہ ہوا ہے تو اسکا دعویٰ نسب بچہ کی بابت اور ان کے حق میں بھی صحیح ہے اور اگر چھ مہینے یا زیادہ میں وقت خرید سے جی ہی پس اگر وقت بیچ سے چھ مہینے سے کم میں جی تو بدو ن دعوت کے نسب ثابت ہوگا اور جب دعویٰ کیا تو دعوت بچہ کے حق میں صحیح اور ان کے حق میں صحیح ہوگی اور اگر وقت بیچ سے چھ مہینے سے زیادہ میں جی تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے قول کے موافق بدو ن تصدیق مشتری کے دعوت نسب صحیح نہیں ہے اور امام محمد رحمہ کے نزدیک دو برس تک بدو ن تصدیق مشتری کے صحیح ہے بشرطیکہ عورت سے وطی کی ہو اور یہی امام ابو یوسف کا پہلا قول ہے اور اگر وقت خرید سے دو برس سے زیادہ میں جی پس وقت بیچ سے خواہ دو برس سے کم یا زیادہ میں بچہ جی ہو بدو ن تصدیق مشتری کے شوہر کی دعوت نسب صحیح نہیں ہے ولکن فرق اسقدر ہے کہ اگر دو برس تک وقت بیچ سے جی اور مشتری نے تصدیق کی تو بیچ ٹوٹ جائیگی اور اگر وقت بیچ سے دو برس سے زیادہ میں جی تو بیچ نہ ٹوٹے گی یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی عورت کو ایک طلاق بائن دیدی اور وہ عورت باندی تھی پھر آزاد کر دی گئی پس اگر وقت طلاق سے دو برس تک بچہ جی تو نسب اسکا شوہر سے ثابت ہوگا اسکے انکار سے منتفی نہ ہوگا اور انکار پر اسکے حد باری جائیگی اور اس بچہ کی ولادت اسکی ماں کے مولادون کو لینگے اور اگر باپ مر گیا اور اسکے مرنے سے دو برس کے درمیان باندی کے بچہ ہوا اور اسکے ایک روز بعد وہ آزاد ہو گئی ہو تو بچہ ثابت النسب اور ولادت اسکی ماں کے مولادون کو لینگے کذا فی المیسوطہ اور اگر کسی شخص کی جو باندی ہو اور وہ اس سے بچہ جی اور باندی کو اسکے شوہر نے خرید اور اسکو آزاد کر کے نکاح کیا اور وقت نکاح سے چھ مہینے یا زیادہ میں اس کے دوسرا لڑکا پیدا ہوا اور اس نے اسکے نسب کا انکار کیا تو قاضی دونوں کے درمیان لعان کرے لینگا اور بچہ ان کی طرف لازم کرے گا اور اگر وقت دوسرے نکاح سے چھ مہینے سے کم میں یا زیادہ میں پیدا ہوا ہے تو لعان نہ کرے لینگا اور بچہ شوہر کے نسب سے قرار پائے گا اور اگر وقت خرید سے چھ مہینے سے کم میں اسکے بچہ ہوا تو وقت انکار کے باہم دونوں سے لعان کرے لینگا اور بعد لعان کے بچہ ان کی طرف لازم کیا جائے گا اور اگر ام ولد مسلمان ہو تو انکار پر مرد کو حد باری جاوے گی اور اگر عورت نے مرد کی تصدیق کی کہ یہ بچہ تجھے نہیں ہے تو بچہ کے حق میں دو دونوں کی تصدیق نہ کی جائے گی یہ محیط میں ہے اور اگر اس سے نکاح نہیں کیا تو وقت عتق سے دو برس تک بچہ مرد کو نسباً لازم ہوگا اور اگر اسکی نفی کی تو حد مارا جائے گا کذا فی المیسوطہ

**چودھویں فصل** غلام تاجر و مکاتب کے دعوت نسب کے بیان میں۔ اگر عبد ماذون نے کوئی باندی خریدی اور اس سے وطی کی اس سے بچہ ہوا اور اس بچہ کا دعویٰ کیا تو نسب اس سے ثابت ہوگا اور غلام کو اس بچہ اور اسکی ماں کے قروضت کرے لینگا اختیار یہ یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مولیٰ نے اس باندی کو کسی غلام سے بیاہ دیا تو صحیح ہے جیسا کسی دوسری باندی کا نکاح کر دینا صحیح ہے۔ اور اگر بچہ جی تو اس سے نسب ثابت ہوگا اسی طرح اگر بدو ن اجازت مولیٰ کے اس باندی سے غلام نے نکاح کر لیا تو نسب بچہ اس سے ثابت ہوگا اگر اس کا اقرار کرے یہ میسوطہ میں ہے غلام ماذون اگر قرضدار ہو اسے باندی خرید کر اس سے وطی کی اور اس سے بچہ ہوا اور غلام نے اپنے نسب سے دعویٰ کیا اور مولیٰ نے اسکی تکذیب کی تو دعوت صحیح اور نسب غلام سے ثابت ہوگا اسی طرح اگر دعویٰ کیا کہ مولیٰ نے یہ باندی میرے واسطے حلال کر دی تھی اور مولیٰ نے اسکی تکذیب کی

لے تو قرضدار ہو اس سے اس طرح کہ اس حالت میں قرض و وقت میں بیاہ دیا تو صحیح ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے

تو بھی ایسی حکم ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر غلام مازون نے مولیٰ کی ایسی باندی کے بچہ کا جو ملکی تجارت میں سے نہیں ہو دعویٰ کیا اور کہا کہ مولیٰ نے اسکو میرے اوپر حلال کر دیا یا مجھ سے بیاہ دیا تھا پس اگر مولیٰ نے اس امر میں اسکی تکذیب کی تو نسب اس سے ثابت ہوگا و لیکن اگر مولیٰ نے اسکو آزاد کر دیا اور یہ غلام اسکا مالک ہو تو دعویٰ نکاح میں قیاساً و تحقیقاً ثابت ہوگا اور حلال کر دینے کے دعویٰ میں تحقیقاً ثابت ہوگا اور اگر مولیٰ نے اسکی تصدیق کی تو اس سے نسب ثابت ہوگا مگر نکاح میں خاصۃً تصدیق نکاح کی ضرورت ہے اور حلال کرنے کی دعوت میں ایک حلال کر دینے کی اور دوسری کہ یہ بچہ باندی کے اسی سے پیدا ہوا ہو دونوں باتوں کی تصدیق کی حاجت ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر اپنے مالک کے سوا کسی دوسرے کی باندی کے بچہ کا نکاح فاسد یا جائز سے غلام نے دعویٰ کیا اور اس باندی کے مالک نے تصدیق کی تو نسب اس سے ثابت ہوگا کذا فی الحادی۔ غلام نے ایک لفظ پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا اس باندی سے ہو جو میری جو رہی اور باندی نے اسکی تصدیق کی اور مولیٰ نے کہا کہ یہ میرا غلام ہے تو وہ مولیٰ کا غلام اور ان دونوں کا بیٹا ہو اور یہ قول امام ابو یوسف کا ہے اور امام محمد نے کہا کہ وہ ان دونوں کا بیٹا ہو اور آزاد ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کا قول ظہری کذا فی محیط لہ خیر۔ و منتفی میں لکھا ہے کہ غلام نے ایک لفظ پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا اس باندی سے ہو جو میری جو رہی تو نسب اسکا غلام سے ثابت اور آزاد ہوگا اور باندی سے ثابت ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر مکاتب کی باندی نے بچہ جنا اور مکاتب نے اسکا دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہے خواہ مولیٰ نے مکاتب کے قول کی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو اور یہ بچہ بھی مکاتب ہو جائیگا نہ اسکو فروخت کرے اور نہ اسکی ماں کو یہ محیط میں فصل دعوت نسب میں ہے۔ اگر مکاتب نے کسی لڑکے کے نسب کا دعویٰ کیا کہ یہ میری اس آزاد جو رہے میرا بیٹا ہے خواہ نکاح جائز سے یا فاسد سے اور عورت نے اسکی تصدیق کی تو اسکا بیٹا قرار دیا جائیگا کذا فی الحادی۔ اگر مکاتب نے کسی شخص کی باندی کے لڑکے پر نکاح یا مالک سے نسب کا دعویٰ کیا اور اس شخص نے تکذیب کی تو مثل آزاد کے مکاتب کی تصدیق نہ کی جائیگی پس اگر وہ آزاد کیا گیا اور کسی روز بھی اسکا مالک ہو تو مکاتب سے اسکا نسب ثابت ہو جائیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر مکاتب نے کوئی باندی خریدی وہ اس کے پاس چھ مہینے سے کم میں بچہ جنی پس اس مکاتب نے اسکا دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہے اور اگر مکاتب غلام مازون ہو تو دعوت صحیح نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر مکاتب نے کوئی باندی فروخت کی پس چھ مہینے سے کم میں بچہ جنی اور اس نے دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہے اور بچہ مع ماں کے اسکو واپس لے لیا کذا فی المبسوط۔ اور اگر غلام مازون نے دعویٰ کیا اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو دعوت صحیح نہیں ہے کذا فی المحيط۔ اگر مکاتب نے اپنے بیٹے کی باندی سے وطی کی اور بیٹا آزاد ہو یا عقد علیہ سے مکاتب ہو تو اگر بچہ پیدا ہو تو مکاتب کے دعویٰ سے اسکا نسب ثابت ہوگا اگر بیٹا اسکی تکذیب کرے کذا فی المبسوط پس اگر مکاتب آزاد کیا گیا اور اس لڑکے کا مع باندی کے کبھی ایک روز بھی مالک ہو تو لڑکے کا نسب مکاتب سے ثابت ہو جائیگا اور باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور اگر مکاتب کا یہ بیٹا جسکی باندی سے وطی کی ہو مکاتب ہونے کی حالت میں پیدا ہوا تھا یا مکاتب نے اسکو خرید لیا تھا پس اسکی باندی نے بچہ جنا اور مکاتب نے اسکا دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہے اور باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور یہ قیمت کا ضامن ہوگا کیونکہ جو کچھ کتابت کی حالت کے پیدا ہونے سے پہلے کی یا خریدنے سے پہلے کی کماٹی ہو وہ بمنزلہ اسکی کماٹی مال کے ہوتا ہے اس میں اسکا تصرف نافذ ہوگا کذا فی المحيط اگرچہ اسکا تہ کے بچہ کا دعویٰ کیا تو نسب ثابت ہوگا خواہ مکاتب اسکی

ملک اپنی نسب کا دعویٰ کرے



تصدیق کرے یا نہ کرے اور مولیٰ پر بچہ کی قیمت کی ضمانت نہیں ہو عقر اسپر واجب ہو اگر کتابت کے روز سے چھ مہینے سے زیادہ میں بچہ جنمی ہو اور اگر چھ مہینے سے کم میں جنمی ہو تو عقر بھی نہیں واجب ہو یہ حاوی میں ہو اور مکاتبہ کو اختیار دیا جائیگا چاہے کتابت کو باقی رکھے اور تمام کر دے یا نسخ کرے کذا فی المحیط۔ اور اگر مکاتبہ کا شوہر ہوا اور مولیٰ کی اسے تصدیق کی تو بچہ آزاد ہوگا اور نسب ثابت نہ ہوگا یہ محیط شری میں ہے۔ اگر مکاتبہ کی باندی کے بچہ کا دعویٰ کیا تو بدون تصدیق مکاتبہ کے دعوت صحیح نہیں ہو اور یہ حکم ظاہر الروایت کا ہے اور اگر مکاتبہ نے مولیٰ کی تصدیق کی تو نسب اس سے ثابت ہو جائیگا اور بچہ بقیمت آزاد ہوگا کہ مولیٰ بچہ کی قیمت مکاتبہ کو ادا کرے گا اور مکاتبہ کو باندی کا عقر بھی دیگا اور بچہ کی وہ قیمت معتبر ہوگی جو ولادت کے روز تھی اور یہ حکم اس وقت ہوگا کہ مکاتبہ کے یہ باندی خریدنے سے چھ مہینے میں باندی کے بچہ ہوا ہو اور اگر چھ مہینے سے کم میں بچہ ہوا ہو اور مولیٰ نے دعویٰ کیا تو بدون تصدیق مکاتبہ کے نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر مکاتبہ نے تصدیق کی یہاں تک کہ نسب ثابت ہو تو آزاد ہوگا ویسا ہی غلام باقی رہے گا کذا فی المحیط امام محمد رحمہ فرمایا کہ اگر مکاتبہ نے کوئی نابالغ غلام خریدا اور مولیٰ نے اس کا دعویٰ کیا تو جائز نہیں ہو اور اگر مکاتبہ نے اس کی تصدیق کی تو مولیٰ سے نسب ثابت ہوگا اور آزاد ہوگا یہ حاوی میں ہے۔ ایک شخص نے ایک غلام خرید کر مکاتبہ کو دیا پھر مکاتبہ نے اپنی ایک باندی کو مکاتبہ کی پھر مکاتبہ نے بچہ جنم لایا مولیٰ نے اس کا دعویٰ کیا پس اگر مکاتبہ نے اس کی تصدیق کی تو نسب ثابت ہوگا اور مکاتبہ کے واسطے اس کا عقر اسپر واجب ہوگا اگر وقت کتابت سے چھ مہینے سے زیادہ میں بچہ جنمی ہو اور اگر چھ مہینے سے کم میں جنمی ہو تو اس کا عقر مکاتبہ کو ملے گا پھر یہ بچہ اپنی ماں کے ساتھ مکاتبہ ہوگا پس اگر ماں نے بدل کتابت ادا کر دیا تو آزاد ہو جائیگی اور اسی کے ساتھ بچہ بھی اسکی تبعیت میں آزاد ہو جائیگا اور اگر عاجز ہوئی اور پھر ملوک ہو گئی تو مولیٰ دونوں کو قیمت لے لیگا اور مکاتبہ کی تصدیق کی ضرورت نہ ہوگی اگرچہ مولیٰ کا استحقاق دعوت نسب کے روز صاحب تصدیق کی تصدیق سے ثابت ہوا ہو اور بچہ کی وہ قیمت معتبر ہوگی جو مکاتبہ کے عاجز ہونے کے روز تھی اور اگر مکاتبہ نے اسکی تملک کی اور مکاتبہ نے تصدیق کی تو نسب ثابت نہ ہوگا اور بچہ اپنی ماں کے ساتھ مکاتبہ ہوگا اگر ماں نے بدل کتابت ادا کر دیا تو دونوں آزاد ہو جائیں گے اور اگر وہ عاجز ہو کر پھر ملوک ہو گئی تو مولیٰ سے نسب ثابت ہوگا اور بچہ بقیمت آزاد ہوگا مگر قیمت روز ولادت کی اس وقت معتبر ہوگی جبکہ روز کتابت سے چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہوا اور اگر روز کتابت سے چھ مہینے میں بچہ ہوا ہو تو عاجز ہونے کے روز کی قیمت معتبر ہوگی اور اگر دونوں نے مولیٰ کی تملک کی تو بچہ کا نسب ثابت نہ ہوگا اور بچہ اور اسکی ماں دونوں مکاتبہ کے مکاتبہ قرار پائیں گے پس اگر مکاتبہ نے مال کتابت ادا کر دیا تو دونوں آزاد ہو جائیں گے اور اگر عاجز ہوئی تو دونوں مکاتبہ کے ملوک ہوں گے اور نسب مولیٰ سے ثابت نہ ہوگا اور اگر دونوں نے مولیٰ کی تصدیق کی تو نسب ثابت ہو جائیگا پس اگر روز کتابت سے چھ مہینے سے کم میں بچہ ہوا ہو یہاں تک کہ ثابت ہو کہ نطفہ کا قرار یا نامکاتبہ کی ملک میں ہوا ہو تو بچہ بقیمت آزاد ہوگا اور بچہ کی قیمت مکاتبہ کو ملے گی اور ولادت کے روز کی قیمت معتبر ہوگی اور اگر چھ مہینے سے زیادہ میں پیدا ہوا ہو تو بچہ اس مکاتبہ کے ساتھ مکاتبہ ہوگا جب تک کہ مکاتبہ عاجز نہیں ہوئی ہو اور جب عاجز ہو گئی تو مولیٰ اس بچہ کو عاجز ہونے کے روز کی قیمت پر لے لے گا۔ پھر جس صورت میں کہ مکاتبہ نے تصدیق اور مکاتبہ نے تملک کی حتیٰ کہ نسب ثابت نہ ہو اور مکاتبہ ہنوز عاجز ہوئی اور مکاتبہ سے اپنا بدل کتابت ادا کر دیا اور آزاد ہو گیا پس اگر مکاتبہ نے وقت کتابت سے چھ مہینے سے

۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰



کم میں بچہ جنا تو مولیٰ سے نسب ثابت ہوگا اور بچہ بقیہ قیمت آزاد ہوگا اور یہ قیمت مکاتب کو بیگی اور یہ اس وقت ہو کہ بچہ ایسا  
 ناما منع ہو کہ اپنی ذات سے تعمیر نہ کر سکتا ہو اور اگر بڑا ہو گیا ہو اور مولیٰ نے دعویٰ کیا اور مکاتب نے اسکی تصدیق کی تو لڑکا  
 آزاد ہوگا اور حق نسب میں لڑکے کے قول کی طرف رجوع کیا جائیگا اور اگر وقت کتابت سے چھ مہینے سے زیادہ میں بچہ جنی  
 تو بچہ آزاد ہوگا بلکہ اپنی مان کے ساتھ مکاتب ہوگا اور مولیٰ سے اسکا نسب بھی ثابت ہوگا پھر اگر اسکے بعد مکاتبہ عاجز ہوئی اور  
 ملوک ہو گئی تو بچہ بقیہ قیمت آزاد اور مولیٰ سے ثابت نسب ہوگا۔ اور اگر عاجز نہ ہوئی بلکہ بدل کتابت ادا کر دیا تو آزاد ہو گئی  
 اور بچہ بھی اسکے ساتھ آزاد ہو گیا اور مولیٰ سے نسب مکاتبہ ثابت ہوگا لیکن اگر لڑکے نے بڑے ہو کر مولیٰ کی تصدیق کی تو اسکی  
 تصدیق سے نسب ثابت ہوگا پس قیمت مولیٰ پر لازم نہ آئیگی یہ محیط میں ہو۔ اگر مکاتبہ بدل کتابت ادا کر دیا اور آزاد  
 ہو گیا پھر مکاتبہ نے وقت عتق سے چھ مہینے سے کم اور وقت کتابت سے چھ مہینے میں بچہ جنا تو حکم وہ دیا جائیگا کہ جو قبل عتق  
 کے مکاتبہ کے جنے کا حکم تھا اور اگر وقت عتق سے چھ مہینے یا زیادہ میں بچہ جنی اور مولیٰ نے زعم کیا کہ عتق کے بعد کی وطی سے بچہ  
 پیدا ہوا ہو تو نسب ثابت ہوگا اور اگر تصدیق پائی گئی تو زانی شمار ہوگا چنانچہ اگر بعد عتق مکاتبہ کے نکاح کا دعویٰ کیا  
 پس اگر مکاتبہ نے تصدیق کی تو شہ نکاح ثابت ہوگا پس نسب ثابت ہوگا اور بچہ آزاد ہوگا اور اگر مکاتبہ آزاد نے نکاح کی  
 تصدیق کی اور مکاتبہ نے تکذیب کی تو نسب ثابت ہوگا لیکن اگر مکاتبہ عاجز ہو کر ملوک ہو گئی تو مکاتبہ آزاد شدہ کا اقرار  
 نکاح اسوقت نہیں نافذ ہوگا اور نسب مولیٰ سے ثابت ہوگا اور بچہ آزاد ہوگا اور اگر دعویٰ کیا کہ یہ بچہ عتق مکاتبہ سے پہلے کی  
 وطی سے پیدا ہوا ہو تو مولیٰ کی تصدیق نہ کی جاوے گی پس اگر مکاتبہ آزاد اور مکاتبہ دونوں نے اسکی تصدیق کی تو بچہ کا نسب ثابت ہوگا  
 اور بچہ آزاد ہوگا پس اگر مکاتبہ نے مال کتابت ادا کر دیا تو مع بچہ کے آزاد ہو جائیگی اور اگر عاجز ہو گئی تو بچہ بقیہ قیمت آزاد ہوگا اور  
 اگر مکاتبہ نے اسکی تصدیق کی اور مکاتبہ آزاد نے تکذیب کی تو نسب ثابت ہوگا اور بچہ غلام ہوگا پس اگر مکاتبہ عاجز ہوئی تو وہ  
 اور اسکا بچہ دونوں مکاتبہ آزاد کے ملوک ہونگے اور اگر مکاتبہ نے تصدیق کی کہ قبل عتق کے مولیٰ کی وطی سے پیدا ہوا ہو اور  
 مکاتبہ نے تکذیب کی تو نسب ثابت ہوگا لیکن اگر عاجز ہو گئی تو عاجز ہونے کے روز کی قیمت پر بچہ آزاد ہوگا۔ اسی طرح اگر  
 مکاتبہ نے مال کتابت ادا نہ کیا لیکن ادا کے لائق مال چھوڑ کر مر گیا اور بدل کتابت ادا کر دیا گیا پھر مکاتبہ عاجز ہو گئی تو بچہ  
 بقیہ قیمت آزاد ہوگا اور اسکی مان دارشان مکاتبہ کی ملوک ہوگی کذا فی شرح الزیادات

**پندرہویں فصل** متفرقات کے بیان میں۔ اگر ایک شخص مر گیا اور اسے عورت وام ولد چھوڑی اور وارث نے اقرار کیا  
 کہ اس نے یہ لڑکا میت کے نطفہ سے جنا ہو پس اگر وہ ان مقرر سے کوئی بھگڑا اور رو کر نے والا نہ ہو تو لڑکے کا نسب میت سے ثابت  
 ہو جائیگا اور وہ وارث ہوگا اور اقرار کرنے والوں میں کچھ تعدا دیا لفظ گو اسی شرط نہیں ہو اور اگر مقرر کوئی منافع  
 موجود ہو جو اسکے اقرار میں نزاع کرتا ہو تو باتفاق الروایات اقرار کرنے والوں کی تعدا و شرط ہو اور باتفاق الروایات اسکی  
 عدالت یعنی عادل ہونا شرط نہیں ہو اور مقرر کا بلفظ شہادت اقرار کرنا شرط ہونے میں دو روایتیں ہیں یہ محیط میں ہو۔ ایک  
 شخص کی لم ولد چھوڑ کر مر گیا اور مرنے سے دو برس تک کے درمیان میں اسکے ایک بچہ پیدا ہوا اور وارثوں نے نسب سے انکار کیا  
 تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک میت سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور زانی کی گواہی سے وارث ہوگا جتنا کہ دو گواہ گواہی نہ دین

فتاویٰ ہندیہ کتاب الدعوی باب چار دہم دعوی نسب

ولیکن اگر مولیٰ نے اپنی زندگی میں اقرار کیا تھا کہ یہ ام ولد مجھے حاملہ ہے تو دالی کی گواہی سے نسب ثابت ہوگا اور اگر وارثوں نے اقرار کیا تو مثل اقرار میت کے شمار ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ ایک شخص کے پاس ایک باندی ہے اُسے اُس سے وطی کی اور وہ اس سے بچہ جنمی پھر اُسکے بچہ کا دعویٰ کیا پھر کہا کہ یہ فلان شخص کی ام ولد تھی اُسے میرے ساتھ نکاح کر دیا تھا اس سے میرے نسب سے یہ بچہ ہوا ہے اور فلان شخص نے اسکی تصدیق کی اور باندی نے دونوں کے قول کی تصدیق کی یا تکذیب کی ولیکن مقرر کی ام ولد ہونیکے حکم قاضی سے پہلے اُسے دونوں کی تصدیق کی طرف رجوع کیا تو مقررہ کی ام ولد قرار دی جائیگی اور اُسکے بچہ کا حکم مثل اسکے حکم کے ہو جائیگے ہوگا پس جب مقررہ مرے تو دونوں آزاد ہو جائینگے پھر اگر اسکے بعد بچہ پڑا ہوا اور اُس نے باندی ام ولد کے اقرار کی تکذیب کی تو اسکی تکذیب کی طرف التفات نہ کیا جائیگا اور اگر باندی نے مقرر کے قول کی تکذیب کی اور نہ تصدیق کی یہاں تک کہ مرنے کی تو مقرر اور مقررہ کی تصدیق کی جائیگی حتیٰ کہ یہ بچہ مقررہ کا غلام قرار دیا جائیگا پس اگر بچہ بانہ ہوا اور اسے مقررہ کے غلام ہونے سے انکار کیا تو التفات نہ کیا جائیگا اور اگر باندی نے دونوں کی تکذیب کی اور اسی پر قائم رہی تو قاضی اسکو مقرر کی ام ولد قرار دیکر اور مقررہ کے ام ولد کے اعتبار سے قیمت مقررہ کی واسطے واجب ہوگی بعض مشلخ نے کہا کہ یہ موافق قول صاحبین کے ہے اور امام عظیم رحمہ کے نزدیک نہ مقرر کو قیمت اور نہ عقر کچھ دینا نہ پڑیگا اور اگر باندی نے دونوں کی تکذیب کی پس ہنوز قاضی نے حکم نہ دیا تھا کہ باندی مرنے کی توجہ کی بابت حکم دینے میں تاہلوع توقف کیا جائیگا پس اگر بچہ ہو کر اُسے مقرر کے قول تصدیق کی تو مقررہ کا غلام قرار دیا جائیگا اور اسکی مان مقررہ کی ام ولد ہوگی اور اگر تکذیب کرتا رہا تو قاضی اسکو مقرر کی طرف سے آزاد کرے گا اور اسکی مان مقررہ کی ام ولد ہوگی اور اگر باندی زندہ ہو اور بچہ اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہو پس مان نے مقرر کی تصدیق کی اور بچہ نے تکذیب کی تو بچہ آزاد اور باندی مقرر کی ام ولد ہوگی اسی طرح اگر مان نے مقرر کی تکذیب کی اور بچہ نے تصدیق کی تو بھی ایسا ہی ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص مر گیا اور ایک بیٹا چھوڑا پس ایک عورت نے اکر دعویٰ کیا کہ یہ میت سے میرا بیٹا ہے پس لوگ نے اسکی تصدیق کی اور عورت نے اس امر کے گواہ پیش کیے تو قاضی اُسکے نسب کی ڈگری کر گیا اور میت و عورت میں حجت کا حکم دیکر اور عورت میت کی وارث ہوئی۔ لکن فی الحادی۔ اگر دو عورتوں نے ایک بچہ کے نسب کا دعویٰ کیا اور ہر ایک عورت نے دو مرد یا ایک مرد و دو عورتین گواہ قائم کیں تو امام ابو یوسف و امام محمد رحمہ کے نزدیک کسی سے اُسکا نسب ثابت نہوگا اور امام عظیم رحمہ کے نزدیک دونوں سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے ایک عورت گواہ پیش کی تو موافق روایت ابو سلیمان کے امام عظیم رحمہ کے نزدیک اس حجت سے کسی کی ڈگری نہوگی اور موافق روایت ابو حفص کے دونوں کے نام نسب کی ڈگری ہوگی۔ اور اگر دونوں کے پاس حجت نہو تو باخلاص کسی کی ڈگری نہوگی مجموع النوازل میں ہے کہ اگر دو بچوں میں ایک مذکر اور دوسرا مؤنث ہو اور دونوں عورتوں میں سے ہر ایک نے مذکر کا دعویٰ کیا اور مؤنث کی نفی کی تو دونوں عورتوں کا دودھ تو لایا جائیگا جسکا بھاری ہوگا اُسی کے نام مذکر کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اگر زید کی باندی کے بچہ ہو پس اُسکے بھائی نے کہا کہ یہ شہم کے نکاح سے میرا بیٹا ہے اور زید نے انکار کیا تو مدعی کی تصدیق نہوگی اور یہی حکم چچا و دامون و باقی اہل قرابت کا ہے پس اگر مدعی اُسکا کسی روز مالک ہو اور نکاح صحیح یا فاسد مالک سے نسب کا دعویٰ کر چکا ہے تو نسب ثابت ہوگا اسی طرح اگر بیٹہ ہونے کا دعویٰ کیا اور یہ نہ کہا کہ میں نے اس باندی سے نکاح کیا ہے تو یہی حکم ہر ار اگر مان کا بچہ کے ساتھ یا بدون

اسکے مالک ہو انوکھی ام ولد ہو جائیگی اور اگر مدعی کا باپ جو مدعی کے قول سے منکر ہو اس بچہ کا مالک ہو تو مدعی سے نسب ثابت نہ ہوگا اور نہ بچہ آزاد ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر زید کی باندی بچہ جنی اُسکے بیٹے نے اس بچہ کے نسب کا دعویٰ کیا تو بدون باپ کی تصدیق کے دعوتِ صحیح نہیں ہے۔ اگر بیٹے نے نکاح کا دعویٰ کیا تو بھی بدون تصدیقِ باپ کے صحیح نہیں ہے۔ اور اگر بیٹے نے باپ کی رضا مندی سے یا بلا رضا مندی نکاح کر لینے کے گواہ قائم کیے تو بچہ کا نسب اُس سے ثابت اور آزاد ہو جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک غلام نابالغ کو آزاد کیا پھر دعویٰ کیا کہ میرا بیٹا ہے تو صحیح ہے خواہ اُسکے پاس پیدا ہوا ہو یا نہیں اور اگر بڑا ہو تو دیکھا جائیگا اگر اُس نے انکار کیا تو اسکا اقرار باطل ورنہ جائز ہوگا یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ ایک شخص نے ایک باندی آزاد کی اُسکا ایک بچہ ہے پھر یہ دعویٰ کیا بعد از انکہ باندی کو آزاد کر چکا ہے تو نسب سکولاً لازم ہوگا اور باندی آزاد پر عدت واجب ہوگی کذا فی محیط ایک غلام صنوبر و شخصوں میں مشترک ہے اُسکو ایک نے آزاد کر دیا پھر دوسرے نے اُسکے بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا تو صحیح ہے یہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور وہ دونوں کا آزاد کردہ شمار ہوگا بشرطیکہ دعوتِ مدعی دعوتِ تحریر ہو کہ اُسکی ملک میں نہ پیدا ہوا ہو اور اگر دعوتِ استیلا ہو کہ علق اُسکی ملک میں قرار پایا ہو تو آزاد کرنے والے کے لیے ادھی ولا ہوگی اور مدعی کو کچھ ولا نہ ہوگی اور صاحبین کے نزدیک کل غلام آزاد کرنے والے کی طرف سے آزاد ہو اور اگر دوسرے نے ایسے نابالغ آزاد کئے نسب کا دعویٰ کیا جسکا نسب معروف نہیں ہے تو اُسکا نسب اُسکی دعوتِ صحیح ہوگی۔ اور اگر خود آزاد کر نیوالے نے اُسکے نسب کا دعویٰ کیا تو امام اعظم کے نزدیک بدون دوسرے کی تصدیق کے دعوتِ صحیح نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک تمام صحیح ہے اور اگر بچہ بڑا ہو کہ اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہے پس اگر اُس نے اس امر کا اقرار کیا تو مدعی سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور اگر انکار کیا تو آزاد کرنے والے کی دعوتِ صحیح نہیں ہے اور دوسرے کی دعوتِ صحیح ہے اور یہ امام اعظم کے قول ہے اور صاحبین کے نزدیک کسی کی دعوتِ بدون اُسکی تصدیق کے صحیح نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر دو بچہ جوڑیا ہوں ایک کو آزاد کر کے دوسرے کے نسب کا دعویٰ کیا تو دونوں کا نسب ثابت اور حقیق باطل ہوگا یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ نو اور ابن سماعہ میں ہے کہ نے ایک باندی آزاد کی اُس نے عروس سے نکاح کیا اور وقت نکاح سے چھ مہینے سے کم میں بچہ جنی اور زید و عمر و دونوں نے دعویٰ کیا جسکی باندی آزاد تصدیق کرے اُسی کا ہوگا پس اگر شوہر کی تصدیق کی اور اُس نے نکاح فاسد یا وطی شہہ کا دعویٰ کیا تو نسب لازم ہوگا اسی طرح زید کو بھی بدون اُسکی تصدیق کے کچھ دعوت کا حصول نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک عورت کے پاس سے شوہر مرے کی خبر آئی اُس نے بعد عدت کے نکاح کیا اور بچہ جنی پس پہلا شوہر زندہ موجود ہو تو امام اعظم کے نزدیک ہر طرح بچہ پہلے شوہر کا اور امام ابو یوسف نے کہا کہ اگر نکاح ثانی سے وقت ولادت تک چھ مہینے سے کم ہوں تو پہلے شوہر کا اور اگر زیادہ ہوں تو دوسرے کا ہے اور امام محمد نے کہا کہ اگر دوسرے کی وطی کے وقت سے ولادت تک دو برس سے کم ہوں تو پہلے شوہر کا اور اگر زیادہ ہوں تو دوسرے شوہر کا ہے کذا فی الکافی۔ اور فقہ ابو الیث نے اپنی شرح دعوت مبسوط میں لکھا کہ امام محمد کا قول صحیح ہے اور ہم اسی کو لیتے ہیں یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور ابو حصہ حد بن سعد مرزی نے اسمعیل بن حماد سے انھوں نے عبد الکریم حر جانی سے انھوں نے امام اعظم رحمہ سے روایت کی کہ امام نے اس قول سے رجوع کر کے کہا کہ اولاد دوسرے شوہر کی ہوگی کذا فی محیط ایک شخص اپنی حریت کو چھوڑ کر غائب ہو گیا اور وہ نوجوان

ام ولد ہوئے کہ دعویٰ کرے کہ اُسکا نسب ثابت ہوگا یہ تاتار خانیہ میں ہے

دس برس کی ہو مشکا پس اُسے نکاح کر لیا اور چند اولاد ہوئیں تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سب اولاد پہلے شوہر کی ہونگی یہاں تک کہ دوسرے شوہر کو جائز ہو کہ اُنکو زکوٰۃ دے اور اُنکی گواہی اُسکے حق میں مقبول ہو اور عبد الکریم نے امام اعظم رحمہ اللہ سے روایت کی کہ اُنھوں نے اس قول سے رجوع کیا اور کہا کہ اولاد دوسرے شوہر کی ہو اور اسی پر فتویٰ ہو کہ کذا فی الوقعات المحسامیہ اور بالاجمل اگر پہلا شوہر آیا تو عورت اُسکو واپس کر دی جائیگی یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر کوئی عورت گرفتار ہو گئی اور اُس سے کسی حربی نے نکاح کیا اور چند اولاد ہوئیں تو بھی ایسا ہی اختلاف ہو کذا فی المبسوط۔ اور اگر ایک عورت نے طلاق کا دعویٰ کیا اور عدت میں بیٹھ کر بعد کو دوسرے سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی اور شوہر اول نے طلاق سے انکار کیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے کذا فی المحیط للشرعی۔ مجموع النوازل میں ہے کہ شیخ نجم الدین نسفی رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک نابالغہ سے اُسکے باپ کے نکاح کر دینے سے نکاح کیا پھر باپ مر گیا اور شوہر غائب ہے اور لڑکی جوان ہوئی اور اُسے دوسرے سے نکاح کر لیا پس غائب آیا اور اُسے دعویٰ کیا اور عورت انکار کر گئی اور شوہر کے پاس گواہ نہیں تھے یہاں تک کہ اُنکی ڈگری نہ ہوئی بلکہ دوسرے کی ڈگری ہوئی اُس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور پہلے شوہر کا ایک بیٹا دوسری جورد سے ہے تو اس بیٹے اور اس دختر میں نکاح جائز ہو یا نہیں تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر لڑکا نابالغ ہے تو جائز نہیں ہے کیونکہ لڑکے کے باپ کے زعم میں ہے کہ لڑکی کی مان میری جورد ہے اور لڑکی اُسکے فراش سے ہوئی ہے پس لڑکی بیٹی ہے لیکن اگر لڑکا جوان ہوا اور خود اُسے اس لڑکی سے نکاح کیا تو جائز ہونا چاہیے کیونکہ اقرار سپرد دوسرے پر نافذ نہوایہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کی جورد سے نکاح کیا اور وہ بچہ جنی پس لڑکی نے دعویٰ کیا کہ نکاح کو ایک مہینہ ہوا اور دوسرے نے ایک برس کا دعویٰ کیا تو ایک سال کے مدعی کی ڈگری ہوگی اور دونوں سے اثبات نسب کا حکم ہوگا اور اگر دونوں نے تصدیق کی کہ اُسے ایک مہینے سے نکاح کیا ہو تو نسب ثابت ہوگا اور اگر باہمی ایک ماہ کی تصدیق کی بعد اُسے گواہ دیے کہ ایک سال سے نکاح کیا ہو تو گواہ مقبول ہونگے یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے مرض میں کہا کہ یہ لڑکا میری ان دونوں باندیوں میں سے ایک سے میرا بیٹا ہے پھر مر گیا تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ غلام جمیع مال سے آزاد اور ہر باندی اپنے نصف قیمت کے واسطے سعی کرے اور نصف اسکا تہائی مال سے آزاد ہوگا یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے اقرار کیا کہ یہ لڑکا میری اس باندی سے میرا بیٹا ہے پھر مر گیا پس اُسکے دوسرے بیٹوں نے گواہ قائم کیے کہ ہمارے باپ نے اس باندی کو اس لڑکے کے پیدا ہونے سے تین برس پہلے اس غلام کے ساتھ بیاہ دیا تھا پس یہ لڑکا اس غلام کے فراش سے پیدا ہوا اور غلام و باندی دونوں مشک میں تو اُنکے گواہ مقبول نہونگے یہ محیط شرعی میں ہے۔ اور اگر لڑکا و باندی اسکے مدعی ہوں تو ان دونوں کی گواہی مقبول ہوگی کیونکہ ان دونوں کی غرض اس گواہی پیش کرنے سے یہ ہے کہ اپنا حق یعنی نکاح ہونا ثابت کرین اور لڑکا آزاد ہو جائیگا اور باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی پھر اگر یہ اقرار مولیٰ سے اسکی صحت میں صادر ہوا تو لڑکا تمام مال سے آزاد ہوگا اور اگر مرض میں ہوا تو تہائی مال سے آزاد ہوگا اسی طرح اگر لڑکے نے ایسا دعویٰ کیا تو بھی گواہ مقبول ہونگے اور حکم اسکا مثل حکم لڑکے و باندی دونوں کے دعویٰ کرنا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر باندی نے یا لڑکے نے نکاح کا دعویٰ کیا تو تین گواہ مقبول ہونگے کیونکہ یہ اثبات نسب کے واسطے ہونگے کیونکہ نسب حق لڑکے کا ہے پس جب اُسے گواہ ہوں سے نکاح ثابت کر دیا کہ غلام سے ہوا ہے تو



بعض اصحاب نے فرمایا کہ چاہے چوتھائی کو چوتھائی کے عوض بے یا ترک کر دے اور بعض اصحاب نے فرمایا کہ چاہے نصف کو نصف کے عوض بے یا ترک کر دے اور اگر ہنوز کسی نے کچھ اختیار نہ کیا تھا کہ مستحق نے نصف غلام میں اجازت دیدی یا مشتری کو بہرہ یا صدقہ میں دیکر سپرد کر دیا تو مشتری غلام کا خیاباطل ہوگا مشتری دار کا یا قریباً یہ محیط میں ہے۔ زید نے عمرو سے غلام خریدا اور بکر کے ہاتھ فروخت کیا پھر زید نے دوبارہ خرید اور اسکے ہاتھ سے استحقاق میں لے لیا گیا تو عمرو سے دام واپس کر سکتا ہے ایسا ہی شمس الاسلام محمود اور زندی کا فتوے منقول ہے اور یہ حکم اس روایت کے موافق صحیح ہو سکتا ہے کہ جس میں مذکور ہے کہ استحقاق کے ثبوت سے تمام بیع جیسقدر واقع ہوئی ہوں فرخ ہو جاتی ہیں لیکن موافق ظاہر الروایت کے اگر مستحق کے مالک ہونے کا حکم کیا جاوے تو تمام بیعوں کا فسخ ہوتا واجب نہیں پس زید کا فروخت کرنا اور دوبارہ خریدنا بحالہ باقی ہے پس عمرو سے واپس نہیں کر سکتا بلکہ بکر سے واپس کرے پھر بکر اس سے واپس کرے پھر یہ عمرو سے واپس کرے یہ فضول عمادیہ میں ہے۔ ایک نے دوسرے سے ایک گھڑ خریدا اور اسپر قبضہ کیا اور اس سے استحقاق میں لے لیا گیا پس مستحق نے مشتری سے کہا کہ جو دام تو نے بائع کو دیے ہیں وہ مجھے لے لے اُس نے لیے پھر مستحق نے چاہا کہ جو کچھ مشتری کو دیا ہے اسکو واپس کرے تو بعض مشائخ نے کہا کہ واجب ہے کہ اسکو یہ اختیار ہو بنا براس روایت کے حسین مذکور ہے کہ مستحق کیواسطے ملک کا حکم ہونے سے تمام بیع فسخ ہو جاتی ہیں اور موافق ظاہر الروایت کے واپس لے سکتا ہے۔ اور اگر مشتری نے بائع سے اپنے داموں کا مطالبہ کیا اور مستحق نے مشتری سے کہا کہ مجھے اپنے دام لے لے اُس نے لیے پھر مستحق نے واپس کر لینے کا قصد کیا تو باتفاق الروایات ایسا نہیں کر سکتا یہ ذخیرہ میں ہے۔ امام محمد نے زیادات میں ذکر کیا کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام خریدا اور اسپر قبضہ کر لیا اور ایک شخص نے مشتری کے لیے ضمان درک کر لی کہ جو کچھ آئندہ پیدا ہو از قسم استحقاق وغیرہ تو میں تیرے واسطے ثمن کا ضامن ہوں پھر مشتری نے زید کے ہاتھ فروخت کیا اور دیدیا پھر زید نے عمرو کے ہاتھ فروخت کر کے سپرد کر دیا پھر کسی مستحق نے عمرو پر گواہ پیش کر کے ڈگری کرالی تو یہ حکم اس مشتری عمرو اور تمام یا ثعون پر جاری ہوگا حتیٰ کہ اگر عمرو یا کسی بائع نے مستحق پر اپنی ملک مطلق کے گواہ قائم کیے تو مقبول نہ ہونگے اور ہر دو مشتری اپنے بائع سے بدون اعادہ گواہوں کے دام واپس کر سکتے ہیں لیکن جنبتا کسی بائع سے دام واپس نہ کیے جا دیں تب تک وہ اپنے بائع سے واپس نہیں کر سکتا ہے چنانچہ جب تک زید سے عمرو واپس نہ کرے تب تک زید اپنے بائع سے نہیں واپس لے سکتا ہے اور نہ زید کا بائع یعنی مشتری اول اپنے بائع سے قبل رجوع درمیانی مشتری کے واپس لے سکتا ہے اور نہ مشتری اول ضمان درک کفیل سے لے سکتا ہے اور آیا ہر مشتری کو اس امر کے گواہ وقت ثمن واپس کرنے کے پیش کوئے چاہیے ہیں کہ مجھے ثمن واپس لیا گیا یا نہیں پس دیکھنا چاہیے کہ اگر قاضی کو معلوم نہیں کہ اس سے دام وصول کر لیے گئے ہیں مثلاً کسی دوسرے قاضی کے پاس اس سے دام واپس لیے گئے تو گواہ لازم ہے اور اگر قاضی کو معلوم ہے تو ضرورت نہیں ہے اور اگر اس صورت میں غلام استحقاق میں لیا نہ گیا بلکہ اُسے عمرو پر اپنی اصلی آزادی کے گواہ قائم کر کے کلم آزادی حاصل کر لیا تو ہر ایک مشتری اپنے بائع سے اپنے دام قبل اپنے واپس لینے کے لے سکتا ہے سید طح مشتری اول بھی کفیل سے قبل اسکے کہ خود دام واپس کرے دام بھرے سکتا ہے اور اگر اس صورت میں غلام نے اصلی آزادی کے گواہ نہ دیے یا بیرون عوی کیا کہ میں فلان شخص کا غلام تھا اُسے مجھے کس مال سے آزاد کیا اور اس کے گواہ پیش کر کے بائع کو واپس لے



یہی گواہ پیش کیے کہ میرا غلام تھا میں نے اسکو ایک سال سے آزاد کیا ہو اور تاریخ آزادی کی سب فروخت کی تاریخوں سے سابق ہو اور قاضی نے حکم دیدیا تو ہر مشتری اپنے بالغ سے قبل دام واپس دینے کے لے سکتا ہو اس طرح اگر تاریخ معلوم نہ ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح اگر غلام نے یا کسی شخص نے یہ گواہ قائم کیے کہ میرا غلام تھا میں نے اسکو مدبر کر دیا ہو۔ اسکو ایک سال کا عرصہ ہو یا بچے غلام کے باندی تھی کہ اسنے گواہ قائم کیے کہ میں فلان شخص کی ایک سال سے ام ولد ہوں یا کسی شخص نے اس امر کے گواہ قائم کیے اور تدبیر یا استیلا کی تاریخ سب فروخت کی تاریخوں سے سابق ہو یا تاریخ بالکل معلوم نہیں ہوتی ہو اور قاضی نے حکم دیدیا تو بھی یہی حکم ہے کہ ہر مشتری اپنے واپس دینے سے پہلے دام واپس لے سکتا ہو اور اگر مدبر کرنے یا آزاد کرنے یا ام ولد بنانے کی تاریخ سب فروخت کی تاریخوں سے بعد ہو مثلاً غلام یا باندی نے اخیر کے مشتری پر گواہ پیش کیے کہ میں فلان کا غلام یا اسکی باندی ہوں کہ اسنے مجھے اس مشتری اخیر کے خریدنے کے بعد آزاد کیا یا مدبر یا ام ولد بنایا ہو یا کسی شخص نے اس امر کے گواہ قائم کیے اور قاضی نے اس پر ڈگری کر دی تو یہ حکم اور ملک مطلق کی ڈگری دونوں یکساں ہیں۔ اور اگر اس غلام کی عتق تاریخ بیچ کی تاریخوں کے بیچ میں واقع ہو کہ بعض تاریخ عتق سے پہلے اور بعض بعد میں تو قبل عتق میں ہر مشتری اپنے بالغ سے اپنے دام قبل اپنے واپس دینے کے نہیں لے سکتا ہے اور جو بعد عتق کے بیچ واقع ہوئی اس میں ہر مشتری اپنے بالغ سے اپنے واپس کرنے سے پہلے اپنے دام واپس لے سکتا ہے اعتباراً للبعض بالکل یہ محیط میں ہو۔ امام محمدؒ نے زیادات میں فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک باندی خریدی اور اس پر قصہ کر لیا پھر ایک متقی نے گواہوں سے استحقاق ثابت کر کے باندی لے لی تو مشتری اپنے بالغ سے دام واپس کر لیا یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر مشتری نے متقی کی ملک ہونے کا اقرار کر دیا یا قسم لیکٹی اور اسنے انکار کیا اور متقی کی ڈگری ہو گئی پھر اپنے بالغ سے دام واپس لینے چاہے تو اسکو یہ اختیار نہیں اور اگر گواہ قائم کیے کہ بالغ نے اقرار کیا ہو کہ یہ بیچ متقی کی ملک ہو تو واپس لے سکتا ہو اور اگر اسنے پاس گواہ نہ ہوں اور چاہے کہ بالغ سے اس امر کی قسم لے کہ میں نے متقی کی ملک ہو نیکا اقرار نہیں کیا ہو تو قسم لے سکتا ہے کذا فی الخلاصہ پس اگر بالغ نے قسم سے نکول کیا تو میں واپس کر لیا کذا فی الوجیز للکوری اور اگر مشتری نے اپنے اقرار یا نکول کے بعد اس امر کے گواہ قائم کرنے چاہے کہ یہ بیچ متقی کی ملک ہو اور مراد اسکی یہ ہے کہ بالغ سے دام واپس کرے تو سماعت نہ ہوگی اور اگر باندی کا کوئی مستحق نہ پیدا ہوا بلکہ اسنے اپنی اصلی آزادی کا دعویٰ کیا اور مشتری نے اسکی اصلی آزادی کا اقرار کیا یا قسم سے انکار کیا اور قاضی نے باندی کی اصلی حرج ہو نیکی ڈگری کر دی تو اپنے بالغ سے دام واپس نہیں لے سکتا ہو اور اگر بالغ نے مقولہ مشتری سے انکار کیا اور مشتری نے کہا کہ میں اصلی آزادی کے گواہ دیتا ہوں تو مقبول ہو سکے۔ اور اگر متقی نے مشتری پر یہ دعویٰ کیا کہ یہ باندی میری ہے میں نے اسکو آزاد یا مدبر یا ام ولد بنایا ہو اور مشتری نے اسکا اقرار کیا یا قسم سے نکول کیا تو بھی اپنے دام بالغ سے نہیں لے سکتا ہو پس اگر مشتری نے بالغ پر اس امر کے گواہ قائم کرنے چاہے تاکہ میں واپس کرے تو دیکھا جائیگا کہ اگر اسنے گواہوں نے عتق مطلق کی بدون تاریخ کے گواہی دی یا اسی تاریخ بیان کی کہ خرید کی تاریخ سے پہلے ہو تو گواہی مقبول اور اپنے دام واپس لیا اور اگر بعد خرید کے عتق واقع ہو نیکی تاریخ بیان کی تو گواہی مقبول نہ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو امام محمدؒ نے زیادات میں فرمایا کہ ایک باندی جو عبد اللہ کے پاس ہو پس ابراہیم نے محمد سے کہا کہ اسے محمد یہ باندی جو عبد اللہ کے پاس ہو میری باندی تھی میں نے تیرے ہاتھ ہزار دم کو فروخت کر کے تیرے سپرد کر دی تھی اور تونے دام نہیں دیے تھے دیکھیں عبد اللہؒ



تجھ پر غلبہ پا کر تجھے غصب کر لی اور محمد نے اس کے سب قول کی تصدیق کی اور عبد اللہ اس سب سے منکر ہو اور کہتا ہے کہ میری باندی ہو تو عبد اللہ کا قول باندی کے باب میں معتبر ہوگا اور سن کی ڈگری ابراہیم کے نام محمد پر ہوگی یہ محیط میں ہے پھر اگر اس باندی کو عبد اللہ سے کسی شخص نے ملک مطلق یا ملک نتائج کے گواہ پیش کر کے لے لیا تو محمد کچھ دام ابراہیم سے واپس نہیں کر سکتا ہے اور اگر محمد نے مستحق پر اس مر کے گواہ قائم کیے کہ یہ میری باندی ہو میں نے ابراہیم سے خریدی ہو در حالیکہ وہ اس کا مالک تھا اور میں نے اس پر قبضہ کر لیا تو اس کے نام باندی کی ڈگری ہو جائیگی پھر اگر مستحق نے محمد پر نتائج کے گواہ پیش کیے تو محمد مستحق کے نام ڈگری کی اور محمد اپنے دام ابراہیم سے واپس کر لیا یہ محیط مشرعی میں ہے۔ اور اگر باندی کا کوئی مستحق نہ پیدا ہوا لیکن باندی نے عبد اللہ پر گواہ قائم کیے کہ میں اصلی آزاد ہوں اور قاضی نے یہ حکم دیدیا تو محمد اپنے دام ابراہیم سے واپس لیگا۔ اس طرح اگر عبد اللہ نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ میری باندی تھی میں نے اس کو آزاد یا مدبر باہم ولد بنایا ہو اور قاضی نے حکم دیدیا تو محمد اپنے دام ابراہیم سے واپس لیگا اور اس طرح اگر باندی نے عتق یا تدبیر یا استیلا دے گواہ بدوین تاریخ کے پیش کیے تو بھی یہی حکم ہو اور اگر تاریخ بیان کی تو دیکھنا چاہیے کہ اگر ابراہیم و محمد کے درمیان بیع واقع ہوئی تاریخ عتق وغیرہ کے بعد ہو تو محمد اپنے دام ابراہیم سے واپس لیگا اور اگر عتق یا تدبیر یا استیلا و مثلاً ایک سال سے واقع ہو گیا دعویٰ کرتی ہو اور گواہ یہی گواہی دیتے ہیں اور ان دونوں کی بیع واقع ہوئی تاریخ دو برس پہلے یعنی اس سے پہلے ہو تو دام واپس نہیں کر سکتا ہے۔ اور اگر باندی نے عبد اللہ پر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ اس نے مجھے مکاتب کر دیا ہو اور قاضی نے حکم دیدیا تو محمد اپنے دام ابراہیم سے نہیں لے سکتا ہے لیکن اگر باندی نے بدل کتابت اور کر دیا اور آزاد ہو گئی تو ثبوت محمد اپنے دام ابراہیم سے واپس کر سکتا ہے کذا فی الحیطہ۔ اور اگر عبد اللہ نے اقرار کیا کہ میں نے یہ باندی محمد سے سودینار کو خریدی اور قبضہ لیا اور دام دیدیے ہیں اور محمد نے اس کی تصدیق کی پھر باہمی تصدیق کے بعد عبد اللہ کے پاس سے یہ باندی استحقاق میں لے لی گئی تو عبد اللہ اپنے دام محمد سے اور محمد اپنے دام ابراہیم سے لے لیگا اور اگر عبد اللہ کے پاس سے باندی استحقاق میں لے جانے کے بعد اس طرح باہمی تصدیق کی تو عبد اللہ اپنے دام محمد سے لے سکتا ہے اور محمد اپنے دام ابراہیم سے نہیں لے سکتا ہے اسی طرح اگر عبد اللہ نے محمد سے خریدنے کا اقرار کیا اور محمد حاضر یا غائب تھا اور ہنوز کسی طرف سے کوئی تصدیق یا تکذیب نہیں پائی گئی پھر عبد اللہ کے ہاتھ سے باندی استحقاق میں لی گئی پھر محمد نے اس کے قول کی تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر محمد نے کہا کہ میں ابراہیم پر اس مر کے گواہ قائم کرنا ہوں کہ عبد اللہ نے مجھ سے وہ باندی خریدی تھی اور مراد اس کی یہ ہے کہ ابراہیم سے سن واپس کرے تو گواہ مقبول ہو گئے۔ اس طرح اگر محمد نے اس مر کے گواہ دیے کہ ابراہیم نے قبل اس کے کہ عبد اللہ کے پاس سے باندی استحقاق میں لے لیا وہ عبد اللہ نے مجھ سے خریدنے کے دعویٰ کی تصدیق کی ہو تو بھی گواہ مقبول اور اپنے دام ابراہیم سے واپس کر سکتا ہے اور اگر محمد عبد اللہ نے باہمی تصدیق کی کہ محمد نے باندی عبد اللہ کو ہبہ کر کے سپرد کر دی یا صدقہ کر کے سپرد کر دی تو صورت ثانی و ثالث میں محمد اپنے دام ابراہیم سے نہیں لے سکتا ہے اور صورت اول میں لے سکتا ہے۔ ہذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص نے ہزار درہم کہ ایک باندی خریدی اور دام دیدیے اور باندی پر ہنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ کسی شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری باندی ہو اور مشرعی و بائع دونوں حاضر ہیں اور قاضی نے سچ کی ڈگری کر دی پھر بائع یا مشتری نے دعویٰ کیا کہ بائع نے مشتری کے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے یہ باندی اسی سچ سے خریدی تھی اور گواہ قائم کیے تو مقبول ہو گئے

اور اگر مشتری نے بعد تحقیق ثابت ہونے کے قاضی سے درخواست کی کہ بائع سے کہا جاوے کہ بیع میرے سپرد کر دے یا بیع توڑ  
 دیا جاوے تو قاضی بیع توڑ دیکھا اور مشتری اپنے دام بائع سے وصول کر لیا۔ پھر اگر قاضی کے بیع فسخ کر دینے کے بعد بائع  
 کو اس امر کے گواہ دستیاب ہوئے کہ میں نے قبل فروخت کرنے کے مستحق سے یہ باندی خریدی تھی تو فسخ بیع اپنے حال پر ویسا ہی  
 باقی رہے گا کیونکہ وہ ظاہر و باطن میں نافذ ہو چکا ہے اور اگر دونوں میں سے کسی نے بیع کی اجازت دینی چاہی تو اتنی ہو سکتا  
 ہے اور اگر مشتری نے باندی پر قبضہ کر لیا پھر اسکے ہاتھ سے استحقاق میں لے لیا اور مشتری نے بائع سے من لے لیا پھر بائع  
 نے مستحق سے خریدنے کے گواہ پائے اور مستحق پر پیش کر کے اپنی ڈگری کرائی پھر چاہا کہ باندی مشتری کے ذمہ ڈالے تو صاحبین  
 کے نزدیک اسکو یہ اختیار ہے اور بقیاس قول ابو حنیفہؒ اسکو یہ اختیار نہیں ہے اور بیع عود نہ کرے گی اور یہ حکم اس وقت ہے کہ  
 قاضی نے مشتری کے نام بائع سے من واپس لینے کا حکم کر دیا پھر بائع کو مستحق سے خریدنے کے گواہ دستیاب ہوئے اور اگر مشتری  
 کے نام یہ حکم نہیں کیا تھا کہ بائع نے مستحق پر قبل فروخت کے خریدنے کے گواہ قائم کر کے اپنے نام باندی کی ڈگری کرائی تو باندی  
 مشتری کو ملے گی پھر اگر قاضی نے بائع پر داموں کی ڈگری کر دی پھر بائع نے گواہ قائم کیے تو ویسا ہی اختلاف مذکور جاری  
 ہوگا۔ اگر مشتری نے باندی لینی چاہی اور باندی نے انکار کیا تو دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر بائع نے اسکے ذمہ لازم کر نیک  
 قصد کیا تو اسکو اختیار ہے اور اگر مشتری نے بائع سے خصوصیت نہ لی و لیکن اس سے دام طلب کیے اسے دیدے یا فسخ قبول کیا  
 پھر بائع نے مستحق سے خریدنے کے گواہ پیش کیے اور باندی کی اس کے نام ڈگری ہوئی تو دونوں میں سے کسی کو اختیار نہیں ہے کہ باندی  
 دوسرے کے ذمہ ڈالے اور اگر بائع نے مستحق سے خریدنے کے گواہ نہ قائم کیے بلکہ اس امر کے گواہ دیے کہ میری ملک میں پیدا ہوئی تھی  
 تو یہ صورت اور مستحق سے خریدنے کی صورت یہاں یکساں ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک باندی خریدی وہ بچہ جنی یا درخت خریدے کہ اس میں  
 پھل آئے اور بچہ پھل اسی پر پختے کہ گواہ پیش کر کے ایک شخص نے اسکا استحقاق ثابت کیا اور بچہ مشتری کے قبضہ میں ہے تو باندی و  
 درخت کی ڈگری میں بچہ پھل بھی تابع ہونگے اور اس میں اختلاف ہے کہ پھل بچہ کی نسبت علیہ خاص حکم ہونا چاہیے یا نہیں پس بعض  
 نے کہا کہ اصل میں ڈگری ہونا ہی فرع کی ڈگری ہے اور صدر الشہید نے فرمایا کہ فرع کا حکم بھی ہونا ضروری ہے چنانچہ اس صورت میں کہ پھل  
 یا بچہ مشتری کے پاس ہے بلکہ دوسرے کے قبضہ میں ہو تو فرع کا حکم علیہ ہونا شرط ہے اور اگر باندی مشتری سے بچہ جنی تو بچہ خصوصیت کے  
 روز کی قیمت پر آزاد ہوگا اور بقدر قیمت بائع سے واپس لیا اور اگر بچہ مرگیا تو مشتری پر کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر قاتل سے  
 دس ہزار درم لینے مستحق کو صرف اتنی قیمت دیکھا اور اگر مرگیا اور مال کثیر چھوڑ گیا تو سب مشتری کا ہے اور بائع کو کچھ ڈانڈ نہ دیکھا اور مشتری  
 اعتراف واجب ہوگا اور اگر باندی نے کچھ مال کمایا یا کچھ اسکو ہبہ کیا گیا تو مستحق اسکو مع اس کمائی کے لے لیا اور مشتری بائع پر سے  
 تصرف من وصول کر سکتا ہے یہ وجہ کر دہی میں ہے۔ اگر کسی سے انگو کے درخت خریدے یا زمین و درخت خرما سب خریدے اور قبضہ  
 کر لیا پھر فقط میدان زمین کا استحقاق ثابت کیا گیا تو مشتری کو اختیار ہے کہ درخت بائع کو واپس کر کے پورا من اس سے واپس  
 لےوے یہ ذریعہ میں ہے۔ ایک گھوڑا مع زمین کے خریدادہ استحقاق میں لے لیا گیا تو پورا من واپس کرے اور اگر بدون زمین کے استحقاق  
 لیا گیا تو بقدر حصہ کے واپس سے جیسا زمین کے ضائع ہو جائے صورت میں حکم ہے اور اگر زمین باقی ہو اور مشتری نے اس کو واپس  
 کرنا اور پورا من واپس لینا چاہا اور بائع نے انکار کیا تو اسکو یہ اختیار ہے کہ زمین کر دہی میں ہے۔ ایک شخص نے زمین خریدی اور

اُسین درخت بوئے وہ درخت اُسے پھر زمین استحقاق میں لے لیگی تو مشتری سے کہا جائیگا کہ اپنے درخت اُکھاڑے اور اگر اُکھاڑنا زمین کو ضرر ہو تو مستحق سے کہا جائیگا کہ تجھ کو اختیار ہے چاہے ان درختوں کو رہنے دے اور مشتری کو درختوں کی قیمت اُکھڑے ہوئے کے حساب سے دیدے اور یہ درخت تیرے ہو جائینگے یا اُسکو اُکھاڑنے کی اجازت دے اور جو کچھ تیری زمین کو نقصان ہوگا وہ نقصان مشتری دیدیگا پس اگر اُس نے درخت اُکھاڑنے کا حکم کیا اور مشتری نے اُکھاڑ ڈلے پھر بائع پر قابو پایا تو مشتری اُس سے اپنا بوراشن واپس لیگا اور درختوں کی قیمت یا جو کچھ نقصان زمین ادا کیا ہو اُس سے نہیں لے سکتا ہو۔ اور اگر مستحق نے مشتری کو درختوں کی قیمت دینا پسند کیا اور قیمت دیکر درخت اپنے واسطے رہنے دیے پھر مشتری نے بائع کو پایا تو بائع سے اپنے دام وصول کر گیا اور درختوں کی قیمت نہیں لے سکتا ہو اور مستحق کو بھی بائع یا مشتری کسی سے نقصان زمین لینے کا اختیار نہیں ہو یہ سب امام عظیم رحمہ دامام ابو یوسف کا قول ہے۔ اور اگر زمین کا کوئی مستحق ظاہر نہ ہو ابیان تک کہ درختوں میں پھل آگئے خواہ یک گئے یا نہیں پکے پھر ایک مستحق نے اگر زمین کا استحقاق ثابت کیا اور مشتری سے درخت اُکھاڑ لینے کا مطالبہ کیا تو اُسکو اختیار ہے پس اگر زمین کا بائع حاضر ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ بائع سے درختوں کی قیمت زمین میں جے ہوئے کے حساب سے لے لے اور اُسی طرح بائع کے سپرد کر دے اور پھلوں کی قیمت نہیں لے سکتا ہے اور مشتری پر پھل توڑ لینے کے واسطے جبر کیا جائیگا خواہ پکے ہوں یا پکے ہوں اور بائع پر جبر کیا جائیگا کہ درخت اُکھاڑے یہ فتاویٰ قاضی خان بن ہوئے بائع نے ایک شخص کو مشتری پریشن کے واسطے حوالہ کیا اور مشتری نے محال نہ کوئن ادا کر دیا پھر یہ گھر جسکا مشن ادا کیا ہو مشتری کے پاس سے مستحق میں لے لیا گیا تو مجموع النوازل میں شیخ الاسلام علی سعذی سے منقول ہے کہ مشتری بائع سے اپنے دام وصول کرے پھر شیخ رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ اگر بائع کو نہ پاوے تو محال نہ سے وصول کرے فرمایا کہ نہیں اور جامع میں ہے کہ مشتری کو اختیار ہے چاہے قاضی سے وصول کرے یا بائع سے۔ اگر کوئی چیز وکیل سے خریدی تو وقت استحقاق ثابت ہونے کے مشتری وکیل سے دام لیگا بشرطیکہ مشتری نے وکیل کوئن ادا کیا ہو اور اگر موکل کو دیا ہو تو وکیل سے کہا جائیگا کہ اپنے موکل سے وصول کرے مشتری کے سپرد کرے یہ ذخیرہ میں ہے مجموع النوازل میں ہے کہ دو شخصوں میں ایک باندی کی بیع واقع ہوئی پھر جبکہ قاضی وہ باندی استحقاق میں لے لیگی اور مشتری نے بائع سے دام وصول کر لیے پھر امامون کے فتویٰ سے ظاہر ہوا کہ حکم قضا فاسد تھا پس بائع نے مستحق سے وہ باندی لے لی تو مستحق علیہ یعنی مشتری یا اُسکے قائم مقام کو وہ باندی واپس کر لینے کا اختیار نہیں ہو کذا فی الخلاصہ۔ ایک نے دوسرے سے قراض کسی قدر ثمن معلوم کو خریدی اور مشتری نے ایک حمار معین قراض کے دامون میں مشکو کو دیا جسکی قیمت چالیس ہے پس اگر قراض میں استحقاق ثابت ہو تو مشتری اپنے بائع سے مشکو وصول کر لیگا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک باندی خرید کر قبضہ کیا پھر ایک شخص نے اگر باندی کا دعویٰ کیا اور مشتری نے اقرار کیا کہ یہ مدعی کی ہو اور بائع نے مشتری کی اس امر میں تصدیق کی کہ یہ اسی مدعی کی ہو اور مشتری نے بائع سے دام وصول کرنے چاہے پس بائع نے کہا کہ وہ باندی مدعی کی اس وجہ سے ہوگئی کہ تو نے اُسکو سہہ کر دی تھی تو بائع کا قول قبول ہوگا اور مشتری اُس سے دام نہیں لے سکتا ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر مشتری سے دو گواہوں کی گواہی پر لیگی اور خود مشہود علیہ یعنی مشتری نے گواہوں کی تحویل کی تو

امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ میں گواہوں کا حال دریافت کرونگا اگر انکی تعدیل ہوگئی تو مشہود علیہ یعنی مشتری یا اسکا قائم مقام  
 بائع سے اپنے دام وصول کر لے گا اور اگر تعدیل نہ ہوئی تو مشہود علیہ پر انکی گواہی سے ڈگری ہو جائیگی کیونکہ خود اسنے انکی تعدیل کی  
 ہے لیکن مشہود علیہ اپنے بائع سے دام وصول نہیں کر سکتا ہے اور یہ صورت بمنزلہ خود اقرار کرنے کے قرار دی جائیگی یہ فصول عمادیہ میں  
 ہے امام محمدؒ نے جامع کبیر میں فرمایا ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام ہزار درہم کو خریدنا اور مشتری کے حکم سے کسی کفیل نے  
 اسکی طرف سے ثمن کی ضمانت کرنی اور کفیل نے بائع کو دام ادا کر دیے اور غائب ہو گیا اور غلام مشتری کے پاس سے استحقاق  
 میں لے لیا گیا یا وہ آزاد یا بدربار یا مکاتب ٹھکرایا باندی تھی کہ ام ولد ثابت ہوئی پس مشتری نے اپنے بائع سے ثمن واپس لینا  
 چاہا تو دیکھا جائیگا کہ اگر کفیل نے جو کچھ دیا تھا وہ مشتری سے لے لیا ہے تو مشتری بائع سے لے سکتا ہے اور اگر مشتری سے  
 نہیں لیا ہے تو مشتری بائع سے نہیں لے سکتا ہے پھر جب کفیل حاضر ہوا تو اسکو اختیار ہے چاہے بائع سے وصول کرے یا مشتری سے  
 لیوے پس اگر اسنے بائع سے لے لیا تو بائع مشتری سے نہیں لے سکتا ہے اور اگر مشتری سے لے لیا تو مشتری بائع سے واپس لے گا اور اگر  
 کفیل کے حاضر ہونے کے بعد مشتری نے بائع کا پیچھا پکڑنا چاہا یا قبل اسکے کفیل مشتری سے لینا اختیار کرے تو مشتری کو یہ  
 اختیار نہیں ہے اور اگر کفالت نہ ہو بلکہ اداسے ثمن کا حکم کیا ہو اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہو تو سب صورتوں میں بمنزلہ کفالت  
 کے ہے۔ اور اگر ان اسباب میں سے جو ہم نے کفالت میں ذکر کیے کوئی نہ ہو لیکن قبضہ سے پہلے غلام مر گیا اور کفیل دام ادا کر کے  
 غائب ہو گیا ہے تو مشتری کو اختیار ہے کہ بائع سے ثمن وصول کرے خواہ کفیل نے مشتری سے لیا ہو یا نہ لیا ہو۔ اور اگر اس صورت  
 میں کفیل حاضر ہوا یا کفیل موجود ہی ہو تو کفیل کو اختیار نہیں کہ بائع سے دام واپس کرے۔ اور اگر غلام نہیں مر بلکہ کسی سبب  
 سے دونوں میں بیع فسخ ہوگئی پس اگر ایسے سبب سے فسخ ہوئی کہ وہ ہر وجہ سے فسخ ہو مثلاً بعد قبضہ کے سبب عیب کے حکم قاضی یا  
 قبل قبضہ کے حکم قاضی یا بلا حکم قاضی واپس کیا یا خیار ردیت یا خیار شرط کی وجہ سے واپس کیا تو اسکا حکم مثل قبضہ سے پہلے  
 غلام کے مر جانے کی صورت کے حکم کے ہے اسی طرح اگر مشتری نے دوسرے کو حکم کیا کہ میری طرف سے دام ادا کر دے اسنے ادا کر دیے  
 پھر مشتری کو سپرد کرنے سے پہلے بائع کے پاس غلام مر گیا تو سب صورتوں میں مشتری ہی بائع سے دام وصول کرے گا۔ اور اگر کفالت  
 بدون حکم مشتری کے ہو پھر دونوں میں ہر وجہ سے بیع فسخ ہوگئی تو کفیل کو اختیار ہے کہ بائع سے ثمن وصول کرے اور کفیل کو مشتری  
 سے لینے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ اور اگر فسخ بیع ان دونوں کے حق میں ہوئی اور حق ثالث میں بیع جدید قرار پائی جیسے اقالہ یا بعد  
 قبضہ کے سبب عیب کے بدون حکم قاضی واپس کرنا تو کفیل کو بائع سے واپس لینے کا کچھ اختیار نہیں ہے اور حق قبضہ مشتری کو  
 پہونچتا ہے اور جو قبضہ کیا اور وصول کیا وہ کفیل کا ہے نہ مشتری کا۔ اور اگر کفالت نہ ہو بلکہ بدون حکم مشتری کے کسی شخص نے  
 ثمن ادا کر دیا تو تمام صورتوں میں وہی جواب ہو گا جو بلا حکم مشتری کفالت کرنے کی صورت میں ہم نے ذکر کیا ہے۔ اگر کفالت بحکم  
 مشتری ہو پس کفیل نے پچاس دینار پر بائع سے ثمن کے عوض صلح کر لی تو کفیل کو اختیار ہے کہ مشتری سے درم لیوے نہ دینار۔ پھر اگر غلام  
 استحقاق میں لیا گیا اور کفیل غائب ہے پھر حاضر ہوا تو اسکو بائع کا پیچھا کرنا دیناروں کی واسطے روا ہے اور کفیل کو مشتری کی طرف  
 کوئی راہ نہیں ہے خواہ یہ استحقاق اسی مجلس میں ہو یا مجلس سے افتراق کے بعد ہو دونوں برابر ہیں اور ایسے ہی اگر بائع نے کفیل  
 کے ہاتھ وہ درہم جسکی اسنے کفالت کی ہے دیناروں کے عوض فروخت کر دیے پھر غلام میں استحقاق ثابت ہوا تو بیع باطل ہوگئی

اور ادا نام محمد رح کی بیع و صلح کے درمیان مساوات سے یہ ہے کہ دونوں کے مجلس سے جدا ہونے کے بعد مساوی مین اور اگر دونوں کے مجلس میں موجود ہونے کی حالت میں تحقیق ثابت ہو تو بیع باطل نہوگی اور صلح باطل ہو جائیگی اور اگر غلام میں تحقیق ثابت نہو تو لیکن بائع کے قبضہ میں مر گیا حالانکہ کفیل بائع کے ہاتھ درمون کے عوض بچا پس دینار کو فروخت کر چکا ہو اور بائع نے اس سے لیکر وصول کر لیے ہیں تو مشتری کو اختیار ہے کہ بائع سے ہزار درم وصول کرے اور کفیل کو بائع سے لینے کی کوئی راہ نہیں ہو اسی طرح اگر کفیل نے بائع سے بچا پس دینار پر صلح کی ہو تو بھی ایسا ہی ہو مگر صلح میں بائع کو اختیار ہے چاہے بچا پس دینار واپس کرے یا ہزار درم پھر دے اور بیع میں بلا اختیار ہزار درم واپس کر گیا پھر صلح میں اگر بائع نے ہزار درم واپس کرنا اختیار کیا تو مشتری ہی اس کو وصول کر لے گا اور اگر بچا پس دینار واپس کرنے چاہے تو خود کفیل اس کو وصول کر لے گا اور کفیل کو مشتری سے لینے کی کوئی راہ نہیں ہو اگر مشتری نے کسی شخص کو حکم کیا کہ میری طرف سے بدون کفالت کے ثمن ادا کرے پس اس شخص نے بچا پس دینار بعض ثمن کے بائع کے ہاتھ فروخت کیے تو جائز ہو اسی طرح اگر بچا پس دینار پر صلح کی تو بھی جائز ہے اور اگر کفیل نے بدون حکم مشتری کے ثمن کی کفالت کرنی پھر کفیل نے بائع کے ہاتھ ثمن کے عوض بچا پس دینار فروخت کیے یا اس قدر دیناروں پر صلح کر لی پھر مشتری کے قبضہ سے پہلے غلام مر گیا یا انہیں تحقیق ثابت ہو تو مشتری کو بائع سے واپس کرنے کی کوئی راہ نہیں ہو لیکن کفیل بائع سے واپس کر گیا اور صلح کی صورت میں بائع مختار ہو گا چاہے درم واپس کرے یا دنیا دے اور بیع میں اختیار نہو گا اور اگر کفالت بھی نہو اور نہ اداسے قرض کا حکم کیا ہو لیکن اس شخص نے حسان کی راہ سے آ کر اپنے نینا بعض اس ثمن کے جو مشتری پر ہی بائع کے ہاتھ فروخت کیے یا ثمن کے عوض صلح کر لی تو ہر حال میں بیع باطل ہو لیکن صلح میں اگر یہ شرط لگائی کہ اس شرط پر دینار پر صلح کرنا ہوں کہ جو تیرا ثمن مشتری پر ہی وہ میرا ہو تو باطل ہو اور اگر یہ شرط لگائی کہ اس شرط پر صلح کی مشتری ثمن سے بری ہو تو جائز ہو اور اگر صلح کو مطلقا چھوڑا اس میں مشتری کے بری ہونے یا ثمن کا اپنے تین مالک کرانے کی کوئی تصریح نہ کی تو بھی جائز ہے پھر اگر غلام میں تحقیق ثابت ہو تو بائع پر دیناروں کا واپس کرنا مصلح کو واجب ہو گا اور اگر غلام مر گیا تو بائع کو اختیار ہے چاہے کفیل کو دینار واپس کرے یا درم بکذا فی الحیطہ اور اگر کفیل نے جید درمون کی کفالت کی اور نہرو ادا کیے تو مشتری سے جید لے گا اور اگر غلام تحقیق میں لیا گیا تو بائع یا مشتری سے نہرو لے سکتا ہو اور اگر نہرو کی کفالت کی اور جید ادا کیے تو نہرو لے سکتا ہو اور اگر غلام میں تحقیق ثابت ہو تو بائع سے جید درم واپس لے سکتا ہے اور مشتری سے نہرو لے سکتا ہو اور مشتری بائع سے جید لے گا کذا فی الکافی اور اگر غلام میں تحقیق ثابت نہو لیکن قبضہ سے پہلے غلام مشتری کے پاس مر گیا اور کفیل نے جسکا التزام کیا تھا اس سے ناقص ادا کر چکا ہے تو کفیل کو بائع سے لینے کی کوئی راہ نہیں ہو لیکن مشتری سے ہزار درم نہرو لے لے گا اور اگر کفیل نے جسکا التزام کیا تھا اس سے جید ادا کیے ہیں پھر غلام بائع کے قبضہ میں مر گیا تو کفیل کو بائع سے لینے کی کوئی راہ نہوگی لیکن کفیل مشتری سے وہ درم لے سکتا ہو جسکی اس نے کفالت کی ہو اور مشتری بائع سے ویسے درم لے گا جو کفیل نے بائع کو دیے ہیں یعنی جید درم لے گا اور اگر مشتری نے کسی شخص کو حکم دیا کہ میری طرف سے بلا کفالت ثمن ادا کر دے پس اس شخص نے مامورہ سے فضل درم ادا کیے تو مشتری سے ویسے ہی لے سکتا ہو جیسے ادا کرنے کے وسط اس نے حکم کیا ہو اور اگر مامورہ سے ردی ادا کیے تو جیسے ادا کیے ہیں ویسے ہی واپس لے سکتا ہو پس اگر غلام تحقیق میں لیا گیا

تو اس شخص کو اختیار ہے چاہے مشتری کا بیچا کرے یا بائع کا بیچا کرے پس اگر بائع سے واپس کرنا چاہے تو ویسے ہی لے سکتا ہے جیسے اس نے وصول کیے ہیں اور اگر مشتری سے لینا چاہے تو مثل ادا کیے ہوئے کے لیگا بشرطیکہ ادا کیے ہوئے درم نامور بہ سے ردی ہوں اور اگر جید ہوں تو جیسے ادا کرنے کا حکم تھا ویسے واپس لے سکتا ہے پھر مشتری بائع سے ویسے لے سکتا ہے جیسے اس نے نامور سے وصول کیے ہیں۔ اور اگر غلام میں استحقاق ثابت نہ ہو بلکہ قبضہ سے پہلے مر گیا تو شخص نامور کو بائع سے لینے کی کوئی راہ نہیں ہے لیکن مشتری بائع سے جیسے ادا کیے ہیں ویسے واپس لیگا بشرطیکہ نامور بہ سے ردی ادا کیے ہوں اور اگر جید ادا کیے ہیں تو بائع سے ویسے واپس لے سکتا ہے جیسے ادا کرنے کا حکم کیا تھا یہ محیط میں لکھا ہے اگر کسی شخص نے مشتری کے واسطے اس طرح ضمانت کی کہ اگر استحقاق ظاہر ہو تو میں من کا ضامن ہوں تو جائز ہے لیکن جب مستحق نے حکم قاضی میں مشتری سے لے لی تو کفیل سے اسکو درم وصول کرنا اسوقت تک ہوگا کہ جب بائع پر شن واپس کرنا واجب ہو جائے اور بائع پر فسخ بیع پر شن واجب ہوگا اور فسخ اس طور سے ہوگا کہ مشتری بائع سے شن واپس طلب کرے پس قاضی دونوں میں بیع فسخ کر دیگا اور شن بائع پر واجب ہوگا اور اسوقت مشتری کو اختیار ہوگا چاہے بائع سے وصول کرے یا کفیل سے پس اگر کفیل سے لیا اور کفالت بلا حکم تھی تو کفیل بائع سے نہیں لے سکتا ہے لیکن بائع بعد استحقاق ظاہر ہو کر ڈگری ہو جانے کے اپنے بائع سے شن لے سکتا ہے یہ فصول عادیہ میں ہے۔ اگر مدعی نے مدعا علیہ کو کوئی چیز دیدی اور گھر لے گیا پھر اس میں زمین سمین دعویٰ ارفع ہوا تو استحقاق ظاہر ہوا تو دینے والا دی ہوئی چیز کو واپس نہیں لے سکتا ہے یہ وجیز کردی میں ہے۔ اگر دیناروں کے حق سے درم پر صلح کر لی اور قبضہ کر لیا پھر اس میں بعد جدائی کے استحقاق ظاہر ہوا تو دینار واپس لیگا یہ فصول عادیہ میں ہے۔ اگر سود درم اس کے نصف پر صلح کر لی اور بدل لے لیا پھر بدل میں استحقاق ظاہر ہوا تو اس کے مثل واپس لے اور تمام قرضہ اول واپس نہیں لے سکتا ہے یہ وجیز کردی میں ہے اور اگر درم من سے ایک کرے ہوں پر صلح کر لی تو جائز ہے پھر اگر زمین استحقاق ثابت ہو یا عیب پا کر اسکو واپس کر دیا تو اپنا اصل حق لے سکتا ہے یعنی درم جو پھر اصلی میں واپس لے سکتا ہے یہ فصول عادیہ میں ہے۔

**سوطھوان باب دعویٰ غرر کے بیان میں** اگر کسی شخص نے کوئی باندی بطور فاسد یا جائز خریدی یا مجبہ یا صدقہ یا ہبت سے اسکا مالک ہوا پھر اس شخص سے اس کے چند اولاد ہوئیں پھر اس شخص نے استحقاق ثابت کیا تو مستحق کے نام باندی سے اولاد کی ڈگری ہو جائیگی مگر جبکہ یہ ثابت ہو کہ اس شخص مستولہ نہ دھوکا کھایا اور اس کے ثبوت کے واسطے خرید یا ہبہ وغیرہ کے گواہ ہونا ضرور ہیں اور جب اسے گواہ قائم کیے تو مستولہ کا دھوکا کھانا ثابت ہو جائیگا تو اسوقت قاضی مستحق کے نام باندی اور بچہ کی قیمت اور باندی کے عقر کی ڈگری کرے گی اور مشتری ہمارے نزدیک اس شخص سے جس نے اسکو مالک کیا ہے خواہ بائع ہو یا واپس ہو عقر واپس نہیں لے سکتا ہے اور خرید کی صورت میں بچہ کی قیمت الیہ واپس لے سکتا ہے اور در صورت ہبہ واسطے نظائر میں واپس نہیں لے سکتا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور در خصوصیت کی قیمت اولاد کی مستحق ہوگی اور جو اولاد دروز خصوصیت سے پہلے مر گئی اسکی قیمت کا مستولہ بالکل ضامن ہوگا یہ وجیز کردی میں ہے اور غرر اسکو کہتے ہیں کہ کوئی شخص باندی خریدے یا بذریعہ ہبہ و وصیت وغیرہ اسباب مالک کے اسکا مالک ہو اور رام ولد بناوے پھر گواہوں سے ظاہر ہو کہ یہ دوسرے کی ملک ہے تو ان مسئلوں میں بچہ قیمت آزاد ہوگا یہ کافی میں ہے۔ ایک باندی نے ایک شخص کے پاس کریمان کیا کہ میں آزاد ہوں



اسے اسی پر اس سے نکاح کر لیا اور ایک بچہ ہوا پھر باندی کے مالک نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری باندی ہے اور ڈگری ہو گئی تو بچہ کی ڈگری بھی مالک کے نام ہوگی و لیکن اگر شوہر اس کے گواہ قائم کرے کہ میں نے اس سے اسی بنا پر نکاح کیا تھا کہ یہ آزاد ہے تو ایسے گواہوں سے اولاد کی سبب آزادی یعنی غرور ثابت ہوگا اور آزادی کی صورت میں اس کے مالک کی ڈگری ہونے کی کوئی راہ نہیں ہو مگر باپ پر اس کی قیمت اپنے مال سے فی الحال وقت حکم قاضی واقع ہونے کے واجب ہوگی یہ بمسوطین ہو۔ اور جو اولاد خطا سے قتل ہوئی اور باپ نے اس کی دیت جگہ قاضی سے لی تو وہ صورت استحقاق روز قتل کی قیمت مستبر ہوگی اور اگر دیت میں سے کچھ نہیں لیا ہو تو اسپر بچہ کی قیمت کی ڈگری نہ ہوگی اور اگر دیت میں سے بقدر قیمت لے لی تو قیمت کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اس مقبول لڑکے کا کوئی لڑکا ہو کہ اسے سب دیت و میراث باپ کے ساتھ لے لی اور دیت میں بقدر قیمت یا کم کچھ مال برآمد ہوا تو باپ پر اسی قدر کی ڈگری باپ کے مال سے بچاؤ گی اور دیت اور ترکہ اسپر میں سے قیمت کی ڈگری نہ ہوگی یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر خود باپ نے قتل کیا تو اس کی قیمت ڈانڈ دیگا کذا فی النہی اور اگر مستولہ کر گیا اور اسپر چند قرضے میں تو مستحق بھی قرضوں میں شامل کیا جائیگا اور لڑکے کی ولاد باندی کے مولیٰ کو نہ ملیگی اگرچہ آزادی اس کے مولیٰ کی طرف سے اعتبار کی گئی اس واسطے کہ آزادی مستحق کی طرف سے اعتبار کرنا صرف اس واسطے ہے کہ مستولہ پر ضمانت واجب ہوتا لیکن ہو مگر باقی احکام میں لڑکے کا حکم مثل آزادوں کے ہے اور اسی سے ہم نے کہا کہ مستولہ سے مستحق کو قیمت ولد کی ضمان لینے کا اختیار ہو و لیکن اگر مستحق اس بچہ کا کوئی ذورحم محرم ہو تو بسبب قرابت کے یہ اعتبار نہیں ہو سکتا ہو کہ مستحق کی طرف سے بچہ آزاد ہوا لہذا ضمانت میں لے سکتا ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر باپ کے پاس سال امر کے گواہ نہ ہوں کہ میں نے باندی سے اس بنا پر نکاح کیا کہ یہ حرہ ہے اور مستحق سے علم پر قسم طلب کی تو مستحق سے قسم بچاؤ گی یہ بمسوطین ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کو خبر دی کہ یہ عورت حرہ ہے اسے اسی بنا پر اس سے نکاح کر لیا اور خبر دینے والے نے نکاح کر لیا اور اولاد ہوئی پھر ایک شخص نے عورت پر اپنی باندی ہونیکا استحقاق ثابت کیا اور قاضی نے بچہ کو بقیت آزاد کیا اور شوہر نے بشرط آزادی اس سے نکاح کیا تھا تو مستولہ بچہ کی قیمت خبر دینے والے سے بھر لیگا اور اگر خبر دینے والے نے اس سے نکاح نہیں کر لیا بلکہ عورت نے خود اس سے نکاح کر لیا اس بنا پر کہ وہ حرہ ہے تو مستولہ اس باندی سے بعد از آزادی ہونے کے بچہ کی قیمت لے سکتا ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر کسی شخص بکر کو ایک باندی نے دھوکا دیا کہ میں زید کی باندی ہوں اسی پر زید سے بکر نے خرید لی اور ام ولد بنا پھر عمرو نے استحقاق ثابت کر کے لے لی تو بکر اپنا ثمن اور بچہ کی قیمت زید سے لیگا نہ باندی سے یہ بمسوطین ہے اگر زید نے ایک باندی خریدی اور قبضہ کر کے عمرو کے ہاتھ فروخت کر دی اور عمرو سے اس کے اولاد ہوئی پھر بکر نے استحقاق ثابت کر کے لے لی تو عمرو اپنا ثمن اور بچہ کی قیمت اپنے ہاتھ سے لے سکتا ہو اور دوسرا ہاتھ اپنے ہاتھ سے بچہ کی قیمت نہیں لے سکتا ہے یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے کذا فی فتاویٰ قاضی خان اگر زید و عمرو نے ایک باندی خریدی پھر ایک نے اپنا حصہ دوسرے شریک کو سب کر دیا اور باندی کے اس سے اولاد ہوئی اور بکر نے استحقاق ثابت کر کے باندی لے لی اور اولاد کی قیمت لے لی تو جس نے ام ولد بنایا ہو وہ آدھا ثمن اور آدھی قیمت اولاد کی ہاتھ سے بھر لیگا اور ہمہ کنیوالے سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اور وہاں ہاتھ اپنے ہاتھ سے آدھا ثمن لے سکتا ہو اور اولاد کی کچھ قیمت نہیں لے سکتا ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر ایک باندی دو شخصوں میں مشترک ہو اس کے



ایک بچہ پیدا ہوا پس ایک شخص نے اس کا دعویٰ کیا اور باندی کی آدمی قیمت اور آدھا عقر اپنے شریک کو دیدیا پھر کسی شخص نے استحقاق ثابت کر کے باندی اور بچہ کی قیمت اور عقر لے لیا تو مستول اپنے بارے سے آدھا شن اور آدمی قیمت اور شریک سے باندی کی آدمی قیمت اور آدھا عقر واپس لے لیا اور شریک سے اولاد کی قیمت میں کچھ نہیں لے سکتا ہوا اور شریک اپنے بارے سے آدھا شن واپس لے لیا یہ مسوط میں ہر دو شخصوں نے ایک یتیم کے دمی سے ایک باندی خریدی اور ایک نے اس کو ام ولد بنایا پھر باندی استحقاق میں لے لیگی تو بچہ قیمت آزاد ہو گا اور مستول دمی سے بچہ کی قیمت آدمی لے لیا اور آدمی باقی قیمت بچہ کی اپنے شریک سے نہیں لے سکتا ہوا اگرچہ باقی آدمی کو اسے شریک سے خریدایا پھر دمی مال ضمان کو یتیم سے لے لیا اس طرح اگر نابالغ کے باپ نے فروخت کیا ہو تو مال یتیم سے لے لینے میں دو لون برابر ہیں۔ اس طرح اگر فروخت کر نیو الا وکیل یا مستضع ہو تو اس سے واپس کر سکتا ہے جبکہ واسطے بیچ قرار پائی ہو اس طرح اگر نابالغ مضارب ہو اور باندی میں بیچ ہو تو بچہ اس کو بچہ کی قیمت دینی پڑی ہو وہ رہا مال سے لے لیا اور اگر باندی کے فروخت میں نفع ہو تو رہا مال سے بچہ کی قیمت میں بقدر راسل مال اور رہا مال کے حصہ نفع کے واپس کر لے گی یہ محیط میں ہے ایک باندی ایک مرد سے بچہ جنی پھر اس میں استحقاق ثابت ہوا پس طی کر نیوالے نے کہا کہ میں نے سکون فلان شخص سے خریدایا اور فلان شخص نے اس کی تصدیق کی اور حق نے دونوں کی تصدیق نہ کی تو بچہ حق کا غلام قرار دیا جائیگا مگر پہلے حق سے اس مری قسم لی جاوے گی کہ وہ شن میں نہیں جانتا ہوں کہ اسے باندی کو فلان شخص سے خریدایا اور اگر مستحق نے اقرار کیا اور نابالغ نے انکار کیا تو بچہ آزاد اور باپ پر اس کی قیمت واجب ہوگی اور نابالغ سے واپس نہیں لے سکتا ہوا اور اگر مستحق نے اقرار کیا ان دونوں نے اقرار نہ کیا تو اس کے اقرار پر بچہ بلا قیمت آزاد ہو جائیگا یہ محیط شخصی میں ہے۔ اگر مکاتب یا غلام نے مولیٰ کی اجازت سے کسی آزاد عورت سے نکاح کیا اس اولاد ہوئی پھر عورت میں استحقاق ثابت ہوا اور حق کے نام اس کی ڈگری ہو گئی تو امام اعظم رحمہ کے قول اور امام ابو یوسف رحمہ کے دوسرے قول کے موافق بچہ غلام ہی اسی طرح اگر مکاتب نے اس باندی کی خرید میں دھوکا کھایا تو بھی یہی حکم ہے یہ مسوط میں ہے۔ اگر کسی کی ام ولد یا بدبرہ یا مکاتبہ کو کسی اجنبی سے خرید اور اس سے جملع کیا پس اس سے بچہ پیدا ہوا تو مستول پر بچہ کی قیمت اور عقر مدبرہ کے اور ام ولد کے مالک کو دینا واجب ہوگی اور مکاتبہ کو عقر اور بچہ کی قیمت دینا پڑے گی یہ محیط میں ہے۔ ایک مکاتبہ نے اپنے آپ کو ظاہر کیا کہ میں آزاد ہوں اسی پر دوسرے شخص سے نکاح کیا پھر معلوم ہوا کہ یہ مکاتبہ ہی تو امام ابو یوسف رحمہ کے دوسرے قول کے موافق مستول اس مکاتبہ کو واسطے ضامن ہو گا یہ ذخیرہ میں ہے۔ مکاتب یا غلام مازون نے ایک باندی فروخت کی اور مشتری نے اس کو ام ولد بنایا پھر وہ استحقاق میں لے لی گئی تو مستول بچہ کی قیمت بارے سے پھر لے لیا یہ مسوط میں ہے۔ مورث نے اگر وارث کے ہاتھ باندی فروخت کی اس نے ام ولد بنایا تو وقت استحقاق ثابت ہونے کے وارث مورث سے بچہ کی قیمت لے سکتا ہے یعنی اگر مورث مر گیا تو وارث اس کے مال سے ماسوا حصہ میراث کے یہ مال لے سکتا ہے اور جس شخص کو واسطے باندی کی وصیت کر دی وہ وصیت کرنے والے کے بارے سے ام ولد بنانے اور استحقاق ثابت ہونے کے بعد بچہ کی قیمت نہیں لے سکتا ہے نہ سبب عیب کے اس کو واپس کر سکتا ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر مرض نے اپنے مرض موت میں اقرار کیا کہ یہ باندی فلان شخص کی میرے پاس وصیت ہے پھر وارث نے اس کے مرے کے بعد باندی سے وطی کی اور اس سے بچہ ہوا حالانکہ وارث کو اقرار مورث کا علم ہے پھر باندی پر استحقاق ثابت ہوا تو مستحق کے نام باندی اور بچہ دونوں کی ڈگری ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے ایک شخص کو ایک باندی باپ سے ورثہ ملی اس نے

ام ولد بنائی پھر اس میں اتفاق ثابت ہوا تو بچہ قیمت آزاد ہوگا پھر ثمن اور بچہ کی قیمت مورث کے بائع سے واپس لیگا بخلاف موصی لہ  
 کے کہ اگر اس نے باندی کو ام ولد بنایا پھر اس میں اتفاق ثابت ہوا تو وصیت کرتے والے کے بائع سے واپس نہیں لے سکتا۔ ایک شخص مر گیا  
 اور ایک بیٹا اور باندی چھوڑی اور اس کا ترکہ قرض میں ڈوبا ہوا ہی پھر بیٹے نے باندی سے وطی کی اس کے بچہ ہوا تو باندی قرضہ میں  
 فروخت کیجا ویگی اور بیٹا باندی کا عقر اور بچہ کی قیمت قرضہ اہوں کو ڈانڈ بھر لیا یہ محیطہ خسی میں ہے۔ اور اگر کسی نے اگر گواہ قائم  
 کیے کہ یہ میری باندی ہے تو اس کے نام باندی و عقر و بچہ کی قیمت کی ڈگری ہوگی یہ محیطہ میں ہے۔ اور اگر قرضہ محیطہ نہ ہو تو باندی کی قیمت  
 اور اس کے عقر کا ضامن ہوگا اور اس سے قرضہ ادا کیا جائیگا اور باقی میراث رہیگا اور بچہ کی قیمت کا ضامن ہوگا اور یہ حکم اس وقت  
 ہے کہ قرضہ باندی کی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو اور اگر کم ہو تو بقدر قرض کے ضامن اور عقر کی ڈانڈ لگایا یہ محیطہ خسی میں ہے۔ ایک  
 شخص نے غصب کی ہوئی باندی خریدی حالانکہ جانتا ہے کہ بائع غاصب ہو یا ایسی عورت سے نکاح کیا جو کہتی ہے کہ میں خرہ ہوں  
 حالانکہ اس کو معلوم ہے کہ یہ چھوٹی ہے اور اس کو ام ولد بنایا تو بچہ غلام ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر باندی خریدی حالانکہ جانتا ہے  
 کہ یہ باندی غیر کی ہے نہیں بائع نے کہا کہ اس کے مالک نے مجھے اسے فروخت کرنے کا وکیل کیا ہے یا وہ مر گیا اور مجھے وصی کو لیا ہے اس  
 بنا پر اس کے ہاتھ فروخت کر دی اور مشتری نے اس کو ام ولد بنایا پھر مالک نے حاضر ہو کر وکالت سے انکار کیا تو اس کو اختیار ہے  
 کہ باندی کو اور بچہ کی قیمت کو لے لے پھر مشتری اپنے بائع سے اپنا ثمن اور بچہ کی قیمت واپس لیگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر  
 کسی کو وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک باندی خرید دے اس نے خرید دی اور موکل کے مال سے دام دیدیے اور موکل نے  
 اس کو ام ولد بنایا پھر باندی میں اتفاق ثابت ہوا تو مستحق اس باندی کو اور بچہ کی قیمت اور باندی کا عقر موکل سے لے لیگا نہ  
 وکیل سے اور موکل اپنا ثمن اور بچہ کی قیمت بائع سے لے لیگا و لیکن اس باب میں بائع سے خصومت کرنا وکیل کے ذمہ نہیں  
 اگر بائع نے مستولد کے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کیا اور مستولد نے گواہ قائم کیے کہ فلان شخص نے میرے حکم سے یہ باندی اس  
 سے خریدی اور میرے مال سے دام دیدیے میں تو مشتری بائع کی طرف سے دھوکا کھانے والا شمار ہوگا اور بائع سے ثمن اور بچہ  
 کی قیمت لے سکتا ہے اور وکیل ہی اس باب میں والی خصومت ہوگا۔ اور اگر مستولد کے گواہوں نے خرید کی گواہی دی اور یہ  
 گواہی نہ دی کہ مستولد نے مشتری کو خریدنے کا حکم کیا تھا صرف یہ گواہی دی کہ مشتری نے اقرار کیا کہ میں نے اس باندی کو  
 فلان شخص کے واسطے اس کے حکم سے خرید لیا ہے اگر گواہوں نے گواہی دی کہ مشتری نے خرید سے پہلے یا حالت خرید میں ایسا  
 اقرار کیا کہ میں اس کو فلان شخص کے واسطے خریدتا ہوں تو مستولد بائع کی طرف سے دھوکا کھانے والا شمار ہوگا اور اس کو بائع سے  
 بچہ کی قیمت لینے کا اختیار ہے اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ مشتری نے یہ اقرار خریدنے کے بعد کیا ہے تو مستولد بائع سے ثمن اور  
 بچہ کی قیمت نہیں لے سکتا ہے یہ محیطہ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے نفع کی مضاربیت پر دیے اس نے ان دروں  
 سے ایک باندی خریدی جو دو ہزار درم کے انداز کی ہے نہیں مضارب نے اس کو ام ولد بنایا پھر وہ اتفاق میں لے لی گئی تو بچہ  
 بقیمت آزاد ہے پھر مضارب اپنے دام بائع سے لے لیگا اور وہ ثمن مثل سابق کے مال مضاربیت ہوگا اور بھی بائع سے بچہ کی  
 جو تھائی قیمت لیگا اور وہ خاصۃً مضارب کی ہوگی مضاربیت کے مال میں نہوگی اور اگر باندی میں زیادتی نہ ہو تو مستحق  
 بچہ کو مع باندی کے لے لیگا اور مضارب سے اس کا نسب ثابت ہوگا۔ اور اگر رب المال نے خود اس کو ام ولد بنایا پس اگر

سلفہ ذیل میں مذکور ہے کہ اگر گواہی دی کہ مشتری نے خریدنے کا حکم کیا تھا صرف یہ گواہی دی کہ مشتری نے اقرار کیا کہ میں نے اس باندی کو  
 فلان شخص کے واسطے اس کے حکم سے خرید لیا ہے اگر گواہوں نے گواہی دی کہ مشتری نے خرید سے پہلے یا حالت خرید میں ایسا  
 اقرار کیا کہ میں اس کو فلان شخص کے واسطے خریدتا ہوں تو مستولد بائع کی طرف سے دھوکا کھانے والا شمار ہوگا اور اس کو بائع سے  
 بچہ کی قیمت لینے کا اختیار ہے اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ مشتری نے یہ اقرار خریدنے کے بعد کیا ہے تو مستولد بائع سے ثمن اور  
 بچہ کی قیمت نہیں لے سکتا ہے یہ محیطہ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے نفع کی مضاربیت پر دیے اس نے ان دروں  
 سے ایک باندی خریدی جو دو ہزار درم کے انداز کی ہے نہیں مضارب نے اس کو ام ولد بنایا پھر وہ اتفاق میں لے لی گئی تو بچہ  
 بقیمت آزاد ہے پھر مضارب اپنے دام بائع سے لے لیگا اور وہ ثمن مثل سابق کے مال مضاربیت ہوگا اور بھی بائع سے بچہ کی  
 جو تھائی قیمت لیگا اور وہ خاصۃً مضارب کی ہوگی مضاربیت کے مال میں نہوگی اور اگر باندی میں زیادتی نہ ہو تو مستحق  
 بچہ کو مع باندی کے لے لیگا اور مضارب سے اس کا نسب ثابت ہوگا۔ اور اگر رب المال نے خود اس کو ام ولد بنایا پس اگر

باندی میں زیادتی نہ ہو تو بچہ آزاد ہوگا اور ریل مال پر اسکی قیمت واجب ہوگی اور بائع سے شن اور بچہ کی قیمت واپس لے گا اور اس باب میں خصوصیت کرنے والا مضارب ہوگا پس شن مال مضارب میں داخل ہوگا اور بچہ کی قیمت رب المال کو ملیگی اور اگر باندی دوسرا درم کے برابر ہو تو بائع سے تین چوتھائی بچہ کی قیمت میں سے بچا دے گی اور شن واپس لیا جائیگا کہ وہ مال مضارب میں داخل ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو ایک باندی خریدنے کا حکم کیا اسنے اسکے واسطے خریدی پھر موکل نے اسکو بہرہ کر دی وہ اس سے ایک بچہ جنمی پھرا میں استحقاق ثابت ہوا اور باندی اور عقر اور بچہ کی قیمت بے لی گئی تو دلی کرنے والا بائع سے کچھ نہیں واپس کر سکتا ہے کیونکہ وہ غیر کے واسطے خریدنے والا تھا یہ محیط خسر میں ہے۔ ایک شخص نے باندی خریدی اسکو آزاد کر کے دوسرے سے نکاح کر دیا اور شوہر کو خبر نہ دی کہ یہ آزاد ہو یا باندی ہے لیکن شوہر کو اسکا خریدنا اور آزاد کرنا معلوم ہے پھر شوہر نے اس سے دلی کی اور بچہ پیدا ہوا پھر اس میں استحقاق ثابت ہوا تو شوہر پر واجب ہے کہ مستحق کو اسکا عقر اور بچہ کی قیمت ادا کرے پھر شوہر اس نکاح کر دینے والے سے بچہ کی قیمت واپس نہیں لے سکتا یہ ذریعہ میں ہے ایک باندی خریدی اور ام ولد بنائی پھر آزاد کر کے اس سے نکاح کیا پھر اس سے دلی کی اور بچہ ہوا پھر اس میں استحقاق پیدا ہوا اور مستحق نے باندی مع عقر اور دونوں بچوں کی قیمت بے لی تو مستولدا بائع سے فقط پہلے بچہ کی قیمت واپس لے گا اور مستولدا سے ایک ہی عقر لیا جائیگا یہ محیط خسر میں ہے۔ اگر کسی شخص پر مال کا دعویٰ کیا اسنے ایک معین باندی دیکر صلح کر لی اور باندی پر مدعی نے قبضہ کر لیا اور اسکو ام ولد بنایا پھر ایک مستحق نے اس باندی میں استحقاق ثابت کیا تو وہ باندی کو مع عقر اور بچہ کی قیمت خصوصیت کی قیمت بے لیگا پھر اگر بچہ کی قیمت کی ڈگری ہونے سے پہلے بچہ مر گیا تو اسپر بچہ کی قیمت کی ڈگری نہ ہوگی پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر صلح بعد اقرار مدعا علیہ کے تھی تو حسب قدر مال کا دعویٰ تھا وہ مال اور جو کچھ ضمان دیا ہے یعنی بچہ کی قیمت سب مدعا علیہ سے بھر لیگا اور اگر صلح انکار مدعا علیہ یا سکوت پر تھی تو فقط اپنے دعویٰ پر رجوع کرے پھر اگر اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے یا مدعا علیہ سے قسم لی اور اسنے نکول کیا تو اپنا مال دعویٰ اور جو ڈانڈ دیا ہے یعنی بچہ کی قیمت سب بھر لیگا اور سب صورتوں میں عقر نہیں لے سکتا ہے۔ اور اگر مال کا دعویٰ نہ کیا بلکہ نفس یا نفس سے کم قصاص کا دعویٰ ہو پس مدعا علیہ نے ایک باندی دیکر صلح کی اسنے ام ولد بنائی پھر اس میں استحقاق پیدا ہوا پس اگر صلح بعد اقرار مدعا علیہ کے تھی تو باطل نہ ہوگی لیکن مدعا علیہ سے باندی کی قیمت اور جو ڈانڈ دیا ہے یعنی بچہ کی قیمت واپس لے گا اور عقر واپس نہیں لے سکتا ہے اور اگر صلح بعد انکار مدعا علیہ یا سکوت پر تھی پھر اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے یا قسم لی و مدعا علیہ نے نکول کیا تو اسوقت باندی کی قیمت اور حسب قدر بچہ کی قیمت ڈانڈ دی ہے واپس لے گا پس اگر قسم لی اور اسنے قسم کھائی تو کچھ نہیں لے سکتا ہے یہ شرح طحاوی میں ہے۔ ایک شخص کی مقبوضہ باندی کی نسبت دعویٰ کیا اسنے ایک دوسری باندی دیکر انکار یا سکوت کے بعد صلح کر لی اور ہر ایک نے دونوں مدعی مدعا علیہ سے اپنی باندی کو ام ولد بنایا پس جو باندی مدعی کے پاس تھی اس میں استحقاق ثابت ہوا اور مستحق نے باندی اور عقر اور بچہ کی قیمت بے لی تو مدعی اپنے دعویٰ کی جانب رجوع کرے اور بچہ کی قیمت فی الحال نہیں لے سکتا ہے لیکن اگر اپنے حق پر گواہ قائم کیے تو اسوقت اس باندی کی قیمت جس پر دعویٰ کیا تھا اور بچہ کی قیمت دونوں بے لیگا اور اگر وہ باندی جو مدعا علیہ کے پاس ہے استحقاق ثابت کر کے بے لی گئی اور مستحق نے

لاحقاً چاہیے کہ صلح با آزاد اور صلح با باندی یا سکوت کی صورت میں کتاب الصلح میں مذکور ہے کہ اگر صلح بعد اقرار مدعا علیہ کے تھی تو باطل نہ ہوگی لیکن مدعا علیہ سے باندی کی قیمت اور جو ڈانڈ دیا ہے یعنی بچہ کی قیمت واپس لے گا اور عقر واپس نہیں لے سکتا ہے اور اگر صلح بعد انکار مدعا علیہ یا سکوت پر تھی پھر اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے یا قسم لی و مدعا علیہ نے نکول کیا تو اسوقت باندی کی قیمت اور حسب قدر بچہ کی قیمت ڈانڈ دی ہے واپس لے گا پس اگر قسم لی اور اسنے قسم کھائی تو کچھ نہیں لے سکتا ہے یہ شرح طحاوی میں ہے۔ ایک شخص کی مقبوضہ باندی کی نسبت دعویٰ کیا اسنے ایک دوسری باندی دیکر انکار یا سکوت کے بعد صلح کر لی اور ہر ایک نے دونوں مدعی مدعا علیہ سے اپنی باندی کو ام ولد بنایا پس جو باندی مدعی کے پاس تھی اس میں استحقاق ثابت ہوا اور مستحق نے باندی اور عقر اور بچہ کی قیمت بے لی تو مدعی اپنے دعویٰ کی جانب رجوع کرے اور بچہ کی قیمت فی الحال نہیں لے سکتا ہے لیکن اگر اپنے حق پر گواہ قائم کیے تو اسوقت اس باندی کی قیمت جس پر دعویٰ کیا تھا اور بچہ کی قیمت دونوں بے لیگا اور اگر وہ باندی جو مدعا علیہ کے پاس ہے استحقاق ثابت کر کے بے لی گئی اور مستحق نے

وہ باندی منع عقار و بچہ کی قیمت کے لئے لی تو مدعا علیہ دوسری باندی کی قیمت مدعی سے بھرے اور بچہ کی قیمت انہیں سے لے سکتا ہے  
 محیط خرسی میں ہے اور اگر دونوں نے اس شرط پر صلح کر لی کہ مدعی مدعا علیہ سے دوسری باندی لے یا وہی باندی لے جس میں  
 دعویٰ واقع ہوا ہے پھر ہر ایک نے اپنی اپنی باندی کو ام ولد بنایا پھر ایک باندی اتحقاق ثابت کر کے لے لی گئی تو جسے اتحقاق  
 ثابت ہوا وہ دوسرے سے اس باندی کی قیمت جو اس سے لی گئی اور بچہ کی اس قدر قیمت جو اتحقاق کو ڈانڈ بھری ہے واپس  
 کرے یہ ذخیرہ میں ہے مستول سے نسب ثابت ہونے اور بچہ قیمت آزاد ہونے میں معذور اور مفتر دونوں کی اولاد برابر ہے  
 فرق اس امر میں ہے کہ ولد معذور اپنے مالک کرنے والے سے قیمت بچہ کی واپس لے گا جو اسے مستحق کو دی ہے اور ولد مفتر کی صورت میں  
 واپس نہیں لے سکتا ہے یہ محیط خرسی میں ہے۔ اہل ذمہ و اہل اسلام باب غرور میں ایک حکم رکھتے ہیں کہ اس نے محیط  
**سنتھوان باب منفرقات کے بیان میں۔** اگر کسی پر بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے یہ نہ کہا کہ میرے  
 فراش سے پیدا ہوا ہے تو یہ دعویٰ صحیح ہے اگر گواہ قائم کیے تو سماعت ہوگی اور بیٹے ہونے کی ڈگری ہو جائیگی یہ محیط میں ہے  
 زید کی مقبوضہ چیز پر دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک ہے قابض نے اسپر اپنا قبضہ ناحق پیدا کر لیا ہے تو مشلخ نے فرمایا کہ یہ دعویٰ  
 غصب نہیں ہے اسی طرح اگر مدعی نے کہا کہ یہ چیز میری ملک ہے میرے قبضہ میں تھی اور قابض نے ناحق اسپر اپنا قبضہ پیدا  
 کر لیا ہے تو بھی اسی حکم ہے اور اگر یوں کہا کہ یہ میری ملک ہے میرے قبضہ میں رہی یہاں تک کہ مدعا علیہ نے ناحق اسپر اپنا قبضہ  
 پیدا کر لیا ہے تو یہ قابض پر دعویٰ غصب ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ باندی کی آزادی اور تین طلاق اور طلاق  
 بائن واقع ہونے کا اگر قاضی حکم لگا دے تو اس کے حکم صحیح ہونے کے واسطے انکا دعویٰ ہونا شرط نہیں ہے اور یہ مسئلہ  
 معروف و مشہور ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ طلاق رجعی کے حکم کے واسطے بھی دعویٰ شرط نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر مدعی  
 نے دو مالوں کا دعویٰ کیا ایک کو جیسا بیان کرنا چاہیے بیان کیا اور دوسرے کو نہ بیان کیا اور گواہوں نے ایسے  
 ہی گواہی دی تو دونوں مالوں کی ڈگری نہ ہوگی اور اگر گواہوں نے صرف مال معلوم کی گواہی دی تو صحیح ہے یہ  
 جو افتاویٰ میں ہے۔ زید کے مقبوضہ گدھے پر دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک ہے کیونکہ میں نے اسکو فلان شخص سے ہقد  
 دامون کو خرید لیا ہے اور تیرے قبضہ میں ناحق ہے پس تجھ کو واجب ہے کہ مجھے پسرد کر دے تو ایسا دعویٰ مسوع ہو گا یہ ذخیرہ میں  
 ہے جو خلف بن ابوبکر کہتے ہیں کہ میں نے شداد سے دریافت کیا کہ ایک شخص مر گیا اور دوسو درم چھوڑے پس ایک شخص زید  
 نے میت پر سو درم کے گواہ قائم کیے اور قاضی نے زید کی ڈگری کر دی پھر دوسرا شخص عمر آیا اور اسنے بھی میت پر سو درم کا  
 دعویٰ کیا اور وارثوں نے اس سے انکار کیا اور مدعی کے پاس گواہ نہیں ہیں پس زید نے اس دو بہت یعنی عمر کے واسطے  
 مال کا اقرار کیا تو شداد نے فرمایا کہ جیسقدر زید نے وصول کیا ہے وہ دونوں میں برابر تقسیم ہو گا خلف کہتے ہیں کہ ہم اسی کو  
 لیتے ہیں اور یہ مسئلہ کتابوں میں مسطور ہے یہ محیط میں ہے۔ زید نے عمر دے دیا دعویٰ کیا کہ میں نے بچہ فلان زمین کا دعویٰ کیا تھا  
 اس میں میرے تیرے درمیان باہمی صلح شرعی واقع ہوئی ہے اور صلح صحیح کے گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے صلح فاسد واقع  
 ہونیکے گواہ دیے تو صلح صحیح کے گواہ مقبول ہونگے یہ جو اہل الفتاویٰ میں ہے۔ ایک شخص مر گیا اور تین غلام مسالوتی قیمت کے  
 چھوڑے کہ انکے سواے اسکا کچھ مال نہیں ہے اور ایک بیٹا چھوڑا کہ اس کے سواے دوسرا وارث نہیں ہے پھر ایک شخص زید

اسلام جو دو درم میں بی بی دھو کے میں پڑا تھا لائی نہ لیا کہ میری باندی تو تیرے بیٹا اور مسکرمہ باؤا آنا دی ہے اب اسے ملا دو تو میرے گواہوں نے

گواہ قائم کیے کہ میت نے میرے لیے اس سالم نام غلام کی وصیت کی ہے اور وارث نے انکار کیا اور کہا کہ فقط اس دوسرے شخص عمر کے نام اس بدھو غلام کی وصیت کی ہے اور عمر کو نے اسکی تصدیق کی تو قاضی زید کے نام سالم غلام کی ڈگری کر گیا اور عمر کے نام کچھ بھی ڈگری نہ کر گیا اور اگر وارث نے سالم کو بوجھ بدھو کے خریدنا تو جائز ہے۔ اسی طرح اگر ہزار درم کو خریدنا تو بھی جائز ہے و لیکن پہلی صورت میں وارث بدھو کی قیمت عمر کو ڈانڈ بھر گیا اور دوسری صورت میں حکم کیا جائیگا کہ بدھو کو عمر کے سپرد کر دے۔ ایک شخص مر گیا اور ایک غلام ہزار درم کی قیمت کا چھوڑا کہ اس کے سوا اس کا کچھ مال نہیں ہے پھر وارث نے اقرار کیا کہ میت نے فلاں شخص زید کے واسطے اس غلام کی وصیت کی ہے اور میں نے اس کے مرنے کے بعد اسکی وصیت کو جائز رکھا پھر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ میرے میت پر ہزار درم قرض ہیں اور وارث نے انکار کیا تو قاضی اس غلام کو فروخت کر کے اس کے شن سے قرض ادا کر گیا پھر اگر وارث نے وہ غلام خرید لیا یا وصیت یا میراث سے اسکی ملک میں آیا اور زید نے چاہا کہ موافق اقرار وارث کے میں اس سے لے لوں تو کوئی راہ نہیں ہے اور اگر یہ ظاہر ہوا کہ قرض کے گواہ سب غلام تھے تو قاضی بیچ کو باطل نہ کر گیا بلکہ مہی لہ کو دام دید بگا اور اگر قرض خواہ دام وصول کرتے کے بعد مر گیا اور بیعت کا وارث اسکا بھی وارث ہوا پس اگر بعینہ نصین ہزار درم کا وارث ہوا تو مقررہ اس سے لے سکتا ہے اور اگر کسی اور مال کا سوا اسے ان ہزار درم کے وارث ہوا تو اس میں سے بقدر ہزار درم کے فروخت کر کے مقررہ کو دام دید بگا وین اور اگر میت کا وارث اسکا وارث نہ ہوا لیکن قرض خواہ نے مرتے وقت وصیت کی کہ یہ ہزار درم بعینہ وارث مقرر کو دیے جاویں تو وارث مقرر واجب ہو گا کہ مقررہ کو دیدے اور اگر سوا اسے ان ہزار درم کے کسی اور مال کی وصیت کی تو اس میں سے بقدر ہزار درم کے فروخت کر کے مقررہ کو دلانے جاویں گے۔ اور اگر نہیں سے کوئی بات نہ ہو لیکن قرض خواہ نے بعینہ ہی ہزار درم یا دوسرے ہزار درم مقرر وارث کو مہر کر دیے پس اگر مہر حالت مرض میں اسنے کیا تو اسکا حکم دی ہے جو وصیت میں مذکور ہے اور اگر حالت صحت میں اسنے مہر کیا پس اگر بعینہ ہی ہزار درم مہر کیے تو مقررہ کو دلوانے جاویں گے اور اگر دوسرے ہزار درم ہیں تو نہ دلوانے جاویں گے۔ اور اگر قاضی نے یہ غلام کسی اجنبی کے ہاتھ فروخت نہ کیا بلکہ قرض خواہ کو دیکر کہا کہ یہ غلام تیرے ہاتھ بوجھ تیرے قرضہ کے بیچ ہے یا میں نے اسکو بوجھ تیرے قرضہ کے تیرا کر دیا اور قرض خواہ نے اسی طور سے لیا پھر وارث نے اسکو خرید لیا یا مہر یا صدقہ میں یا یا تو زید کو اس کے لینے کی کوئی راہ نہیں ہے اور اگر قاضی نے قرض خواہ کے ہاتھ فروخت نہ کیا بلکہ یوں دیا کہ یہ غلام تیرے قرضہ سے صلح میں دیا اور اس کے سپرد کر دیا پھر اجنبی وہ غلام وارث کی ملک میں آیا تو مقررہ کو دلوا یا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص مر گیا اور اسنے تین غلام مسادی قیمت کے چھوڑے پھر وارث نے زید کے واسطے کسی خاص غلام کی وصیت ہو نیکا اقرار کیا اور زید نے تصدیق کی اور گواہوں نے گواہی دی کہ میت نے اس دوسرے غلام کی وصیت اس عمر کے نام کی ہے اور وارث نے انکار کیا پس زید نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا پس اگر گواہوں کی گواہی یہ حکم ہونے سے پہلے آزاد کیا تو اسکا آزاد کرنا نافذ ہو جائیگا پھر اگر عمر کے گواہوں کی گواہی یہ عمر کے نام ڈگری ہو گئی تو زید اپنے غلام کی قیمت وارث کو ڈانڈ بھر گیا اور اگر زید نے گواہوں کی گواہی یہ حکم ہونے کے بعد آزاد کیا تو آزادی نافذ نہ ہوگی پھر اگر وارث کبھی اس غلام کا جسکی عمر کے نام ڈگری ہوئی ہے مالک نہ ہو تو جس غلام کا زید کے واسطے اقرار کیا ہے وہ اسکو دلایا جائیگا اور اسکی آزادی نافذ نہ ہوگی یہ محیط خسر میں ہے۔ نوادہ برائے

بین امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ ایک شخص مرگیا اور دو بیٹے اور دو دار چھوڑے پس ایک شخص نے ایک دار کی نسبت یہ دعویٰ کیا کہ ان دونوں کے باپ نے مجھے غصب کر لیا اور دونوں سے قسم لی پس ایک نے قسم کھالی اور دوسرے نے نکول کیا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ مدعی کے نام آدھے دار کی ڈگری ہوگی بقدر حصہ اس بیٹے کے جسے قسم سے نکول کیا ہے اور مدعی دوسرے دار میں سے بھی نکول کرنے والے کا آدھا حصہ فروخت کر کے لے لے گا پس گو یا کل دار اسکو ملا جس کا اسے دعویٰ کیا تھا۔ اور اگر مدعی نے غصب کا دعویٰ نہ کیا بلکہ صرف یہ دعویٰ کیا کہ یہ دار میرا ہے تو مدعی کو نکول کر دے گا دوسرا گھر کا حصہ نہ ملے گا یہ محیط میں ہے۔ امام رحمہ سے روایت ہو کہ اگر گھر وارثوں کے قبضہ میں ہو اور ایک انہیں سے غائب ہو پھر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں نے غائب کا حصہ غائب سے خریدا ہے اور اسپر گواہ پیش کیے پس اگر باقی وارث حصہ غائب کا اقرار کرتے ہوں تو گواہ مقبول نہو گے اور اگر منکر ہوں تو مقبول ہوں گے اور خرید غائب پر ثابت ہو جائیگی حتیٰ کہ اگر غائب حاضر ہوا اور انکار کیا تو اتفاقات نہ کیا جائیگا یہ وجہ کروری میں ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ ایک باندی فروخت کی پھر مشتری غائب ہو گیا اور معلوم نہوا کہ وہ کہاں ہے پس قاضی کے پاس رافقہ کیا اور درخواست کی کہ باندی فروخت کر کے میرا ثمن ادا کیا جاوے تو یہ دون گواہ قائم کرنے کے قاضی اس درخواست کو منظور نہ کرے گا پس اگر اسپر گواہ قائم کیے تو نہ کوئی کہ قاضی باندی کو فروخت کرے گا اور یہ بیع مشتری کے نام واقع ہوگی اور بائع کو دام ادا کر کے اس سے ایک ثقہ کفیل لے لے گا پھر اگر ان درمون میں ثمن سے کمی پڑی تو مشتری پر رہی اور اگر زیادتی ہوئی تو مشتری کے واسطے رہی پھر اس مسئلہ کو باندی کے حق میں اسطرح بیان کیا ہو گھر کے حق میں اسطرح بیان نہیں کیا اور واجب ہو کہ اگر بجائے باندی کے گھر فرض کیا جاوے تو یوں کہا جاوے کہ قاضی تعرض نہ کرے گا اور اگر مشتری کا مکان اور اسکی جگہ معلوم ہو تو قاضی کو باندی فروخت کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ اگر جہ بائع اپنی درخواست پر گواہ قائم کرے۔ اور یہ حکم نہ کر اسوقت ہے کہ مشتری جب یا تو اسے اقرار کیا اور اگر انکار کیا تو بائع کو دوبارہ مشتری پر خریدنے کے گواہ قائم کرینی ضرور ہوگی یہ محیط میں ہے زید نے عمرو کے ایک مقبوضہ گھر پر دعویٰ کیا کہ میری ملک ہے میرے باپ نے تیرے پاس رہیں کیا تھا اسے انکار کیا پس گواہوں سے گواہی دی کہ یہ ملک میری عمر کے پاس نا حق ہے تو گواہی مقبول ہوگی اور عمرو کا قبضہ نا حق ہو جائیگا کیونکہ اسے رہیں سے انکار کیا ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ زید نے عمرو پر دعویٰ کیا کہ یہ گھر میری ملک ہے میں نے تیرے باپ فلان بن فلان کے پاس اسقدر رہیں کیا تھا پھر تیرا باپ مر گیا اور تیرے قبضہ میں چھوڑ گیا پس پھر واجب ہے کہ اپنا قرض مجھے وصول کرے اور گھر میرے سپرد کر دے پس عمرو نے انکار کیا اور زید کے گواہوں نے اس کے دعویٰ کے موافق گواہی دی بلکہ اسقدر زیادہ کیا کہ آج کے روز اس مدعی کی ملک اور اسکا حق ہے اور اس مدعا علیہ کے قبضہ میں نا حق ہے تو یہ گواہی مقبول ہوگی یہ قضیہ میں ہے۔ اگر زید نے عمرو کی مقبوضہ باندی پر دعویٰ کیا کہ میری ملک ہے اور اسکے قبضہ میں نا حق ہے تو اسکا دعویٰ صحیح ہے اگر چہ اپنے دعویٰ میں یہ بیان نہ کیا کہ جسدن قابض نے مجھے لی ہے اسدن میری ملک تھی۔ اور اگر یوں دعویٰ کیا کہ اسے مجھے یہ باندی غصب کر لی تو دعویٰ صحیح ہے اگر چہ بیان نہ کیا کہ میری ملک ہے اور اگر گواہ قائم کیے کہ قابض نے مدعی سے غصب کر لی ہے تو قاضی قابض کو حکم دے گا کہ مدعی کے سپرد کر دے اور مدعی کی ملک کی ڈگری نہ کرے گا یہ محیط میں ہے۔ زید کے قبضہ میں ایک گھر ہے



اس گھر کو عمر و نے زید کے سوا سے دوسرے سے بعض ایک غلام کے خرید اور غلام اسکے سپرد کر دیا پھر عمر و نے قابض سے گھر کی نسبت جھگڑا کیا اور اس سے بطور مہر یا صدقہ یا خرید یا ودیعت یا غصب یا اسکے مثل کے لے لیا تو اسکو غلام لینے کی کوئی راہ نہیں ہو پھر اگر قابض آیا اور مشتری سے وہ گھر واپس لیا مثلاً مشتری کے پاس سبب غصب یا ودیعت کے تھا اسنے واپس لیا تو مشتری بائع سے غلام واپس لے گا اور اگر بجائے گھر کے باندی ہو اور اسکو بعض غلام کے خرید اور وہ باندی مشتری کے پاس بن اسباب میں سے کسی سبب سے ہو پھر گئی اور اسکے پاس ہلاک ہو گئی تو اسکو غلام لینے کی کوئی راہ نہیں ہو مگر ایک صورت میں وہ یہ کہ باندی اگر مشتری کے پاس غصب ہو اور قابض نے اسکو حکم غصب اس سے قیمت کی ضمان لی تو وہ بائع سے غلام واپس لے سکتا ہے اسی طرح اگر باندی مشتری کے پاس بطور غصب کے ہو اور وہ بھاگ گئی پس قابض آیا اور مشتری سے اسکی قیمت کی ضمان لی تو مشتری بائع سے غلام واپس لے گا پھر اگر وہ باندی بھاگنے سے لوٹ آئی تو غاصب کی ہلاک میں عود کو بھی اور وہ مشتری ہے یہ ہمارے مذہب سے معلوم ہوا ہے اور وہ غلام خریدار باندی کے سپرد کیا جاوے گا باندی کے بائع کو غلام لینے کی کوئی راہ نہیں ہے نہ ذبحہ میں ہے نہ زید نے عمر و سے ایک گھر بعض ایک غلام کے خرید اور گھر عمر و کے سوا سے دوسرے کے قبضہ میں ہے یعنی مثلاً بلکہ کے قبضہ میں ہے اور بکر مدعی ہے کہ یہ گھر میرا ہے پس زید نے بکر سے خصوصیت کی مگر اسکے نام پھر ڈگری ہوئی اور مشتری نے قاضی سے درخواست کی کہ ہم دونوں میں بیع فسخ کر دیا جائے تو قاضی منظور کر گیا پس اگر قاضی نے عقد فسخ کر دیا اور بائع کو حکم دیا کہ مشتری کو غلام واپس کر دے پھر بھی کسی سبب سے وہ گھر مشتری کے ہاتھ آ گیا تو فسخ بیع اپنے حل پر باقی رہا یعنی ہو چکا یہاں تک کہ مشتری کو یہ حکم نہ کیا جائے گا کہ غلام بائع کو واپس لے اور آیا یہ حکم دیا جائے گا کہ یہ گھر بائع کے سپرد کرے یا نہیں پس دیکھنا چاہیے کہ اگر مشتری نے وقت خرید کے صریح اقرار کیا کہ یہ بائع کا ہے تو حکم دیا جائے گا اور اگر صریح اقرار نہیں کیا تو اس مقدمہ پر نہ کوڑ ہے کہ حکم نہ دیا جائے گا یہ محیط میں ہے ایک زمین زید کے قبضہ میں ہے اس پر عمر و نے دعویٰ کیا کہ یہ زمین بکر کی طرف سے مصروف معلوم پر وقف ہے اور میں اسکا متولی ہوں اور شرائط ذکر کر کے گواہوں سے ثابت کیا اور قاضی نے وقف ہونے کا حکم دیدیا پھر خالد نے اکو دعویٰ کیا کہ یہ زمین میری ملک و حق ہے تو سماعت ہو گی یہ خلاصہ میں ہے شیخ نجم الدین نسفی رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ زید نے عمر و کی قبضہ زمین پر دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک ہے اور اس مدعا علیہ کے قبضہ میں ناحق ہے پس مدعا علیہ نے کہا کہ یہ میری ملک نہیں ہے تو اس مصروف پر وقف ہے اور میں اسکا متولی ہوں پس قاضی نے مدعا علیہ سے اسکے قول پر گواہ طلب کیے اور اس سے اس قول پر گواہ لانے ممکن نہ ہوئے پس قاضی نے مدعا علیہ کو حکم دیا کہ یہ زمین عمر و کے سپرد کرے تاکہ جب تک تو اپنے مقولہ پر گواہ لاوے یہ مدعی کے قبضہ میں رہے پس آیا یہ ٹھیک ہے تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سبب خطا ہے قاضی کو نہ چاہیے کہ مدعا علیہ سے اسکے مقولہ پر گواہ طلب کرے اور نہ مدعا علیہ کو حکم دے کہ یہ زمین مدعی کے سپرد کرے صرف مدعی کو حکم کرے کہ مدعا علیہ پر اپنی ملک کے دعویٰ کے گواہ قائم کرے اور ایسے گواہ مقبول ہونگے یہ محیط میں ہے ورنہ حقیقی میں ہے کہ زید کے قبضہ میں ایک مکان ہے اس پر عمر و نے دعویٰ کیا کہ میرا ہے میں نے اسکو قابض سے ہزار درہم میں خریدا ہے اور بکر نے دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو عمر و سے ہزار درہم کو خریدا ہے اور دونوں کے پاس گواہ نہیں ہیں تو گھر قابض کا قرار دیا جائے گا اور اگر دونوں نے اس مقولہ سے انکار کیا اور دو گواہوں نے انکے ایسے اقرار کی گواہی لی اور دونوں گھر کا دعویٰ

مصروف ہوا ان تمام اس وقت کی حاصلات صرف کرنا چاہیے



کوئی نہیں ہر ایک اپنی ملک کا مدعی ہر اس مقولہ سے منکر ہے جس کی گواہی دی تو گھر کی ڈگری تکم اول کے نام  
یعنی مدعی غیر قبضہ کے نام ہوگی یہ ذخیرہ میں ہر ہشام روز فرماتے ہیں کہ امام محمد سے میں نے دریافت کیا کہ ایک شخص زید کے  
قبضہ میں ایک گھر ہے اس پر عمر نے دعویٰ کیا اور زید کو قاضی کے پاس لایا پس زید نے اقرار کیا کہ میں نے یہ گھر اس مدعی  
سے خریدا ہے اور دعویٰ کیا کہ میرے پاس اس امر کے گواہ ہیں تو کیا زید سے اس اقرار کی وجہ سے کہا جائیگا کہ گھر مدعی کے  
سپر دکر دے پس امام محمد نے فرمایا کہ قیاس کی رو سے کہا جائیگا کہ ان ولیکن استحسنائین زید کے قبضہ میں چھوڑ دینا  
اور کفیل اس سے لے لوں گا اور تین روز کی مہلت دوں گا پس اگر اپنے گواہ لایا تو خیر ورنہ اس پر ڈگری کر دوں گا یہ محیط میں  
ہو جتنی میں ہر کہ زید نے عمر پر دعویٰ کیا کہ یہ طیلستان جو تیرے اوپر پڑی ہے میں نے تیرے ہاتھ اس قدر دامن کو  
بیچی ہے اور عمر نے انکار کیا اور کہا کہ یہ میری طیلستان ہے میں نے تجھے ودیعت رکھنے کو دی تھی تو نے مجھے واپس کر دی  
تو ہر ایک سے دوسرے کے دعویٰ پر قسم لیا اور طیلستان زید کو واپس دی جائیگی اور پہلے مدعا علیہ سے قسم شروع کی جائیگی یہ  
ذخیرہ میں جو مابین سامعہ نے امام محمد کے کو لکھا کہ زید نے عمر کے مقبوضہ غلام پر دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے کہ یہ غلام مجھ میں  
خالد غائب کا ہے اور اس نے اقرار کیا ہے کہ یہ زید کا ہے اور عمر اس دعویٰ سے منکر ہے اور اپنی ملک کا دعویٰ کرتا ہے اور زید کہتا  
ہے کہ گواہوں نے سچ کہا اور درحقیقت بکرنے میرے واسطے اقرار کیا تھا ولیکن میں اور وجہ سے ہر باصدقہ یا خریدے اسکا مالک  
ہوا ہوں تو امام محمد نے جواب دیا کہ اس سے اسکو کچھ استحقاق حاصل نہوگا جب تک کہ ہر باصدقہ یا خریدے نہیں معلوم کہ گواہ  
قائم نہ کرے اور اگر اس کے گواہ قائم کیے تو قاضی ان قدر دام لیکر اس کے نام غلام کی ڈگری کر دینا اس طرح اگر زید نے کہا کہ گواہوں نے  
سچ بیان کیا اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور ہر وہ خرید کا دعویٰ نہ کیا تو سچی ہی حکم ہے اور اگر مقرر حاضر ہوا اور غلام اس کے قبضہ  
میں ہو پس مدعی نے کہا کہ یہ غلام اسی شخص کا تھا جس کے قبضہ میں ہر اور اس نے غلام کا میرے واسطے اقرار کیا اور قاضی نے کہا  
کہ اسے سچ کہتا تو اس سے مقررہ کچھ استحقاق حاصل نہوگا جب تک کہ اقرار کرنے والا ہر وہ قبضہ وغیرہ کا اقرار نہ کرے یہ محیط میں  
ہو ایک نے دوسرے کے مقبوضہ غلام پر دعویٰ کیا کہ تو نے میرے ہاتھ ہزار درم کو یہ غلام فروخت کیا اور میں نے تجھے دام ادا  
کر دیے پس مدعا علیہ نے سچ سے اور دام وصول کرنے سے انکار کیا پس مدعی کی طرف سے دو گواہوں نے گواہی دی کہ بائع نے  
اقرار کیا ہے کہ میں نے فروخت کیا اور دام وصول کر لیا اور کہا کہ ہم غلام کو نہیں پہچانتے ہیں ولیکن ہم نے کہا تھا کہ بدھو میرا  
غلام ہے اور دو گواہوں نے دوسرے گواہی دی کہ اس غلام کا نام بدھو ہے یا خود بائع نے اقرار کیا کہ ہر کا نام بدھو ہے تو ایسی  
گواہی سے سچ تمام نہوگی اور بائع سے قسم لیا جائیگی اگر اسے قسم کھانی تو دام واپس کرے اور اگر نکول کیا تو بیع لازم ہوگی اور اگر دو  
گواہوں نے یوں گواہی دی کہ بائع نے اقرار کیا میں نے اپنا غلام بدھو فروخت کیا اور بدھو کے ساتھ کوئی کام یا صنعت یا علیہ یا  
حیثیہ لیا تو ذکر کیا جس سے اس کی شناخت ہو سکتی ہو اور وہ اس غلام سے مقابلہ کرنے میں موافق نکلا تو فرمایا کہ یہ گواہی اور پہلی  
دونوں قیاس یکساں ہیں ولیکن استحسنائین کہتا ہوں کہ اگر کسی معروف شناخت کی چیز کی طرف نسبت کی تو سچ جائز ہے اور  
یہی حکم باندی میں ہر کہ تانی فتاویٰ قاضی خان اور اگر کسی معین غلام کی نسبت اقرار کرنے کی گواہی دی اور اسکا نام ادا  
بیان کیا اور کہا کہ ہر اسے اس دن دکھا دیا تھا اور نام بتا دیا تھا ولیکن ہم اسکو آج کے روز عینہ نہیں پہچانتے ہیں تو ایسی گواہی

۱۲ طیلستان ایک قسم کی کڑی ریاحہ ہے جو اسکا رنگ کالی و سرخ ہوتا ہے

باطل ہو اس جہت سے کہ دونوں اسکی شناخت پر گواہ ہوے پھر اپنی گواہی بھول گئے یہ محیط میں ہے۔ نوادر بشر میں امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ زید نے عمرو پر دعویٰ کیا کہ اسنے یہ گھر مجھے صدقہ میں دیا اور میں نے قبضہ کر لیا یا میں نے اسکو ہزار درہم کو عمر سے خرید کر کے قبضہ کیا یا عمر نے مجھے بعض ہزار درہم کے سہہ کیا اور میں نے قبضہ کر لیا اور عمر نے اس سے انکار کیا پھر زید نے گواہ قائم کیے کہ عمرو قاضی نے اقرار کیا کہ یہ گھر اس عی زید کا ہے تو فرمایا کہ اس گواہی کو قبول کر کے گھر مدعی کا قرار دو گا پھر اگر مدعا علیہ نے من یا عوض کا جرم کا زید نے اس کے لیے اقرار کیا ہے دعویٰ کیا تو اسکو دینا پڑیگا اور اگر یہ دعویٰ نہ کیا تو مدعا علیہ کا اس میں کچھ حق نہو گا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر مدعا علیہ نے کہا کہ یہ زمین جبرہ دعویٰ ہوا ہے میرے قبضہ میں نہیں ہے اور مدعی نے اس سے قبضہ کی قسم لینی چاہی تو اسکو اختیار ہے تاکہ اقرار سے قبضہ ثابت ہو پھر جب قبضہ کا اقرار کیا تو قاضی یون تم لیگا کہ دائرہ زمین اس عی کی ملک نہیں ہے تاکہ ملک کا مقر قرار پاوے اور جب ملک کا اقرار کیا تو قاضی اسکو حکم دیگا کہ اس زمین سے تعرض نہ کرے یہ محیط میں ہے اگر زید نے دعویٰ کیا کہ میں نے عمرو سے یہ گھر یا قریہ یا زمین خریدی اور حدود بیان نہ کیے پس مدعا علیہ نے مدعی کے واسطے اسکا اقرار کر دیا اور حدود پر دونوں متفق ہوے تو قاضی مدعا علیہ پر بسبب اس کے اقرار کے اسکی ڈگری کر دیگا اور اگر مدعا علیہ نے خرید کا اقرار کیا مگر حدود میں دونوں نے اختلاف کیا مدعی نے کہا کہ یہ حدود ہیں اور مدعا علیہ نے کہا کہ انہیں یہ حدود ہیں اور مدعا علیہ کے حدود سے اس میں کمی آتی ہے بہ نسبت حدود مدعی کے اور مشتری کے پاس شناخت حدود کے گواہ نہیں ہیں تو ہر ایک دوسرے کے دعویٰ پر قسم کھاوے اور باہم واپس کر لیں اسی طرح اگر دو گواہوں نے اس کے خریدنے کے اقرار کرنے پر گواہی دی اور حدود بیان نہ کیے پس اگر دونوں کے حدود پر اتفاق کیا تو یہ گواہی دونوں پر نافذ ہوگی اور اگر اختلاف کیا اور مشتری کے پاس حدود کے پہچاننے والے گواہ نہیں ہیں تو دونوں باہم قسم کھاوے اور بیع توڑ دیں اور اگر دونوں نے قسم کھائی تو قاضی دونوں کے درمیان بیع نہ توڑیگا یہاں تک کہ دریافت کہے پھر اگر مشتری نے انکار کیا تو بیع کو اسی حدود سے لے کر جو بائع نے بیان کیے ہیں اور بائع کی تصدیق کی طرف رجوع نہ کیا جائیگا اور اگر بائع نے نقص بیع کی درخواست کی تو قاضی کچھ انتظار کرے گا اگر مشتری کو کوئی ایسی جہت دستیاب ہوئی جس سے اسکا دعویٰ ثابت ہو تو ذخیرہ نہ بیع توڑ دیگا۔ اور اگر مشتری نے بیعنا نہ کوئی بائع کے نام اپنے حقوق کا تحریر کیا ہو پیش کیا اور اس میں حدود مذکور ہیں اور گواہوں نے اس خرید پر دونوں کے اقرار کرنے کی گواہی دی تو قاضی بائع کے ذمہ اسکو لازم کر کے اس سے مواخذہ کرے گا کہ یہ مشتری کے سپرد کرے پھر اگر حدود میں دونوں نے اختلاف کیا تو باہم قسم کھاوے اور بیع توڑ دیں و لیکن اگر مشتری نے حدود کے گواہ پیش کیے انھوں نے موافق دعویٰ مشتری کے گواہی دی تو قاضی بیع لازم کر کے بائع پر لازم کرے گا کہ بیع موافق دعویٰ مدعی کے اس کے سپرد کرے کہ ذاتی شرح ادب انقاضی المختصاف زید نے عمرو پر اس کے مقبوضہ دار کا دعویٰ کیا کہ میں نے یہ دار اس سے ایک مہینہ پہلے خریدا ہے اور عمر نے انکار کیا پس مدعی نے اپنے دعویٰ کے گواہ قائم کیے پھر مدعا علیہ نے کہا کہ یہ دار میرا تھا و لیکن تین مہینہ ہوئے کہ میں نے اپنی عورت کے ہاتھ اسکو فروخت کر دیا اور عمر کی جو روئے اسکی تصدیق کی اور کہا کہ میں نے عمرو سے تین مہینہ ہوئے کہ یہ دار خریدا ہے اور مدعی برائے اس دعویٰ کے گواہ قائم کیے حالانکہ ہنوز مدعی کے نام ڈگری نہیں ہوئی تو عورت کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر شوہر پر یعنی مدعا علیہ پر قائم کیے تو مقبول ہونگے اور عورت کے نام دار کی ڈگری ہو جائیگی اگرچہ شوہر نے عورت کے واسطے اقرار کیا ہے محیط میں

لے گواہ نہیں ہیں تو بیع توڑ دینا چاہیے

فتاویٰ ابواللیث میں ہے کہ زید کے قبضہ میں نصف دار ہے عمر نے اگر دعویٰ کیا کہ میں نے یہ سب دار وقف کیا ہے اور وقف کرنے کے دن یہ سب میرا تھا اور گواہوں نے عمر کے تمام دار وقف کرنے کی گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے لڑکے کا ایک عورت سے نکاح کیا اور گھر کے ایک منزل کا اسکے نام مہر مقرر کیا اور عورت کے ہاتھ اسکو بطور بیع صحیح کے فروخت کیا پھر یہ شخص مر گیا اور اسکے وارثوں نے دعویٰ کیا کہ ہمارے باپ نے یہ منزل فلان شخص کے ہاتھ اس عورت کے نام قسیمہ کرنے سے پہلے فروخت کر دی ہے تو وارثوں کی تصدیق نہ کی گئی اور منزل اسی عورت کی ہے لیکن اس شخص کو چاہیے کہ اپنے گواہ قائم کرے کہ میں نے اس عورت کے خریدنے سے پہلے اسکو خریدا ہے اور اس باب میں وارثوں کی گواہی مقبول نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک بانو عورت کے باپ نے ہسکا نکاح کر دیا اور شوہر مر گیا اسنے میراث کا دعویٰ کیا پس اگر کہا کہ میں نے اپنے باپ کو اپنے نکاح کا حکم دیا تھا تو نکاح ثابت اور وارث ہوگی اور اگر کہا کہ حکم نہیں کیا تھا لیکن جب مجھے نکاح کی خبر ہوئی تو میں نے اجازت دیدی تو اسے گواہ لانے واجب ہونگے اور یہی حکم بیچ میں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر زید نے گواہ قائم کیے کہ فلان شہر کے قاضی شیخ الاسلام حمزہ نے میرے نام اس عمرو پر ہزار درم کی ڈگری کی ہے اور مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ اس قاضی نے عمرو کے نام ان ہزار درم سے بریت کی ڈگری کی ہے تو قاضی حاکم عمرو کے گواہوں پر حکم دیکھا مدعی کے گواہوں پر نہ دیکھا یہ محیط میں ہے۔ ایک مرد کی منزل میں وہ مرد و عورت دونوں رہتے ہیں مرد اس سے وطی کرتا ہے اور عورت کے اس سے اولاد ہے پھر عورت نے انکار کیا کہ میں اسکی جو رہنمیں ہوں تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر عورت نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ اسی مرد سے ہے تو یہ اسکی جو رہی اور اگر کوئی اولاد نہ ہو تو عورت کا قول مقبول ہوگا اگرچہ مرد کے ساتھ اس حالت سے رہتی ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر زید نے عمرو پر نصف دار کا جو اسکے قبضہ میں ہے دعویٰ کیا اور قاضی نے گواہوں کی گواہی پر اسکے نام یہ ڈگری کر دی اور اس مدعی کے دو بھائی ہیں ہر ایک بعد اسکے دعویٰ کرتا ہے کہ یہ نصف دار میرا ہے پس اگر مدعی نے اس قبضہ کر لیا ہے تو ان دونوں بھائیوں کے نام آدھے آدھے کی ڈگری اسکی کر دی گئی اور اگر قبضہ نہیں کیا ہے تو تینوں کو تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگا یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص مر گیا اور دو بیٹے چھوڑے پس اگر بیٹے نے عمرو پر دعویٰ کیا کہ میرے باپ کے اسپر ہزار درم قرض ہیں اور اسپر گواہ قائم کیے اور دوسرے بیٹے نے بھی اسی عمرو پر دعویٰ کیا کہ میرے باپ کے اسپر ہزار درم ایک باندی کا شن ہیں جو اسکے ہاتھ فروخت کی گئی اور اسپر گواہ پیش کیے اور دونوں نے باہم ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ باپ کے اسپر سواے ہزار درم کے زیادہ نہیں ہیں تو ہر ایک کیواسطے پانچ سو درم کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے پانچ سو درم وصول کر لیے تو اسمیں دوسرا شریک نہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ قرض کی وجہ سے جو شخص قید ہے اگر اسنے گواہ قائم کیے کہ میں مفلس ہوں اور رب الدین نے گواہ دیے کہ یہ مالدار ہے تو قاضی قرضخواہ کے گواہ مقبول کرے گا اگرچہ اسکی مقدار ملک بیان نہ کی ہو یا شک کہ قرضخواہ کے گواہوں پر اسکو برابر قید میں رہنے دیکھا کہ ذانی محیط

## کتاب الاقرار

اس کتاب میں چند ابواب ہیں

**باب اول** اقرار کے شرعی معنی اور رکن اور شرط جو اذوائس کے حکم کے بیان میں۔ غیر کے حق کے اپنے اوپر نہایت ہوئی خبر دینے کو اقرار کہتے ہیں کہ ذانی الکافی۔ اقرار کا رکن شہادۃت کا کہنا کہ زید کے چھپرے اس قدر درم ہیں یا مثلاً اسکے بیان کرے کہ زید اس

حق کا ظہور یا انکشاف ہوتا ہے پس شرط خیار اسی سے اس میں جائز نہیں ہے مثلاً کسی نے کہا کہ زید کا مجھے اس قدر دین یا یہ عین ہر بشر طیکہ مجھے تین روز تک خیار ہے تو خیار باطل ہوگا اگرچہ مقررہ یعنی زید مثلاً اسکی تصدیق کرے اور مال لازم ہوگا یہ محیط خسر میں ہے شرط اقرار میں سے عقل و بلوغ بلا خلاف شرط ہیں و لیکن آزاد ہونا پس بعض چیزوں کے اقرار میں شرط ہے بعض میں نہیں کذا فی النہایہ پس اگر غلام مجھ سے مال کا اقرار کیا تو یہ اقرار مولیٰ کے حق میں نافذ ہوگا اور اگر قصاص کا اقرار کیا تو صحیح ہے کذا فی محیط خسر میں اور مال کا اقرار صحیح تو ہے مگر اسکا نفاذ اسوقت ہوگا کہ جب یہ غلام آزاد ہو جاوے۔ اور غلام مازون کا اقرار ان چیزوں میں جو اسباب تجارت میں سے نہیں ہیں متاخر ہوگا یعنی بعد عتیق کے اسکا نفاذ ہوگا مثلاً اسے عورت سے بلا اجازت مالک کے نکاح کر لیا اور اس سے وطی کی اور مہر کا اقرار کیا یا کسی ایسے جرم کا جس کے عوض مال لازم آتا ہے اقرار کیا تو یہ اقرار بفضل لازم ہوگا بخلات حدود و قصاص کے اقرار کے کہ بالفعل لازم ہوگا کذا فی التبيين۔ اور اسی طرح بطور خود و رضا مندی ہونا شرط ہے حتیٰ کہ جہیز بزوجہ کی گئی اسکا اقرار صحیح نہیں ہے کذا فی النہایہ۔ و مست نشہ کا اقرار اگر بطریق ممنوع ہو تو صحیح ہے سوا سے حد زنا و شراب خواری کے کہ رجوع کرنا قبول ہوگا اور اگر بطریق مباح ہو تو صحیح نہیں ہے کذا فی البحر الرائق و علی الخصوص اقرار کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ مقررہ یعنی جس چیز کا اقرار کیا ہو وہ ایسی ہو کہ مقررہ کو اسکا سپرد کر دینا واجب ہو خواہ بعینہ اسکا سپرد کرنا مثلاً اپنے قبضہ کی کوئی شے عین کا دوسرے کے واسطے اقرار کیا یا اس کے مثل کا سپرد کرنا مثلاً اپنے ذمہ کسی قرض کا اقرار کیا اور اگر مقررہ ایسی چیز ہو کہ مقررہ کو اسکا سپرد کر دینا واجب نہیں ہے تو اسکا اقرار جائز نہیں ہے مثلاً اقرار کیا کہ میں نے فلان شخص کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی یا اس سے گریہ لی یا اس سے کوئی غلام کسی ثمن کے عوض خرید لیا یا ایک مٹھی خاک اس سے غصب کر لی یا ایک دانہ گندھوں کا غصب کیا تو یہ باطل ہے حتیٰ کہ اس سپرد کر دینا جائیگا کہ بیان کرے کہ کیا چیز ہے مثلاً یہ محیط میں ہے۔ حکم اقرار کا یہ ہے کہ مقررہ کا ظہور ہونہ یہ کہ ابتداء ثابت ہو جاوے کذا فی الکافی اور اسی سے ہم نے کہا کہ اگر مسلمان کے واسطے شراب کا اقرار کیا تو صحیح ہے اور اگر اقرار سے ابتداء تملیک ہوتی تو صحیح نہوتا۔ اسی طرح مجبور کر کے باکراہ طلاق و عتاق کا اقرار صحیح نہیں ہے اور انشاء اطلاق باکراہ صحیح ہوتے ہیں کذا فی المحیط۔ اور اگر کسی نے غیر کے واسطے مال کا اقرار کیا اور مقررہ جانتا ہے کہ یہ شخص اپنے اقرار میں جھوٹا ہے تو اسکو مال لینا دیانت کی راہ سے حلال نہیں ہے لیکن اگر مقررہ خوشی سے اسکو دیوے تو بے گناہ ہے کہ از سر نو ہمہ ہو جاوے گا یہ قنیین میں ہے اور اقرار کو اظہار اعتبار کرنا فقط مقررہ چیز کی حق ملکیت میں ہے حتیٰ کہ صرف اس کے اقرار سے مقررہ کی ملکیت کا حکم دیا جائیگا مقررہ کی تصدیق کی ضرورت نہیں ہے لیکن رد کرنے کے حق میں مثل مہر کے تملیک بتدائی ہی حتیٰ کہ اگر مقررہ رد کر دے تو اقرار باطل ہوگا اور مقررہ سے تصدیق پائے جانے کے بعد اسکا رد کرنا کچھ کار آمد نہ ہوگا کیونکہ اقرار اسکے بعد وارد ہوا ہے پھر اگر مقررہ کے رد کرنے سے خاص اسکا ذاتی حق باطل ہوتا ہو تو اس کے رد کرنے سے اقرار رد ہوگا اور اگر دوسرے کا حق باطل ہوتا ہو تو اسکا رد کچھ کار آمد نہیں ہے مثلاً کسی شخص نے اقرار کیا کہ میں نے فلان شخص کے ہاتھ یہ غلام اس ثمن سمس کو فروخت کیا اور مقررہ نے اسکا اقرار کر دیا کہ میں نے تجھے کچھ نہیں خریدا ہے پھر اسکے بعد کہا کہ میں نے خریدا ہے پس بائع نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ اسکو نہیں بیچا ہے تو بائع کے ذمہ بیع ختم مسی لازم ہوگی کیونکہ اس نے بیع تمام ہونے کے بعد بیع سے انکار کیا اور دونوں متعاقدین میں سے ایک کے انکار سے بیع منقضان نہیں آتا ہے۔ اگر دونوں منکر ہوں تو البتہ مثلاً مشتری نے کہا

لے خود انشاء یا عتیق مثلاً اگر وہ طلاق دلائی یا اگر وہ طلاق دلائی تو صحیح ہے کہ اسکا سپرد کر دینا واجب نہیں ہے کذا فی النہایہ و جہورت اقرار وغیرہ اقرار

کہ میں نے نہیں خریدا ہائے انکی تصدیق کی کہ بان تو نے نہیں خریدا پھر کہا کہ نہیں بلکہ تو نے خریدا ہے تو خرید ثابت نہوگی اگر  
 اگرچہ گواہ قائم کرے کیونکہ دونوں کے انکار سے نسخ ثابت ہو گیا جس مقام پر مقررہ کے رد کرنے سے اقرار باطل ہو گیا اگر مقرر نے  
 دوبارہ اس اقرار کا اعادہ کیا اور مقرر نے انکی تصدیق کی تو اسکو اختیار ہے کہ اقرار مقرر پر ہے اور یہ تحسان ہے کذا فی المخطط  
**دوسرا باب** ان صورتوں کے بیان میں جو اقرار ہوتی ہیں اور جو نہیں ہوتی ہیں۔ زید نے کہا کہ عمر کے مجھے سو درم  
 یا میری طرف سو درم ہیں تو یہ قرض کا اقرار ہے اور ودیعت کا اگر دعویٰ کرے تو تصدیق نہ کیا جائیگا ولیکن اگر ودیعت اس کلام  
 سے ملا کہ پورے تو تصدیق کیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میرے پاس ہیں تو یہ ودیعت کا اقرار ہے اسی طرح اگر  
 کہا کہ باسن یا میرے ہاتھ میں یا میرے گھر میں یا میرے تھیلے میں یا صندوق میں تو یہ سب ودیعت کا اقرار ہے کذا فی المبسوط اور اگر  
 کہا کہ میرے پاس سو درم ودیعت قرض یا بضاعت قرض یا مضاربت قرض ہیں یا کہا کہ ودیعت دین یا دین ودیعت ہیں تو یہ  
 قرض و دین ہیں یہ محیط خشری میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میرے پاس فلان شخص کے ہزار درم عاریت ہیں تو یہ قرض  
 کا اقرار ہے اور یہی حکم کلی ووزنی چیزوں میں ہے کیونکہ جن چیزوں سے نفع اٹھانا بدو ن تلف کرنے کے ناممکن ہے وہ قرض ہونگے یہ  
 فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ فتاویٰ اسفی میں ہے کہ اگر کہا کہ مرا بفلان وہ درم داؤنی است تو شیخ نے فرمایا کہ کچھ لازم نہ آوے گا تا دلتیک  
 یہ نہ کہ مجھے یا میرے ذمہ یا میری گردن پر ہیں یا یہ قرض واجب یا حق لازم ہے کذا فی الظہیر۔ اگر کہا کہ زید کے میرے مال میں  
 یا میرے ان درم میں ہزار درم ہیں تو یہ اقرار ہے پس اگر یہ دم تیسرے ہیں تو اقرار ودیعت ہے در نہ شرکت ہے پس اگر مقرر  
 نے اپنے مال سے ہزار درم معین کر کے کہا کہ وہ ہزار درم ہیں تو کیا یہ اس اقرار کا رد ہے بعض نے کہا کہ رد ہے اور بعض نے کہا  
 کہ اقرار شرکت باطل نہوگا کیونکہ ہزار درم کے تعیین کا دعویٰ کرنے سے اقرار شرکت کا رد ہو جانا ضرور نہیں ہے کیونکہ جائز ہے کہ موافق  
 اقرار کے پہلے شرکت ہو پھر دونوں نے تقسیم کر لیے یہ دعویٰ تقسیم ہوگا اور اگر دوسرے نے قسم کھالی کہ تقسیم نہیں ہوئی اور تقسیم ہونا  
 ثابت نہو تو اقرار شرکت اپنے حال پر باقی رہیگا اور اگر مقرر نے ہزار درم اپنے مال سے معین کیے اور مقرر نے انکار کیا تو اسی کا قول  
 لیا جائیگا یہ محیط خشری میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میرے مال میں سے اس کے ہزار درم ہیں تو یہ جیسے ہزار درم ہیں حتیٰ کہ دیدینے کیواسطے مجبور  
 نہ کیا جائیگا اور اگر کہا کہ یہ ہزار درم تیرے ہیں تو یہ اقرار اسکی طرف سے ہے نہیں ہے یا تیک کہ سپرد کرنے کیواسطے مجبور کیا جائیگا  
 یہ محیط میں ہے۔ اگر کہا کہ لید کیواسطے میرے مال سے ہزار درم ہیں میرا اس میں کچھ حق نہیں ہے تو یہ دین کا اقرار ہے یہ مبسوط میں ہے ایک  
 عورت نے اپنے شوہر سے کہا ہر چہ خراہن می بایست از تو یا فتم تو یہ مہر وصول پانے کا اقرار نہیں ہے ایسا ہی صد الشہید سے  
 منقول ہے اور بعض نے کہا کہ اقرار ہے کذا فی الخلاصہ اگر کہا کہ یہ کپڑا یا کھد واسطے فلان کے عاریت ہے یا فلان سے یا ملک فلان یا  
 ملک فلان یا در ملک فلان یا فلان کی ملک سے یا ہیراث فلان یا در میراث فلان یا بحق فلان یا از طرف فلان تو یہ سب الفاظ  
 اقرار ہیں یہ محیط خشری میں ہے اگر کپڑے یا جو پائے میں کہا کہ میرے پاس واسطے حق فلان کے عاریت ہیں تو اقرار نہیں ہے سب طرح اگر کہا کہ  
 یہ ہزار درم میرے پاس واسطے حق فلان کے مضاربت ہیں تو یہ اقرار نہیں ہے بخلاف اس کے اگر قرض واسطے حق فلان کے کہا تو یہ قرض ہے  
 اور اگر کہا کہ یہ درم میرے پاس واسطے حق فلان کے عاریت ہیں تو یہ اقرار ہے کہ یہ درم فلان شخص کے ہیں یہ مبسوط میں ہے اور اگر کہا کہ  
 فلان شخص کے ہاتھ کے میرے پاس عاریت ہیں یا کہا کہ فلان شخص کے ہزار درم مجھے بسبب حصہ یا شرکت یا شرکت کے سپرد

لا حرج فلان درم میں سے کچھ چاہے یا نہ چاہے

اجرت یا اجرت کے یا بصناعت کے یا بصناعت میں تو یہ اقرار ہے یہ محیط خسی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ فلان کے مجھے ایک گھوڑا  
 گھوڑا بسبب سلم یا سلم یا سلم یا سلم واجب میں تو اس کے ذمہ لازم ہوئے اس طرح اگر کہا کہ فلان کے مجھے سو درم بسبب  
 بیع کے یا بسبب بیع کے یا جہت بیع سے یا اجارہ سے یا بسبب اجارہ کے یا اجارہ یا کفالت یا بسبب کفالت یا کفالت پر آتے ہیں  
 تو اس کے ذمہ لازم ہوئے یہ مبسوط کے باب الاستثناء میں ہے۔ فتاویٰ ابوالبتین میں ہے کہ اگر کہا کہ میں چیز فلان رست۔ یا رست  
 تو اقرار ہے اور اگر کہا کہ میں چیز فلان را۔ یا۔ ترا۔ تو یہ ہے اور اگر کہا کہ میں چیز فلان رست۔ تو یہ اقرار ہے یہ ظہیر میں ہے ایک  
 شخص نے اپنے نابالغ بیٹے سے کہا کہ۔ اے مال ترا کروم یا بنام تو کروم یا تو کروم۔ تو تملیک یعنی مالک کر دینا ہے اور امام ظہیر الدین  
 رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بنام تو کروم تملیک و اقرار کچھ نہیں ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ میرا گھوڑا اولاد اصغر کے واسطے ہے تو باطل ہے کیونکہ  
 یہ میرا ہے اور جب اولاد کو بیان نہ کیا تو باطل ہے اور اگر یوں کہ نہ یہ گھوڑا میری اولاد میں سے اصغر کے واسطے ہے تو یہ اقرار ہے اور  
 اولاد سے انہیں کے تین چھوٹوں کے واسطے ہو گا اسی طرح اگر کہا کہ تہائی یہ گھوڑا فلان کے واسطے ہے تو یہ بھی ہے اور اگر کہا کہ  
 تہائی اس گھوڑا واسطے فلان کے ہے تو یہ اقرار ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر زید نے عروس سے کہا کہ ادا کر دے جو میرے ہزار  
 درم مجھے ہیں اس سے کہا کہ ہاں اچھا تو یہ اقرار ہے یا یوں کہ کہ عنقریب تجھے یہ درم دید و نگا یا کل یہ تجھے دوں گا تو بھی یہ قرار ہے ایسے  
 ہی اگر یوں جوابے یا تو تو بٹھکے مجھے تول دے یا تول کر آئے قبضہ کرے یا بٹھکے کہ صرف یوں کہا کہ تو تو انکو تول دے یا نقد کر کہ  
 لے یا انکو لے تو یہ سب قرار ہے بخلاف اسکے اگر صرف بن کہا کہ تول یا پر کہ یا تو اقرار نہیں ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کہا  
 کہ ابھی میعاد نہیں آئی یا کہا کہ کل۔ یا کہا کہ مہینہ میں یا آج میسر نہیں ہیں یا یوں کہا کہ تو انکا بہت ہی تقاضا کرتا ہے تو  
 یہ سب قرار ہے یہ محیط خسی میں ہے اور اگر کہا کہ آج تو میرے پاس نہیں ہیں ایک کہ مجھے اُن کے ادا کرنے میں کچھ مہلت دے یا مجھ سے  
 لینے میں تاخیر کر دے یا اُن کے وصول کرنے میں مجھ سے تاخیر کر دے یا کہا کہ تو نے مجھے ان درمون سے بری کر دیا یا مجھے بری کر دیا  
 مجھ سے اسکے لینے کی تو نے براہت کر لی یا کہا کہ میں واشد آج تجھے ادا نہ کروں گا یا توں گا یا توں گا آج نہیں لے سکتا  
 ہے یا یوں کہا کہ صبر کر ہاں تک کہ میرا مال آجاوے یا میرا غلام آجاوے تو یہ اقرار ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر زید نے عروس سے  
 کہا کہ ادا کر دے میرا گھوڑا جو مجھے آتا ہے عروس نے کہا کہ ناپ لینے دے کو کل بھیج دینا تو یہ اقرار ہے اسی طرح اگر زنی  
 چیز میں یوں کہا کہ تول لینے دے کو کل بھیج دینا تو بھی ایسا ہی ہے یا کہا کہ کل اپنے وکیل کو بھیج دینا میں اسے دید و نگا یا کسی  
 وصول کرنے دے کو بھیج دے یا کسی کو بھیج دے جو مجھے لیکر قبضہ کرے تو یہ سب قرار ہے یہ محیط میں ہے۔ زید نے عروس پر ہزار درم  
 کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے تجھے تیرا دعویٰ عطا کیا تو یہ اقرار نہیں ہے اسی طرح اگر کہا کہ مجھے اپنا دعویٰ کرنے سے  
 ایک مہینہ تاخیر رکھ یا کچھ تو نے دعویٰ کیا تاخیر کر دے تو یہ اقرار نہیں ہے۔ اور اگر کہا کہ اپنا دعویٰ مجھے دو روز رکھ ہاں تک کہ  
 میرا مال آجاوے تو میں تجھے یہ ہزار دید و نگا تو یہ اقرار ہے اور اگر کہا کہ ہاں تک کہ میرا مال آجاوے تو تیرا دعویٰ تجھے دوں گا تو  
 یہ اقرار ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ نوادر ہشام میں ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ سے میں نے سنا کہ فرماتے تھے کہ زید نے عروس سے کہا  
 کہ مجھے ہزار درم دے اس نے کہا کہ انکو تول دے تو عمر دیکھ لایم نہیں ہے کیونکہ اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ میرے ہزار درم دے یہ محیط  
 میں ہے۔ زید نے عروس سے کہا کہ مجھے میرے ہزار درم جو مجھے آتے ہیں دے عروس نے کہا کہ صبر کر یا عنقریب پا جائیگا تو یہ اقرار نہیں

لے چیز فلان واسطے ہے۔ لے چیز فلان ملک فلان کو ۱۱ لے میں نے یہ حال ترا دیا ۱۱ لے اصغر کے واسطے نہیں تو رسول وغیرہ ۱۱



ہی کیونکہ ایسے کلمات کبھی استہزاء و استخفاف کے طور پر ہوتے ہیں اور اگر کہا کہ انکو تول دو گنا انشاء اللہ تو یہ اقرار ہی اور شہادت یعنی انشاء اللہ  
اسپر وارد نہیں ہر صورت تیرے کیواسطے جو ادب تیرے تقدم دین کو مقتضی ہو یہ محیط خسی میں ہے۔ نوادر میں ہے کہ اگر مدعا علیہ نے کہا  
کہ کیسہ بد روز قبض <sup>کے</sup> ان تو یہ اقرار نہیں ہو اور ایسے ہی بکیر۔ اقرار نہیں ہو کیونکہ یہ الفاظ ابتدائی بولے جاسکتے ہیں یعنی دعویٰ مدعی سے  
مربوط ہو نا ضرور نہیں ہو پس اقرار ہونگے ایسے ہی قبض کنش کسرہ نون کے ساتھ و کیسہ بد روزش کسرہ زاء و مجبے کے ساتھ اقرار  
نہیں ہو۔ کیونکہ یہ الفاظ بطور استہزاء کے بولے جاتے ہیں اور ایسے ہی بکیرش کسرہ زاء و حمل کے ساتھ اقرار نہیں ہے اور اگر کیسہ  
بد روزش فتح زاء و قبض کنش فتح نون اور بکیرش فتح زاء کے ساتھ اگر کہا تو مشائخ سے اس میں اختلاف ہے اور اصح یہ ہے  
کہ یہ الفاظ اقرار ہیں کیونکہ اس طرح استہزاء کے واسطے نہیں بولے جاتے ہیں اور مبتداء نہیں ہو سکتے پس انکار بطور دعویٰ صحیح  
مستلیم کیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اگر کہا میرے ہزار درم جو تجھ پر آتے ہیں ادا کر دے کیونکہ میرے قرض خواہ مجھے نہیں چھوڑتے ہیں  
پس مدعا علیہ نے کہا کہ بعضوں کو مجھ پر حوالہ کر دے یا جسکو تو چاہے مجھ پر حوالہ کر دے یا کسی شخص کو ان میں سے میرے پاس لائیں  
میں چاہا کہ انکا یا قرضہ کا حوالہ قبول کروں گا تو یہ سب قرار ہے اور اگر کہا کہ میں نے یہ درم تجھے ادا کر دیے ہیں تو یہ اقرار ہے اور  
اگر کہا کہ مجھے تو نے اس قرضہ سے بری کر دیا ہے یا میں نے تجھے بھڑپور ادا کیا ہے یا تو نے مجھے اس سے احلال کیا ہے یا کہا کہ تو نے  
یہ درم میرے کر دیے ہیں یا مجھے یہ درم صدقہ دیے ہیں یا میں نے تجھے یہ درم اترادیے ہیں تو یہ سب اقرار ہیں یہ مبسوط میں ہو اگر  
کہا کہ میں نے تجھے یہ درم وفا کر دیے ہیں تو یہ قرضہ کا اقرار ہے اور دینے کا حکم کیا جائیگا پھر حکم کیا جائیگا کہ وفا کر دینا ثابت کرے  
اسی طرح اگر مدعا علیہ نے مدعی سے کہا کہ سو گند خور کہ ابن مال تو نرسا نیدہ ام۔ یا کہا۔ سو گند خور کہ ابن مال تو رسیدہ است  
پس یہ مدعا علیہ کی طرف سے مال کا اقرار ہو حکم کیا جائیگا کہ ادا کرے ایسا ہی بعض مشائخ کا فتویٰ منقول ہے یہ محیط میں ہو اور  
اگر کہا کہ تو نے مجھے اس دعویٰ سے بری کیا ہے یا مجھے اس دعویٰ سے صلح کی ہے تو یہ اقرار نہیں ہے یہ خلاصہ میں ہو اگر کہا کہ میں نے  
تیرے حق سے تجھے صلح کر لی ہے تو اقرار ہے اور بیان کرنا مقبر کی طرف ہوگا اور اگر کہا کہ تیرے دعویٰ سے تو اقرار نہیں ہے۔ اگر کہا  
کہ اس گھر سے بعض ہزار کے باہر نکل گیا اس سے بری کر دیا دست بردار ہو جائیگا میرے سپرد کر دے یا مجھے دے تو یہ سب  
مخاطب کی ملک کا اقرار ہے کیونکہ یہ الفاظ جب بدل کے ساتھ مذکور ہوتے ہیں اور پہلے اتنے لفظ صلح نہیں ہوتا ہے تو  
عرف و عادات میں مساومت کے معنی ہوتے ہیں۔ قلت۔ یہ خاص محاورہ اگر دوزبان کا نہیں ہو لیکن اصل کے الفاظ  
عربی اس معنی میں معروف ہیں اور اگر یہ الفاظ ذکر کیے اور انکے ساتھ بدل ذکر نہ کیا تو یہ اقرار نہیں ہے۔ اور اگر یوں صلح  
ٹھہرائی کہ ایک اپنا گھر سیر دے دوسرا غلام سیر دے تو یہ اقرار نہیں ہے۔ اگر کسی نے ایک دار خرید پھر دوسرے سے کہا  
کہ مجھے اسکی خرید ہزار میں دیدے تو یہ دوسرے کی ملک کا اقرار نہیں ہے یہ محیط خسی میں ہے۔ مجموع النوازل میں ہے کہ زید سے  
عمر نے کہا کہ میرے تجھے ہزار درم ہیں پس اسنے کہا کہ اور میرے بھی تجھے اسی قدر ہیں یا کسی سے کہا کہ میں نے تیری جو رد کو  
طلاق دی یا تیری باندی یا غلام کو آزاد کیا اسنے کہا کہ اور تو نے اپنی جو رد کو طلاق دی یا اپنے غلام یا باندی کو آزاد کیا تو  
ابن سماع نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ یہ اقرار ہوگا اور ظاہر الروایت کے موافق اقرار نہیں ہو اور امام اجل ظہیر الدین رحمہ  
ابن سماع کی روایت کے موافق فتویٰ دیتے تھے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر زید کے مخاطب نے اسکے جواب میں کہا کہ میرے تجھے ہزار درم

[illegible]



ہین حرف داویا اور نہ کہا تو یہ بلا خلاف اقرار نہیں ہو اور اگر کہا کہ میرے بچہ اسکے مثل ہین تو ظاہر یہ ہو کہ اس میں وہی اختلاف ہو اور اگر مخاطب نے کہا کہ میں تو نے بھی اپنے غلام کو آزاد کیا تو آیا اس مخاطب سے یہ کلام اپنے غلام کی آزادی کا اقرار ہو یا نہیں پس ظاہر یہ ہو کہ اس میں بھی اختلاف ہو اور اگر مخاطب نے کہا کہ تو نے اپنے غلام کو آزاد کیا تو بلا خلاف اقرار نہیں ہو اور ایسا ہی اختلاف اس صورت میں ہو کہ زید نے دوسرے سے کہا کہ تو نے فلان شخص کو قتل کیا ہو اسے جواب دیا کہ اور تو نے بھی فلان شخص کو قتل کیا ہو اور اگر اس نے یوں کہا کہ تو نے فلان شخص کو قتل کیا تو بلا خلاف اقرار نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر فارسی میں کہا کہ مرا از تو چندین می باید کسی قدر یا معلوم کو بیان کیا پس مخاطب نے کہا کہ مرا نیز از تو چندین می باید تو مخاطب کا یہ قول متکلم اول کے دعویٰ کا اقرار ہوگا ایسا ہی بعض مشائخ نے کہا ہے اور یہ حکم موافق قول امام محمد رحمہ اللہ ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک یہ اقرار نہ ہوگا خواہ فارسی میں کہے یا عربی میں کہے اور اگر کہا کہ مرا از تو چندین می باید مخاطب نے کہا کہ مرا بارے از تو چندین می باید قول مدعی اول کے دعویٰ کا اقرار نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے عیون میں ہو کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے فلان کے بیٹے کو قتل کیا پھر کہا کہ میں نے فلان کے بیٹے کو قتل کیا تو یہ ایک ہی بیٹے کا قتل کا اقرار ہوگا فتاویٰ اہل سمرقند میں ہو کہ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ تو نے فلان شخص کو قتل کیا اس نے کہا کہ لوح محفوظ میں یوں ہی لکھا تھا یا میں نے اپنے دشمن کو مار ڈالا تو یہ قتل کا اقرار ہو اگر عدالت نے قتل کرنے کا اقرار نہ کرے تو اسکے مال سے دیت دلائی جاوے گی اور اگر یوں جواب دیا کہ جو مقدمہ مودہ ہوئے والا ہو تو یہ اقرار نہیں ہو کہ ذاتی انحصار۔ اور اگر دوسرے کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے تجھے ستونہ ستونہ کے پورے کر دیے تیرا کچھ حق مجھے نہیں ہو تو یہ اقرار نہیں ہو ایسے طرح اگر دوسرے کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مجھ پر پاش درم میں نے تجھے دیدے ہیں تو یہ اقرار نہیں ہو کہ ذاتی فتاویٰ قاضی نے اگر زید نے عمرو پر ہزار درم کا دعویٰ کیا عمرو نے کہا کہ تو نے انہیں سے کچھ لے لیے ہیں تو یہ اقرار ہو اسی طرح اگر کہا کہ ان درم میں کا وزن کیا ہو یا کیا مدت قرار پائی یا کیا اسکا سکے ہو یا میں نے اُسے برائت تجھے کر لی ہو یا میں نے وہ درم تجھے ادا کر دیے ہیں تو یہ سب ہزار درم کا اقرار ہو اور اگر یوں کہا کہ میں نے تجھے ہر قبیل کے کثیر سے جو تیرا کچھ تھا بریت کر لی ہو تو یہ ہزار کا اقرار نہیں ہو بلکہ ایسی چیز کا اقرار ہو جسکی جنس و مقدار معلوم ہو پس بیان کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور جب اُسے بیان کیا تو طالب سے قسم لی جائیگی کہ میں نے اس سے وصول نہیں پائے اور مطلوب سے قسم لی جائیگی کہ مجھے سوا اسکے نہیں ہے یہ مبسوط میں ہو۔ اگر میت پر قرض کا دعویٰ اسکے بعض وارثوں پر کیا پس مدعا علیہ نے کہا۔ در دست من از تو کہ چیز ہے نیست۔ تو یہ ترکہ کا اقرار نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کی مقبوضہ زمین پر دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے مدعی سے کہا۔ ترا جز این زمین دیگر است تو یہ مدعا علیہ کی طرف سے اقرار ہو یہ ظہر یہ میں ہو ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے اس قدر درم ناحق قبضہ میں لیے ہیں پس مدعا علیہ نے کہا کہ ناحق میں نے قبضہ نہیں کیا تو یہ اقرار نہیں ہو اور اگر کہا کہ میں نے تیرے حکم سے تیرے بھائی کو دیدے ہیں تو یہ اقرار ہو اور اسپر واجب ہو کہ اسکے حکم دینے کو ثابت کرے یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر دوسرے پر دس درم کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا ازین جملہ مرا پنج درم داوئی است۔ تو یہ دس درم کا اقرار ہو اور اسی طرح اگر کہا ازین جملہ پنج درم باقی است تو بھی دس کا اقرار ہو اور اگر کہا پنج درم باقی ماندہ است تو یہ دس کا اقرار نہیں ہو یہ ظہر یہ میں ہو متقی میں ہو کہ اگر دوسرے سے کہا کہ میرے بچہ ایک ہزار درم

سہ بچہ بچہ سے اسے چاہیے این ولفظ نیز معنی بھی اور بار بار بھی تاکید ہے ۱۷

ہیں اُسے کہا کہ ولیکن انہیں سے پانچ سو درم ہیں یا کہا کہ ولیکن پانچ سو درم اسمین سے پس میں انکو نہیں جانتا ہوں تو یہ پانچ سو درم کا اقرار ہے اور اگر یوں کہے کہ ولیکن پانچ سو درم پس نہیں ہیں اور انہیں سے نہ کہ تو اقرار نہیں ہے یہ محیط میں ہے زید نے کہا کہ میرے چچہ ہزار درم ہیں اُسے کہا احمق یا الصدق یا الیقین۔ یا کہا حقاً یا صدقاً یا یقیناً یا مکرراً کہا احمق یا الصدق یا الیقین۔ یا حقاً حقاً یا صدقاً صدقاً یا یقیناً یقیناً یا ان سب کے ساتھ برہمنی شیکہ کاری کے بڑا دیا مثلاً کہا احمق البتہ یا البر احمق۔ یا حق بڑا ہی آخر تو یہ سب اقرار ہیں اور اگر یوں کہا احمق حق یعنی حق حق ہوتا ہے جیسے عمار سے میں بولتے ہیں سچ سچ ہی ہے یا صدق صدق ہی یا یقین یقین ہی یا لفظ بڑا کو مفرد بول لایا مکرر کر کے بدون حق وغیرہ کے ساتھ ملانے کے یوں بولا البتہ البتہ یا بڑا بڑا تو یہ اقرار نہیں ہے اسبطرچ لفظ صلاح خواہ مفرد بولے یا حق و صدق کے ساتھ ملاوے اقرار ہو گا یہ کافی میں ہے۔ اگر مدعی نے کہا کہ میرے چچہ ہزار درم ہیں پس مدعا علیہ نے کہا مع سود بنا رکے۔ تو فقیہ ابو بکر اسکاٹ نے فرمایا کہ یہ اقرار نہیں ہے اور فقیہ ابو الیث نے کہا کہ اگر دینار میں مدعی نے تصدیق کی تو صحیح ہے اور دونوں بالوں کا اقرار ہو گا اور اگر دینار دون میں تکذیب کی تو درمون کا اقرار صحیح ہو گا یہ ظہیر میں ہے۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ میں نے تجھے سو درم قرض دیے ہیں عمر نے کہا کہ میں نے سوائے تیرے کسی سے قرض نہیں لیا یا کسی تیرے غیر سے یا کسی سے تجھے پہلے قرض نہیں لیا یا بعد تیرے کسی سے قرض نہ لوں گا تو یہ اقرار نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اصل میں مذکور ہے کہ اگر دوسرے سے کہا کہ میں نے تجھے سو درم قرض دیے ہیں اُسے کہا کہ دوبارہ درمون کے واسطے ایسا نہ کروں گا یا اس کے بعد پھر ایسا نہ کروں گا تو یہ اقرار ہے بخلاف اس قول کے کہ دوبارہ نہ کروں گا کیونکہ یہ اقرار نہیں ہے۔ اگر دوسرے سے کہا کہ تو نے مجھے سو درم غصب کر لیے اُس نے کہا کہ میں نے تجھے غصب نہیں کیا مگر یہی سو درم تو یہ اقرار ہے اسی طرح اگر کہا کہ میں نے تجھے سوائے ان درمون کے یا غیر ان سو درم کے غصب نہیں کیا تو یہ بھی اقرار ہے اسی طرح اگر کہا کہ میں نے تجھے بعد ان سو درم کے کچھ غصب نہیں کیا یا ان سو درم کے ساتھ کچھ غصب نہیں کیا یا قبل ان سو درم کے کچھ غصب نہیں کیا تو سو درم کے غصب کا اقرار ہے اسی طرح اگر کہا کہ بعد تیرے کسی سے غصب نہ کروں گا یا بعد تیرے کسی سے غصب نہیں کیا تو یہ بھی اقرار ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تیرے چچہ نہیں ہیں مگر سو درم یا سوائے سو درم کے نہیں ہیں یا سو درم سے زیادہ نہیں ہیں تو سو درم کا اقرار ہے اور اگر کہا کہ تیرے چچہ سو درم سے زیادہ نہیں ہیں اور نہ کم ہیں تو یہ اقرار نہیں ہے لہذا فی فتاویٰ قاضی خان اور اگر یوں کہا کہ تیرے چچہ سو درم سے زیادہ نہیں ہیں اور نہ سو درم سے کم ہیں تو بعض مشائخ نے کہا کہ یہ اقرار نہیں ہے جیسا مطلقاً کم کے نفی کرنے میں تھا اور بعض نے کہا کہ یہ سو درم ہونے کا اقرار ہے اور یہی صحیح ہے یہ محیط شری میں ہے۔ اگر کہا کہ تیرے صرف چچہ سو درم ہیں تو یہ سو درم کا اقرار ہے اور اگر کہا کہ تیرے سو درم چچہ نہیں ہیں تو یہ کسی قدر کا بھی اقرار نہیں ہے یہ بمسوطا میں ہے۔ اگر زید نے تقسیم کرنے والے سے کہا کہ اس دار کو تقسیم کر تہائی واسطے عمرو کے اور تہائی میرے لیے اور تہائی بکر کے واسطے تو یہ قول اُسکا عمرو دیکر کے واسطے دو تہائی دار کی ملک کا اقرار نہیں ہے تا وقتیکہ یوں نہ کہے کہ تہائی اسکا عمرو کا ہے اور تہائی اُسکا بکر کا ہے یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ اگر کہا کہ فلان شخص کے چچہ سو درم ہیں در صورتیکہ میں جانتا ہوں یا میرے علم میں ہے یا در صورتیکہ میں نے جانا تو امام عظیم رحمہ اللہ فرمایا کہ یہ بطل ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ اقرار صحیح ہے اور بالاجماع اگر یوں کہا کہ میں جانتا ہوں کہ البتہ فلان شخص کے چچہ ہزار درم ہیں یا فلان شخص کے چچہ ہزار درم ہیں اور ضرور مجھے ایسا معلوم ہوا ہے تو یہ اقرار صحیح ہے یہ ذخیرہ میں ہے اگر کہا کہ فلان شخص کے

مجھے ہزار درم میں میرے گمان میں یا میں نے گمان کیا یا خیال کیا یا دیکھا تو یہ باطل ہے یہ مسبوط بالاشتناء میں ہے۔ اگر کہا کہ مجھے ہزار درم فلان شخص کی شہادت یا علم میں ہیں تو اسکے ذمہ کچھ لازم ہوگا اور اگر کہا کہ شہادت فلان یا علم فلان میں ہزار درم ہوگا اور اگر کہا کہ بقول فلان یا درقول فلان میں ہیں تو اسکے ذمہ کچھ لازم ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کہا اسکے مجھے ہزار درم میرے حساب میں یا درحساب فلان یا بحساب فلان میں یا میری کتاب میں یا در کتاب فلان یا بکتاب فلان میں تو باطل ہے اور اگر کہا کہ کسی چک میں یا فلان کی چک یا میری چک میں یا میری چک کے موجب میں تو یہ قرار ہے۔ اور اگر کہا فلان کے مجھے ہزار درم بھی میں یا بموجب ہی کے میں یا فلان کے مجھے ہزار درم حساب میں یا حساب سے یا حساب کے موجب میں تو یہ قرار ہے یہ محیط میں ہے اور اگر کہا کہ بموجب سب کے یا سب میں یا یہی میں یا ایسی کتاب میں جو میرے اسکے درمیان ہے یا میرے اسکے درمیان حساب سے ہیں تو یہ سب اقرار ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کہا کہ مجھے اسکے ہزار درم کی چک یا ہزار کی ہی یا حساب ہے تو اسکے ذمہ مال لازم ہوگا اور اگر کہا کہ میرے اسکے درمیان شرکت کے ہزار درم یا باہمی تجارت کے یا خلط کے ہزار درم میں تو اسپر ہزار درم لازم ہو گئے یہ خزانہ مفتاح میں ہے۔ اگر کہا کہ اسکے مجھے ہزار درم قضا، زید میں ہیں حالانکہ زید قاضی ہے یا قضاے فلان فقیہ میں یا بموجب اسکے فتویٰ کے یا اسکی فقہ کے ہیں تو اسکے ذمہ کچھ لازم ہوگا اور اگر کہا کہ بموجب قضاے زید کے ہیں حالانکہ زید قاضی ہے تو اسکے ذمہ مال لازم ہوگا اور اگر زید قاضی ہو تو لیکن طالب نے کہا کہ میں اسکو یا کہ کہنے اسکے پاس لے گیا تھا اسنے میرے لیے اسپر حکم دیا ہے تو اسکے ذمہ مال لازم ہوگا اور اگر دونوں نے باہم تصدیق کی کہ اسکے پاس محاکمہ نہیں کیا تھا تو مقریر کچھ لازم ہوگا۔ اور اگر کہا کہ فلان شخص کے مجھے ہزار درم اسکی یادداشت یا بموجب اسکی یادداشت کے ہیں تو اسکے ذمہ کچھ لازم ہوگا یہ مسبوط میں ہے اگر کسی شخص نے کہا کہ فلان کے ہزار درم مجھے انشاء اللہ تعالیٰ ہیں تو امام غفرلہ نے فرمایا کہ اقرار باطل ہے اور یہ استحسان ہے کذا فی المحيط۔ اگر کہا کہ میں نے یہ غلام غصب کیا انشاء اللہ تعالیٰ تو کچھ اسکے ذمہ لازم ہوگا کذا فی الخلاصہ۔ اگر ایک یادداشت تحریر کی کہ فلان لکھا کہ فلان شخص کا مجھے اسقدر ہے یا میں نے اسکو اسقدر مہلت دی پھر آخر میں لکھا کہ جو شخص اس یادداشت کی واسطے قیام کرے وہ جو کچھ اس میں ہے اسکا ولی انشاء اللہ تعالیٰ تو امام عظیم کے نزدیک قیام جو کچھ چاہے اسکے ذمہ لازم ہوگا اور صاحب جہنم کے نزدیک تحسنا لازم ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر کہا کہ میں نے کل کے روز تجھے یہ غلام غصب کیا انشاء اللہ تعالیٰ تو امام محمد رحمہ کے نزدیک اقرار باطل ہے اور ہتہنا و صحیح ہے کہ کذا فی المحيط اور یہی ظاہر الروایت ہے یہ محیط شری میں ہے اور اگر کہا کہ فلان شخص کے مجھے ہزار درم ہیں اگر فلان شخص چاہے تو یہ اقرار باطل ہے اگرچہ فلان چاہے اسی طرح ہر اقرار کا حکم ہے کہ جو شرط پر حلق ہو مثلاً فلان کے ہزار درم مجھے ہیں اگر میں گھر میں داخل ہوا یا آسمان سے بیٹھ برسا یا ہوا جلی یا قضاے الہی یا اللہ تعالیٰ کا ارادہ جاری ہوا یا اللہ تعالیٰ نے اسکو دوست رکھا یا اس سے راضی ہوا یا اسکو تنگی دی یا کشائش دی یا اگر میں اس امر کی بشارت دیا گیا تو یہ سب اسکے امثال مطلق اقرار ہیں اگر اقرار سے متصل بیان کیے جاویں یہ تبیین میں ہے۔ اگر کہا کہ اسکے مجھے ہزار درم ہیں اللہ کہ اسکے سوا کوئی امر مجھے ظاہر ہو یا میری رائے میں آوے تو یہ اقرار باطل ہے خواہ کوئی بات اسکے نزدیک ظاہر ہو یا ظاہر ہوئے سے پہلے مر جائے یا سوا اسکے کوئی امر اسکی رائے میں آوے یا نہ آوے اور اگر کہا کہ اسکے مجھے ہزار درم ہیں بشرطیکہ میرا یہ اسباب میرے مکان تک بصرہ میں پہنچا دے اسنے ایسا ہی کیا اور وہ حاضر تھا اس مقولہ کو سنتا تھا تو یہ جائز ہے اور اسپر مال و جہت کا

لکھنا قیام شخص کو کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہے یہ باطل ہے تو لازم نہیں ہوگا اور صاحب جہنم نے تحریر کیا کہ

اسی طرح اگر کہا کہ تیرے مجھے ہزار درم ہیں اگر تو یہ اسباب لکھا کر میرے گھر تک پہنچا دے تو یہ بھی مزدور مقرر کرنے میں داخل ہے یہ مبسوط  
 میں ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ گواہ رہو کہ اس کے مجھے ہزار درم ہیں اگر میں مر جاؤں تو یہ درم اُس پر واجب ہونگے خواہ جتنا رہے یا مر جاوے  
 ایسے ہی اگر کہا کہ اس کے مجھے ہزار درم ہیں جبکہ شریعہ میں نہ آوے یا جب لوگ اقطاع کریں یا فطر تک یا قریبی تک تو بھی یہی حکم ہے  
 یہ تین میں ہر تین میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر یوں کہا کہ جب فلان شخص آوے یا اگر فلان شخص آوے تو زید کے مجھے  
 ہزار درم ہیں تو یہ باطل ہے اور اگر کہا کہ تیرے مجھے ہزار درم ہیں جب زید آج آوے تو یہ جائز ہے بشرطیکہ طالب عوی کرتا ہو کہ میرے  
 زید ہزار درم ہیں اور اسے جو کچھ میرا سپرد اس کے آنے پر کفالت کرنی ہو یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ عمر کے مجھے ہزار درم ہیں بشرطیکہ  
 وہ قسم کھا جاوے یا اس شرط پر کہ قسم کھا جاوے یا جس وقت قسم کھاوے یا جب قسم کھائے یا وقت قسم کھانے کے یا اس کے قسم کے  
 ساتھ یا اس کے قسم کے بعد پس فلان شخص نے اس پر قسم کھالی اور مقرر مال سے انکار کیا تو مال کو واسطے اُس سے مواخذہ نہ کیا جائیگا  
 یہ مبسوط میں ہے۔ اگر زید نے عمر سے کہا کہ میرا یہ غلام مجھے خریدے یا اجرت پر لے یا میں نے تجھے اپنا گھر عاریت پر دیا عمر نے کہا  
 کہ ہاں اچھا تو یہ قول اس کا یعنی ہاں یہ ملک زید کا اقرار ہے اسی طرح اگر زید نے کہا کہ اس میرے غلام کی مزدوری یا اس کا یہ کپڑا تجھے  
 دے اس نے کہا کہ ہاں اچھا تو زید کی ملک کا غلام و کپڑے میں اقرار کیا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کہا کہ میرے اس دار کا دروازہ  
 چھوڑ دے یا میرے اس دار پر کچھ کر دے یا میرے اس گھوڑے پر زین رکھ دے یا میرے اس خچر کو گام دیدے یا میرے اس خچر  
 کی زین مجھے دے یا میرے اس خچر کی نگام مجھے دے اس نے کہا کہ ہاں اچھا تو اقرار ہے اور اگر ان سب صورتوں میں کہا کہ نہیں تو اقرار ہوگا  
 یہ ظہیر میں ہے۔ اگر کہا کہ میرے مجھے ہزار درم ہیں اس نے کہا کہ ہاں تو یہ اقرار ہے اسی طرح اگر اس کے ہاتھ میں کوئی کپڑا تھا اس کی نسبت کہا  
 کہ یہ کپڑا مجھے فلان شخص نے پہنایا ہے اس نے کہا کہ ہاں یا کہا کہ تو نے سچ کہا یا فارسی میں کہا کہ آگے تو یہ اقرار ہے یہ محیط خضریٰ میں ہے۔ اگر زید سے  
 کہا گیا کہ تیرے اوپر عمر کے ہزار درم ہیں اس نے سر ہلایا یعنی ہاں تو یہ اقرار نہیں ہے یہ تین میں ہے۔ اگر عمر دے کہا کہ بکو خبر دے یا اس کو  
 آگاہ کر دے یا اس سے کہ یا گواہ رہو یا اسے خوشخبری دے کہ اس کے مجھے ہزار درم ہیں تو یہ اقرار ہے اور ایسے ہی اگر زید سے کہا کہ بکو  
 خبر دوں کہ اس کے مجھے ہزار درم ہیں یا اس کو آگاہ کر دوں یا گواہی دوں کہ اس کے مجھے ہزار درم ہیں یا میں اُس سے کہوں پس زید نے  
 کہا کہ ہاں تو یہ سب قرار ہیں یہ محیط میں ہے۔ اگر دوسرے سے کہا کہ فلان کے ہزار درم شاہی مجھے ہونے کی گواہی نہ دے تو یہ اقرار  
 نہیں ہے اسی طرح اگر کہا کہ فلان شخص کا مجھے کچھ نہیں ہے پس یہ خبر اس کو نہ دے کہ اس کے مجھے ہزار درم ہیں یا نہ کہ اُس کے مجھے  
 ہزار درم ہیں تو یہ بھی اقرار ہوگا اور اگر ابتدائی کہہ کہ فلان شخص کو خبر نہ دے کہ اُس کے مجھے ہزار درم ہیں تو یہ اقرار ہے۔ اور  
 ناطقی نے اپنی اجناس میں کرنی سے روایت کی کہ اُٹھون نے فرمایا کہ خبر نہ دے کہنا مثل گواہی نہ دے کہنے کی دونوں حالتوں  
 میں اقرار نہیں ہے اور صحیح ہے کہ ان دونوں لفظوں میں فرق ہے یہ محیط خضریٰ میں ہے۔ اگر کہا کہ چھپاؤ عورت سے کہ میں نے اس کو طلاق  
 دی یا میرا اس کو طلاق دینا اُس سے چھپاؤ تو یہ اقرار ہے بخلاف اس قول کے کہ خبر نہ دواں کہ میں نے اُس کو طلاق دی ہے  
 اور اگر کہا کہ عورت سے اس کی طلاق کو چھپاؤ تو یہ طلاق نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ جو کچھ میرے ہاتھ میں ہے تیلیں  
 و کش غلام وغیرہ سے وہ عمر و کا ہے تو یہ اقرار صحیح ہے پس اگر عمر و آیا تاکہ جو کچھ اُس کے ہاتھ میں ہے سب لے پس دونوں میں ایک  
 غلام کی بابت اختلاف ہوا پس عمر و نے کہا کہ یہ غلام اقرار کے روز تیرے ہاتھ میں تھا اس واسطے میرا ہے اور زید نے کہا کہ اُس نے

میرے قبضہ میں نہ تھا اسکے بعد میں اسکا مالک ہوا ہوں تو زید کا قول مقبول ہوگا لیکن اگر عمر واسل مر کے گواہ لاوے کہ یہ غلام  
 اقرار کے روز زید کے قبضہ میں تھا تو اسکی ڈگری ہو جائیگی یہ محض میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ سب جو میرے قبضہ میں ہے یا سب  
 جو مجھے معروض ہے یا سب جو مجھے منسوب ہے وہ عمر و کا ہے تو یہ اقرار ہے یہ خلاصہ میں ہے اور اگر یوں کہا کہ سب میرا مال یا  
 سب جسکا میں مالک ہوں وہ عمر و کا ہے تو یہ بہہ ہے بد و ن سپرد کرنے کے جائز نہیں ہے۔ اور سپرد کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا  
 اور اگر یوں کہا کہ جو کچھ میرے گھر میں ہے وہ عمر و کا ہے تو اقرار ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر اجیر نے اقرار کیا کہ جو کچھ  
 قلیل و کثیر تجارت یا متاع یا مال عین و دین سے میرے قبضہ میں ہے وہ عمر و کا ہے اور میں ان چیزوں میں اسکا اجیر ہوں تو جائز  
 ہے اور جو کچھ اس اقرار کے روز اجیر کے قبضہ میں ہو وہ عمر و کا ہے اس میں اجیر کا کچھ حق نہیں ہے مگر میں کھانے اور پینے کو تحسانا  
 کتا ہوں کہ وہ دونوں اجیر کے قرار دیے جائیں گے۔ اور اگر اجیر نے اقرار کیا کہ جو کچھ میرے قبضہ میں فلان تجارت کا ہے وہ عمر و کا ہے  
 تو جو کچھ اجیر کے قبضہ میں اس تجارت کا اس روز ہو گا وہ سب عمر و کو ملیگا اور جو کچھ سوا ہے اسکے دوسری تجارت کا ہوگا اس میں  
 عمر و کا کچھ نہ ہوگا اور ان چیزوں کے بیان کرنے میں اجیر کا قول مقبول ہوگا اور بھی اگر اس نے دعویٰ کیا کہ جو کچھ میرے قبضہ میں  
 اس تجارت کا تھا وہ بسبب آفت ہو چکے کے بعد اقرار کے تلف ہو گیا تو اس کا قول قسم سے مقبول ہوگا اور اگر اجیر نے اقرار  
 کیا کہ جو کچھ میرے قبضہ میں تجارت یا مال سے ہے وہ عمر و کا ہے اور اس کے قبضہ میں مال عین اور چکین ہیں تو یہ سب عمر و کے  
 ہونگے اور اگر اقرار کیا کہ جو کچھ میرے قبضہ میں طعام سے ہے وہ عمر و کا ہے اور اس کے قبضہ میں گہون اور جو در تل اور چھو ہارے ہیں  
 تو اس میں سے سوا کے گہون کے باقی کچھ عمر و کا نہ ہوگا اور اگر اجیر کے قبضہ میں گہون نہ ہوں تو عمر و کو کچھ بھی نہ ملیگا یہ بسوط میں  
 ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی محنت میں اقرار کیا کہ جو کچھ میری منزل یعنی مکان میں فردش و برتن وغیرہ سے حیر ملک کا اطلاق  
 اصناف اموال سے ہوتا ہے سب میری اس دختر کے ہیں اور اس شخص کے گائوں میں چوبایہ اور غلام ہیں اور یہ شخص  
 شرمین سستا ہے تو فرمایا کہ اسکا اقرار اسی گھر کی چیزوں میں واقع ہوگا جس میں وہ رہتا ہے اور چوبایہ ایسے ہیں کہ نہ کو انکو باہر  
 بھیجتا ہے اور رات کو وہ گھر میں چلے آتے ہیں وہ اس اقرار میں داخل ہو جائیں گے اور ایسے ہی وہ غلام بھی داخل ہونگے جو  
 دن میں حوائج ضروری کیواسطے باہر جاتے ہیں اور رات کو گھر میں رہتے ہیں اور ان سے سوا ہے جو کچھ ہے وہ داخل ہوگا یہ ظہیر یہ  
 میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی صحت عقل و بدن کی حالت میں اقرار کیا کہ جو کچھ میری منزل یعنی گھر میں داخل ہے وہ سب میری عورت  
 کا ہے سوا کے ان پٹرن کے جو میرے اوپر ہیں پھر وہ شخص مر گیا اور ایک بیٹا چھوڑا اس نے دعویٰ کیا کہ یہ میرے باپ کے ترکہ  
 میں داخل ہے تو جس شے کو عورت چانتی ہو کہ یہ چیز بسبب بیع صحیح یا ہب صحیح کے شوہر کے مالک کر دینے سے میری ہو گئی ہے یا  
 شوہر پر اسکا مہر ہو تو اسکو اس چیز میں ممانعت کی گنجائش ہے اور حجت بھی اقرار ہے اور جو چیز اسکی ملک نہیں ہوئی وہ اس اقرار  
 کی وجہ سے فیما بینہما دین اللہ تعالیٰ عورت کی ملک نہ ہو جائیگی بلکہ وہ متوفی کا ترکہ ہو لیکن قضائے یہ حکم ہے کہ اگر گواہوں نے  
 اس اقرار کی گواہی ادا کی تو قاضی کو واجب ہوگا کہ جو کچھ گھر میں اقرار کے روز موجود ہے سب کی ڈگری عورت کے نام کرے  
 یہ خلاصہ میں ہے اگر کسی نے کہا کہ میری عورت کے واسطے یہ بیٹ اور جو کچھ اس بیٹ کے دروازہ نے اندر بند کر لیا ہے اور بیٹ  
 کے اندر متعلق موجود ہے تو عورت کو بیٹ اور متاع و دونوں ملینگے اور اگر بجائے اقرار کے اس لفظ کے ساتھ بیع واقع ہو تو حکم

مطلوبہ تمام اول امر کے تحت تمام عقدوں کے برائے اولیٰ اطلاق الایمان والایمور کا کوئی خاص لفظ نہیں ہے جو بالفضل  
 کھلے کیلئے مہیا ہو گا کیونکہ ایسے خاص لفظ نہ ملے گا کہ فقہاء و مفسرین نے اس کو لفظ بیع قرار دیا ہو اور اس میں متعلق ہو

اسکے برخلاف ہے کیونکہ متاع اس بیع میں داخل نہوگی اور ایسا ہوگا کہ گویا اُسے یوں کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ بیت کو مع اُسکے حقوق کے فروخت کیا اگر کسی نے اپنی مان کا مال تلف کر دیا پھر اُس سے کہا کہ جو کچھ میرے قبضہ میں مال ہے وہ تیرا ہے پھر مر گیا اور جس مال کا اقرار کیا وہ بعینہ قائم ہے تو وہ مال کا ہوگا اور اگر بیٹے نے اُسکو تلف کر دیا ہے یعنی بعینہ قائم نہیں ہو اور وہ کبھی ورنہ چیزوں میں سے نہیں تھا اور اُسے درم و دینا چھوڑے ہیں تو بعد اس اقرار کے جو مذکور ہوا ہے اس عورت یعنی اسکی مان کو گنجائش ہے کہ ان درم و دیناروں سے اسقدر لے جسقدر اُسے تلف کر دیا ہے کیونکہ یہ نیز لہ صلح کے ہو گیا تھا اور جب بدل صلح کو اُسے تلف کر دیا تو صلح باطل ہوگئی اور دین جیسا تھا ویسا عود کر آیا ذخیرہ میں ہے۔ اگر ایک دیوار کا ایک شخص کے واسطے اقرار کیا پھر کہا کہ میری مراد اُس سے صرف عمارت دیوار بدون زمین کے تھی تو تصدیق نہ کی جائیگی اور دیوار مع اسکی زمین کے ڈگری ہوگی اسی طرح اگر کبھی اینٹوں کے استوانہ کا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہے و لیکن اگر استوانہ لکڑی کا ہو تو مقر لہ کو صرف لکڑی بلیگی زمین نہ بلیگی پس اگر اُسکا رفع کرنا بدون ضرر کے ممکن ہے تو مقر لہ سکو لے اور اگر بدون ضرر کے نہیں لے سکتا ہے تو اقرار کرنا بالامقر لہ کو اسکی قیمت کی ضمان دے یہ بیسوط میں ہے اگر کہا کہ بناؤ اس دار کی فلان شخص کی تو فلان شخص کے نام اُسکے نیچے کی زمین کی ڈگری نہوگی یہ ظہیر میں ہے۔ اگر کسی نخل یا شجر کا جو اُسکے باغ یا زمین میں لگا ہوا ہے دوسرے کے واسطے اقرار کیا تو اقرار میں نخل و شجر کے ساتھ اسقدر زمین جو اُسکے جڑ کی ہو داخل ہو جائیگی اور کتاب میں یہ نہیں مذکور ہے کہ اسقدر زمین داخل ہوگی مگر دوسرے مقام پر اشارہ فرمایا کہ جسقدر درخت کے سہاق کے مقابلہ میں ہو داخل ہوگی حتیٰ کہ اگر یہ درخت اکھاڑا گیا اور اُسکے اکھاڑنے کی جگہ دوسرا جانا تو مقر لہ کا ہوگا۔ اور اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ درخت کی بڑی جڑوں کے مواضع جو جذوع کے مشابہ ہیں داخل ہونگے اور جو باریک جڑیں بڑی جڑوں سے پھوٹی ہیں اُنکے مواضع دخل نہ ہونگے اور بعضوں نے کہا کہ اُن جڑوں کے مواضع داخل ہونگے کہ جن جڑوں کے بغیر یہ درخت باقی نہیں رہ سکتا ہے اور اس سے زیادہ داخل ہونگے اور بعضوں نے کہا کہ ٹھیک دوپہر کو جب آفتاب آسمان پر بٹھرا تو جسقدر زمین درخت کے سایہ میں آوے اسقدر داخل ہو باقی داخل نہوگی اور بعضوں نے کہا کہ اقرار کے وقت جسقدر درخت کی موٹائی ہے اسی قدر زمین داخل ہوگی یہ بیسوط میں ہے۔ اگر کسی نے اقرار کیا کہ اس درخت کے پھل جو اس پر موجود ہیں فلان شخص کے ہیں تو اس اقرار سے درخت کا بھی اقرار کرنا بالامقر لہ نہوگا اور اگر کہا کہ جو کھیتی اس زمین میں موجود ہے وہ زید کی ہے تو زید کو صرف کھیتی بدون زمین کے بلیگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر کہا کہ یہ کرم زید کا ہے تو زید کو تاک انکو مع اسکی زمین اور جو کچھ اُس میں عمارت و ستون و مخین وغیرہ اور درخت میں سب لینگے۔ اگر کہا کہ یہ زمین زید کی ہے اور اسکے درخت خرمیہ میں ہیں یا کہا کہ یہ زمین زید کی ہے مگر پھل اسکے نہیں ہیں تو زمین مع درختوں کے زید کی ہوگی اسی طرح اگر کہا کہ یہ درخت مع جڑوں کے زید کا ہے اور اسکے پھل میرے ہیں تو درخت مع پھلوں کے زید کا ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ یہ زمین زید کی ہے حالانکہ زمین میں کھیتی ہے تو زمین مع کھیتی کے زید کی ہوگی اور اگر مقر لہ گواہ قائم کیے کہ یہ کھیتی میری ہے خواہ حکم قاضی زید کے نام ہو چکا ہو یا نہیں ہوا ہے تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر زمین میں خرمیہ کے درخت ہوں تو بھی یہی صورت ہوگی و لیکن اگر اُسکے گواہ لایا کہ یہ درخت میرے ہیں تو مقبول نہوگے مگر اس وقت مقبول ہونگے کہ جب اُسے اقرار کیا ہو کہ زمین زید کی اور درخت میرے ہیں تو اس صورت میں زید کے نام درختوں کی ڈگری نہوگی یہ واقعات حسامیہ میں ہیں۔



امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ اگر زید نے کہا کہ یہ دار عمرو کا ہے تو اسکی بنا و داخل قرار ہوگی اسی طرح اگر کہا کہ اس دار کی زمین عمرو کی ہے تو بنا و داخل قرار ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر زید کے واسطے عمرو نے اقرار کیا کہ یہ خاتم اسکی ہے تو حلقہ و نگینہ دونوں زید کو ملیں گے اور اگر تلواریں اقرار کیا تو پھل و نیام و پرتہ سب اسکا ہے اور اگر چھلکا اقرار کیا تو اسکی لکڑیاں جس سے وہ بنا ہوا ہے۔ اور وہ کپڑا جس سے وہ منڈھا ہوا ہے سب زید کا ہے یہ کافی میں ہے۔ اگر زید کے قبضہ میں ایک دار ہے اسنے کہا کہ یہ دار عمرو کا ہے مگر فلان بیت یا اسقدر حصہ معلوم میرا ہے تو اسکے مقولہ کے موافق رکھا جائیگا اور اگر کہا کہ یہ بیت میرا ہے یا یوں کہا کہ و لیکن یہ بیت میرا ہے تو کل دار عمرو کا ہوگا اور اگر کہا کہ یہ دار عمرو کا ہے اور یہ بیت بیکر کا ہے تو موافق اسکے اقرار کے رکھا جائیگا یہ محیط خسی میں ہے۔ اگر کہا کہ یہ دار فلان شخص کا ہے اور اسکی بنا میری ہے یا کہا کہ یہ زمین فلان شخص کی اور اسکے درخت میرے ہیں یا کہا کہ درخت مع اصول کے فلان شخص کے اور پھل میرے ہیں تو سب مقررہ کے ہونگے اور بدون حجت کے مقرر کی تصدیق نہ کجاوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کہا کہ یہ دار فلان شخص عمرو کا ہے مگر عمارت اسکی کہ وہ میری ہے تو عمارت اسکی تصدیق نہ کجاوگی اور علی ہذا اگر کہا کہ یہ باغ فلان شخص کا ہے مگر ایک درخت بدون اسکی جوڑ کے کہ وہ میرا ہے یا کہا کہ یہ جہہ عمرو کا ہے مگر اسکا ستر کہ وہ میرا ہے یا یہ تلوار عمرو کی ہے مگر اسکا حلیہ کہ وہ میرا ہے یا کہا کہ یہ انگوٹھی عمرو کی ہے مگر اسکا نگینہ کہ وہ میرا ہے یا یہ حلقہ عمرو کا ہے مگر اسکا نگینہ کہ وہ میرا ہے تو ان سب صورتوں میں بھی وہی حکم ہے یہ بیسوط میں ہے اگر کہا کہ عمارت اس دار کی میری ہے اور میدان زمین عمرو کا ہے تو اسکے کہنے کے موافق رکھا جائیگا کذا فی الکنز اگر کہا کہ عمارت اس دار کی میری ہے اور زمین اسکی عمرو کی ہے یا اسکی زمین عمرو کی اور اسکی عمارت میری ہے تو عمارت و زمین عمرو کی ہوگی اور اگر کہا کہ اسکی زمین میری ہے اور عمارت اسکی عمرو کی ہے تو زمین اسکی اور عمارت عمرو کی قرار دیا جائیگی اور اگر کہا کہ زمین اسکی عمرو کی اور عمارت بیکر کی ہے تو زمین و عمارت دونوں عمرو کی قرار دیا جائیگی اور اگر کہا کہ اسکی عمارت بیکر کی اور زمین اسکی عمرو کی ہے تو اسکے اقرار کے موافق ہوگا یہ محیط میں ہے یہ مفتی میں ہے کہ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ یہ انگوٹھی میری اور نگینہ تیرا ہے یا یہ پیڑ میری اور اسکا حلیہ تیرا ہے یا یہ تلوار میری اور اسکا حلیہ تیرا ہے یا یہ جہ میرا اور اسکا ستر تیرا ہے اور عمرو نے کہا کہ سب میرا ہے تو قول زید کا معتبر ہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ زید نے جس چیز کا اقرار کیا ہے اگر اسکے جدا کرنے میں کچھ ضرر نہیں ہے تو حکم کیا جائیگا کہ جدا کر کے عمر کے سپرد کرے اور اگر ضرر ہو تو زید پر واجب ہوگا کہ مقربہ کی قیمت عمرو کو ادا کرے یہ سب امام عظیمہ و امام ابو یوسف کا قول ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر زید کے قبضہ میں ایک باندی کے بچہ پیدا ہوا زید نے کہا کہ باندی عمرو کی ہے اور بچہ میرا ہے تو اسکے اقرار کے موافق رکھا جائیگا اور یہی حکم باقی حیوانات کی اولاد کا اور درختوں سے توڑے ہوئے پھلوں کا ہے یہ بیسوط میں ہے اگر زید کے قبضہ میں ایک صندوق ہے اور اس میں متاع ہے پس زید نے کہا کہ یہ صندوق عمرو کا ہے اور متاع میری ہے یا یہ دار عمرو کا ہے اور جو کچھ اس میں متاع ہے وہ میری ہے تو زید کا قول مقبول ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کہا کہ یہ قبیلہ عمرو کی ہے تو وہ قبیلہ مع اسکے کہ جو کچھ اس میں درم زمین عمرو کی ہوگی اور اگر مقرر نے کہا کہ میں نے صرف کپڑا بدون درم کے مراد لیا تھا تو تصدیق نہ کجاوگی اسی طرح اگر کہا کہ میں نے خراج عمرو کی ہے تو بیع پھلوں کے عمرو کی قرار دیا جائیگی اسی طرح اگر کہا کہ یہ خم فلان شخص عمرو کا ہے اور اس خم میں سرکہ بھرا ہوا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر یوں کہا کہ جہاں قبیلہ فلان شخص کی ہے اور اس میں ہر ایک کپڑا بھرے ہیں یا کہا کہ قبیلہ عمرو کی ہے اور اس میں آٹا بھرا ہوا ہے یا کہ یوں عمرو کی ہے اور گون میں گھسوں بھرے ہیں اور دعویٰ کیا کہ میں نے فقط قبیلہ یا گون مرادی تھی تو تصدیق کجاوگی اور حاصل ہے ہر چیز میں کہ عرف و عادت کے موافق اقرار واقع ہوگا اگر گھٹی کے کپڑے کو دیکھ کر کہا کہ یہ کیا فلان شخص کا ہے تو یہ اقرار فقط

نکاحی استنفا میں مقرر تصدیق نمونہ ۱۱۱



کے پر واقع ہوگا اور اگر کہا کہ بھوسہ اس گھون کا عمر و کا ہی تو عمر و کا بھوسہ ہوگا اور اگر کہا اس بایون کے گھون عمر و کے ہیں تو عمر و کو  
 بایون میں گھون ملے گی اور اگر کہا کہ اس قبا کا ابرہ عمر و کا ہی تو سب قبا عمر و کی ہو اور اگر کہا کہ اس قبا کا استر عمر و کا ہے تو عمر و کے  
 واسطے استر کی قیمت دینی پڑے گی۔ امام محمد سے روایت ہے کہ اگر کہا کہ یہ کچھال زید کے واسطے ہو تو جس قدر بانی کچھال میں ہودہ زید  
 کو ملیگا کچھال نہ ملیگی یہ محیط میں ہو۔ اگر کہا کہ یہ گھون اس کھیتی کے ہیں جو زید کی زمین میں تھی یا اس کھیتی کے جو زید کی زمین سے  
 کافی ٹکٹی تو یہ گھون کا اقرار ہے قلت یہ عرف ہماری زبان کا نہیں ہے واللہ اعلم۔ اسی طرح اگر کہا کہ یہ خشک انگور زید کے  
 انگوروں کے ہیں یا یہ خرما زید کے نخل کے ہیں تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کہا کہ یہ صوف جو میرے  
 پاس ہے زید کی بکریوں کا ہو یا یہ دودھ جو میرے پاس ہے زید کی بکریوں کا ہو یا کھن یا جست کی نسبت ایسا ہی قرار کیا تو یہ  
 اقرار ہے یعنی زید کی ملک کا ان چیزوں میں اقرار ہے من المحیط و فتاویٰ قاضی خان۔ اور یہی حکم سوائے غلام و باندیوں کے  
 تمام حیوانات کی اولاد کا ہو یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ عمر و نے یہ زمین آراستہ کی یا یہ دار بنایا یا یہ درخت لگایا یا یہ انگور  
 لگائے اور یہ سب زید کے قبضہ میں ہیں پس عمر و نے دعویٰ کیا کہ یہ سب میرے ہیں اور زید نے کہا کہ یہ میرے ہیں میں نے تجھے  
 فقط مدد کی تھی تو نے مدد دی یا مزدوری لیکر مدد دی تو قول زید کا مقبول ہوگا یہ کافی میں ہے۔ اگر کہا کہ یہ اٹا فلاں شخص کی  
 پسائی کا ہے تو اقرار نہیں ہے کذا فی الخلاصہ اگر کہا کہ میں نے تجھے باندی اور غلام غصب کر لیا ہے تو دونوں کے غصب کا اقرار ہے۔  
 اسی طرح اگر کہا کہ یہ چیز مع اس چیز کے غصب کی مثلاً گھوڑا مع زین یا ساتھ اس کے غصب کی مثلاً گھوڑا ساتھ لگام کے یا غلام مندرجہ سمیت  
 غصب کیا تو دونوں کے غصب کا اقرار ہے یا پس یا پھر کے ساتھ کہا مثلاً غلام پھر باندی غصب کی یا پس باندی غصب کی تو دونوں  
 کے غصب کا اقرار ہے اسی طرح اوپر کے ساتھ یوں کہا کہ گھوڑا غصب کیا اور اس پر زین تھی تو بھی یہی حکم ہے کہ دونوں کے غصب کا اقرار ہے  
 اور اگر یوں کہا کہ اس سے غصب کیا مثلاً مندرجہ میں نے اس کے غلام سے غصب کی یا بھول گھوڑے سے غصب کر لی تو خاصا دل چیز  
 کے غصب کا اقرار ہے اور اگر یوں کہا کہ اکاف جو حمار پر تھا غصب کر لیا تو بھی اول کے غصب کا اقرار ہے۔ اور اگر ظرت کے طور پر  
 دوسرے کا اقرار کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر دوسری چیز پہلی چیز کا ظرت ہو سکتی ہے مثلاً کپڑے کو رومال میں غصب کر لیا یا ناچ کو کشتی  
 میں غصب کر لیا تو ایسی صورتوں میں دونوں کے غصب کا اقرار ہے اور اگر دوسری چیز پہلی چیز کا ظرت نہیں ہوتی مثلاً کہا کہ میں نے  
 درم کو درم میں غصب کر لیا تو دوسری اس کے ذمہ لازم نہ ہوگی۔ اور اگر دوسری چیز ایسی ہو کہ پہلی چیز اس کے درمیان ہو سکتی  
 ہے مثلاً میں نے ایک کپڑا دس کپڑوں میں غصب کر لیا تو امام عظیم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک صرف اس کے ذمہ ایک کپڑا  
 لازم ہوگا اور امام محمد رحمہ کے نزدیک گیارہ کپڑے لازم ہونگے یہ مبسوط میں ہے اور اگر کہا کہ میں نے تجھے ایک کرپاس دس کپڑوں  
 حریر میں غصب کیا تو امام محمد رحمہ کے نزدیک اس کے ذمہ اول لازم ہوگا یہ محیط خسی میں ہے۔ اگر کہا کہ میں نے طعام جو بیت میں  
 تھا غصب کر لیا تو یہ اقرار بمنزلہ اس قول کے ہے کہ جو طعام کشتی میں تھا میں نے غصب کر لیا پس بیت و طعام دونوں کے غصب  
 کا اقرار ہے و لیکن قول امام عظیم رحمہ و دوسرے قول امام ابو یوسف رحمہ کے موافق بسبب غصب کے طعام اسکی ضمان میں داخل ہوگا  
 اور بیت ضمان میں داخل نہ ہوگا اور اگر اس نے کہا کہ میں نے طعام کو اسکی جگہ سے دوسری جگہ کت انہیں دی تو اسکی تصدیق نہ کی جائے گی  
 یہ مبسوط میں ہے اور اگر ایک گھوڑے کے صطل میں غصب کر لینے کا اقرار کیا تو اس کے ذمہ فقط گھوڑا لازم ہوگا کذا فی الکتر اگر کہا کہ

فلان شخص کے مجھ پر وہ دم دردم میں پل کے مقرر کرنے کا کہ میں نے دوسرے دامر ادلیا یا مع مراد لیا ہو تو اُس پر بیس دم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ میں نے برم ادلیا ہو تو دس دم لازم ہونگے اور اگر کہا کہ مراد میری اس سے ضرب تھی تو ہمارے علماء کے نزدیک اُس پر دس دم لازم ہونگے اسی طرح اگر حقیقتہً نفل اور یعنی طرف کا حوت مراد لیا تو بھی دس دم لازم ہونگے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی نے یون کہا کہ زید کا مجھ پر ایک دم ایک قفیز گہون میں ہے تو اُس پر ایک دم لازم ہوگا اور قفیز باطل ہے اور اگر کہا کہ زید کے مجھ پر ایک قفیز گہون ایک دم میں واجب ہے تو اُس پر قفیز لازم ہوگا اور دم باطل ہے اسی طرح اگر کہا کہ زید کے مجھ پر ایک فرق زیت دس غنوم گہون میں واجب ہے تو زیت اُس پر واجب ہے اور گہون باطل ہیں یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اگر کہا کہ زید کے مجھ پر دس دم دس دینار میں واجب ہیں تو دس دم واجب ہونگے اور آخر کلام باطل ہوگا و لیکن اگر کہے کہ میں نے دونوں مال مراد لیے تھے تو دونوں لازم ہون گے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اگر اقرار کیا کہ مجھ پر پانچ دم ایک یہودی کپڑے میں واجب ہیں تو اُس پر پانچ دم واجب ہونگے پھر اگر اسکے بعد کہا کہ یہودی کپڑا اسلام کا قرض ہے اور پانچ دم اُسے مجھے اس کپڑے کی سلم میں دیے تھے تو یہ اُس اقرار کا بیان ہے و لیکن چونکہ اس میں تغیر ہے اس واسطے علیہ کر کے اس کی صحت معتبر نہ ہوگی و لیکن اگر طالب سکی تصدیق کرے تو ہو سکتا ہے اور تصدیق کی وقت ہم کہیں گے کہ حق ان دونوں میں سے باہر نہیں جاسکتا ہے پس جیسے دونوں نے تصادق کیا وہ ثابت ہوگا۔ اور اگر طالب نے اس کی تکذیب کی تو مقرر اُس سے قسم لینے کا اختیار ہے پس اگر قسم کھائی تو مقرر کو اختیار ہے کہ مقرر سے پانچ دم کی بابت موافق اُس کے اقرار کرے موافقہ کرے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کہا کہ میں نے زید کے پانچ دم ایک کپڑے میں غصب کر لیے تو اُس پر پانچ دم مع کپڑے کے لازم ہونگے یہ محیط آخری میں ہے۔ اگر کہا کہ مجھ پر ایک دم مع ایک دم کے یا اسکے ساتھ ایک دم واجب ہے تو دونوں دم اُس پر لازم ہونگے یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اگر کہا کہ مجھ پر ایک دم قبل ایک دم کے واجب ہے تو اُس پر ایک دم واجب ہوگا اور اگر کہا کہ قبل اسکے ایک دم واجب ہے تو اُس پر دو دم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ ایک دم بعد ایک دم کے یا بعد اسکے ایک دم واجب ہے تو دو دم واجب ہونگے اسی طرح اگر کسی ایک دم کے بجائے ایک دینار یا قفیز گہون بیان کیے تو بھی دونوں چیزیں واجب ہونگی یہ مبسوط و قاضی خان میں ہے۔ اگر کہا کہ دم دردم یا دم پھر دم واجب ہے تو دو دم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ دم دردم واجب ہے تو ایک ہی دم واجب ہے تو ایک ہی دم واجب ہوگا اور اگر کہا کہ دو دم پھر ایک دم واجب ہے تو تین دم واجب ہونگے ایسے ہی اسکے عکس میں یعنی دم پھر دو دم واجب ہیں تو بھی تین دم واجب ہونگے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر کہا کہ مجھ پر ایک دم اور مجھ پر ایک دم ہے تو دو دم واجب ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کہا کہ زید کا مجھ پر دم بدرم ہے تو ایک دم واجب ہوگا یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اگر کہا کہ زید کا مجھ پر ایک دم مع کل دم کے ہے تو اُس پر دو دم واجب ہونگے اور اگر خاص معین دس دم کو دیکھ کر کہا کہ زید کے مجھ پر ان درمون میں سے ہر دم کے ساتھ ایک دم واجب ہے تو اُس پر بیس دم واجب ہونگے اور اگر دس دم معین کو دیکھ کر کہا کہ مجھ پر اسکے ان سب درمون میں سے ہر دم کے ساتھ یہ دم واجب ہے تو اُس پر گیارہ دم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ مجھ پر فلان شخص کے درمون سے کل دم ہے تو تین دم واجب ہونگے اور یہ قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ اور تیس قول امام عظیم رحمہ اللہ میں دس دم واجب ہونگے ایک شخص نے کہا کہ زید کا مجھ پر ایک دم فوق دم واجب ہے تو اُس پر دو دم واجب ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ کتابت کے ساتھ اقرار کرنا یعنی

لے تو زید ایک یا سب سے غنوم اور غنوم سے مراد کون ہے ۱۱

لکھ کر اقرار کرنا کسی وجہ سے ہوتا ہے اگر اقرار اس طرح لکھے کہ وہ کچھ نہ لکھتا تھا یا پانی یا برت پر لکھا تو اس سے اس پر کچھ واجب نہ ہوگا اگرچہ گواہ کرے اور گواہ کر لینے کے یہ معنی ہیں کہ چند لوگوں سے لکھنے میں یوں کہے کہ مجھ پر اسکے گواہ رہو اور انکو پڑھ کر کچھ نہ سناوے اور اگر انکو پڑھ کر سنا دیا تو جو کچھ لکھا سنا یا جو وہ اس پر لازم ہوگا اور جس شخص نے اس کا یہ اقرار سنا اسکو اس امر کی گواہی سپردینا حلال ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ از انجملہ یہ ہے کہ اس طور سے لکھے کہ جو لکھا ہو اگھلتا ہے اور اسکی چند صورتیں ہیں از انجملہ یہ کہ ارسال تحریر ہو چکی ہے صورت ہے کہ کاغذ پر لکھے پہلے بسم اللہ سے شروع کرے پھر دعا پڑھ کر مقصود لکھے کہ تیرے مجھ پر از درم اس جہت سے ہیں تو یہ استخوانا اقرار ہے اور جو شخص اسکی تحریر کو معائنہ کرے اسکو اس کے اس امر کی گواہی سپردینا حلال ہے بشرطیکہ گواہ اس تحریر کو جان سے خواہ وہ گواہ کیا جاوے یا نہ کیا جاوے یہ محیط میں ہے۔ اگر ارسال تحریر یوں لکھے از جانب فلان بسوے فلان اما بعد تو نے مجھے لکھا تھا کہ میں نے تیرے واسطے فلان شخص کی طرف سے ہزار درم کی ضمان کر لی ہے حالانکہ میں نے تیرے لیے ہزار کی ضمانت نہیں کی صرف تیرے واسطے پانچ سو درم کی ضمانت کی ہے اور اس محرر کے پاس دو مرد اس کے لکھنے کے وقت موجود و کتابت کے شاہد تھے پھر اس نے اپنی تحریر کو محو کر دیا اور دونوں گواہوں نے اس پر یہ گواہی دی تو اس کے ذمہ لازم ہونگے اگرچہ اس نے ان دونوں سے گواہی یا گواہ رہنے کے واسطے نہ کہا ہو اور یہی حکم طلاق و عتاق و ہر ایسے حق کا ہے جو شہادت کے باوجود ثابت ہو جاتا ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر بطور رسالت کے سٹی یا خرقہ وغیرہ اسکے مانند پر لکھا تو یہ اقرار نہیں ہے اور نہ گواہوں کو اس پر اسکی گواہی دینا حلال ہے لیکن اگر ان سے کہے کہ مجھ پر اس مال کی گواہی دو تو جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اگر کاغذ پر غیر مرسوم تحریر کی ایسی کہ کھلتی ہے کہ فلان شخص کا مجھ پر اس قدر حق ہے تو جائز نہیں ہے لیکن اگر گواہوں سے کہا کہ جو کچھ میں نے تحریر کیا ہے اسکی مجھ پر گواہی دو تو گواہوں کو گواہی دینا جائز ہے یہ محیط خیر میں ہے از انجملہ چک کی تحریر ہے اگر کسی شخص نے اپنی ذات پر کسی حق کی یادداشت چند لوگوں کے حضور میں لکھی یا کوئی وصیت تحریر کی پھر ان لوگوں سے کہا کہ مجھ پر اس حق کے فلان شخص کے واسطے جوئے گواہ ہو اور اس نے انکو پڑھ کر نہ سنا یا اور نہ انھوں نے اس کے سامنے پڑھی تو یہ جائز ہے بشرطیکہ انکی آنکھوں کے سامنے اپنے ہاتھ سے تحریر کی یا کسی دوسرے سے لکھوائی ہو اور اگر یہ لوگ اسکے خود لکھنے یا لکھوانے کی حالت میں حاضر ہوئے تو انکی گواہی جائز نہیں ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر ایک قوم کے درمیان خود ایک چک تحریر کی اور انکو پڑھ کر نہ سنا یا اور نہ اسے کہا کہ مجھ پر گواہ رہو تو کتاب میں تحریر ہے کہ یہ اقرار نہیں ہے اور نہ ان لوگوں کو محرر پر اس مال کی گواہی دینا حلال ہے اور قاضی امام ابوعلی نسفی رح نے فرمایا کہ اگر تحریر مصدر مرسوم ہو مثلاً یوں لکھے بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ اقرار نامہ ہے کہ فلان بن فلان نے اپنی ذات پر زید کے واسطے ہزار درم ہونے کا اقرار کیا ہے۔ اور گواہ کو جو اس میں لکھا ہے معلوم ہوا تو جو کچھ اس نے لکھا اسکی گواہی دینے کی گواہوں کو گنجائش ہے اگرچہ انکو پڑھ کر نہ سناوے اور نہ گواہ کرے اور اگر اس نے چک لکھ کر گواہوں کو پڑھ سنا یا تو انکو گواہی دینا اس مال کی حلال ہے اگرچہ اس نے کہا ہو کہ تم گواہ رہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کتاب کے سواے دوسرے نے گواہوں کے سامنے اسکو تحریر سنا یا اس کا تب نہ کہا کہ جو کچھ اس میں ہے اس کے مجھ پر گواہ رہو تو یہ اقرار ہے اور اگر یہ نہ کہا کہ گواہ رہو تو یہ اقرار نہیں ہے یہ خزائنہ المفتین میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے ایک قوم کے نزدیک بیٹھ کر اپنی ذات پر ایک چک تحریر کی پھر قوم سے کہا کہ اس پر مہر کر دو اور یہ نہ کہا کہ گواہ رہو تو یہ اقرار ہوگا اور نہ ان لوگوں کو جائز ہے کہ اس مال کی ضمانت

لکھوات سے یہ امر کہ قاضی خان نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی ذات پر ایک چک تحریر کی تو گواہوں کو گواہی دینا حلال ہے

گو اہی دین اسی طرح اگر گواہوں نے کہا کہ کیا ہم تجھ پر کسی گواہی دین اُسے کہا کہ اسپر مکر دو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر گواہوں نے کہا کہ کیا ہم  
 اس تحریر پر مکر دین اُس نے کہا اسپر گواہ رہو تو یہ اقرار ہے گواہوں کو اسپر گواہی دینا حلال ہے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے اگر کسی  
 محرمہ کہہ کہ فلان شخص اقرار نامہ لکھ دے کہ مجھ پر اُس کے ہزار درم ہیں تو یہ اقرار ہے محرمہ کو روایہ کہ اسپر اس مال کی گواہی دے  
 اسی طرح اگر محرمہ کہہ کہ فلان شخص کے واسطے بیچنا مس گھر کا بوجھ مل سقد کے لکھ دے اُسے خواہ لکھا یا نہ لکھا تو یہ بیچ کا اقرار  
 ہے اسی طرح اگر کہا کہ میری عورت کے نام سنگی طلاق کا خط لکھ دے تو بھی ایسا ہی ہے۔ اور اگر محرمہ سے دوبارہ کہا کہ عورت کے  
 واسطے طلاق لکھ دے تو یہ ایک طلاق کا اقرار ہے اور مکر نہ کہنا لکھنے والے پر تقاضا کے لیے ہے کذا فی الغلہ ص ۱۰۰ ایک شخص نے دوسرے  
 کو ایک مال کے اقرار کی تحریر منائی اُس نے کہا کہ کیا میں تجھ پر اس مال کی جو اس میں تحریر ہے گواہی دوں اُس نے کہا کہ ہاں تو یہ اقرار  
 ہے اُس کو گواہی دینا حلال ہے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ از انجملہ کتاب حساب ہے یہ وہ ہے کہ جو تاجر لوگ اپنے صحیفوں اور  
 حساب کے دفتر میں لکھتے ہیں یہ محیط میں ہے۔ اگر اپنے حساب کے صحیفہ میں لکھا کہ زید کے مجھے ہزار درم ہیں اور دو گواہوں نے  
 حضور کی گواہی دی یا خود اُسے حاکم کے سامنے اسکا اقرار کیا تو اُس کے ذمہ لازم ہوگا و لیکن اگر کہے کہ تم مجھ پر اس کی گواہی دو تو جائز  
 ہے یہ بیسوط میں ہے۔ اور بعض متاخرین نے کہا کہ اگر در زمانہ میں لکھا کہ فلان شخص کے مجھ پر اس قدر درم ہیں تو یہ میرا سوم  
 میں شمار ہے اسپر گواہ کرنا شرط نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر یوں کہا کہ میں نے اپنی کتاب میں یہ پایا کہ فلان شخص کے مجھے  
 ہزار درم ہیں یا کہا کہ اپنی یادداشت یا حساب میں یا اپنی تحریر سے یا کہا اپنے ہاتھ سے میں نے لکھا کہ فلان شخص کے مجھے ہزار  
 درم ہیں تو یہ سب باطل ہے یہ ظہیر میں ہے۔ ایک جماعت نے ائمہ بلخ میں سے بالعون کی یادداشت کی نسبت فرمایا کہ جو یادداشت  
 میں بیارے کے خط سے تحریر ہو وہ اسپر لازم ہوتا ہے فعلی ہذا اگر بیارے نے کہا کہ میں نے اپنی یادداشت میں اپنے خط سے لکھا ہوا  
 پایا یا میں نے اپنی یادداشت میں اپنے ہاتھ سے لکھا کہ فلان شخص کے مجھے ہزار درم ہیں تو یہ اقرار ہے کہ اسپر لازم ہوگا  
 یہ بیسوط و ظہیر میں ہے۔ صراحت و بیارے و دلال کا خط حجت ہے اگرچہ معنون ہو کیونکہ اُس میں لوگوں کا عرت ظاہر بیسوط  
 لوگ جو باہمی تحریر کیا کرتے ہیں اُسکا بھی حجت ہو نا بسبب عرف کے واجب ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر  
 مال کا دعویٰ کیا اُس نے کہا کہ جو کچھ مدعی کی یادداشت میں میرے خط سے ہو گا میں اُسکا التزام کیے لیتا ہوں تو یہ اقرار  
 نہیں ہے کذا فی خزائنہ المفتین

**تیسرا باب**۔ تکرار اقرار کے بیان میں۔ ایک شخص نے اپنے اوپر سو درم کا اقرار کیا اور اسپر دو گواہ کر لیے پھر دوسرے  
 مقام پر سو درم کا اقرار کیا اور دو گواہ کر لیے پھر مقرر نے کہا کہ یہ سو ہی درم ہیں اور طالب نے کہا کہ یہ دو سو درم ہیں تو اس مسئلہ  
 کی چند صورتیں ہیں یا تو اپنے اقرار کو کسی سبب کی جانب نسبت کیا اور وہ سبب دونوں اقراروں میں ایک ہی ہے یا مختلف  
 ہے اور یا کسی سبب کی طرف نسبت نہ کیا پس اگر سبب کی طرف نسبت کیا مثلاً کہا کہ زید کے مجھے ہزار درم اس غلام کے ثمن کے  
 ہیں پھر اسی مجلس یا دوسری مجلس میں اس کے بعد اقرار کیا کہ مجھے زید کے ہزار درم اس غلام کے ثمن کے ہیں اور وہ غلام ایک  
 ہی ہے تو بالاتفاق ہر حال میں اُس کے ذمہ ایک ہی مال لازم ہوگا اور اگر سبب مختلف ہے مثلاً اول مرتبہ اقرار کیا کہ مجھے زید کے  
 ہزار درم اس غلام کے ثمن کے ہیں پھر دوسری بار اقرار کیا کہ مجھے زید کے ہزار درم اس باندی کے ثمن کے ہیں تو بالاتفاق اماموں کے

لکھنؤ میں قاضی صاحب مائتہ عجیبی دکنی و غیرہ کے ۱۱ ملکہ مرآت مروت ہے در بیان بیعہ دالہ اور عرت میں بالی و دیگر نو دست لکھنا کچھ دلائل جو سبب از دست لکھنا ہاں

نزدیک سیراس صورت میں دونوں مال واجب ہونگے خواہ یہ اقرار ایک ہی مجلس میں دوبارہ ہو یا دو مجلسوں میں واقع ہو یا ہو  
اور اگر اقرار کو کسی سبب کی طرف مضاف نہ کیا بلکہ اپنے نام پر ایک چک لکھوادی پس اگر وہ چک ایک ہی ہو تو بالاتفاق ایک ہی  
مال واجب ہوگا اور اگر دو چکین لکھوائیں ہر چک ہزار درم کی ہو اور اسپر گواہ کر لے تو ہر حال میں اسپر دونوں مال لازم ہونگے  
اور چک کا مختلف ہونا بمنزلة اختلاف سبب کے قرار دیا جائیگا۔ اور اگر چک بھی نہ لکھی بلکہ مطلقاً اقرار کیا پس اگر پہلا اقرار قاضی کے  
سواے دوسرے شخص کے سامنے دو گواہوں کے روپر ہو اور دوسرا اقرار قاضی کے سامنے ہو تو ایک ہی مال لازم ہوگا کذا فی  
فتاویٰ قاضی خان اسی طرح اگر پہلا اقرار قاضی کے سامنے اور دوسرا غیر قاضی کے سامنے دوسری مجلس میں واقع ہو تو بھی  
ایک ہی مال لازم ہوگا کذا فی اختلاصہ اسی طرح اگر پہلے قاضی کے سامنے اقرار کیا اور قاضی نے اس اقرار کو اپنے دیوان میں  
لکھ لیا پھر دوسری مجلس میں اسی کو قاضی کے سامنے اعادہ کیا اور ہزار درم کا اقرار کیا پس طالب نے دو مالوں کا دعوے  
کیا اور مطلوب نے دعویٰ کیا کہ وہی مال ہے تو مطلوب کا قول مقبول ہوگا اور اگر دونوں اقرار غیر قاضی کے سامنے ہوں  
یا پہلا قاضی کے سامنے اور دوسرا اقرار غیر قاضی کے سامنے ہو پس اگر ہر اقرار پر ایک گواہ کر لیا تو سب کے نزدیک  
مال واحد لازم آئے گا خواہ یہ ایک ہی مجلس میں ہو یا دو مجلسوں میں ہو اور اگر پہلے اقرار پر ایک ہی گواہ کیا اور دوسرے  
دو یا زیادہ گواہ دوسری مجلس میں کیے تو امام ابو یوسف رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک مال ایک ہی ہوگا اور مشائخ  
نے امام اعظم رحمہ کے قول میں اختلاف کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ان کے نزدیک بھی ایک ہی مال واجب ہوگا یہ فتاویٰ  
قاضی خان میں ہے۔ اور اگر پہلے اقرار پر دو گواہ کیے اور دوسرے اقرار پر دوسری مجلس میں دو گواہ کر لیے تو امام  
ابو یوسف رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک مال واحد لازم ہوگا خواہ دوسرے اقرار پر پہلے ہی دونوں گواہوں کو گواہ کیا  
ہو یا ان کے سواے دوسروں کو گواہ کیا ہو اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک ظاہر الروایت کے موافق اگر پہلے ہی دونوں  
گواہوں کو گواہ کیا تو ایک ہی مال اور اگر دوسروں کو گواہ کیا تو دو مال لازم ہونگے کذا ذکر انحصاف اور جصاص نے  
اسکے برعکس ذکر کیا ہے یہ محیط خسی میں ہے اور اگر اقرار دونوں ایک ہی مجلس میں واقع ہوئے تو صاحبین رحمہ کے نزدیک  
ہر صورت میں مال واحد لازم ہوگا اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک اگر پہلے اقرار پر دو گواہ کیے پھر دوسرے اقرار پر ایک یا زیادہ گواہ  
کیے تو قیاساً امام اعظم رحمہ کے قول پر دو مال لازم ہونگے اور سخا نا ایک ہی مال واجب ہوگا اور یہی امام خسی کا مذہب ہے کذا فی شرح  
ادب القاضی للصدر الشہید اگر کسی ہزار درم کے اقرار پر دو گواہ لایا پھر دو گواہ دوسرے اسکے ہزار درم کے اقرار پر لایا اور یہ  
معلوم نہیں ہوتا کہ یہ ایک ہی مجلس میں واقع ہو یا دو مجلسوں میں اور گواہ بھی اسکو بھول گئے تو یہ دو مال قرار پاویں گے و لیکن  
اگر معلوم ہو جاوے کہ ایک ہی مجلس میں ایسا ہوا تو یہ حکم ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ تو اگر بن ساعہ میں امام ابو یوسف  
سے روایت ہو کہ زید نے عمر پر ہزار درم و سودینا کا دعویٰ کیا اور ہزار درم عمر کے نام پر ایک چک میں تحریر تھے اس میں لکھا تھا کہ سپر  
سواے ان کے اور کچھ نہیں ہے اور سودینا دوسری چک میں تحریر ہیں ان میں لکھا ہے کہ عمر پر سواے اسکے اور کچھ نہیں ہے اور وقت ایک ہی  
ہو یا دونوں میں وقت نہ ذکر نہیں ہے تو تمام مال عمر کے ذمہ لازم ہوگا یہ محیط میں ہے اور اگر دو گواہوں نے ہزار درم سیاہ لے  
اور دوسرے دو گواہوں نے ہزار درم و دو دھیا چاندی کے اقرار کیا گواہی دی تو یہ دو مال ہیں۔ اگر اس نے ہزار درم

۱۲ اختلاف مذہب پر مشاکلا ایک لایا لایا مذہب میں ہے اور دوسرا لایا لایا مذہب میں ہے

وسودیتار کا ایک ہی مجلس میں اقرار کیا پھر اسی جگہ اسی مجلس میں ہزار درم کا اقرار کیا تو اختلاف زفر و وامام ابو یوسف میں مذکور ہے کہ امام عظیم درم وامام ابو یوسف کے نزدیک اس پر ہزار درم وسودیتار لازم ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ نوادر شام میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ اگر زید نے عمر کے ہزار درم ایک ہمدینہ کے وعدے کے قرضہ پر اپنے اوپر دو گواہ کر لیے پھر دوسرے دو گواہ اپنے اوپر ہزار قرضہ کے دو ہمدینہ کے وعدے پر کر لیے تو بسبب میعاد مختلف ہونے کے یہ دو مال میں یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے عمر کا غلام قتل کیا اسکا نام لیا یا نہ لیا یا کہا کہ میں نے عمر کا بیٹا یا بھائی قتل کیا خواہ اسکا نام لیا یا نہ لیا پھر دوسری مرتبہ ایسا ہی اقرار کیا پس طالب نے کہا کہ تو نے میرے دو غلام یا دو بیٹے یا دو بھائی قتل کیے ہیں تو یہ اقرار ایک ہی غلام و ایک ہی بیٹے اور ایک ہی بھائی کا قرار دیا جائیگا و لیکن اگر اس نے دو نام مختلف کا اقرار ثابت کیا تو دو لازم ہونے اور امام ابو الحسن علی السغدی نے فرمایا کہ جائز ہے کہ یہ مسائل بھی علی الاختلاف ہوں اور جائز ہے کہ اتفاقی ہوں بشرطیکہ جگہ واحد ہو اور یہی صحیح ہے کہ ذاتی شرح ادب القاضی للصدیق شہید

**چوتھا باب** جنکے لیے اقرار صحیح اور جنکے واسطے صحیح نہیں ہے اور جنکی طرف سے اقرار صحیح ہے اور جنکی طرف سے نہیں صحیح ہوتا ہے اگر کسی شخص کے واسطے حل کا اقرار کیا یا حل کے واسطے کچھ اقرار کیا اور سبب صلح بیان کیا تو اقرار صحیح ہے ورنہ نہیں اگر باندی کے حل یا بکری کے حل کا زید کے واسطے اقرار کیا تو اقرار صحیح و لازم ہو گا۔ اور اگر ہندہ کے حل کے واسطے ہزار درم کا اقرار کیا تو اسکی تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ کوئی سبب صلح بیان کرے مثلاً یوں کہے کہ اس حل کے واسطے زید نے اقرار کیا ہے یا اسکا باپ مر گیا اور یہ وارث ہو اگرمیں نے ہزار درم تلف کر دیے تو یہ اقرار صحیح ہو گا اور مال اُسکے ذمہ لازم ہو گا پھر اگر وہ میت کا بچہ اسقدر مدت میں زندہ پیدا ہوا کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اقرار کے وقت وہ قائم تھا مثلاً مورث و موصی کے وفات سے چھ مہینے سے کم میں پیدا ہوا تو مال دینا لازم ہے اور اگر چھ مہینے سے زیادہ میں پیدا ہوا تو اسکو اس اقرار سے کچھ استحقاق حاصل ہو گا و لیکن اگر عورت معتدہ ہو تو اس صورت میں اگر دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہوا اور اسکے ثبوت سبب کا حکم دیا گیا تو یہی حکم مورث و موصی کے انتقال کے وقت اس بچہ کے بیٹ میں موجود ہونے کا حکم ہو گا پس اگر وہ بچہ مرا ہوا پیدا ہوا تو یہ مال موصی و مورث کے وارثوں کو بچہ دیا جائیگا۔ اور اگر دو لڑکے زندہ پیدا ہوئے تو یہ مال دونوں میں برابر تقسیم ہو گا پس اگر ایک لڑکی اور دوسرا لڑکا ہو تو وصیت کی صورت میں دونوں کو برابر ملیگا اور میراث کی صورت میں دو حصے لڑکا پانچواں اور ایک حصہ لڑکی کو ملیگا۔ دوسرے یہ کہ کوئی سبب تحیل بیان کرے یعنی ہو نہیں سکتا ہو مثلاً یوں کہے کہ اس حل نے مجھے ہزار درم قرض دیے تھے یا میرے ہاتھ ہزار درم کو کوئی چیز فروخت کی تھی تو یہ اقرار باطل اور اُسپر کچھ لازم نہ ہو گا اور دوسری صورت یہ ہے کہ اقرار کو ہتھم چھوڑ دے تو یہ امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک صحیح نہیں ہے اور امام محمد رحمہ کے نزدیک صحیح ہے یہ کافی میں ہے۔ اگر کسی لڑکے نابالغ لقیط یا غیر لقیط کے واسطے سود مر قرضہ کا کسی شخص نے اقرار کیا تو لازم ہو گا اسی طرح اگر اقرار کیا کہ اس لڑکے نے مجھے قرض دیا ہے حالانکہ لڑکا نہ کلام کر سکتا ہو نہ قرض دے سکتا ہو تو بھی مال لازم ہو گا اسی طرح اگر کہا کہ مجھے اس بچہ نے یہ غلام و دیعت یا عاریت یا اجارہ پر دیا ہے یا کسی مجنون کے واسطے ایسا اقرار کیا تو صل مال کا اقرار صحیح ہے اور سبب باطل ہے یہ مبسوط میں ہے اور آیا غلام کی ضمان دونوں مقر سے لے سکتے ہیں یا نہیں اسکو امام محمد رحمہ اللہ نے

لہ وہ شخص جو وارث چھوڑے اور اسکے وارث میں سے کسی ایک نے اقرار کیا تو اقرار صحیح ہے ورنہ سبب تحیل



کتاب میں ذکر نہیں فرمایا اور مشائخ نے فرمایا کہ جس صورت میں کہ بالغ کے واسطے اقرار کرنے سے اُس پر ضمان نہ آوے اُس صورت میں واجب ہو کہ یہ دونوں بھی ضمان نہ لے سکیں اور جس صورت میں بالغ کے واسطے اقرار کرنے سے اُس پر ضمان واجب ہوتی ہو اُس صورت میں لڑکے اور یتیموں کے واسطے اقرار کرنے سے بھی اُس پر ضمان واجب ہوگی بلکہ اقل الذکر الذی الذخیرہ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے اس بچے کے واسطے فلاں شخص کی طرف سے ہزار درم کی کفالت کی ہو حالانکہ بچہ نہ کلام کرتا ہے اور نہ عقل رکھتا ہے تو کفالت باطل ہو لیکن اگر بچہ کی طرف سے اُسکا ولی جسکو بچہ کی طرف سے ولایت تجارت حاصل ہو قبول کرے تو ہو سکتا ہے اور یہ امام عظیم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک ہو اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک جائز ہے اگرچہ اُسکے ایسے ولی نے قبول نہ کیا ہو اور اگر زید نے یہ کلام بچہ کے ایسے ولی کے ساتھ کیا جسکو نفس میں ولایت تصرف ہو مال میں نہیں ہو جیسے بھائی و چچا وغیرہ تو کفالت معتقد ہو قوت الاجازت نہ ہوگی پس اگر بچہ نہ بالغ ہو کر اپنی رضا سے اجازت دیدی تو کفالت جائز ہو جائیگی اور اگر دوسرا میں کفالت نے کفالت سے رجوع کر لیا تو رجوع صحیح ہو محیط میں ہو اور اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے اس قبطی کی طرف سے فلاں شخص کے واسطے سودرم کی کفالت کر لی ہو حالانکہ قبط کلام کرنے کے لائق نہیں ہو تو کفالت کفیل پر جائز اور قبط پر کچھ لازم نہ ہوگا یہ مبسوط میں ہو۔ اگر ایسے لڑکے نے جسکو تجارت کی اجازت دی گئی ہو زید کے واسطے کچھ قرضہ کا اقرار کر لیا تو تجارتی قرضوں میں اقرار صحیح ہو اور جو تجارتی نہیں ہو اُس میں اُسکا اقرار صحیح نہیں ہو اسی طرح اُسکا اقرار ودیعت و عاریت کا صحیح ہو اور غصب کا اقرار بھی صحیح ہو اسی طرح ایسے مال کے عیب کا اقرار جسکو اُس نے فروخت کیا ہو جائز ہے اسی طرح اُسکے مقبوضہ غلام کی بابت اقرار کر دینا اُس سے صحیح ہو خواہ یہ غلام اُسکے اموال تجارت سے ہو یا نہ ہو مثلاً اپنے باپ سے میراث پایا ہو اور کسی جرم یا مہربا کفالت کا اقرار اُسکی جانب سے صحیح نہیں ہو یہ ذخیرہ میں ہو ایسے لڑکے کا اقرار جسکو تصرفات سے ممانعت کی گئی ہو اور مستوثہ اور منعی علیہ اور نام کا اقرار بھی بمنزلہ اُسکے تمام تصرفات کے باطل ہو یہ محیط شری میں ہو۔ اور نشہ کے مدہوش سے تمام حقوق میں اقرار جائز ہے سوائے اُن حدود کے جو خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں اور مرتد ہونا اُسکا بھی بمنزلہ اُسکے تمام تصرفات کے ہوشیاروں کے مانند نافذ ہوگا کذا فی الکافی اور گوئیں گے کہ اقرار اگر وہ لکھا اور سمجھتا ہو تو ماسوائے حدود کے قصاص و حقوق الناس میں جائز ہے کذا فی الحادی اگر کسی آزاد نے کسی غلام ماذون یا مجور کے واسطے کسی دین یا عین کا اقرار کیا اور اُسکے مولیٰ نے غلام کی غیبت میں مقرر سے یہ چیز وصول کرنی چاہی تو نہیں لے سکتا ہو اگر کسی آزاد نے کسی غلام کے واسطے کسی ودیعت کا اقرار کیا اور غلام نے دوسرے کے واسطے اُسکا اقرار کر دیا پس اگر غلام ماذون ہو تو اُسکا اقرار جائز ہے اور اگر مجبور ہو تو دوسرے کے واسطے اُسکا اقرار کرنا باطل ہو کذا فی المبسوط۔ اگر غلام مجبور نے عہدا خون کرنے کا اقرار کیا اور مقتول کے ذو ولی میں ایک نے اُسکو معاف کر دیا تو دوسرے کا اُسکی گردن پر مال نہ ہوگا اور اگر ایسی چوری کا اقرار کیا جس میں ہاتھ کاٹا جانا واجب نہیں تو حق مولیٰ میں اُسکا اقرار باطل ہو کذا فی الحادی غلام تاجر کا دوسرے کے واسطے کسی دین یا ودیعت یا غصب یا بیع و اجارہ کا اقرار جائز ہو اگرچہ اُس پر استقراض قرض ہو کہ غلام کی قیمت اور جو کچھ اُسکے پاس ہو سب کو محیط ہو۔ اگر اپنے مولیٰ کے واسطے اپنے اوپر قرض کا یا اپنے پاس ودیعت کا اقرار کیا حالانکہ اُس پر استقراض قرض نہ ہو کہ وہ اُس قرضہ میں ڈوبا ہو ہو۔ تو اُسکا اقرار جائز نہ ہوگا۔ اور غلام تاجر کا اقرار ایسے جرم کا جس میں قصاص نہیں آتا ہو کسی جنبی کو واسطے جائز نہیں ہو۔ اور اگر قتل عہد کا اقرار کیا تو جائز ہو اور اُس پر قصاص واجب ہوگا اسی طرح اگر اپنی ذات پر ایسے

لے اور عہدہ وہ شخص جسکو تعین شد عاقل اور معین شد غیر معین ہو کہ ہوشی ہو یا نامعین ہو یا عاقل ہو یا نامعین ہو



جرم کا اقرار کیا جس میں حدود واجب ہوتی ہیں جیسے قذف وزنا و شراب خواری تو جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر ایسی جوہری کا اقرار کیا جس میں ہاتھ کاٹنا واجب ہو یا نہیں واجب ہے تو ایسی تصدیق کجا و کی کذا فی الحادی کسی عورت کے مہر کا یا کفالت نفس یا کفالت مال کا یا اپنے غلام آزاد کرنا یا مکتب یا مدبر کرنے کا اقرار غلام ماذون سے صحیح نہیں ہے۔ اور اگر اُسے کسی عورت کے نکاح کا اقرار کیا تو صحیح ہے لیکن مودے کو اختیار ہے کہ دونوں میں جدائی کرے کذا فی المبسوط اور طلاق کا اقرار غلام ماذون سے جائز ہے کیونکہ غلام محجور کا طلاق کا اقرار جائز اس واسطے کہ حق طلاق میں وہ بمنزلہ آزاد کے ہے تو غلام ماذون کا اقرار بد رجہ اولیٰ جائز نہ ہو گا یہ محیط میں ہے۔ اگر غلام تاجر نے اقرار کیا کہ میں نے اس عورت سے اپنی انگلی سے انقضاض کیا یعنی اسکی فرج میں داخل کر کے پردہ بھاڑا خواہ عورت باندی ہو یا آزاد ہو تو امام عظیم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک کچھ اسیر لازم نہ آویگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اسیر لازم آویگا۔ اگر ان دونوں سے نکاح کرنے کا اور پردہ بھاڑ دینے کا اقرار کیا تو امام عظیم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک جب تک وہ آزاد نہ ہو دونوں میں سے کسی کا مہر اسیر لازم نہ ہو گا اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ آزاد عورت میں یہی حکم ہے ولیکن اگر باندی ہو اور اُسکے مولیٰ نے اُسکا نکاح کر دیا تو غلام تاجر بروقت آزاد ہونے تک کچھ واجب نہ ہو گا اور اگر مولیٰ نے اُسکا نکاح نہیں کیا تو غلام تاجر سے فی الحال مہر کا مواخذہ کیا جائیگا اور اگر باندی تیبہ ہو تو جب تک یہ غلام آزاد نہ ہو اسیر کچھ واجب نہ ہو گا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر خریدی ہوئی باندی کے انقضاض کا اقرار کیا پھر وہ استحقاق میں لے لی گئی تو اسیر عقر واجب ہو گا اور فی الحال غلام تاجر سے مواخذہ کیا جائیگا یہ محیط خسی میں ہے۔ اور اگر غلام تاجر نے اقرار کیا کہ میں نے اس لڑکی سے جسکے پردہ بکارت موجود تھا وطی کی اور اسکا پردہ دور کر دیا اور اُس سے جماع کر لیا تو جب تک آزاد نہ ہو اسیر امام عظیم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک کچھ واجب نہ ہو گا ایسا ہی ابو سلیمان کے نسخوں میں ہے اور ابو حفص کے نسخوں میں قول ابو حنیفہ رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ و امام محمد رحمہ کا بیان کیا ہے۔ اسی طرح اگر اقرار کیا کہ میں نے باندی سے شہمہ میں وطی کی اور اُسکی بکارت کا پردہ توڑ دیا اور بدون اجازت اُس کے مالک کے اس سے جماع کیا تو بھی امام عظیم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک یہی حکم ہے اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اگر پیشاب کا استمساک نہیں ہوتا ہے تو غلام تاجر کے ذمہ کچھ لازم نہ ہو گا نہ فی الحال اور نہ بعد آزادی کے اور اگر پیشاب کا استمساک ہوتا ہے تو نسخۃ ابوسلیمان میں ہے کہ مہر کے بارہ میں اُس کی تصدیق کجا وے گی اور فی الحال اُسکے ذمہ قرض ہو گا اور انقضاض میں تصدیق نہ کجا وے گی اور نسخۃ ابو حفص میں ہے کہ اگر پیشاب کا استمساک ہوتا ہے تو مہر کے بارہ میں ایسی تصدیق نہ کجا وے گی پس اسیر دین نہ ہو گا۔ اور جو حکم نسخۃ ابی سلیمان میں ہے وہ اشبہ بالصواب ہے کذا فی المبسوط اگر ایک غلام دو شخصوں میں مشترک ہے کہ ایک نے اُسکو تجارت کی اجازت دی اور غلام نے قرضہ کا اقرار کر لیا تو اُس شخص کے حصہ میں لازم ہو گا جس نے اُسکو اجازت دی ہے اور جن چیزوں میں غلام تاجر کا اقرار جائز ہے اُسکا اقرار اسی کے حصہ میں جائز قرار دیا جائیگا جس نے اُسکو اجازت دی ہے اور جو کچھ اس غلام کا مال ہے اُس میں اُسکا قرضہ مقدم رکھا جائیگا اور بعد ادا سے قرض کے باقی اُسکے دونوں مولادوں کو برابر ملیگا ولیکن اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ یہ مال تجارت کے سوا ہے مہر یا صدقہ وغیرہ سے اسنے حاصل کیا ہے تو اس میں سے آدھا پہلے اُس شخص کو کمال دیا جائیگا جس نے اجازت نہیں دی پھر اُسکے بعد قرض ادا کیا جائیگا اور اگر اس غلام کے واسطے کسی آزاد نے قرضہ کا اقرار کیا تو وہ قرضہ دونوں مالکوں میں برابر تقسیم

لے انقضاض بارہ بارہ کرنا اور بھار ڈالنا اور بکارت کی خبر نہ لے کر سے ہے ۱۲ روٹا اور کاروٹ ۱۳ شہمہ شہمہ یعنی یہی ٹھیک نظر آتا ہے ۱۴

ہوگا اور کوئی ایک تمام مال کا بجا زت مستحق نہیں ہوگا کذا فی الحادی۔ اگر مکاتب نے کسی آزاد یا غلام کے واسطے اپنے اوپر دین کا بسبب ثمن بیع یا قرضہ یا غصب کے اقرار کیا تو وہ اُس پر لازم ہوگا پھر اگر اسے مال کی تابت سے عاجز ہو تو اُس کے ذمہ سے مال اقرار باطل نہ ہوگا۔ اور مکاتب سے حدود کا اقرار جائز ہے اور اگر خلج کی وجہ سے مہر کا اقرار کیا تو سوائے قول امام ابو یوسف کے اُس پر لازم نہ ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک اُس وقت لازم ہوگا کہ جب دخول کا اقرار کرے اسی طرح اگر اقرار کیا کہ میں نے اپنی انگلی سے کسی عورت آزاد یا باندی کا یا لڑکی کا پردہ بکارت توڑ دیا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک یہ اُس کے ذمہ لازم ہوگا اور امام عظیم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک یہ بمنزلہ اقرار جرم کے ہے اور جرم کا اقرار مکاتب کی طرف سے جیتک کتابت قائم ہے صحیح ہے اور اگر جرمانہ ادا کرنے سے پہلے وہ عاجز ہو گیا تو امام عظیم رحمہ اللہ کے نزدیک جرمانہ باطل ہو گیا اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جائز رہا اور اگر مکاتب نے خطا سے جنایت کرنے کا اقرار کیا اور قاضی نے اُس پر ارشاد دینے کا حکم کیا اُس نے کچھ ادا کیا تھا کہ عاجز ہو گیا تو امام عظیم رحمہ اللہ کے نزدیک باقی باطل ہو گیا اور امام محمد رحمہ اللہ و امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک لازم رہا بخلاف اسکے اگر حکم قاضی ہونے سے پہلے وہ عاجز ہو گیا تو ایسا نہیں ہے یہ مبسوط میں ہے۔ قلت امام عظیم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ظاہر باطل ہوگا لیکن امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے اتفاق میں جمال ہے واللہ اعلم اگر قاضی نے کسی آزاد کو مجبور کیا پھر مجبور نے اپنے اوپر دین یا غصب یا بیع یا عتق یا نسب یا قذف یا زنا کا اقرار کیا تو یہ سب اُس پر جائز ہے اور امام عظیم رحمہ اللہ و امام ابو یوسف رحمہ اللہ میں آزاد کا مجبور کرنا باطل ہے پھر امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اس سے رجوع کیا اور کہا کہ جائز ہے اور یہی قول امام محمد رحمہ اللہ ہے اور صاحبین رحمہم فرمایا کہ اُس کا اقرار دین و بیع کا جائز نہیں ہے اور ہر شے جو چہل میں باطل ہوتی ہے وہ چہل میں بھی باطل ہوتی ہے اور جو شے ہل میں اُس پر جائز ہے وہ چہل میں بھی جائز ہے کذا فی الحادی

**پانچواں باب مجہول شخص کے واسطے اور مجہول پر مجہول و مبہم چیز کے اقرار کے بیان میں۔** اگر مقرر مجہول ہو تو مقرر کچھ لازم نہ آئے گا خواہ حالت نہایت کھلی ہو مثلاً کہا مجھے نہ اردم لوگوں میں سے کسی کے ہین یا اس قدر زیادہ نہو مثلاً کہا مجھے نہ اردم ان دونوں میں سے کسی کے ہین ایسا ہی شمس الائمہ نے ذکر کیا ہے اور شیخ الاسلام نے مبسوط اور ناطقی نے واقعات میں لکھا کہ جہالت اگر نہایت زیادہ ہو تو اقرار جائز نہیں ہے اور اگر زیادہ قاضی نہو تو جائز ہے اور ایسی صورت میں تذکرہ کا حکم دیا جائیگا کہ یاد کرے کہ کس کے ہین اور بیان کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور وجہ یہ ہے کہ اگر دونوں مقرر ہما مقبضے لینے پر اتفاق کریں اور باہم صلح کر لیں تو دونوں کا دعویٰ ممکن ہے پس مقرر کا اقرار صحیح ہوگا کافی میں لکھا ہے کہ یہی اصح ہے کذا فی التبین۔ اگر باہم لفظ بیان کیا کہ فلان کے بھیر نہ اردم یا فلان کا مجھے ایک درم ہے تو اُس پر کچھ لازم نہو گا یہ محیط فحشی میں ہے۔ اگر اقرار کیا کہ میں نے یہ غلام اس بکر یا عمر سے غصب کر لیا اور دونوں میں سے ہر ایک بنا دعویٰ کرتا ہے تو اقرار فاسد ہے حتیٰ کہ بیان کے واسطے مجبور نہ کیا جائیگا اور ان دونوں کو اختیار ہے کہ باہم صلح کر کے غلام کو مقرر سے لین اور اگر باہم صلح نہ کی تو مقرر سے ہر ایک کے واسطے قسم لیجاو گی کہ واللہ یہ غلام نہ اس کا ہے اور نہ اُس کا ہے۔ اور یہ مذکور نہیں ہے کہ ہر دونوں کے واسطے ایک بار ایک قسم لیجاو گی یا ہر واحد کے واسطے علیحدہ قسم لیجاو گی اور مشائخ نے باہم اس میں اختلاف کیا ہے بعض نے فرمایا کہ ہر ایک کو واسطے علیحدہ قسم لیجاو گی اور قاضی کو اختیار ہے کہ دونوں میں سے جس کے نام چاہے شروع کرے یا دونوں کے نام کا فرقہ ڈالے اور جب دونوں کے لیے قسم سے تو تین صورتوں میں

لے دین کا مجہول ۱۱۱ کی کا سے روایت ثابت ہوئی

خال نہیں اول یہ کہ ایک کے لیے قسم کھاوے اور دوسرے کی قسم سے نکول کرے اور اس صورت میں تمام غلام کی اسکے نام ڈگری ہوگی جسکی قسم سے نکول کیا ہو اور جسکے نام سے قسم کھائی اسکے لیے کچھ ڈگری ہوگی اور اگر دونوں کی قسم سے نکول کیا تو غلام اور غلام کی قیمت کی ڈگری دونوں کے نام برابر ہوگی خواہ اسے دونوں کی قسم سے ایک بار نکول کیا مثلاً قاضی نے دونوں کی ایک ہی قسم دلائی اور اسے نکول کیا یا اسکے پیچھے مثلاً ایک کی واسطے پہلے قسم دلائی اسے نکول کیا پھر دوسرے کی واسطے قسم دلائی اسے نکول کیا دونوں حالتوں میں فرق نہیں ہے اور اگر دونوں کی واسطے قسم کھائی تو ہر ایک کے دعویٰ سے بری ہو گیا پھر اگر دونوں نے باہم صلح کر کے مقررے غلام لینا چاہا تو امام ابو یوسف کے پہلے قول کے موافق دونوں کو یہ اختیار ہے ہی امام محمد کا قول ہے پھر امام ابو یوسف نے اس قول سے رجوع کیا اور کہا کہ بعد قسم لینے کے دونوں کو صلح کر لینا جائز نہیں ہے یہ محیط میں ہے اور اگر کہا کہ زید کے مجھے ہزار درم ہیں اور بکر کے مجھے سو درم یا عمر کے یا عمر کے ہزار درم ثابت ہیں اور بکر و عمر کو اختیار ہے کہ باہم صلح کر کے سو درم یا بکر و عمر اور اگر کہا کہ زید کے مجھے سو درم یا عمر کے یا عمر کے ہزار درم ثابت ہیں اور بکر و عمر کو اختیار ہے کہ باہم صلح کر کے سو درم یا بکر و عمر کو کچھ نہ ملے لیکن دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہوگا کہ ہر ایک جو کچھ اس پر دعویٰ کرنا ہی اسکی قسم لیوے یہ مبسوط میں ہے اگر کہا کہ زید کے مجھے سو درم اور بکر کے یا عمر کے ہیں تو زید کو سو کے آدھے اور باقی کی واسطے دوسرے ہر واحد کے لیے اس سے قسم لیجائیگی لیکن اگر دونوں باہم صلح کر لیں تو نصف نصف تقسیم کر لینگے اور اگر کہا کہ زید کے مجھے سو درم یا عمر کے ہیں و بکر کے ہیں تو بکر کو آدھے ملے لینگے اور باقی اول دوسرے کو بطرح ہم نے بیان کیا ملے گئے ہیں کذا فی الحادی۔ اور اگر کہا کہ زید کے مجھے سو درم اور عمر کے یا بکر کے اور خالد کے ہیں تو زید کو ایک تہائی اور خالد کو ایک تہائی ملے لینگے اور باقی تہائی کے واسطے مقررے عمر و بکر کی واسطے قسم لیجائیگی لیکن اگر دونوں باہم صلح کر لیں تو بکر کے یا عمر کے ہزار درم ہیں یا عمر کے ہزار درم ہیں تو امام ابو یوسف کے نزدیک یہ قول مثل اس قولی کے ہے کہ فلان یا فلان کے مجھے سو درم ہیں اور امام محمد کے نزدیک سو درم زید کو ملے لینگے اور عمر و بکر کے نہیں ملے لینگے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر مقرر علیہ مجہول ہو مثلاً کہا کہ تیرے ہم میں سے کسی ایک پر ہزار درم ہیں تو صحیح نہیں ہے یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر زید نے کہا کہ تیرے مجھے ہزار درم ہیں یا میرے فلان غلام پر حالانکہ اسکے غلام پر قرضہ نہیں ہے تو دونوں میں سے ایک کے ذمہ لازم ہونگے اور اس پر بیان کرنا واجب ہے اور اگر اسکے غلام پر اس قدر قرض ہو کہ اسکی قیمت کو محیط ہے تو کچھ لازم ہوگا پھر اگر کبھی اسکا قرضہ ادا کر دیا تو مال اقرار لازم ہوگا یہ محیط شرعی میں ہے یہ محیط معلوم چیز کا اقرار صحیح ہوتا ہے ویسے ہی مجہول کا بھی صحیح ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کہا کہ زید کی مجھے کوئی چیز ہے تو اس پر واجب ہے کہ کوئی قیمت داد چیز بیان کرے اور اگر ایسی چیز کے سواے کوئی چیز بیان کی تو یہ رجوع شمار کیا جائیگا اور اگر زید نے اس سے زیادہ کا دعویٰ کیا تو مقرر کا قول قسم سے معتبر ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ زید کا مجھے کچھ حق ہے تو بھی یہی حکم ہے کذا فی الہدایہ۔ اگر کہا کہ فلان شخص کا مجھے حق ہے پھر کہا کہ میں نے حق سے حق اسلام مراد لیا تھا پس اگر اس کلام کو پہلے کلام سے الگ بیان کیا تو صحیح نہیں ہے اور اگر ملا ہوا بیان کیا تو صحیح ہے اگر کہا کہ زید کا میرے فلان غلام پر حق ہے تو یہ اپنے غلام پر قرضہ کا اقرار ہے شرکت کا اقرار نہیں ہے جسے کہ اگر مقرر نے غلام میں شرکت کا دعویٰ کیا اور مقرر نے انکار کیا تو قسم سے اسی کا قول لیا جائیگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ زید کا میرے اس غلام میں حق ہے تو کسی قدر غلام کی شرکت کا اقرار ہے جسے کہ اگر مقرر نے کہا کہ میں نے غلام پر قرضہ ہونا مراد لیا تھا تو اسکی تصدیق نہ لیجائیگی یہ ذخیرہ میں ہے۔

اگر کہا کہ زید کا میرے اس غلام یا اس باندی میں حق ہو پس طالب نے اسکے ذمہ کے حق کا دعویٰ کیا تو مقرر علیہ سے قسم لیا کیلی اگر  
 اسے قسم کھالی تو زید کا باندی و غلام کسی میں کچھ حق نہ ہوگا اور اگر طالب نے دونوں میں حق کا دعویٰ کیا تو دونوں میں جس میں  
 چاہے ایک میں کسی قدر حصہ کا اقرار بیان کرے اسی طرح اگر دونوں سے ایک کا دعویٰ کیا تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط دوسری میں  
 ہو۔ اگر اقرار کیا کہ میں نے زید کی کوئی چیز غصب کر لی اور بیان نہ کی تو اقرار صحیح ہو اور مقرر کو حکم کیا جائیگا کہ بیان کرے پس اگر  
 اسے مال منقولہ مثل درم و دینار وغیرہ بیان کیے اور مقرر نے اسکی تصدیق کی اور اس سے زیادہ کا دعویٰ نہ کیا تو مقرر پر حصہ قرار  
 اسے بیان کیا فقط اسقدر دینا واجب ہو اور اگر مال میں تصدیق کی ولیکن اسکے بیان سے زیادہ کا دعویٰ کیا تو حصہ قرار مقرر  
 نے بیان کیا اسقدر دینا اس پر واجب ہوگا اور زیادتی کے بارہ میں قسم سے منکر زیادت کا قول قبول ہوگا اور اگر مقرر نے اسکے  
 بیان کی تکذیب کی اور کسی دوسری چیز کا دعویٰ کیا تو تکذیب کرنے سے اسکا اقرار باطل ہو گیا اور جس چیز کا دعویٰ نے دعویٰ کیا  
 اس میں مقرر کا قول مقبول ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ایسی چیز بیان کی جو مال نہیں ہو پس اگر مقرر نے اسکے بیان کی تصدیق کی  
 تو اس پر کچھ اور واجب نہ ہوگا خواہ ایسی چیز بیان کی ہو جو غصب سے مقصود ہوتی ہو مثلاً کہا کہ میں نے اس سے اسکی جو روپیا اسکا  
 نابالغ بچہ غصب کر لیا یا مقصود نہ ہو مثلاً میں نے اس سے ایک مٹھی خاک یا گھون یا تل غصب کر لیے ہیں۔ اور اگر مقرر نے  
 اسکے بیان کی تکذیب کی اور اس پر کسی مال منقولہ کا دعویٰ کیا پس اگر مقرر نے ایسا مال بیان کیا جو غصب سے مقصود نہیں ہوتا  
 ہو تو مشائخ میں اختلاف نہیں ہو کہ اسکے قول کی تصدیق کیجئے اور اگر ایسی چیز بیان کی جو غصب سے مقصود ہوتی ہو مگر وہ مال  
 مقصود نہیں ہے تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہو عامہ مشائخ نے فرمایا کہ اسکا بیان صحیح نہیں ہو اس پر جبر کیا جائیگا کہ ایسی چیز بیان  
 کرے جو مال مقصود ہو اور یہی صحیح ہے بغایۃ البیان شرح ہدایہ میں ہو۔ اگر اقرار کیا کہ زید کی میرے پاس ودیعت ہو اور یہ بیان نہ کیا کہ  
 کیا ہو پس جو کچھ وہ بیان کرے اس میں اسکی تصدیق کیجئے کیونکہ بشرطیکہ ایسی چیز ہو کہ قصد کر کے ودیعت رکھے جانے کے لائق ہو اور  
 اگر مقرر نے کسی دوسری چیز کا دعویٰ کیا تو مقرر سے قسم لیا دیگی اسی طرح اگر اقرار کیا کہ یہ کپڑا میرے پاس ودیعت ہو اور اسکو لایا  
 تو عیب دار تھا اور اقرار کیا کہ یہ عیب میرے پاس پیدا ہو گیا ہو تو اس پر ضمان لازم نہ ہوگی اور اگر اسکے مالک نے اس طرح ہونے سے بیکار  
 کیا تو اسکا بھی وہی حکم ہو جو مذکور ہوا یہ مبسوط میں ہو۔ اگر اقرار کیا کہ میں نے زید سے ایک غلام غصب کر لیا ہو تو اقرار صحیح ہو اور حکم کیا  
 جائیگا کہ بیان کرے اور جب اسے بیان کیا کہ وہ غلام یہ ہو خواہ وہ عمدہ ہو یا اوسط یا ردی ہو اور مقرر نے اسکی تصدیق کی تو اسکو  
 لے لے اور اگر اسکے بیان کی تکذیب کی اور دوسرے غلام کا اس پر دعویٰ کیا تو قسم سے مقرر کا قول مقبول ہوگا اور مقرر کا اقرار بسبب  
 مقرر کی تکذیب کے باطل ہو گیا یہ حکم غلام کے موجود ہونے کی صورت میں ہو اور اگر غاصب نے اسکو تلف کر دیا تو اسکی مقدار  
 قیمت میں مقرر کا قول مقبول ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر اقرار کیا کہ میں نے بکری یا اونٹ یا کپڑا غصب کر لیا ہو تو اقرار صحیح ہو اور اس کے  
 بیان کی طرف رجوع کیجئے اس کی یہ محیط میں ہو۔ اگر اقرار کیا کہ میں نے ایک دار غصب کر لیا تو اس باب میں کہ وہ داری ہو یا وہ ہو یا  
 دوسرے شہر میں ہو اسی کا قول مقبول ہوگا اور اگر اسے کہا کہ وہ داری ہی ہو اس شخص کے قبضہ میں ہو اور جبکہ ہاتھ میں ہو وہ  
 انکار کرتا ہو تو مقرر کچھ ضامن نہ ہوگا اور نہ سوائے اس دار کے دوسرے کی بابت اس سے مواخذہ کیا جائیگا اور یہ قول امام عظیم  
 کا اور دوسرا قول امام ابو یوسف رحمہما کا ہے اول قول امام ابو یوسف رحمہما کے موافق اور دوسری قول امام محمد رحمہما کے قسم کے ساتھ

مقر سے اس دار کی قیمت کی ضمانت لیا جائیگی کذا فی الحادی۔ اگر کہا کہ میں نے یہ باندی یا یہ غلام غصب کیا اور مقررہ نے دونوں دعویٰ کیا تو غاصب سے کہا جائیگا کہ دونوں میں سے ایک کا جس کا تو چاہے اقرار کر اور دوسرے پر قسم کھا پھر اگر اس نے ایک کا اقرار کر دیا تو اس اقرار کے عہدہ سے نکل گیا اور مقررہ تو اسکی تصدیق کر چکا ہے کیونکہ اس نے دونوں کا دعویٰ کیا ہے پس مقررہ اسکو لے لے جسکو اس نے معین کیا اور دوسرے کا دعویٰ باقی رہا تو اس میں قسم سے منکر کا قول مقبول ہوگا اور اگر مقررہ نے کسی ایک خاص کا دعویٰ کیا اور مقررہ جسکو بیان کیا ہے وہ اس کے زعم میں نہیں بلکہ دوسرا ہے تو اس اقرار سے اسکو کچھ استحقاق حاصل نہ ہوگا اور دوسرے کی بابت اسکا دعویٰ مقرب باقی رہا اور مقررہ منکر ہے تو قسم سے اسی کا قول مقبول ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کہا کہ مجھ پر ایک قفیز گہون ہیں تو اس شہر کے قفیز سے پیمانہ کیے جاویں گے اور یہی من وغیرہ کا حکم ہے۔ اور اگر کہا کہ فلاں شخص کے مجھ پر سو درم ہیں تو اس شہر کے وزن کے موافق اقرار معتبر رکھا جائے گا۔ اگر وزن سب سے ہو تو سب سے ہوگا اور کم پر اسکی تصدیق نہ کی جائیگی و لیکن اگر وقت اقرار کے کلام متصل میں مثلاً سو درم مثقال یا وزن خمسہ بیان کیا تو تصدیق کی جائیگی اور اگر اقرار اسکا مثلاً کو فہ میں واقع ہوا تو کو فہ میں وزن سب سے درم متعارف ہیں اور اگر شہر کے نقد مختلف ہوں اور کوئی نقد زیادہ رائج ہو تو اسی کی جانب قرار راجع ہوگا اور اگر رواج میں سب برابر ہوں تو جو نقد سب سے کم ہے اسکی طرف راجع ہوگا مثلاً درہون کا اقرار کیا تو سب سے چھوٹے درم کی طرف وقت استواء رواج کے رجوع کیا جائیگا اگر کہا کہ مجھ پر چھوٹا درم یا درم یا دینار چھ یا بڑا درم ہے تو پورے درم پر اقرار رکھا جائیگا و لیکن اگر وقت اقرار کے متصل بیان کر دے تو موافقت بیان کے رکھا جائیگا یہ محیط خسی میں ہے۔ اگر بغداد میں اس نے کہا کہ مجھ پر زید کے بھری درم ہیں تو طبری درم واجب ہونگے مگر بغداد کے وزن سے۔ اسی طرح اگر بغداد میں موجود ہو اور کہا کہ مجھ پر ایک کر موصلی گہون ہیں تو اسپر موصلی گہون ہونگے مگر بغداد کے کیل سے یہ محیط میں ہے۔ اگر کہا کہ مجھ پر درہم ہیں تو اسپر تین درم واجب ہونگے اسی طرح اگر کہا کہ مجھ پر درہمات درم ہیں تو اسپر تین درم واجب ہونگے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کہا کہ مجھ پر بہت سے درہم ہیں یا بہت سے دنانیر ہیں تو امام عظیم کے موافق اسپر دس درم اور دس دینار واجب ہونگے اور صاحبین کے نزدیک و سنو درم اور تین دینار واجب ہونگے یہ محیط خسی میں ہے۔ اگر کہا کہ مجھ پر بہت سے تھان یعنی کپڑے اور بہت سے وصاف ہیں تو امام محمد کے نزدیک دس اور صاحبین کے نزدیک دو سو درم کے انداز سے واجب ہونگے۔ اور اگر کہا کہ میں نے بہت سے اونٹ یا بہت سی گائیں یا بہت سی بکریاں غصب کر لیں ہیں تو صاحبین کے نزدیک ہر جنس کے کمتر نصاب کے موافق اس سے لیے جائینگے یعنی اونٹوں میں سے چھپس اونٹ تیس گاؤں میں سے اور چالیس بکریوں میں سے اور امام عظیم کے نزدیک مقرر کے بنیان کی طرف رجوع کیا جائیگا یہ تبیین میں ہے۔ اگر کہا کہ زید کے مجھ پر اکثر الدہام ہیں تو دس درم واجب ہونگے اور صاحبین کے نزدیک دو سو درم اور اگر کہا کہ فلاں شخص کے مجھ پر درہم میں سے کچھ یا کچھ درہم میں سے ہیں تو اسپر تین درم واجب ہونگے یہ خزانہ مفتین میں ہے قال المترجم ان مسائل میں درہم و دینار باعتبار عدیت کی جمع کے معتبر رکھے گئے اور اقل جمع میں درہم ہی اہذا مبہم صورتوں میں تین درم کا حکم کیا گیا اور اگر زبان اردو میں بلفظ جمع اطلاق کیا جاوے تو اس حکم میں تامل ہی چونکہ اخراج حکام مسائل میں اجتہاد مطلق یا فی الجملہ درکار ہی لہذا مترجم ضعیف معذرت ہی جہان تک ممکن ہے ترجمہ میں انھیں لفظاً

لے تو ترجمہ حکام قال المترجم یہ حکم درہم میں درہم امام عظیم کے سب سے زیادہ نصاب بلفظ جمع حصہ کا ہے و لیکن اردو اور فارسی میں بلفظ جمع اقرار اور درم واجب ہونگے یا محیط اور اس کے وصاف تین و چھ نصاب غلام باندی ۱۲





تو چھ سو درم واجب ہوئے کذا فی الکافی قال المشرع یعنی ان کیونکہ اعلیٰ قول صاحبہ اور اگر کہا کہ مجھے مال نفیس یا خیر یا کریم ہے تو بالاتفاق فرمایا کہ دو سو درم لازم ہوئے اور اگر کہا کہ زید کا مجھے مال کثیر تو ناطقی نے ذکر کیا کہ امام عظیم کے نزدیک دو سو درم واجب اور اگر زیادہ کا اقرار کیا تو زیادہ لازم ہوئے اور دو سو درم سے کم میں اسکا قول مقبول نہوگا اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ دس سے کم میں تصدیق نہوگی اور امام محمد نے فرمایا کہ دو سو درم اسکو لازم ہوئے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اگر کہا کہ الوف درام یعنی ہزاروں درم تو تین ہزار درم اور اگر کہا کہ الوف کثیر تو دس ہزار درم لازم ہوئے اور یہی حکم فلو فی فیئارہ میں ہے یہ محیط میں ہے متقی میں ہے کہ اگر کہا کہ مجھے مال ہے نہ قلیل ہے نہ کثیر تو اسپر دو سو درم ہیں یہ خلاصہ میں ہے اور اگر کہا کہ مجھے مال قلیل ہے تو اس پر ایک درم لازم ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کہا کہ لہ علی زبدا الف درہم اس کے مجھے قریب ہزار درم کے ہیں یا جل الف درہم او عظم الف درہم یا قریب ان الف درہم یا قریب ہزار درم کے ہیں تو یہ سب پانچ سو درم سے مجھاد پر کا اقرار ہے اور یہی حکم غصب و ودیعت میں ہے اور یہی کہلی و وزنی چیزوں اور کپڑوں میں ہے کذا فی الذخیرہ اور امام محمد سے روایت ہے کہ اگر کہا لفلان علی ما غیر الف فلان کے مجھے سواے ہزار کے ہیں تو اسپر دو ہزار واجب ہوئے اور اگر کہا غیر الفین سواے دو ہزار کے ہیں تو اسپر چار ہزار واجب ہوئے اور اگر کہا غیر درہم تو چار درہم واجب ہوئے یہ حاوی میں ہے اگر کہا کہ گھوٹ کثیر ہیں تو صاحبین کے نزدیک پانچ و سق ہوئے اور بعض نے کہا کہ امام عظیم کے نزدیک بیان کرنا مقرب ہو تو وہی ہے مگر ایک صلح سے زیادہ بیان کرے اور بعض روایات میں مذکور ہے کہ حنظلہ کثیرہ دس قفیز ہیں اسطرح ہر کہلی و وزنی چیز کا حکم ہے اور اگر کہا کہ مجھے قفیزہ حنظلہ ہیں تو تین قفیز اسپر لازم آدینگے اور اگر کہا کہ قفیزہ کثیرہ ہیں تو دس قفیز لازم آدینگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کہا لفلان علی عشرہ درام دنیف فلان کے مجھے دس درم اور کچھ زیادہ تو نیت کی مقدار بیان کرنا اسی کی طرف سے ہے پس اگر درم سے کم بیان کی تو جائز ہے یہ تبیین میں ہے۔ اگر کہا علی بضع و قسمون درہم مجھے بضع اور بچاس درم ہیں تو بضع کی مقدار تین یا اس سے زیادہ ہوتی ہے پس اگر تین سے کم بیان کرے تو ناجائز ہے یہ محیط حسری میں ہے۔ اگر کہا کہ مجھے سوا در ایک درم ہوا ہے تو ہمارے نزدیک اسپر سو درم او ایک درم ہوگا اسی طرح اگر سوا در ایک دینار یا سوا در ایک قفیز گھوٹ بیان کرے غرض کہ کہلی یا وزنی کوئی چیز بیان کرے تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ دس درم و دانگ یا قیراط تو یہ دانگ یا قیراط چاندی میں سے ہوگا یہ تبیین میں ہے۔ اگر کہا کہ مجھے فلان شخص کے دینار و دانگ یا قیراط ہے تو یہ دانگ و قیراط سونے کا ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر کہا کہ مجھے زید کے دو سو مثقال سونا و چاندی یا اسقدر گھوٹ دجو ہیں تو دو نون میں سے ہر ایک کا نصف لازم آوے گا اور اگر تین چلین ذکر کیں تو ہر ایک میں سے تہائی لازم ہوگا کذا فی الحادی اور اگر کہا کہ سوا در ایک غلام یا سوا در ایک بکری یا سوا در ایک بکڑا یا دو کپڑے تو سو کی تیر بیان کرنے میں اسی کا قول مقبول ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر کہا کہ سوا در تین کپڑے تو کل کپڑے قرار پائینگے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کہا کہ فلان کے واسطے ایک جزو میرے دار کا ہے تو بیان کرنا اسی پر ہوگا اور اسکو اختیار ہے جب قدر چاہے اقرار کرے اور جزو کے مانند شقشق یا نصیب یا طاققہ یا قطعہ کا حکم ہے ولیکن سم کا لفظ امام عظیم رحمہ اللہ کے نزدیک چھ حصہ قرار دیا جائیگا اور صاحبین کے نزدیک اس کے بیان پر یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک شخص نے اپنے ایک گلہ میں سے ایک بکری کا اقرار کیا تو اقرار صحیح ہے پھر اگر مقرر نے کسی معین بکری کا دعویٰ کیا اور مقرر نے تصدیق کی تو وہ لے لے اور اگر انکار کیا

۱۱۰



تو بدون گواہ قائم کرنے کے نہیں لے سکتا ہے یا مدعا علیہ سے قسم لجاوے اور وہ نکول کرے تو لے سکتا ہے اور اگر مقر نے کسی  
بکری غیر معین کا دعویٰ کیا تو مقر کو اختیار ہے جس بکری کو چاہے دیدے اور اگر مقر نے سب بکریوں پر قسم کھالی تو مقبول  
نہوگی اور مجبور کیا جائیگا کہ کوئی بکری اسکو دے اور اگر بکریوں میں سے کوئی معین نہ کی اور دونوں نے باہم کہا کہ ہم نہیں  
جانتے ہیں یا مقر نے اپنے اقرار سے رجوع کیا یا انکار کیا تو مقر اسکا شریک ہوگا حتیٰ کہ اگر دس بکریاں ہوں تو مقر کی ایک بکری  
دسواں حصہ ہوگی اور اگر کوئی بکری مر گئی تو دونوں کے مال سے مر گئی اور اگر کوئی بچہ جنی تو دونوں کے مال میں زیادتی  
ہوئی اسی حساب سے اور اگر مقر نے اصلاً انکار کیا اور گلاہ ضائع کر دیا تو وہ مقر کے حصہ کا ضامن ہوگا اور اگر کوئی بکری نہیں  
سے مری تو بقدر اسکے حصہ کے یعنی دسویں حصہ کا ضامن ہوگا اور اگر مقر مر گیا تو اسکے وارث اس باب میں بمنزلہ  
مورث کے قرار پائینگے لیکن اُن سے علم پر قسم لجاوے اور اقسام حیوانات و عروض و باندی غلام اس باب میں مثل بکریوں  
کے ہیں یہ بیسویں ہیں اگر کہا کہ زید کے میرے ان درمون میں دس درم ہیں اور یہ درم سو ہیں اور ان میں چھوٹے کم وزن  
اور بڑے دونوں قسم کے ہیں تو دس درم وزن سب سے قرار پائینگے اور اگر مقر نے کہا کہ کم وزن والوں میں سے ہیں تو تصدیق  
نہوگی اور اگر اس میں زبوت شامل ہیں اور اُن سے کہا کہ زبوت میں سے ہیں تو تصدیق کیجاوے گی یہ محیط مشری میں ہے اگر کہا کہ  
زید کے میرے اس اناج میں سے ایک کرگہوں ہیں پھر دیکھا گیا تو وہ سب ایک کر نہیں ہوتا ہے تو سب زید کا ہوگا اور مقر زیادہ  
کا ضامن ہوگا مگر مقر سے قسم لجاوے گی کہ میں نے اس طعام میں سے کچھ تلف نہیں کیا ہے اور اگر پورا کر ہو تو سب زید کا ہے اور  
اگر زیادہ ہو تو زید کو اس میں سے ایک کر ملے گی یہ محیط میں ہے اگر کہا کہ زید کا میرے دار میں سے اس دیوار سے اُس دیوار تک  
ہے تو زید کو فقط اس دیوار سے اُس دیوار کے درمیان کا حصہ ملے گا یہ کس میں ہے اگر کہا کہ زید کے چھپر ایک درم سے دس درم تک  
ہیں یا باہن ایک درم سے دس درم تک ہیں تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک سپر نو درم لازم آدینگے اور صاحبین نے فرمایا کہ  
دس درم لازم آدینگے کذا فی الکافی اگر کہا کہ چھپر زید کا مین کر شعیر نے کر حطہ تک ہے تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک سپر ایک کر گیون اور  
ایک کر جو واجب ہے مگر ایک قیفہ گیون کم کر کے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک سپر دو درم لازم ہونگے اگر کہا کہ چھپر مین دس درم  
کے دس دیناروں تک ہے تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک سپر دس درم اور نو دینار لازم آدینگے اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک سپر دس درم  
اور دس دینار لازم ہونگے اسی طرح اگر کہا کہ باہن دس دیناروں کے دس درم تک تو بھی امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک سپر دس درم  
اور نو دینار واجب ہونگے اور بعض نسخ ابی ہفص میں اس صورت میں واقع ہے کہ سپر دس دینار اور نو درم لازم ہونگے اور یہ امام  
اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ظاہر ہے لیکن اصح وہی اول ہے اور یوں اقرار کرنا کہ مین کذا الی کذا یعنی مثلاً دس درم سے دس دینار تک ہیں  
بمنزلہ اس قول کے سب حکموں میں ہے کہ باہن دس درم کے دس دینار تک ہیں یہ بیسویں ہیں بشرح نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے  
روایت کی ہے کہ اگر زید نے کہا کہ چھپر عمر کی باہن بکری کے گائے تک ہے تو امام اعظم فرماتے تھے کہ سپر کچھ واجب نہوگا خواہ  
کچھ بکری معین ہو یا غیر معین ہو اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا اگر معین ہو تو کچھ نہیں لازم ہے اور اگر غیر معین ہو تو دونوں  
سپر لازم آدینگے اور اگر کہا کہ باہن درم کے درم تک تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ایک درم اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک دو  
درم لازم آدینگے کذا فی المحيط

لے شخص کے معنی کا لفظ کہ اس میں چھپر ہے کہ مین میں اور نصیب میں حصہ اور طالعہ و قسط میں معنی میں لایا جاتا ہے اور

چھٹا باب مرض کے اقرار اور فعلوں کے بیان میں مرض الموت کا مریض وہ شخص ہے جو اپنی ذاتی ضرورتوں کے واسطے نہ نکلے اور یہی اصح ہے یہ خزانہ مفتین میں ہے۔ مرض الموت کی تعریف میں اختلاف ہے فتویٰ کے واسطے یہ مختار ہے کہ اگر اس مرض سے غالباً موت ہو تو مرض الموت ہے خواہ وہ شخص بستر پر لگ گیا ہو یا نہیں یہ مضمرات میں ہے مرض کا اقرار اپنے وارث کے واسطے جائز نہیں ہے لیکن اگر باقی وارث اجازت دیں تو جائز ہو گا پس اگر مقررہ وقت اقرار کے مریض کا وارث ہو اور اسی طرح وارث باقی رہا ہاں تک کہ مریض مر گیا تو اقرار باطل ہے اور اگر وقت اقرار کے مقررہ وارث ہو پھر بعد اقرار کے وارث ہونے سے خارج ہو گیا اور ایسا ہی رہا ہاں تک کہ مریض مر گیا مثلاً بھائی کے واسطے اقرار کیا اور اس وقت اسکے کوئی بیٹا نہ تھا پھر بیٹا پیدا ہوا اور وہ زندہ رہا ہاں تک کہ مریض مر گیا تو اقرار جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ایسے شخص کے واسطے اقرار کیا جو وقت اقرار کے وارث نہ تھا پھر ایسے سبب سے وارث ہو گیا جو وقت اقرار کے قائم تھا مثلاً اپنے بھائی کے واسطے اقرار کیا اور اس کا بیٹا بھی موجود ہو پھر بیٹا مر گیا پھر مریض مر گیا تو اقرار صحیح نہیں ہے اور اگر ایسے شخص کے واسطے اقرار کیا جو وارث نہیں ہو پھر کوئی ایسا سبب پیدا ہوا جس سے وہ وارث ہو گیا مثلاً کسی اجنبی عورت کے واسطے اقرار کیا پھر اس سے نکاح کر لیا پھر مر گیا تو اقرار صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر وقت اقرار کے وارث ہو پھر وارث ہونے سے خارج ہو جاوے پھر وارث ہو جاوے مثلاً اپنی جو رو کے واسطے اقرار کیا پھر اسکو بائن کر دیا اور اسکی عدت گذر گئی پھر اس سے نکاح کر لیا پھر مر گیا یا کسی شخص سے مولاء کی پھر مریض ہو کر اسکے لیے اقرار کیا پھر فسخ کر دی پھر دوبارہ عقد مولاء کیا پھر اسی مرض میں مر گیا تو اس صورت میں اختلاف ہے امام محمد رحمہ فرمایا کہ اقرار جائز ہے اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ یہ اقرار باطل ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ امام محمد رحمہ کا قول قیاس ہے اور قول امام ابو یوسف رحمہ کا آخسان ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی مریض نے اپنے بیٹے کیواسطے قرض کا اقرار کیا اور بیٹا اسکا غلام ہو پھر آزاد کیا گیا پھر باپ مر گیا اور وہ اسکے وارثوں میں ہے تو قرض کا اقرار جائز ہے اور اگر یہ غلام تاجر ہو اور اس پر قرض ہو اور باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو اقرار باطل ہے اور اگر مریض نے اپنے بیٹے کیواسطے اقرار کیا اور وہ مکاتب ہو پھر باپ مر گیا اور بیٹا دیسا ہی مکاتب باقی ہے تو اسکے حق میں اقرار جائز ہے اور اگر باپ کے مرنے سے پہلے بیٹا مکاتب آزاد ہو گیا تو اسکے واسطے اقرار جائز نہ رہا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر مکاتب مریض نے اپنے آزاد بیٹے کیواسطے قرض کا اقرار کیا پھر مر گیا اور کوئی مال لائق ادا کے نہیں چھوڑا یا ادا سے قرض کے لائق چھوڑا ادا کے کتابت کے لائق نہیں چھوڑا تو اقرار جائز ہے اور اگر دونوں چیزوں کیواسطے لائق چھوڑا تو اقرار باطل ہے یہ محیط خشری میں ہے۔ اگر مریض نے اپنے کسی وارث کے لیے معین و دیعت کا اقرار کیا پھر اسی مرض میں مر گیا تو جائز نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر مرنے اپنے مرض میں اپنی عورت کے واسطے قرض کا اقرار کیا پھر اس سے پہلے اسکی جو رو مرنے اور جو رو کے دو بیٹے ہیں ایک اسی مرض سے اور دوسرا دوسرے مرض سے تو اول قول امام ابو یوسف رحمہ کے موافق اقرار باطل ہے اور دوسرے قول کے موافق جائز ہے۔ اور اگر مریض نے اپنی جو رو کیواسطے قرض کا اقرار کیا پھر اسکی موت سے پہلے جو رو مرنے لگی اور اسکے وارث ایسے موجود ہیں کہ اسکی تمام میراث لیے لیتے ہیں اور وہ لوگ س مقررہ وارث نہیں ہیں تو اقرار جائز ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر مریض نے اپنے بیٹے کے واسطے قرض کا اقرار کیا پھر بیٹا مقررہ اور ایک بیٹا چھوڑا اور مریض کا کوئی بیٹا نہیں ہے تو امام ابو یوسف رحمہ کے پہلے قول ہے یہ اقرار جائز نہیں ہے اور دوسرے قول پر جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر اپنے مرض موت میں اپنی عورت کے دین مہر کا اقرار کیا تو تمام مہر

لے و دیعت وہ چیز جو کسی کے پاس بطور ضمانت کے رکھی جاوے ۱۲

مثلاً تک تصدیق کیجی اور فرموا امان صحت کے ساتھ شریک ہوگی کذا فی خزانۃ المفتیین اور اگر مقلد مثل سے زیادہ کا عورت کیواسطہ  
اقرار کیا تو زیادتی باطل ہے یہ مبسوط میں ہے بلکہ شخص نے اپنے مرض موت میں اپنی عورت کیواسطہ ہزار درم ہر کا اقرار کیا اور مر گیا پھر  
وارثوں نے گواہ قائم کیے کہ عورت نے اپنے شوہر کی زندگی میں اُسکو اپنا مہر بہہ کر دیا تھا تو گواہ مقبول نہوں گے اور بسبب قرار شوہر  
کے لازم یہ کیا یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر اپنے کسی وارث یا اجنبی کیواسطہ اقرار کیا پھر مقررہ مر گیا پھر بیض ہوا اور مقررہ کا وارث اس مرض  
کے وارثوں میں سے ہو تو امام ابو یوسف رحمہ کے اول قول میں یہ اقرار ناجائز اور دوسرے قول میں جائز ہے اور یہی امام محمد رحمہ کا قول  
ہو اسی طرح اگر مریض نے اپنے مقبوضہ غلام کا کسی اجنبی کیواسطہ اقرار کیا پھر اجنبی نے کہا بلکہ یہ غلام فلان مرد وارث مریض کا ہے میرا  
اس میں کچھ حق نہ تھا تو اول قول امام ابو یوسف رحمہ کے موافق مریض کا اقرار باطل ہے اور دوسرے قول کے موافق صحیح ہے اور وہ قول اقرب  
الی القیاس ہے اور قول اول احوط ہے مبسوط اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ جو شخص دو دن مرض اور تین روز اچھا رہتا ہے  
یا ایک روز مرض اور دو روز اچھا رہتا ہے اگر اُس نے اپنے بیٹے کے واسطے کسی قرض کا اقرار کیا پس اگر ایسے مرض میں اقرار کیا جسکے بعد  
وہ اچھا ہو گیا تو اسکا فعل جائز ہے اور اگر ایسے مرض میں اقرار کیا جس نے اُسکو بیسے لگا دیا اور وہ مری گیا تو جائز نہیں ہے۔ یہ  
خزانۃ المفتیین میں ہے۔ اپنے وارث کے واسطے کسی چیز کا اقرار کیا اور مر گیا پھر مقررہ اور باقی وارثوں میں اختلاف ہوا مقررہ  
نے کہا کہ حالت صحت میں اقرار کیا اور باقی وارثوں نے حالت مرض میں اقرار کا دعویٰ کیا تو مرض کے اقرار کے مدعی کا قول  
مقبول ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو مقررہ کے گواہ ادا ہوں اور اگر مقررہ کے پاس گواہ نہ ہوں اور اُس نے وارثوں سے  
قسم لینی چاہی تو اُسکو یہ اختیار ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ مریض کا اقرار اپنے قاتل کیواسطہ  
نہیں جائز ہے مشل نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ زخم ایسا کاری ہو کہ جس سے آنا جانا ممکن نہ ہو اور اگر ایسا کاری نہ ہو اور آنا جانا  
ہو سکتا ہے تو اقرار صحیح ہے اور جو شخص مریض ہونے کے واسطے غالباً خوف ہلاک ہونا مقید رکھتا ہے وہ یوں کہتا ہے کہ یہ حکم اسوقت  
ہے کہ زخم ایسا ہو کہ غالباً اُس سے ہلاکت کا خوف ہو اور اگر ایسا زخم نہ ہو کہ جس سے غالباً خوف ہلاکت ہے تو اقرار صحیح ہے یہ محیط  
میں ہے۔ مریض کا اقرار اپنے وارث کے غلام یا اُسکے مکاتب کے واسطے یا قاتل کے غلام یا اُسکے مکاتب کے واسطے جائز نہیں ہے  
یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر اپنے مکاتب کے واسطے دین کا اقرار کیا تو جائز ہے بشرطیکہ حالت صحت میں اُسکو مکاتب کیا ہو اور اگر مرض میں  
مکاتب کیا تو اقرار نہیں جائز ہے لیکن تہائی مال سے جائز ہے کذا فی الحاوی۔ اجنبی کے واسطے مریض سے تمام مال کے قرض کا اقرار  
جائز ہے بشرطیکہ اُسیر حالت صحت کا قرض انوی محیط میں ہے صحت کا قرضہ اُس قرضہ پر جو حالت مرض میں اُسکے اقرار سے ثابت ہوا ہے  
مقدم ہے یعنی ترکہ میں سے پہلے صحت کا قرضہ ادا کیا جائیگا پھر اگر کچھ بچ رہا تو اُس سے مرض کا قرض ادا کیا جائیگا اور اگر یہ قرضہ قاضی  
کے مشاہدہ یا گواہوں سے ثابت کیا جاوے تو دونوں برابر ہیں یہ محیط شری میں ہے صحت کا قرضہ اس ودیعت سے مقدم ہے جس کا  
مرض میں اقرار کیا گیا یہ خزانۃ المفتیین میں ہے اپنے مرض میں کوئی چیز خریدی یا قرض یا اجارہ بری اور گواہوں نے اُسپر قبضہ کرنا  
معائنہ کیا یا ایک عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا اور یہی اُسکا مہر نکاح ہے تو یہ لوگ فرضی امان صحت سے حصہ میں شریک ہیں اسی  
طرح ہر قرض کا حال ہے جو مریض پر کسی مال کے بدلے جسکا مالک ہوا یا تلف کیا ہے واجب ہوا اور اُسکا واجب ہونا بغیر اقرار مریض کے  
ثابت ہوا پس وہ بھی بمنزلہ قرض صحت کے ہے اگر مرض میں دین ادا کیا پس اگر دین قرض یا شئ بیع ادا کیا تو جسکو ادا کیا اسی کا ہونا

قرضخواہان صحت کو نہ ملے گا اور اگر دین مہربا اجرت ادا کی تو قرضخواہان صحت اس میں شریک ہو جائیگا یہ محیط خشری میں ہے اگر مریض صحت کے قرضے نہوں اور اسے حالت مرض میں دو شخصوں کے واسطے قرض کا اقرار کیا تو دونوں حصہ بانٹ لیں کسی سے اولاً شروع نہ کیا جائیگا خواہ دونوں اقرار مٹا واقع ہوے ہوں مثلاً کہا کہ ان دونوں کے پھر ہزار درم میں یا آگے پیچھے مثلاً آج کہا کہ اسکے پھر پانچ سو درم میں پھر ایک دن یا کم و بیش توقف کے بعد دوسرے سے کہا کہ اسکے پھر پانچ سو درم میں کذا فی الحیط زید نے اپنی صحت میں کہا کہ میں نے عمر کی ایک باندی غصب کر لی پھر مرض میں کہا کہ وہ باندی یہی ہے اور سواے اس باندی کے اسکا کچھ مال نہیں ہے حالانکہ اسے قرض ہے تو یہ جائز ہے اور اسکی تصدیق کیجاوے اسی طرح اگر اپنی صحت میں اقرار کیا کہ فلان شخص کے میرے پاس ہزار درم ودیعت ہیں پھر مرض الموت میں کہا کہ وہ یہ ہزار درم ہیں تو اسکی تصدیق کیجاوے اور صاحب دین سے صاحب ودیعت اولی ہو گا یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر مرض میں دین کا اقرار کیا پھر ودیعت کا اقرار کیا تو دونوں دین ہونگے اور ودیعت مقدم ہونگی اور اگر پہلے ودیعت کا اقرار کیا پھر دین کا اقرار کیا تو اقرار ودیعت اولی ہے اور بضاعت و مضاربت دونوں کا حکم مثل حکم ودیعت کے ہو کذا فی احادی۔ اگر مریض نے زید کے واسطے ہزار درم ودیعت کا اقرار کیا پھر مریض کا اقرار کیا کہ مریض نے زید کو معلوم نہیں ہے تو مثل دین مرض کے یہ بھی اسکے ترک میں قرض شمار ہوگی یہ خزانہ مفتین میں ہے۔ اگر مریض ہوا اور اسے قبضہ میں ہزار درم ہیں اور اسے صحت کا دین نہیں ہے اور اسے زید کے واسطے ہزار درم قرض کا اقرار کیا پھر اقرار کیا کہ جو درم ہزار میرے قبضہ میں ہیں یہ عمر و کی ودیعت ہیں پھر خالد کے واسطے ہزار درم قرض کا اقرار کیا پھر مریض کا اقرار کیا کہ جو درم ہزار درم کے تین حصے کیے جاویں گے اور اگر زید نے کہا کہ میت کی طرف میرا کچھ حق نہیں ہے یا میں اسکو اپنے قرض سے بری کر چکا ہوں تو ہزار درم درمیان عمر و خالد کے برابر تقسیم ہونگے اور زید کے قول سے خالد کا حق باطل ہو گا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر مریض نے ہزار درم قرض کا اقرار کیا پھر زید کو واسطے معین ہزار درم مضاربت کا اقرار کیا پھر عمر و کو واسطے دوسرے غیر معین ہزار درم قرض کا اقرار کیا پھر مریض کا اقرار کیا کہ جو درم ہزار درم چھوٹے تو یہ ہزار درم ان سب لوگوں میں بقدر حصہ رسد کے تقسیم ہونگے یہ محیط میں ہے۔ اگر مریض نے اقرار کیا کہ میرے باپ بزرگ کا قرض ہے اور میرے قبضہ میں باپ کا گھر ہے اور حال یہ ہے کہ مریض پر صحت کا قرضہ معروف ہے پس اسکا قرضہ صحت مقدم رکھا جائیگا پھر اگر کچھ بچ رہا ہو اسے باپ کے قرضہ میں دیا جائیگا اور اگر اپنے باپ کے انتقال کے بعد اپنی صحت میں ایسا اقرار کیا ہو تو بیٹے کے قرضخواہوں سے باپ کے قرضخواہ مقدم ہونگے کذا فی احادی۔ زید نے کہا کہ عمر و کے پھر ہزار درم میں اسنے انکار کیا پھر زید مریض ہوا اور عمر و مریض ہوا اور زید اسکا وارث ہوا اور زید پر حالت صحت کا قرض ہے پھر وہ بھی مریض ہوا اور ہزار درم جو عمر و سے میراث پائی ہے چھوڑ گیا تو زید کے حالت صحت کے قرضخواہ ان ہزار درم کے لینے میں عمر و کے قرضخواہوں سے مقدم ہونگے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر اپنی صحت میں کوئی غلام کھلا خسارہ اٹھا کر تین روز کی اپنی خیار شرط پر خریدیا پھر مدت خیار میں بیمار ہوا پھر بچ کی اجازت دی یا خاموش رہا یا تناک کہ مدت خیار گزر گئی پھر مریض مریض ہو گیا تو مباحۃ تہائی مال سے رکھی جاوے گی یہ خزانہ مفتین میں ہے۔ اگر مریض نے کسی مقبوضہ زمین کی نسبت اقرار کیا کہ یہ وقف ہے پس اگر اپنی جانب سے وقف کا اقرار کیا تو تہائی مال سے جائز رکھی جاوے گی چنانچہ اگر مریض نے اپنے غلام کی آزادی کا اقرار کیا یا صدقہ کا اقرار کیا کہ میں نے فلان کو صدقہ دیدیا ہے تو بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور اگر دوسرے کی طرف سے وقف کا اقرار کیا اور اس دوسرے نے یا اسکے وارثوں نے اسکی تصدیق کی تو کل میں وقف جائز ہے اور اگر فقط وقف کا اقرار کیا اور اپنی طرف یا غیر کی طرف سے

لے یعنی وہ حصہ نہیں ہو سکتا میں اسے ترک کرنا چاہتا ہوں اس میں سا کھلاوے ہیں ۱۱

وقت کرنا بیان نہ کیا تو تہائی مال سے قرار دیا جائیگا۔ ایک مریض نے اپنے وارث اور ایک اجنبی کی واسطے دین کا اقرار کیا تو اقرار باطل ہے خواہ شرکت کی دونوں نے باہم تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو اور یہ یحییٰ بن زکریا کا قول ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ اجنبی کے واسطے بقدر اسکے حصہ کے جائز ہے اگر ہر دو شریک نے باہم تکذیب کی یا اجنبی نے شرکت سے انکار کیا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر وارث نے شرکت میں اسکی تکذیب کی اور اجنبی نے اسکی تصدیق کی تو بعض نے کہا کہ اسمین بھی اختلاف ہونا ضرور ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ بالاتفاق جائز نہیں ہے یہ محیط شری میں ہے۔ پس اگر مقررے دونوں کی نفی شرکت میں تصدیق کی اور کہا کہ دین مشترک نہ تھا اور میں نے شرکت کا جھوٹ اقرار کر دیا تھا تو اسوقت اجنبی کے واسطے اقرار صحیح ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر مریض نے کہا کہ زید کا بھتیجہ ہے اور وارثوں نے اسے قول کی تصدیق کی پھر مریض مر گیا تو امام عظیم نے فرمایا کہ طالب کی تحسنا تہائی مال تک تصدیق کی جاوے گی اور اگر اس سے زیادہ کا دعویٰ کیا تو وارثوں سے اسے علم پر قسم لیا جائیگی اگر انھوں نے قسم کھائی تو طالب تہائی مال لے لیگا اور اگر مریض نے باوجود اسکے کسی دین سہمی کا اقرار کیا تو دین سہمی اسکے شرک میں مقدم رکھا جائیگا کذا فی الاحادیث۔ اور اگر دین کا اقرار نہ کیا تہائی مال کی کسی شخص کے واسطے وصیت کی تو وصیت مسمیٰ مقدم ہوگی اور وارثوں سے کہا جائیگا کہ وہ تہائی مال میں جو کچھ تھا راجی چاہے اسکے واسطے اقرار کر دو اور تہائی کے وصیت دار سے کہا جائیگا کہ تہائی مال میں جس قدر تیراجی چاہے اس حقدار کے واسطے اقرار کر دے پس جس فرق نے کسی چیز کا اقرار کیا اس سے اسقدر لے لیا جائیگی اور باقی کے واسطے قسم لیا جائیگی یہ محیط میں ہے مریض نے اپنے وارث کے واسطے ایک غلام کا اقرار کیا اس نے کہا کہ میرا نہیں ہے بلکہ زید یعنی اجنبی کا ہے اور زید نے اسکی تصدیق کی پھر مریض مر گیا تو زید کو غلام دلایا جائیگا اور وارث اسکی قیمت ڈانڈ بھر گیا اسمین سے اسکا حصہ اسکو ملیگا اسی طرح اگر وارث نے دوسرے وارث کے واسطے اقرار کر دیا تو غلام دوسرے کو دلایا جائیگا اور پہلے وارث پر اسکی قیمت واجب ہوگی اور وہ میراث قرار پاوے گی اور اس میں سے پہلے اور دوسرے کو حصہ ملیگا اور اگر میت پر اسقدر قرض ہو کہ اسکے مال کو محیط ہو تو کل قیمت ڈانڈ بھر گیا اور کسی کا حصہ اس میں سے ساقط نہ ہوگا یہ کافی میں ہے۔ ایک مریض نے اپنا غلام اپنے بعض وارثوں کو ہبہ کیا اور موبہب لہ نے اسپر قبضہ کر لیا اور مریض کا سوا اسکے کچھ مال نہیں ہے پھر موبہب نے اقرار کیا کہ مریض نے مجھے ہبہ کر دینے سے پہلے اقرار کیا تھا کہ یہ غلام اس دوسرے وارث کا ہے یا اقرار کیا کہ اسے مجھے ہبہ کرنے سے پہلے اس دوسرے وارث کو ہبہ کیا تھا اور دوسرے نے اس امر میں اسکی تصدیق کی تو دوسرے کو اختیار ہے کہ اول سے غلام لے لے پس اگر دوسرے نے لیا پھر مریض اسی مرض سے مر گیا پس اگر یہ غلام قائم موجود ہو تو دوسرے سے لے لیا جائیگا اور وارثان میت کی میراث ہو کہ بطور فرائض اللہ تعالیٰ کے انکو تقسیم کیا جائیگا اسی طرح اگر دوسرے شخص وارث نہ ہو اور میت پر اسقدر قرض ہو کہ اسکے مال کو محیط ہو تو قرضخواہوں کو اختیار ہے کہ چاہیں غلام اسکے قبضہ سے لیکر تقسیم کر لیں۔ اور اگر غلام دوسرے وارث کے ہاتھ میں مر گیا ہو تو قرضخواہوں کو اس صورت میں اختیار ہے اور باقی وارثوں کو پہلی صورت میں اختیار ہے کہ چاہیں تو پہلے وارث سے غلام کی قیمت کی ضمانت لین یا دوسرے سے ضمانت لین۔ دوسرا پہلے سے کچھ نہیں لے سکتا ہے اور اگر پہلے سے ضمانت لی تو وہ بھی دوسرے سے کچھ پھر نہیں لے سکتا ہے ایسا ہی عامہ روایات میں اس کتاب میں مذکور ہے اور بعض روایتوں میں ہے کہ پھر لے سکتا ہے۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ باقی وارثوں کو یہ اختیار صرف

اُس وقت حاصل ہوگا کہ جب اُسے کوئی تصدیق یا تکذیب نہ پائی گئی ہو اور اگر انھوں نے تصدیق کی ہو تو صرف دوسرے سے ضمان لے سکتے ہیں اور اگر انھوں نے تکذیب کی ہو تو اول سے ضمان لے سکتے ہیں۔ اور یہ اُس وقت ہے کہ دوسرے سے اول کی تصدیق کی ہو اور اگر تکذیب کی ہو اور کہا کہ غلام میرا ہے میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ کیا کہتا ہے تو غلام دوسرے کو سپرد کیا جائیگا۔ اور یہ اُس وقت ہے کہ اول نے مریض سے لیکر غلام پر قبضہ کیا ہو اور پھر دوسرے کے واسطے اقرار کیا ہو اور ایسے ہی اگر اول نے مریض سے لیکر قبضہ نہ کیا ہو تا تک کہ اقرار کر دیا کہ مریض نے دوسرے کے واسطے اسکا اقرار کیا ہے قبل اسکے کہ میرے واسطے اقرار کرے پھر اگر دوسرے نے اُسکی تصدیق کی اور مریض سے لیکر غلام پر قبضہ کیا پھر مریض مر گیا اور اُسپر بہت قرضے ہیں اور غلام بعینہ دوسرے کے پاس قائم ہو تو اُس سے لے لیا جائیگا اور قرضوں میں تقسیم ہوگا اور اگر بعینہ قائم نہ ہو تو قرضوں میں کو اختیار ہو جائے اول سے ضمان لین یا دوسرے سے ضمان لین اور اگر مریض پر قرضے نہ ہوں تو باقی وارثوں کو غلام لینے کا اختیار ہو اگر بعینہ قائم ہو یا تضمین کا اختیار ہو اگر مر گیا ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر مریض نے اپنے قرضے کے بھر پانے کا اقرار کیا جو اسکا دوسرے شخص پر واجب تھا پھر اگر یہ قرضہ کسی مال کے عوض تھا مثلاً نقد یا کوئی چیز فروخت کی جسکا شن مشتری کے ذمہ واجب ہوا یا ایسی چیز کا بدل ہو جو مال نہیں ہے جیسے ہر بدل خلع واسکے امثال پس گردین بسبب عوض مال کے واجب تھا اور قرضدار اجنبی شخص تھا تو بھر پانے کا اقرار صحیح ہو بشرطیکہ حالت صحت میں واجب ہوا خواہ مریض پر حالت صحت کا قرض ہو یا نہ ہو اور اگر حالت مرض میں دوسرے پر یہ قرض واجب ہوا ہو تو بھر پانے کا اقرار مریض کے قرض خواہ صحت کے حق میں صحیح نہیں ہے جبکہ مریض پر صحت کا قرضہ ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور یہ حکم اُس وقت ہے کہ اُس میں کا دوسرا حالت صحت میں گواہوں سے یا قاضی کے معائنہ سے معلوم ہوا ہو اور اگر فقط مریض و قرضدار کے قول سے ثابت ہوا مثلاً مریض نے کسی خاص شخص سے کہا کہ میں نے اپنی صحت میں یہ غلام تیرے ہاتھ اس قدر دامون کیے کہ قبضہ کر دیا تھا اور دام بھر پانے تھے اور مشتری نے اُسکی تصدیق کی اور یہ صرف ان دونوں کے قول سے معلوم ہوا پس اگر غلام مشتری کے پاس یا پانے کے پاس وقت اقرار کے بعینہ قائم ہو یا وقت اقرار کے ہلاک ہو گیا ہو مگر اول مرض میں اسکا زندہ قائم ہونا معلوم ہو یا ہلاک ہو گیا ہو مگر یہ معلوم نہ ہوتا ہو کہ مریض کی حالت مرض میں مر ہے یا حالت صحت میں مر ہے تو ان سب صورتوں میں اگر صحت کے قرض خواہ مریض کی اس بارہ میں یعنی دام بھر پانے میں تکذیب کریں تو مریض کا اقرار بھر پانے کا صحیح نہیں ہے اور اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ غلام حالت صحت میں مر ہے تو اقرار مریض صحیح ہو۔ اور اگر دین کسی وارث پر واجب تھا اور مریض نے وصول پانے کا اقرار کیا تو صحیح نہیں ہے خواہ حالت مرض میں واجب ہوا ہو یا حالت صحت میں واجب ہوا ہو اور خواہ مریض پر حالت صحت کا قرضہ ہو یا نہ ہو۔ اور اگر قرضہ ایسی چیز کے عوض واجب ہوا جو مال نہیں ہے پس اگر قرضدار اجنبی ہو تو مریض کا وصول پانے کا اقرار صحیح ہے خواہ قرضہ حالت مرض میں واجب ہو یا صحت میں واجب ہو اور خواہ مریض پر حالت صحت کا قرض ہو یا نہ ہو۔ اور اگر ایسا قرضہ کسی وارث پر واجب ہوا ہو تو مریض کا اقرار استیقا صحیح نہیں ہے خواہ یہ قرضہ حالت مرض میں واجب ہو یا حالت صحت میں واجب ہو مگر ذانی محیط اگر قرضدار مریض نے اقرار کیا کہ جو میری ودیعت یا عاریت میرے وارث کے پاس تھی میں نے وصول کر لی ہے تو اُسکی تصدیق صحیح ہوگی

ملکہ مال جو وراثت نے غلام کے عوض اپنے ذمہ لیا ۱۴



یہ مسودہ میں ہے۔ اور اگر مریض نے اقرار کیا کہ میں نے مہوب لے لیا تو تصدیق کی جاوے گی اور مہوب لے بری ہو جائیگا  
 اسی طرح اگر بیع فاسد میں بیع یا مال منصوب یا زمین واپس لینے کا اقرار کیا تو صحیح ہو اگرچہ اس پر صحت کے قرضے ہوں اور اگر ان سب  
 صورتوں میں اپنے وارث سے واپس لینے کا اقرار کیا تو تصدیق نہ کی جاوے گی یہ محیط شخصی میں ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے جامع میں فرمایا کہ  
 اگر کسی شخص کے دوسرے ہزار درم صحت میں واجب ہوئے ہیں پھر جب وہ بیمار ہو تو اقرار کیا کہ یہ ہزار درم جو میرے قبضہ میں ہیں  
 میرے قرضدار یا مکاتب کی ودیعت ہیں اور یہ ہزار ویسے ہی ہیں جیسے مریض کے دوسرے ہر واجب ہیں پھر مریض مر گیا اور اس پر  
 صحت کے قرضے ہیں اُس کے قرضخواہوں نے مریض کے اقرار سے انکار کیا یا تکذیب کی تو مریض کی اُس کے اقرار میں تصدیق کی جائیگی اور  
 یہ ہزار ودیعت کے قرضدار کے قرض کا بدلہ ہو جائیگا یا مکاتب بعض اٹکے آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر یہ درم ودیعت کے اُسے کھرے  
 ہوں جو مریض کے دوسرے ہر واجب ہیں تو اقرار صحیح ہو پس اگر مقررہ نے کہا کہ میں کھرے درم واپس لوں گا اور جیسے اُس کے چاہیے  
 ہیں وہ دیکھا تو اُس کو اختیار نہیں ہو کہ نہ زیادت کے اقرار کی صحت نہیں ہوئی ہے۔ اور اگر ہزار درم زیوت ودیعت کا اقرار کیا  
 کہ میرے پاس میرے قرضدار سے یا مکاتب کی ودیعت ہیں اور قرضدار ہر درم کھرے چاہیے ہیں تو مریض کا اقرار صحیح نہ ہو گا اور یہ درم  
 مریض کے قرضخواہوں کو تقسیم کیے جاویں گے اور مریض کا قرضدار و مکاتب اُس کے قرضہ کی بابت ماتخذ ہونگے۔ اسی طرح اگر اقرار کیا کہ یہ  
 سود ہزار میرے پاس ہیں میرے قرضدار یا مکاتب کی ودیعت ہیں یا کسی مقبوضہ باندی کے اسطرح ودیعت ہونے کا اقرار کیا  
 پھر مر گیا اور مرتے وقت تک یہ ودیعت اُس کے پاس قائم تھی یا نہیں معلوم باندی اُسے کیا کی تو اقرار باطل ہو اور اگر مریض نے کہا  
 کہ میں نے یہ ہزار درم نہرہ اپنے قرضدار یا مکاتب سے اپنے حق کے ادائین لے لیے ہیں یا یہ دینا اپنے ادائے حق میں لیے ہیں یا یہ  
 باندی اپنے حق کے عوض خرید لی ہو پس اگر قرضدار و مکاتب نے انکی تکذیب کی اور دونوں نے کہا کہ ہمیں اُس کا قرضہ ویسا ہی ہے جو  
 چیزیں ہماری ہیں تو مریض کا اقرار باطل ہو گیا اور یہ چیزیں مریض کے قرضخواہوں کو حصے کے موافق تقسیم کر دی جائیں گی اور قرضدار  
 مریض و مکاتب پر اُس کا قرضہ بجا نہ باقی رہے گا اور اگر مریض کے اقرار کی قرضدار و مکاتب نے تصدیق کی تو باندی و دینار و دین  
 دیکھنا چاہیے کہ اگر باندی و دینار و دین کی قیمت مریض کے قرضہ کے برابر یا زیادہ ہو تو اقرار صحیح ہو اور اگر کم ہو مثلاً قرضہ ہزار درم اور قیمت  
 کے پانچ سو درم ہیں تو باندی کی نسبت قرضدار یا مکاتب سے کہا جائیگا کہ مریض نے بقدر پانچ سو درم کے محاباة کی ہے اور محاباة  
 مریض قرضدار سے صحیح نہیں ہو ائذا اگر تجھے بیع منظور ہو تو اُس کا باقی حق پانچ سو درم دیکر پورا کر دے ورنہ بیع تو بڑے اور اُس کا پورا  
 حق ادا کر دے اور باندی واپس لے اور درہم نہرہ کی صورت میں مکاتب یا قرضدار کو اختیار نہ دیا جائیگا کہ چاہے نہرہ لیکر کھرے  
 واپس کرے یا نہرہ چھوڑ دے اور بقدر نقصان کے ڈانڈ بھرے بلکہ کہا جائیگا کہ نہرہ واپس لے اور کھرے واپس دے اور  
 کتاب میں یہ مذکور نہیں ہے کہ اگر دینار اُس دین سے کم ہوں تو مکاتب کو اختیار دیا جائے گا یا نہیں اور فقہ ابو بکر بلخی نے  
 نوکر کیا کہ اختیار دیا جائیگا اور یہی صحیح ہے پھر اگر غیریم یا مکاتب نے بیع توڑنا اختیار کیا تو دینار و باندی اُس کو واپس کیجاوے گی  
 یہ محیط میں ہے۔ اگر غلام تاجرنے ایسے قرضہ کے وصول پائے کا اقرار کیا جو اُس کا مالک پر تھا پس اگر غلام مقروض نہ ہو تو  
 جائز ہے اور اگر قرضدار ہو تو جائز نہیں اسی طرح اگر مکاتب نے اپنے مونی سے اپنا قرض وصول پائے کا اقرار کیا حالانکہ وہ  
 مریض تھا پھر مر گیا اور اس پر قرض ہو اور مونی اُس کا وارث ہو تو اُس کا اقرار باطل ہو اور اگر اُس پر قرض نہ ہو اور اُس کا



مولیٰ پر طعام آتا ہو اور مال کتابت اس کا درم بہن اور اس نے اقرار کیا کہ میرا جو طعام خارج مولیٰ پر آتا تھا وہ میں نے وصول پایا ہے پھر مر گیا اور اس قدر چھوڑ گیا جس سے مال کتابت ادا ہو سکتا ہو پس اگر سوائے مولیٰ کے کوئی اس کا وارث نہ ہو تو اقرار صحیح ہو اور اگر سوائے مولیٰ کے اس کا کوئی دوسرا وارث ہو تو بھی اس کے اس اقرار میں تصدیق کی جاوے گی اور اگر اس پر اس قدر قرضہ ہو جو اس کے مال کو محیط ہو تو اسکی تصدیق نہ کی جاوے گی یہ مسوطین ہو۔ اگر کسی شخص نے مریض کے یہ اقرار کیا کہ میں نے اس کے غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالا یا قتل کیا ہے پھر مریض نے ارش وصول پانے کا اقرار کیا تو صحیح ہے اسی طرح اگر قاتل نے مولیٰ کے مرض میں اس کے غلام کو عمدتاً قتل کیا اور مولیٰ نے اس سے کسی قدر مال پر صلح ٹھہرائی اور بدلہ صلح وصول پانے کا اقرار کیا تو جائز ہے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر مریض نے شوہر سے اپنے تمام مہر وصول پانے کا اقرار کیا حالانکہ مریضہ پر صحت کا قرض ہو پھر شوہر کے طلاق دینے سے پہلے اسی مرض میں مر گئی تو اسکا اقرار صحیح نہیں ہے اور شوہر کو حکم کیا جائیگا کہ اسکا مہر دیوے کہ وہ اس کے قرضہ ہون میں موافق حصہ کے تقسیم ہوگا اور اگر شوہر نے دخول سے پہلے اسکو طلاق دیدی پھر اس نے اپنا مہر وصول پانے کا اقرار کیا پھر اسی مرض میں مر گئی تو اسکا اقرار صحیح ہے پس اگر شوہر نے کہا کہ میں قرضہ ہون کے ساتھ نصف مہر میں شریک ہوں تو نہیں ہو سکتا ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ پھر اگر صحت کے قرضہ ہون کے قرضے ادا کرنے کے بعد اگر اس عورت کے مال سے کچھ باقی رہا تو اس میں سے شوہر اپنا آدھا مہر لے لیگا۔ اور اگر شوہر نے اس عورت کے ساتھ دخول کر لیا ہے پھر اسکو طلاق مائیں یا زہمی دی پھر عورت مریض ہوئی اور اس نے اپنا تمام مہر وصول پانے کا اقرار کیا پھر عدت گزرنے کے بعد مر گئی تو اقرار صحیح ہے اور اگر عدت گزرنے سے پہلے مر گئی تو صحیح نہیں ہے اور جب اس صورت میں مہر وصول پانے کا اقرار صحیح نہ ہو تو صحت کے قرضہ ہون اپنے قرضہ وصول کر لینگے پھر اگر کچھ بچ رہا تو مہر کی طرف دیکھا جائیگا اور شوہر کی میراث کی طرف جو اس سے بچی ہو دیکھا جائیگا جو دونوں میں سے کم ہو وہ شوہر کو دیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اگر کسی عورت سے کچھ مال پر صلح کیا حالانکہ خود مریض ہے پھر اسکی عدت گزر گئی اور مریض نے اقرار کیا کہ میں نے بدل صلح عورت سے وصول پایا ہے اور اس پر کچھ قرض حالت صحت یا مرض کا نہیں ہو تو اقرار صحیح ہے یہ مسوطین ہو۔ ایک مریض پر صحت کے قرضے میں اس سے زید نے ایک غلام حالت مرض میں غصب کر لیا اور وہ زید کے پاس مر گیا یا بھاگ گیا اور قاضی نے مریض کے نام غاصب پر قیمت کی ڈگری کر دی اور مریض نے اقرار کیا کہ میں نے یہ قیمت غاصب سے وصول پائی تو بدو نگو ہون کے اسکی تصدیق نہ کی جاوے گی۔ اور اگر غصب کرنا مریض کی حالت صحت میں واقع ہوا پھر یہ مریض ہوا حالانکہ غلام غاصب کے پاس بعینہ قائم ہے پھر بھاگ گیا یا مر گیا اور قاضی نے اس پر قیمت کی ڈگری کر دی پھر مریض نے اس کے وصول پانے کا اقرار کر لیا پس اگر غلام مر گیا یا بھاگنے سے لوٹ کر نہیں آیا تو تصدیق کی جائیگی بہرہ اس قرضہ کے جو صحت میں واجب ہوا ہو اور اگر غلام بھاگنے سے لوٹ آیا تو اسکا اقرار صحیح نہیں ہے۔ اور اگر غصب اور ضمان کا حکم دونوں حالت صحت میں واقع ہوئے اور مریض نے ضمان وصول کرنے کا اقرار حالت مرض میں کیا تو اسکی تصدیق کی جاوے گی یہ محیط میں ہو۔ ایک مریض نے ایک غلام ہزار کی قیمت کا جبکہ سوائے اسکا کچھ مال نہیں ہو دہزار کو فروخت کیا اور اس پر صحت کے بہت سے قرضے ہیں پھر اس نے تمام مہر وصول پانے کا اقرار کیا پھر مر گیا تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اسکا کچھ اقرار صحیح نہیں ہو اور مشتری کو اختیار دیا جائیگا کہ چاہے دوبارہ ضمان ادا کرے یا بچ توڑ دے پس اگر اس نے دوبارہ

میں دنیا اختیار کیا تو وہ قرض خواہان صحت کو دیا جائیگا اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قیمت سے جب قدر زیادہ شن ہو سکی بابت مرضی کے قول کی تصدیق ہوگی اور بقدر قیمت کے مشتری کو اختیار دیا جائیگا کہ چاہے دوسرے ایک ہزار درم ادا کرے یا بیع توڑ دے اور غلام قرض خواہوں کے واسطے فروخت کیا جائیگا اور امام عظیم رحمہ اللہ کا قول مذکور نہیں ہے اور ہمارے مشل نے اُنکا قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کے موافق ذکر کیا ہے یعنی مثل قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے۔ ایک شخص نے اپنا غلام اپنی صحت میں زید کے ہاتھ فروخت کر دیا اور مشتری نے اُسے قرضہ کر لیا پھر باطل مرض ہوا اور اُسے حالت صحت کے قرضہ میں اور اُسے اقرار کیا کہ میں نے شن وصول پایا ہے یہاں تک کہ اُسکا اقرار قرض خواہان صحت کے حق میں صحیح ہو گیا پھر اپنے مرض میں مر گیا اور مشتری نے غلام میں عیب پا کر حکم قاضی اُسکو واپس کیا تو مشتری کو یہ اختیار نہیں ہے کہ قرض خواہان میت کے ساتھ باقی احوال میت میں شریک ہو لیکن غلام کو اپنے دام وصول کرنے تک روک لے سکتا ہے۔ پس غلام فروخت کیا جائیگا اور اُس کے شن کا مشتری باقی قرض خواہوں سے زیادہ حقدار ہوگا یعنی لے لیا پھر جب غلام فروخت کیا گیا تو اُس کا شن مشتری کو ادا کر دیا جائیگا اور اگر اُس میں سے کچھ بچاؤ وہ باقی قرض خواہان میت کو دیا جائیگا اور اگر مشتری کے حق سے اُس کا شن کم ہو تو مشتری کو باقی مال میت سے جتنا کہ دوسرے قرض خواہ اپنا اپنا حق نہ لے لیں کچھ نہ لیا اور اگر اُنکے لیتے کے بعد کچھ بچاؤ تو اُس میں سے مشتری باقی حق لے سکتا ہے۔ اور اگر مشتری نے اپنے داموں کے واسطے غلام کو نہ روکا بلکہ مرضی کو اُسکی زندگی میں یا اُسکے وصی کو اُسکے مرنے کے بعد حکم قاضی دیدیا تو غلام کے شن میں اُسکا مقدم ہونا باطل ہو گیا لیکن اپنے پورے دام وصول کرنے میں اُسکا حق باطل نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر مرضی نے اپنے وارث کو کچھ درم دیے تاکہ اُسکے کسی قرض خواہ کو ادا کرے پس وارث نے کہا کہ میں نے اُسکو دیدیا اور قرض خواہ نے اُسکی تکذیب کی تو وارث کی اس باب میں تصدیق کیجاوے گی کہ وہ ضمان سے بری ہے خواہ مرضی اُسکی تصدیق کرے یا تکذیب کرے لیکن وارث کے قول کی تصدیق قرض خواہ کے حق باطل ہونے میں نہ کیجاوے گی۔ اور اگر اُسکو اپنے قرضہ وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا اور قرضہ کسی اجنبی پر ہو پس وارث نے کہا کہ میں نے وصول کر کے مرضی کو دیدیا تو اُسکی تصدیق کیجاوے گی اور قرضہ بری ہو گیا۔ اور اگر اپنی متاع فروخت کرنے کے واسطے وارث کو وکیل کیا اور مرضی پر کچھ قرض نہیں ہے پھر وہ متاع موافق اُسکی قیمت کے گواہوں کے سامنے فروخت کی پھر مرضی کی زندگی میں یا اُس کے مرنے کے بعد کہا کہ میں نے دام وصول کر کے مرضی کو دیدیا یا ضائع ہو گئے تو اُس کی تصدیق کیجاوے گی اور اگر کہا کہ میں نے متاع فروخت کی اور شن وصول کیا اور وہ ضائع ہو گیا پس اگر متاع تلف ہو گئی اور خریدار معلوم نہ ہو تو اُس کی تصدیق کیجاوے گی خواہ مرضی زندہ ہو یا مر گیا ہو۔ اور اگر متاع قائم ہو اور خریدار معلوم ہو اور وہ اُسکا مقراضی اور مرضی پر قرضہ نہیں ہے تو بھی وارث کی تصدیق کیجاوے گی بشرطیکہ مرضی زندہ ہو اور اگر مرضی پر قرضہ ہو تو وارث کی تصدیق نہ کیجاوے گی مگر مرضی اس میں اُسکی تصدیق کرے اور اگر مرضی مر گیا ہو اسوقت وارث نے یہ اقرار کیا تو اقرار صحیح نہیں ہے یہ بیسوط میں ہے۔ زید کے عہد پر نہ درم قرضہ میں اور ایک وارث اُسکا کفیل ہے یا قرضہ وارث پر ہے کوئی اجنبی اُسکا کفیل ہے خواہ حکم وارث کفیل ہو یا بدو اُسے حکم کے کفیل ہے پھر زید بیمار ہوا کسی ایک سے دونوں میں سے وصول پانے کا اقرار کیا تو باطل ہے اور اگر اجنبی کو بدو وصول پانے کے بری کر دیا پس اگر اجنبی اسیل ہو تو صحیح نہیں ہے اور اگر کفیل ہو تو تہائی مال سے بری کرنا صحیح ہے

پس اگر میت کا اس قدر مال ہو کہ جسکی تمنا یہ قرض ہوتا ہو تو صحیح ہو اور اگر کفیل سے کچھ مواخذہ نہیں ہو سکتا ہو اور قرضہ وارث پر بحالہ باقی رہیگا اور اگر میت کا سوا اس قرضہ کے کچھ مال نہ ہو تو اسے تمنا سے بری کرنا صحیح ہو اور باقی دو تمنائی کیواسطے وارثوں کو اختیار ہو چاہیں اھیل سے اور چاہیں کفیل سے لیکن اور ایک تمنا جس سے کفیل کو بری کیا ہے وہ فقط اھیل سے لے سکتے ہیں۔ اور اگر وارث کو بری کیا تو کسی حال میں صحیح نہیں ہو اور اگر یوں کہا کہ میں نے کسی اجنبی سے جسے وارث کی طرف سے یا حسان ادا کیا ہو وصول پایا یا کسی طرف سے کسی اجنبی نے حوالہ قبول کر لیا یا اسکو کسی شخص نے اپنا غلام فروخت کرنے کا وکیل کیا اسنے اس موکل کے بیٹے کے ہاتھ فروخت کیا پھر موکل بیمار ہو یا اسنے اقرار کیا کہ میں نے اپنے بیٹے سے من وصول پایا یا وکیل نے وصول کر کے موکل کو دینے کا اقرار کیا تو تصدیق نہ کیجاوے گی پس اگر وکیل ہی مریض ہو اور موکل صحیح ہو تو کسی تصدیق کیجاوے گی اور اگر موکل نے انکار کیا پس اگر مشتری و دونوں کا وارث ہو اور وہ دونوں مریض ہوں تو وکیل کی تصدیق نہ کیجاوے گی اور اگر فقط وکیل کا وارث ہو اور موکل کا ہو اور وکیل نے اقرار کیا کہ میں نے وصول کر کے موکل کو دام دیدیئے ہیں یا میرے پاس تلف ہو گئے تو تصدیق کیجاوے گی اور اگر فقط وصول کرنے کا اقرار کیا تو تصدیق نہوے گی۔ اور اگر کفیل نے مریض کو دوسرے پر قرضہ کا حوالہ کیا اور مریض اور محتال علیہ نے قبول کر لیا پھر مریض مر گیا پس اگر حوالہ مطلق ہو تو جائز نہیں ہو اور اگر حوالہ بشرط وراثت الکفیل دونوں الگ اھیل ہو پس اگر کفیل ہی وارث ہو تو بھی صحیح نہیں ہو اور اگر اجنبی کفیل ہی ہو تمنا مال سے صحیح ہو پس وارثوں کو اختیار ہوگا کہ چاہیں حوالہ کو جائز رکھیں یا توڑ دیں اور اگر جائز رکھا تو اختیار ہو چاہیں قرضہ محتال علیہ سے وصول کریں یا اھیل وارث سے لیوین اور اگر جائز نہ رکھا پس اگر میت کا اس قدر مال ہو کہ یہ دین کی تمنا ہو تا ہو تو بھی اسی حکم ہو اور اگر میت کا سوا ہزار درم قرضہ کے اور کچھ مال نہ ہو تو تمنا مال سے صحیح ہو اور وارثوں کو اختیار ہو چاہیں محتال علیہ سے تمنا اور کفیل سے دو تمنا وصول کریں یا سب قرضہ وارث سے وصول کر لیں۔ اور اگر مریض نے قرضہ وصول پانیکا اقرار نہ کیا اور نہ کفیل کو بری کیا اور نہ حوالہ قبول کیا و لیکن ہزار درم یا سو دینار یا ایک باندی مقبوضہ کا کفیل کی ولایت ہونے یا اسے خصم کر لیکا اقرار کیا اور وقت موت تک بعینہ یہ چیزین قائم ہیں اور معلوم نہیں ہوتا ہو کہ اسنے باندی کو کیا کیا ہو تو اقرار باطل ہے پس اگر باندی معین معلوم نہوئی یا نہ تک کہ وہ لیض سہی نہیں کے ساتھ مر گیا تو پھر ضمان واجب ہوگی پس قرضہ کا قصاص ہو جائیگا اور اگر وہ بچہ قائم ہو تو کفیل اسکو لے لیگا اور فروخت کر کے اسکو قرضہ میں ادا کرے گا بدین اسنے کہ اپنے کسی خاص مال کے فروخت کرنے کی حاجت ہو یا سطرچ اگر ان سب کا اھیل کیواسطے اقرار کیا تو بھی اسی حکم ہو یہ تحریر شرح جامع کیمین ہو۔ ایک شخص نے اپنے مرض میں اپنے غلام کو مکاتب کر دیا اور اسے سوا اسکا کچھ مال نہیں ہو پھر بدل کتابت وصول پانیکا اقرار کیا تو تمنا میں جائز ہو اور دو تمنا قیمت کے واسطے مکاتب سہی کرے گی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر بدل کتابت وصول پانیکا اقرار نہ کیا و لیکن اپنے مقبوضہ ہزار درم یا سو دینار یا باندی کی نسبت اقرار کیا کہ یہ اسی میرے مکاتب کی ولایت ہے اسنے مجھے بعد کتابت کے ولایت رکھنے کو دی ہے پھر مر گیا تو یہ اقرار بقدر تمنا کے جائز ہے یہ محیط میں ہو۔ زید نے اپنے باپ عمر کو ہزار درم عمر کے مرض الموت میں دو ولایت رکھنے کو بھانڈا دیا وہ میرے پھر جب وہ مرنے لگا تو اسنے اقرار کیا کہ میں نے وہ دو ولایت تلف کر دی پس یا تو دو ولایت کے تلف کرنے کا اقرار کیا اور اسی پر جمارا ہا نہ تک کہ مر گیا تو یہ دو ولایت اسے مال میں زید کا قرضہ ہو گئی اور میرے لیض

لے وہ شخص جسکو مال کے وقت میں ضمانت ہوئے ہیں ۱۲

اپنے وارث کے واسطے اقرار کرنا نہیں ہو اور یا ودیعت سے انکار کیا یا اقرار کیا کہ میں نے تلف کر دی پھر کہا کہ میرے پاس سے ضائع ہو گئی یا میں نے زید کو واپس کر دی تو اس صورت میں اس کے قول پر التفات نہ کیا جائیگا اور اگر پھر ضمان واجب ہوگی اگرچہ قسم کھالے اور یا اقرار کیا کہ میرے پاس سے ضائع ہو گئی یا میں نے واپس کر دی پھر جب اس سے قسم لی گئی تو تلف کر دینے کا اقرار کیا یا قسم سے نکول کیا تو اس صورت میں اس سے ضمان باطل ہو جائیگی اور اس کے ترکہ میں سے نہ لیجاوے گی لہذا فی التحریر شرح الکجاصع البکیر للخصیری۔ امام محمد نے فرمایا کہ ایک شخص کے تین بیٹے ہیں اور اس کے قبضہ میں ایک دام ہے پھر جب وہ مرنے لگا تو کہا کہ میں نے یہ دار اپنے اس بیٹے اور اس اجنبی سے ہزار درم میں خریدا ہے اور دونوں سے قبضہ کر لیا ہوا اور دونوں کو کچھ من نہیں دیا ہے اور دونوں نے اس کے اقرار شرکت کی تصدیق کی پھر مر گیا اور اس دار کا ایک شفیع ہے اور دوسرے دونوں بیٹے اس سب سے منکر ہیں تو یہ اقرار باطل ہے اور جب اقرار باطل ہوا تو وہ دار تینوں بیٹوں کو برابر تقسیم ہو گا پھر اگر شفیع آیا تو تہائی حصہ مقررہ کا جو اس کو ملا ہے تہائی من میں لے لیا اور تہائی من اس بیٹے مقررہ اور اجنبی کے درمیان برابر تقسیم ہو گا اور اگر بیٹے مقررہ کو کچھ مال اور بھی ملا ہو گا تو وہ بھی اس من میں ملا کر تقسیم کیا جائیگا یہاں تک کہ اس کو اور اجنبی کو ہر ایک کو پانچ سو درم مل جائیں اور اگر اجنبی نے شرکت میں اس کی تکذیب کی مثلاً یوں کہا کہ میں نے نصف دار اس کے ہاتھ یا پانچ سو درم کو بیچا ہے اور باقی آدھا میں نہیں جانتا ہوں کہ کس کا ہے اور میرے اور اس بیٹے کے درمیان کچھ شرکت نہ تھی اور بیٹے نے اپنے باپ کی اقرار شرکت میں تصدیق کی تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک یہ صورت اور پہلا اقرار یکساں ہے اور شفیع تہائی دار تہائی من میں لے لیا اور تہائی من اس بیٹے اور اجنبی کے درمیان برابر تقسیم ہو گا اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک شفیع دو تہائی دار کی لے سکتا ہے اور اگر بیٹے نے اپنے باپ کے اقرار کی تکذیب کی اور اجنبی نے تصدیق کی تو بھی تین من کے نزدیک اقرار مرلیض باطل ہے مگر شفیع بیٹے مقررہ سے چھٹا حصہ دار کا چھٹے حصے من میں لے لیا۔ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اجنبی کے حق میں اقرار صحیح ہے پس یوں حکم کیا جائیگا کہ اجنبی نے نصف دار مرلیض کے ہاتھ بیچا پس شفیع نصف من میں لے لیا اور باقی آدھا تینوں بیٹوں کو برابر تقسیم ہو گا ہر ایک کو گُل کا چھٹا حصہ ملے گا اور شفیع اس صورت میں بیٹے مقررہ سے کچھ نہیں لے سکتا ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک مرلیض نے اپنی جو رو کے واسطے جس کو اس نے اس کی درخواست سے طلاق دی ہے سو درم کا سواے مہر کے اقرار کیا اور وہ عورت اپنا مہر سب لے چکی ہے پھر اس کی عدت گزرنے کے بعد مر گیا اور ایک بھائی اور جو رو کی سوت اور چالیس درم چھوڑے تو سب درم مطلقہ عورت کو ملینگے اور اگر اس کی عدت گزرنے سے پہلے مر گیا تو چالیس کا آٹھواں حصہ یعنی پانچ درم پادہنگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر شوہر نے بجائے چالیس درم کے ایک کپڑا قیمتی چالیس درم کا چھوڑا اور کوئی اور مال نہ چھوڑا پس اگر عدت گزرنے سے پہلے مر گیا تو غیر مطلقہ کو اس کپڑے کا آٹھواں حصہ ملے گا اور مطلقہ کو بعینہ یہ کپڑا لینے کا استحقاق نہیں ہے پس کپڑے کا آٹھواں حصہ پانچ درم کو فروخت کر کے عورت کو دیے جائینگے و لیکن اگر راضی ہو جائے کہ میں آٹھواں حصہ کپڑے کا اپنے حق میں لوں گی تو بے شک ہے اور اگر اس کی عدت گزرنے کے بعد شوہر مر گیا تو کپڑا فروخت کر دیا جاتا اور تمام من اسی کو دیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کی موت قریب آئی اور اس کا ایک بھائی مان و باپ کی طرف سے ہوا اور ایک جو رو ہے اسے تین طلاق کی درخواست کی اس نے دیدین پھر عورت کے واسطے سو درم کا اقرار کیا اور وہ اپنا مہر پورے چکی

ہو اور ایک شخص کے واسطے تہائی مال کی وصیت کی پھر مر گیا اور ساٹھ درم چھوڑے پس اگر بعد انقضائے عدت کے مر ہے تو عورت اپنے قرضہ میں پورے ساٹھ درم لے لیگی اور اگر انقضائے عدت سے پہلے مر تو موصی لہ کو بیس درم نکال دیے جائینگے اگرچہ دین وصیت سے مقدم ہوتا ہو پھر عورت کو باقی کی جو بھائی یعنی دس درم لینے اور باقی تیس درم بھائی کے ہونگے اور اگر بجائے ساٹھ درم کے ایک ساٹھ درم کا قیمتی کپڑا چھوڑا اور عورت کی عدت گزرنے سے پہلے مر گیا تو موصی لہ کو تہائی کپڑا اور باقی عورت کے واسطے فروخت کر کے جو بھائی دیا جائیگا لیکن اگر اپنے حق میں جو بھائی باقی لینے پر راضی ہو تو لے سکتی ہے اور باقی بھائی کو ملیگا اور اگر اس کی عدت گزرنے کے بعد مر تو مطلقہ کے حق کے واسطے کپڑا فروخت کر دیا جائے گا لیکن اگر اپنے حق میں کپڑا دینا پسند کرے تو لے لے اور موصی لہ کو کچھ نہ ملیگا اور اگر باوجود اسکے اجنبی کے واسطے قرضہ کا اقرار کیا ہو اور باقی مسئلہ بحال رہے پس اگر عورت کی عدت گزرنے کے بعد مر تو عورت اس اجنبی کے ساتھ ترکہ میت میں حصہ دار ہو کر دو تون اپنا اپنا دین پورا کر لینے پھر اگر کچھ بچ رہا تو اس کی تہائی موصی لہ کو ملیگی اور باقی بھائی کا ہوگا اور اگر اس کی عدت گزرنے سے پہلے مر گیا تو پہلے اجنبی کا دین ادا کیا جائیگا پھر اگر بچ رہا تو اس کی تہائی موصی لہ کو پھر باقی کی جو بھائی اور عورت مطلقہ کے واسطے جس قدر اقرار کیا ہو دونوں میں سے جو کم ہو وہ عورت کو دیا جائے گا اور باقی بھائی کو ملیگا یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری میں ہے اپنے غلام کو ہزار درم پر کتاب کیا پھر اُسے اپنے مرض میں مولیٰ کے واسطے ہزار درم قرضہ کا اور اجنبی کے واسطے ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا اور اُس کے ہاتھ میں ہزار درم تھے اُس نے بعض مال کتابت کے ادا کر دیے پھر مر گیا اور کچھ مال اُس کے پاس نہیں ہو تو وہ آزاد مر اور ان ہزار میں سے دو تہائی مولیٰ کو اور ایک تہائی اجنبی کو دیے جاوینگے اور اگر یہ ہزار درم مولیٰ کو قرضہ میں دیے یا نہ دیے انکو چھوڑ کر مر گیا تو اجنبی کو لینے کیونکہ کتابت جب مر جاوے اور کوئی مال ادا سے کتابت کے لائق نہ چھوڑے تو بسبب خبر کے کتابت فسخ ہو جاتی ہے پس غلام رہ گیا اور مولیٰ کا اپنے غلام پر کچھ قرضہ نہیں ہوتا ہے پس حق مولیٰ باطل ہوا یہ محیط خسی میں ہے اور اگر کتابت نے کوئی بیٹا چھوڑا جو حال کتابت میں پیدا ہوا ہے تو یہ ہزار درم اجنبی لے لیگا اور مولیٰ اپنے قرضہ اور مال کتابت کی واسطے اُس کے بیٹے کا دامنگیر ہوگا اور اگر کتابت نے یہ ہزار درم اپنے مولیٰ کو اُس کے قرضہ مقربہ میں قبل موت کے ادا کر دیے پھر مر اور ایک بیٹا چھوڑا جو حالت کتابت میں پیدا ہوا ہے تو بھی اجنبی یہ ہزار درم مولیٰ سے لیگا اور مولیٰ اپنے قرضہ اور مال کتابت کے واسطے اُس کے بیٹے کا دامنگیر ہوگا اور جب مولیٰ کو اُس کے بیٹے نے قرضہ اور مال کتابت ادا کر دیا تو جو حکم اجنبی کے واسطے ہو چکا وہ نہ ٹوٹے گا اگرچہ دونوں قرضہ اس وقت قوت میں برابر ہو گئے ہوں یہ محیط میں ہے ایک شخص نے اپنے غلام کو ہزار درم پر کتابت کیا اور وہ غلام اس وقت صحیح تھا اور زید اجنبی نے اُس کو ہزار درم اس کی صحت میں قرض دیے پھر کتابت بیمار ہوا پس مولیٰ نے اُس کو گواہوں کے سامنے ہزار درم قرض دیے وہ اُس کے پاس سے چوری کیے اور اُس کے پاس ہزار درم تھے اُس نے مولیٰ کا قرض ادا کر دیا پھر مر گیا تو مولیٰ ان درم کا حقدار زیادہ ہے وہی لیگا اگرچہ کتابت نے کچھ اور مال نہ چھوڑا ہو یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری میں ہے ایک مکاتب کا اپنے مولیٰ پر حالت صحت کا قرض تھا اُس نے اپنے مرض میں اقرار کیا کہ جو کچھ میرا مولیٰ پر تھا میں نے وصول کیا یا ہو اور اب یہ حالت صحت کے قرضہ میں اُس نے مرض میں اُنکا اقرار کیا پھر مر گیا اور کچھ مال

ملہ قرضہ بھائی اور عورت اگر باقی کی جو بھائی دیا جائیگا لیکن اگر اپنے حق میں جو بھائی باقی لینے پر راضی ہو تو لے سکتی ہے اور باقی بھائی کو ملیگا اور اگر اس کی عدت گزرنے کے بعد مر تو مطلقہ کے حق کے واسطے کپڑا فروخت کر دیا جائے گا لیکن اگر اپنے حق میں کپڑا دینا پسند کرے تو لے لے اور موصی لہ کو کچھ نہ ملیگا اور اگر باوجود اسکے اجنبی کے واسطے قرضہ کا اقرار کیا ہو اور باقی مسئلہ بحال رہے پس اگر عورت کی عدت گزرنے کے بعد مر تو عورت اس اجنبی کے ساتھ ترکہ میت میں حصہ دار ہو کر دو تون اپنا اپنا دین پورا کر لینے پھر اگر کچھ بچ رہا تو اس کی تہائی موصی لہ کو ملیگی اور باقی بھائی کا ہوگا اور اگر اس کی عدت گزرنے سے پہلے مر گیا تو پہلے اجنبی کا دین ادا کیا جائیگا پھر اگر بچ رہا تو اس کی تہائی موصی لہ کو پھر باقی کی جو بھائی اور عورت مطلقہ کے واسطے جس قدر اقرار کیا ہو دونوں میں سے جو کم ہو وہ عورت کو دیا جائے گا اور باقی بھائی کو ملیگا یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری میں ہے اپنے غلام کو ہزار درم پر کتاب کیا پھر اُسے اپنے مرض میں مولیٰ کے واسطے ہزار درم قرضہ کا اور اجنبی کے واسطے ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا اور اُس کے ہاتھ میں ہزار درم تھے اُس نے بعض مال کتابت کے ادا کر دیے پھر مر گیا اور کچھ مال اُس کے پاس نہیں ہو تو وہ آزاد مر اور ان ہزار میں سے دو تہائی مولیٰ کو اور ایک تہائی اجنبی کو دیے جاوینگے اور اگر یہ ہزار درم مولیٰ کو قرضہ میں دیے یا نہ دیے انکو چھوڑ کر مر گیا تو اجنبی کو لینے کیونکہ کتابت جب مر جاوے اور کوئی مال ادا سے کتابت کے لائق نہ چھوڑے تو بسبب خبر کے کتابت فسخ ہو جاتی ہے پس غلام رہ گیا اور مولیٰ کا اپنے غلام پر کچھ قرضہ نہیں ہوتا ہے پس حق مولیٰ باطل ہوا یہ محیط خسی میں ہے اور اگر کتابت نے کوئی بیٹا چھوڑا جو حال کتابت میں پیدا ہوا ہے تو یہ ہزار درم اجنبی لے لیگا اور مولیٰ اپنے قرضہ اور مال کتابت کی واسطے اُس کے بیٹے کا دامنگیر ہوگا اور اگر کتابت نے یہ ہزار درم اپنے مولیٰ کو اُس کے قرضہ مقربہ میں قبل موت کے ادا کر دیے پھر مر اور ایک بیٹا چھوڑا جو حالت کتابت میں پیدا ہوا ہے تو بھی اجنبی یہ ہزار درم مولیٰ سے لیگا اور مولیٰ اپنے قرضہ اور مال کتابت کے واسطے اُس کے بیٹے کا دامنگیر ہوگا اور جب مولیٰ کو اُس کے بیٹے نے قرضہ اور مال کتابت ادا کر دیا تو جو حکم اجنبی کے واسطے ہو چکا وہ نہ ٹوٹے گا اگرچہ دونوں قرضہ اس وقت قوت میں برابر ہو گئے ہوں یہ محیط میں ہے ایک شخص نے اپنے غلام کو ہزار درم پر کتابت کیا اور وہ غلام اس وقت صحیح تھا اور زید اجنبی نے اُس کو ہزار درم اس کی صحت میں قرض دیے پھر کتابت بیمار ہوا پس مولیٰ نے اُس کو گواہوں کے سامنے ہزار درم قرض دیے وہ اُس کے پاس سے چوری کیے اور اُس کے پاس ہزار درم تھے اُس نے مولیٰ کا قرض ادا کر دیا پھر مر گیا تو مولیٰ ان درم کا حقدار زیادہ ہے وہی لیگا اگرچہ کتابت نے کچھ اور مال نہ چھوڑا ہو یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری میں ہے ایک مکاتب کا اپنے مولیٰ پر حالت صحت کا قرض تھا اُس نے اپنے مرض میں اقرار کیا کہ جو کچھ میرا مولیٰ پر تھا میں نے وصول کیا یا ہو اور اب یہ حالت صحت کے قرضہ میں اُس نے مرض میں اُنکا اقرار کیا پھر مر گیا اور کچھ مال

نہ چھوڑا تو اُسکے اقرار کی تصدیق نہ کی جاوے گی جو مولیٰ کے واسطے کیا ہو یہ محیط میں ہے۔ مکاتب مرض نے اجنبی کے لیے ہزار درم کا اقرار کیا پھر مرگیا اور ہزار درم چھوڑے اور مال کتابت اُسپر تو اجنبی مال کتابت سے مقدم ہے یہ محیط خرسی میں ہے۔ اگر اپنے مرض میں مولیٰ کی واسطے ہزار قرض کا اور ایسا ہی اجنبی کی واسطے اقرار کیا یا پہلے اجنبی کی واسطے پھر مولیٰ کے واسطے اقرار کیا پھر مرگیا اور ہزار درم چھوڑے تو پہلے اجنبی کو دیا جائیگا پھر باقی ہزار درم مولیٰ مال کتابت میں لیگا اور مکاتب آزاد ہو گیا اور جو اُسکے حیات کا آخر جز تھا اس میں آزاد ہونیکا حکم دیا جائیگا اور جو ہزار درم مولیٰ کی واسطے بطریق قرض کے اقرار کیے ہیں وہ باطل ہو گئے اور اگر دوسرے کچھ زیادہ چھوڑے تو باقی مولیٰ اپنے قرضہ میں لیگا بشرطیکہ مولیٰ اُسکا وارث نہ ہو مثلاً مکاتب کا کوئی عصبہ موجود ہو اور اگر مولیٰ اُسکا وارث ہو تو اُسکے حق میں اقرار باطل ہے اور زیادتی مولیٰ اور قرضخواہ کے درمیان تقسیم ہوگی اگر کوئی قرضخواہ ہو اور اگر نہ ہو تو مولیٰ کو عصبہ ہونے کی وجہ سے ملے گی یہ تحریر شرح جامع کبیر حصہ ہی میں ہے اور اگر مکاتب کے پاس جہدم بہار ہو یا سو دینار ہوں اور اُسے اقرار کیا کہ یہ میرے پاس میرے مولیٰ کے دلالت ہے پھر کسی اجنبی کی واسطے ہزار درم قرض کا اپنے اوپر اقرار کیا پھر مرگیا پھر ہزار درم اور وہ سو دینار جو اپنے مولیٰ کی واسطے اقرار کیا ہے نہ کہ چھوڑا تو پہلے اجنبی کا ترکہ ادا کرنا شروع کیا جائیگا پس ہزار درم اُسکو دیدیے جائیگے پھر دینار فروخت کر کے اولاً بدل کتابت ادا کیا جائیگا پھر اگر کچھ بچا تو یہ مال اقرار کی وجہ سے مولیٰ کو دیا جائیگا و لیکن اگر مولیٰ اُسکے وارثوں میں سے ہو یعنی سواے مولیٰ کے اُسکا کوئی وارث بھی ہو تو اس صورت میں بچا ہوا مال میراث کے طور پر دیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اگر اپنے غلام کو ہزار درم پر مکاتب کیا اور مولیٰ نے اُسکی صحت میں اُسکو ہزار درم قرض دیے پھر مکاتب مرگیا اور ہزار درم و آزادہ عورت سے آزاد اولاد چھوڑی تو مولیٰ کے نام ہزار درم کتابت کی ڈگری ہوگی اور غلام کی آزادی کی ڈگری کجاوے گی اور اُس کی اولاد کی ولاء اُس کی ولاء کے ساتھ ملانی جاوے گی پھر اگر مولیٰ نے کہا کہ میں یہ ہزار درم قرض میں رکھتا ہوں یا قرض و بدل کتابت میں رکھتا ہوں تو اُسکی بات پر التفات نہ کیا جائیگا اور اگر مکاتب نے ہزار درم سے زیادہ چھوڑے تو مولیٰ ہزار درم کتابت میں لیگا اور بڑھتی کو اُس قرض میں لے لیگا جسکا اُسے اقرار کیا ہے پھر اگر قرض دیکھ بھی کچھ بچا تو وہ اُسکی آزاد اولاد میں تقسیم ہوگا یہ تحریر شرح جامع کبیر حصہ ہی میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے غلام کو ہزار درم پر مکاتب کیا اور اُسکے دو بیٹے آزاد ہیں اُسے ایک کے واسطے ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا اور ہزار درم کا مولیٰ کے واسطے اقرار کیا اور دو ہزار درم چھوڑ کر مرگیا تو دونوں ہزار مولیٰ لے لیگا اور اگر دوسرے کم چھوڑے تو پہلے بیٹے کے قرضہ دینے سے شروع کیا جائیگا یہ محیط خرسی میں ہے۔ اگر مرض نے اپنے ایسے مرض میں جس میں وہ مرگیا معین ہزار درم کا اقرار کیا کہ یہ میرے پاس لفظ میں پھر مرگیا اور کچھ مال اُسکے پاس سواے اُسکے تین نکلا پس اگر وارثوں نے اُسکے قول کی تصدیق کی تو یہ مال میراث نہ ہوگا کہ باہم تقسیم کر لیں بلکہ اُسکو صدقہ کر دینگے اور اگر وارثوں نے اُسکی تکذیب کی تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک تہائی میں اقرار صحیح ہے وہ صدقہ کر دیا جائیگا اور دو تہائی میں صحیح نہیں ہے پس ہزار کی دو تہائی وارثوں کو میراث تقسیم ہوگی اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اقرار مرض صحیح نہیں ہے پس کل میراث میں تقسیم ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک شخص مرگیا اور اُسکے تین بیٹے ہیں اُسکے ایک ہزار درم قرض ہیں پس مرض نے حالت مرض میں اُسکے وصول پانچکا اقرار کیا اور بیٹے قرضدار نے تصدیق کی اور اُسکے ایک بھائی نے تصدیق کی اور تیسرے نے انکار کیا تو قرضدار دو تہائی



سے بری ہو گیا ایک تہائی اپنا حصہ اور تہائی مصدق کا حصہ اور باقی ایک تہائی منکر کو دینا پڑیگی اور اگر میت نے دوسرے ہزار درم بھی چھوڑے ہوں اور باہم تین حصہ کر کے انھوں نے تقسیم کیے تو اُسین سے ایک تہائی منکر کو بیگی اور باقی دو تہائی جو مصدق و قرضہ اس کے باقی ہیں اُسین سے قرضہ دینا ایک تہائی اپنے قرض ادا کی بابت جس کا منکر نے انکار کیا ہو لے گا اور باقی ایک تہائی مصدق اور قرضہ اس کے درمیان برابر تقسیم ہوگی۔ اور اگر میت نے اپنے مرض میں اقرار کیا کہ میں نے اپنا غلام مثل قیمت پر اپنے فلان بیٹے کے ہاتھ فروخت کیا اور حالیکہ میں ابھی تھا اور اس کا من و حصول کے اپنی حاجت ذاتی میں صرف کیا اور غلام اس کے سپرد کر دیا پھر اس نے مجھے ودیعت رکھنے کو دیا ہو پھر مر گیا اور مقررہ بیٹے نے اس کی تصدیق کی اور اس کے ایک بھائی نے تصدیق کی اور تیسرے نے تلمذ ب کی تو تہائی غلام کی بیع باطل ہوگی یہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ہے اور دو تہائی کی بیع صحیح ہے اور مشتری کو خیار ہوگا اگر اس نے بیع تمام کر دی تو دو تہائی لے لوے اور ایک تہائی من اپنے اور مصدق کے حصہ میں سے ترکہ میں سے پھر لے اور اگر فسخ کر دی تو غلام تینوں کو تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگا اور مقررہ اپنا تمام من اپنے اور مصدق کے حصہ میں سے غلام و دوسرے مال سے وصول کر لے گا بشرطیکہ میت کا کچھ اور مال ہو اور صاحبین کے نزدیک بیع نہ ٹوٹے گی و لیکن تہائی من پھر لے گا کافی میں ہے۔ اور اگر بیع میں مجاہدہ واقع ہوئی مثلاً غلام کی قیمت دہنہ رتھی ادرہ لیں نے اقرار کیا کہ میں نے اس لڑکے کے ہاتھ ہزار درم کو اپنی صحت میں بیچا ہے اور باقی مسئلہ بحال ہے تو بقیہ اس قول امام اعظم رحمہ اللہ کے یہ صورت اور صورت اولیٰ یکسان ہے و لیکن صاحبین کے نزدیک مجاہدہ وصیت ہے اور وصیت کسی وارث کے حق میں بددن اجازت باقی وارثوں کے جائز نہیں ہوتی ہے اور جب اس صورت میں منکر بیٹے کی طرف سے اجازت نہ پائی گئی تو غلام اس بیٹے مشتری کو بوجہ اس من کے جس کی باہم تصدیق کی ہو نہ دیا جائیگا پس اس کو خیار ہوگا چاہے بیع فسخ کر دے یا تمام کرے پس اگر تمام کرنا اختیار کیا تو تلمذ ب کرنے والے لڑکے کے حصہ میں من کو پوری قیمت تک بڑھاوے اس واسطے کہ اس کے حق میں وصیت نہیں جاری ہوگی بلکہ رد ہوگی پس مشتری دہنہ رتھی تہائی منکر کے واسطے ڈانڈ دیکھا ادرہ اُسین سے حصہ مجاہدہ اور ادرہ حصہ من ہوگی پھر مشتری نے جس قدر ڈانڈ دیا ہو اس کا ادرہ یعنی ہزار کی تہائی اپنے اور مصدق کے حصہ میں سے ایک ہزار ترکہ سے واپس لیگا اور اگر عقد فسخ کیا تو غلام تینوں بیٹوں میں تین حصہ برابر ہو کر تقسیم ہوگا پھر مشتری اپنا تمام من اپنے اور مصدق کے حصہ میں سے پورا کر لے گا پھر اگر مشتری نے یوں کہا کہ میں فقط منکر کے حصہ کی بیع توڑتا ہوں تو اس کو یہ اختیار ہے اور اگر منکر کے حصہ کی بیع توڑ دی تو تہائی من اپنے حصہ اور مصدق کے حصہ میں سے واپس لیگا یہ محیط میں ہے

**ساتواں باب**۔ مورت کے مرنے کے بعد وارث کے اقرار کے بیان میں۔ ایک شخص مر گیا اور ہزار درم اور ایک بیٹا چھوڑا پس لڑکے نے کلام موصول میں بیان کیا کہ اس زید کے میرے باپ پر ہزار درم اور اس عمر کے ہزار درم ہیں تو ہزار درم ترکہ کے دونوں کو برابر تقسیم ہونگے اور اگر زید کے واسطے پہلے اقرار کیا پھر خاموش ہو رہا پھر عمر کے واسطے اقرار کیا تو زید ہزار درم کا زیادہ حقدار ہے یعنی اسی کو یہ ترکہ لے گا پھر اگر یہ ہزار درم زید کو یکم قاضی دیے تو عمر کے واسطے کچھ ضامن نہ ہوگا۔ اور اگر بدون حکم قاضی ویدے تو عمر کے واسطے پانچ سو درم کا ضامن ہوگا اور اگر کلام موصول میں یوں اقرار کیا کہ زید کے میرے باپ پلاس یہ ہزار درم ودیعت تھے اور عمر کے اُس ہزار درم دین میں تو زید کو یہ مقررہ درم ملینگے وہ مقدم ہے اور اگر

لے شخص انکار کند ۱۱ صدق تصدیق کرے والا شخص ۱۲



یوں کہا کہ عمر کے میرے باپ پر ہزار درم ہیں اور یہ ہزار درم اُسی کے پاس زید کی ودیعت ہیں تو دونوں باہم حصہ بانٹ کر لینے کے یہ ميسوط میں ہے۔ اور اگر وارث سے زید نے کہا کہ یہ ہزار درم ترکہ کے میرے تیرے باپ کے پاس ودیعت تھے اور عمر نے کہا میرا تیرے باپ پر ہزار درم دین ہو پس وارث نے کہا کہ تم دونوں اس قول میں سچے ہو یعنی اُسے دونوں کے واسطے اقرار کیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ دونوں اقرار صحیح ہیں اور ہزار درم دونوں میں برابر تقسیم ہونگے اور صاحبین رحمہ نے فرمایا کہ پورے ہزار درم ودیعت والے کو ملیں گے اور عمر کے واسطے اقرار صحیح نہیں ہے کذا فی المحیط اور اگر کہا کہ زید کے میرے باپ پر ہزار درم دین ہیں اور حکم قاضی زید کو ہزار درم دیدیے پھر عمر کے واسطے دوسرے ہزار درم اپنے باپ پر ہونیکا اقرار کیا تو امام محمد رحمہ کے نزدیک اُسکے واسطے کچھ اس میں سے ضامن نہ ہوگا اور اگر پہلے کو ہزار درم بدون حکم قاضی دیدیے تو دوسرے کی واسطے پانچ سو درم کا ضامن نہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ میرے باپ پر ہزار درم ہیں نہیں بلکہ عمر کے ہیں پھر حکم قاضی زید کو ہزار درم دیدیے تو دوسرے کے واسطے کچھ ضامن نہ ہوگا اور اگر بدون حکم قاضی دیدیے تو عمر کے واسطے اُسکے مثل ہزار درم کا ضامن نہ ہوگا یہ محیط حنفی میں ہے۔ اگر ایک شخص مریا اور دینیہ اور دو ہزار درم چھوڑے پس ہر ایک نے ایک ہزار درم لے لیا پھر زید نے دونوں کے باپ پر ہزار درم کا دعویٰ کیا اور عمر نے بھی ہزار درم کا دعویٰ کیا پھر دونوں نے ایک کی واسطے خاص اقرار کر دیا اور نقطہ ایک نے دوسرے کے واسطے اقرار کیا اور یہ دونوں اقرار معاً واقع ہوئے پس جبکہ واسطے اقرار پر دونوں نے اتفاق کیا ہے وہ ہر ایک سے پانچ سو درم لے لیا اور دوسرا اس شخص سے جس نے اُسکے واسطے اقرار کیا ہے باقی جو کچھ اُسکے قبضہ میں ترکہ رہا ہے یعنی پانچ سو درم لے لیا اور اگر دونوں نے ان دونوں سے کچھ نہ لیا یا نہ لیا کہ جس کے واسطے دونوں نے اقرار کیا تھا وہ غائب ہو گیا اور جس کے واسطے ایک نے اقرار کیا وہ حاضر ہوا اور اس کو حاکم کے پاس لایا اور کہا کہ میرے اس کے باپ میت پر ہزار درم ہیں اور اسے اقرار کیا ہے پس وارث نے اُس کی تصدیق کی اور قاضی کو یہ بھی خبر دی کہ میں نے دوسرے مدعی کے واسطے بھی اقرار کیا ہے تو قاضی اُس پر پورے ہزار کی ڈگری کرے گا پھر اگر دوسرا آیا اور اُس نے دوسرے بھائی کو قاضی کے سامنے پیش کیا تو اُس پر بھی پورے ہزار کی ڈگری کیجیو گے اور کوئی بھائی دوسرے بھائی سے کچھ نہیں واپس لے سکتا ہے۔ اسی طرح اگر میراث دینا رہوں یا کوئی کیلی یا وزنی چیز ہو اور دین بھی اُسی کے مثل ہو تو بھی یہی حکم ہوگا کذا فی الاحادی۔ زید مر گیا اور اُسکے دو بیٹے چھوٹا عمر و اور بڑا خالد باقی رہے اور اسے دو غلام چھوڑے دونوں نے ایک ایک تقسیم کر لیا اور وہ دونوں غلام ہزار ہزار درم کے تھے پھر دونوں نے اقرار کیا کہ ہمارے باپ نے اپنی صحت میں یہ غلام جو عمر کے پاس ہے آزاد کیا تھا اور خالد نے اپنے مقبوضہ غلام کے نسبت بھی ایسا ہی اقرار کیا اور دونوں اقرار معاً واقع ہوئے تو غلام دونوں آزاد ہیں اور خالد عمر کو اپنے غلام کی ادھی قیمت کی ضمان دے اور ایسا ہی حکم ودیعت میں ہے اور اگر دونوں نے ایک کی نسبت شعیب کی ودیعت ہونے کا اور نقطہ ایک نے دوسرے کی نسبت بکر کی ودیعت ہونے کا اقرار کیا تو یہ صورت اور عتق کی صورت یکساں ہے اور اگر ترکہ دہزار درم ہو اور ہر ایک نے ایک ایک ہزار لیا پھر ایک نے ایک شخص کے واسطے پانچ سو درم قرض کا اقرار کیا کہ میرے باپ پر تھا اور قاضی نے اُس پر پانچ سو کی ڈگری کر دی پھر دونوں نے ایک دوسرے شخص کے واسطے ہزار درم قرض کا اپنے باپ پر اقرار کیا تو ہزار کی دونوں

تین تہائی ہو کر ڈگری ہوگی۔ اور اگر اول نے ہزار کا اقرار کیا اور حکم قاضی قرض خواہ کو دیدے پھر دونوں نے دوسرے کی واسطے ایک ہزار کا اقرار کیا تو ہزار درم منکر کے قبضہ میں ہے اُنکے دینے کا حکم کیا جائے گا اور پہلا مقرر کچھ ضامن نہ ہوگا۔ اور اگر دونوں نے اولاً سو درم دین کا اقرار کیا پھر ایک نے دوسرے قرض خواہ کے واسطے دوسرے سو درم کا اقرار کیا تو پہلے سو درم دونوں پر آدھے آدھے پڑینگے اور اگر متفق علیہ قرض خواہ نے ایک ہی سے سو درم لیے تو وہ دوسرے سے اُسکے نصف لے لیگا اور اگر ایک نے پہلے کسی کی واسطے سو درم کا اقرار کیا پھر دونوں نے دوسرے کی واسطے سو درم کا اقرار کیا تو پہلا مقرر اپنے مقرر سے سو درم اُسکے مقبوضہ ترکہ سے لے لیگا اور جس سو درم پر دونوں نے یا اتفاق اقرار کیا ہو وہ دونوں کے مال سے لیا جائیگا اور انیس حصوں میں تقسیم ہوگا اور اگر قرض خواہ نے ایک ہی سے سو درم لیے لیے تو وہ دوسرے بھائی سے بقدر اُسکے حصہ کے لے لیگا۔ اسی طرح اگر دونوں اقرار کیا واقع ہوئے تو جسے سو درم کا اقرار کیا ہو وہ اُسی کے حصہ میں سے خاصہ لیے جائینگے اور جبہ دونوں نے اتفاق کیا ہو وہ انیس حصہ ہو کر دونوں سے لیا جائے گا یہ بسو طامین ہے۔ ایک شخص نے تین بیٹے زید و عمرو و بکر چھوڑے اور تین ہزار درم ترکہ چھوڑا اُسکو سب نے بانٹ لیا پھر خالد نے اُنکے باپ پر تین ہزار درم کا دعویٰ کیا اور زید نے سب کے دعویٰ میں تصدیق کی اور عمرو نے دو ہزار میں تصدیق کی اور بکر نے ایک ہزار میں تصدیق کی تو خالد ایک ہزار تینوں سے تین تہائی کر کے لے لیگا اور زید و عمرو سے ایک ہزار آدھا آدھا کر کے لے لیگا اور پھر زید سے جو کچھ اُسکے پاس باقی ہے وہ لے لیگا یہ امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ہو اور امام محمد رحمہ کے نزدیک زید سے ہزار درم اور عمرو سے ہزار درم اور بکر سے تہائی ہزار لے لیگا اور یہ حکم اُسوقت ہو کہ تینوں بیٹے اُسکو ایک بار گلی مل گئے ہوں اور اگر متفرق ملے ہوں پس اگر بکر سے پہلے ملا تو اُس سے ہزار درم لے لیگا پھر اگر اُسکے بعد عمرو سے ملا تو اُس سے ہزار درم مقبوضہ لے لیگا ایسے ہی اگر زید سے اُسکے بعد ملا تو جو کچھ اُسے پایا ہو سب اُس سے لے لیگا۔ اور کتاب میں یہ مذکور نہیں ہے کہ آیا عمرو و بکر مقرر سے یعنی خالد سے کچھ واپس لینگے یا نہیں اور مشائخ نے فرمایا کہ واجب ہے کہ بکر اُس سے دو تہائی ہزار درم واپس کرے باتفاق صاحبین کے و لیکن عمرو و امام محمد رحمہ کے نزدیک کچھ واپس نہ کرے گا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک چھٹا حصہ ہزار کا واپس لیگا یہ حکم اُسوقت ہو کہ خالد پہلے بکر سے ملا ہو اور اگر پہلے زید سے ملا تو اُس سے ہزار درم لے لیگا پھر عمرو سے ملا تو اُس سے ہزار درم لے لیگا اور پھر بکر سے ملا تو اُسکے مقبوضہ سے تہائی لے لیگا بشرطیکہ بکر اسکا مقرر ہو کہ میرے دونوں بھائیوں نے خالد کی واسطے ہزار سے زیادہ کا اقرار کیا ہو اور اگر اس زیادتی کے اقرار سے منکر ہو تو خالد اُس سے کچھ نہیں لے سکتا اور اگر زید بکر سے کچھ نہیں واپس کر سکتا ہو اور ایسا ہی اوسط بھی اور یہ امام محمد رحمہ کے نزدیک ہے اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک چھٹا حصہ ہزار زیادتی کو واپس لے سکتا ہے اور بکر قرض خواہ سے چھٹا حصہ ہزار واپس کر لیگا۔ اور اگر اولاً عمرو سے ملا تو ہزار اُس سے لے لیگا پھر اگر بکر سے اُسکے بعد ملا تو اُسکا وہی حکم ہے جو سابق میں مذکور ہوا یعنی اُس سے لے سکتا ہو بشرطیکہ وہ مقرر ہو کہ دونوں بھائیوں نے ہزار سے زیادہ کا اقرار کیا ہو ورنہ نہیں لے سکتا ہو پھر اگر اول کے بعد زید سے ملا تو اُسکے ہزار درم مقبوضہ لے سکتا ہے یہ حیث خسری میں ہے۔ ایک شخص مر گیا اور دو بیٹے چھوڑے کہ اُنکے سوا اُسکا کوئی وارث نہیں ہو اور زید پر ایک ہزار درم قرض چھوڑ گیا پس زید نے کہا کہ میت نے مجھے اپنی زندگی میں پانچ سو درم وصول کر لیے تھے اور ایک بیٹے نے اُسکی تصدیق کی اور اُسکا نام

لے تو متفق علیہ ترجمہ علیہ السلام کتاب الاقرار باب ہفتم اقرار وارث

خالد ہی اور دوسرے نے عمر کی تصدیق نہ کی تو عمر کو اختیار ہو کہ زید سے باقی پانچ سو درم وصول کرے اور خالد اس سے کچھ نہیں لے سکتا ہی اور اگر زید نے پورے ہزار درم کا دعویٰ کیا کہ میت نے مجھے وصول کر لیے تھے اور خالد نے تصدیق اور عمر نے تکذیب کی تو بھی عمر و اس سے پانچ سو درم لے سکتا ہی اور خالد زید سے کچھ نہیں لے سکتا ہی و لیکن زید کو اختیار ہو کہ عمر سے قسم لے کہ والدین نہیں جانتا ہوں کہ میرے باپ نے مجھے ہزار درم وصول کر لیے تھے پس اگر عمر نے قسم کھالی اور پانچ سو درم زید سے لے لیے اور میت نے سوائے اُن ہزار درم دین کے اور ایک ہزار درم چھوڑے ہیں اور یہ درم دونوں بیٹوں نے یا ہم تقسیم کر لیے تو زید کو اختیار ہو کہ خالد سے جس نے اس کی تصدیق کی ہو اس کے درم کے پانچ سو درم واپس کرے یہ جیٹا میں ہو۔ اگر ایک شخص مر گیا اور ایک بیٹا زید نام اور ہزار درم چھوڑے پس ایک شخص عمر نے میت پر ہزار درم قرضہ کا دعویٰ کیا اور زید نے تصدیق کر کے خواہ حکم قاضی یا بدون حکم قاضی کے ہزار درم اُس کو دیے پھر ایک شخص خالد نے میت پر ہزار درم قرضہ کا دعویٰ کیا اور زید نے اُس کی تکذیب کی مگر پہلے قرضہ خواہ عمر نے اس کی تصدیق کی اور خالد نے عمر کے قرضہ سے انکار کیا تو اس کے انکار پر التفات نہ کیا جائیگا اور دونوں قرضہ خواہ ہزار درم قرضہ کے باہم برابر تقسیم کر لیں اور اسی طرح اگر دوسرے قرضہ خواہ نے تیسرے قرضہ خواہ کی تصدیق کی تو تیسرا قرضہ خواہ دوسرے کے مقبوضہ سے آدھا بانٹ لیگا کذا فی الحادی

**اسٹھوان باب** مقررہ اور مقررہ کے درمیان اختلاف واقع ہونے کے بیان میں۔ زید نے عمر سے کہا کہ میں نے تجھے ہزار درم ودیعت کے اور ہزار درم غصب کے لیے ہیں پھر ودیعت ضائع ہو گئی اور وہ ہزار درم غصب کے باقی ہیں اور مقررہ نے کہا کہ میں بلکہ غصب تلف ہو گیا اور ودیعت باقی ہے تو مقررہ کا قول مقبول ہو گا یہ درم مقررہ سے لیگا اور ایک ہزار درم دوسرے ضمان سے لیگا اور اسی طرح اگر مقررہ نے کہا کہ میں بلکہ تو نے دو ہزار درم غصب کیے تھے تو بھی حکم ہی ہو گا اور اگر مقررہ نے کہا کہ تو نے مجھے ایک ہزار درم ودیعت دیے اور میں نے تجھے ایک ہزار درم غصب کر لیے پھر ودیعت تلف ہو گئی اور غصب کے درم باقی رہے اور مقررہ نے کہا کہ میں بلکہ غصب کے تلف ہو گئے ہیں تو مقرر کا قول قبول ہو گا مقررہ اُس سے ہزار درم لے لیگا اور زیادہ کچھ ضمان نہیں لے سکتا ہی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے زید نے عمر سے کہا کہ میں نے تجھے ہزار درم ودیعت لیے وہ تلف ہو گئے اور عمر نے کہا کہ میں بلکہ تو نے غصب کر لیے تھے تو زید ضمان ہو گا کیونکہ اس نے ضمانت کے سبب کا یعنی لینے کا اقرار کیا پھر ایسے امر کا دعویٰ جس سے ضمان سے بری ہو جاوے یعنی لینے کی اجازت کا دعویٰ کیا اور عمر و اس سے منکر ہی اس لیے منکر کا قول قسم سے معتبر ہو گا اور زید پر سبب اس کے اقرار کے ضمان لازم ہو گی و لیکن اگر عمر و قسم سے نکول کرے تو ضمانت لازم نہ ہو گی کیونکہ اقرار اجازت کہ جو افسانہ لازم آئیگا۔ اور اگر کہا کہ تو نے مجھے ہزار درم ودیعت دیے تھے اور وہ تلف ہو گئے اور عمر نے کہا کہ میں بلکہ تو نے غصب کر لیے تھے تو زید ضمان نہ ہو گا کیونکہ اس نے سبب ضمان کا اقرار نہیں کیا ہی بلکہ دینے کا اقرار کیا ہی اور یہ مقررہ یعنی عمر کا فعل ہے موجب ضمان زید پر نہیں ہو گا و لیکن عمر و اُس پر ضمان کا دعویٰ کرتا ہے یعنی غصب کا پس اس صورت میں منکر یعنی زید کا قول قسم سے معتبر ہو گا و لیکن اگر زید اس صورت میں قسم سے نکول کرے تو اُس پر مال لازم آوے گی یہ کافی نہیں ہے۔ ایک شخص نے دو ٹوٹا ایک حیرہ تک دوسرا اُس سے آگے قادیسیہ تک کر لیا اور دونوں کو لاؤ قادیسیہ میں لایا اور وہاں ایک ٹوٹا گیا پس مالک نے کہا کہ وہ مرا ہی جس کو تو نے حیرہ تک کر لیا تھا اور تجھے اس کی ضمان دینی واجب ہے

لے شخص قرار کند ۱۲۰ سالہ وہ شخص جبکہ واسطہ عمر نہ اقرار کیا ۱۱

اور سنا جرتے کہا کہ نہیں بلکہ وہ مرا ہوا جسکو میں نے قادیان تک کراہ کر لیا تھا تو مالک کا قول قبول ہوگا اور سنا جرتے صمان سے گایہ  
تحریر شرح جامع کیر میں ہے۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ میں نے تجھے ہزار درم قرض دیے پھر تجھے لے لیے تو زید پر واجب ہوگا کہ یہ درم  
عمرو کو دیدے یہ تبیین میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے عمرو کو جو ہزار درم قرض دیے تھے وہ اس سے وصول کر کے قبضہ کر لیے  
اور عمرو نے کہا کہ تو نے مجھے یہ مال لیا ہوا حالانکہ تیرا مجھ پر کچھ تھا تو مجھے واپس کر دے تو زید کو واپس کر دینے پر مجبور کیا جائیگا مگر پہلے  
عمرو یہ قسم کھائے کہ زید کا مجھ پر کچھ نہ تھا۔ اسی طرح اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے ہزار درم عمرو سے جو میں نے اسکو ودیعت دیے تھے  
یا ہبہ میں دیے تھے لے لیے پس عمرو نے کہا کہ یہ میرا مال ہے تو نے مجھے لے لیا ہوا تو زید پر واپس کرنا واجب ہوگا یہ بمسوط میں  
ہے۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے تجھے یعنی عمرو سے ہزار درم خالد کی وکالت میں وصول کیے کہ خالد کے تجھے ہزار درم آتے تھے یا تو نے  
خالد کو ہزار درم ہبہ کیے تھے اسنے مجھے تجھے یہ درم وصول کرنے کا دلیل کیا تھا میں نے اسے لیے وصول کر لیے اور یہ درم اسکو  
دیدے تو زید صمان ہوگا یہ عیض میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے اپنے گھر میں اس عمرو کو ہبہ یا تھا پھر اس میں سے نکال دیا  
اور اسنے مجھے میرا گھر دیدیا اور عمرو نے دعوی کیا کہ یہ گھر میرا ہے تو استسنا زید کا قول مقبول ہوگا اور عمرو کو گواہ پیش کرنے  
چاہیے میں یہ امام عظیم رح کے نزدیک ہے اور صاجین رح نے فرمایا کہ عمرو کا قول قبول ہوگا اور یہ قیاس ہے اور علی ہذا الخلاف  
اگر زید نے کہا کہ یہ ٹٹو میرا ہے میں نے عمرو کو عاریت دیا تھا پھر اس سے لیکر قبضہ کر لیا یا یہ کپڑا میرا ہے میں نے اسکو عاریت  
دیا تھا پھر اس سے لیکر قبضہ کیا تو یہ بھی مثل صورت سابق کے ہے۔ اسی طرح اگر زید نے کہا کہ عمرو درزی نے میری یہ قمیص  
نصف درم میں سی ہے اور میں نے اس سے وصول کر لی اور عمرو درزی نے کہا کہ یہ قمیص میری ہے میں نے تجھکو عاریت دی  
ہو تو یہ بھی مثل صورت سابق کے ہے ایسے ہی اگر کوئی کپڑا رنگہ زید کو دیا اور یہ اختلاف واقع ہوا تو بھی ایسی حکم ہے کہ ذانی لمبسط  
اور اگر درزی وغیرہ کے مسئلہ میں یہ نہ کہہا کہ میں نے اس سے وصول کر لی ہے تو بالاتفاق واپس نہ کرے گی یہ عیض خسی میں ہے۔ اور اگر  
یہ بات معروف ہو کہ یہ گھر یا کپڑا یا ٹٹو اسی زید کا ہے اور اسنے کہا کہ میں نے عمرو کو عاریت دیا تھا پھر عمرو سے وصول کر لیا تو زید  
اسی کا قول قبول ہوگا یہ بمسوط میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے عمرو کے گھر میں اپنا کپڑا رکھ دیا پھر اسکو لے لیا تو امام عظیم رح کے نزدیک  
ضامن نہ ہوگا اور صاجین رح کے نزدیک ضامن ہوگا یہ عیض خسی میں ہے۔ اگر درزی نے کہا کہ یہ کپڑا زید کا ہے مجھے عمرو نے دیا ہے  
پھر دونوں نے اسکا دعوی کیا تو پہلے مقرر یعنی زید کا ہوگا اور امام عظیم رح کے نزدیک عمرو کے واسطے کچھ ضامن نہ ہوگا اور  
صاجین رح کے نزدیک ضامن ہوگا یہ عیض خسی میں ہے۔ زید نے عمرو سے کہا کہ میں نے تجھے یہ کپڑا عاریت لیا ہے اور عمرو نے  
کہا کہ تو نے مجھے بیٹا لیا ہے۔ تو زید کا قول قبول ہوگا اور یہ اس وقت ہے کہ اسنے پناہ مانگا اور اگر بہن لیا ہے اور تلف ہو گیا تو  
ضامن ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ زید نے عمرو سے کہا کہ میں نے تجھے یہ درام ودیعت دیے ہیں اور عمرو نے کہا کہ تو نے مجھے قرض  
لیے ہیں تو زید کا قول مقبول ہوگا کہ ذانی خزانہ المفتین اور اگر زید نے کہا کہ تو نے مجھے ہزار درم قرض دیے ہیں اور عمرو نے  
کہا کہ تو نے مجھے غصب کر لیے ہیں تو زید ان درم کا ضامن ہوگا لیکن اگر وہ درم بعینہ قائم ہوں تو عمرو انکو لے سکتا  
ہے کہ ذانی احادی۔ زید نے عمرو سے کہا کہ یہ ٹٹو جو میرے ہاتھ میں ہے تو نے مجھے عاریت دیا ہے اور عمرو نے کہا کہ میں نے تجھے عاریت  
نہیں دیا ہے بلکہ تو نے مجھے غصب کر لیا ہے پس اگر زید نے اس پر سواری نہیں لی تو اسی کا قول مقبول ہوگا اور ضامن ہوگا

لے اجارہ لینے والا شخص ۱۲۔ قوم ضامن یعنی حکیم و منکر مکر مظلوم کے ۱۳۔ ۱۲۔ ۱۱۔ ۱۰۔ ۹۔ ۸۔ ۷۔ ۶۔ ۵۔ ۴۔ ۳۔ ۲۔ ۱۔

اور اگر سواری لی ہو تو اسی کا قول قبول ولیکن وہ ضامن ہوگا۔ اسی طرح اگر کہا کہ تو نے اسکو عاریتہ میرے سپرد کیا ہے یا اسکو عاریتہ عطا کیا ہے تو بھی اسپر ضامن نہیں ہو اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگر زید نے کہا کہ میں نے تجھے عاریتہ لیا ہے اور عمرو نے انکار کیا تو زید ضامن ہوگا یہ محیط میں ہے۔ زید نے عمرو سے کہا کہ میں نے تجھے ہزار درم غصب کیے اور اس میں دس ہزار درم کا نفع اٹھایا اور عمرو نے کہا کہ میں نے تجھے اسکا خود حکم کیا تھا تو عمرو کا قول قبول ہوگا اور اگر عمرو نے کہا کہ میں نے ہزار درم غصب کیے ہیں تو زید کا قول قبول ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ زید نے عمرو سے کہا کہ یہ تیرے ہزار درم میرے پاس ودیعت ہیں عمرو نے کہا کہ ودیعت نہیں ہیں میرے بچہ ہزار درم قرض یا شن بیع کے ہیں پھر زید نے دین ودیعت سے انکار کیا اور عمرو نے چاہا کہ میں جس دین کا دعویٰ کرتا ہوں اس کے ادا میں ودیعت کے ہزار درم سے لون تو یہ اختیار اسکو نہو سکا کیونکہ پہلا اقرار ودیعت بسبب عمرو کے رد کرنے کے باطل ہو گیا اور اگر عمرو نے کہا کہ ودیعت نہیں ہیں ولیکن میں نے تجھے ہی ہزار درم بعینہ قرض دیے تھے اور زید نے قرض سے انکار کیا تو عمرو بعینہ ہی ہزار درم سے سکتا ہے ولیکن اگر زید نے اس کے قرض دینے کی تصدیق کی تو عمرو کو بعینہ ہی ہزار درم لینے کا اختیار نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر زید نے ہزار درم قرض یا غصب کا اقرار کیا اور عمرو نے شن ہوئے کا دعویٰ کیا یا شن غلام یا باندی ہونے کا دعویٰ کیا تو زید پر دینا واجب ہو گا کذا فی الکافی۔ اگر زید نے کہا کہ مجھے عمرو کے ہزار درم شن متاع کے ہیں اور عمرو نے کہا کہ میرے اسپر ہزار درم شن متاع کے ہرگز کبھی نہیں ہیں ولیکن میرے اسپر ہزار درم قرض کے ہیں تو اسکو ہزار درم ملینگے اور اگر یہ کہہ کر میرے بھائی شن شن متاع کے ہزار درم نہیں ہیں چپ ہو رہا پھر دعویٰ کیا کہ ہزار درم قرض کے ہیں تو تصدیق نہ کیا وگئی یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ عمرو کے مجھے ہزار درم ایک متاع کے شن کے ہیں کہ اسے میرے ہاتھ فروخت کی تھی ولیکن میں نے اسپر قبضہ نہیں کیا تو امام عظمیٰ کے نزدیک اسکی تصدیق نہ کیا وگئی خواہ اسے اپنا یہ قول کہ ولیکن میں نے اسپر قبضہ نہیں کیا ملا کر کہا ہو یا جدا کر کے بیان کیا ہو خواہ عمرو اس کے سبب کے بارہ میں یعنی بیع میں تصدیق کرے یا تکذیب کرے اور صاحبین رحمہ نے فرمایا اگر ملا کر بیان کیا تو تصدیق کیا وگئی خواہ عمرو نے بیع واقع ہونے میں اسکی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو اور اگر جدا کر کے بیان کیا پس اگر عمرو نے بیع واقع ہونے میں اسکی تکذیب کی مثلاً یوں کہا کہ میرے ہزار درم اسپر قرض میں تو زید کے اس قول کے کہ (ولیکن میں نے اسپر قبضہ نہیں کیا ہے) تصدیق نہ کیا وگئی اور دونوں اماموں کے نزدیک اسپر مال لازم ہوگا اور اگر عمرو نے اسکی وقوع بیع میں تصدیق کی مثلاً یوں کہا کہ میرے بچہ ہزار درم شن متاع کے ہیں جو میں نے تیرے ہاتھ فروخت کی تھی اور تو نے مجھے وصول کر لی ہے اور زید کہتا ہے کہ میں نے وصول نہیں کی اور یہ کلام اس کا اپنے اقرار سابق سے جدا ہے تو ایسی صورت میں امام ابو یوسف رحمہ اولہ فرماتے تھے کہ تصدیق نہ کیا وگئی جیسا کہ عمرو کی تکذیب بیع کی صورت میں تھا پھر امام ابو یوسف رحمہ نے رجوع کر کے فرمایا کہ تصدیق کیا وگئی خواہ اسے ملا کر بیان کیا ہو یا جدا کر کے کہا ہو اور یہی قول امام محمد رحمہ کا ہے کذا فی الذخیرہ۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ عمرو کے مجھے اس غلام کے جو زید کے قبضہ میں تھا ہزار درم دام ہیں پس اگر عمرو نے اسکی تصدیق کی تو زید پر ہزار درم لازم ہونگے اور اگر عمرو نے کہا کہ یہ غلام تو میرا ہے میں نے نہ بیع نہ ہاتھ اس کے سوا سے دوسرا غلام فروخت کیا ہے اور تو نے مجھے لے لیا ہے تو زید پر کچھ نہیں لازم آئیگا اور اگر عمرو نے یوں

کہا کہ یہ غلام تو تیرا ہی ہے میں نے تیرے ہاتھ اسکے سواے دوسرا غلام بیچا ہے اور تو نے اُسے قبضہ کر لیا ہے اور میرے مجھے ہزار درم اسکے دام چاہیے میں تو زید پر ہزار درم لازم آدینگے یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ مجھے عمر کے ہزار درم اس غلام کے دام میں جو عمر کے ہاتھ میں ہے پس اگر عمر دے تصدیق کی تو غلام اُسکو دیکر اپنے دام لے لے اور اگر عمر دے کہہ کہ یہ غلام تو تیرا ہی ہے میں نے تیرے ہاتھ اسکے سواے دوسرا فروخت کیا ہے تو زید پر مال لازم آدینگا کذا فی المبسوط اور اگر یوں کہہ کہ یہ غلام تو میرا ہی ہے میں نے تیرے ہاتھ نہیں فروخت کیا تو زید پر کچھ لازم نہ آوے گا یہ ہدایہ میں ہے۔ اگر کہہ کہ یہ میرا غلام ہے میں نے تیرے ہاتھ نہیں فروخت کیا ہے تیرے ہاتھ میں نے دوسرا فروخت کیا ہے تو اُسے کچھ لازم نہ آدینگا اور اس کتاب کے آخر میں مذکور ہے کہ امام اعظم رحمہ فرماتے تھے کہ دونوں میں سے ہر ایک سے دوسرے کے دعویٰ پر قسم بیچا لینگے اور یہی صاحبین رحمہ کا قول ہے کذا فی المبسوط اور یہی صحیح ہے کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور اگر دونوں نے قسم کھالی تو مال باطل ہو گیا کذا فی الہدایہ والکافی۔ اور اگر اس صورت میں غلام تیسرے شخص خالد کے قبضہ میں ہو پس اگر عمر دے زید کی تصدیق کی اور عمر کو یہ غلام زید کے سپرد کر دینا ممکن ہے تو زید پر مال لازم آدینگا ورنہ نہیں کذا فی الغلاصہ۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے عمر سے ایک چیز ہزار درم کو مول لی لیکن اُسے قبضہ نہیں کیا ہے تو بالاجماع زید کا قول قبول ہو گا یہ کافی میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے اپنا یہ غلام عمر کے ہاتھ فروخت کیا اور دعویٰ کیا کہ میں نے دام نہیں پائے تھے داموں کیواسطے اُسکو روک لیا تھا تو روکنے کا اُسکو اختیار ہے اور اگر عمر دے انکار کیا تو زید ہی کا قول قبول ہو گا یہ تبیین میں ہے زید نے کہا کہ عمر کے ہزار درم شراب یا سور کے دام مجھے آتے ہیں تو مال اُسکے ذمہ لازم ہو گا اور سبب کے بارہ میں سچا نہ سمجھا جائیگا اگر عمر دے اُسکے اس سبب سے تکذیب کی ہے خواہ اُسے یہ سبب دینے اقرار سے ملا کر بیان کیا ہو یا جدا بیان کیا ہو یہ امام اعظم رحمہ کا قول ہے اس طرح اگر سودرم قمار یعنی جوے کے سبب سے ہو نیکا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہے کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور اگر عمر دے زید کے تمام قول کی مع سبب کے تصدیق کی تو بالاتفاق کسی کے نزدیک اُسے قبضہ لازم نہ آدینگا کذا فی الذخیرہ۔ اگر زید نے کہا کہ عمر کے ہزار درم مجھے حرام یا سود کے ہیں تو یہ درم اُسے لازم ہونگے اور اگر کہہ کہ عمر کے ہزار درم مجھے زور یا باطل کے ہیں پس اگر عمر دے اُسکی تصدیق کی تو اُسے کچھ لازم ہو گا اور اگر تکذیب کی تو مال زید پر لازم ہو گا یہ تبیین میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ مجھے ہزار درم من متلع کے ہیں یا عمر دے کہہ کہ تو نے مجھے ہزار درم قرض دیے ہیں پھر کہہ کہ یہ درم زیوت یا نہرہ یا ستوقہ یا رصاص ہیں یا کہا مگر یہ درم زیوت ہیں یا کہا کہ عمر کے مجھے ہزار درم زیوت ایک متاع کے دام ہیں اور عمر دے کہہ جیاد یعنی کھرے ہیں تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک خواہ کھوٹے ہونا اقرار کے ساتھ ملا کر بیان کرے یا جدا کر کے بیان کرے اُسے کھرے درم لازم ہونگے اور صاحبین رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ملا کر بیان کیا ہے تو تصدیق کی جائیگی اور اگر جدا بیان کیا تو نہ کی جائیگی اور اگر زید نے کہا کہ عمر کے مجھے ہزار درم زیوت ہیں اور بھی یا قرض کا کچھ ذکر نہ کیا تو بعض نے کہا کہ اگر زیوت کو ملا کر بیان کیا تو بالاجماع تصدیق کی جائیگی اور بعض نے کہا کہ یہ بھی مختلف قسم ہے کذا فی الکافی۔ اگر بوجہ غصب یا ودیعت کے مال کا اقرار کیا اور کہہ کہ یہ درم نہرہ یا زیوت تھے تو خواہ نہرہ یا زیوت ہونے کو ملا کر بیان کرے یا الگ بیان کرے اُسکی تصدیق کی جائیگی اور اگر غصب یا ودیعت میں مستوق یا رصاص ہونا بیان کیا پس اگر ملا کر کہا تو تصدیق کی جائیگی اور اگر الگ بیان کیا تو تصدیق نہ کی جائیگی مبسوط میں

سلفہ بنی مال نام اور نام کسب میں غرض منہا کذا فی قولہ لیس اس میں ہر امام صاحبین میں اختلاف ہے



اگر لہا کہ زید کے ہزار درم من متاع کے مجھے ہیں یا لہا کہ زید نے ہزار درم مجھے قرض دیے ہیں یا لہا کہ ولایت ویسے ہیں یا لہا کہ میں نے ہزار درم غصب کر لیے ہیں پھر لہا کہ مگر یہ درم استقدر ناقص تھے پس اگر یہ کلام اقرار نہ کرے ملا کر بیان کیا تو تصدیق ہوگی ورنہ نہیں اور اگر جدا بیان کرنا بسبب ضرورت انقطاع کے واقع ہو تو وہ بمنزلہ متصل بیان کرنے کے ہو گا کافی اور اسی پر فتویٰ ہے یہ ذیفرہ میں ہے زید نے لہا کہ میں نے عمرو سے ہزار درم قبضہ کر لیے پھر لہا کہ یہ درم زیوف تھے تو اسکا قول قبول ہوگا اور اگر استوق بیان کیے تو قبول ہوگا اور اگر زید نے کچھ نہ بیان کیا اور مگر کیا پھر اس کے وارث نے لہا کہ یہ درم زیوف تھے تو اسکی تصدیق ہوگی یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور مضاربت اور غصب کی صورت میں اگر مقرض مگر کیا پھر اس کے وارثوں نے بیان کیا کہ یہ درم مضاربت یا غصب کے زیوف تھے تو اسکی تصدیق نہ کی جائیگی کذا فی المبیط اور یہی حکم ولایت میں ہے یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اگر زید نے اپنی اور عمرو کی شرکت کے پانچ سو درم وصول کر لیے کا اقرار کیا اور لہا کہ یہ درم زیوف تھے تو اسکی تصدیق ہوگی خواہ ملا کر بیان کرے یا جدا بیان کرے اور اگر شریک لینا منظور کرے تو اس میں سے آدھے ہٹو ملینگے اور اسکو یہ بھی اختیار ہے کہ مطلوب سے اپنے کھرے درم وصول کرے اور اگر اقرار سے الگ کر کے رصاص ہونا بیان کیا تو تصدیق نہ کی جائیگی اور شریک یعنی عمرو اس میں آدھے درم کھرے زید سے لگا اور اگر ملا کر بیان کیا تو تصدیق کی جائیگی اور شریک کو کچھ نہ ملے گا یہ محیط خرسی میں ہے۔ اور زیوف درم کے دعوے کرنے کی صورت میں اگر یہ لہا ہو کہ میں نے اپنا حق وصول پایا تو شریک کو اختیار ہوگا کہ اس سے اپنے حصہ کے نصف کھرے درم بھرے یہ محیط میں ہے اگر زید نے لہا کہ عمرو کے ایک کرگیون مجھے من بیع یا قرض کے میں پھر لہا کہ یہ گھون ردی ہیں تو خواہ ملا کر بیان کرے یا الگ کہ اس باب میں اسی کا قول مقبول ہوگا اسی طرح باقی قبلی اور وزنی چیزوں کا بھی حکم ہوا اور اس طرح اگر ایک کرگیون غصب کر لیے کا اقرار کیا پھر لہا کہ ردی تھے تو اسی کا قول مقبول ہوگا اس طرح اگر کچھ طعام ایسا لایا کہ جو پانی پونچنے کے باعث سے متعفن ہو گیا تھا اور لہا کہ میں نے غصب لیا تھا یا تو نے مجھے ودیعت دیا تھا تو بھی اسی کا قول قبول ہوگا اس طرح اگر اقرار کیا کہ تو نے مجھے غلام ودیعت دیا پھر ایک عیب دار غلام لایا اور لہا کہ یہی ہے تو بھی اسی کا قول مقبول ہوگا یہ مبسوط میں ہے اگر زید نے اقرار کیا کہ مجھے عمرو کے دس پیسے قرض یا من بیع کے میں پھر لہا کہ یہ فلوس کا سدہ ہیں کہ جنکا رواج جاتا رہا ہے تو اسکی تصدیق ہوگی اسی طرح امام اعظم رحمہ کے نزدیک اگر ملا کر کا سدہ ہونا بیان کیا تو بھی تصدیق ہوگی اور صاحبین رحمہ کے نزدیک قرض کی صورت میں اگر ملا کر بیان کیا تو تصدیق ہوگی اور اسپر دہی پیسے واجب ہونگے جو اسنے بیان کیے ہیں ولکن بیع کی صورت میں اول قول امام ابو یوسف رحمہ کے موافق اسکی تصدیق نہ کی جائیگی اور امام محمد رحمہ کے نزدیک اگر ملا کر بیان کرے تو تصدیق کی جائیگی ولکن اسپر بیع کی قیمت دینی واجب ہوگی اور اگر یوں لہا کہ میں نے دس پیسے غصب کر لیے پھر لہا کہ یہ فلوس کا سدہ تھے تو تصدیق کی جائیگی اور ولایت میں بھی حکم یہی ہے۔ اگر بیع سلم کے راس المال وصول پایا کا اقرار کیا پھر دعویٰ کیا کہ یہ درہم زیوف تھے تو اسکی یہ صورت ہے کہ اگر اسنے یوں اقرار کیا کہ میں نے کھرے درم وصول پائے ہیں یا اپنا حق وصول پایا یا راس المال بھر پایا یا درہم بھر پائے ہیں یا راس المال وصول پایا ہے تو پھر زیوف ہونے کا دعویٰ مقبول ہوگا اور اگر صرف درم وصول پائے کا اقرار کیا ہے تو تھا نا زیوف ہونے کا دعویٰ قبول ہوگا یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ عمرو کا مجھے بیعادی قرض ہے اور عمرو نے قرض ہونے میں اسکی تصدیق کی مگر مبعاد ہونے سے انکار کیا تو زید پر بی احوال قرضہ اور اگر لازم آوے گا ولکن عمرو سے

سہوہ اور انقطاع سے متعلق اس میں اس وقت فرق نہیں ہوتا ہے اور اسکا تو ظہیر یہ قول ہے جس سے کتاب السلام میں مقرر ہو چکا ہے



میساد ہونے کے بابت قسم لیا گیا ہے کہ کافی میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ عمرو کی وس شقال چاندی مجھے آتی ہے پھر کہا کہ یہ چاندی سیاہ ہے یا کہا کہ عمرو کے ہزار درم مجھے آتے ہیں پھر کہا کہ یہ فلان نوع کے درم ہیں یا فلان شہر کے سکے کے ہیں جو وہاں رائج ہے پس اگر کسی غصب کے لازم آئے کا اقرار کیا ہو تو بالاجماع اُسکے قول کی تصدیق کی جائیگی خواہ ملاکر بیان کرے یا جدا بیان کرے اور اگر کہا کہ قرض یا من بیع کے ہیں پس اگر جو درم اُس نے بیان کیے ہیں وہ اس شہر کے نقد درم ہیں سے ہیں جہاں بیع یا قرض واقع ہوا ہے تو بھی بالاجماع اُسکے قول کی تصدیق ہوگی خواہ ملاکر بیان کرے یا الگ بیان کرے اور اگر اس شہر کا نقد رائج ہے نہیں ہے پس اگر اُس نے اقرار سے جدا بیان کیے تو بالاجماع اُسکی تصدیق نہ ہوگی اور اگر ملاکر بیان کیے تو کتاب میں مذکور ہے کہ تصدیق کی جائیگی اور کچھ اختلاف مذکور نہیں ہے اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم جو کتاب میں مذکور ہے صاحبین رحمہ کے نزدیک ہے اور امام عظیم رحمہ کے نزدیک اُسکی تصدیق نہ کی جائیگی اور بعضے مشائخ نے کہا کہ یہ جو کتاب میں مذکور ہے بالاجماع سب کا قول ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ تو نے مجھے دس درم ایک کر گھوٹ کی بیع سلم میں ٹھہرائے اور کہا کہ میں نے ان درموں پر قبضہ نہیں کیا اور عمرو نے کہا کہ نہیں تو نے انہیں قبضہ کر لیا ہیں اگر زید نے قبضہ نہ کرنا اپنے اقرار سے ملاکر بیان کیا تو قیاساً اور تحسناً اُسکی تصدیق کی جائیگی اور اگر جدا کر کے بیان کیا تو تحسناً اُسکی تصدیق نہ ہوگی اور مسلم فقہ یعنی ایک کر گھوٹ اُسکے ذمہ لازم ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ مجھے عمرو کے ہزار درم قرض یا میرے پاس ودیعت ہیں پھر کہا کہ میں نے انہیں قبضہ نہیں کیا ہے تو زید ہزار درم کا ضامن ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ تو نے مجھے ہزار درم قرض دیے یا مجھے عطا کیے یا سلم میں دیے پھر کہا کہ میں نے انہیں قبضہ نہیں کیا پس اگر اُس نے ملاکر بیان کیا تو قیاساً اور تحسناً اُسکی تصدیق کی جائیگی اور اگر جدا کر کے کہا تو تحسناً تصدیق نہ کی جائیگی۔ اور اگر کہا کہ تو نے مجھے پرکھ دیے یا میری طرف قرض کیے اور کہا کہ میں نے انہیں قبضہ نہیں کیا تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اُسکی تصدیق نہ ہوگی اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر اُس نے ملاکر بیان کیا تو تصدیق کی جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ تو نے مجھے ہزار درم قرض کا معاملہ کیا مگر مجھے دیے نہیں پس اگر یہ کلام علیہ بیان کیا تو تصدیق نہ ہوگی اور زید ہزار درم کا ضامن ہوگا اور اگر ملاکر بیان کیا تو اسی کا قول قبول ہوگا اسی طرح اگر ملاکر یوں بیان کیا کہ تو نے مجھے ہزار درم عطا کیے یا بیع سلم میں دیے ہیں تو بھی یہی حکم ہے اور اگر یوں کہا کہ تو نے میری طرف ہزار درم دفع کیے یا نقد گن دیے اور میں نے انکو قبول نہیں کیا تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ تصدیق نہ کی جائیگی اور وہ ضامن ہوگا اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اسی کا قول مقبول ہوگا اور اُس پر ضامن نہیں ہے اور اگر یوں کہا کہ میں نے تجھے ہزار درم لیکر قبضہ کیا یا میں نے تجھے ہزار درم دیے لیکن تو نے مجھے نہ چھوڑا کہ میں انکو بیجاؤں تو اُسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی وہ ہزار درم کا ضامن ہوگا یہ محیط میں ہے۔ زید نے کہا کہ مجھے عمرو کے سو درم گنتی سے ہیں پھر بعد اسکے کہا کہ وزن خمسہ یا ستہ کے ہیں اور یہ اقرار اُس نے کو فرمایا تھا تو زید پر سو درم وزن سب سے لازم آوینگے یعنی جو کوئی وزن میں رائج ہیں اور اس سے کم وزن جو اُس نے بیان کیا غلط سمجھا جائیگا تصدیق نہ ہوگی ولیکن اگر ناقص وزن اپنے اقرار سے ملاکر بیان کرے تو اسی کا قول لیا جائیگا یہ مبسوط میں ہے۔ پھر اگر اُس نے یہ کلام اقرار سے جدا بیان کیا اور اس شہر کا رائج درم کا وزن سب سے ہیا تنک کہ اُسکا بیان صحیح نہ ٹھہرا اور اُس پر سو درم بوزن سب سے لازم آئے تو یہ درم باقیار وزن کے

لکھ کر دینے سے اسکا بیان لازم نہیں

لازم آوینگے نہ باعتبار عدد کے حتیٰ کہ اگر پچاس درم وزن سبعمہ سے بوزن سودرم ہوں تو اسکا ذمہ چھوٹ جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر شہر میں یا ہجری خرید و فروخت کسی درم سے معروف ہو اور ان کے درمیان وزن بھی وزن سبعمہ سے ناقص چلتا ہو تو اس باب میں انکی تصدیق کی جائیگی اور اگر اسے اس وزن متعارف سے بھی کم وزن کا دعویٰ کیا تو اس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی لیکن اگر اپنے اقرار سے ملا کہ بیان کرے تو تصدیق کی جائیگی اور اگر شہر میں نقو و مختلفہ رائج ہوں پس اگر شہر میں کوئی نقد سے زیادہ چلتا ہو تو مطلق اقرار کی صورت میں وہی نقد قرار دیا جائیگا اور اگر کوئی نقد کسی سے زیادہ نہ چلتا ہو تو مطلق اقرار کی صورت میں جو سب سے کم ہر وہ نقد قرار دیا جائیگا اور اگر کوئی نہ کہ زیادہ کے بھر سودرم سپید چاندی کے گنتی سے ہیں پھر کہا کہ اس میں ایک دانگ کا نقصان ہو تو تصدیق نہ کی جائیگی اور اگر کہا کہ زیادہ کے بھر سودرم اسبہدیتہ گنتی سے ہیں پھر کہا کہ میں نے تو یہ چھوٹے درم مادیہ تھے تو اس پر سودرم وزن سبعمہ کے اسبہدیتہ لازم آوین گے کذا فی المبسوط

**نوان باب** کسی شے کے کسی جگہ سے لے لینے کے اقرار کے بیان میں۔ اگر زمین نے ایسے مکان میں سے ایک کپڑے کے لے لینے کا اقرار کیا جو اس کے اور عمرو کے درمیان شریک ہے اور عمرو نے آدھے کپڑے کا دعویٰ کیا اور زمین نے انکار کیا تو زمین ہی کا قول قبول ہوگا اور اگر مکان کو کرایہ پر یا عاریت لیا ہو تو اسی کا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور اگر زمین نے اقرار کیا کہ میں نے عمرو کے بیت میں سے سودرم لے لیے ہیں پھر کہا کہ یہ درم میرے یا خالد کے تھے تو عمرو کے نام ڈگری ان سودرم کی ہوگی اور زمین اس کے مثل سودرم خالد کو ڈانڈ بھر نیگا اگر اس کے واسطے اقرار کیا ہے۔ اسی طرح اگر کہا کہ میں نے عمرو کے صندوق یا کیسہ میں سے ہزار درم لے لیے یا اسکی گٹھری میں سے کپڑا لیا یا اس کے کھٹون میں سے ایک گرگھونٹ لے لیے یا عمرو کے خیل سے ایک گرگھوہار لے لیے یا عمرو کی کھیتی سے ایک کرگھون لے لیے یہ سب بنزد عمرو کے ہاتھ سے لے لینے کے اقرار کے شمار ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر یوں اقرار کیا کہ میں نے عمرو کی زمین سے زطی کپڑوں کی ایک گٹھری پائی اور میں اس زمین سے ہو کر گذرنا تھا وہاں اتر اٹھا اور میرے ساتھ زطی کپڑوں کی بہت گٹھریاں لدی ہوئی تھیں تو عمرو کے نام اس گٹھری کی ڈگری کر دیا جائیگی لیکن اگر اقرار کر نیوالا اس امر کے گواہ قائم کرے کہ میں اس زمین سے ہو کر گذرنا تھا یا اس زمین سے ہو کر عام راستہ ہو تو یہ ڈگری نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اگر زمین نے اقرار کیا کہ میں نے عمرو کے ٹو پر سے زین یا لگام یا باگ ڈور لے لی اور عمرو اس کا خود دعویٰ کرتا ہے کہ میری ہو تو اسکی ڈگری کی جائیگی اسی طرح اگر اقرار کیا کہ میں نے عمرو کے جوبہ کا استریا اس کے دروازہ کا پردہ لے لیا تو بھی یہی حکم ہوگا اور اگر یوں اقرار کیا کہ میں نے حمام میں سے کپڑے لے لیے تو وہ ضامن نہ ہوگا اور مثل حمام کے جامع مسجد اور خان کا اور جس زمین میں لوگ اتر کر اپنا اسباب رکھتے ہوں اور ہر مقام جس میں عامہ لوگوں کا اس طرح گذر ہو یہی حکم ہے اور اگر اقرار کیا کہ میں نے عمرو کی گلی یا اسکے فناء سے ایک کپڑے لے لیا تو اس پر کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر یوں اقرار کیا کہ میں نے عمرو کے اجیر سے لیا تو وہ کپڑا اجیر کا ہے عمرو کا نہیں ہے۔ اور اگر اقرار کیا کہ میں نے عمرو کی بیت میں کپڑا رکھا پھر لے لیا تو امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ضامن نہ ہوگا اگرچہ عمرو اس کا دعویٰ کرے اور صاحبین کے نزدیک ضامن ہوگا

۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

کذا فی اکاوی۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے عمرو کے دار میں سے ہزار درم لے لیے پھر کہا کہ میں اُس میں رہتا تھا یا وہ میرے پاس کرایہ پر تھا تو تصدیق نہ کی جاوے گی اور اگر اپنے پاس کرایہ پر ہونے کے گواہ لاوے تو ضمان دینے سے بری ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے عمرو کی زمین میں گڈھا کیا اور اُس میں سے ہزار درم نکالے اور عمرو نے اُن درمون کا دعویٰ کیا اور زید نے کہا کہ میرے ہین تو عمرو کا قول مقبول ہوگا، اسی طرح اگر دُک گواہوں نے گواہی دی کہ زید اس عمرو کی زمین میں آیا اور گڈھا کر کے اُس میں سے ہزار درم وزن سبعمہ کے نکالے ہین اور عمرو نے اُس کا دعویٰ کیا اور زید نے اس فعل سے انکار کیا یا فعل کا اقرار کیا مگر دعویٰ کیا کہ یہ درم تو میرے ہین تو عمرو کے نام اُنکی ڈگری ہوگی اسی طرح اگر گواہوں نے گواہی دی کہ زید نے عمرو کی دار یا منزل یا حانوت میں سے اسقدر لے لیا یا اُس کے شیشہ میں سے اسقدر تیل یا اس کے کپتے میں سے اسقدر گھی لیا ہی تو زید ضامن ہوگا اور اگر زید نے اقرار کیا کہ میں عمرو کے ٹٹو پر سوار ہوا اُسکو خالد نے لے لیا تو زید ضامن ہوگا تا وقتیکہ اُسکو عمرو کو واپس نہ دے اور اس مسئلہ کی تاویل میرے نزدیک یوں ہے کہ زید نے اسپر سوار ہونے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے دونوں باتوں کا اقرار کیا تو یہ حکم ہی کذا فی محیط

**دسوان باب۔** اقرار میں شرط اختیار یا استثناء کرنے اور اقرار سے رجوع کرنے کے بیان میں۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ عمرو کے پچھ ہزار درم ہین بشرطیکہ مجھے تین روز یا کم یا زیادہ تک اختیار ہو تو مال اسپر لازم ہوگا اور اختیار باطل ہے خواہ عمرو اسکی تصدیق کرے یعنی اختیار میں یا تکذیب کرے۔ اور اگر مقررہ مقررہ کے واسطے اختیار کی شرط لگائی تو امام محمد رحمہ اللہ نے یہ صورت کتاب لاصل میں ذکر نہیں فرمائی ہے اور مشل نے فرمایا کہ مقررہ کے واسطے بھی اختیار ثابت نہ ہونا چاہیے کذا فی محیط متجزم کتاب ہے کہ وجہ یہ ہے کہ اقرار محتمل اختیار نہیں ہوتا ہی لہذا جب نفس اقرار محتمل نہیں ہے تو اختیار خواہ مقررہ کے واسطے ہو یا مقررہ کے واسطے ہو ثابت نہ ہوگا واللہ اعلم بالصواب۔ زید نے عمرو کے واسطے اپنے ذمہ کچھ مال کا اقرار کیا خواہ قرض کی وجہ سے یا غصب یا ودیعت یا عاریت قائمہ یا مستملکہ کے وجہ سے اور اُس میں شرط لگائی کہ مجھے تین روز تک اختیار ہے تو اقرار جائز ہے اور اختیار باطل ہے خواہ عمرو نے اختیار کی تصدیق کی یا تکذیب کی ہو اور اگر شن بیع کے وجہ سے اپنے ذمہ لازم ہونے کا اقرار کیا اور تین روز کی اختیار کی شرط لگائی تو اس صورت میں اگر عمرو اختیار میں اُس کی تصدیق کرے تو اختیار ثابت ہوگا اور اگر تکذیب کرے تو ثابت نہ ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر اختیار مقررہ کی طرف سے ہو تو مقررہ نے جب مقررہ کی اختیار کی نسبت تصدیق نہ کی تو اس کو اختیار ثابت نہ ہوگا اور اگر مقررہ کے اختیار میں تکذیب کرے کی صورت میں مقررہ نے اختیار ہونے پر گواہ پیش کر لے چاہے تو امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس صورت کو ذکر نہیں فرمایا اور مشل نے کہا کہ اُسکے گواہوں کی سماعت نہ ہونا واجب ہے یہ محیط میں ہے اور اگر کفالت کی وجہ سے دین کا اقرار کیا اور اس میں اختیار کی شرط لگائی خواہ مدت اختیار طویل بیان کی خواہ تھوڑی ذکر کی اور مقررہ نے اُس کی تصدیق کی تو موافق اقرار مقررہ رکھا جائے گا اور اُس کو آخر مدت تک اختیار ثابت ہوگا اور اگر مقررہ نے اُسکی تکذیب کی تو مال اُسکے ذمہ لازم ہوگا اور شرط اختیار ہونے میں اُسکی تصدیق نہ کی جاوے گی یہ غایۃ البیان میں ہے۔ واضح ہو کہ کل سے

کل کا استثناء کرنا باطل ہے اور کثیر سے قلیل کا استثناء کرنا بلا خلاف صحیح ہے اور قلیل سے کثیر کا استثناء ظاہر الروایت میں  
صحیح ہے اور خلاف جنس کا استثناء کرنا قیاساً نہیں جائز ہے۔ اور یہی امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے۔ اور استثناء  
امام اعظم رحمہ اللہ و امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کے موافق اگر مستثنیٰ اور مستثنیٰ میں عقود معاوضات میں  
بذمہ واجب ہونے میں اتفاق ہو مثلاً دونوں میں سے ہر ایک عقود تجارتات میں فی الحال یا میعاد ذمہ واجب  
ہو جاتا ہو تو استثناء صحیح ہے حتیٰ کہ اگر کسی نے کہا کہ عمر کے مجھے ہزار درم ہیں الا ایک دینار یا الا ایک کرگیون یا مگر  
دس پیسے یعنی ہزار درم ہیں مگر دس پیسے نہیں ہیں یا ایک دینار نہیں ہے یا ایک کرگیون نہیں ہے تو یہ استثناء  
جائز ہے اور مستثنیٰ کی قیمت کے برابر مستثنیٰ میں سے کم کیا جائے گا یعنی ہزار درم میں سے مثلاً دس پیسے یا ایک کرگیون  
کی قیمت یا ایک دینار کم کیا جائیگا اور اگر مستثنیٰ اور مستثنیٰ میں سے دونوں ایسے ہوں کہ عقود تجارتات میں دونوں میں  
ذمہ واجب ہو جائے میں موافقت نہ ہو مثلاً مستثنیٰ میں ایسا ہو کہ عقود تجارتات میں فی الحال یا میعاد طور سے  
ذمہ واجب ہوتا ہو اور مستثنیٰ بالکل واجب نہ ہوتا ہو یا میعاد ذمہ واجب ہوتا ہو فی الحال واجب نہ ہوتا ہو تو  
استثناء صحیح نہیں ہے حتیٰ کہ اگر زید نے کہا کہ مجھے عمر کے ہزار درم ہیں مگر ایک کپڑا یا ایک حیوان یا اسکے اشیاء کو  
استثناء کیا تو استثناء صحیح نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ زید کے مجھے ہزار درم ہیں اور خالد کے مجھے سو دینار ہیں  
مگر ایک قیراط تو یہ استثناء اخیر والے سے قرار پائیگا یہ مبسوط میں ہے۔ متقی میں ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے  
فرمایا کہ اگر کسی نے کسی معین چیز کا اقرار کیا اور اُس میں سے اُسی کی قسم سے یا دوسرے قسم سے کچھ استثناء کیا تو استثناء  
باطل ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دو مالوں کا اقرار کیا اور اُن میں سے کسی چیز کا استثناء کیا اور یہ نہ بتلایا کہ یہ استثناء  
کس مال میں سے ہے پس اگر مقررہ دونوں مالوں کا ایک ہی شخص ہو مثلاً کہا کہ زید کے مجھے ہزار درم اور سو دینار  
واجب ہیں الا ایک درم تو استثناء یہ استثناء پہلے مال میں سے قرار دیا جائے گا بشرطیکہ مستثنیٰ مال اول کے جنس  
سے ہو۔ اور اگر مقررہ دونوں مالوں کے دو شخص ہوں تو استثناء دوسرے مال سے قرار دیا جائے گا اگرچہ مستثنیٰ  
دوسرے مال کے جنس سے ہو مثلاً کہا کہ زید کے مجھے ہزار درم اور عمر کے مجھے سو دینار مگر ایک درم واجب ہے تو  
ایک درم سو دینار سے استثناء ہے اور یہ سب امام اعظم رحمہ اللہ و امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول ہے یہ ذخیرہ میں ہے  
اور اگر یون بیان کر دیا کہ زید کے مجھے ہزار درم اور عمر کے سو دینار ہیں مگر ہزار میں سے ایک درم نہیں ہے تو اسکے  
بیان کے موافق اول مال سے استثناء کیا جائے گا کذا فی الحاوی۔ اور اگر عربی عبارت میں یون اقرار کیا لفظان علی  
الف درہم الا مائۃ و خمسون۔ تو ابو سلیمان کی روایت میں مذکور ہو کہ اُس پر ساڑھے نو سو درم واجب ہونگے اور  
مشائخ نے فرمایا کہ یہی اصح ہے کذا فی الذخیرہ قد قال المترجم یعنی اقرار کیا کہ زید کے مجھے ہزار درم مگر سو نہیں اور  
پچاس ہیں پس اس صورت میں ہزار سے سو درم کم کیے اور پچاس شامل کیے تو ساڑھے نو سو درم لازم آئے اور وجہ  
اسکی یہ ہے کہ خمسون کو اُس نے بارفہ ذکر کیا اور وہ مقررہ پر عطف ہوگا مائۃ منصوب پر عطف نہیں ہو سکتا ہے  
لہذا اُس نے ایک ہزار پچاس میں سے سو درم کا گویا استثناء کیا پس ساڑھے نو سو باقی رہے فافہم۔ اگر زید نے

۱۱ مجھے ہزار درم میں سے سو نہیں اور پچاس ہیں

کہا کہ عمر کے مجھے ہزار درم اور سو دینار سواے سو درم و دس دینار کے ہیں تو اس پر سو درم اور نوے دینار لازم ہونگے یہ محیط میں ہے۔ حسن بن زیاد نے کتاب الاختلاف میں لکھا کہ زید نے عمر سے کہا کہ تیرے مجھے ہزار درم مگر پانچ سو درم اور پانچ سو درم ہیں تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس پر پورے ہزار درم واجب ہونگے اور اگر یوں کہے کہ تیرے مجھے پانچ سو درم اور پانچ سو درم سواے پانچ سو درم کے ہیں تو استثناء جائز ہے اور اسپر پانچ سو درم واجب ہونگے اور استثناء دونوں پانچ سو درم سے قرار دیا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ نوادر شام میں امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ زید نے عمر سے کہا کہ تیرے مجھے ہزار درم کھرے خالص سواے سو درم نہرہ کے ہیں تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کے موافق دیکھنا چاہیے کہ کتنے کھرے خالص درم کے برابر ہیں پس اگر چار دینار کے برابر مثلاً ہوں تو چار دینار کو دیکھنا چاہیے کہ کتنے کھرے خالص درم کے برابر ہیں پس اگر تیس درم خالص کے برابر ہوں تو اسپر انہی خالص درم واجب ہونگے اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک اسپر پورے ہزار درم خالص لازم ہونگے اور اگر کہا کہ مجھے تیرے ہزار درم غلہ کے سواے سو درم کھرے کے ہیں تو بالاجماع اسپر نو سو درم غلہ کے لازم آویں گے یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ مجھے عمر کے ہزار درم سواے سو درم و دس دینار کے سواے ایک قراط کے ہیں تو اس صورت میں مستثنیٰ سو درم و دس دینار سواے ایک قراط کے ہے پس یہ قراط دس دینار سے کم کر کے باقی کو مع سو درم کے ہزار درم سے استثناء کرنا چاہیے یہ محیط شری میں ہے اگر زید نے کہا کہ مجھے عمر کے ہزار درم و دو سو دینار سواے ہزار درم کے ہیں تو استثناء باطل ہے۔ اور اگر کہا کہ اس کے مجھے ایک کرگہون اور ایک کر جو کر ایک کرگہون و قفیز جو میں تو ایک قفیز جو کا استثناء کرنا جائز ہے اور ایک کرگہون کا استثناء کرنا باطل ہے اور یہ صاحبین کے نزدیک ہے اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اسپر دو کر واجب ہو جائیگے۔ اور اگر کہا کہ زید کے مجھے ہزار درم اور عمر کے دو سو دینار سواے ہزار درم کے ہیں تو مال اخیر سے استثناء جائز ہے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر کہا کہ زید کے مجھے دس درم اے فلانے سواے ایک درم کے ہیں تو یہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک دو طرح پر ہے اگر منادی وہی زید ہے تو استثناء صحیح ہے کیونکہ خطاب اسی کی طرف متوجہ ہے اور اگر زید نہیں دوسرا ہو تو استثناء صحیح نہیں ہے یہ جو ہر فیہ وین ہے اگر کہا کہ زید کے مجھے ہزار درم استحقاق اللہ سواے سو درم کے ہیں تو استثناء باطل ہے یہ حاوی میں ہے۔ ایسے ہی مانند استغفار کے اگر درمیان مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ کے لاکہ الا اللہ یا اللہ اکبر یا سبحان اللہ ذکر کیا تو بھی حکم یہی بمسوط میں ہے اور اگر کہا کہ زید کے مجھے سو درم ہیں اس کے مجھے تم لوگ گواہ رہو مگر دس درم یعنی استثناء کیا تو استثناء باطل ہے۔ اور اگر کہا کہ زید کے مجھے ہزار درم ہیں سواے دس درم کے کہ یہ میں نے اسکو ادا کر دیے ہیں تو استثناء صحیح نہیں ہو اسپر پورے ہزار درم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ سواے دس درم کے ہیں اور یہ درم میں اے او اگر چکا ہوں تو اسپر دس کم ہزار درم لازم آویں گے اور اگر کہا کہ زید کے مجھے ہزار درم سواے ایک درم کے ہیں یہ ایک درم میں اسکو ادا کر چکا ہوں تو استثناء صحیح ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ زید کا مجھے ایک درم سواے ایک دانگ کے ساگ کے دام میں کہ یہ میں اے دیکھا ہوں تو موافق روایت ہے ابو حفص کے اسپر ایک دانگ کم ایک دام لازم آئیگا اور یہی صحیح ہے یہ محیط شری میں ہے۔ اور اگر عربی میں کہا فلان علی

درہم غیر دائق غیر کو نصب کے ساتھ ذکر کیا تو اُسپر پانچ دانگ لازم ہو گئے۔ اور اگر کہا غیر دائق یعنی رفع کے ساتھ ذکر کیا تو اُسپر پورا درہم لازم آویگا اور اگر کہا کہ نہ علی عشرۃ غیر درہمین اور غیر کو نصب کے ساتھ ذکر کیا تو استثناء صحیح ہوا یعنی زید کے مجھ پر دس درہم بدون دو درہم کے ہیں تو آٹھ درہم لازم آویگے اور اگر کہا غیر درہمین غیر کو رفع دیا یعنی زید کے مجھ پر دس درہم ہیں دو درہم نہیں ہیں تو اُسپر دس درہم لازم آویگے یہ ظہیر یہ ہیں۔ اگر کہا فلان علی عشرۃ الا درہمین۔ فلان شخص کے مجھ پر دس درہم سوائے دو درہم کے ہیں تو اُسپر آٹھ درہم لازم ہونگے اور اگر کہا الا درہمین یعنی فلان شخص کے مجھ پر دس درہم ہیں مگر دو درہم نہیں ہیں تو اُسپر پورے دس درہم لازم آویگے یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اگر کہا کہ نہ علی ماتہ درہم الا قلیلا تو استثناء صحیح ہے اور قلیل میں کچھ کم پچاس رکھے جائینگے اسلئے اُسپر ایک اوپر پچاس درہم واجب ہونگے یہ یقینی ہیں اسی طرح اگر بجائے قلیل کے شینا کہا یعنی زید کے مجھ پر سو درہم سوائے کچھ کے ہیں تو بھی اُسپر کیا دن درہم لازم ہونگے اور امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ اگر یوں کہا کہ فلان علی ماتہ درہم الا بعضہا۔ فلان شخص کے مجھ پر سو درہم سوائے بعض اُسکے کے ہیں تو یہ بھی بمنزلہ شینا کہنے کے ہے یہ ظہیر یہ ہیں۔ اگر کہا کہ جو کچھ اس کیسے میں درہم ہیں وہ فلان شخص کے ہیں مگر ہزار درہم کہ وہ میرے ہیں پس اگر اُس کیسے میں ہزار درہم سے زیادہ ہوں تو زیادتی فلان شخص کو ملیگی خواہ یہ زیادتی قلیل ہو یا کثیر ہو اور ہزار درہم خود مقرر کے ہیں اور اگر اس میں صرف ہزار یا اس سے کم ہوں تو سب فلان شخص کو ملیگے یہ خزانۃ المفتین میں ہے متقی میں ہے کہ اگر کہا کہ زید کا مجھ پر ایک دینا بدون سو درہم کے ہے تو استثناء باطل ہے اور اگر کہا کہ زید کا مجھ پر ایک درہم بدون ایک سے طل زیت یا ایک مشک پانی کے ہے تو جائز ہے پس ایک رطل زیت یا ایک مشک پانی کی قیمت درہم سے کم کر کے باقی درہم دیدے یہ محیط شری میں ہے۔ اگر کہا کہ زید کے مجھ پر دس رطل زیت بدون ایک رطل گھی کے ہیں تو استثناء باطل ہے اسی طرح اگر کہا کہ زید کے مجھ پر دس رطل گھی بدون ایک درہم کے ہیں یا ایک گریگہون بدون پانچ رطل زیت کے تو بھی باطل ہے یہ محیط میں ہے۔ زید نے کہا کہ عمر کے مجھ پر دس درہم سوائے پانچ درہم زبوت کے ہیں تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ زید پر دس درہم کھرے واجب ہونگے اور زید عمر دسے پانچ درہم زبوت واپس کرے اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک زید پر پانچ درہم کھرے واجب ہونگے اور متقی اس صورت میں کھرے پانچ درہم قرار دیا ہے گا اسوائے صرف اُسپر پانچ ہی درہم واجب ہونگے۔ اور اگر کہا کہ عمر کے مجھ پر دس درہم کھرے بدون پانچ درہم ستوق کے ہیں تو بالاتفاق اُسپر دس درہم کھرے واجب ہونگے اور ان میں سے پانچ درہم ستوق کی قیمت کم کر دی جائیگی۔ اور اگر کہا کہ مجھ پر دس بدون پانچ درہم ستوق کے ہیں تو اُسپر پانچ درہم ستوق واجب ہونگے یعنی جو کچھ بعد استثناء کے باقی بچے گا وہ ستوق میں سے لیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ علی عشرۃ درہم الا غیر خمسۃ الا غیر اربعۃ الا غیر ثلثۃ الا غیر اثنین الا غیر واحد یعنی عمر کے مجھ پر دس درہم الا غیر پانچ درہم کے الا غیر چار درہم کے الا غیر تین درہم کے الا غیر دو درہم کے الا غیر ایک درہم کے ہیں تو اُسپر چار درہم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ علی عشرۃ درہم الا غیر اربعۃ الا غیر ثنائیۃ الا غیر اثنین الا غیر واحد تو اُسپر چھ درہم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ علی عشرۃ درہم الا غیر اثنین الا غیر واحد یعنی عمر کے مجھ پر دس درہم الا غیر دو درہم الا غیر ایک درہم کے واجب ہیں تو اُسپر آٹھ درہم واجب ہونگے یہ ظہیر یہ ہیں۔ اگر

۱۵۱ شخص کے مجھ پر دس درہم ہیں مگر ہزار درہم سے زیادہ ہوں تو زیادتی فلان شخص کو ملیگی خواہ یہ زیادتی قلیل ہو یا کثیر ہو اور ہزار درہم خود مقرر کے ہیں اور اگر اس میں صرف ہزار یا اس سے کم ہوں تو سب فلان شخص کو ملیگے یہ خزانۃ المفتین میں ہے

استثنائہ کے بعد استثنائہ کیا تو پہلا استثنائہ نفی اور دوسرا ایجاب ہوگا مثلاً یوں کہا کہ زید کے مجھ پر دس درم الا نو درم الا  
درم ہین تو اُس پر نو درم واجب ہوئے اس واسطے کہ پہلے استثنائہ سے دس درم سے نو درم نکل گئے تو ایک درم باقی رہ گیا پھر  
ایجاب آئے دوسرا استثنائہ کیا تو آٹھ درم ثابت ہوئے اس لیے وہ ایک درم کے ساتھ مل کر نو درم ہو گئے۔ اور اگر اقرار کیا  
کہ زید کے مجھ پر دس درم الا تین درم الا ایک درم ہین تو اُس پر آٹھ درم لازم آویں گے اور اگر کہا کہ زید کے مجھ پر دس درم الا سا  
درم الا پانچ درم الا تین درم الا ایک درم ہین تو یوں کر ناچاہیے کہ اخیر مستثنیٰ یعنی ایک درم کو اُس کے متصل یعنی تین درم سے  
نکال جائے تو دو درم باقی رہیں گے ان دونوں کو اُس کے متصل یعنی پانچ درم سے نکالنے سے تین درم باقی رہیں گے پھر ان  
تین درم کو اُس کے متصل یعنی سات درم سے نکالنے کے بعد چار درم باقی رہیں گے پھر ان چار درم کو اُس کے متصل یعنی دس درم  
سے نکالنے کے بعد چھ درم باقی رہیں گے پس یہی چھ درم اُس کے اقرار سے ثابت ہوئے اور اُس کے نکالنے کے واسطے ایک دوسری  
صورت بھی ہے وہ یہ ہے کہ جب قدر درم ون کا اُس نے اقرار کیا ہے وہ دائیں طرف لکھے جائیں اور پہلا استثنائہ بائیں طرف  
لکھا جائے پھر دوسرا استثنائہ دائیں طرف لکھا جائے پھر تیسرا استثنائہ بائیں جانب اور چوتھا دائیں جانب علیٰ ہذا القیاس تمام  
استثنائہ آخر تک اسی طور سے لکھے جائیں پھر دائیں طرف کے اعداد کو جمع کر کے اُس میں سے بائیں طرف کے اعداد کا مجموعہ  
گھٹایا جائے جو باقی رہے وہی اُس کے ذمہ لازم ہوگا۔ اور بعض مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر استثنائہ کے بعد استثنائہ  
بیان کیا حالانکہ دوسرا استثنائہ مستغرق ہے تو پہلا استثنائہ صحیح ہوگا اور دوسرا باطل ہوگا مثلاً یوں اقرار کیا کہ مجھ پر دس درم  
الا پانچ درم الا دس درم ہین تو اُس پر پانچ درم لازم ہوئے اور اگر پہلا استثنائہ مستغرق ہو دوسرا مستغرق نہ ہو مثلاً یوں کہا کہ  
مجھ پر دس درم الا دس درم الا چار درم ہین تو اس صورت میں تین قول ہیں ایک یہ کہ اُس پر دس درم واجب ہوئے اور  
پہلا استثنائہ بسبب استغراق کے باطل ہوگا اور دوسرا باطل سے مستثنیٰ ہونے کی وجہ سے باطل ہے اور دوسرا قول یہ ہے  
کہ اُس پر چار درم واجب ہوئے اور دونوں استثنائہ صحیح ہیں اس لیے کہ کلام کا اعتبار آخر پر ہوتا ہے اور آخر کلام میں اُس نے  
چار درم کا اقرار کیا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہی قول قیس ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ اُس پر چھ درم واجب ہوئے اس لیے کہ پہلا استثنائہ  
باطل ہے اور دوسرا استثنائہ اول کلام سے متعلق ہوگا پس دس میں سے چار نکلنے کے بعد چھ باقی رہیں گے اور یہ قول ضعیف ہے۔  
یہ سب اس صورت میں ہے کہ دونوں استثنائہ کے درمیان عطف نہ ہو اور اگر عطف ہو مثلاً یوں کہا کہ مجھ پر دس درم الا پانچ  
درم والا تین درم ہین یا مجھ پر دس درم الا پانچ و تین ہین تو دونوں استثنائہ ملا کر دس سے کم کیے جائیں گے پس اُس پر صرف دو درم  
لازم ہوں گے اور اگر دونوں استثنائہ ایسے ہوں کہ جمع کرنے سے مستغرق ہو جائے ہوں مثلاً یوں کہا کہ مجھ پر دس درم بدون سات  
دین درم کے ہین تو بعضوں نے فرمایا کہ اُس پر دس درم واجب ہوں گے کیونکہ داؤ کے سبب سے دونوں استثنائہ جمع ہو گئے اور جمع  
ہو کر انھوں نے مستثنیٰ منہ کو استغراق کر لیا پس گویا اُس نے کہا کہ مجھ پر دس درم بدون دس درم کے ہین اور اس صورت میں  
استثنائہ باطل ہے اس واسطے کہ دس درم کا اقرار صحیح رہا۔ اور بعضوں نے کہا کہ اُس پر تین درم واجب ہوں گے اس واسطے کہ لان لوان صحیح  
استثنائہ فان قال لہ علی درم و درہم و درہم الا درہما و درہما و درہما یلزم ثلثہ اقوال لکن فی اللغۃ التی وجدہا یعنی  
اگر کہا کہ زید کے مجھ پر ایک درم و ایک درم و ایک درم سوا سے ایک درم و ایک درم و ایک درم کے ہے تو اُس پر تین درم



لازم ہونگے اسی طرح اگر کہا کہ مجھے تین درم سواے ایک درم و ایک درم کے ہیں تو بھی یہی حکم ہر اسی طرح اگر کہا کہ  
مجھے تین درم بدون ایک درم و دو درم کے ہیں تو بھی تین درم لازم آدینگے۔ اور اگر کہا کہ مجھے دس درم بدون پانچ یا چھ  
درم کے ہیں تو اُسپر چار درم لازم ہونگے اور اگر کہا کہ مجھے ایک درم ایک درم ایک درم ہے تو اُسپر ایک ہی درم واجب  
ہوگا ایسے ہی اگر بدون واؤ کے ہزار بار تکرار کرے تو ایک ہی درم لازم آدینگا یہ سراج الوداج میں ہے۔ اگر کہا کہ فلان علی غیر  
درہم فلان شخص کا مجھے سواے درم کے ہے تو اُسپر دو درم لازم ہونگے گویا اُسے یوں اقرار کیا کہ مجھے ایک درم ہے اور اس کے  
مثل دوسرا ہے اور اگر کہا کہ فلان علی غیر الف درہم فلان شخص کا مجھے غیر ہزار درم کے ہے تو بھی اُسپر دو ہزار درم لازم آدینگے  
اور اگر زید نے کہا کہ یہ دار فلان شخص عمرو کا ہے سواے ایک حصہ کے اس دار میں سے کہ وہ خالد کا ہے پس اگر اپنے کلام سے  
ملا کر بیان کیا کہ عمرو کے اس میں سے دس کے نو حصے اور دسواں حصہ خالد کا ہے تو موافق اُس کے اقرار کے جائز رکھا جائے گا  
اور اگر ملا کر بیان نہ کیا تو پھر بعد کو اسکا بیان اس دار کے حصوں کی بابت قبول نہ ہوگا اور تمام دار عمرو کو دیکر کہا جائے گا کہ  
حبس قدر تیرا ہی چاہے اس میں سے اس مقررہ کے واسطے اقرار کر دے اور بیان کر دے کہ کس قدر حصہ ہے یہ محیط میں ہے اور اگر  
کہا کہ یہ غلام جو میرے قبضہ میں ہے یہ عمرو کا میرے پاس ودیعت ہو مگر اس میں سے آدھا خالد کا ہے تو موافق اُس کے اقرار کے رکھا  
جائیگا اسی طرح اگر اقرار کیا کہ یہ دونوں غلام عمرو کے ہیں مگر یہ غلام کہ یہ بکر کا ہے تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر کہا کہ یہ غلام عمرو  
کا ہے اور یہ دوسرا غلام عمرو کا ہے مگر پہلا غلام میرا ہے تو اسکا قول قبول نہ ہوگا اور تصدیق نہ کی جائیگی اور دونوں غلام  
عمرو کو دلائے جائینگے۔ اور اگر کہا کہ یہ غلام عمرو کا ہے مگر میرے پاس خالد کی ودیعت ہے تو غلام عمرو کو ملیگا اور خالد کو واسطے  
یہ شخص اقرار کرنے والا غلام کی قیمت ڈالڈھریگا اور اگر کہا کہ یہ غلام عمرو کا ہے اور یہ دوسرا غلام خالد کا ہے مگر پہلے کا آدھا بکر کا  
ہے اور دوسرے کا آدھا زید کا ہے تو موافق اُس کے اقرار کے جائز رکھا جائیگا اور یہی حکم گہیون اور جو اور سونے و چاندی و درم  
و عروض میں جاری ہے یہ میسوط میں ہے۔ اگر کہا کہ فلان شخص کے مجھے ہزار درم ہیں نہیں بلکہ پانچ سو درم ہیں تو اُسپر ہزار  
درم لازم آدینگے۔ اور اگر کہا کہ زید کا مجھے درم ابض نہیں بلکہ اسود ہے تو اُسپر ان دونوں میں سے جو افضل ہو وہ واجب  
ہوگا۔ اور جید اور ردی درم میں بھی یہی حکم ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ لفظ (نہیں) بلکہ جب دو مقداروں کے درمیان  
آدے پس اگر مقررہ دو شخص ہوں تو مقررہ دونوں مال لازم آدینگے خواہ دونوں کی جنس متحد ہو یا مختلف ہو۔ اور اگر مقررہ  
ایک ہی شخص ہو پس اگر جنس متحد ہو تو دونوں مالوں میں سے جو زیادہ اور افضل ہو وہ اُسپر واجب ہوگا اور اگر جنس مختلف  
ہو تو دونوں مال لازم آدینگے یہ ظہیرہ میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ مجھے عمرو کی ایک گون رومی گہیون کے آٹے کی ہے نہیں  
بلکہ حواری کی ہے تو وہ حواری میں سے قرار دیا جائے گا اور شرح شافعی میں حسن بن زیاد کی کتاب الاختلاف سے منقول  
ہے کہ اگر کہا کہ زید کی مجھے دقیق حواری ہے نہیں بلکہ خشکار ہے اُسپر حواری لازم ہوگی۔ اور اگر کہا کہ ایک کر گہیون نہیں  
بلکہ ایک کر آٹا ہے تو دو کر اُسپر لازم آدینگے یہ محیط میں ہے۔ اگر کہا کہ زید کا مجھے ایک رطل بھنشتہ ہے نہیں ایک رطل خیری  
ہے تو اُسپر دو نون لازم ہونگے اسی طرح اگر کہا کہ زید کا مجھے ایک رطل بھینس کا گھی ہے نہیں بلکہ گائے کا گھی ہے تو اُسپر  
دو رطل واجب ہونگے یہ میسوط میں ہے۔ اگر کہا کہ فلان شخص کے مجھے ہزار درم ہیں نہیں بلکہ فلان شخص دوسرے کے

تو دونوں مال اُسپر لازم آویگے۔ اسی طرح اگر فلان دوسرا شخص پہلے شخص کا مکاتب یا غلام مازون مقروض ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر غلام مقروض نہ ہو تو استحساناً ایک ہی ہزار اُسپر واجب ہوئے یہ محیط شرعی میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ مجھے عمرو کے ہزار درم ایک باندی کے دام ہیں جو اسے میرے ہاتھ فروخت کی تھی نہیں بلکہ میرے ہاتھ وہ باندی خالد نے ہزار درم کو فروخت کی تھی تو زید پر ہر ایک کے ہزار درم لازم آویگے لیکن اگر خالد اقرار کر دے کہ یہ باندی عمرو کی تھی تو استحساناً زید پر ایک ہزار درم واجب ہوئے یہ حاوی میں ہے۔ اگر کہا کہ یہ غلام عمرو کا ہے پھر کہا کہ خالد کا ہے تو عمرو کے نام ڈگری ہوگی اور اگر مقرر نہ بدون حکم قاضی عمرو کو دید یا تو خالد کی واسطے اُسکی قیمت ڈانڈ بھر گیا اور اگر بحکم قاضی دید یا تو ضامن ہوگا یہ محیط شرعی میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے یہ غلام عمرو سے غصب کیا ہے نہیں بلکہ بکر سے غصب کیا ہے تو غلام عمرو کو ملیگا اور بکر کو غلام کی قیمت دینی پڑے گی خواہ زید نے وہ غلام عمرو کو بحکم قاضی دیا ہو یا بلا حکم قاضی دیا ہو۔ اور مثل غصب کے ودیعت اور عاریت کا بھی حکم ہے اور یہ قول امام محمد رح کا ہے لیکن امام ابو یوسف رح کے نزدیک ودیعت و عاریت کی صورت میں اگر پہلے کو بحکم قاضی دید یا تو دوسرے کے واسطے ضامن ہوگا اور اگر بلا حکم قاضی دیا ہے تو ضامن ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ اگر زید نے کہا کہ یہ ہزار درم مجھے عمرو نے ودیعت دیے ہیں نہیں بلکہ بکر نے دیے ہیں اور عمرو غائب ہے پس بکر نے وہ درم لے لیے پھر عمرو حاضر ہوا پس اگر زید سے اُن درمون کے مثل درم لے لیے تو بکر پھر زید سے کچھ نہیں لے سکتا ہے اور اگر عمرو نے آکر بکر سے وہ درم لے لیے تو بکر پھر زید سے اُسکے مثل لے لیگا یہ محیط میں ہے زید کے قبضہ میں ہزار درم ہیں اُسے کہا کہ یہ درم عمرو کے ہیں پھر اسکے بعد کہا کہ نہیں بلکہ بکر کے ہیں تو یہ درم عمرو کو ملیں گے یہ محیط شرعی میں ہے اگر زید نے کہا کہ یہ دار عمرو کا ہے پھر اسکے بعد کہا کہ نہیں بلکہ خالد کا ہے تو عمرو کو ملے گا۔ اور بکر کو کچھ نہ ملیگا۔ اسی طرح اگر کہا کہ یہ دار عمرو کا ہے پھر بعد اسکے کہا کہ عمرو کا اور بکر کا ہے یا میرا اور عمرو کا ہے تو تمام دار صرف عمرو کو ملیگا۔ اور اگر پہلے ہی سے ملا کہ یوں کہا کہ یہ دار عمرو و بکر کا ہے تو دونوں کو برابر تقسیم ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ زید کے قبضہ میں ایک غلام ہے اُسے کہا کہ یہ غلام میرے پاس عمرو کا مال مضاربت ہے پھر کہا کہ عمرو نے مجھے پانچ سو درم دیے تھے میں نے اُس سے یہ غلام خریدا ہے اور عمرو نے کہا کہ بلکہ میں نے تجھے یہ غلام دیا ہے تو عمرو کا قول قبول ہوگا اور غلام اُسکو ملے گا۔ اور یہی حکم عروض و عقار و کیلی و وزنی وغیرہ چیزوں میں جاری ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے سو درم و سو دینار اور ایک کرگھون عمرو کے غصب کیے ہیں نہیں بلکہ بکر کے غصب کیے ہیں تو زید پر دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے یہ سب چیزیں لازم آویگی اور اگر یہ چیزیں معین ہوں تو سب پہلے شخص یعنی عمرو کو دلا دی جائیگی اور بکر کو اُسکے مثل دلا دی جائیگی یہ تبیین میں لکھا ہے۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے عمرو سے ہزار درم غصب کر لیے اور بکر سے سو دینار غصب کیے اور خالد سے ایک کرگھون غصب کیے ہیں نہیں بلکہ شعیب سے غصب کیے ہیں تو جس چیز کا اُسے تیسرے یعنی خالد کے واسطے اقرار کیا ہے وہی چوتھے یعنی شعیب کو ڈانڈ دینی پڑے گی یہ محیط شرعی میں ہے۔ اگر زید کے عمرو پر دس درم ابھیں اور دس درم اسودہ میں پس قرض خواہ نے کہا کہ میں نے

عہدہ محض غلام مازون ہوا اسکا مال جائیداد جائیداد ہے لہذا جبکہ ہمارے وقت میں درست گردانے میں ۱۱۵۰ بعض فقہاء و سوادیا ۱۱۵۰

تھجے ایک درم اسود وصول پایا ہے نہیں بلکہ ابض وصول پایا ہے یا اسکے برعکس کہا اور قرضہ دار نے کہا کہ دونوں تو نے  
 تھجے وصول کر لیے ہیں تو ایک درم ابض کا وصول کرنا لازم آویگا۔ اور اگر قرضہ میں دس درم اور دس دینار ہوں  
 اور قرضخواہ نے کہا کہ میں نے تھجے ایک دینار وصول پایا نہیں بلکہ ایک درم وصول پایا اور قرضہ دار نے کہا کہ نہیں بلکہ  
 تو نے ایک درم و ایک دینار وصول کیا ہے تو دونوں کے وصول پانے کا حکم کیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر زید پر  
 ایک چک میں سود درم اور دوسری چک میں سود درم ہوں اور قرضخواہ نے کہا کہ میں نے اس چک کے درم ہوں سے  
 دس درم وصول پائے ہیں نہیں بلکہ اس دوسری چک میں سے دس درم پائے ہیں تو یہ دس ہی درم قرار  
 دیے جائینگے زید کو اختیار ہے چاہے جس چک میں سے شمار کرے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر زید کے عمر پر سود درم ہوں  
 اور بکر پر دوسرے سود درم ہوں اور ہر ایک قرضہ اور دوسرے کا کفیل ہے۔ اور ہر مال علیحدہ چک میں ہو یا دونوں  
 ایک ہی چک میں تحریر ہوں پس زید نے کہا کہ میں نے عمر سے دس درم لیے ہیں نہیں بلکہ بکر سے لیے ہیں تو ہر ایک سے  
 دس درم وصول پانے لازم کیے جائینگے۔ اسی طرح اگر دو شخصوں نے یعنی عمر و بکر نے خالد کی طرف سے نعیم کے لیے  
 کفالت کی اور نعیم نے کہا کہ میں نے عمر سے دس درم پائے ہیں بلکہ اس سے پائے ہیں تو دونوں سے پانا دس  
 دس درم کا لازم کیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اگر زید کے عمر پر ہزار درم ہوں پس زید نے کہا کہ تو نے سود میں سے  
 اپنے ہاتھ سے تھجے دیے ہیں پھر کہا کہ نہیں بلکہ اپنے غلام کے ہاتھ میں یہ درم تھجے بھیج دیے ہیں تو یہ سو ہی درم قرار پائینگے۔  
 اُس سے زیادہ وصول پانا اسپر لازم نہ کیا جائیگا اور اگر عمر و کی طرف سے خالد کفیل ہو اور زید نے کہا کہ میں نے تھجے سود درم  
 پائے ہیں نہیں بلکہ تیرے کفیل خالد سے پائے ہیں تو ہر ایک سے سود درم پانے کا حکم اسپر ہوگا پھر اگر زید نے عمر و خالد ہر ایک  
 سے قسم لینی چاہی تو دونوں پر قسم نہ آویگی یہ حاوی میں ہے۔ زید نے اپنے قرضہ اور عمر و سے کہا کہ میں نے تھجے سود درم  
 وصول پائے پس عمر و نے کہا اور دس درم میں نے تھجے بھیج دیے اور ایک پڑا دس درم کو تیرے ہاتھ فروخت کیا ہے  
 اور زید نے کہا کہ تو نے سچ کہا اور یہ اسی ستون داخل ہے تو قسم سے اسی کا قول قبول ہوگا اور بعض مشائخ نے کہا کہ اگر  
 عمر و نے کہا کہ دس درم میں نے تھجے بھیج دیے الی آخر یعنی بدن لفظ اور کے بیان کیا اور زید نے تصدیق کی تو صرف زید پر  
 سود درم وصول پانا لازم ہوگا اور اگر لفظ اور کے ساتھ عمر و نے بیان کیا اور زید نے تصدیق کی تو سود درم مع ان معطوفوں  
 کے وصول پانا لازم آئیگا اور بعض مشائخ رحمہ اللہ نے کہا کہ دونوں صورتوں میں سو ہی درم وصول پانا لازم ہونگے  
 اور یہی صحیح ہے یہ محیط شرعی میں ہے۔ زید نے عمر و سے ایک متاع خریدی پھر عمر و نے کہا کہ میں نے زید سے دام وصول پایا  
 پھر کہا کہ مجھ پر زید کے ہزار درم تھے میں نے بدلا کر دیا تو عمر و کی تصدیق نہ کیجا دیگی اور اگر یوں کہا کہ میں نے تھجے استیفاء  
 من کر لیا پھر کہا کہ میں نے تیرے قرضہ سے بدلا کر دیا ہے تو تصدیق کیجا دے گی اسی طرح اگر کہا کہ تو نے مجھ سے سکی براءت  
 کر لی ہے تو بھی یہی حکم ہوگا۔ اور اگر بدلا کر ناچلے ذکر کیا اور کہا کہ میں نے اُن داموں سے تیرے قرضہ سے جو مجھ پر آتا تھا  
 بدلا کر لیا پھر کہا کہ میں نے تھجے سے دام وصول پائے ہیں تو اُس کی تصدیق کیجا دے گی۔ اور اگر یوں کہا کہ میں نے  
 تھجے سے من وصول پایا ہے نہیں بلکہ تیرے ہزار درم مجھ پر آتے تھے اُن سے بدلا کر دیا ہے تو تصدیق نہ کیجا سکی

اور اگر یوں کہا کہ میں نے تجھ سے دام بھر پائے ہیں نہیں بلکہ اس قرضہ سے جو تیرا مجھ پر آتا تھا بدلہ لاکر دیا ہے تو تصدیق  
 کیجائیگی یہ محیط میں ہے

**کیا یہ ہوان باب۔** جو مال کسی شخص کو کسی شخص سے ملا اسکا دوسرے کے واسطے اقرار کرنے اور جو مال اپنا کسی  
 شخص پر ہے اس کا دوسرے کے واسطے اقرار کرنے کے بیان میں۔ اگر زید نے کہا کہ یہ چیز مجھے عمرو نے دی ہے اور یہ  
 چیز بکر کی ہے پس اگر عمرو نے اقرار کیا کہ یہ چیز بکر کی ملک ہے اسنے مجھے زید کو دینے کا حکم کیا تھا اور بکر نے اسکی تصدیق  
 کی تو زید کو اختیار ہے دونوں میں سے جسکو چاہے واپس کر دے اور اگر بکر نے زید کو دینے کے واسطے حکم دینے سے  
 انکار کیا تو زید اسکو عمرو کو نہ دیکھا اور زید عمرو کے واسطے کچھ ضامن ہوگا۔ اور اگر عمرو و بکر ہر ایک نے اپنی ملک ہونیکا  
 دعویٰ کیا تو عمرو کو ملیگی اور بکر کے واسطے زید کچھ ضامن ہوگا اور جب زید نے عمرو کو وہ چیز واپس کر دی تو خواہ عمرو  
 مالک ہو یا نہ زید بری ہو گیا یہ محیط سخری میں ہے۔ زید کے پاس ہزار درم ہیں اسنے کہا کہ یہ ہزار درم عمرو کے ہیں اور مجھے  
 خالد نے دیے ہیں پس اگر خالد نے اقرار کیا کہ یہ ہزار درم عمرو کے ہیں اور میں نے اسے حکم سے زید کو دیے ہیں تو ہزار درم  
 عمرو کے ہونگے اور اگر خالد نے اس سب سے انکار کیا اور ہزار درم پر اپنی ملک کا دعویٰ کیا تو زید یہ درم عمرو  
 کو دیوے خالد کو نہ دے پھر اگر بدون حکم قاضی کے عمرو کو دیے ہیں تو خالد کے واسطے ضامن ہوگا بشرطیکہ خالد  
 یہ قسم کھائے کہ واٹھ میں عمرو کی طرف سے یہ ہزار درم زید کو دینے کے واسطے نامور نہ تھا۔ اور اگر اسنے اس قسم سے  
 نکل کر کیا تو زید کچھ ضامن ہوگا۔ اور اگر زید نے حکم قاضی عمرو کو دیے ہوں تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک  
 خالد کے واسطے ضامن ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ضامن ہوگا یہ محیط میں ہے۔ زید کے قبضہ میں ایک ہانڈی  
 ہے اسنے کہا کہ یہ عمرو کی ہے اسنے مجھے ودیعت دی ہے پھر کہا کہ بلکہ خالد کی ہے اسنے مجھے ودیعت دی جو اسی کی ہے تو عمرو  
 کے نام ڈگری ہوگی یہ محیط سخری میں ہے۔ نوادر بن سماعہ میں امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ زید کے پاس  
 ہزار درم ہیں اسنے کہا کہ یہ درم عمرو کے ہیں مجھے خالد نے ودیعت رکھنے کو دیے ہیں اور عمرو نے کہا کہ یہ میرے ہیں تو نے  
 مجھے غصب کر لیے ہیں تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں یہ درم عمرو کو دلاؤنگا پھر اگر خالد آیا اور اسنے عمرو کے درم  
 ہونے سے انکار کیا تو زید دوسرے ہزار درم خالد کو ڈانڈ دیکھا اور عمرو سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہے یہ محیط میں ہے  
 اگر زید نے کہا کہ یہ ہزار درم عمرو کے ہیں خالد نے مجھے قرض دیے ہیں اور دونوں نے اپنی اپنی ملک کا دعویٰ کیا تو یہ درم  
 عمرو کو دلائے جائینگے اور خالد کے زید پر دوسرے ہزار درم لازم ہونگے یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر زید کے قبضہ میں ایک  
 غلام ہو اس نے کہا کہ یہ غلام عمرو کا ہے میرے ہاتھ اسکو خالد نے بیچا ہے اور عمرو خالد ہر ایک نے غلام کا  
 دعویٰ کیا تو غلام عمرو کو دلا یا جائے گا بشرطیکہ وہ قسم کھائے کہ میں نے خالد کو فروخت کرنے کا حکم نہیں دیا تھا اور  
 بائع کے دامون کی ڈگری زید پر ہوگی یہ بیسوط میں ہے۔ متقی میں عیسیٰ بن ابان نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ  
 زید کے قبضہ میں مال ہے اسنے کہا کہ مجھے آدھے نفع کی مضاربت پر عمرو نے دیا ہے حالانکہ عمرو غائب ہے پھر زید نے کہا کہ کچھ  
 میں نے اقرار کیا تھا کہ یہ مال عمرو کا ہے اسنے آدھے نفع کی مضاربت پر مجھے دیا ہے سب میں نے باطل کیا اس مال میں اسکا کچھ

نہیں ہے مال خالد کا ہے اُس نے مجھے آدھے نفع کی مضاربت پر دیا ہے اور یہ خالد حاضر ہے اُس نے تصدیق کی کہ میں نے تجھے دیا ہے تو اس مال سے خرید و فروخت کر اور نفع اٹھاپس زید نے خرید اور نفع اٹھا یا پھر عمرو آیا تو یہ مال اُسی کا مضاربت پر قرار دیا جائیگا اور جو کچھ نفع آیا ہو وہ زید اور عمرو کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہوگا اور خالد کو کچھ نہ ملیگا لیکن زید اُس کے مثل مال خالد کو ڈانڈ دیگا۔ اور یہی حکم ودیعت میں جاری ہے اگر زید نے کہا کہ یہ مال میرے پاس عمرو کی ودیعت ہے حالانکہ عمرو غائب ہے پھر کہا کہ میں نے اپنا اقرار باطل کیا یہ مال میرے پاس خالد کی ودیعت ہے پھر وہ مال زید کے پاس تلف ہو گیا تو عمرو کے واسطے ضامن نہ ہوگا اور خالد کے واسطے ضامن ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ یہ ہزار درم عمرو کے ہیں اُس نے درم میرے پاس خالد کے ہاتھ ودیعت رکھنے کو بھیجے ہیں اور دونوں نے اپنی اپنی ملک ہونے کا دعویٰ کیا تو عمرو کو ملین گے لیکن اگر عمرو کے کہ میرے نہیں ہیں تو خالد کو ملینگے اور خالد اپنی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ مال معین اپنے مرسل یعنی بھیجے والے کے غائب ہونے کی حالت میں واپس کر لے یہ محیط خسر میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ یہ ٹو عمر و کا ہے اُس نے خالد کے ہاتھ میرے پاس بھیجا تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ یہ ٹو عمر و کو واپس دے اور زید کو اُسکی قیمت خالد کو دینی بڑی بشرطیکہ خالد اپنی ملک ہونے کا دعویٰ کرنا ہی اور زید نے بدون حکم قاضی کے عمرو کو دیدیا ہو۔ اور اگر حکم قاضی دیدیا ہے تو ضامن نہ ہوگا اور امام اعظم رحمہ اللہ کے قیاس تول پر خالد کے واسطے کچھ ضامن نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ غلام جو میرے قبضہ میں ہے عمرو کا ہے عمرو نے اُسکو خالد سے غصب کر لیا ہے تو عمرو کے نام غلام کی ڈگری ہوگی اور خالد کے واسطے زید پر کچھ ڈگری بابت غلام کے نہوگی خواہ زید نے وہ غلام عمرو کو حکم قاضی دیا ہو یا بلا حکم قاضی دیا ہو یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ لڑکا عمرو کا بیٹا ہے میں نے اُسکو خالد سے غصب کر لیا ہے اور عمرو نے لڑکے کی نسبت اپنے بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا اور خالد نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے تو عمرو کی ڈگری ہوگی اور لڑکا آزاد اور عمرو سے ثابت نسب قرار پاویگا اسی طرح اگر زید نے کہا کہ یہ لڑکا عمرو کا بیٹا ہے اُسے اُسکو میرے پاس خالد کے ساتھ بھیجا ہے تو یہ لڑکا عمرو کا بیٹا قرار پاویگا اگر وہ دعویٰ کرے اور اپنی یعنی خالد کا نہوگا یہ ميسوط میں ہے۔ ایک درزی نے اقرار کیا کہ یہ کپڑا جو میرے قبضہ میں ہے عمرو کا ہے مجھے خالد نے سپرد کیا ہے حالانکہ دونوں میں سے ہر ایک اپنی اپنی ملک کا دعویٰ کرتا ہے تو کپڑا عمرو کا قرار دیا جائیگا اور یہی حکم رنگر نزودھونی و سونار وغیرہ تمام کاریگروں کا ہے اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک درزی دوسرے کے واسطے یعنی خالد کے واسطے کچھ ضامن نہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ یہ کپڑا مجھے قمیص قطع کرنے کے واسطے خالد نے دیا ہے حالانکہ یہ کپڑا عمرو کا ہے اور دونوں نے اُسکا دعویٰ کیا تو اُسکو ملیگا جس نے زید کے سپرد کیا ہے دوسرے کو کچھ نہ ملیگا کذا فی الحادی۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے یہ کپڑا عمرو سے عاریت مانگا اُس نے خالد کے ہاتھ میرے پاس بھیج دیا ہے تو عمرو کو ملیگا۔ اور اگر یوں کہا کہ خالد نے مجھ کو یہ کپڑا عمرو سے عاریت لا دیا ہے اور دونوں نے دعویٰ کیا تو خالد کو دیا جائیگا یعنی اپنی کو یہ محیط خسر میں ہے۔ کتاب الاصل میں ہے کہ اگر زید کے عمرو پر ہزار درم قرض کے اُسکا نام سے ایک چاک میں تحریر میں پھر زید نے اقرار کر دیا کہ جو مال اس چاک میں ہے وہ خالد کا ہے تو یہ جائز ہے اور وصول کرنے کا حق وکیل کو حاصل ہوگا موکل وصول نہیں کر سکتا ہے لیکن اس صورت سے وصول کر سکتا ہے کہ وکیل اُسکو وکیل

کرے اور قضا باسے اہل کوفہ میں مذکور ہے کہ مقررہ کو بدون مقرر کی طرف سے وکیل مقرر ہونے کے وصول کرنے کا اختیار ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ کتاب الاصل میں جو حکم مذکور ہے وہ اُس صورت پر محمول ہے کہ جب مقرر نے اقرار کیا ہو کہ سبب قرض کا مباشر ہی مقرر میری اجازت اور وکیل مقرر کرتے سے ہوا ہے اور اگر مقرر نے اس سے انکار کیا کہ میں نے اُسکو سبب قرض کے مباشر ہونے کی اجازت دی ہے تو وصول کرنے کا حق مقرر کو حاصل ہوگا مقرر کو حاصل نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ جو کچھ میرا قرضہ عمر و پر ہے وہ بکر کا ہے اور زید کے عمر و پر سودرم ایک چک میں اور دس دینار دوسری چک میں تھے پس زید نے کہا کہ میں نے اپنے اقرار میں صرف درم ہی مراد لیتے تھے لیکن بکر نے دونوں کا دعویٰ کیا تو دونوں قرضے بکر کو ملینگے اور اگر زید غائب ہو گیا تو بکر کو عمر و سے مال کا تقاضہ کرنے کا اختیار نہیں ہے اور اگر عمر و نے اقرار کر لیا کہ زید نے بکر کے واسطے اس قرضہ کا اقرار کیا ہے تو عمر و پر بکر کو دینے کے واسطے جبر نہ کیا جائیگا اور اگر عمر و نے بکر کو دیدیا تو بری ہو جائیگا اگر زید کے عمر و پر ہزار درم ہوں اُسے اقرار کیا کہ اس میں سے آدھے بکر کے ہیں تو جائز ہے اور زید ہی وصول کرے اُس میں سے آدھے بکر کو دیگا اور اگر بکر نے زید پر ضمان کا دعویٰ کیا اور کہا کہ یہ میری بلا اجازت واقع ہوا اور زید نے کہا کہ تیری اجازت سے ہے تو مقرر کا قول قبول ہوگا اور اُس پر ضمان نہ آوے گی اور اگر اجازت کا دعویٰ کیا تو مقرر ضامن ہوگا بشرطیکہ بکر قسم کھائے کہ میں نے اجازت نہیں دی تھی اسی طرح اگر یہ امر مسلم یا بیع یا کسی کیلی یا ورنہ چیز کے غصب میں واقع ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ کذا فی الحادی۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ جو میری ودیعت عمر و کے پاس ہے وہ خالد کی ہے تو جائز ہے اور خالد کو عمر و سے لینے کا اختیار نہیں ہے لیکن زید اُس سے لیکر خالد کو دیگا اور اگر عمر و نے خالد کو دیدیا تو وہ بری ہو گیا اور اگر زید کی عمر و کے پاس چند چیزیں ودیعت ہوں اور زید نے کہا کہ میں نے اپنے اقرار میں بعض چیزیں مراد لی ہیں تو اُسکی تصدیق نہ کی جائیگی اور اگر عمر و نے کہا کہ مجھے زید نے کچھ ودیعت نہیں دی ہے اور خالد نے کہا کہ میری بلا اجازت تھے ودیعت دی ہے تو زید ضامن ہوگا بشرطیکہ خالد قسم کھائے کہ میری بلا اجازت اُس نے ودیعت دی ہے اور اگر خالد نے اجازت کا اقرار کیا اور عمر و نے کہا کہ میں نے یہ ودیعت زید کو واپس دیدی یا خالد کو واپس دیدی یا میرے پاس ضائع ہو گئی تو قسم سے اُسی کا قول قبول ہوگا لیکن اس بات میں خصوصیت اور قسم لینے کا حق زید کو حاصل ہوگا بشرطیکہ اُس نے خالد کی اجازت سے عمر و کو ودیعت دی ہو یہ مبسوط میں ہے

**باب بارہواں** اپنے اقرار کو ایسے حال کی طرف نسبت کرنے کے بیان میں کہ جس حال میں اقرار صحیح نہیں اور اسکا حکم ثابت نہیں ہوتا ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے اپنی حالت نابالغی میں بکر کے واسطے ہزار درم کا اقرار کیا ہے اور بکر نے کہا کہ تمہیں بلکہ تو نے بعد بلوغ کے میرے واسطے یہ اقرار کیا ہے تو قسم سے مقرر کا قول قبول ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ میں نے سوتے میں بکر کے واسطے ایسا اقرار کیا ہے یا ایسی عمر میں اقرار کیا ہے کہ میری قسم اسوقت معتبر نہ تھی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کہا کہ میں نے ایسی حالت میں اقرار کیا ہے کہ سبب برشام یا لم کی بیماری کے میری عقل جاتی رہی تھی پس اگر یہ بات دریافت ہو کہ اُسکو یہ مصیبت بیماری کی اس طور سے ہو چکی تھی تو اُسپر کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر یہ بات دریافت نہ ہو تو مال کا ضامن ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے حالت نابالغی میں نکاح کیا ہے اور عورت نے

لے زنا نام ایک کتاب جاری ہوئی ہے جسکے سبب سے آدمی کے حوالے آئے ہیں ان کا نشانہ ہوا ہے

کہا کہ نہیں بلکہ تو نے ایسے حال میں نکاح کیا ہو کہ تو اس وقت بالغ تھا تو شوہر کا قول قبول ہو گا اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے مجوسی ہونے کی حالت میں نکاح کیا ہو اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ تو نے مسلمان ہونے کی حالت میں مجھ سے نکاح کیا ہے تو عورت کا قول قبول ہو گا یہ محیط میں ہے۔ اگر عورت نے اقرار کیا کہ میں نے اس مرد سے اپنی باندی ہونے کی حالت میں نکاح کیا ہو اور وہ عورت پہلے باندی تھی پھر آزاد ہو گئی اور شوہر نے کہا کہ میں نے اس سے بعد آزادی کے پاس سے پہلے نکاح کیا ہو تو دونوں برابر میں نکاح بالاتفاق جائز ہے اور اگر یہ عورت پہلے مجوسیہ ہو پھر مسلمان ہو گئی اور اقرار کیا کہ میں نے اس مرد سے اپنے مجوسی ہونے کی حالت میں نکاح کیا ہو اور مرد نے کہا کہ میں نے اس کے مسلمان ہونے کے بعد اس سے نکاح کیا ہو تو مرد کا قول مقبول ہو گا۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے تجھے تیری نابالغی کی حالت میں یا سوتے میں نکاح کیا ہے یا ایسی حالت میں نکاح کیا ہے کہ میں مغلوب العقل تھی اور مغلوب العقل ہو جانا عورت کا دریافت بھی ہوا ہے تو عورت کا قول قبول ہو گا کذا فی الحدیث۔ جو رد و مرد میں سے ایک نے اقرار کیا کہ نکاح غیر شوہر کی عدت میں واقع ہوا یا غیر کے نکاح قائم ہونے کی حالت میں یا بدولت گواہوں کے واقع ہوا یا اسکے پاس چار منگو جو موجود تھیں ان میں سے ایک نے واقع ہوا یا اس عورت کی بہن اس مرد کے نکاح میں تھی اس وقت اس عورت سے نکاح ہوا یا اس کی بہن کی عدت کے زمانہ میں نکاح ہوا ہو تو دونوں میں سے جو شخص ان امور کا مدعی ہو اس کا قول قبول ہو گا پس اگر شوہر ان امور کا مدعی ہو تو اسکے اقرار سے دونوں میں جدائی کرادی جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے اس غلام کو اپنی نابالغی میں مکاتب کیا ہے اور غلام نے کہا کہ نہیں بلکہ حالت بلوغ میں تو نے مجھے مکاتب کیا ہو تو زید کا قول قبول ہو گا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ مرد سے میں نے یہ چیز اپنے لوطیہ میں لی یا ایسی حالت میں لی کہ میری عقل جاتی رہی تھی تو دونوں حالوں میں اُسپر مال لازم ہو گا یہ محیط شخصی میں ہے۔ اگر کسی آزاد نے اقرار کیا کہ میں نے عمر کے واسطے اپنے اوپر ہزار درم کا اقرار اپنے غلام ہونے کی حالت میں کیا ہو تو اُسپر مال لازم ہو گا۔ اسی طرح اگر حربی نے اسلام لانے کے بعد اقرار کیا کہ میں نے زید کے واسطے ہزار درم کا اقرار اس وقت کیا تھا کہ جب میں امان لیکر دارالاسلام میں آیا ہوں تو مال اُسپر لازم ہو گا اسی طرح اگر کہا کہ فلان مسلم دارالحرب میں امان لیکر ہمارے یہاں آیا پس میں نے اسکے لیے اس قدر مال کا اقرار کیا تھا تو مال اُسپر لازم ہو گا اور اسی طرح اگر کہا کہ میں نے زید کے واسطے ہزار درم کا اقرار دارالحرب میں کیا تھا اور فی الحال وہ دارالاسلام میں ہے تو مال اُسپر لازم ہو گا یہ محیط میں ہے۔ اگر آزاد یا غلام نے کہا کہ میں نے زید کے واسطے ہزار درم کا اقرار کیا ہے حالانکہ زید غلام ہے تو مقر پر مال لازم ہو گا یہ محیط شخصی میں ہے۔ اگر حربی مستامن نے دارالاسلام میں کسی مسلمان کے واسطے قرضہ کا اقرار کیا تو اُسپر لازم ہو گا پس اگر اُسے کہا کہ تو نے دارالحرب میں مجھے اُدھار دیا ہے اور مسلمان نے کہا کہ دارالاسلام میں دیا ہے تو قرضہ اُسپر لازم رہیگا خواہ اس کلام کو اقرار سے ملا کر کہے یا جدا بیان کرے اسی طرح اگر حربی مستامن کسی دوسرے حربی مستامن یا ذمی کے واسطے اقرار کرے تو بھی یہی حکم ہے اسی طرح اگر کسی معین چیز کی نسبت جو اُسے قبضہ میں ہو اقرار کیا کہ یہ مسلمان یا حربی مستامن یا ذمی کی چیز ہے یہی حکم ہے۔ اور حربی مستامن کی طرف سے نکاح و طلاق و عتاق اور بچہ کے نسب اور جراحات اور حد قذف اور اجارہ اور کفالت وائے اشباہ کا اقرار جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر زید نے اپنے غلام کو آزاد کیا پھر

۱۲۱  
لے وہ لازم دار الحرب کا ہے والا ہے اگرچہ عدت کے واسطے امان لیکر دارالاسلام میں داخل ہوا



کہا کہ جب تو میرا غلام تھا تب میں نے تیرا ہاتھ کاٹا تھا اور غلام نے کہا کہ بعد آزادی کے کاٹا ہی تو امام عظیم و امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک غلام کا قول مقبول و زید ضامن ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی حربی مسلمان ہو گیا یا ذمی بن کر رہا پھر ایک مسلمان نے کہا کہ میں نے تیرا ہاتھ کاٹا اور حالیکہ تو حربی دارالحرب میں تھا یا اسقدر تیرا مال لے لیا در حالیکہ تو حربی دارالحرب میں تھا اور حربی نے کہا کہ جو کچھ تو نے کیا سب میرے مسلمان ہوتے یا ذمی بن جاتے کے بعد دارالاسلام میں کیا ہی تو شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک حربی کا قول مقبول اور مسلمان ضامن ہوگا اسی طرح اگر حربی مسلمان ہو گیا اور ایک مسلمان سے کہا کہ میں نے تیرا ہاتھ کاٹا یا تیرا اسقدر مال لیا اُس حالت میں کہ میں دارالحرب میں تھا اور مسلمان نے کہا کہ میں جو کچھ تو نے کیا سب دارالاسلام میں مسلمان ہوتے کے بعد کیا ہی تو شیخین کے نزدیک مسلم کا قول مقبول اور حربی ضامن ہوگا اور اس پر اجماع ہے کہ اگر مال مقرر کے پاس ان صورتوں میں بعینہ قائم ہو تو انکو واپس کر دینے کا حکم کیا جائیگا اور بھی اجماع ہے کہ اگر اپنی باندی سے کہا حالانکہ اُسے آزاد کر چکا ہے کہ میں نے تجھے آزاد کرنے سے پہلے و طی کی ہو اُسے کہہ کہ نہیں بلکہ بعد آزاد کرنے کے و طی کی ہو تو مولیٰ کا قول مقبول ہوگا اور وہ ضامن نہ ہوگا اور بھی اجماع ہے کہ اگر اپنے غلام کو آزاد کرنے کے بعد اُس سے کہا کہ میں نے تجھے ماہوار سی بھاڑا تیرے غلام ہونے کی حالت میں لیا ہے اور غلام نے کہا کہ نہیں بلکہ آزادی میں لیا ہی تو مولیٰ کا قول مقبول ہوگا اور وہ ضامن نہ ہوگا اور بھی اجماع ہے کہ اگر اپنے غلام کو آزاد کیا اُسے کسی شخص سے کہا کہ میں نے تیرا ہاتھ اپنے غلام ہونے کی حالت میں کاٹا ہے اُس شخص نے کہا کہ نہیں بلکہ آزاد ہو جانے کے بعد کاٹا ہی تو مقرر کا قول مقبول ہوگا اور وہ ضامن نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اپنی باندی کو آزاد کر دیا پھر کہا کہ میں نے تجھ سے یہ بچہ آزاد کرنے سے پہلے لیا ہے اُسے کہہ کہ نہیں بلکہ بعد آزادی کے لیا ہی تو باندی کو واپس کر دے اور وہ بچہ آزاد ہو اور اگر یہ نہ کیا کہ میں نے تجھ سے لیا ہی تو واپس نہ کرے گا۔ اور اگر کہا کہ میں نے تجھ سے یہ بچہ چھنے کے بعد آزاد کیا ہی اُسے کہہ کہ نہیں بلکہ پہلے آزاد کیا ہی تو بچہ کے قبض کا قول مقبول ہوگا اور یہی حکم کتابت کی صورت میں ایسا واقع ہونے میں ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے امالی میں فرمایا کہ اگر بچہ دونوں کے قبضہ میں ہو تو عورت کا قول اور اگر دونوں کے پاس گواہ ہوں تو عورت کے گواہ قبول ہونگے و لیکن مدبر کر دینے کی صورت میں ایسے اختلاف میں مولیٰ کا قول مقبول ہوگا یہ محیط شرعی میں ہے۔ اگر زید نے اپنا غلام آزاد کیا پھر عمر و نے اقرار کیا کہ میں نے ہزار درہم اس غلام سے اسکے غلام ہونے کی حالت میں لیے ہیں اور غلام نے کہا کہ تو نے بعد آزادی کے مجھے لیے ہیں تو غلام کا قول مقبول ہوگا۔ اسی طرح اگر غلام کو مکاتب کیا پھر یہ اقرار و اختلاف واقع ہوا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر زید نے اس غلام کو فروخت کیا پھر ایک شخص نے اقرار کیا کہ میں نے اس غلام سے سو درہم اسوقت غصب کیے جب یہ زید کا غلام تھا اور دوسرے مالک نے کہا کہ نہیں تو نے اسوقت غصب کیے ہیں جب میرا غلام تھا تو دوسرے کو مال ملیگا اور یہی حکم حراجات کے اقرار و اختلاف میں ہے یہ حاوی میں ہے اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے عمر و کی آنکھ عذا بھوڑ دی پھر اُس کے بعد زید کی آنکھ جاتی رہی اور عمر و نے کہا کہ تو نے میری آنکھ بھوڑی در حالیکہ تیری آنکھ ثابت تھی اور زید نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے تیری آنکھ بھوڑی در حالیکہ میری آنکھ جا چکی تھی تو عمر و کا قول مقبول ہوگا یہ بیسوط میں ہے۔ اگر اقرار کیا کہ میں نے اپنے غلام ہونے کی حالت میں زید کے ولی کو قتل کیا ہی اور زید نے کہا کہ نہیں بلکہ بعد آزادی کے تو نے قتل کیا ہے تو اس پر کچھ

لازم نہ آوے گی یہ محیط شخصی میں ہے۔ اگر دو متفاوضین میں سے ایک نے اقرار کیا کہ دوسرے پر شرکت سے پہلے کا زید کا قرضہ ہے اور اس دوسرے نے انکار کیا اور زید نے دعویٰ کیا کہ یہ قرضہ حالت شرکت کا ہے تو دونوں کے ذمہ لازم ہوگا اور اگر ایک نے اقرار کیا کہ یہ قرضہ شرکت سے پہلے کا ہے تو چھپے ہوئے شریک پر نہیں ہوگا اور زید نے شرکت میں ہونیکا دعویٰ کیا تو مال اُس پر اور اُس کے شریک پر لازم ہوگا اور اگر باہم سب نے تصدیق کی کہ یہ قرضہ شرکت سے پہلے کا ہے تو دونوں میں سے کوئی دوسرے کے حصہ قرضہ کے واسطے ماخوذ نہ ہوگا۔ اور اگر دونوں میں سے کوئی مگر یا دونوں جدا ہو گئے پھر ایک نے شرکت میں قرضہ دونوں پر ہونے کا اقرار کر دیا تو خاص اُسی پر لازم آدیکا کذا فی احادی۔ اور اگر مسلمان نے مقبوضہ شراب یا سور کا کسی ذمی کے لیے اقرار کیا تو جائز ہے اسی طرح اگر ذمی نے کسی مسلمان کے واسطے معین موجودہ شراب یا سور کا اقرار کیا تو بھی جائز ہے اور اگر مستہلک شراب یا سور کا اقرار کیا تو اُس پر کچھ لازم نہ آوے گا۔ اور اگر مسلمان نے کسی ذمی کے واسطے ایسی شراب یا سور کا اقرار کیا جو تلف کر دی ہے تو اُس پر قیمت اُسکی واجب ہوگی۔ اور اگر کوئی ذمی مسلمان ہو گیا پھر دوسرے ذمی نے اقرار کیا کہ میں نے اسکا سور اسکے اسلام کے بعد تلف کر دیا اور مسلم نے کہا کہ تو نے میرے مسلمان ہونے سے پہلے تلف کیا ہے تو یقیناً روح کے نزدیک ذمی اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اُس پر ضمان نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی ذمی نے شراب کے تلف کر دینے کا اس طرح اقرار کیا کہ میں نے اپنے حربی ہونے کی حالت میں یہ شراب تلف کر دی یا تیرے حربی ہونے کی حالت میں تلف کر دی ہے اور مخاطب کا حربی ہونا اس سے پہلے دریافت ہوا ہے تو اس میں بھی اختلاف مذکور واقع ہے یہ مبسوط میں ہے

**پیرھوان باب۔** اُن صورتوں کے بیان میں جو شرکت کا اقرار ہوتی ہیں اور جو نہیں ہوتی ہیں اور اپنی اور دوسرے شخص کی مشترکہ چیز میں اقرار کرنے اور اپنے اور دوسرے پر اقرار کرنے اور کسی چیز کا اپنے اور دوسرے کے واسطے ملک کا اقرار کرنے کے بیان میں۔ اگر کسی کے قبضہ میں ایک غلام ہے اُسے کہا کہ زید کی اس میں شرکت ہے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک زید کو اسکا آدھا ملک اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مقدار بیان کرنے میں مقرر کا قول قبول ہوگا اور اس پر اتفاق ہے کہ اگر یون کہہ کہ زید اس غلام میں میرا شریک ہے یا یہ غلام میرے اور زید کے درمیان مشترک ہے یا یہ غلام میرا اور زید کا ہے تو دونوں میں برابر تقسیم ہوگا اور اگر اپنے اقرار سے ملا کہ زید دسویں حصہ کا شریک ہے تو اُسی کا قول قبول ہوگا یا یون کہہ کہ یہ غلام میرا اور زید کا ہے میرا دو تہائی ہے اور زید کا ایک تہائی ہے تو بھی اسی کا قول لیا جائیگا۔ اگر کہا کہ یہ غلام میرا اور میرے ساتھ فلان و فلان اسمین شریک ہیں تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک برابر تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مقدار بیان کرنے میں مقرر کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ زید نے کہا کہ عمر و کے اس غلام میں ہزار درہم ہیں تو غلام زید کا ہوگا اور ہزار درہم عمر و کے اُسکی گردن پر قرضہ ہو گئے و لیکن اگر اُسکے اقرار میں کوئی ایسا لفظ ہو جس سے غلام کی ذات میں شرکت ثابت ہو۔ مثلاً یون کہے کہ میں نے یہ غلام خریدا اسمین عمر و کے ہزار درہم ہیں تو شرکت ہو سکتی ہے۔ اور اگر کہا کہ عمر و کے اس کپڑے میں ہزار درہم ہیں اور ایسا کوئی لفظ نہ ہو لاجس سے کپڑے میں شرکت ثابت ہو تو یہ شرکت نہوگی بلکہ کپڑے میں سے ہزار درہم

عمر کو ملینگے اور اگر کہا کہ اس بزدون میں عمر کے ہزار درم ہیں تو اس میں سوائے شرکت کے کوئی صورت نہیں ہے پس شرکت  
 اقرار دیکھا ویکے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی دار میں ایک بیت معین کی نسبت ایک شریک نے دوسرے شریک کے واسطے  
 اقرار کر دیا تو فی الحال یہ اقرار نہیں صحیح ہو مگر دار کو تقسیم کرنے کے بعد اگر یہ بیت مقرر حصہ میں پڑے تو دوسرے شریک  
 کے سپرد کر دیا اور اگر وہ بیت اُسکے شریک کے حصہ میں آیا تو مقرر کا حصہ اُسکے اور شریک مقرر کے درمیان موافق دونوں  
 کے حق کے تقسیم ہوگا کہ اس میں مقرر اس بیت کے تمام گزروں سے اور مقرر باقی دار کے نصف سے سوائے اس بیت کے  
 حصہ دار ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی خاص راستہ یا دیوار کا اقرار کیا تو بھی ایسا ہی ہوگا اور یہ شیخین رح کے نزدیک ہے اور  
 امام محمد رح کے نزدیک مقرر بیت کے آدھے گزروں سے اور مقرر نصف باقی دار سے حصہ دار ہوگا مثلاً اگر دار کے سو گز ہوں  
 اور بیت دس گز کا ہو تو شیخین رح کے نزدیک مقرر دس گز سے اور مقرر پینتالیس گز سے شریک ہوگا پس دار دونوں میں  
 گیارہ حصوں پر تقسیم ہوگا دو حصہ مقرر کو اور نو حصہ مقرر کو ملینگے اور امام محمد رح کے نزدیک مقرر کو پانچ اور مقرر کو پینتالیس گز  
 کا حق ہو پس اُسکو مقرر کے حصہ کا دسواں دیا جائیگا اسی طرح اگر دو شریکوں میں سے ایک نے ایک دار مشترک کے خاص بیت کی  
 دوسرے شریک کی واسطے وصیت کی اور مر گیا تو بھی یہی صورت تقسیم کی ہوگی یہ محیط شخصی میں ہے۔ اگر ایک حمام دو شریکوں میں  
 مشترک ہو ایک نے اقرار کیا کہ اس میں سے درمیان بیت دوسرے شخص کا ہے یعنی کسی ثالث اجنبی کے لیے اقرار کیا تو جائز نہیں  
 ہے اور مقرر کو اختیار ہے کہ مقرر اس بیت کی آدھی قیمت ڈال دے **قلت** اسوجہ سے آدھی قیمت لیا کہ تمام بیت مقرر کا نہیں  
 ہو بلکہ وہ آدھے کا شریک ہے سوائے آدھے میں اقرار جائز ہے مگر چونکہ مشترک ہے اس واسطے عین میں جائز نہیں قیمت میں جائز ہے  
 واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور اگر نصف حمام یا تہائی حمام کا دوسرے شخص غیر کی واسطے اقرار کیا تو جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ ایک تلوار دو شخصوں  
 میں مشترک ہو اُسکا حلیہ چاندی کا ہو پس ایک نے اقرار کیا کہ اُسکا حلیہ زید کا ہو تو یہ اقرار اُسکے شریک پر جائز ہوگا اور مقرر کو  
 حلیہ کی آدھی قیمت ڈھلے ہوئے سونے سے ادا کریگا۔ اسی طرح اگر کسی بیت مشترک کے شہید کا دوسرے کی واسطے اقرار کیا تو مقرر کو  
 اُسکی آدھی قیمت دیگا۔ اسی طرح اگر ایک دیوار مشترک کی اینٹوں یا ستون یا چوکھٹا دروازہ کا جو مشترک ہے کسی کی واسطے اقرار  
 کر دیا تو بھی یہی صورت ہو یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر ایک گھڑی پیردون کی دو شخصوں میں مشترک ہے اس میں سے ایک خاص  
 کپڑے کا کسی شخص کے واسطے اقرار کیا تو اس کپڑے میں سے جب قدر حصہ مقرر کا ہو گا وہ مقرر کو ملیگا کذا فی المبسوط۔ اور باندی  
 غلام و حیوانات کا بھی یہی حکم ہے کذا فی الحاوی۔ ایک دار دو شخصوں میں مشترک ہے پس ایک نے کہا کہ تمام دار سے دسواں  
 میرے حصہ کا زید کا ہے تو جائز ہے اور دار کے دس حصہ کیے جاویں گے اس میں سے پانچ حصہ مقرر کو دیے جاویں گے اور اُسے تمام دار سے  
 دسویں حصہ کا زید کے واسطے اقرار کیا ہے اس واسطے ایک حصہ ان پانچ حصوں میں سے زید کو ملیگا اور چار حصہ مقرر کے پاس رہیں گے  
 اور اگر یوں اقرار کیا کہ تمام دار کا جو تھا زید کا ہے اور باقی ہم دونوں میں مشترک ہے اور شریک نے اس سے انکار کیا تو مقرر  
 کا حصہ اُسکے اور مقرر کے درمیان پانچ حصوں میں تقسیم ہوگا تین مقرر کو اور دو حصہ مقرر کو ملینگے یہ محیط شخصی میں ہے۔ اگر ایک  
 دو شخصوں میں مشترک ہے ایک نے ایک بیت معین کا زید کے واسطے اقرار کیا اور شریک نے اس سے انکار کیا مگر شریک نے  
 دوسرے بیت معین کا اقرار کیا اور پہلے شریک نے اس سے انکار کیا تو دار دونوں میں برابر تقسیم ہوگا جسکے حصہ میں اُس کا

نہ جائز اور بیان مردہ زبور اگر کس کو غیور کے متعلق ہوتا ہے ۱۲

بیت آیا کہ جس کا اُسے مقرہ کے واسطے اقرار کیا ہو تو وہ بیت مقرہ کو دیدیگا اور اگر اُس کے حصہ میں نہ آیا تو اُس کا حصہ اُس کے اور مقرہ کے درمیان اُس بیت اور باقی آدمے دار پر سواے بیت کے تقسیم ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ ایک دار دو شخصوں عمرو و خالد میں مشترک ہو پھر ایک عمرو نے اقرار کیا کہ یہ دار ہم دونوں اور زید کے درمیان تین تہائی ہے اور خالد دوسرے شریک نے اقرار کیا کہ یہ دار ہم دونوں اور زید اور بکر کے درمیان چار حصے برابر ہے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کے موافق جس پر دونوں نے اتفاق کیا ہو یعنی زید و خالد کے پاس آویگا اور جو کچھ اُس کے قبضہ میں ہو اُس کا جو تھائی لے لیگا اور یہ جو تھائی عمرو کے مقبوضہ میں ملا کر دونوں برابر بانٹ لینے اور جب قدر خالد کے پاس بچا وہ اُس کے اور بکر کے درمیان برابر تقسیم ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ کے قول کے موافق زید و خالد کے مقبوضہ میں سے پانچواں حصہ لیگا اور باقی قول مثل قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے ہے یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے۔ اگر ایک قوم کا ایک راستہ خاص ہو اور اس پر ایک دروازہ لگا ہو اسی قوم کے ایک شخص نے کسی غیر شخص کے واسطے اس راستہ میں اقرار کیا تو اُس کا اقرار باقی شریکوں پر جائز ہوگا اور جب تک باہم تقسیم نہ کریں تب تک مقرہ اس راستہ سے گذر نہیں کر سکتا ہے اور اگر بعد قسمت کے وہ موضع اُس مقرہ کے حصہ میں بڑا تو یہ اقرار اس پر جائز ہوگا اور اگر دوسرے کے حصہ میں آیا تو مقرہ کو اختیار ہوگا کہ مقرہ کے حصہ میں سے بقدر حصہ اس راستہ کے بٹالیوے یہ حاوی میں ہے۔ ایک نہر تین آدمیوں میں مشترک ہو ایک شریک نے دسویں حصہ نہر کا زید کے واسطے اقرار کیا تو اسکی دو صورتیں ہیں اگر یوں اقرار کیا کہ دسواں حصہ زید کا اور باقی نہر تینوں میں مشترک ہو تو جب قدر حصہ مقرہ کے قبضہ میں یعنی ایک تہائی ہے وہ چار حصہ ہو کر ایک حصہ مقرہ کو دیا جائیگا اور اگر اپنے واسطے تہائی نہر کا دعویٰ کرتا ہو تو جب قدر اُس کے پاس ہے وہ اُس کے اور مقرہ کے درمیان تیرہ حصہ ہو کر تین حصے مقرہ کو اور دس حصے مقرہ کو ملنے یہ محیط سرخی میں ہے۔ اسی طرح اگر چشمہ یا حوض تین شخصوں میں مشترک ہو اور اس طرح اقرار واقع ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط میں ہے۔ نوادر بن سماعہ میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ دو شخصوں کے قبضہ میں ایک دار ہے ایک نے دوسرے پر یہ گواہی دی کہ اس نے مدعی کے واسطے نصف دار کا اقرار کیا ہے اور ہر ایک اس اقرار سے منکر ہے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی کے مقبوضہ میں مدعی کا کچھ حق نہیں ہے اور اگر ہر ایک شریک نے کسی دوسرے گواہ کے ساتھ دوسرے شریک پر یہ گواہی دی کہ اس نے مدعی کے واسطے آدھے دار کا اقرار کیا ہے تو مدعی دونوں سے آدھا دار لے لیگا یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ جو غلام میرے قبضہ میں ہے میرے اور عمرو کے درمیان مشترک ہو پھر کہا کہ یہ غلام میرے اور بکر کے درمیان ہو پھر بعد اس کے کہا کہ میرے اور خالد کے درمیان ہو پھر سمعون نے قاضی کے پاس نامش کی تو عمرو کے نام آدھے غلام کی اور بکر کے نام جو تھائی غلام کی اور خالد کے نام آٹھویں حصہ غلام کی ڈگری ہوئی اور باقی آٹھواں حصہ زید کے پاس رہیگا اسی طرح اگر یہ اقرار کسی میت پر کیا جس کا یہ وارث ہے تو بھی یہی حکم ہے کذا فی الحادی۔ ایک تھیلی جس میں ہزار درہم ہیں دو شخصوں کے قبضہ میں ہے پس ایک نے زید کے واسطے آدھے مال کا اقرار کیا پس اگر یہ لکھر کہ اس کا آدھا تیرا ہے چپ ہو رہا اور دوسرے شریک نے انکار کیا تو مقرہ کو مقرہ کے مقبوضہ کی دو تہائی ملے گی اور اگر یوں کہا کہ اس کا آدھا تیرا ہے اور باقی آدھا میرے اور میرے شریک کے درمیان مشترک ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر یوں کہا کہ یہ تھیلی میرے اور تیرے درمیان

آدھی آدھی ہے تو اسکا مقبوضہ دونوں میں برابر تقسیم ہو گا یہ محیط خشی میں ہو اگر زید و عمرو دونوں میں سے زید نے بکر سے کہا کہ یہ تھیلی آدھی میری اور آدھی تیری ہو اور عمرو نے کہا کہ تہائی بکر کی اور دو تہائی میری ہے اور زید نے تصدیق کی تو بکر عمرو سے اس کے مقبوضہ کی تہائی لے لیگا اور یہ تہائی زید کے مقبوضہ کے ساتھ ملا کر دونوں برابر تقسیم کر لینگے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عمرو سے پانچواں حصہ لیگا اور زید کے مقبوضہ میں ملا کر دونوں برابر تقسیم کر لینگے۔ اور اگر اس نے کل کا دعویٰ کیا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بکر ہر ایک سے اس قدر لے لیگا جس قدر اس نے اقرار کیا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عمرو سے اس کے مقبوضہ کا پانچواں حصہ اور زید سے اس کے مقبوضہ کا آدھا لیگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر زید نے کہا کہ بکر کی تہائی ہے اور دو تہائی میری ہے اور عمرو نے کہا کہ بکر کی دو تہائی ہے اور ایک تہائی میری ہے اور بکر نے دعویٰ کیا کہ تمام تھیلی میری ہے تو زید سے اس کے مقبوضہ کا پانچواں حصہ لیگا اور عمرو سے اس کے مقبوضہ کا تین پانچواں حصہ لیگا اور یہ اس صورت میں ہے کہ بکر نے دونوں کی تکذیب کی ہو اور اگر معاذ و نون کی تصدیق کی تو عمرو سے اس کے مقبوضہ کا تین پانچواں حصہ لیگا اور زید کے مقبوضہ کے ساتھ ملا کر تین تہائی کر لینگے کہ اس میں سے ایک تہائی بکر کو ملیگی یہ محیط خشی میں ہے۔ ایک تھیلی تین شخصوں زید و عمرو و بکر میں مشترک ہے پس زید نے اقرار کیا کہ تین چوتھائی عمرو کی اور ایک چوتھائی میری ہے اور بکر نے اقرار کیا کہ عمرو کا پانچ چھٹا حصہ ہے اور چھٹا حصہ میرا ہے اور عمرو نے کل تھیلی کا دعویٰ کیا تو ہر ایک سے اس کے اقرار کے موافق لے لیگا اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مقر سے دو پانچویں اور پانچویں کی تین چوتھائی لیگا اور دوسرے سے تین پانچویں لیگا کذا فی الکافی۔ اور اگر تینوں شریکوں میں سے ایک زید نے اقرار کیا کہ اس تھیلی کی تہائی خالد جہنی کے واسطے ہے اور دو تہائی میری ہے اور عمرو نے کہا کہ نہیں بلکہ آدھا اسکا ہے اور آدھا میرا ہے اور بکر نے کہا کہ دو تہائی اسکی اور ایک تہائی میری ہے اور خالد نے دعویٰ کیا کہ سب تھیلی میری ہے تو زید سے اس کے مقبوضہ کا ساتواں اور عمرو سے دو ساتویں حصہ اور بکر سے تین ساتویں حصے لے لیگا یہ محیط خشی میں ہے۔ ایک تھیلی ہزار درم کی زید کے پاس ہو اسے اقرار کیا کہ یہ میرے اور عمرو کے درمیان برابر مشترک ہو اور عمرو کو آدھی دیدی پھر اقرار کیا کہ تھیلی میرے اور بکر کے درمیان برابر مشترک ہو تو اسکی دو صورتیں ہیں یا تو عمرو کو آدھی تھیلی حکم قاضی دی یا بدون حکم قاضی دی ہو پس پہلی صورت میں بکر کو باقی کا آدھا دینگا یعنی چوتھائی تھیلی اور دوسری صورت میں آدھا جو اس کے پاس ہو سب دینگا اور یہ ہمارے تینوں علماء کا قول ہے اور اگر بکر کے واسطے نصف کا اقرار نہیں بلکہ تہائی کا اقرار کیا ہو یعنی یوں کہا کہ تھیلی میرے اور عمرو کے درمیان تین تہائی مشترک ہے اور بکر نے عمرو کی شرکت سے انکار کیا پس اگر عمرو کو حکم قاضی دیں گا تو بکر کو باقی کا آدھا دینگا اور اگر بدون حکم قاضی دیا ہے تو بکر کو کل مال کی تہائی دینگا۔ اور اگر عمرو کو بلا حکم قاضی آدھا دیا اور بکر کو حکم قاضی تہائی دیا پھر خالد کے واسطے اقرار کیا کہ یہ سب کا چوتھائی کا شریک ہے اور عمرو بکر نے خالد کی شرکت سے انکار کیا اور خالد نے عمرو و بکر کی شرکت سے انکار کیا تو خالد کو تمام مال کا چھٹا حصہ دینگا اور اگر پہلے دونوں کو بلا حکم قاضی دیکھا ہو تو خالد کو اپنے قبضہ کا باقی چھٹا حصہ دیدے گا اور اپنے مال سے اور چھٹا حصہ دے کر تھیلی کی چوتھائی اس کے واسطے پوری کر دے گا۔ اور اگر عمرو کو آدھا حکم قاضی دیا ہے اور بکر کو چوتھائی حکم قاضی دیا ہو پھر

خالد کے واسطے اقرار کیا تو باقی کا نصف یعنی آٹھواں حصہ اسکو دے گا۔ اور اگر عمر کو آدھا حکم قاضی دیا ہو اور بکر کو چوتھائی  
بلا حکم قاضی دیا ہے پھر خالد کے واسطے اقرار کیا تو خالد کو تھیلی کا چھٹا حصہ دیگا اور چھٹے حصہ کا آدھا اسکے پاس رہا دیگا  
اور اگر عمر کو آدھا بدون حکم قاضی دیا اور بکر کو تہائی حکم قاضی دیا ہے پھر خالد کے واسطے اقرار کیا اور عمر و نے خالد کے  
واسطے تصدیق کی اور بکر سے انکار کیا اور خالد نے عمر و کی تصدیق کی اور بکر سے انکار کیا اور بکر نے زید کے عمر و و خالد  
دونوں کی شرکت سے انکار کیا تو خالد زید سے اسکے مقبوضہ کا آدھا لیکر عمر و کے حصہ میں ملا کر برابر بانٹ لے گا اور یہ مال  
ابو یوسف رحمہ اللہ کا قیاس ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا اور یہی امام عظیم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ خالد زید سے اسکے مقبوضہ کی تہائی  
لیکر مثل قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے عمل میں لاویگا۔ اور اگر بکر کو بھی بلا حکم قاضی دیدی پھر خالد کے واسطے اقرار کیا اور  
باقی مسئلہ بحال ہے تو کتاب میں مذکور ہے کہ خالد زید سے تمام مال کا آٹھواں حصہ بیٹے اسکے مقبوضہ کا تین چوتھائی لیکر  
عمر و کے حصہ میں ملا کر برابر تقسیم کر دیگا اور ابو بکر جصاص نے ابو سعید بردعی سے نقل کیا کہ یہ قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ  
کا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کے قیاس پر زید سے دسواں حصہ تمام مال کا یعنی اسکے مقبوضہ کا تین پانچواں لیکر عمر و کے حصہ میں  
ملا کر دونوں برابر تقسیم کر لینگے اور اگر زید نے عمر و کو آدھا مال بلا حکم قاضی دیدیا پھر بکر و خالد کے واسطے اقرار کیا  
اور عمر و نے زید کی تیسرے کے واسطے تصدیق اور دوسرے کے حق میں تکذیب کی تو خالد زید سے اسکے مقبوضہ کی چوتھائی  
لیکر عمر و کے حصہ میں ملا کر برابر تقسیم کر لینگے اور یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک پانچواں  
حصہ لے گا اور دوسرا یعنی بکر جسکے بارہ میں عمر و نے تصدیق نہیں کی ہے زید سے تمام مال کی چوتھائی لے لے گا یہ تحریر تشریح  
جامع کبیر حصہ می میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ عمر و کے مجھے اور خالد پر ہزار درم ہیں اور خالد نے انکار کیا تو زید پر اسکے آدھے  
لازم آویگے۔ اسی طرح اگر عاریت یا قرض یا مضاربت یا قتل خطا یا خطا سے یا عہد زخمی کرنے میں ایسا اقرار کیا تو بھی  
یہی حکم ہے۔ اور اگر اپنے ساتھ دو شخصوں کو مقروض بتایا تو انکے انکار کے بعد اسپر تہائی مال لازم آوے گا اسی طرح جن لوگوں  
کو اپنے ساتھ بیان کیا اگر انہیں غلام مجبور یا نابالغ لڑکا یا حربی یا میت یا نامعلوم آدمی ہو تو ان لوگوں کے شمار سے  
جس قدر حصہ مقرر پڑتا ہو وہ لازم آوے گا کذا فی الحاوی۔ اگر کہا کہ ہم پر زید کے ہزار درم ہیں حالانکہ اپنے ساتھ کسی کو ذکر  
نہیں کیا پھر کہا کہ اپنے ساتھ میں نے فلان و فلان شخصوں کو مراد لیا تھا اور مقرر نے سب مال کا اسی مقرر دعویٰ کیا تو کل  
مال اسی پر لازم ہوگا۔ اسی طرح اگر کہا کہ زید کے ہم پر اور اشارہ اپنی طرف اور دو ساتھیوں کی طرف کیا تو اسی پر کل مال  
لازم ہوگا۔ اور اگر کہا کہ زید کے ہم سب پر یا ہم کل پر ہزار درم ہیں اور اپنی طرف اور اپنے ساتھیوں کی طرف ہاتھ سے اشارہ  
کیا تو اسپر ہزار میں سے بقدر اسکے حصہ کے لازم آوے گا یعنی ہزار درم ان لوگوں کی تعداد پر تقسیم ہو کر جو حصہ اس مقرر کے  
پڑتے ہیں پڑے اسپر لازم ہوگا۔ اور اگر یوں اقرار کیا کہ زید کے ہم میں سے ایک شخص پر ہزار درم آتے ہیں تو اسپر کچھ  
لازم نہ آوے گا اسی طرح اگر کہا کہ ہم میں سے دو شخصوں پر آتے ہیں تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر یوں کہا  
کہ اے فلان تمہارے مجھے ہزار درم ہیں تو کل مال اسپر واجب ہوگا اسی طرح اگر یوں کہا کہ اے فلان تمہارے دو نوں  
کے مجھے ہزار درم ہیں تو اس مخاطب فلان شخص کو اس میں سے آدھے لینگے یہ محیط شرعی میں ہے اگر یوں کہا کہ ہم کو فلان

شخص نے ہزار درم قرض دیے یا ہمارے پاس ودیعت رکھے یا ہم نے عاریت لیے یا ہم نے اُس کے لئے غصب کر لیے ہیں تو پھر یہ سب مال لازم آدیکا اور اگر یوں کہے کہ میں نے اپنے ساتھ دوسرے دن کو مراد لیا تھا تو تصدیق نہ کی جاوے گی۔ اور اگر یوں کہا کہ میں نے سود درم در حالیکہ میرے ساتھ فلان شخص تھا غصب کر لیے تو اُس پر آدھا مال لازم ہوگا بخلاف اس صورت کے کہ اگر یوں کہا کہ میرے ساتھ فلان شخص بیٹھا تھا تو ایسا نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اقرار کیا کہ میں نے اور فلان شخص نے عہد زید کا ہاتھ کاٹ ڈالا اور فلان شخص منکر ہے اور زید دعوی کرتا ہے کہ کاٹنے والا صرف یہی مقرر ہے تو قیاساً اُس پر کچھ لازم نہیں آتا ہے۔ لیکن ہم قیاس کو چھوڑ کر اُس پر آدھی دیت کا حکم کرتے ہیں یہ حاوی میں ہے۔ اگر زید مر گیا اور اُس نے دو بھائی چھوڑے پھر ایک بھائی نے زید کی نسبت بھائی ہونے کا اقرار کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو ہمارے علماء کے نزدیک مقرر اُس مقررہ بھائی کو اپنے مقبوضہ کا آدھا بانٹ دیگا یہ فتاویٰ صغریٰ میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ جو میراث میرے باپ کی میرے پاس ہے وہ میرے پاس ہے اور اُس شخص کے درمیان مشترک ہے یہ میرا بھائی ہے پس مقررہ نے زید کے بیٹے ہونے سے انکار کیا یعنی یہ زید میت کا بیٹا نہیں ہے میں ہی میت کا بیٹا ہوں یا کسی شخص سے زید نے کہا کہ تیری بہن مر گئی اور وہ میری جو روحی اور یہ مال میرے اور تیرے درمیان میراث چھوڑ گئی ہے اُس نے کہا کہ سب مال میرا ہے کیونکہ تو اُسکا شوہر نہیں ہے تو پہلے مسئلہ میں آدھا مال مقررہ کو ملیگا اور دوسرے مسئلہ میں امام اعظم ؒ کے نزدیک مقررہ تمام مال لے لیگا اور صاحبین ؒ کے نزدیک آدھا مال لیگا یہ کافی میں ہے عورت نے اگر اقرار کیا کہ میں نے اپنے شوہر سے میراث پائی ہے پھر اُس نے اقرار کیا کہ یہ شخص شوہر کا بھائی ہے پس بھائی بولا کہ میں بھائی ہوں اور تو اُسکی جو رو نہیں تو امام محمد ؒ و زفر ؒ کے نزدیک تمام مال بھائی کو ملیگا اور امام ابو یوسف ؒ نے فرمایا کہ عورت کو جو بھائی اور باقی بھائی کو ملیگا یہ فتاویٰ صغریٰ میں ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد ؒ کو لکھا کہ ایک شخص نے دو شخصوں سے کہا کہ تم دو تون کے مجھے ہزار درم ایک غلام کے دام میں جو تم دونوں نے میرے ہاتھ فروخت کیا تھا پس ایک نے تصدیق کی اور دوسرے نے کہا کہ میرے بچہ یا نجس درم قرض کے ہیں کہ میں نے تجھے قرض دیے تھے اُس میں میرے ساتھ کسی کی شرکت نہیں ہے تو امام محمد ؒ نے جواب فرمایا کہ امام اعظم ؒ و امام ابو یوسف ؒ کے قیاس میں چاہیے کہ دونوں میں سے کوئی کچھ وصول نہ کرے مگر دوسرا اُس میں شریک ہوگا۔ لیکن میرے نزدیک جو کچھ ایک نے وصول کیا اگر دوسرا اُس میں شریک نہ ہو تو شریک ہوگا۔ زید نے عمرو کو دو شخصوں سے کہا کہ میں نے تم دونوں کے باپ سے ہزار درم غصب کر لیے اور اُسکا تم دونوں کے سوا کوئی وارث نہیں ہے پھر عمرو نے اُسکی تصدیق کی اور بکرنے کہا کہ میرے بچہ یا نجس سود درم قرض ہیں کہ میں نے تجھے قرض دیے تھے اور تو نے میرے باپ کی کوئی چیز غصب نہیں کی ہے تو امام محمد ؒ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دونوں میں سے کوئی کچھ وصول نہ کرے مگر دوسرا بھائی اُس میں شریک ضرور ہوگا یہ محیط میں ہے۔

۱۶ قدوتِ پاکِ دامن کو جہتِ زنا کی لگانا

جو دھواں باب۔ ایسے اقرار جسے صریح ابراء ہو تا ہے اور جسے صریح ابراء نہیں ہوتا ہے ان کے بیان میں۔ قال اللہ عز و جل۔ اگر کسی شخص نے اقرار کیا کہ میرا زید کی طرف کچھ نہیں ہے تو اس براءت میں سب صحیح آگئے جو از قسم مال ہے اور وہ بھی جو از قسم مال نہیں ہے جیسے کفالت بالنفس و قصاص و حد ذلت اور وہ دین بھی جو مال کے بدلے واجب ہوا ہے



جیسے ثمن و اجرت یا جو مال کے بدلے نہیں واجب ہوا ہے چنانچہ اور انوش اور وہ بھی جو مال عین مضمون ہو یعنی انکی ضمان لازم ہو جیسے غصب یا امانت ہے جیسے عاریت و اجارہ وغیرہ پھر اگر تو یوں کہہ کر کہچھ حق زید پر نہیں ہے تو اس میں مضمون آگیا اور امانت داخل نہ ہوئی اور اگر یوں کہہ کر کہ زید کے پاس میرا کچھ حق نہیں ہے تو امانت داخل ہوئی اور مال مضمون داخل نہ ہوا یہ محیط میں ہے۔ اگر کہہ کر کہ زید میرے مال سے جو اُسپر ہو بری ہے تو یہ دیون کو شامل ہے اور اگر کہہ کر کہ میرے مال سے جو اُسکے پاس ہو بری ہے تو ان مالوں کو شامل ہے جو اصل میں امانت ہیں اور جنکی اصل غصب یا مضمون ہی انکو شامل نہیں ہے۔ اور اگر کہہ کر کہ زید میرے مال سے جو اسکی طرف ہے بری ہے تو ضمان اور امانت سے بری ہو گیا پھر اگر اسکے بعد طالب نے اُسپر کسی حق کا دعویٰ کیا تو اُس کی گواہی مقبول نہ ہوگی تا وقتیکہ گواہ یوں گواہی نہ دین کہ یہ حق بری کرنے سے بعد کا ہو یا کوئی ایسا وقت مقرر کریں جو بری کرنے سے بعد ہو یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور اگر وقت نہ بیان کیا بلکہ دعویٰ میں ایہام رکھا تو قیاس چاہتا ہے کہ اسکے دعویٰ کی سماعت ہو مگر احتساباً گواہی مقبول نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر یوں کہہ کر کہ میرا کسی پر دین نہیں ہے پھر کسی پر دین کا دعویٰ کیا تو دعویٰ صحیح ہے۔ اور نو اور ابن رستم میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ اگر زید نے کہا کہ جیسے میرا دین ہے وہ اس سے بری ہے تو اسکے قرضدار اسکے قرضوں سے بری نہیں ہونگے و لیکن اگر کسی شخص معین کو قصداً مراد لے اور کہے کہ یہ شخص میرے قرض سے جو اُسپر ہے بری ہو یا کسی قبیلہ کو مراد لے اور کہے کہ فلان قبیلہ بری ہے اور اہل قبیلہ معدودے چند لوگ ہیں تو ہو سکتا ہے کہ یہ بری ہو جاوے دین اسی طرح اگر یوں کہہ کر کہ کچھ مال میرا لوگوں پر از قسم دین تھا سب میں نے بھربایا تو صحیح نہیں ہے یہ محیط سرخی میں ہے۔ اگر اقرار کیا کہ فلان شخص میرے حق سے بری ہو گیا پھر کہا کہ صرف بعض حق سے بری ہوا ہے تو اس کی تصدیق نہ کیا دے گی اسی طرح اگر کہہ کر کہ زید اس سے جو میرا اسکی طرف ہے یا میرے مال سے جو اسکی طرف ہے۔ یا میرے قرضہ سے جو اُسپر ہے۔ یا میرے حق سے جو اُسپر ہے بری ہے تو بھی ہی حکم ہے و لیکن حقوق سے بری کرنے میں کفالت اور وہ جنایت جہیں قویا ریش لازم آتا ہے داخل ہونگے کیونکہ یہ اسکے حقوق میں سے ہیں یہ مسوط میں ہے۔ اگر یوں کہہ کر کہ میں نے اپنے دین سے جو فلان شخص پر ہے بری کیا یا وہ شخص اُس دین سے جو میرا اُسپر ہے حلت میں ہے تو یہ قرضدار کی براءت ہے اسی طرح اگر کہہ کر کہ جو میرا اُسپر مال ہے میں نے اُسکو ہبہ کر دیا تو قرضدار بری ہو گیا لیکن اگر حاضر ہوا اور کہے کہ میں ہبہ نہیں قبول کرتا ہوں یا غائب ہو اور خبر ہو پچھ پر کہے کہ میں نہیں قبول کرتا ہوں تو مال اُسپر رہیگا اور اگر عدم قبول سے پہلے مر گیا تو بری رہا یہ حاوی میں ہے اور اگر طالب نے اقرار کیا کہ فلان شخص پر جو میرا قرضہ تھا اُس نے میری طرف اُس سے براءت کر لی تو یہ وصول بانی کا اقرار ہے یہ مسوط میں ہے۔ اگر یوں اقرار کیا کہ لیس لی مع فلان مثنیٰ کہ فلان شخص کے پاس میری کوئی چیز نہیں ہے تو یہ امانات سے براءت ہے نہ دیون سے یہ محیط میں ہے اگر اقرار کیا کہ زید کی طرف میری کوئی حد شرعی نہیں آتی ہے تو مقریے سرقہ کا دعویٰ کر سکتا ہے جہیں ہاتھ کاٹا جاوے اور اگر کہہ کر کہ زید کی طرف میرا کچھ ارش نہیں ہے تو اُسکو یہ اختیار نہیں ہے کہ خطا سے قتل کی دیت کا دعویٰ اُسپر دائر کرے یا صلح یا کفامت سے دیت کا دعویٰ کرے اور اگر کہہ کر کہ جراححت کی وجہ سے کوئی حق نہیں ہو تو خطا سے زخمی کرنے اور عداوت زخمی کرنے دونوں کو شامل ہے قتل کو

ان شخص میں سے جو یہ محیط خرسی میں یا ہمارے پاس دو لیت رکھے یا یہ اقصا میں ہیں تو اسکو خطا سے قتل یا حد کا دعویٰ کرنا اختیار ہے۔ اور اگر یوں اقرار کیا کہ زید کی طرف سے خطا سے زخمی کرنا میرا حق نہیں ہے تو اسکو اختیار ہے کہ عداوتی کرنا  
 اسپر دعویٰ کرے خواہ اس کے عوض قصاص آتا ہو یا نہ آتا ہو یہ مبسوط میں ہے اور اگر اقرار کیا کہ میرا حق خون زید کی طرف  
 نہیں ہے تو عدا یا خطا خون کا دعویٰ اسپر نہیں کر سکتا ہے اس کے سوا دعویٰ کر سکتا ہے جس میں خون کرنا نہیں ہے کذا فی  
 الحادی۔ اگر اقرار کیا کہ میرا کچھ حق زید کی طرف نہیں ہے پھر اسپر حد قذف یا سترہ کا دعویٰ کیا تو گواہ قبول نہو گئے۔ لیکن اگر  
 گواہ گواہی دین کہ یہ حق بری کر کے بعد پیدا ہوا ہے تو قبول ہونگے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ میرے قذف کرنے سے وہ  
 بری ہو گیا پھر اسپر دعویٰ کیا تو اسکو اختیار ہے اور اگر یوں کہا کہ یہ شخص اس سترہ سے جسکا میں نے اسپر دعویٰ کیا تھا بری ہے  
 تو اسپر ضمان نہ آوے گی اور نہ ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محیط خرسی میں ہے۔ اگر کسی شخص نے کہا لا حق لی علی فلان فیما علم اسکی طرف میرا کوئی  
 حق نہیں ہے اور صورتیکہ میں جانتا ہوں پھر اسپر کسی حق سے اس میں دعویٰ کیا تو گواہ قبول ہونگے اور یہ براوت کچھ نہیں ہے کہ اس طرح  
 اگر کہا کہ میرے علم میں یا میرے ظن میں یا میری رائے میں یا میرے حساب میں یا میری کتاب میں نہیں ہے تو بھی یہی حکم ہے اور  
 اگر یوں کہا کہ میں نے جانا کہ میرا کچھ حق نہیں ہے یا یقین جانا کہ کچھ حق اسپر نہیں ہے پھر دعویٰ کیا تو گواہ مقبول ہونگے یہ  
 حاوی میں ہے۔ اگر کہا کہ سترہ فلان فی شئی کہ میں فلان شخص سے کسی شے میں نہیں ہوں پھر اس قول سے بچنے کے مال کا اسپر  
 دعویٰ کیا تو گواہ قبول ہونگے اور یہ قول باطل ہے اور اگر کہ فلان سے میں بری ہوں یا فلان مجھ سے بری ہوا تو دونوں میں سے  
 کسی کیواسطے دوسرے کسی حق سے اس قول سے براوت ہونگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ سترہ من الدار التی فی ید  
 فی شے یعنی میں اس گھر سے جو زید کے قبضہ میں ہے کسی شے میں نہیں ہوں اور مقصود یہ ہے کہ مجھے اس گھر میں جو زید کے  
 قبضہ میں ہے کچھ حق حاصل نہیں ہے اور یہ عرف زبان سے معلوم ہے پھر اگر اس گھر کی نسبت کچھ دعویٰ کیا تو قبول نہوگا  
 یہ محیط خرسی میں ہے۔ اگر کہا کہ میں اس دار سے بری ہوں یعنی کچھ تعلق نہیں ہے پھر اسی دار کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے  
 تو مقبول نہو گئے۔ لیکن اگر بعد براوت کے کسی حق کے پیدا ہو نیکا دعویٰ کرے تو گواہ قبول ہونگے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا  
 کہ میں اس دار سے خارج ہوا تو یہ کسی بات کا اقرار نہیں ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ میں اس دار سے سودرم پر یا بعض سودرم  
 کے نکل گیا اور یہ دام وصول پائے تو عرف کے اعتبار سے یہ اسل امر کا اقرار ہے کہ میرا اس میں کچھ حق نہیں رہا اور یہی حکم  
 حیوان و عروض و قرضہ میں ہے۔ پس اگر قابض نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ یہ دار میرا ہے اور تو نے سودرم مجھ سے غضب  
 کر لیا ہے تو اس سے قسم لیا دگی۔ اور اگر قسم کھائی تو سودرم واپس لے گا اور مقرانی خصوصیت پر باقی رہیگا یعنی وہ خصوصیت  
 کر سکتا ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں اس غلام سے بری ہوں پھر اسکا دعویٰ کر کے گواہ پیش کیے تو قبول  
 نہو گئے۔ اسی طرح اگر کہا کہ میں اس غلام سے نکل گیا یا یہ غلام میری ملک سے نکل گیا یا میرے ہاتھ سے نکل گیا پھر اسکا  
 دعویٰ کر کے گواہ قائم کیے تو قبول نہو گئے یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ یہ غلام تیرا ہے اسے کہا کہ میرا نہیں ہے  
 پھر کہا کہ بلکہ میرا ہے تو اسکا نہوگا اسی طرح اگر گواہ قائم کیے تو مقبول نہ ہونگے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ عمرو کے  
 مجھے ہزار دم ہیں عمرو نے کہا کہ میرا تجھے کچھ نہیں ہے تو زید کا اقرار رد ہو جائیگا پھر اگر زید نے دوبارہ اقرار کا اعادہ کیا

اور عمرو نے کہا کہ ان تو زید پر لازم آؤ گئے یہ محیط سرخی میں ہی۔ اور اگر زید نے کہا کہ یہی باندی عمرو کی ہے میں نے اس سے  
 غضب کر لی ہی عمرو نے کہا کہ میری نہیں ہے تو اقرار رہو جائیگا پھر اگر اقرار کا اعادہ کیا اور عمرو نے دعویٰ کیا تو اسکو  
 دلائی جائیگی یہ مبسوط میں ہی بشیر ابن الولید نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ زید نے عمرو سے کہا کہ جو کچھ میرا  
 تجھے ہے میں نے اس سے تجھے بری کیا عمرو نے جواب میں کہا کہ تیرے مجھے ہزار درم ہیں پس زید نے کہا کہ تو نے سچ کہا تو  
 قیاساً اس ہزار درم لازم ہونگے اور اتھنا بری ہو جائیگا یہ محیط میں ہے زید عمرو پر ہزار درم ہونے کے دو گواہ لایا۔ اور  
 عمرو ہزار درم کی بریت سے دو گواہ لایا پس اگر مال کی تاریخ ہو اور مال کی تاریخ کے بعد برات کی تاریخ ہو تو بری ہونے کی ڈگری  
 کر دی جائیگی اور اگر مال کی دستاویز کی تاریخ برات کی تاریخ کے بعد ہو تو مال کی ڈگری ہوگی اور اگر کسی کی تاریخ نہ ہو تو بریت  
 پر عمل درآمد ہوگا اسبطر اگر دونوں کی تاریخ برابر ہو تو بھی بریت کا حکم ہوگا اور اگر مال کی چک میں تاریخ ہو اور برات  
 کی تاریخ نہ ہو یا اس کے برعکس ہو تو بریت کا حکم ہوگا۔ اور اگر زید کی عمر دو چلکین مال کی ہر چک ہزار درم کی ہو اور  
 دونوں چکوں کی تاریخ مختلف ہو اور عمرو کے پاس برات کی دو چلکین ایک ہزار درم کی اور دوسری پانچ سو درم کی ہو پس  
 عمرو نے دعویٰ کیا کہ تیرے مجھے ہزار درم تھے حالانکہ تو نے مجھے ڈیڑھ ہزار درم لیے ہیں اور زید نے کہا کہ میرے تجھے دو ہزار  
 درم تھے اور میں نے تجھ سے کچھ نہیں لیا ہے تو عمرو ڈیڑھ ہزار درم سے بری ہوگا اور دو ہزار کی باقی یعنی پانچ سو درم  
 زید سے لیگا کذا فی فتاویٰ قاضیخان

**متصلات** امام محمد نے جامع میں فرمایا کہ زید کے قبضہ میں ایک دار ہے اسے اقرار کیا کہ یہ دار عمرو کے ہے میرا  
 اس میں کچھ حق نہیں ہے پس عمرو نے کہا کہ یہ دار میرا کبھی تھا و لیکن یہ بکر کا ہے اور بکر نے اسکی تصدیق کی تو بکر کے نام  
 ڈگری کر دی جائیگی۔ یہ اس وقت کہ عمرو نے اپنے کلام سے کہ یہ میرا کبھی سے تھا ملا کہ بکر کا ہے لیکن یہ بکر کا ہے اور اگر  
 جدا کر کے بیان کیا تو ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہے۔ زید کو واسطے عمرو نے دین کا اقرار کیا پس زید نے اقرار کیا کہ یہ قرضہ  
 خالد کا ہے اور خالد نے تصدیق کی تو صحیح ہے اور وصول کر نیک حق زید کو حاصل ہوگا خالد کو حاصل ہوگا اور اگر عمرو  
 نے خالد کو دیدیا تو بری ہو گیا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر زید نے کہا کہ میرے ہزار درم جو عمرو پر ہیں وہ خالد  
 کے ہیں میرے نہیں ہیں اور خالد نے کہا کہ میرے عمرو پر یہ درم نہیں ہیں تو عمرو اس مال سے بری نہ ہوگا اور اگر مقدمہ  
 نے یوں کہا کہ میرا عمرو پر کچھ نہیں ہے تو وہ بری ہو جائیگا یہ محیط سرخی میں ہے۔ ہشام نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ زید  
 پاس ہزار درم ہیں اسے عمرو سے کہا کہ یہ ہزار درم تیرے ہیں تو نے اپنے بھائی سے ورثہ میں پائے ہیں عمرو نے کہا کہ یہ خالد  
 کے ہیں اسنے اپنے بھائی سے میراث پائے ہیں تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ خالد کو دلائے جاوینگے بشرطیکہ کلام موصول ہو  
 کذا فی محیط

**بند رھوال باب** تلخیص کے ساتھ اقرار کرینگے بیان میں۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ عمرو کے مجھے ہزار درم ہیں یہ اقرار  
 تلخیص کے طور پر کیا اور عمرو نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ حق ہے پس اگر عمرو سے کوئی ایسا اقرار صادر نہیں ہوا ہے کہ یہ زید کا اقرار  
 بطور تلخیص ہے تو زید پر مال لازم ہوگا و لیکن اگر عمرو زید کے قول کی تصدیق کرے تو زید پر کچھ لازم نہ ہوگا ایسے ہی اگر

گواہوں سے کہا کہ گواہ رہو کہ مجھ زور یا باطل یا کذب کی راہ سے عمرو کے ہزار درم ہیں اور عمرو نے کہا کہ اُسے جو کچھ کہا سب سچ کہا تو زید پر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر عمرو نے کہا کہ اسے مال کے اقرار میں سچ بیان کیا اور زور یا باطل یا کذب کی راہ سے ہونے میں جھوٹ بولا ہے تو زید سے ہزار درم کا مواخذہ کیا جائیگا علیٰ ہذا اگر زید نے کہا کہ میں نے تلخیص کی راہ سے اپنا گھر عمرو کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا ہے اور عمرو نے تلخیص کے طور سے بیع ہونے میں اسکی تکذیب کی تو بیع لازم ہو جائیگی اور اگر اُسکے سب قول کی تصدیق کی تو بیع باطل ہے اور اگر عمرو نے اُسکے جواب میں یوں کہا کہ اسے سچ کہا تو بھی باطل ہے کیونکہ مطلق تصدیق تمام اقرار کی تصدیق قرار دینا جائیگی جبکہ اس میں سے کوئی بات خاص نہ کی ہو یہ مبسوط میں ہے۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ میرا بچہ کوئی حق نہیں ہے مگر تو میرے لیے اپنے اوپر ہزار درم ہونے کے گواہ کر لے عمرو نے کہا کہ ہاں تیرا کچھ حق مجھ پر نہیں ہے پھر ہزار درم اپنے اوپر ہونے کے گواہ کر دیے اور گواہ یہ سب باتیں سننے لگے تو یہ باطل ہے عمرو پر کچھ لازم نہ آویگا اور گواہوں کو بھی عمرو پر اس مال کے ہونیکے گواہی دینا حلال نہیں ہے اور اگر یوں کہا کہ اپنے اوپر میرے ہزار درم ہونیکے اس شرط پر کہ یہ باطل ہیں یا اس شرط پر کہ تو بری ہے گواہ کر لے اُسے ایسے ہی گواہ کر لیے تو اُس پر ان درمون میں سے کچھ بھی لازم نہ آویگا یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک شخص نے ایک عورت سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تجھ سے بطور تلخیص یا باطل کے ہزار درم پر نکاح کر لینے پر گواہ کروں عورت نے کہا کہ ہاں اسطور سے گواہ کر لے اور گواہوں نے یہ باتیں سنی تھیں وہیں حاضر تھے پھر اسے گواہ کیے کہ میں نے اس عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا اور عورت نے کہا کہ میں راضی ہوئی تو نکاح جائز ہو گیا ایسے ہی طلاق و عتاق خواہ مال پر ہو یا بلا مال ہو خلع کی ایسی صورت میں بھی حکم ہر اور حسن صورت میں مال مقرر ہوا ہے وہ مال بھی واجب ہو جائیگا و لیکن اگر کنایت اس طور سے واقع ہوئی تو مثل بیع کے باطل ہوگی کذا فی الحاکم وی۔ اگر کسی عورت سے کہا کہ میں تجھے پوشیدہ ہزار درم مہر دینگا اور علانیہ دو ہزار درم ظاہر کر کے اسپر گواہ کرو نکاح تو عورت کا ہر ہزار درم ہوگا اور اگر باہم قرار دیا کہ مہر پردہ ہزار درم ہے اور سناٹے کو ظاہر میں سودینا مہر کے ظاہر کیے جاوین پس دونوں نے ایسا ہی کیا تو عورت کو مہر مثل ملیگا اور اگر ایسی صورت بیع میں واقع ہوئی تو قیاساً بیع باطل ہے اور استحساناً صحیح ہے اور اگر بیع میں یہ صورت بجائے ہزار درم و سودینا کے ہزار درم و دو ہزار درم میں واقع ہو تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ میرے علم میں امام اعظم رحمہ کے نزدیک دو ہزار درم پر بیع واقع ہوگی اور ایسا ہی معلیٰ نے امام اعظم رحمہ و ابو یوسف رحمہ سے روایت کیا ہے اور امام محمد رحمہ سے امامین امام اعظم سے روایت ہے کہ بیع ایک ہزار درم پر صحیح ہے اور یہی ان دونوں کا قول ہے کذا فی المبسوط۔

**سولھواں باب نکاح و طلاق و رق کے اقرار کے بیان میں۔** رقیق مملوک ہونا رقیق مملوک محض۔ زید نے اقرار کیا کہ میں نے اپنی صحت یا مرض میں ہندہ سے نکاح کیا ہے پھر اس سے انکار کر گیا اور ہندہ نے اسکی زندگی میں یا مرنے کے بعد اسکی تصدیق کی تو جائز ہے اور عورت کو مہر و میراث ملیگا و لیکن اگر نکاح مرض میں واقع ہو اور مہر میں مہر مثل سے زیادتی ہے تو زیادتی باطل ہوگی۔ اور اگر عورت نے اپنی صحت یا مرض میں اقرار کیا کہ میں نے فلان شخص سے اتنے پر نکاح کیا ہے پھر انکار کر گئی پس شوہر نے اگر اسکی زندگی میں اسکی تصدیق کی تو نکاح ثابت ہوگا اور اگر بعد مرنے کے تصدیق کی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک نکاح ثابت نہ ہوگا اور شوہر کو اسکی میراث نہ ملیگی اور صاحبین رحمہ نے فرمایا کہ نکاح ثابت ہوگا

یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر زید نے کہا کہ میں نے ہندہ سے نکاح کیا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تو یہ نکاح کا اقرار نہیں ہے بلکہ انکار نکاح ہے اور اگر عورت نے کہا کہ زید نے انشاء اللہ تعالیٰ نہیں کہا تھا تو زید کا قول قبول ہوگا۔ اسے طلع اگر عورت نے ایسا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہوگا۔ ایسا ہی طلاق و عتاق میں اگر کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ تجھے آزاد کیا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ کیا میں نے تجھ سے کل کے روز نکاح نہیں کیا تھا یا آیا تجھ سے کل نکاح نہیں کیا ہے یا آیا یہ بات نہیں ہے کہ کل میں نے تجھ سے نکاح کیا ہے اس عورت نے کہا کہ ہاں کیا ہے تو یہ عورت کی طرف سے نکاح کا اقرار ہے اس لیے کہ جب کلمہ استفہام کا نفی پر داخل ہوتا ہے تو وہ معنی اثبات کے ہوتا ہے پس یوں ہو گیا کہ گویا مرد نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا ہے اس نے کہا کہ بے یعنی ہاں کذافی المیض۔ اگر عورت سے کہا کہ کیا نہیں میں نے تجھے کل کے روز طلاق دی ہے اس نے کہا کہ ہاں دی ہے تو یہ طلاق کا اقرار ہے یہ محیط خشری میں ہے اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھ سے کل کے روز نکاح کیا اس نے کہا کہ نہیں پھر کہا کہ ہاں کیا ہے پھر شوہر نے کہا کہ نہیں تو نکاح لازم آویگا اور اگر عورت سے کہا کہ کیا میں نے تجھ سے کل کے روز طلاق نہیں دی تو یہ مرد کی طرف سے نکاح و طلاق دونوں کا اقرار ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ آیا میں نے تجھ سے کل کے روز طلاق دی ہے تو یہ نکاح کا اقرار ہے طلاق کا اقرار نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک عورت نے کسی مرد سے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے تو یہ نکاح کا اقرار ہے اسے طلع اگر یوں کہا کہ مجھے ہزار دردم پر خلع کرے تو بھی یہی حکم ہے ایسے ہی اگر عورت نے کہا کہ زید نے مجھ سے کل کے روز طلاق دیدی یا مجھ سے ہزار دردم پر خلع کر لیا ہے یا یوں اقرار کیا کہ تو نے مجھ سے مظاہرت یا ایلا کیا ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط میں ہے **قلت** مولیٰ ایلا کر نیوالا۔ مظاہر ظہار کر نیوالا یہ کتاب لکھ میں مفصل مذکور ہے۔ اگر مرد نے عورت سے کہا کہ میں تجھ سے مولیٰ یا مظاہر ہوں تو یہ نکاح کا اقرار ہے۔ اور اگر کسی عورت سے کہا کہ تو مجھے پیر مثل بیٹھ میری ماں کے ہے تو یہ اقرار نکاح نہیں ہے کذافی الحادی۔ اور اگر مرد نے کہا کہ تو مجھ سے بعض مال کے خلع کرے تو مرد کی طرف سے یہ اقرار اس امر کا ہوگا کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے مرد نے کہا کہ تو اختیار کرے یا طلاق میں تیرا کام تیرے ہاتھ ہے یا طلاق میں نہ بیان کیا تو یہ مرد کی طرف سے نکاح کا اقرار ہے اور اگر مرد نے ابتدا یوں کہا کہ طلاق میں تیرا کام تیرے اختیار ہے تو یہ مرد کی طرف سے نکاح کا اقرار ہے اور اگر طلاق میں نہ کہا تو یہ نکاح کا اقرار نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو طلاق تو یہ نکاح کا اقرار ہے اور اگر عورت سے کہا کہ انشاء میں تجھے قربت نہ کروں گا تو یہ نکاح کا اقرار نہیں ہے یہ محیط طلع اگر کہا کہ تو مجھے حرام ہے یا بائن ہے تو بھی اقرار نکاح نہیں ہے لیکن اگر عورت نے طلاق کا سوال کیا اور مرد نے یہ کلمات اس کے جواب میں کہے تو اقرار ہو گئے یہ محیط خشری میں ہے۔ اگر ایک آزاد عورت سے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھ سے پیدا ہوا ہے اس عورت نے کہا کہ ہاں تو یہ نکاح کا اقرار ہے اسے طلع اگر اس عورت سے کہا کہ یہ ہم دونوں کا بیٹا ہے اس نے کہا کہ ہاں تو بھی اقرار نکاح ہے اور اگر یہ عورت جس سے یہ کلام کیا ہے باندی ہو تو یہ کلام نکاح کا اقرار نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے اس عورت کو تین مہینہ سے طلاق دی ہے پس اگر اس سے ایک مہینہ سے نکاح کیا ہو تو کوئی طلاق اس پر واقع نہ ہوگی اور اگر چار مہینہ سے نکاح کیا ہو تو اس پر طلاق واقع ہو جائیگی لیکن اگر عورت نے مرد کے قول کی

اسناد وقت میں تصدیق کی یعنی تین مہینہ سے طلاق دی ہو تو اسکی عدت اسی وقت سے ہوگی جسوقت طلاق واقع ہوئی ہے اور اگر اسناد وقت میں شوہر کی تکذیب کی تو اسکی عدت شوہر کے اقرار کے وقت سے شروع ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔ اگر بعد دخول واقع ہوئے مرد نے اقرار کیا کہ میں نے اس عورت کو قبل دخول کے طلاق دیدی ہے حالانکہ اسکا مہر مقرر ہو چکا تھا تو طلاق واقع ہوگی اور اسکو اس مہر سہمی کا آدھا ملیگا اس سبب سے کہ اس نے قبل دخول کے طلاق کا اقرار کیا ہے اور بعد طلاق کے دخول واقع ہوئے اقرار کی وجہ سے اسکو مہر مثل دلا یا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ ایک عورت نے اقرار کیا کہ زید نے مجھ سے نکاح یا ملک کی وجہ سے وطی کی ہے حالانکہ زید منکر ہے پھر اس عورت نے زید کے بیٹے یا باپ سے نکاح کر لیا تو دونوں میں جدائی نہ کی جائیگی۔ اسی طرح اگر عورت نے دعویٰ کیا کہ زید نے مجھے تین طلاق دی ہیں اور زید کہتا ہے کہ میں نے اسکو ایک طلاق دی ہے پھر اس عورت سے دوسرے شخص سے نکاح کرنے سے پہلے زید نے نکاح کر لیا تو جائز ہے اسی طرح اگر عورت نے اقرار کیا کہ میں نے اس لڑکے کو دودھ پلایا ہے پھر وہ لڑکا بالغ ہوا اور اس نے اس عورت سے یا اسکی لڑکی سے نکاح کیا تو دونوں میں جدائی نہ کیجائیگی ولیکن اسکو چاہئے کہ دونوں میں سے کسی سے قربت کرے۔ اور ایسی صورت میں جو اقرار عورت کی طرف سے ہو نکاح کو نہیں توڑتا ہے اور اگر شوہر کی طرف سے ہو مثلاً اس نے کہا کہ یہ عورت میری ماں و باپ کی طرف سے بہن ہے اور اسی پر ثابت رہا پھر اس عورت سے نکاح کیا تو دونوں میں جدائی کرادی جائیگی اور شوہر پر نصف مہر لازم ہوگا یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ میں نے اس عورت کو تین طلاق دی ہیں پھر اسی عورت سے قبل اسکے کہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے خود نکاح کر لیا اور عورت نے کہا کہ تو نے مجھے کوئی طلاق نہیں دی یا میں نے دوسرے سے نکاح کیا اور اس نے دخول کیا پھر تو دونوں میں جدائی کرادی جائیگی اور شوہر پر عورت کی واسطے قبل دخول کے آدھا مہر واجب ہوگا اور بعد دخول کے پورا مہر اور عدت کا نفقہ واجب ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر ایک جہولۃ النسب عورت نے اقرار کیا کہ میں شوہر کے باپ کی بیٹی ہوں اور شوہر کے باپ نے اسکی تصدیق کی اور شوہر نے اسکی تکذیب کی تو قاضی دونوں میں جدائی کرادے گا اور اگر دو عورتیں جہک آہسین بہنیں ہوتا معروف ہو اور وہ دونوں جوڑیا پیدا ہوئی ہیں ان دونوں میں سے ایک سے کسی ایک مرد نے نکاح کیا پھر دوسری نے اقرار کیا کہ میں اپنے بہن کے شوہر کے باپ کی بیٹی ہوں اور شوہر کے باپ نے اس کے قول کی تصدیق کی اور اسکی بہن اور بہن کے شوہر نے اسکی تکذیب کی تو قاضی اسکی بہن اور بہن کے شوہر میں جدائی کرے گا یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کے پاس ایک باندی ہے اس نے اقرار کیا کہ میں نے اس باندی سے وطی کی ہے پھر اس باندی کو اس شخص کے باپ نے یا بیٹے نے خرید لیا تو اسکو حلال نہیں ہو کہ اس باندی سے وطی کرے۔ اسی طرح اگر باپ یا بیٹے کے وطی کر لینے کے بعد اس شخص نے ایسا اقرار کیا تو بھی یہی حکم جاری ہوگا اور اس شخص کے قول کی تصدیق کیجائیگی بشرطیکہ اپنی دیانت میں مرد متدین ہو اور یہ اتحسان ہے اور اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے اپنی ملک میں اس باندی سے وطی کی ہے پھر اس کو آزاد کر دیا پھر اس سے زید کے بیٹے نے نکاح کیا تو زید کے اقرار کی تصدیق قیاساً ہوگی مگر استحساناً تصدیق کیجائیگی یہ محیط سرخی میں ہے۔ اگر کسی عورت نے اقرار کیا کہ میں زید کی باندی ہوں حالانکہ اس عورت کا ملک ہو یا آزاد ہونا کچھ نہیں معلوم

لہذا یہ نکاح جائز ہے بشرطیکہ قاضی نے انکار نہ کیا ہو

ہوتا ہو تو اسکا اقرار صحیح ہو اور زید کی باندی قرار پاو گی جو امور ظاہر باندی کے ساتھ کر سکتا ہو وہ اُسکے ساتھ بھی کر سکیگا۔ اور یہ مسئلہ بظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اگرچہ مقررہ کو اسکا کاذب ہونا بھی معلوم ہو تو بھی یہ عورت اُسکی باندی ہو جائیگی کہ اسکو باندی کی طرح رکھے اس سے خدمت لے اسکو اپنے تحت میں لادے اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اصح یہ ہے کہ اسوقت تصرف جائز ہوگا کہ جب مقررہ کو اسکا سچا ہونا معلوم ہو دے اور اگر اسکا سچا ہونا معلوم نہ ہو تو جھوٹا ہونا معلوم ہو تو اسکو تصرف حلال ہوگا اسبطح اگر کوئی مرد مجہول الحال ہو کہ اسکا آزاد یا مملوک ہو نا معلوم نہ ہوتا ہو اور اُس نے زید کی واسطے اپنے مملوک ہو نیکا اقرار کیا کہ میں زید کا مملوک ہوں اور زید نے اُسکی تصدیق کی تو اسکا اقرار صحیح ہو اسی طرح جو لڑکی یا لڑکا کہ بات کرتا یا سمجھتا ہو اگر اُس نے اپنے تئیں کسی کے مملوک ہو نیکا اقرار کیا تو اسکا اقرار صحیح ہوگا اور وہ باندی یا غلام ہو جائیگی بشرطیکہ اُس شخص نے اُسکی تصدیق کی ہو اور قبیض کا حکم بھی حریت اور رقبت میں مثل مجہول الحال کے ہے۔ اور یہ حکم اسوقت ہے کہ اسکا حر ہو نا کسی طرح کی دلیل سے ثابت نہ ہو اور اگر اسکا حر ہو نا کسی وجہ سے ثبوت ہوتا ہو مثلاً اُسکے والدین اصلی آزاد ہوں یا یہ آزاد مشہور ہو تو قاضی اُسکے اقرار کی تصدیق نہ کرے گا اور اسکو مقررہ کا مملوک قرار نہ دیگا۔ اسبطح اگر قاضی نے اسپر آزادون کا کوئی حکم بھی جاری کیا ہے مثلاً اُس نے کسی کو زخمی کیا یا اسکو کسی نے زخمی کیا اور قاضی نے آزادون کے مثل ارش کا حکم کیا تو پھر اُسکے رقبت کے اقرار کی تصدیق نہ کرے گا اسی طرح اگر ثابت ہو کہ یہ مثلاً زید کا آزاد کیا ہوا ہے اور اُسے عمر دے مملوک ہو نیکا اقرار کیا تو اقرار صحیح ہوگا ولیکن اگر زید اسکے اقرار کی تصدیق کرے تو اسکا اقرار جائز ہوگا یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے ایک ایسی عورت سے نکاح کیا کہ جسکا آزاد یا مملوک ہو نا معلوم نہیں ہے تو اُسکی ظاہری حریت پر نکاح جائز ہوگا اور اگر اُس سے چند اولاد ہوئیں پھر اُس نے کیسی مملوک ہو نیکا اقرار کیا اور مقررہ نے اسکی تصدیق کی اور شوہر نے انکار کیا تو عورت کے حق میں اُسکے اقرار کی تصدیق کیجاو گی حتی کہ عورت مقررہ کی باندی ہو جائیگی اور عورت کا مال مقررہ کو ملیگا اور شوہر کے حق میں اُسکی تصدیق نہو گی حتی کہ مولیٰ کی اجازت نہونے سے نکاح باطل ہو نیکا حکم نہ کیا جاتا اور مقررہ کو اختیار ہوگا کہ عورت کو اُسکے شوہر سے ملنے وغیرہ سے منع کرے مگر شوہر کو اختیار ہوگا کہ مقررہ کو اس عورت سے خدمت لینے سے منع کرے یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے۔ پس اگر ایسی عورت کو شوہر نے اسکے اقرار کرنے سے پہلے مہر اُسکا دیدیا ہے تو بری ہو گیا اور اگر بعد اقرار کے دیا تو بری نہوگا اور جو بچہ قبل اقرار کے جنی یا بعد اقرار کے چھ مہینے سے کم میں جنی وہ آزاد ہے اور اگر چھ مہینے سے زیادہ میں جنی تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک وہ غلام ہوگا بخلاف امام محمد رحمہ کے اور اس عورت کی پوری طلاق دو طلاق ہیں اور عدت اُسکی دو حیض ہیں اسپر جماع ہی۔ اور اگر اُسکے اقرار کرنے سے پہلے شوہر نے اسکو دو طلاق دیدی ہیں تو رجعت کر نیکا اختیار ہے اور اسکو ایک طلاق ثالث دینا اسپر روا ہے یعنی تیسری طلاق بھی دے سکتا ہو اور اگر مقررہ نے اسکو آزاد کر دیا تو اسکو اختیار نہیں ہے کہ چاہے اپنے شوہر کے نکاح میں رہے یا نہ رہے۔ اور اگر شوہر نے اُس سے ایلاء کیا پھر دو مہینہ گزرنے سے پہلے اُس نے مملوک ہو نیکا اقرار کیا تو اُسکے ایلاء کی مدت دو مہینہ ہوگی اور اگر دو مہینہ گزرنے کے بعد اُس نے اقرار کیا تو مدت ایلاء چار مہینہ قرار دیجاو گی یہ محیط خمری میں ہے اور اگر اس باندی کو مثلاً کسی نے زخمی کیا تو ارش باندی کا یعنی جو جرمانہ ملے وہ مقررہ کا ہو اور اگر اس باندی نے خود



کیس کو زخمی کیا تو مقرر کو اختیار ہے چاہے جہانہ ادا کرے یا باندی کو دیدے کذا فی الحاشیہ اور اگر شوہر نے سکود و طلاق دی ہیں اور اسکو یہ حال معلوم ہوا کہ اس نے کسی کے مملوک ہونیکا اقرار کیا ہو تو رجعت کر سکتا ہو اور اگر جانتا ہو تو رجعت نہیں کر سکتا ہو اور یہی صحیح ہے اور اگر شوہر نے کسی کو وکیل کیا کہ اسکو دو طلاق دیدے پھر اس عورت نے مملوک ہونیکا اقرار کر دیا اور شوہر کو یہ بات معلوم ہوئی مگر اسنے وکیل کو معزول نہ کیا ہاں تک کہ وکیل نے اسکو دو طلاق دیدیں تو عورت بائن ہو گئی اور اگر شوہر کو یہ اقرار کرنا معلوم ہوا یا معلوم ہوا مگر وہ وکیل کے معزول کرنے پر قادر نہ ہوا تو اس سے رجعت کر سکتا ہے یہ محیط شخصی میں ہے اگر شوہر نے اسکو ایک طلاق دی اور اسکی عدت میں ایک حیض گذر گیا پھر اسنے اپنی رقیبت کا اقرار کیا تو اسکی عدت دو حیض ہونگے اور اگر دو حیض گذرنے کے بعد اسنے رقیبت کا اقرار کیا تو عدت کے تین حیض ہونگے اور اگر شوہر نے اس سے ایلاء کیا اور ایک مہینہ گذر گیا پھر اسنے رقیبت کا اقرار کیا تو پہلے ایلاء کی مدت چار مہینہ اور دوسری ایلاء کی مدت دو مہینہ قرار دی جائیگی پھر اگر وقت اقرار سے ایک مہینہ گذر گیا تو دوسرے ایلاء کی وجہ سے مطلقہ ہو جائیگی اور دوسری مدت پہلے ایلاء پر سبقت کر جائیگی اسی طرح اگر اس سے ایلاء کیا پھر کہا کہ حیض وقت دو مہینہ گذر جاوین پس وائسٹین تجھے قربت نہ کر دھکا پھر جب دو مہینے گذر گئے تو اسنے رقیبت کا اقرار کر دیا تو ایلاء اول کی مدت چار مہینہ اور ایلاء دوم کی دو مہینہ ہوگی پھر اگر بعد اقرار کے دو مہینہ گذر گئے تو دو نون ایلاءوں کی وجہ سے دو طلاقوں سے بائن ہو گئی یہ محیط میں ہے اور اگر اس عورت سے کہا کہ حیض وقت تو اس دار میں داخل ہوئی یا حیض وقت تو نے زید سے کلام کیا یا ظہر کی نماز پڑھی یا حیض وقت شروع مہینہ آیا تو تجھے دو طلاق ہیں یعنی تو دو طلاق کی طاق ہے پھر اس عورت نے رقیبت کا اقرار کیا پھر شرط پائی گئی تو دو طلاق اسپر واقع ہونگی لیکن شوہر کو اس سے رجعت کا اختیار ہے کیونکہ تعلیق سے رجوع کرنا صحیح نہیں ہے پس اسے کرنے سے تدارک نہیں ہو سکتا ہو اور تعلیق اسی شرط پر کی گئی جس میں رجعت ممکن ہو پس اگر یہ حکم دیا جائے کہ اسکی حرمت غلیظہ ہو گئی یعنی رجعت ممکن نہ رہی تو شوہر کو ضرر پہونچیکا اور یہ ضرر اس عورت کے اقرار کی وجہ سے ہوگا پس یہ حکم نہیں دینا چاہیگا اسی طرح اگر دو طلاق دینے میں اسکا کام اسکے ہاتھ میں دیا یا کسی اجنبی کے ہاتھ میں دیا پھر اس عورت نے رقیبت کا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہوگا کیونکہ تفویض امر لازمی ہوتا ہو اسکا تدارک بھی رجوع ناممکن ہے یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر اسکے کسی فعل پر دو طلاق اسپر واقع ہونا معلق کہیں یعنی اگر تو یہ فعل کرے تو تجھکو دو طلاق ہیں پھر اس عورت نے رقیبت کا اقرار کیا پھر یہی فعل کیا تو دو طلاق اسپر واقع ہو جائیگی لیکن شوہر پر حرام نہ ہوگی اور اگر اپنے کسی فعل پر معلق کہیں اور اسکے اقرار رقیبت کے بعد اسنے خودہ فعل کیا تو حرام ہو جائیگی اور کتاب میں مذکور ہے کہ خواہ اپنا فعل ایسا ہو کہ اسکا کرنا ضروری نہ ہو جیسے باپ سے کلام کرنا یا ضروری ہو جیسے نماز ظہر وغیرہ یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی مرد مجبول الاصل کی ام ولد یا ندیون سے اولاد ہوں اور اس کے مدبر و مکاتب غلام ہوں اور اس شخص نے اپنے تئیں زید کے مملوک ہونیکا اقرار کر دیا تو یہ اقرار اسکے نفس میں لے کے حق میں صحیح ہے اور اسکی اولاد و ام ولد یا ندیون اور مدبر و مکاتبون کے حق میں صحیح نہیں ہے یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے منتفی میں ہے کہ ایک شخص نے زید سے کہا کہ میں تیری باندی کا بیٹا ہوں اور یہ میری مان تیری باندی ہے۔ تیری ملک میں یہ باندی بچہ جنی ہو میں آزاد ہوں میں آزاد ہی پیدا ہوا ہوں تو اسکا قول قبول ہوگا اور وہ زید کا غلام قرار نہ دیا جائے گا

لے یعنی اپنے قول سے پھرنا ۱۲ طے یہ دوسرا ایلاء یا بشرط ہے ۱۲

یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک عورت بھول کمال کے پاس ایک نابالغ صغیر بچہ حرام سے ہے پھر اس عورت نے اقرار کیا کہ میں زید کی باندی ہوں اور یہ میرا بیٹا اسکا غلام ہے تو عورت کے اقرار کی اس کے ذات پر تصدیق کی جائیگی اور اگر بچہ ایسا ہو کہ اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہو اور اس نے کہا کہ میں آزاد ہوں تو بچہ کا قول مقبول ہوگا اسی طرح اگر ایک مرد اور اسکی عورت دو تون بھول کمال ہوں اور دونوں کا ایک نابالغ صغیر بچہ ہو اور دونوں نے اپنے اور اپنے لڑکے کی نسبت زید کے مملوک ہونیکا اقرار کیا تو جائز ہے اور اگر یوں کہا کہ ہم دونوں زید کے مملوک ہیں اور ہمارا یہ لڑکا عمر و کا مملوک ہے اور زید نے ان دونوں کی بچہ کے بارے میں تکیہ کی تو بچہ بھی دونوں کے ساتھ زید کا غلام قرار پاوے گا یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے۔ زید نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا پھر اقرار کیا کہ یہ عمر و کا غلام ہے اور عمر و نے تصدیق کی پس اگر عمر و قاضی نے غلام کی آزادی کا حکم نہیں دیا ہے تو غلام رقیق ہو جائیگا بخلاف اس کے اگر قاضی نے اسکی آزادی کا حکم جاری کر دیا پھر اس نے اقرار کیا تو صحیح نہیں ہے اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میں تیرا غلام ہوں اس نے کہا نہیں پھر کہا ہاں ہے تو اسکا غلام قرار دیا جائیگا یہ محیط خسی میں ہے۔ اور اگر قاضی نے عمر و سے کہا کہ لے عمر و یہ تیرا غلام ہے اس نے کہا نہیں پھر کہا ہاں میرا غلام ہے اور اس پر گواہ لایا تو مقبول ہونگے اسی طرح اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ عمر و کا غلام ہے پھر گواہ لایا کہ میرا غلام ہے تو گواہ مقبول ہونگے یہ مسطور میں مولیٰ کے غلام میں تصرف کرتے وقت اسکا خاموش رہنا آبارقیت کا اقرار ہے یا نہیں ہر اس میں دیکھنا چاہئے کہ اگر ایسا تصرف ہے جس میں آزاد و غلام دونوں مشترک ہوتے ہیں جیسے اجارہ یعنی مزدوری پر دینا یا نکاح یا خدمت وغیرہ تو ایسے تصرف میں خاموشی رقیقیت کا اقرار نہیں ہے اور اگر تصرف ایسا ہو جو غلاموں سے مختص ہے جیسے بیع و ہبہ و کر دینا یا ہبہ و بیع کر کے قبضہ دیدینا یا ہبہ میں اسکو دیدینا تو اسوقت اسکی خاموشی اور ذکر نارقیت کا اقرار ہے اور چکاتے وقت غلام کی خاموشی رقیقیت کا اقرار نہیں ہے اور اگر فروخت کر دیا و لیکن سپرد نہیں کیا ہے اور غلام خاموش رہا تو اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ رقیقیت کا اقرار ہے اور متاخرین نے فرمایا کہ اقرار نہیں ہے یہ محیط خسی میں ہے۔ اگر ایک شخص نے ایک باندی پر دعویٰ کیا کہ یہ میری باندی ہے اور باندی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اور دونوں کی اصل معلوم نہیں ہے اور کوئی دوسرے کے قبضہ میں بھی نہیں ہے اور دونوں نے ایک دوسرے کے دعویٰ کی مٹا تصدیق کی تو یہ باطل ہے اور اگر آگے چلے اقرار کیا تو جس نے اخیر میں اقرار کیا وہ اول کا مملوک ہوگا بشرطیکہ اول دوبارہ اسکی تصدیق کرے پس اگر تصدیق کی تو مقرر اسکا غلام یعنی مملوک ہوگا اور اگر تصدیق یا تکذیب کچھ نئی تو کوئی دوسرے کا مملوک ہوگا یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ مجھے آزاد کر دے تو یہ رقیقیت کا اقرار ہے اسی طرح اگر کہا کہ اس نے مجھے کل کے روز آزاد کیا ہے اسی طرح اگر کہا کہ آیا تو نے مجھے آزاد کر دیا ہے رقیقیت کا اقرار ہے یہ محیط میں ہے۔ امام محمد نے فرمایا کہ ایک شخص کا نسب معلوم نہیں ہوتا ہے اسکا ایک آزاد بیٹا ہو اس بھول النسب نے ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا۔ پھر اس بھول نے زید کے مملوک ہونیکا اقرار کیا اور زید نے اسکی تصدیق کی اور آزاد شدہ نے انکار کیا تو بھول کا اقرار اس کے حق میں صحیح ہے اور وہ زید کا غلام ہو جائیگا اور آزاد شدہ کے حق میں صحیح نہیں ہے حتیٰ کہ آزاد کرنا باطل ہوگا پھر اگر وہ غلام مر گیا اور مال چھوڑا تو اسکا آزاد کنندہ کے مولیٰ یعنی زید کو ملے گا بشرطیکہ اس کے عصبائے میں کوئی موجودہ ہو اور اگر اسکا کوئی عصبہ ہو جسے بیٹا بھائی وغیرہ تو یہ لوگ

لحاظ و آراء کنندہ کے مولیٰ اس بھول النسب نے ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا۔ پھر اس بھول نے زید کے مملوک ہونیکا اقرار کیا اور زید نے اسکی تصدیق کی اور آزاد شدہ نے انکار کیا تو بھول کا اقرار اس کے حق میں صحیح ہے اور وہ زید کا غلام ہو جائیگا اور آزاد شدہ کے حق میں صحیح نہیں ہے حتیٰ کہ آزاد کرنا باطل ہوگا پھر اگر وہ غلام مر گیا اور مال چھوڑا تو اسکا آزاد کنندہ کے مولیٰ یعنی زید کو ملے گا بشرطیکہ اس کے عصبائے میں کوئی موجودہ ہو اور اگر اسکا کوئی عصبہ ہو جسے بیٹا بھائی وغیرہ تو یہ لوگ

میراث کے حقدارین مقررہ کو نہ ملیگی اور اگر اُسکے فقط ایک بیٹی موجود ہو تو اُسکو نصف دیکر باقی آزاد کنندہ کو بیسب دلا دے کہ پہونچگی۔ پھر اُسکے اقرار کی وجہ سے زید یعنی مقررہ کی ہو جائیگی اور اگر وہ مرانین بلکہ اُسے کوئی ایسا جرم کیا جسین سعی کرنی لازم ہو تو سعی کر گیا اور کوئی اُسکا عاقلہ نہ ہوگا یعنی مددگار برادری کا حق کسی پر جاری نہ ہوگا اور مشائخ نے اختلاف کیا ہے آیا وہ اپنی قیمت کی سعی کر گیا یا مقتول کی دیت کی تو بعضوں نے کہا کہ اپنی قیمت کی اور بعضوں نے کہا کہ اُسکی دیت کی اور صدر الشہید نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے اور اسی طرف کرنی نے میل کیا ہے جیسا کہ جصاص نے اُسے نقل کیا ہے یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر ایسے غلام کسی نے جرم کیا تو ایسا ہی ہوگا جیسے اور ملکوں پر جرم کر گیا حکم یہ یہ غلط فہمی میں ہے۔ اور اگر مقررہ یعنی زید نے اس مقررہ یعنی مجہول کو آزاد کیا۔ پھر ہلاک آزاد شدہ مر گیا تو اُسکا مال مقررہ کو ملیگا اسی طرح اگر مقررہ یعنی مجہول کا کوئی آزاد بیٹا ہو تو بھی یہی حکم ہے کیونکہ جب تک باپ زندہ موجود ہو تو بیٹے کا اُسکے آزاد شدہ کے ترکہ میں کچھ حق نہیں ہے اور اگر پہلے مقرر گیا اور ایک آزاد بیٹا چھوڑا پھر ہلاک آزاد شدہ مر گیا اور کوئی عصیہ نہ چھوڑا تو اُسکی میراث غلام مقرر کے بیٹے کو ملیگی مقررہ کو نہ ملیگی اسی طرح اگر سواے بیٹے کے اُسکے عصبات موجود ہوں تو بھی مال اُسی کا ہوگا یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے۔ قال المترجم وحاصل المسئلة ما قد خصناه في الحاشية فتدكره الله تعالى اعلم۔

**سترھواں باب**۔ نسب دام ولد ہونے و حقیق و کتابت اور مدبر کرینکے اقرار کے بیان میں۔ اگر کسی نے دوسرے کی نسبت اپنے بیٹے ہونیکا اقرار کیا تو صحیح ہر بشرطیکہ مقررہ ایسا ہو کہ ایسے لوگوں کے ایسا بیٹا ہو سکتا ہو اور مقررہ دوسرے سے ثابت النسب نہ ہو اور جبکہ مقررہ عبارت صحیح بول سکتا ہو تو مقرر کے اقرار کی تصدیق کرے۔ اور والد ہونے کا اقرار بھی صحیح ہر بشرطیکہ ایسے لوگوں کے مثل مقرر کے بیٹا پیدا ہو سکتا ہو اور مقرر دوسرے سے ثابت النسب نہ ہو اور عبارت صحیح سے مقررہ مقرر کے اقرار کی تصدیق کرے۔ اور جو رہو ہونیکا اقرار بھی جبکہ وہ عورت اسکی تصدیق کرے اور دوسرا اُنکا شوہر نہ ہو اور نہ اُسکی عدت میں ہو اور نہ اس مقرر کی تحت میں اس عورت کی بہن یا اسکے سوائے چار عورتیں ہوں صحیح ہر اقرار کرنا کہ یہ غلام میرا آزاد کردہ ہو یا یوں اقرار کرنا کہ یہ میرا آزاد کنندہ ہر صحیح ہر بشرطیکہ مقررہ تصدیق کرے اور پہلی صورت میں آزاد شدہ کی اور دوسری صورت میں مقرر کی آزادی دوسرے سے ثابت نہ ہو۔ اور ان لوگوں کے سوائے اقرار صحیح نہیں ہے مثلاً بھائی یا چچا یا مومن وغیرہ کا اقرار انہیں صحیح ہے اور واضح ہو کہ یہاں صحت اقرار وعدم صحت اقرار کی تفسیر یہ ہے کہ اقرار صحیح کے یہ معنی ہیں کہ اقرار سے جو حقوق مقررہ اور مقرر کو اور ان دونوں کے سوائے دوسروں کو لازم آتے ہیں اُن حقوق میں یہ اقرار معتبر ہو پس جن لوگوں کی نسبت ہننے صحت اقرار کا حکم کیا ہے انہیں سے مثلاً اگر کسی کیواسطے بیٹے ہونیکا اقرار کیا اور وہ اقرار اپنے شرائط کے ساتھ صحیح قرار پایا تو یہ بیٹا مقررہ اس مقرر کے باقی وارثوں کیساتھ میراث لیگا اگرچہ باقی وارث اُسکے نسب سے منکر ہوں اور یہی مقرر کے باپ سے بیٹی مقرر کے دادا کی میراث میں بھی شریک ہوگا اگرچہ دادا نے اُسکے نسب سے انکار کیا ہو اور جن لوگوں کیواسطے ہننے اقرار صحیح نہ ہوگا حکم کیا ہر اُسکے یہ معنی ہیں کہ مقرر و مقررہ کے سوائے غیر و نکو جو حقوق اس قرار سے لازم آتے ہیں اُنکے واسطے یہ اقرار معتبر نہیں ہے اگرچہ ذاتی اسکے حقوق کے واسطے یہ اقرار معتبر ہو چنانچہ مثلاً کسی نے دوسرے کی نسبت اپنے بھائی ہونیکا اقرار کیا اور گویا

لے کر تم کو اپنا اور حال مسئلہ کا دیکھ کر جو پہنچے مخصوصا حاشیہ میں لکھا گیا ہے ناظم ۱۳۲۱

اور اس مقرر کے دوسرے وارث موجود ہیں جو اس شخص مقرر کے بھائی ہونے سے انکار کرتے ہیں تو یہ بھائی دوسرے وارثوں کے ساتھ مقرر کا وارث نہ ہوگا اور بھی مقرر کے باپ کا وارث نہ ہوگا جبکہ وہ اسکے نسب سے منکر ہوو لیکن مقرر کی زندگی میں اُسپر نفقہ کا استحقاق رکھتا ہے کیونکہ یہ حق مقرر کی ذات کو لازم ہے۔ اور عورت کا اقرار ان تین کے ساتھ یعنی ولد اور شوہر اور مولیٰ کا صحیح ہے بیٹا ہونیکا صحیح نہیں ہے اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ بیٹا ہونیکا اقرار صحیح نہ ہونا ایسی صورت پر محمول ہے کہ جب اُسکا شوہر مرد ہو اور اگر شوہر مرد نہ ہو تو عورت کا اقرار صحیح ہونا چاہیے یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص اپنی صحت میں ایک غلام کا مالک ہو اور اپنے مرض میں یوں اقرار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور ایسا شخص ایسے شخص سے پیدا ہو سکتا ہے اور اُس غلام کا کوئی نسب مرد نہ ہو تو وہ اُسکا بیٹا قرار پائیگا اور آزاد وارث ہوگا اور کچھ سعایت کرے گا اگرچہ مقرر کا اسکے سوا کچھ مال نہ ہو اور اُسیر اس غلام کی قیمت سمیت قرض جیٹ ہو۔ یہ طرح اگر اس غلام کیساتھ اُسکی ماں کا مالک ہو اور حالت صحت میں مالک ہو تو اُسکی ماں بھی سعایت نکریگی اور اگر غلام کا حالت مرض میں مالک ہو تو اُسکی ذات کی واسطے اقرار کیا تو بھی اُسکا نسب مقرر سے ثابت ہوگا اور اُسکی طرف سے آزاد ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے پھر اگر مرض کا کوئی دوسرا مال سوا اس غلام کے ہو کہ جسکی تہائی یہ غلام ہوتا ہو تو اس غلام پر سعایت واجب ہوگی اور مقدار سعایت میں اختلاف ہو امام اعظم کے نزدیک دو تہائی قیمت کی واسطے مشقت کر کے ادا کرے اور صاحبین کے نزدیک تمام قیمت کی واسطے سوا اسے اسقدر حصہ میراث کے جو خصوص اسکو حاصل ہووے سعی کرے اور جب قدر حصہ میراث خصوص اسکا تھا وہ اس سے کم کر دیا جائیگا اور اگر مرض کا سوا اس غلام کے اسقدر مال ہو کہ جسکی تہائی یہ غلام ہوتا ہو تو صاحبین کے نزدیک اُس مال سے غلام میراث پاویگا اور اپنی قیمت کی واسطے سعی کرے گا مگر اسقدر کم کیا جائیگا جتنا اُسکا حصہ میراث ہو اور امام اعظم کے نزدیک وارث ہوگا اور اپنی کچھ بھی قیمت کی واسطے سعی کرے گا لیکن باندی مقرر کے مرنے سے آزاد ہو جائیگی اور اُسپر سعایت نہ ہوگی اگرچہ باندی کا بھی حالت مرض میں مالک ہو ہو اور یہ بالا جماع ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک غلام صغیر کہ اپنی ذات سے تعبیر نہیں کر سکتا ہے دو شخصوں زید و عمرو میں مشترک ہو کہ دونوں نے اسکو خریدیا ہو پھر زید نے کہا کہ یہ میرا بیٹا اور تیرا بیٹا ہے یا تیرا بیٹا اور میرا بیٹا ہے یا ہم دونوں کا بیٹا ہے پس اگر بلا کریاں کیا تو اُسکا نسب مقرر سے ثابت ہو جائیگا خواہ شریک نے اُسکی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو اور اگر کے یوں بیان کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے پھر چپے ہو پھر کہا کہ تیرا بیٹا ہے تو یہ قرار مقرر نافذ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ تیرا بیٹا ہے پھر چپ رہا پھر کہا کہ میرا بیٹا ہے پس اگر شریک نے یعنی عمرو نے اُسکی تصدیق کی تو عمرو سے اُسکا نسب ثابت ہو جائیگا اور اگر عمرو نے تکذیب کی تو اُس سے نسب ثابت نہ ہوگا اور مقرر سے یعنی زید سے امام اعظم کے نزدیک ثابت نہ ہوگا۔ اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک ثابت ہوگا۔ اور جس صورت میں زید نے جدا کر کے کلام کو بیان کیا ہو اگر اس صورت میں عمرو نے زید کے اقرار کے بعد یوں بیان کیا کہ یہ میرا بیٹا اور تیرا بیٹا ہے یا تیرا بیٹا اور میرا بیٹا ہے یا ہم دونوں کا بیٹا ہے تو عمرو سے اُسکا نسب ثابت ہو جائیگا کیونکہ یہ کلام عمرو کا زید کے قول کی تصدیق اور اقرار ہے۔ اور اگر مقرر نے کہا کہ میں عمرو نے کہا کہ میرے سواے تیرا بیٹا ہے یا تیرا بیٹا ہے کچھ خاموش رہا پھر کہا کہ میرا بیٹا ہے تو عمرو سے نسب ثابت نہ ہوگا۔ پس امام اعظم کے نزدیک دونوں میں سے کسی سے ثابت نہ ہوگا یہ شرح زیادات عثمانی میں ہے اور اگر یہ غلام بالغ ہو یا نابالغ ہو اگر اپنی

ذات سے تعبیر کر سکتا ہو پس اگر زید و عمرو دونوں کے واسطے اپنے رقیق ہو نیکا اقرار کرتا ہو تو یہ لڑکا اور جو اپنی ذات سے  
تعبیر نہیں کر سکتا ہے وہ دونوں برابر ہیں اور اگر اس نے دونوں کے واسطے رقیق ہو نیکا اقرار نہ کیا تو صورت مذکورہ میں  
اس کے قول کی طرف رجوع کیا جائیگا اگر اس نے زید سے اقرار کیا تو زید کا بیٹا اور اگر عمرو سے اقرار کیا تو عمرو کا بیٹا ہو بشرطیکہ  
عمرو اسکی تصدیق کرے کیونکہ عمرو مقررہ قرار دیا گیا ہے خود مقرر نہیں ہے اور اگر دونوں کے نسب سے انکار کیا تو کسی سے  
نسب ثابت نہ ہوگا محیط میں ہے۔ دو شخصوں کی مشترک باندی کے بچہ پیدا ہوا پس ایک نے کہا کہ یہ میرا بیٹا و تیرا  
بیٹا و یا تیرا بیٹا و میرا بیٹا ہے یا ہم دونوں کا بیٹا ہے پس اگر شریک نے اسکی تصدیق کی تو مقررے اسکا نسب ثابت ہوگا  
اور نسب ثابت ہو نیکی وجہ سے باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور اس کی ادھی قیمت خواہ تنگ ست ہو یا خوشحال  
ہو شریک کو دیگا اور بچہ کی قیمت کا ضامن ہوگا اور نصف عقر شریک کی تصدیق کی وجہ سے نصف عقر کا بدلہ ہوگا  
اور اگر شریک نے اسکی تکذیب کی تو بھی یہی حکم ہے مگر اسقدر فرق ہے کہ مقرر کو ادھا عقر شریک کو دینا پڑیگا اور  
شریک پر نصف عقر مقرر کیواسطے واجب ہوگا یہ شرح زیادات عتباتی میں ہے۔ زید و عمرو نے ایک غلام بازار سے خریدا  
اور وہ خالد کا غلام تھا اس کے پاس پیدا ہوا تھا پھر زید نے عمرو سے کہا کہ یہ میرا بیٹا اور تیرا بیٹا ہے یا میرا بیٹا ہی یا ہم  
دونوں کا بیٹا ہے اور عمرو نے اسکی تصدیق کی یا تکذیب کی تو وہ زید کا بیٹا قرار دیا جائیگا اور غلام سے دریافت نہ کیا جائیگا اگر  
وہ اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہو پھر اگر عمرو زید کی تصدیق کر چکا ہو تو زید پر اسکی قیمت میں کچھ ضمان ہوگی اور اگر تکذیب کی ہو تو  
اسکا حکم مثل اسکے ہوگا کہ ایک غلام دو شخصوں میں مشترک تھا ایک شخص نے اسے آزاد کر دیا۔ اور اگر عمرو نے یوں کہا کہ یہ  
میرے سوا ہے تیرا بیٹا ہے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک زید پر عمرو کیواسطے کچھ ضمان ہوگی و لیکن یہ غلام آزاد شدہ اپنی قیمت میں  
عمرو کو اس واسطے سہی کرے گا اور صاحبین کے نزدیک اگر زید خوشحال ہو تو ضمان دیگا یہ محیط میں ہے۔ زید و عمرو نے ایک غلام خریدا  
پھر زید نے اس کے نسب کا دعویٰ کیا پھر عمرو پر گواہی دی کہ اسے میرے دعویٰ کرنے سے پہلے اسکو آزاد کر دیا ہے اور عمرو  
نے اسکی تصدیق کی تو زید سے بسبب عمرو کی تصدیق کر نیکی ضمان ساقط ہوگئی یہ شرح زیادات عتباتی میں ہے۔ ایک  
باندی دو شخصوں زید و عمرو میں مشترک ہو پس زید نے دعویٰ کیا کہ یہ میری ام ولد ہے اور اس کے شریک عمرو نے کہا کہ  
میں نے تیرے اس دعویٰ سے پہلے اسکو آزاد کیا ہے اور زید نے اسکی تکذیب کی تو باندی زید کی ام ولد قرار پائیگی اور  
زید عمرو کو نصف قیمت کی ضمان دیگا یہ محیط میں ہے ایک باندی دو شخصوں زید و عمرو میں مشترک تھی وہ اسکی ملک میں  
بچہ جنی پس ایک نے اس کے بچہ کے نسب کا دعویٰ کیا اور عمرو نے باندی کے نسب کا دعویٰ کیا اور دونوں نے معاً  
دعویٰ کیا یا دوسرے نے یوں اقرار کیا کہ میں نے باندی کو آزاد کر دیا تھا تو بچہ کا نسب زید سے ثابت ہوگا اور باندی  
اسکی ام ولد ہو جائیگی کیونکہ بچہ کا دعویٰ نسب دعویٰ استیلا ہے پس وقت علوق نقطہ سے مستند ہوگی اور  
باندی کی دعوت دعوت تحریر ہے پس وقت دعوت سے معتبر ہوگی پس دعوت استیلا سابق ہوئی لہذا اسی پر  
حکم ہوگا اور زید کو ادھی قیمت باندی کی عمر کو دینی پڑیگی اگرچہ شریک عمرو کے زعم میں ضمان نہیں ہے کیونکہ اس نے زعم  
کیا ہے کہ یہ باندی میری بیٹی یا آزاد کردہ ہے اور ادھا عقر بھی دیگا کیونکہ اس نے دہلی کا اقرار کیا ہے۔ و لیکن بچہ کی قیمت کا





اور صاحبین کے نزدیک اگر زید خوشحال ہو تو اس پر ضمان متعین ہوگی اور اگر تنگ دست ہو تو غلام سعایت کرے گا اور زید و عمر کے حصہ کی دلاء موقوف رہیں گی پس اگر عمر نے دوبارہ زید کی تصدیق کی طرف رجوع کیا تو جب قدر ضمان یا سعایت لی ہے سب واپس کر دے گا اور دلاء عمر کو واسطے ثابت ہوگی یہ محیط میں ہوگی اگر کسی شخص نے اقرار کیا کہ میں نے اپنا یہ غلام کل کے روز آزاد کیا ہے حالانکہ وہ جھوٹا ہے تو قضا یعنی حکم قاضی میں آزاد ہوگا دنیا میں وہ بین اللہ تعالیٰ آزاد ہوگا یعنی قاضی ظاہر آزادی کا حکم کر دے گا مگر چونکہ واقعہ میں اسے آزاد نہیں کیا ہو لہذا عند اللہ آزاد نہیں ہو گا کذا فی المبسوط مشرعا۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے تجھے کل کے روز آزاد کیا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تو آزاد ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ میں نے تجھے کل کے روز آزاد کر دیا ہے حالانکہ آج ہی خریدا ہو یا یوں کہا کہ میں نے تجھے تیرے خریدنے سے پہلے آزاد کیا ہے تو بھی یہی حکم ہو گا کذا فی الحاوی۔ قال لست جرم اسکی مراد تعلیق نہیں ہے یعنی یوں نہیں کہا تھا کہ جب میں تجھے خریدوں تو تو آزاد ہو ورنہ آزاد ہو جائیگا۔ اگر کہا کہ میں نے تجھے آزاد کیا اگر تو اس وار میں داخل ہو تو جب تک وار میں داخل نہ ہوگا اور اگر کہا کہ آزادی کے باب میں میں نے تیرا کام تیرے اختیار میں کل کے روز دید یا تھا پھر تو نے اپنے آپ کو آزاد نہ کیا اور غلام نے کہا کہ بلکہ میں نے آزاد کر لیا ہے تو آزاد ہوگا یہ محیط خری میں ہو۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے تجھے مال پر آزاد کیا ہے اور غلام نے کہا کہ بلا عوض آزاد کیا ہے تو غلام کا قول قبول ہوگا اور اگر کہا کہ میں نے تجھے مال پر کل آزاد کیا مگر تو نے قبول نہیں کیا اور غلام نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے قبول کیا یا کہا کہ تو نے مجھے مفت بغیر عوض آزاد کیا ہے تو زید کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر اقرار کیا کہ میں نے اپنا یہ غلام آزاد کیا نہیں بلکہ یہ غلام دوسرا آزاد کیا ہے تو دونوں آزاد ہو جائیں گے یہ محیط خری میں ہو۔ اگر مولیٰ نے کہا کہ میں نے تجھے مکاتب کیا ہے اور مال کتابت کی مقدار بیان نہ کی اور غلام نے کہا کہ پانچ سو درہم پر تو امام عظم کے نزدیک غلام کی تصدیق ہوئی چاہیے اور صاحبین کے نزدیک تصدیق ہوگی یا حاوی میں ہو۔ اگر کہا کہ میں نے کل تجھے ہزار درہم پر مکاتب کیا تھا مگر تو نے کتابت قبول نہ کی اور غلام نے کہا کہ بلکہ میں نے قبول کر لی تھی تو اس کا قول قبول ہوگا اور اگر اقرار کیا کہ میں نے یہ غلام ہزار درہم پر مکاتب کیا ہے نہیں بلکہ وہ مکاتب کیا ہے اور دونوں سے ہر ایک نے کتابت کا دعویٰ کیا تو جائز ہے یہ مبسوط میں ہو۔ اگر اقرار کیا کہ میں نے غلام کو قیل سے خریدنے کے مکاتب کیا یا میں نے اسکو کل کے روز مکاتب کیا حالانکہ آج ہی خریدا ہے تو صحیح نہیں ہے اور اگر اقرار کیا کہ میں نے اسکو کل کے روز مکاتب کیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ کہا ہے تو اسی کا قول مقبول ہوگا۔ اور اگر کہا کہ میں نے اپنی ذات کی واسطے خیار کا استثناء کیا ہے اور مکاتب نے کہا کہ اُمین خیار ہی تھا تو کتابت جائز ہے اور خیار میں مولیٰ کی تصدیق ہوگی اور ایسے ہی اُن صورتوں میں بیع کا بھی حکم ہو گا کذا فی الحاوی۔ ایک باندی کو مدیر کیا پھر اقرار کیا کہ یہ دوسرے شخص کی مدبرہ تھی میں نے اُس سے غصب کی ہے تو باندی کے حق میں اُس کے اقرار کی تصدیق ہوگی اور خود اسکی قیمت کی ضمان دے گا اور حکم قاضی میں باندی سے خدمت لینا اور واپس کرنا جائز رکھا جائیگا و لیکن دیانت کی راہ سے اسکو یہ فعل نہ کرنا چاہئے بشرطیکہ جیسا کہ کتابت ہو و بیٹا ہی ہو اور اگر کسی اجنبی نے اس باندی کو قتل کیا تو اُس سے قصاص لیا جائیگا اور اگر مقرر نے قتل کیا تو قیاسا اس پر قصاص ہے اور تہمتا نہیں ہو یہ محیط خری میں ہو۔ ایک باندی زید و عمر و مین مشترک ہو زید نے کہا کہ میں نے اور تو نے اسکو مدبر کر دیا یا کہا تو نے اور میں نے اسکو مدبر کیا ہے یا ہم دونوں نے اسکو مدبر کیا ہے پس اگر عمر نے اسکی تصدیق کی تو باندی

ملہ یعنی شرط کے ساتھ شرط نہیں ہے اور اسکی باندی کو غصب کر لیا ہے ۱۲



وونو کی مدبرہ ہوگی اور اگر عمر دے تکذیب کی تو ایسا ہوا کہ گویا ایک باندی دو شخصوں میں مشترک تھی اسکو ایک شخص نے مدبر کر دیا اور ایسی صورت میں امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک شریک کو پانچ طرح کا اختیار حاصل ہوتا ہے چاہے تو اپنا حصہ مدبر کر دے یا اپنا حصہ اپنے حال پر چھوڑ دے یا مدبر کر نیوالے سے ضمان لے اگر وہ خوش حال ہو یا باندی سے سعی کر دے اگر مدبر کر نیوالا تنگ دست ہو یا اپنے حصہ کو آزاد کرے۔ پھر اگر شریک نے مقررے باندی کی قیمت کی ضمان لی تو ادھی باندی مقرر کی مدبر ہوگی اور باقی ادھی موقوف ہوگی ایک روز مقرر کی موت کر لگی اور ایک روز خالی رہی۔ پھر اگر مقررے شریک نے تصدیق مقرر کی طرف رجوع کیا تو وہ باندی دونوں کی مدبرہ ہو جائیگی اور شریک نے جو کچھ ضمان لی ہو وہ مقرر کو واپس کر دے اور اگر شریک نے اُسکے قول کی تصدیق کی طرف رجوع نہ کیا یہاں تک کہ دونوں میں سے ایک مر گیا اور سواے باندی کے اُسکا کچھ مال نہیں ہو پس اگر مقرر مر گیا اور باندی نے اُسکے قول کی تصدیق کی تو باندی وارثان مقرر کیواسطے اپنی نصف قیمت کی دو تہائی کیواسطے سعی کر لگی اور اگر باندی نے اُسکے قول کی تکذیب کی تو بھی ظاہر الروایہ کے موافق اپنی دو تہائی قیمت کیواسطے سعی کر لگی۔ اور اگر منکر مر گیا پس اگر باندی نے مقررے قول کی تصدیق کی تو اپنی تمام قیمت کیواسطے مقرر کے لیے سعی کرے۔ اور اگر باندی نے مقررے اقرار کی تکذیب کی تو مقرر کیواسطے اُسکے حصہ کی ادھی قیمت کیلئے سعی کر لگی اس سے زیادہ سعی نہ کر لگی۔ اور اگر دونوں مر گئے ایک بعد دوسرے کے مرے پس اگر مقرر پہلے مر گیا اور باندی نے مقررے اقرار کی تصدیق کی تو حکم مسئلہ کا قبل موت منکر کے یہ ہے کہ مقرر کے نصف حصہ کی تہائی آزاد ہوا اور باندی پر اس نصف کی دو تہائی کیواسطے سعی کرنی لازم ہوگی پھر اگر اس کے بعد منکر مر گیا تو باندی پر بقدر حصہ منکر کے مقرر کیواسطے سعی کرنی واجب ہوگی اور یہ مال مقرر کے ترکہ میں داخل ہوگا اور ترکہ میں زیادتی ہو جائیگی اور اُسکا ثلث یعنی تہائی بھی زیادہ نکلیگی پس اُسکی تہائی باندی کو دی جائیگی اور تمام کی دو تہائی کیواسطے وہ سعی کر لگی۔ اور اگر باندی نے مقررے اقرار کی تکذیب کی تو بھی یہی حکم ہو کہ اپنی دو تہائی کیواسطے سعی کرے اور اگر پہلے منکر مر گیا پھر مقرر اور باندی نے مقررے اقرار کی تصدیق کی ہے تو ہمارے مشائخ نے ذکر کیا کہ باندی پر اپنی تمام قیمت کیواسطے سعی کرنی واجب ہوگی اور اگر باندی نے مقررے اقرار کی تکذیب کی تو ہم کہتے ہیں کہ امام محمد نے اس مسئلہ کو قبل موت مقرر کے ذکر کیا کہ باندی پر فقط مقرر کے حصہ کیواسطے سعی کرنی واجب ہوگی اور بعد موت مقرر کے اس مسئلہ کا حکم بیان نہیں فرمایا اور مشائخ نے ذکر کیا کہ اُسپر کل قیمت کیواسطے سعی واجب ہوگی کیونکہ قبل موت مقرر کے اُسپر کل قیمت کی سعایت واجب تھی پس مقرر کے مرنے سے اُسکا حکم تبدیل نہ ہوگا یہاں امام اعظم رحمہ اللہ کے مذہب کا بیان ہوا ہے۔ ولیکن صاحبین رحمہم کے مذہب کا یہ بیان ہے کہ مقرر کے اقرار سے تمام باندی مدبر ہو جائیگی۔ پھر اُسکے بعد اگر شریک نے مقرر کی تصدیق کی تو دونوں میں مدبر قرار پائیگی اور مقرر مناسن ہوگا اور اگر تکذیب کی تو مقرر باندی کی نصف قیمت کی ضمان شریک کو دیکنا خواہ خوش حال ہو یا تنگ دست ہو اور ادھی باندی مقرر کی مدبرہ ہوگی اور ادھی موقوف رہی یہاں تک کہ اُسکا شریک مقرر کے قول کی طرف رجوع کرے اور اُسکی تصدیق کرے پھر اگر تصدیق کی تو دونوں میں مدبرہ قرار پائیگی اور شریک نے جو کچھ ضمان لی ہو وہ واپس کرے اور اگر شریک نے مقرر کے قول کی تصدیق کی طرف رجوع نہ کیا یہاں تک کہ مقرر مر گیا تو وارثان مقرر کیواسطے باندی ادھی کی دو تہائی قیمت کیلئے سعی کر لگی فی الحال اُسپر اسکے سوا اور کچھ واجب نہیں ہو خواہ باندی نے مقرر کی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو پھر اس کے بعد باقی مسئلہ کا حکم صاحبین رحمہم

کے نزدیک بھی ویسا ہی ہے جیسا ہم نے امام عظیم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب میں بیان کیا ہے یہ محیط میں ہے۔  
**اٹھارواں باب** - خرید و فروخت میں اقرار اور بیع میں عیب کے اقرار کے بیان میں۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے اپنا یہ غلام  
تیرے ہاتھ کل کے روز فروخت کیا تھا مگر تو نے قبول نہیں کیا اور مشتری عمر و نے کہا کہ میں نے قبول کیا تھا تو اسی کا قول قبول ہوگا۔  
اسی طرح اگر مشتری نے کہا کہ میں نے تجھ سے یہ غلام خرید لیا مگر تو نے قبول نہ کیا اور بائع نے کہا کہ میں نے قبول کیا ہے تو بائع کا قول قبول  
ہوگا کیونکہ دونوں کے فعل سے بیع ٹھیک ہوگی یہ محیط خشری میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے اپنا یہ غلام عمر و کے ہاتھ فروخت  
کیا اور اس سے دام لے لے مگر تعداد بیان نہیں کی تو جائز ہے اور اگر بیانی اور قبضہ کر لیا تو بھی جائز ہے اور اگر تعداد بیان کی  
اور کہا کہ میں نے دام نہیں پائے ہیں اور مشتری نے کہا کہ قبضہ کر چکا ہے تو قسم سے قول بائع کا مقبول ہوگا اور مشتری کو گواہ لانا چاہئے  
ہی یہ مہسوط میں ہے۔ اقرار کیا کہ میں نے ایک دار زید کے ہاتھ فروخت کیا اور اس دار کو نہ بتلایا پھر انکار کیا تو اقرار باطل ہے اسی طرح اگر  
بیع کو بیان کیا لیکن ثمن کی مقدار وغیرہ نہ بیان کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر حدود دار ذکر کیے اور ثمن کا نام لیا تو بیع لازم ہو جائیگی  
اگرچہ بائع اس سے انکار کرے اور گواہ حدود کو نہ پہچانتے ہوں بعد ازیکہ گواہ معرفت حدود قائم ہوں یہ محیط خشری میں ہے۔ اگر  
اقرار کیا کہ میں نے زید کے ہاتھ ایک غلام فروخت کیا اور غلام کو نہ بتلایا پھر انکار کیا تو اقرار باطل ہے اسی طرح اگر اقرار کیا کہ میں نے اپنا  
غلام زید کے ہاتھ فروخت کیا جزا اینکه گواہوں نے اسکو بعینہ نہیں پہچانا تو بھی یہی حکم ہے یہ مہسوط میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں  
نے اپنا غلام عمر و کے ہاتھ فروخت کیا اور ثمن کا نام نہ لیا اور مشتری نے کہا کہ میں نے اسکو تجھ سے پانچ سو درم کو خریدا ہے پس  
زید نے انکار کیا کہ میں نے کسی چیز کے عوض نہیں بیچا ہے تو زید سے عمر و کے دعویٰ پر قسم لیا دینی اور صرف پہلے اقرار سے اسپر بیع لازم  
نہوگی اسی طرح اگر مشتری نے ابتداء ایسا اقرار کیا پھر یہ صورت واقع ہوئی تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ  
میں نے یہ غلام عمر و کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا ہے اور عمر و نے کہا کہ میں نے تجھ سے کسی قدر کو نہیں خریدا ہے پھر کہا کہ ان  
میں نے تجھ سے وہ غلام ہزار درم میں خریدا ہے اور زید نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ اسکو نہیں بیچا ہے تو مشتری کا قول مقبول  
ہوگا اور اسکو بیع ثمن کے لینے کا اختیار ہے اور اگر ایسا ہوا کہ جس وقت مشتری نے خرید سے انکار کیا اس وقت بائع نے کہا کہ تو  
بیچا ہے تو نے اسکو نہیں خریدا ہے پھر اسکا بعد مشتری نے کہا کہ میں نے اسکو خریدا ہے تو بائع کے ذمہ بیع لازم نہ آدگی اور مشتری  
سے اس امر کے گواہ قبول نہونگے لیکن اگر بائع پھر مشتری کی تصدیق کرے تو دونوں کا باہمی تصدیق کرنا بمنزلہ بیع جدید کے  
ہو جائیگا یہ مہسوط میں ہے۔ زید نے اقرار کیا کہ میں نے یہ غلام عمر و کے ہاتھ فروخت کیا ہے لیکن خالد کے ہاتھ فروخت کیا  
ہے تو یہ باطل ہے اور دونوں میں سے ہر ایک اس سے قسم لے سکتا ہے بشرطیکہ ثمن معنی کے عوض خریدنے کا دعویٰ کرے  
یہ محیط خشری میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ غلام جو میرے پاس ہے عمر و کا ہے میں نے تجھ سے ہزار درم کو خریدا ہے اور تجھ کو دام  
دید ہے میں پھر بعد اس کے کہا کہ میں نے یہ غلام خالد سے پانچ سو درم کو خریدا ہے اور دام دید ہے میں پھر اگر اس سب پر گواہ قائم کیے تو  
جائز ہے اور اسپر پہلے یعنی عمر و اور دوسرے خالد دونوں کا ثمن واجب ہوگا اور یہ حکم اس وقت ہے کہ اسنے فقط دونوں بیع پر  
گواہ قائم کیے ہوں اور اگر دونوں کو دام دیدینے پر بھی گواہ قائم کیے تو کسی کا اسپر کچھ واجب نہوگا۔ اور اگر اس امر پر وہ گواہ  
نہ لایا تو غلام عمر و کو ملے گا اگر اسنے بیع سے انکار کیا اور اگر دوسرے نے یعنی خالد نے اسکی تصدیق کی تو اسکو پانچ سو درم دام ملے گا

قائم نہ ہونے کے بعد بیع قائم نہ ہونے کا گواہ قائم نہ ہونے کا

اور اگر بیع سے انکار کیا تو زید کو غلام کی قیمت خالد کو دینی پڑے گی یہ بمسوط میں ہے اور اگر بیع اول پر گواہ قائم کیے دوسری بیع پر قائم نہ کیے مگر دوسرے نے بیع کی تصدیق کی تو اسکا حکم مثل اس صورت کے ہے کہ دو تون بیع کو اہون سے ثابت ہوئی ہوں یہ بیع میں ہے۔ اور اگر بائع نے اقرار کیا کہ میں نے ہزار درم کو اسکے ہاتھ فروخت کیا ہے اور مشتری نے کہا کہ میں نے پانچ سو درم کو خرید ا ہے حالانکہ آدھا غلام مشتری کی ملک سے خارج ہو چکا ہے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک مشتری کا قول مقبول ہوگا خواہ بائع باقی غلام واپس لینے پر راضی ہو یا راضی نہ ہو۔ اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک من کے باب میں قسم کے ساتھ مشتری کا قول قبول ہوگا و لیکن اگر بائع اس میں پر راضی ہو کہ باقی غلام مشتری سے لے لے اور جب قدر اُسکی ملک سے نکلیا اُسکے حصہ کی واسطے دانگیہ ہو قبول مشتری تو ایسی صورت میں دونوں ہاتھ قسم کھا دیئے اور امام محمد رحمہ کے نزدیک دونوں ہاتھ قسم کھا دیئے اور غلام کی قیمت پر ہاتھ واپس کر لینگے و لیکن اگر بائع راضی ہو جاوے کہ باقی غلام واپس کر لے اور جب قدر مشتری نے اپنی ملک سے خارج کیا ہے اُسکی قیمت لے لے تو ہو سکتا ہے یہ بمسوط میں ہے۔ متقی میں ہے کہ ایک شخص نے ایک باندی خریدی اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر مشتری نے اقرار کیا کہ یہ باندی اس مدعی کی ہے اور بائع نے اُسکی تصدیق کی پس مشتری نے بائع سے دام واپس لینے چاہے اور بائع نے کہا کہ مدعی کی اسوجہ سے ہوئی کہ تو نے اُسکو بہہ کر دی تو اسی کا قول قبول ہوگا یہ بیع مشتری میں ہے۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ زید نے عمرو سے ایک باندی بطور بیع فاسد کے خریدی اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر بائع نے اکر بوجہ بیع فاسد ہوئے اُسکو واپس کر لینا چاہا پس مشتری نے کہا کہ میں نے خالد کو بہہ کر کے قبضہ کر دیا اور خالد نے پھر میرے پاس ودیعت رکھی ہے اور بائع نے انکار کیا تو مشتری کا قول قبول ہوگا اور بائع اُس سے باندی کو واپس لے سکتا ہے پھر اگر مشتری نے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے تو قبول ہو گئے۔ اور اگر قاضی کو جو مشتری نے دعویٰ کیا ہے معلوم ہو یا بائع نے اُسکی تصدیق کی یا مشتری نے بائع کے اقرار کے گواہ پیش کیے یا مشتری نے بائع سے اس امر پر قسم لی اور اسنے انکار کیا تو مشتری سے خصومت دفع ہو جائیگی اور اُسکی قیمت بائع کو ڈانڈ پھر چکا۔ اور اگر اُس امر پر جو سننے ذکر کیا گواہ قائم نہوے اور بائع نے باندی واپس لی پھر خالد آیا اور اسنے مشتری کے دعویٰ سے انکار کیا تو باندی بائع کے سپرد کی جائیگی اور اگر مشتری کی تصدیق کی تو بائع سے باندی واپس لیگا اور مشتری کو اُسکی قیمت ڈانڈ دینی پڑے گی اور اگر مشتری نے کہا کہ میں نے یہ باندی خالد کو بہہ کر دی اور قبضہ دید یا پھر اسنے میرے پاس ودیعت رکھی پھر اُسکو آزاد کیا یا مدبر کیا یا ام ولد بنا یا سپہ اور بائع نے اس سے انکار کیا تو بائع کو باندی لینے کی کوئی راہ نہیں ہے اُسکی قیمت لے لیگا اور اُسکی دلاوہ موقوف رہے گی بلکہ مدبر موقوفہ یا ام ولد موقوفہ رہے گی کہ محبوبہ کے مرنے سے آزاد ہو جائیگی پھر اگر خالد نے اکر ان سب باتوں میں مشتری کی تصدیق کی تو باندی کو لے لیگا اور اُسکی مدبرہ یا ام ولد ہوگی جیسا مشتری نے بیان کیا ہے۔ اور اگر خالد نے حاضر ہو کر بہہ کر نکال دیا دعویٰ کیا و لیکن آزاد کر دینے وغیرہ سے انکار کیا تو وہ باندی رہے گی اور خالد اُسکو مشتری سے لے سکتا ہے اور اگر مشتری نے کہا کہ محبوبہ لہ نے یعنی خالد نے اُسکو مکاتب کر دیا ہے اور بائع نے اُسکی تکذیب کی تو بائع اُسکو لے سکتا ہے اسی کے پاس رہے گی یہاں تک کہ خالد حاضر ہو اور اگر اسنے حاضر ہو کر مشتری کی ان باتوں میں تکذیب کی تو باندی بائع کے سپرد کی جائیگی۔ و لیکن اگر باندی نے خود گواہ قائم کیے کہ اسنے فروخت کر دیا تھا اور مشتری نے اُس باندی کو مکاتب کیا ہے تو

لے تو باندی مشتری سے انکار کیا تو باندی بائع کو باندی لینے کی کوئی راہ نہیں ہے اُسکی قیمت لے لیگا اور اُسکی دلاوہ موقوف رہے گی بلکہ مدبر موقوفہ یا ام ولد موقوفہ رہے گی کہ محبوبہ کے مرنے سے آزاد ہو جائیگی پھر اگر خالد نے اکر ان سب باتوں میں مشتری کی تصدیق کی تو باندی کو لے لیگا اور اُسکی مدبرہ یا ام ولد ہوگی جیسا مشتری نے بیان کیا ہے۔ اور اگر خالد نے حاضر ہو کر بہہ کر نکال دیا دعویٰ کیا و لیکن آزاد کر دینے وغیرہ سے انکار کیا تو وہ باندی رہے گی اور خالد اُسکو مشتری سے لے سکتا ہے اور اگر مشتری نے کہا کہ محبوبہ لہ نے یعنی خالد نے اُسکو مکاتب کر دیا ہے اور بائع نے اُسکی تکذیب کی تو بائع اُسکو لے سکتا ہے اسی کے پاس رہے گی یہاں تک کہ خالد حاضر ہو اور اگر اسنے حاضر ہو کر مشتری کی ان باتوں میں تکذیب کی تو باندی بائع کے سپرد کی جائیگی۔ و لیکن اگر باندی نے خود گواہ قائم کیے کہ اسنے فروخت کر دیا تھا اور مشتری نے اُس باندی کو مکاتب کیا ہے تو

اس کے مکاتب ہونی کی ڈگری کیجاویگی اور اگر خالد نے مشتری کے ہبہ کرنے میں تصدیق کی اور مکاتب کرنے میں تکذیب کی تو اس کو سزا دی جائے گی۔ اور وہ خالد کی باندی رہے گی اور اگر ان سب باتوں میں مشتری کی تصدیق کی تو بائع سے واپس لیگا اور جیسا مشتری نے بیان کیا ہو ویسا ہی ہوگا اور مشتری اس کی قیمت ڈانڈ دیکھا۔ اور اگر یوں ہوا کہ جب وہ باندی بائع کو ملی تو اسے اس کو فروخت یا مدبر کیا یا آزاد کر دیا تو یہ سب باطل ہو جائیگا بشرطیکہ خالد نے اس مشتری کے قول کی بیع و ہبہ میں تصدیق کی ہو اور اگر تکذیب کی تو یہ سب باتیں نافذ ہو جائیں گی یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے۔ وکیل بیع نے اگر بیع کا اقرار کیا تو حق موکل میں اس کا اقرار صحیح ہوگا خواہ ثمن موجود ہو یا تلف ہو گیا ہو۔ اور اگر موکل نے اقرار کیا کہ وکیل نے زید کے ہاتھ اس کو ہزار درہم میں فروخت کیا ہے اور زید نے اس کی تصدیق کی اور وکیل نے تکذیب کی تو غلام زید کو ہزار درہم میں ملیگا اور اس بیع کا عہدہ موکل پر رہا وکیل پر نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے عمرو کو ایک غلام دیا اور حکم کیا کہ اس کو فروخت کر دے پھر زید مر گیا پھر وکیل نے اقرار کیا کہ میں نے اس کو ہزار درہم میں فروخت کر کے قبضہ دیدیا ہے اور دام لے لیے ہیں پس اگر غلام موجود ہو تو وکیل کی تصدیق نہوگی اور اگر تلف ہو گیا ہو تو تصدیق کیجاویگی یہ مبسوط میں ہے۔ زید کا ایک غلام ہی اس کو عمرو نے خالد کے ہاتھ فروخت کیا اور خالد نے اس کو تلف کر دیا اور زید نے عمرو سے کہا کہ میں نے تجھے غلام فروخت کر نیک حکم کیا تھا دام مجھے ملنے چاہیے ہیں اور عمرو نے کہا کہ تو نے حکم نہیں کیا تھا تجھے قیمت عین ملیگی دام میرے میں تو زید کا قول مقبول ہوگا اس طرح اگر غلام موجود ہو تو بھی ہی حکم ہی یہ محیط شخصی میں ہے اور اگر مالک غلام نے بائع کو بیع کا حکم نہیں دیا تھا لیکن اس نے بیع کی اجازت دیدی تھی بعد بیع کے اس نے کہا کہ میں نے اس بیع کی اجازت دی پس اگر غلام بعینہ قائم ہو تو جائز ہے اور اگر تلف کر دیا ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر اس غلام کا ہاتھ کاٹا گیا پھر اس نے بیع کی اجازت دی تو ارش مشتری کو ملیگا اور اگر اس نے بیع کی اجازت نہ دی تو ارش مالک غلام کو ملیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر مالک غلام نے اقرار کیا کہ میں نے وقوع بیع کے ایک روز بعد اجازت دیدی اور مشتری نے انکار کیا تو مالک غلام کا قول قبول ہوگا اور اس پر قسم نہ آویگی اور اگر غلام مر گیا ہو تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول قبول ہوگا یہ محیط شخصی میں ہے۔ زید نے عمرو کو اپنی ایک باندی فروخت کر نیک وکیل کیا اور باندی وکیل کو دیدی پھر زید آیا اور وکیل سے باندی واپس کر لینی چاہی اور عمرو نے کہا کہ میں نے خالد کے ہاتھ وہ باندی ہزار درہم کو فروخت کر دی ہے اور اسے قبضہ کر لیا ہے اور میں نے دام وصول کر لیے ہیں اور وہ یہ ہیں پھر اس نے میرے پاس ودیعت رکھی ہے اور موکل نے اس کی تکذیب کی تو وکیل کا قول قبول ہوگا اور موکل کو واپس ملیگی اور وکیل کے دعویٰ کے گواہ مقبول نہ ہونگے پھر اگر خالد نے اس کو قول وکیل سے انکار کیا تو باندی موکل کو سپرد رہے گی اور اگر اس نے وکیل کے قول کی تصدیق کی تو باندی کو موکل سے لے لیگا اور موکل وکیل سے دام لیکتا بشرطیکہ اس کے پاس قائم ہوں اور اگر تلف ہو گئے ہوں تو وہ ضمانت ہوگا اور اگر وکیل نے دام پانچا اقرار نہ کیا ہو تو اسی کا قول قبول ہوگا اور خالد دام دیکر باندی لے لیگا۔ اس طرح اگر کوئی باندی کا فرحرب لوگ قید کر کے لیکنے اور ان کے مالک میں جا کر کسی مسلمان نے وہ باندی خریدی اور ہزار درہم دے دیا اس کو دارالامین لایا پھر قدیم مالک اس کا آیا تاکہ مشتری سے دام دیکر باندی لے لیمے اس نے کہا کہ میں نے خالد کو ہبہ کو دی اور اس نے قبضہ کر لیا پھر میرے پاس ودیعت چھوڑ کر غائب ہو گیا تو مشتری کا قول نامقبول ہوگا اور قدیمی مالک کے نام ڈگری

بندہ اس کی ذمہ داری ہوگی

ہو جائیگی اور اسکے دعویٰ کے گواہ مقبول نہونگے پھر اگر خالد نے حاضر ہو کر مشتری کے قول کی تکذیب کی تو باندی مالک  
 قدیم کو سپرد ہوگی اور وہ دام دیگا اور اگر خالد نے موافق اقرار مشتری کے دعویٰ کیا تو باندی مالک قدیم سے لے لیا جائیگی  
 اور خالد کو ملے گی پھر مالک قدیم خالد سے قیمت لے لے گا اور مشتری اسکا من مالک قدیم کو واپس کر دے اسطرح اگر کسی  
 شخص کو کوئی چیز ہبہ کر دی اور اسکے سپرد کر دی پھر رجوع کرنا چاہا اور موہوب نے کہا کہ میں نے وہ چیز خالد کو ہبہ کی اور  
 اسکے سپرد کر دی ہے پھر اسنے میرے پاس وودیت رکھی ہے تو حکم دیا جائیگا کہ وہ ہب کے سپرد کر دے پھر اگر خالد نے آکر  
 موہوب لے لیا یعنی اپنے واہب کی تکذیب کی تو وہ چیز ہبہ کر نیوالے پاس واپس ہو چکی ہے ویسے ہی رہیگی اور اگر تصدیق کی  
 تو وہ ہب کو حکم دیا جائیگا کہ خالد کے حوالہ کرے اسطرح اگر کسی ایسے سبب کو درمیان میں ڈالا جسکے باعث سے واپس کرنا  
 ممنوع ہو جاتا ہے جیسے کہا کہ میں نے عوض دیدیا ہے تو بھی تصدیق نہوگی اور واہب کو رجوع کرنے کا اختیار ہے یہ تحریر شرح  
 جامع کبیر میں ہے۔ اگر زید نے عمرو کو ایک مین غلام خریدنے کا حکم دیا اسنے اقرار کیا کہ میں نے ہزار درم کو خرید لیا ہے اور بائع نے  
 بھی دعویٰ کیا مگر موکل نے یعنی زید نے مثلاً انکار کیا تو وکیل کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر کسی غیر مین غلام کے خریدنے  
 کیواسطے جسکی جنس و صفت و وزن بیان کر دیا تھا وکیل کیا پھر وکیل نے اقرار کیا کہ میں نے یہ غلام اُنھیں داسون کو جو تو نے  
 کہے تھے خرید لیا ہے اور موکل نے انکار کیا تو امام عظمہ فرماتے تھے کہ اگر موکل نے وکیل کو دام دیدیے ہوں تو وکیل کے قول کی  
 تصدیق ہوگی اور اگر نہیں دیے ہوں تو تصدیق نہوگی اور صاحبین رحمہ نے فرمایا کہ اگر غلام بعینہ قائم ہو اور ایسا غلام اتنے  
 داموں کو خرید لیا جاتا ہو تو وکیل کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر موکل مگیا پھر اسکے وکیل نے اس غلام کو خرید لیا اقرار کیا پس اگر  
 بعینہ وکیل کے پاس یا بائع کے پاس قائم ہو یا موکل نے وکیل کو دام دے دیے ہوں تو امام عظمہ کے نزدیک وکیل کے قول کی  
 موکل کے حق میں تصدیق نہوگی اور بیع وکیل کے ذمہ لازم ہوگی اور دار ثون سے انکے علم پر قسم بجا دینی اور اگر بائع نے دام  
 تلف کر دیے ہوں تو وکیل کا قول قبول ہوگا اور میت کو بیع لازم ہوگی یہ حاوی میں ہے امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ زید نے عمرو کو حکم کیا  
 کہ میرے واسطے خالد کی باندی دیدے اور ہزار درم دام تہلے پھر عمر نے قبول کیا اور اسکو خرید لیا خواہ قبضہ کیا یا نہ کیا مگر زید  
 سے کہا کہ میں نے وہ باندی ایک ہزار پانچ سو درم کو خریدی اور تیری مخالفت کی لہذا وہ باندی میری رہی اور زید نے کہا کہ میں  
 ہزار درم کو خریدی ہے اور باندی میری رہی اور خالد نے موکل کی تصدیق کی تو بائع اور موکل کا قول قبول ہوگا اگر بائع نے دام  
 نہیں پائے ہوں پس موکل اسکو ہزار درم دیکر باندی لے لے گا پھر اگر مشتری نے بائع سے قسم طلب کی تو اسکو یہ اختیار نہیں ہے اور  
 اگر موکل سے قسم لینی چاہی تو اختیار ہے پس اگر اسنے قسم کھائی تو باندی لے لے اور بائع کو دام دیدے اور عہدہ بائع اور اسکے  
 درمیان رہے گا مگر اسنے یعنی وکیل سے کچھ کام نہیں ہے۔ اور اگر موکل نے قسم سے انکار کیا تو باندی مشتری کی ہوگی اور مشتری بائع  
 کو ہزار درم دیدیگا اور باندی لے لے گا پھر اگر بائع نے مشتری کے قول کی تصدیق کی طرف رجوع کیا تو زیادہ پانچ سو درم لے لے گا۔  
 اور کتاب میں مذکور نہیں ہے کہ اگر بائع نے یہ چاہا کہ موکل سے ہزار درم کا مطالبہ کرے تو کر سکتا ہے یا نہیں تو جو خاص نے فرمایا  
 سے اور قاضی ابوالشیر نے فتاویٰ ثلثہ سے نقل کیا کہ اسکو اختیار ہے چاہے مشتری سے مطالبہ کرے یا بائع سے مطالبہ کرے  
 اور عامہ مشل نے فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہے اسطرح اگر وکیل نے کہا کہ میں نے باندی سو درم کو خریدی اور تیری

۱۲ اور اگر کسی شخص نے ہزار درم کو خرید لیا ہے اور بائع نے

مخافت کی اور باقی مسئلہ بحال رہا تو اسکا حکم اور پہلی صورت کا حکم یکساں ہو لیکن صرف ایک شق میں اور وہ یہ ہے کہ پہلی صورت میں جب موکل نے باندی لے لی اور ہزار درم بائع کو دیدیے پھر مشتری نے اُس سے قسم لی اور اسے انکار کیا تو وکیل باندی کو موکل سے مفت بدون دامون کے لے لے گا اور یہ قیاس ہے اور استحساناً بوض ان دامون کے جو اسے ادا کیے ہیں یعنی ہزار درم کے عوض لے گا اور موکل کو اختیار ہوگا کہ مشتری کو دینے سے روکے جب تک اپنے دام وصول نہ کرے مذکورہ اور اس دوسری صورت میں قیاساً واستحساناً دونوں طرح مفت بلا قیمت لے لے گا یہ اسوقت ہے کہ اُسے خرید نہ کیا اقرار کیا ہو اور اگر خرید سے اصلاح کیا اور موکل نے کہا کہ تو نے ہزار درم کو خریدی اور بائع نے اسکی تصدیق کی تو بائع کا قول قبول ہوگا اور عہدہ بیع موکل پر رہے گا اور اگر بائع نے کہا کہ میں مشتری سے قسم لوں گا کہ داند میں نے موکل کیواسطے نہیں خریدی ہے تو اسکو اختیار ہوگا کہ اسے قسم کھالی تو اسپر کچھ نہیں ہر اگر انکار کیا تو عہدہ بیع کے امور کا اسی پر ہوگا پس جن ادا کرے گا اور موکل سے واپس لے گا اور ادا کرنے سے پہلے موکل سے لے گا اور اگر خرید سے انکار کے وقت اسے اقرار کیا کہ میرا کچھ حق موکل کیطرت نہیں ہے تو اس مسئلہ میں بائع کا مشتری کو قسم دلانا مذکور ہے اور دونوں مسئلوں یعنی خلاف بالکثرۃ اور خلاف تغایر اجنس میں اختلاف مذکور نہیں ہے بعض مشائخ نے فرمایا کہ ان صورتوں میں قسم نہیں لے سکتا ہے اور بعض نے فرمایا کہ وہاں بھی قسم لے سکتا ہے جبکہ موکل قسم کھائے کہ داند میں نہیں جانتا ہوں کہ اُسے ڈیڑھ ہزار درم یا سودینار کو خریدی ہے قال المترجم مسئلہ خلاف بالکثرۃ سے یہ مراد ہے کہ وکیل نے موکل کے خلاف اسطور سے کیا کہ اسکے حکم سے زیادہ دام دیے یعنی مثلاً اُسے ہزار کو کہا تھا اسے ڈیڑھ ہزار کو خریدی اور مسئلہ خلاف تغایر اجنس سے یہ مراد ہے کہ جس قسم میں خلاف کیا اُسے ہزار درم کہے اسے سودینار کو خریدی فافہم اور اگر بائع نے ان صورتوں میں ہزار درم من پر قبضہ کر لیا پھر کہا کہ من ہزار درم یا سودینار تھے تو اسکے کہنے پر التفات ہوگا اسکا قول تو باطل ہوا باقی رہا موکل اور وکیل میں اختلاف یعنی وکیل کہتا ہے من نے اپنے واسطے خریدی ہے اور موکل کہتا ہے میرے واسطے خریدی ہے تو قسم سے وکیل کا قول قبول ہوگا پس اگر اُسے قسم کھالی تو اسی کیواسطے خرید ثابت ہوگی اور اگر انکار کیا تو موکل کیواسطے خرید ثابت ہوگی یہ حکم اسوقت ہے کہ بائع نے موکل کی تصدیق کی اور اگر اسے وکیل کی تصدیق کی اور موکل نے من کو بیان کر دیا تھا یا نہیں متعین کیا اور وکیل نے خریدی اور کہا کہ میں نے ہزار درم کو خریدی ہے اور موکل نے کہا کہ تو نے پانچ سو درم کو خریدی ہے اور بائع نے وکیل کی تصدیق کی تو قسم کے ساتھ وکیل کا قول قبول ہوگا یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے اگر بائع نے اقرار کیا کہ میں نے یہ غلام زید کے ہاتھ فروخت کیا حالانکہ اس میں یہ عیب تھا اور دعویٰ کیا کہ مشتری نے مجھے اس عیب سے بری کر دیا تھا تو اس پر گواہ لانے واجب ہونگے اور اگر گواہ نہ ہوں تو مشتری سے قسم لیجاویگی کہ میں نے بائع کو اس عیب سے بری نہیں کیا اور جب سے دیکھا ہے تب سے بیع کو بیع کیواسطے پیش نہیں کیا اور نہ دیکھ کر راضی ہوا ہوں اور نہ بیع میری ملک سے خارج ہوئی ہے پس اگر قسم کھا گیا تو بائع کو واپس کر دے اور اگر مشتری نے دعویٰ کیا کہ میں نے جب اس غلام کو خریدیا ہے تو اس میں یہ عیب موجود تھا اور بائع نے انکار کیا حالانکہ عیب لیا ہے کہ اس کے مثل پیدا ہو سکتا ہے اور بائع نے یوں اقرار کیا کہ جسوقت میں نے اسکو فروخت کیا ہے تو اس میں کچھ عیب تھا اور اسکو بیان نہ کیا تو اس اقرار سے بائع پر کچھ لازم نہیں آتا ہے یہ حاوی میں ہے اگر بائع نے بیع میں ایسے عیب کا اقرار کیا جسکا زائل ہونا اسطور سے متوہم ہو سکتا ہے کہ بالکل اسکا اثر تک باقی نہ رہے مثلاً کہا کہ میں نے جب اس غلام کو فروخت کیا تھا تو اسکے ایک قرعہ تھا اور

مسئلہ اختلاف مذکور حسب کتاب الاقرار باب ہندو خرید و فروخت میں قرار ۳۰۰



اسکا نام نہ لیا اور نہ اسکو معین کیا پھر مشتری اس غلام کو لایا اور اس کے ایک قرحہ تھا اور واپس کرنا چاہا اور کہا کہ یہ وہی قرحہ ہے جس کا  
تو نے اقرار کیا اور بائع نے کہا جسکامین نے اقرار کیا ہے وہ زائل بھی ہو گیا یہ نیا قرحہ تیرے پاس پیدا ہوا ہے تو قسم سے بائع کا قول  
قبول ہوگا اور مشتری کو گواہ لانے چاہیے ہیں اسی طرح اگر بائع نے کسی نوع کے عیب کا اقرار کیا حالانکہ وہ عیب زائل  
ہو سکتا ہے اور دعویٰ کیا کہ وہ زائل ہو گیا یہ دوسرا پیدا ہوا ہے تو بھی اسکی تصدیق کیجاوگی یہ ميسوط میں ہے۔ پس اس صورت  
میں مشتری کو واپس کرنا حق بدون گواہ قائم کرنا نہیں ہے ہاں گواہ قائم کرے کہ یہ بعیتہ وہی عیب ہے یا بائع کے  
اقرار اور مشتری کے نزاع کرنے میں اس قدر کم مدت ہو کہ اتنی مدت میں ایسا قرحہ مع اثر کے زائل ہو جاتا متصور نہیں  
ہو اور باندی میں سوائے اس قرحہ کے کوئی قرحہ بھی نہ ہو تو اس صورت میں مشتری کا قول قبول ہوگا اور اسکو بسبب  
عیب کے بائع کو واپس کر دینے کا اختیار ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر بائع نے اقرار کیا کہ جب میں نے کپڑا فروخت کیا تو اس میں ایک  
شکاف تھا پھر مشتری شکاف دار کپڑا لایا اور بائع نے کہا کہ یہ وہ نہیں ہے تو تصدیق نہ کیجاوگی اور اگر شکاف چھوٹا تھا  
بڑھ گیا ہے تو تصدیق کیجاوگی اور اگر اس میں دوسرا شکاف ہو اور بائع نے کہا کہ اس میں یہ شکاف تھا وہ دوسرا شکاف تھا  
تو قسم سے بائع کا قول مقبول ہوگا یہ محیط مشرقی میں ہے۔ اور اگر بائع دو شخص ہوں ان میں سے ایک نے عیب کا اقرار کیا اور  
اس عیب کو بیان کر دیا اور دوسرے نے انکار کیا تو مشتری مقرر کو واپس دے سکتا ہے دوسرے کو نہیں دے سکتا ہے اور اگر بائع ایک  
اور اسکا شریک مفاد میں ہو پس بائع نے عیب سے انکار کیا اور شریک نے اقرار کیا تو مشتری واپس کر سکتا ہے کذا فی ميسوط  
اور مشتری کو اختیار ہے شریک مقرر کو واپس دے یا بائع کو واپس کرے کذا فی المحیط۔ اور اگر شریک شریک عنان ہو تو  
اس کے اقرار سے مشتری نہیں واپس دے سکتا ہے۔ اسی طرح اگر مضارب نے کوئی غلام مضارب کا فروخت کیا اور رب المال نے  
اس میں عیب کا اقرار کیا تو مشتری مضارب کو اس اقرار کی وجہ سے واپس نہیں دے سکتا ہے اسی طرح اگر خود رب المال نے فروخت  
کیا اور مضارب نے عیب کا اقرار کیا تو بھی یہ حکم ہے اور ایسے ہی اگر وکیل نے فروخت کیا اور موکل نے عیب کا اقرار کیا تو  
اس اقرار سے وکیل یا موکل پر کچھ لازم نہیں آتا ہے۔ اور اگر وکیل نے عیب کا اقرار کیا اور موکل نے انکار کیا تو مشتری وکیل  
کو واپس دے سکتا ہے و لیکن یہ واپسی حق وکیل میں ہوگی موکل کے حق میں نہ ہوگی و لیکن اگر ایسا عیب ہو کہ اس کے مثل پیدا  
نہیں ہو سکتا ہے تو ایسی صورت میں موکل کو واپس دیوے مگر وکیل کے اقرار سے نہیں بلکہ اسوجہ سے کہ یقین ہو گیا کہ عیب  
موکل کے پاس موجود تھا۔ اور اگر ایسا عیب ہو کہ اس کے مثل پیدا ہو سکتا ہے پس اگر وکیل نے اس مر کے گواہ قائم کیے کہ عیب  
موکل کے پاس تھا تو موکل کو واپس دے سکتا ہے اور اگر گواہ نہوں تو موکل سے قسم لے کر اسے قسم سے انکار کیا تو اسکو واپس  
کر دے اور اگر قسم کھائے تو غلام وکیل کے ذمہ پڑے گا اور ہر دو شریک عنان میں سے جو بائع ہو اگر اس نے عیب کا اقرار کیا اور  
شریک منکر ہوا تو مشتری واپس دے سکتا ہے اور دونوں کے ذمہ لازم ہوگا اسی طرح اگر مضارب نے عیب کا اقرار کیا تو واپس ہو کر  
مضارب و رب المال دونوں کو لازم ہوگا یہ ميسوط میں ہے اگر زید نے عمر سے کوئی چیز خریدی اور خالد کے ہاتھ فروخت کی اور  
خالد نے اس میں عیب لگا یا اور زید کو واپس کر دی پس اگر زیدوں حکم قاضی واپس کی ہے تو زید کو عمر سے اس عیب میں نفع کا  
اختیار نہیں ہے اور اگر حکم قاضی واپس کی ہے تو اس میں تین صورتیں ہیں اول یہ کہ زید نے اس عیب کا اقرار کیا پھر واپس



لینے سے انکار کیا اور قاضی نے واپس لینے کا حکم اُس پر جاری کیا تو بیان دو صورتیں ہیں یا تو اول اس سے یعنی اقرار سے پہلے صریح اس عیب کا انکار زید سے صادر ہوا ہے یا نہیں صادر ہوا ہے پس اگر نہیں صادر ہوا ہے یعنی مثلاً یوں نہیں کہا کہ میں نے جب یہ غلام فروخت کیا تو اس میں یہ عیب تھا تو اس صورت میں زید کو اختیار ہے کہ اپنے بائع عمرو کو واپس کرے بشرطیکہ اس امر کے گواہ لاوے کہ یہ عیب عمرو کے پاس وقت بیچ کے موجود تھا اور اگر صریح اقرار عیب سے پہلے انکار عیب اس سے صادر ہو چکا ہے تو اپنے بائع سے نزاع نہیں کر سکتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ زید کے قسم سے انکار کر نیکی وجہ سے واپس کی اور اس صورت میں اگر انکار سے پہلے صریح اس عیب کا انکار اس سے صادر نہیں ہوا مثلاً دعویٰ عیب کی وقت وہ خاموش رہا اور کچھ نہ کہا پھر جب اس پر قسم پیش کی گئی تو انکار کر گیا پس اس دلیل سے اسکو واپس دینی تو اپنے بائع سے خصومت کر سکتا ہے اور اگر پہلے انکار عیب صادر ہو چکا ہو تو اپنے بائع سے خصومت نہیں کر سکتا ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ گواہوں کی گواہی پر یہ چیز اسکو واپس دینی اور اس صورت میں اگر سابق میں اس سے صریح انکار عیب ثابت نہیں ہوا یعنی خاموش رہا یا نہ تھا کہ گواہوں نے گواہی دی اور قاضی نے واپسی کا حکم کیا اسکو اپنے بائع سے خصومت کا اختیار ہے اور اگر اس نے سابق میں اس عیب سے صریح انکار کیا تو اسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ خالد نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ زید کے فروخت کر نیکی وقت اس چیز میں یہ عیب موجود تھا پس اس صورت میں زید کو اپنے بائع سے خصومت کا اختیار نہیں ہے اور دوسرے یہ کہ خالد کے گواہوں نے گواہی دی کہ بائع اول یعنی عمرو کے فروخت کر نیکی وقت اس میں یہ عیب تھا تو اپنے بائع سے خصومت کر سکتا ہے ایسا ہی بعض روایات میں مذکور ہے اور بعض مثل نے کہا کہ یہ امام ابو یوسف کا قول ہے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ خصومت نہیں کر سکتا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ امام محمد کا قول ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کوئی گھر فروخت کیا پھر اقرار کیا کہ وقت بیچ کے اس میں یہ عیب تھا یعنی مثلاً دیوار پھٹی ہوئی تھی کہ جس سے گرنیکا خوف تھا یا کوئی شہتیر ٹکست تھا یا دروازہ شکستہ تھا تو اس قرار سے واپس دیا جاسکتا ہے اس طرح اگر کوئی زمین چین درخت نئے فروخت کیے پھر درخت میں کسی عیب کا اقرار کیا جس سے ثمن میں نقصان آتا ہو تو بھی یہی حکم ہے اور یہی حکم کپڑوں اور عروض و حیوانات میں ہے اگر بائع اس میں کسی عیب کا اقرار کرے جس سے ثمن میں نقصان آتا ہو اور اگر بائع نے اقرار کیا کہ میں نے یہ غلام ایک ہاتھ لٹا ہوا فروخت کیا ہے پھر مشتری اسکو دونوں ہاتھ لٹا ہوا لایا تو واپس نہیں کر سکتا ہے لیکن ایک ہاتھ لٹا ہوا فروخت کیا ہے پھر مشتری اسکو ہو تو مشتری اسکو واپس کر سکتا ہے اگر بائع نے اقرار کیا یا واپسی سے انکار کیا لیکن اگر بائع کوئی سبب ایسی سے مانع ثابت کرے تو واپس نہیں کر سکتا ہے اور ان مواضع میں خصومت عیب کے واسطے غلام کا حاضر ہونا اور غائب ہونا کیساں ہے بشرطیکہ بائع فی الحال غلام میں یہ عیب ہو نیکا مقرر ہو یہ مبسوط میں ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر باندہی سے کہا کہ او چوٹی۔ او بھگوڑی۔ او چھنال۔ اری دیوانی۔ پھر اسکو فروخت کیا اور مشتری نے اس میں یہی عیب پائے اور بسبب عیب کے اسکو واپس کرنا چاہا اور بائع نے کہا کہ تیرے پاس پیدا ہو گئے ہیں تو بائع کا قول قبول ہو گا۔ اور مشتری نے فروخت سے پہلے کی بائع کی گفتگو کے گواہ قائم کیے تو قبول نہونگے اور واپس نہیں کر سکتا ہے۔ اس طرح اگر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ بائع نے فروخت سے پہلے اس باندہی کو (یہ خبیثہ۔ چوٹی۔ یہ مجنونہ ایسا کرتی ہے) کہا تھا تو بھی یہی حکم ہے یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے۔ اگر

بارگاہ نے کہا ہذا السارۃ اور خاموش ہو رہا تو یہ اقرار ہے یہ محیط سرخی میں ہے۔ قال المترجم اگر یوں کہے ہذا السارۃ فعلت کذا یعنی اس چوٹی نے ایسا کیا تو چوٹی اسکی صفت ہوگی بطور مذمت کے اور اخبار قیام صفت منظور ہوگا پس اقرار عیب ہوگا اور صرف ہذا السارۃ چونکہ عاقل بالغ کا کلام ہے اس واسطے مبتدا و خبر قرار دیا جائیگا اور معنی یہ ہونگے کہ یہ باندی جو چوٹی ہے اور یہ قیام عیب کی خبر دیتا ہے لہذا اقرار عیب کی وجہ سے واپس کر سکتا ہے فافہم۔ اگر گواہوں نے گواہی دی کہ بالغ نے کہا کہ ہذا السارۃ ہذا السارۃ ہذا الایقہ۔ ہذا الجنونۃ اور اس کے سوائے کوئی فعل اسکا ذکر نہیں کیا یا یوں کہا ہذا سارۃ ہذا الایقہ ہذا السارۃ۔ ہذا الجنونۃ۔ تو مشتری کو اس گواہی سے واپس کرنا اختیار حاصل ہو گا یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے قال المترجم۔ ہذا سارۃ معنی ان الفاظ کے تشریب یہ ہیں یہ باندی جو ہے۔ یہ بھگوری ہے۔ یہ چھنال ہے۔ یہ مجننہ ہے۔ اور چونکہ الفاظ سابقہ میں بھی فعل تین ذکر کیا اس واسطے وہ بھی کلام قرار دیکر بعینہ انھیں معنی میں لیے جاویں گے والوجہ مذکور ہے۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا یا طلق یا اپنی باندی سے کہا یا حرة یا کہا ہذا السارۃ اور ہذا الحرة فعلت کذا یعنی اس طلاق دی ہوئی ہے یا اس آزاد نے ایسا کیا تو یہ کلام ایصال اور اقرار دونوں ہے اگرچہ فعل مذکور ہے یا بطریق ہذا کے ہیں یہ محیط سرخی میں ہے

**انیسواں باب مضارب و شریک کے اقرار کے بیان میں مضاربیت میں اگر قرضہ ہو نیکا مضارب نے اقرار کیا تو یہ اقرار مال مال پر جائز ہوگا بشرطیکہ مال مضاربیت اسی کے پاس ہو اور اگر مال مضاربیت اُس کے پاس نہ ہو تو جائز نہیں ہے۔ اور جبکہ مال مضاربیت اُسی کے پاس ہو اسوقت مال پر ایسے شخص کے قرضہ ہو نیکا اقرار کیا جسکی گواہی اسکے حق میں مقبول نہیں ہو تو یا لاجلہ جائز ہے۔ اور اگر دو شریک غنان میں سے ایک شریک نے ایسے شخص کو واسطے جسکی گواہی اسکے حق میں مقبول نہیں ہو ایسے قرضہ کا اقرار کیا جو ایسی تجارت کے سبب سے واجب ہو اور جو ان دونوں کی شرکت میں ہو تو بالاجلہ جائز ہے اور صرف اسی پر لازم آوے گا اسکے شریک پر لازم نہ ہوگا۔ اور اگر دونوں متقا و ضمین میں سے ایک نے ایسے شخص کو واسطے قرضہ کا اقرار کیا جسکی گواہی اسکے حق میں مقبول نہیں ہو تو امام عظیمہ کے نزدیک اصلاً صحیح نہیں ہے نہ اپنے حق میں صحیح ہے اور نہ اپنے شریک کے حق میں صحیح ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس ہزار درہم مضاربیت کے ہوں اُس نے اس میں قرضہ کا اقرار کیا اور مال مال نے نکال کیا تو اسکا اقرار مضاربیت میں جائز ہے اسی طرح اگر مضاربیت میں کسی مزدوری یا ٹپ کے کرایہ یا کرایہ دوکان کا اقرار کیا تو بھی جائز ہے اور اگر وہ درہم مال کو دیدے اور کہا کہ یہ تیرا مال ہے اس پر قرضہ کرے پھر ان میں سے بعض مور کا جو پہنے ذکر کیے ہیں اقرار کیا تو تصدیق نہ کی جاوے گی یہ حادی میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ ہزار درہم عمرہ کے آدھے نفع کی مضاربیت پر میرے پاس ہیں پھر اسکے بعد کہا کہ یہ خالد کے آدھے نفع کی مضاربیت پر ہیں اور ہر ایک نے دونوں میں سے اپنا دعویٰ کیا کہ میرے ہیں آدھے نفع کی مضاربیت میں میں نے دیے ہیں پھر مضارب نے اس سے تجارت کی اور نفع اٹھایا تو امام ابو یوسف کے نزدیک عمرہ کو ہزار درہم اور نصف نفع دیا جائیگا اور خالد کو ہزار درہم ڈانڈ دیا جائیگا اور نفع نہ لیا اور امام محمد کے نزدیک ہر ایک کو ہزار درہم دیا جائیگا اور کچھ نفع نہ لیا بلکہ نفع مضارب کا ہوگا وہ اسکو ہدیہ کر دے یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ مال عمرہ و خالد کی مضاربیت کا ہے اور دونوں نے اسکی تصدیق کی پھر اُس کے بعد مضارب نے جدا کلام بیان کیا کہ عمرہ کی دو تہائی اور خالد کی ایک تہائی ہے تو تصدیق نہ کی جاوے گی وہ دونوں کو نصف نصف تقسیم ہوگا یہ بسوط میں ہے۔ زید کے پاس ایک غلام ہے اُس نے کہا کہ آدھے کی مضاربیت پر**

۱۲ ہذا سارۃ اقرار اس کے باقی باقی زعم اقرار مضارب و شریک

عمر و کا یہ غلام میرے پاس ہے پھر اس کو دو ہزار درم کو فروخت کیا اور کہا کہ اس مال ہزار درم تھے اور یہ مال نے کہا کہ میں  
اسکو خاص ہی غلام مضاربیت میں دیا تھا پس مضاربیت فاسد ہو اور شریک تمام میرا ہو اور تجھ کو اجر المثل یعنی جو ایسے کام کی  
مزدوری ہو اگر تھی جو ملک کی تو اس صورت میں مانگ غلام کا قول قبول ہو گا یہ محیط خشری میں ہو اگر زید و عمر و دونوں مضاربوں نے  
اپنے مقبوضہ مال کی نسبت اقرار کیا کہ یہ خالد کا مال ہے اسے پاس مضاربیت میں ہو اور دونوں کی اسے تصدیق کی پھر مال  
نے ایک کی واسطے تہائی نفع اور دوسرے کی واسطے چوتھائی نفع کا اقرار کیا تو اسی کا قول قبول ہو گا یہ مبسوط میں ہے ایک  
شخص کی واسطے مضاربیت کا اقرار کیا اور قرار داد کی تعداد نہ بتلائی تو اس کا قول لیا جائیگا کہ کس قدر کی مضاربیت تھی یا اس کے  
دار ثلث کا قول اس باب میں قبول ہو گا اگر وہ مرگیا یہ محیط خشری میں ہے۔ اگر مضارب نے ہزار درم نفع کا مال میں اقرار کیا پھر کہا  
کہ میں نے غلطی کی صرف پانچ سو درم تھے تو تصدیق نہ کی ہو گی اور موافق اقرار کے مال کا ضامن ہو گا اور اگر اس کے پاس کچھ  
مال رہ گیا اسے کہا کہ یہ نفع ہو اور اس المال میں نے یہ مال کو دید یا اور یہ مال نے اس کی تکتہ ب کی تو یہ مال کا قول  
قبول ہو گا لیکن یہ مال سے مضارب کے دعویٰ پر قسم لیا ہو گی اگر اسے قسم کھالی تو جو کچھ مضارب کے پاس ہے اپنے اس المال  
کے حساب سے لے لیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر مضارب کی فروخت کی ہوئی چیز میں یہ مال نے عیب کا اقرار کیا تو مشتری مضارب  
کو واپس نہیں کر سکتا ہو اور اگر بائع یعنی مضارب نے اقرار کیا تو دونوں کے ذمہ واپسی لازم ہو گی یہ محیط خشری میں ہے۔ اگر زید  
نے کہا کہ عمر میرا شریک بطور مفادضہ کے ہے عمر نے کہا کہ ہاں یا کہا کہ تو نے سچ کیا یا کہا کہ ایسا ہی ہے جیسے اسے کہا یا کہا کہ زید سچا  
ہو تو یہ سب برابر ہیں اور وہ دونوں باہم شریک قرار دیے جائیں گے اور جو کچھ زید کے پاس ہے عین و دین و رقیق و عقار وغیرہ  
یا دوسرے قبضہ میں ہے سب دونوں برابر ہونگے لیکن طعام اس کا اور اس کے اہل کا یا کپڑا اس کا اور اس کے اہل کا استسنا اس کا ہو گا  
جس کے قبضہ میں ہے ایسے ہی کسی ام ولد یا بدمرہ ہو وہ بھی اسی کی ہو گی اور اگر کسی نے قبل اقرار کے کوئی مکان تب کیا ہے تو جس قدر  
بدل کتابت اس پر ہو وہ دونوں برابر تقسیم ہو گا۔ اس طرح اگر یوں کہا کہ وہ میرا شریک میں مفادضہ ہے یا میں اس کا مفادضہ  
شرکت ہوں تو بھی اسی حکم پر کذا فی المبسوط۔ اگر دونوں متفادضین میں سے ایک نے ایسی چیز کا جو داخل مفادضہ ہے اقرار  
کیا تو اس پر اور اس کے شریک نے تو نہ جائز ہو خواہ اس کا شریک تصدیق کرے یا تکذیب کرے اور مطلق قرض کا اقرار مفادضہ  
کے تحت میں داخل ہے۔ اگر ایک متفادضین نے شرکت میں قرضہ کا اقرار کیا اور شریک نے کہا کہ یہ قرضہ تجھ قبل مفادضہ کے واجب  
ہوا ہے خاصہ بھی ہے اور مقرر نے کہا کہ نہیں بلکہ بعد مفادضہ کے واجب ہوا ہے تو قسم سے مقرر کا قول قبول ہو گا۔ اور اگر وہ شریک  
عنان میں سے ایک نے ایسے قرضہ کا جو انکی تجارت کی تحت میں داخل ہو اقرار کیا اور اس کے شریک نے تکذیب کی تو یہ اقرار اس کے  
شریک کے حق میں صحیح ہو گا اور اگر ایسے قرضہ کا اقرار کیا جس کے سبب کا خود بنفسہ سہا شریک ہو تو تمام کا مواخذہ اسی سے ہو گا  
اپنے شریک سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اور اگر ایسے قرضہ کا اقرار کیا جس کے سبب کے مباشر دونوں ہیں تو جس قدر اقرار کیا ہے  
اس کے نصف کا مواخذہ اس مقرر سے ہو گا اور اس کے شریک سے کچھ مواخذہ نہ کیا جائیگا۔ اور اگر ایسے قرضہ کا اقرار کیا جس کے سبب کا  
مباشر اس کا شریک خود ہو تو اس مقرر پر کچھ لازم نہ ہو گا یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک شریک عنوان نے اپنے شریک پر چیز کی خرید و  
فروخت کا جو بعینہ قائم ہو اقرار کیا تو جائز ہو اور اس کا اس کے شریک پر بقدر اس کے حصہ کے لازم آوے گا اور اگر کسی تلف کردہ شد

لہذا شخص جو تجارت میں نصف صرف شریک ہو

چیز کی خرید کا اقرار کیا تو اس کا شمن اسپر قرض ہوگا اسکے شریک پر نہ ہوگا یہ محیط خسری میں ہے۔ اگر ایک متفاوض نے اپنی صحت یا مرض میں کفالت کا اقرار کیا تو اسکے شریک سے مواخذہ کیا جائیگا اور یہ اس وقت ہے کہ یہ کفالت مقبول غنہ کے حکم سے ہو اور اگر بدون حکم مقبول غنہ کے کفالت کی ہو تو سب کے نزدیک خاصۃً اسی پر لازم آویگی اور یہی صحیح ہے۔ اور اگر دو متفاوضوں میں سے ایک صحیح ہو دوسرا مریض ہو پس صحیح نے مریض کے وارث کے قرضہ کی کفالت کا اقرار کیا تو کل کفالت صحیح کو لازم ہوگی مریض کے ذمہ لازم نہ ہوگی یہ خزانہ المفتین میں ہے۔ اگر ایک متفاوض نے اقرار کیا کہ میں نے اپنے شریک کی طرف سے اسکی زوجہ کے مهر یا نفقہ کی یا حرم کی کفالت کی ہو تو امام عظیم رحمہ کے نزدیک اسپر اور اسکے شریک پر بھی لازم ہوگی اور صاحبین کے نزدیک صرف اسی پر لازم ہوگی اسکے شریک پر لازم نہ ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔ اگر دو شخص متفاوض ہوں اور ان میں سے ایک نے اپنے دونوں کے ساتھ تیسرے شخص کی شرکت کا اقرار کیا اور دوسرے شریک نے تکذیب کی تو کتاب میں مذکور ہے کہ اسکا اقرار دونوں پر جائز ہوگا اور جو کچھ دونوں کے قبضہ میں ہے وہ ان دونوں اور تیسرے درمیان بطور ملک کے مشترک ہوگا اور شرکت متفاوضہ یا شرکت عنان ثابت نہ ہوگی۔ اور اگر اسنے تیسرے شخص کی نسبت یوں اقرار کیا کہ وہ ہمارا بطور شرکت عنان یا شرکت مفادضہ کے شریک ہے اور دوسرے مفادضہ نے انکار کیا تو تیسرے شخص شریک عنان قرار پائیگا شریک مفادضہ نہ ہوگا یہ محیط میں ہے اگر زید نے عمرو کو واسطے شرکت مفادضہ کا اقرار کیا اور عمرو نے انکار کیا تو کسی کو دوسرے کے مقبوضہ میں سے کچھ نہ ملیگا اور اگر عمرو نے کہا کہ میں تیری مقبوضہ چیزوں میں بدون مفادضہ کے شریک ہوں اور تو میری مقبوضہ چیزوں میں بالکل شریک نہیں ہو تو قسم کے ساتھ عمرو کا قول قبول ہوگا یہ حادی میں لکھا ہے۔ اگر کسی آزاد نے کسی غلام یا دونوں کیواسطے شرکت مفادضہ یا کسی مکاتب کیواسطے شرکت مفادضہ کا اقرار کیا اور اسنے تصدیق کی تو دونوں میں مفادضہ ثابت نہ ہوگی لیکن جس قدر دونوں کے قبضہ میں ہے وہ غلام یا دونوں یا مکاتب کی تصدیق کرنیکی صورت میں دونوں برابر تقسیم ہوگا اور دونوں میں سے کسی کا دوسرے پر قرضہ یا ودیعت کا اقرار جائز نہ ہوگا علیٰ ہذا اگر کسی لڑکے کا تاجر کیواسطے مفادضہ کا اقرار کیا یا لڑکے کا تاجر نے اقرار کیا اور دوسرے نے تصدیق کی تو بھی دونوں میں مفادضہ ثابت نہ ہوگی لیکن جو کچھ دونوں کے پاس ہے وہ دونوں میں برابر تقسیم ہو جائیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی ایسے لڑکے کیواسطے جو کلام نہیں کر سکتا شرکت مفادضہ کا اقرار کیا اور اسکے باپ نے مقرر کی تصدیق کی تو جو کچھ مقرر کے پاس ہے وہ دونوں برابر تقسیم ہوگا اور دونوں متفاوض نہ ہونگے اور نہ لڑکے کا مقبوضہ مال دونوں میں تقسیم ہوگا یہ محیط خسری میں ہے۔ اگر ذمی نے کسی مسلمان کیواسطے مفادضہ کا اقرار کیا یا مسلم نے ذمی کیواسطے ایسا اقرار کیا تو امام عظیم و امام محمد رحمہ کے نزدیک دونوں متفاوض نہ ہونگے لیکن جو کچھ دونوں کے قبضہ میں ہے وہ دونوں میں برابر تقسیم ہوگا یہ مبسوط میں ہے اگر کما فلان شخص میرا شریک ہے اور اسپر زیادہ نہ کیا تو بیان کیواسطے اسی کے قول کی طرف رجوع کیا جائیگا اور جو شے بیان کی اس میں اسکی تصدیق ہوگی بشرطیکہ ایسی چیز بیان کرے جس میں شرکت ثابت ہوتی ہے یہ محیط میں ہے اگر کہا کہ تو میرا تجارتوں میں شریک ہو تو جس قدر اموال تجارت اُن دونوں کے قبضہ میں ہے وہ دونوں میں مشترک ہوگا ایسے ہی درم و دینار بھی ولیکن رہنے کا گھر اور خادم و کپڑا و نانچ ہر ایک کا خاص ہوگا یہ محیط خسری میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ میں عمرو کا ہر قبیل و کثیر میں شریک ہوں اور عمرو نے اسکی تصدیق کی تو وقت اقرار کے جو مال تجارت دونوں کے قبضہ میں ہو وہ مشترک

ہو جائیگا پس ہر ایک کا مقبوضہ جو مال تجارت معلوم ہو وہ دونوں میں مشترک ہو جائیگا اور اس میں سونا و چاندی بھی داخل ہے  
اس میں کسی سے استفسار کی حاجت نہیں ہر اور جو مال تجارت معلوم ہو جیسے مسکن وغیرہ جو اموال کہ حاجت اصلی میں کار آمد ہیں  
وہ تجارت کیواسطے شمار ہونگے اگرچہ وقت اقرار کے انکا ہر ایک کے قبضہ میں ہونا ثابت ہو اور یا سوائے سونے اور چاندی  
کے جو اموال میں کہ وہ حاجت اصلی میں مشغول نہیں ہیں انکے تجارتی ہونے یا نہ ہونے کے باب میں انکے قابض کا قول قبول ہوگا  
یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ جو کچھ اس دوکان میں ہے اس میں خالد میرا شریک ہے پھر کہا کہ میں نے بعد اقرار کے اس میں ایک گٹھری  
کپڑے کی داخل کر دی ہے تو انکی تصدیق نہ کیجادیگی اور وہ بھی شرکت میں ہوگی اور ایک روایت میں ہے کہ اسکا قول قبول ہوگا  
اور بعض مشائخ نے کہا کہ دونوں روایتیں موافق ہیں اس طرح کہ اگر اقرار کے روز سے کھلنے کی وقت تک دوکان بند رہی ہو تو  
اسکا قول قبول ہوگا ورنہ مقبول ہوگا یہ محیط شری میں ہے۔ اور اگر اقرار کیا کہ جو کچھ اس دوکان میں ہے اس میں عمرو میرا  
شریک ہے تو جو مقدار دوکان میں ہے سب دونوں میں مشترک ہو جائیگا اور اگر کسی متاع میں جھگڑا کیا اور کہا کہ میں نے بعد اقرار کے  
دوکان میں داخل کر دی اور مقررہ نے کہا کہ وقت اقرار کے اس میں موجود تھی تو اس صورت میں روایات مختلف ہیں روایت  
ابو سلیمان میں ہے کہ مقررہ کا قول قبول ہوگا اور وہ مشترک ہوگی۔ اور روایت ابو حفص میں ہے کہ مقرر کا قول قبول ہوگا اور  
اسی کی ہوگی اور اگر یوں کہا کہ جو کچھ میرے قبضہ میں مال تجارت موجود ہے اس میں عمرو میرا شریک ہے پھر مقرر نے بعض مال تجارت  
کی نسبت کہا کہ یہ میں نے بعد اقرار کے حاصل کیا ہے اور مقرر نے کہا کہ تین اقرار کی وقت موجود تھا تو اتفاق الروایات مقرر کا قول قبول  
ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر کہا کہ عمرو میرا مٹن میں یعنی پیسے میں شریک ہے اور مقرر کے پاس چکی اور اونٹ اور جو چیزیں اس کام کیواسطے  
ضروری ہوتی ہیں سب موجود ہیں اور عمر مقرر نے ان سب میں شرکت کا دعویٰ کیا تو مقرر کا قول قبول ہوگا اس طرح ہر کارگیر کا حال  
ہے اگر اس کے قبضہ میں دوکان ہو اور اس میں اسباب ہو اور اس نے عمر کی نسبت کسی کام میں شرکت کا اقرار کیا تو اس کام میں فقط  
شرکت ثابت ہوگی اس متاع میں ثابت نہ ہوگی۔ اور اگر یوں کہا کہ عمرو اس دوکان میں اس کام میں میرا شریک ہے تو جو کچھ اس  
دوکان میں کام و آلات کار میں سے موجود ہے دونوں میں مشترک ہوگا۔ اور اگر دوکان و جو کچھ اس میں ہے دونوں کے قبضہ میں  
ہو پھر ایک نے کہا کہ فلان میرا اس کام میں شریک ہے لیکن انکی متاع سب میری ہے اور فلان شخص نے کہا کہ متاع بھی ہم دونوں میں  
مشترک ہے تو دونوں میں مشترک قرار دیجائیگی یہ مبسوط میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ ہر زلی گٹھری جو میں نے خریدی ہے اس میں عمرو میرا شریک  
ہے اور اس کے پاس دو گٹھریاں ہیں پس ایک کی نسبت کہا کہ میں نے میراث پائی ہے تو اس کا قول قبول ہوگا یہ محیط شری میں ہے  
اگر کہا کہ جو گٹھری زلی کی میرے پاس تجارت کیواسطے ہے اس میں عمرو میرا شریک ہے پھر ایک گٹھری کی نسبت کہا کہ یہ میں نے اپنے  
خاص مال سے خریدی ہے مگر تجارت کیواسطے نہیں خریدی ہے تو اسی کا قول قبول ہوگا اور اگر اقرار کیا کہ دونوں میرے پاس  
تجارت کیواسطے ہیں پھر ایک کی نسبت کہا کہ میرے خاص مال سے سوائے شرکت کے خریدی گئی ہے تو تصدیق نہ کیجادیگی یہ مبسوط  
میں ہے اگر اقرار کیا کہ ہر زلیان کل کے روز ہواڑ سے میرے پاس آئی ہیں ان میں عمرو میرا شریک ہے پھر قرار کیا کہ دو گٹھریاں آئی ہیں  
اور کہا کہ ایک ان بضاعت ہے تو دونوں مال شرکت میں سے قرار دی جادیگی اور بضاعت کا اقرار اسکا صرف اس کے حصہ میں صحیح  
ہوگا پس انیہ حصہ جبکہ واسطے بضاعت کا اقرار کیا ہے اسکو دیدے اور اگر بدو حکم قاضی کے نصف شریک کو دیکھا ہو تو باقی

نصف کی قیمت بھی مقررہ کو دیکھا یہ محض خسی میں ہے۔ اگر یوں کہا کہ اس قرضہ میں جو عمر و پرا تاہی خالد میرا شریک ہے اور خالد نے کہا کہ تو نے میری بلا اجازت یہ متاع اُسکو اُدھار فروخت کر کے دیدی میرے تیرے درمیان شرکت تھی پس اگر مقرری نے متاع فروخت کی ہو تو اسکی نصف قیمت کا ضامن ہوگا۔ اور اگر یادداشت میں کہا کہ اسی نے متاع فروخت کی ہے اُس نے کہا کہ میں نے تمہا نہیں فروخت کی ہے ہم دونوں نے فروخت کی ہے مگر جب میسرے نام کی ہے تو اُسی کا قول قبول ہوگا اور اگر عمرو سے خالد نے کہا کہ تو نے میری متاع پر بلا اجازت میری قبضہ کر لیا اور تو نصف کا ضامن ہے اُس نے کہا کہ میں نے تجھے کچھ نہیں خریدا ہے میرے ہاتھ اُس نے فروخت کی ہے جسکے نام جب ہے تو اُس پر ضمان نہ آوے گی و لیکن جو مال جب میں ہر وہ دونوں کو تقسیم ہوگا اور مطالبہ کا حق صرف اُسی کو حاصل ہوگا جسکے نام جب ہے یہ مبسوط میں ہے۔ زید نے کہا کہ عمر و ہر تجارت میں میرا شریک ہے اور عمرو نے اسکی تصدیق کی پھر زید کچھ مال چھوڑ کر مر گیا یا عمرو سطح مر گیا پھر میت کے وارثوں نے کہا کہ یہ مال اسنے بلا شرکت حاصل کیا ہے تو وارثوں کا قول قبول ہوگا اور اگر انھوں نے یہ قرار کیا کہ جس روز میت نے شرکت کا اقرار کیا ہے اُس روز اُسکے پاس یہ مال تھا تو شرکت میں شمار ہوگا یہ محض خسی میں ہے اور اگر میت کے نام سے کوئی چاک کسی شخص پر قرضہ کی ہو اور اسکی تاریخ اقرار شرکت سے پہلے کی ہے تو وہ دونوں شرکت میں شمار ہوگا اور اگر چاک کی تاریخ اقرار شرکت سے بعد کی ہو تو وارثوں کا قول کہ یہ شرکت میں سے نہیں ہے قبول ہوگا کذا فی المبسوط۔

**بیسوان باب۔** دمی کے قبضہ کر لینے کے اقرار کے بیان میں امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اصل میں فرمایا کہ اگر کسی میت کے دمی نے اقرار کیا کہ میں نے جمیع مال میت جو فلان بن فلان پر تھا استیفا پالیا ہے اور کچھ اسکی تعداد بیان نہ کی پھر بعد اسکے کہا میں نے اُس سے صرف سو درم پائے ہیں اور قرضدار نے کہا کہ میت کے مجھے ہزار درم تھے اور دمی نے تمام وصول کر لیے ہیں پس اگر یہ قرضہ میت کے اُدھار کرنے سے قرضدار پر پیدا ہو ہے اور دمی نے پہلے تمام قرض کے باستیفا وصول پائے کا اقرار کیا پھر جدا کر کے کہا کہ یہ سو درم تھے پھر قرضدار نے بیان کیا کہ مجھے ہزار درم تھے اور دمی نے پورے ہزار چھ سے وصول کر لیے ہیں تو قرضدار ہزار درم سے بری ہو جائیگا یا تا تک کہ دمی کو اُس سے کسی چیز کے مطالبہ کا اختیار ہوگا اور اس بات میں کہ میں نے سو درم وصول پائے ہیں قسم سے دمی کا قول قبول ہوگا اور قرضدار کا قول دمی کے حق میں تصدیق نہ کیا جائے گا تاکہ اُسکو نو سو درم وارث کو ڈانڈ دینے پڑیں۔ پھر اگر وارث نے گواہ قائم کیے کہ یہ قرضدار ہے میت کے اسپر ہزار درم تھے تو قرضدار پورے ہزار درم سے بری ہوگا اور دمی کو اُس نو سو درم کے مطالبہ اور داغگیری کا اختیار نہیں ہے و لیکن دمی نو سو درم وارثوں کو ڈانڈ دینگا۔ اور اگر قرضدار نے اقرار کیا کہ مجھے ہزار درم قرضہ تھے پھر دمی نے جو کچھ اسپر تھا سب کے باستیفا وصول پائے گا اقرار کیا پھر کہا یہ سو درم تھے جدا بیان کیا تو قرضدار پورے ہزار سے بری ہو جائیگا۔ کیونکہ دمی نے اقرار کیا ہے اور دمی کو بسبب انکار کے وارثوں کو نو سو درم ڈنڈ دینے پڑینگے اور یہ حکم اسوقت ہے کہ جب دمی نے یہ قول کہ وہ سو درم تھے اپنے اقرار سے جدا بیان کیا ہو۔ اور اگر ملا کر یوں کہا کہ میں نے تمام مال میت کا جو فلان شخص پر تھا باستیفا وصول پایا اور وہ سو درم ہے اور قرضدار نے کہا کہ نہیں بلکہ ہزار درم ہے تو دمی کی اس بیان میں تصدیق کیجا دیگی یہاں تک کہ دمی نو سو درم کیواسطے اُسکا داغگیری ہو سکتا ہے۔ اور جس صورت میں کہ قرضدار نے پہلے ہزار درم کا اقرار کیا پھر دمی نے اقرار کیا کہ جب قدر اسپر تھا سب میں باستیفا وصول پایا اور وہ سو درم ہیں تو اس صورت کا حکم مثل اس صورت کے



ہو کہ جب وصی نے پہلے تمام قرضہ کے استیفاء کا اقرار کیا ہے۔ اور یہ سب اس صورت میں ہو کہ قرضہ میت کے فعل سے ثابت ہوا ہو اور اگر وصی کے ادھار کرنے سے قرضہ پیدا ہوا ہو۔ پس اگر وصی نے پہلے استیفاء تمام کا اقرار کیا۔ پھر اقرار سے جدا بیان کیا کہ وہ سودرم میں پھر قرضہ دینے اقرار کیا کہ قرضہ کے ہزار درم میں تو قرضہ دار پورے ہزار سے بری ہو جائیگا اور قرضہ دار کے کہنے سے وصی پر وارثوں کو کچھ دینا نہ پڑیگا۔ اور اگر اس امر کے گواہ قائم ہوئے کہ قرضہ کے ہزار درم میں تو وصی کے اقرار کی وجہ سے قرضہ دار بری ہو جائیگا اور وصی پر وارثوں کو نو سودرم انکار یا ابرا کی وجہ سے دینے پڑیگا اور اگر قرضہ دار نے پہلے قرضہ کا اقرار کیا پھر وصی نے استیفاء تمام کا اقرار کیا پھر اقرار سے جدا بیان کیا کہ وہ سودرم میں تو قرضہ دار سبب اقرار وصی کے بری ہوگا اور وصی وارثوں کو نو سودرم ڈانڈ دیگا۔ اور اگر وصی نے یہ کلام اقرار سے ملا کر بیان کیا اس طور سے کہ جس قدر قرضہ دار پر تھا سب میں نے پایا اور وہ سودرم میں پھر قرضہ دار نے کہا کہ قرضہ بھیر ہزار درم تھا اور وصی نے وصول کر لیا ہے تو قرضہ دار بری ہوگا اور وصی کو اختیار ہوگا کہ کسی قدر کے واسطے اسکا دامنگیر ہو سکے اور وارث بھی وصی سے صرف اسی قدر لے سکتے ہیں جتنے کا اُس نے وصول پانے کا اقرار کیا ہے۔ اور اگر قرضہ دار نے پہلے ہزار درم کا اقرار کیا پھر وصی نے کہا کہ جو کچھ اُس پر تھا میں نے بھر پور وصول پایا اور وہ سودرم تھے تو قرضہ دار پورے ہزار سے بری ہوگا اور وصی وارثوں کو نو سودرم ڈانڈ دیگا یہ محیط میں ہے۔ وارثوں کا مال وصی نے فروخت کیا پھر اس پر گواہ کر لیے کہ میں نے تمام متن بھر پایا اور وہ سودرم میں پھر مشتری نے کہا بلکہ ایک سو پچاس درم تھے تو وصی کا قول قبول ہوگا اور قرضہ دار سے ڈانڈ نہیں لے سکتا ہے ورنہ وصی ڈانڈ دیگا اور اگر وصی نے یوں اقرار کیا کہ میں نے سودرم بھر پائے اور یہ تمام متن ہے اور مشتری نے کہا کہ متن ایک سو پچاس ہے تو باقی پچاس وصی لے سکتا ہے۔ اسی طرح اگر ذاتی مال اپنا فروخت کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مشتری میں ہے۔ اگر وصی نے اقرار کیا کہ تمام مال میت جو عمر و پر تھا میں نے بھر پایا اور وہ سودرم تھے پھر گواہ قائم ہوئے کہ تمام مال دو سودرم تھے تو قرضہ دار باقی سودرم کی واسطے بکڑا جائیگا اور وصی کے قول کی اس زیادتی کے ابطال میں تصدیق ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔ اگر وصی نے اقرار کیا کہ میں نے فلان میت کا مال جو زید کے پاس بطور ودیعت یا مضاربت یا شرکت یا بضاعت یا عاریت کے تھا بھر پور وصول پایا ہے پھر اُس کے بعد کہا کہ میں نے اس سے صرف سودرم پائے ہیں پس اگر وصی نے پہلے استیفاء کا اقرار کیا پھر بعد اسکے کہا کہ سودرم وصول پائے ہیں اور مطلوب نے کہا کہ ہزار درم تھے اسے سب وصول کر لیے ہیں تو وصی نے جس قدر پر قبضہ کر لیا اقرار کیا ہے اُس سے زیادہ کا ضامن نہ ہوگا اور مطلوب تمام مال سے بری ہو جائیگا جیسا قرضہ کی صورت میں تھا اور اگر اس امر پر گواہ قائم ہوئے کہ میت کے ہزار درم مطلوب کے پاس تھے تو وصی اسکا ضامن ہوگا اور مطلوب ضامن نہ ہوگا۔ حکم سو فتن ہے کہ وصی نے اقرار سے جدا بیان کیا ہو۔ اور اگر ملا کر بیان کیا پھر مطلوب نے کہا کہ میرے پاس ہزار درم تھے تو وصی کا قول اس باب میں مقبول ہوگا کہ میں نے اُس سے سودرم وصول کر لیے ہیں اور مطلوب کا کسی چیز کے واسطے دامنگیر نہیں ہو سکتا ہے بخلات اسکے یہ صورت اگر قرضہ میں واقع ہو تو باقی کی واسطے مطلوب کا دامنگیر ہوگا۔ اور اگر مطلوب نے پہلے اقرار کیا کہ میرے ہزار درم امانت تھے پس اگر پھر وصی نے اقرار کیا کہ جو کچھ اُس پر تھا سب

ملہ بری کی ہستی جو کچھ درم سب کے ذمہ واجب ہو اس سے اسکا دوسرا پکڑا کر



بھریا یا اور وہ سودرم میں پس اگر جدا کر کے تعداد بیان نہ کی تو وصی کل مال کا ضامن ہوگا اور اگر بیان کی تو صرف اسی قدر اسپر لازم آویگا جسکا اُسے وصول پانیکا اقرار کیا ہو اور مطلوب سے کچھ مطالبہ نہیں کر سکتا ہے بخلاف قرض کے کہ اس میں یہ حکم نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر وصی نے اقرار کیا کہ فلان میت کا جو کچھ لوگوں پر تھا میں نے وصول کر لیا پھر ایک قرضدار میت کا آیا اور کہا کہ میں نے تجھکو اس قدر مال دیا ہے اور وصی نے کہا کہ میں نے تجھ سے کچھ نہیں پایا اور نہ تجھے معلوم تھا کہ فلان میت کا تجھ پر کچھ ہے تو وصی کا قول قبول ہوگا اور قرضدار اس قرضہ کی واسطے پکڑ جائیگا اور اگر دراصل اس قرضہ کے ہونے کے گواہ قائم ہوئے تو اس میں سے وصی پر کچھ لازم نہیں آئیگا کیونکہ اُسے کسی خاص شخص سے وصول پانے کا اقرار نہیں کیا ہے۔ اس طرح اگر کہا کہ میں نے فلان میت کا کل قرض جو کو فہ میں تھا وصول پایا تو بھی یہی صورت ہے اور یہی حکم وکیل بالقض کا ہے کذا فی الحادی۔ اگر وصی نے اقرار کیا کہ جو کچھ مال فلان میت کا لوگوں پر تھا از قسم دین سب میں نے بھریا یا فلان بن فلان سے بھریا یا ہے اور اس امر کے گواہ قائم ہوئے کہ میت کے کسی شخص پر ہزار درم ہیں اور وصی نے کہا کہ میرے مقبوضہ میں یہ نہیں آئے ہیں تو وصی کے ذمہ لازم ہونگے یہ مسموط ہیں ہو۔ اگر وصی نے اقرار کیا کہ فلان شخص پر جو دین میت کا تھا میں نے بھریا یا اور قرضدار نے کہا کہ اُسکے مجھ پر ہزار درم تھے اور وصی نے کہا کہ اُسکے ہزار درم تجھ پر تھے لیکن تو نے پانچ سودرم اُسکی زندگی میں اُسکو دیدیے تھے اور پانچ سودرم بعد اُسکے مرنے کے تو نے مجھے دیے ہیں اور قرضدار نے کہا کہ نہیں میں نے کل تجھی کو دیے ہیں تو وصی ہزار درم کا ضامن ہوگا لیکن وارثوں سے اُسکے دعویٰ پر قسم لیجی و لگی کذا فی محیط اگر وصی نے اقرار کیا کہ میں نے فلان میت کی منزل میں جو کچھ تھا متاع و میراث سے سب اپنے قبضہ میں لے لیا پھر اُسکے بعد کہا کہ وہ سودرم اور پانچ کپڑے تھے اور وارثوں نے گواہ قائم کیے کہ فلان میت کی منزل میں اُسکے مرنے کے روز ہزار درم اور سو کپڑے تھے تو وصی پر اُسکے اقرار سے زیادہ کچھ لازم نہ ہوگا ہا و قیکہ گواہ گواہ ہی نہ دین کہ وصی نے ان سب پر قبضہ کر لیا ہے یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر وصی نے اقرار کیا کہ حقیقتاً فلان میت کی زمین میں اناج تھا یا جو اُس کے نخل میں چھو ہارے تھے قبضہ کر لیے یا اس زمین کی کھیتی میں نے قبضہ میں لے لی پھر کہا کہ وہ اس قدر تھی اور وارث نے اس سے زیادہ کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے کہ اس زمین میں ہیں اس قدر تھیں تو وصی پر اُسکے اقرار سے زیادہ لازم نہ آویگا جب تک کہ گواہ گواہ ہی نہ دین کہ وصی نے اسپر قبضہ کر لیا ہے یہ مسموط میں ہو۔ اور اگر وصی نے اقرار کیا کہ مال کتابت فلان مکاتب میت پر ہزار درم تھا اس میں سے نو سودرم میت نے اپنی صین حیات میں وصول پائے اور سودرم اسکے مرنے کے بعد میں نے وصول کیے ہیں اور مکاتب نے کہا کہ تو نے پورے ہزار درم لیے ہیں گواہوں نے گواہی دی کہ وصی نے اقرار کیا ہے کہ جو مکاتب پر تھا سب میں نے بھر پور وصول پایا ہے تو پورے ہزار درم وصی پر لازم آویگے لیکن پہلے وارث قسم کھا دیں کہ جو میت کے وصول کر لینے کا حال معلوم نہیں ہے یہ محیط خسی میں ہے۔ اگر وصی نے اقرار کیا کہ میں نے فلان میت کے مکاتب سے جو کچھ اسپر تھا بھریا یا اور وہ سودرم تھے اور مکاتب معروف ہو وہ دعویٰ کرتا ہے کہ تو نے مجھے ہزار درم وصول کیے ہیں اور یہی تمام مال مکاتب ہی تو سودرم کے بارہ میں وصی کا قول قبول ہوگا اور مکاتب پر نو سودرم لازم آویگے اور اگر وصی نے تمام مال کتابت وصول پانے کا اقرار کیا اور کچھ تعداد بیان نہ کی تو مکاتب

میں اگر وصی نے اقرار کیا کہ وہ سودرم اس زمین میں تھا یا جو اُس کے نخل میں چھو ہارے تھے قبضہ کر لیے یا اس زمین کی کھیتی میں نے قبضہ میں لے لی پھر کہا کہ وہ اس قدر تھی اور وارث نے اس سے زیادہ کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے کہ اس زمین میں ہیں اس قدر تھیں تو وصی پر اُسکے اقرار سے زیادہ لازم نہ آویگا جب تک کہ گواہ گواہ ہی نہ دین کہ وصی نے اسپر قبضہ کر لیا ہے یہ مسموط میں ہو۔ اور اگر وصی نے اقرار کیا کہ مال کتابت فلان مکاتب میت پر ہزار درم تھا اس میں سے نو سودرم میت نے اپنی صین حیات میں وصول پائے اور سودرم اسکے مرنے کے بعد میں نے وصول کیے ہیں اور مکاتب نے کہا کہ تو نے پورے ہزار درم لیے ہیں گواہوں نے گواہی دی کہ وصی نے اقرار کیا ہے کہ جو مکاتب پر تھا سب میں نے بھر پور وصول پایا ہے تو پورے ہزار درم وصی پر لازم آویگے لیکن پہلے وارث قسم کھا دیں کہ جو میت کے وصول کر لینے کا حال معلوم نہیں ہے یہ محیط خسی میں ہے۔ اگر وصی نے اقرار کیا کہ میں نے فلان میت کے مکاتب سے جو کچھ اسپر تھا بھریا یا اور وہ سودرم تھے اور مکاتب معروف ہو وہ دعویٰ کرتا ہے کہ تو نے مجھے ہزار درم وصول کیے ہیں اور یہی تمام مال مکاتب ہی تو سودرم کے بارہ میں وصی کا قول قبول ہوگا اور مکاتب پر نو سودرم لازم آویگے اور اگر وصی نے تمام مال کتابت وصول پانے کا اقرار کیا اور کچھ تعداد بیان نہ کی تو مکاتب

آزاد ہو جائیگا پھر اگر گواہ قائم ہوے کہ اصل مال کتابت ہزار درم ہین اور مکاتب نے وصی کے وصول پانے کے اقرار سے پہلے ایسا

اقرار کیا تھا تو وصی پورے ہزار درم کا ضامن ہوگا کذا فی المیسوط

**اکیسواں باب** جسکے قبضہ میں میت کا مال ہو اسکے وارث یا موصی لے کر واسطے اقرار کر دینے کے بیان میں۔ ایک شخص

زید کے قبضہ میں ایک شخص غائب یعنی عمر و کا مال پر وہ غائب مر گیا پھر خالد آیا اور دعویٰ کیا کہ میں اسکا بیٹا ہوں اور زید

نے اسکی تصدیق کی تو قاضی چند روز انتظار کرے گا خواہ اسنے کہا ہو کہ میت کا کوئی وارث ہو یا نہ کہا ہو پس اگر کوئی وارث

دوسرا ظاہر ہو تو خیر ورنہ خالد کے حوالہ کرے گا اور جن جن مقامات میں یہ حکم مذکور ہے کہ قاضی درنگ و انتظار کرے گا وہاں مدت

انتظار کی قاضی کی رائے پر ہے کہ وہ خوب خیال کرے کہ اگر اسکا وارث کوئی دوسرا ہوتا تو وہ اسقدر مدت میں آجاتا

یہ فتاویٰ صفری کتاب الدعوی میں ہے۔ املا میں امام محمد رحمہ سے مروی ہے کہ زید مر گیا اور اپنا مال عمر و کے پاس چھوڑا

پس خالد نے دعویٰ کیا کہ میں اسکا بیٹا ہوں اور ہندہ نے دعویٰ کیا کہ میں اسکی جو رہو ہوں پس عمر و نے کہا کہ تم

دونوں سچے ہو میں تم دونوں کے سوا اسے اسکا تیسرا وارث کوئی نہیں جانتا ہوں مگر ان دونوں میں سے ہر ایک نے

دوسرے کی تکذیب کی تو قاضی چند روز انتظار کے بعد خالد کو تمام مال دیدیگا مگر پہلے خالد سے عورت کے دعویٰ پر

اسکے حکم کی قسم لیگا۔ اسبطح اگر اس صورت میں میت کوئی عورت ہوتی۔ اور کسی مرد نے دعویٰ کیا کہ میں اسکا

خاوند ہوں۔ تو اسکا حکم مثل حکم عورت کے اس مسئلہ میں ہوتا۔ اسبطح اگر قابض مال نے کسی شخص کی نسبت

شہر باز وجہ ہونے کا یا مان کی طرف سے بھائی ہو نیکیا یا چچا یا مومن وغیرہ ذی نسب کا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہوگا

اور مولیٰ العتاقہ اس صورت میں بمنزلہ نسب کے ہے۔ پس اگر ایک عورت نے دعویٰ کیا کہ میں میت کی بیٹی ہوں اور

ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں نے میت کو آزاد کیا ہے اور قابض مال نے کہا کہ تم دونوں سچے ہو یا کہا کہ یہ عورت

اسکی بیٹی ہے اور اس شخص نے اسے آزاد کیا تھا یا بیٹے مولیٰ کی نسبت اقرار کیا پھر بیٹی کی نسبت اقرار کیا تو دونوں

یکساں ہیں اور مال ان دونوں کو برابر تقسیم ہوگا اگرچہ دونوں نے باہم ایک دوسرے کی تکذیب کی ہو اور مولیٰ الموالاة

اس حکم میں بمنزلہ زوجین کے ہے۔ اور اگر قابض مال ایک عورت ہو اور مال ایک شخص مرد کا ہو پس اس عورت قابضہ

نے کہا کہ میں میت کی جو رہو ہوں اور یہ عورت بھی جو موجود ہے اسکی جو رہو ہو اور یہ مرد جو موجود ہے میت کا مولیٰ ہے یعنی

اسکے ہاتھ پر میت اسلام لایا تھا اور اس سے موالاة کی جتنی اور دوسری عورت نے کہا کہ میں ہی اسکی جو رہو ہوں تو میں

جو اور مولیٰ الموالاة نے کہا کہ میں ہی اسکا وارث ہوں تم دونوں نہیں ہو تو قاضی جو بھائی مال دونوں جو روؤں کو

دیگا اور باقی مال مولیٰ الموالاة کو دیدیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قابض نے کہا کہ یہ شخص میت کا بیٹا ہے اور میں نہیں

جانتا ہوں کہ اسکا کوئی دوسرا وارث ہے یا نہیں ہے تو قاضی انتظار کے بعد اگر کوئی وارث دوسرا آیا تو خیر ورنہ تمام

مال اس بیٹے کو دیدیگا۔ اور اگر قابض نے کہا کہ میں دوسرا وارث میت کا نہیں جانتا ہوں تو قاضی انتظار کرے گا

بلکہ اس مقررہ کو مال دیدیگا کذا فی شرح ادب القاضی للصدیق الشہید۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر قابض مال نے کہا

کہ تو میت کا مان و باپ کی طرف سے بھائی ہے اور میں نہیں جانتا ہوں کہ آیا میت کا کوئی اور ایسا وارث ہے کہ تجھے

ملہ مولیٰ الموالاة وہ شخص جو مال نسب جسکے بیٹے یا مومن وغیرہ ذی نسب کا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہوگا اور مولیٰ العتاقہ اس صورت میں بمنزلہ نسب کے ہے۔ پس اگر ایک عورت نے دعویٰ کیا کہ میں میت کی بیٹی ہوں اور ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں نے میت کو آزاد کیا ہے اور قابض مال نے کہا کہ تم دونوں سچے ہو یا کہا کہ یہ عورت اسکی بیٹی ہے اور اس شخص نے اسے آزاد کیا تھا یا بیٹے مولیٰ کی نسبت اقرار کیا پھر بیٹی کی نسبت اقرار کیا تو دونوں یکساں ہیں اور مال ان دونوں کو برابر تقسیم ہوگا اگرچہ دونوں نے باہم ایک دوسرے کی تکذیب کی ہو اور مولیٰ الموالاة اس حکم میں بمنزلہ زوجین کے ہے۔ اور اگر قابض مال ایک عورت ہو اور مال ایک شخص مرد کا ہو پس اس عورت قابضہ نے کہا کہ میں میت کی جو رہو ہوں اور یہ عورت بھی جو موجود ہے اسکی جو رہو ہو اور یہ مرد جو موجود ہے میت کا مولیٰ ہے یعنی اسکے ہاتھ پر میت اسلام لایا تھا اور اس سے موالاة کی جتنی اور دوسری عورت نے کہا کہ میں ہی اسکی جو رہو ہوں تو میں جو اور مولیٰ الموالاة نے کہا کہ میں ہی اسکا وارث ہوں تم دونوں نہیں ہو تو قاضی جو بھائی مال دونوں جو روؤں کو دیگا اور باقی مال مولیٰ الموالاة کو دیدیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قابض نے کہا کہ یہ شخص میت کا بیٹا ہے اور میں نہیں جانتا ہوں کہ اسکا کوئی دوسرا وارث ہے یا نہیں ہے تو قاضی انتظار کے بعد اگر کوئی وارث دوسرا آیا تو خیر ورنہ تمام مال اس بیٹے کو دیدیگا۔ اور اگر قابض نے کہا کہ میں دوسرا وارث میت کا نہیں جانتا ہوں تو قاضی انتظار کرے گا بلکہ اس مقررہ کو مال دیدیگا کذا فی شرح ادب القاضی للصدیق الشہید۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر قابض مال نے کہا کہ تو میت کا مان و باپ کی طرف سے بھائی ہے اور میں نہیں جانتا ہوں کہ آیا میت کا کوئی اور ایسا وارث ہے کہ تجھے

میراث سے محبوب کرے اور مدعی نے کہا کہ میں اسکا مان و باپ کی طرف سے بھائی ہوں میرے سواے کوئی وارث نہیں ہے تو اسکو میراث نہ ملیگی جب تک معلوم نہ ہو جاوے کہ اسکا کوئی دوسرا وارث نہیں ہے۔ اور اگر قابض نے کہا کہ تو میت کا مان و باپ کی طرف سے بھائی ہے اور ایک بھائی اسکا ایسا ہی اور ہے تم دونوں اس کے وارث ہو میں تم دونوں کے سواے اسکا وارث کوئی تیسرا نہیں جانتا ہوں اور مدعی نے کہا کہ میں ہی اسکا مان و باپ کی طرف سے بھائی ہوں میرے سواے دوسرا وارث نہیں ہے تو قاضی چند روز انتظار کر کے اگر دوسرا وارث پیدا ہو تو خیر ورنہ تمام مال اس مدعی کو دیدیگا یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک شخص نے اگر دعویٰ کیا کہ میت میرا غلام ہے اور یہ مال میرے غلام کا مال ہے میں اسکا زیادہ حقدار ہوں اور ایک دوسرے شخص نے اگر دعویٰ کیا کہ میں میت کا بیٹا ہوں اور میت آزاد اصل تھا کبھی ملوک نہیں ہوا ہے اور میں ہی اسکا وارث ہوں اور قابض اقرار کرتا ہے کہ میت غلام تھا اور ان دونوں نے باہم ایک دوسرے کی تکذیب کی تو مال موتی کو ملیگا بیٹے کو نہ ملیگا یہ محیط میں ہے۔ اگر دعویٰ کیا کہ میں غائب کا بھائی ہوں وہ مر گیا اور میں وارث ہوں میرے سواے دوسرا وارث نہیں ہے یا کسی نے دعویٰ کیا کہ میں اسکا بیٹا یا باپ یا مان یا اسکا موتی آزاد کنندہ ہوں یا کسی عورت نے دعویٰ کیا کہ میں میت کی بیوی تھی یا خالہ یا اہلی بہن کی بیٹی ہوں میرے سواے اسکا کوئی وارث نہیں ہے اور ایک دوسرے شخص نے دعویٰ کیا کہ میت نے تمام مال کی تہائی مال کی میرے حق میں وصیت کی ہے اور قابض نے دونوں کی تصدیق کی اور کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ تم دونوں کے سواے میت کے مال کا کوئی دوسرا وارث حقدار ہے یا نہیں ہے تو اس اقرار کے سبب سے مدعی وصیت کو کچھ نہ ملیگا اور قاضی دوسرے وارثوں کو مال دیدیگا یہ خلاصہ میں ہے۔ شوہر و زوجہ اور مولیٰ الموالاة یہ دونوں موصیٰ نہ سے مقدم حقدار ہیں یہ محیط میں ہے۔ اگر قابض مال نے اقرار کیا کہ مالک مال مر گیا اور اس شخص زید کے اسپر نرادر میں تو قاضی اس سے دریافت کرے گا کہ اس نے کوئی وارث چھوڑا ہے اگر اس نے کہا کہ ہاں تو ان دونوں میں خصوصیت قرار نہ دیا اور کہا کہ نہیں تو قاضی انتظار کرے گا پھر اگر کوئی وارث ظاہر نہ ہوا تو میت کی طرف سے ایک وصی مقرر کرے گا اور اس کے مقابلہ میں دعویٰ مدعی کی سماعت کرے گا اور اگر قرضہ ثابت ہو گیا تو اسکو دلاوے گا ورنہ تمام مال بیت المال میں داخل کر دے گا یہ مختصر جامع کبیر میں ہے ایک شخص کے قبضہ میں دوسرے کا مال ہو مالک مال مر گیا اور قابض مال نے اقرار کیا کہ میت نے اس زید کے واسطے جمع اس مال کی وصیت کی ہے اور بھی اقرار کیا کہ میت نے اس عمر کے واسطے جمع مال کی وصیت کی ہے اور عمر دے زید سے کہا کہ میت نے میرے واسطے تمام اس مال کی وصیت کی تیرے واسطے کچھ وصیت نہیں کی ہے تو مال دونوں کو برابر تقسیم ہوگا۔ اور اگر قابض مال نے اقرار کیا کہ میت نے اس زید کو واسطے جمع مال کی وصیت کی ہے اور بھی اقرار کیا کہ عمر و اسکا مان و باپ کی طرف سے بھائی ہے وارث ہے اس کے سواے دوسرا وارث نہیں ہے اور زید و عمر دے باہم ایک دوسرے کی تکذیب کی تو زید کو تہائی مال اور عمر کو دو تہائی مال دیا جائیگا۔ اور اگر قابض مال نے اقرار کیا کہ میت نے اس زید کے واسطے تمام مال کی وصیت کی ہے اور بھی اقرار کیا کہ میت نے اس زید کو واسطے جمع مال کی وصیت کی ہے اور عمر و اسکا بیٹا یا باپ یا مولیٰ العتاقہ یا مولیٰ الموالاة ہو اس کے سواے اسکا کوئی وارث نہیں ہے تو تمام مال وارث مقررہ اور مولیٰ کو ملیگا یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک شخص زید نے دعویٰ کیا کہ مالک

لے کر دے وہ شخص ہے جس کا اسکا مال یا بعض مال کی وصیت ہوئی ہے کی

مال پر میرے ہزار درم ہیں اور وہ مر گیا ہوا اور میرے دعویٰ کی اس شخص سے جسکی طرف مال آتا ہے اسے تصدیق کی ہے تو اُس پر التفات نہ کیا جائیگا جب تک کہ کوئی وارث حاضر نہ ہو اور اگر جس کی طرف مال ہے اسے اور مدعی نے اقرار کیا کہ میت کا کوئی وارث نہیں ہو تو قاضی انتظار کرے گا پھر میت کی طرف سے ایک وصی مقرر کرے گا کہ وہ جسکی طرف مال ہے اس سے مال وصول کرے پھر مدعی کو حکم کرے گا کہ اپنے دعویٰ کے گواہ قائم کرے اگر اسے قائم کیے تو اس کے نام موافق دعویٰ کے مال کی ڈگری کر دیگا پھر اگر مالک مال زندہ آکر موجود ہو تو قاضی اس ڈگری کو منسوخ و رد کر دیگا پس اگر مدعی نے وہ مال تلف کر دیا ہو اور اصل میں قرضدار پر وہ مال قرضہ ہو تو مالک مال کو قرضدار سے ضمان لینے کا اختیار ہے اور اگر اصل میں اسے غصب کر لیا تھا تو اسکو اختیار ہے کہ چاہے مدعی قبضہ کر لینے والے سے ضمان لے اور اگر دراصل ودیعت تھا تو امام ابو یوسف کے نزدیک ضمان قبضہ کر لینے والے پر ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے کہا کہ میرے نزدیک ودیعت مثل غصب کے ہوا اگر مال اس شخص کے پاس جسکے قبضہ میں ہے اس کے باپ کی طرف سے پہنچا ہے کہ اسے اسکو وصی مقرر کیا تھا تو وہ ضمان نہ ہو گا ضمان وہی ہے جسے وصول کر لیا ہے یعنی مدعی۔ اور اگر مالک مال زندہ نہ آیا اسکا وارث حاضر ہوا اور قرضہ مدعی سے انکار کیا تو حکم قضاء و لیسایہ رہیگا یہ مختصر جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر اس شخص نے جسکے پاس مال ہوا اقرار کیا کہ میت نے اس زید کو اسے تمام مال کی وصیت کی ہے ولیکن خالد بن عمرو کا میت پر اس میں قدر قرضہ ہے اور خالد نے اسکی تصدیق کی اور زید نے وصایت کا دعویٰ کیا اور قرضہ سے انکار کیا مگر سمجھوں نے یہ اقرار کیا کہ مدعی نے کوئی وارث نہیں چھوڑا ہے تو قاضی چند روز انتظار کرے گا پھر قرضخواہ سے کہے گا کہ اپنے قرضہ کے گواہ پیش کرے اگر اس کے پاس گواہ نہ ہوں تو موصی لے سے اسکے علم پر قسم لیگا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ اس شخص کا میت پر یہ قرضہ ہے پس اگر اسے قسم کھالی تو تمام مال اسکو دیدیگا اور قرضخواہ کو کچھ نہ دیگا۔ اور اگر قاضی مال نے کہا کہ میت نے اس شخص کے واسطے تمام مال کی وصیت کر دی ہے اور یہ میں نہیں جانتا ہوں کہ اسے کوئی وارث چھوڑا ہے یا نہیں پس موصی نے کہا کہ مجھے تمام مال دیدے کہ وہ ہر حال میں میرا ہے خواہ اسے کوئی وارث چھوڑا ہو یا نہ چھوڑا ہو تو قاضی اسکو کچھ نہیں دیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اس شخص نے جسکی طرف مال ہے قاضی سے کہا کہ یہ مال فلان میت کا ہے اسے کوئی وارث نہیں چھوڑا ہے تو قاضی انتظار کرے گا اور اس شخص سے اس کے نفس کا کوئی کفیل لیگا پھر اگر کوئی وارث یا موصی نہ حاضر ہوا تو خیر و نہ مال اس سے لیکر بیت المال میں داخل کر دیگا پھر اگر وہ مال مسلمانوں کو تقسیم کر دیا پھر مالک زندہ موجود ہو تو وہ مال قرضدار پر و لیسایہ قرض رہیگا اور اسکو بیت المال سے عوض دلایا جائیگا اور اگر وہ مال اصل میں غصب ہو تو مالک کو اختیار ہے چاہے اس شخص سے جسکے پاس تھا یا اسکے بیت المال میں سے لے لوے اور اگر اسے غاصب سے لیا تو غاصب کو بیت المال میں سے ملے گا۔ اور اگر دراصل وہ ودیعت تھا تو مستوی پر ضمان نہیں آتی ہے یہ قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میرے نزدیک ودیعت بمنزلہ غصب کے ہے اور اگر قاضی مال وصی تھا تو وہ ضمان نہ ہو گا اور مالک کو بیت المال سے عوض ملے گا۔ اور اگر مالک مال زندہ نہ آیا بلکہ اسکا بیٹا آیا تو جس شخص کی طرف مال تھا وہ کسی صورت میں ضمان نہ ہو گا اور بیٹے کو بیت المال میں سے عوض ملے گا یہ مختصر جامع کبیر میں ہے

۱۳

**باب بیسواں** قتل اور جنایت کے اقرار کے بیان میں۔ قال المترجم جنایت لغت میں گناہ کہنے کے معنی میں آیا ہو اور مراد یہاں عمدًا اضاغت نفس کے سواے کوئی فعل جس سے جرمانہ لازم آوے اور مترجم اسکو جرم کے لفظ کے ساتھ تعبیر کرتا ہو اور کبھی قتل عمد کو بھی جنایت کہتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کو خطا سے قتل کر لیا اقرار کیا اور گواہ قتل کے اس مقرر کے سواے دوسرے پر قائم ہوئے اور ولی نے اس سب کا دعویٰ کیا تو مقرر پر ادھی دیت لازم ہوگی اور دوسرے مشہود علیہ پر کچھ لازم نہوگا۔ اسی طرح اگر زید نے عمدًا قتل کر لیا اقرار کیا اور قتل عمد کے گواہ عمر دیر قائم ہوئے اور ولی نے عمد کا دعویٰ کیا تو مقرر کو قتل کر سکتا ہو دوسرے کو قتل نہیں کر سکتا ہو۔ اور اگر قتل خطا کی صورت میں ولی نے کل کا مقرر پر دعویٰ کیا تو پوری دیت اُسکے مال پر لازم ہوگی اور اگر مشہود علیہ پر کل قتل کا دعویٰ کیا تو پوری دیت اُسکی مددگار پر ادھی پر لازم آوے گی یہ محیط میں ہو۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے عمر کو تنہا عمدًا قتل کیا ہے اور بکرتے بھی ویسا ہی اقرار کیا اور ولی نے کہا کہ تم دونوں نے اسکو قتل کیا ہو تو دونوں کو قصاصًا قتل کر سکتا ہو یہ بسوط میں ہو۔ اگر دو گواہوں نے زید پر گواہی دی کہ اُسے عمر کو قتل کیا ہو دوسرے دو گواہوں نے بکر پر گواہی دی کہ اسنے عمر کو قتل کیا ہے اور ولی نے کہا کہ تم دونوں نے اسکو قتل کیا ہو تو وہ دونوں میں سے کسی کو قتل نہیں کر سکتا ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اس صورت میں اُسنے ایک کو کہا کہ تو نے قتل کیا ہو تو اسکو قتل کر سکتا ہو اور اگر دونوں سے کہا کہ تم دونوں اپنے قول میں سچے ہو تو دونوں میں سے کسی کو قتل نہیں کر سکتا ہے یہ بسوط میں ہو۔ اگر اپنے کسی غلام معروف کے حق میں جرم کرنے کا اقرار کیا پھر دوسرے شخص کے ملوک ہو لیا اقرار کیا ہے پس اگر مقرر نے ملک ہونے اور جنایت یعنی جرم کرنے میں اسکی تصدیق کی تو مقرر سے کہا جائیگا کہ یا غلام کو دیدے یا اُسکا قدیہ دے اور اگر مقرر نے ملک وجرم دونوں میں اسکی تکذیب کی تو مقرر قدیہ کا مختار نہوگا اور اگر ملک میں اسکی تصدیق اور جنایت کرنے میں تکذیب کی تو مقرر قدیہ کا مختار ہو گیا اور اگر مقرر نے پہلے دوسرے کے ملوک ہو لیا اقرار کیا پھر جنایت کا اقرار کیا پس اگر مقرر نے دونوں باتوں میں اسکی تصدیق کی تو مقرر فقط خصم ہو سکتا ہو اور اگر دونوں میں اسکی تکذیب کی تو مقرر خصم ہوگا اور اگر ملک میں تصدیق اور جنایت میں تکذیب کی تو جنایت ہر یعنی لاشے ہو جائیگی یعنی اُسکے اقرار کا اعتبار نہوگا اسی طرح اگر غلام مہمول احوال ہونہ معلوم ہو کہ مقرر کا ہو یا غیر کا ہو پس مقرر نے پہلے جرم کر لیا اقرار کیا پھر ملک کا یا پہلے ملک کا پھر جرم کا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر کہا کہ میں نے جرم کرنے سے پہلے فلان شخص کے ہاتھ فروخت کیا تھا اور فلان شخص نے اسکی تصدیق کی تو مشتری کو غلام کو دینے اور قدیہ دینے میں اختیار ہوگا یعنی چاہے غلام دیدے یا قدیہ دے یہ خطا مشتری میں کتاب الجنایات میں ہو

لے کہ اگر اسے گواہوں کی تکذیب کی یا اسکے دو گواہوں نے گواہی دی

**باب بیسواں** متفرقات میں۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ اگر ایک شخص نے کہا کہ وارثان زید کے مجھے ہزار درہم ہیں تو موافق میراث کے اُن سب میں تقسیم ہوگا اور اگر مورث کا کوئی حمل ہو تو وہ بھی ان وارثوں میں داخل ہوگا اور اگر کہا کہ اولاد فلان کے مجھے ہزار درہم ہیں تو وارثان موجودہ میں برابر تقسیم ہوگا حمل کو اُس میں سے نہ ملے گا یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ جب میں نے تجھ سے نکاح کیا تھا تو میں نابالغ تھا تو فقط اس اقرار سے دونوں میں جہاز نہ کیجیو گی بلکہ اُس سے دریافت کیا جائیگا کہ آیا تیرے والد نے اجازت دی تھی اگر اسنے کہا کہ نہیں

تو کہا جائیگا کہ کیا تو نے بعد بالغ ہونے کے اجازت دی اگر اُسے کہا کہ نہیں تو اُس سے کہا جائیگا کہ کیا تو اب اجازت دیتا ہے اگر اُسے کہا کہ نہیں تو اُس وقت باہم چلنے لکھنے کی یہ واقعات حسامیہ میں ہوئے۔ نوادہ ہشام میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے اگر زید نے اقرار کیا کہ عمرو کے مجھے ہزار درم خالد کی میراث کے ہیں پس اگر مقررہ نے مقررہ کی تصدیق کی تو مقررہ سے اُسکو خالد کے وارث لے لینگے اور اگر مقررہ نے انکار کیا تو دار ثمان خالد کو کسی سے لے لینے کی کوئی راہ نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک غلام نے کسی شخص کو خط سے قتل کر ڈالا اور مولیٰ کو معلوم ہوا یہاں تک کہ اُسے اقرار کیا کہ میں نے یہ غلام زید کے ہاتھ فروخت کر کے اُسکے سپرد کر دیا تھا اُسے پھر میرے پاس ودیعت رکھا ہے اور مقتول کے ولی نے اُسکی تکذیب کی تو مولیٰ کا قول قبول نہوگا اور نہ اُسکے گواہ مسموع ہونگے اور حکم کیا جائیگا کہ یا غلام مقتول کے ولی کو دے یا اُسکا فدیہ دے پس اگر اُسے غلام دیا پھر زید حاضر ہوا اور مولیٰ کی تکذیب کی توجہ ہو ادھی رہیگا اور اگر تصدیق کی تو غلام کو واپس لے سکتا ہے اور مولیٰ پہلی قیمت مقتول کے ولی کو دیگا۔ اور اگر یوں کہا کہ میں نے حالت دانستگی میں کہ اتنے جرم کیا ہے فروخت کیا تو مقتول کا ولی غلام کو کسی راہ سے نہیں لے سکتا ہے اور مولیٰ پر دیت واجب ہوگی خواہ مقررہ نے اُسکی تصدیق کی یا تکذیب کی ہو یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے۔ ابن ساعہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ زید نے کہا کہ اس عمرو کا مجھے اسقدر ہے جسقدر اس بکر کا ہے اور اس مجلس میں بکر کے قرضہ کی کچھ تعداد بیان کی تھی اور نہ کوئی کلام پہلے ایسا کر چکا ہے جس سے معلوم ہو کہ بکر کا اُسپر کسقدر ہے تو اُسکو اختیار ہو کہ دونوں کے لیے جسقدر چاہے اقرار کرے اور اگر بکر نے گواہ قائم کیے کہ میرے اُسپر ہزار درم ہیں تو اس سے عمر کو ہزار درم کا استحقاق ثابت نہوگا اور مقررہ کو اختیار ہے جسقدر چاہے اُسکے واسطے اقرار کرے نوادہ بن ساعہ میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ اگر زید نے کہا کہ عمرو کے مجھے ہزار درم ہیں جیسے کہ بکر کا مجھے دینا ہے تو عمرو کے اُسپر ہزار درم ہونگے اور بکر کا اُسپر ایک دینار ہوگا۔ اور اگر اسقدر کہ بکر کے عمرو کے مجھے ہزار درم ہیں خاموش ہو رہا پھر کہا اور اس بکر کے مجھے مثل اس عمرو کے ہیں تو ہر ایک کو دونوں میں سے ہزار درم لینے بشروط یہ ایک ہی مجلس اور ایک ہی کلام میں واقع ہو یہ محیط میں ہے۔ زید نے عمرو کے غلام کی نسبت اقرار کیا کہ یہ بکر کا ہے اور عمرو نے انکار کیا پھر زید نے کہا کہ اگر میں اُسکو خریدوں تو یہ آزاد ہے پھر اُسکو خرید تو وہ بکر کو دلایا جائیگا اور عتق باطل ہوگا۔ اور اگر اقرار کیا کہ یہ بکر کا ہے پھر اقرار کیا کہ یہ آزاد ہے پھر اُسکو خرید تو بکر کو ملیگا۔ اور اگر پہلے بکر کے واسطے اقرار کیا پھر کہا کہ یہ خالد کا ہے پھر اُسکو خرید تو پہلے کو یعنی بکر کو ملیگا اور اگر دونوں اقرار و انکار کے بعد شعیب نے اُسکو اس غلام کے خریدنے کا وکیل کیا اور اُسے خریدا تو مولیٰ کو دیا جائیگا یہ محیط شرعی میں ہے۔ متقی میں روایت بشر بن الولید کے امام ابو یوسف رحمہ سے مروی ہے کہ زید نے کہا کہ عمرو کے میرے پاس ہزار درم ودیعت کے ہیں پھر کہا کہ میرے اقرار سے پہلے ضائع ہو گئے تو اُسکی تصدیق نہوگی اور وہ ضامن ہوگا اور اگر کہا کہ میرے پاس ودیعت تھے پھر ضائع ہو گئے تو اُسکا قول قبول ہوگا۔ اور اگر کہا کہ زید کے میرے پاس ہزار درم ودیعت کے ہیں کہ ضائع ہو گئے اور یہ کلام ملا کہ بیان کیا تو استحساناً اُسکی تصدیق ہوگی اسی طرح اگر یہ فقرہ ملایا کہ کل کے روز وہ ضائع ہو گئے تو بھی استحساناً تصدیق ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اگر اقرار کیا کہ زید کا مجھے ایک ہر وہی ہے تو ہر وہی کہ

لاویگا اُسین اُسکی تصدیق کیجا دیگی مگر پہلے قسم کھائے اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک چاہیے کہ اس اقرار سے اوسط درجہ کا کپڑا قرار دیا جاوے اور اصح یہ ہے کہ یہ بالاجماع سب کا قول ہے۔ اسی طرح اگر کہا کہ زید کا مجھ پر ایک کپڑا ہے اور اُسکی جنس بیان نہ کی تو جو کپڑا لاویگا اُسین اُسکی تصدیق کیجا دیگی پہنا ہوا اور نیا اس صورت میں یکساں ہے اور اُسکا بیچنا نہ چھوٹیکا جب تک کہ وہ کوئی کپڑا نہ دے یہ بسوط میں ہے۔ اگر کسی شخص نے اقرار کیا کہ زید کا مجھ پر ایک دریا زمین یا نخل یا بستان ہے تو یہ غصب کا اقرار ہے پس مال عین یعنی بعینہ اُسی مال کی واپسی کا حکم دیا جائیگا اگر بعینہ موجود ہو اور اگر اُسکے واپس کرنے سے عاجز ہو تو امام عظیم رحمہ اللہ تعالیٰ اور دوسرے قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے موافق قیمت کا ضامن ہوگا اور اول قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے موافق دام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک قیمت کا ضامن ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر اقرار کیا کہ مجھ پر فلان شخص کا غلام ہے اور فلان شخص نے ایسا دعویٰ کیا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اُسپر درمیانی غلام یا درمیانی غلام کی قیمت واجب ہوگی اور امام محمد رحمہ اللہ نے کہا کہ غلام اور اُسکی قیمت کے باب میں اسی کا قول قبول ہوگا اسی طرح اگر اقرار کیا کہ فلان شخص کا مجھ پر ایک اونٹ یا گائے یا بکری ہے تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ مجھ پر غلام قرض ہے تو اُسپر غلام کی قیمت واجب ہوگی اور قیمت کے بارہ میں قسم سے اُسی کا قول قبول ہوگا یہ بسوط میں ہے۔ اور اگر اپنے اوپر ایک چوپایہ ہو نیکا اقرار کیا تو جس چوپایہ کو وہ چاہے اُسکی قیمت اُسپر واجب ہوگی اور اگر ایک چوپایہ لایا اور کہا کہ یہ ہے تو اُسکا قول قبول ہوگا بشرطیکہ گھوڑا یا بیل یا گدھا یا اونٹ لاوے اور انکے سواے میں اُسکا قول قبول نہ ہوگا یہ فتاویٰ کا ضیخان میں ہے کتاب العمل میں ہے کہ اگر کہا فلان علی درہم فلوس تو اُسپر مساوی ایک درم کے فلوس واجب ہونگے اسی طرح اگر کہا کہ فلان علی دینار درہم تو اُسپر مساوی ایک دینار کے درہم واجب ہونگے اور اگر کہا فلان علی درہم فلوس تو یہ بیع ہے گویا اسنے کہا کہ میں نے اُسکے ہاتھ فلوس بوض درم کے فروخت کیے اور فلوس کی مقدار بیان کرنا اُسی پر ہوگی اور متقی میں ہے کہ اگر کہا فلان علی درہم درم دقیق تو اُسپر ایک درم کے مساوی آٹا واجب ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی شخص کیواسطے کسی دریا زمین یا ملک یا شراہ میں حق ہو نیکا اقرار کیا تو اُسکو بیان کرنا چاہیے کہ کس قدر ہے اور اگر مقرر نہ اُس سے زیادہ کا دعویٰ کیا تو زیادتی پر اس سے قسم لیجا دیگی۔ اور اگر اُسنے بیان مقدار سے انکار کیا تو قاضی خود اُس سے دریافت کرتا جاوے گا کہ کیا آدھا ہے یا تہائی ہے یا چوتھائی ہے یہاں تک ایسی مقدار تک نوبت پہنچے کہ عرف میں اس سے کم کی ملکیت نہین ہو اکر تہائی ہے پس اسقدر اُسپر خواہ مخواہ لازم ہوگا پھر زیادتی پر اُس سے قسم لیجا دیگی اور اگر یوں کہا کہ اس شخص کا حق اس میں یہ شہتیر یا دروازہ جڑا ہوا یا بنا بدون زمین کے یا حق زراعت یا اجارہ پر رہنے کا ہے تو اُسکے قول کی تصدیق نہ کیجاوے گی ولیکن اگر یہ بیان اقرار سے ملا کر کہا ہو تو تصدیق کیجا دیگی یہ محیط خسی میں ہے اور اگر کہا کہ فلان شخص کا مجھ پر قرض ہے اور بیان کرنے سے انکار کیا تو قاضی اُس سے تعدد درجہ بدرجہ دریافت کرتا جاوے گا یہاں تک کہ عرف کے موافق اقل مرتبہ کہ جس سے کم پر قرضہ کا اطلاق نہین ہوتا ہے پہنچے پس اگر اسقدر کا اقرار کیا تو خیر ورنہ اسقدر خواہ مخواہ اُسپر لازم ہوگا اور زیادتی پر اُس سے قسم لیجا دیگی یہ محیط میں ہے۔ اگر کہا کہ یہ غلام فلان شخص کا ہے میں نے اُس سے خریدا ہے



اور ملا کہ کلام بیان کیا اور خرید کے گواہ پیش کیے تو استحضاراً مقبول ہوئے اور اگر سکوت کے بعد کہا کہ میں نے قبل اقرار کے اس سے خرید ہی یا اس نے مجھے ہبہ کیا ہی یا صدقہ دیا ہی تو اس امر پر اس کے گواہ مقبول ہوئے یہ مبسوط میں ہے متقی میں ہے کہ بشرح رحمۃ اللہ نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی کہ اگر اقرار کیا کہ میرے بھائی کے مجھے ہزار درم ہیں اور اس کا نام نہ بیان کیا تو یہ باطل ہے اور اگر نام لیا اور اس کا کوئی بھائی اس نام کا ہے تو اس پر یہ لازم آدینگا اور اگر کہا کہ میرے بیٹے کے اور اس کا نام نہ لیا اور اس کا بیٹا معروف ہے مگر اس نے کہا کہ میرا ایک دوسرا بیٹا ہے میں نے اسی کو مراد لیا تھا تو اسی کا قول قبول ہوگا اور اگر کسی بیٹے کا نام لیا ہے تو اس کو دوسرے کی طرف مصروف کر نکالا اختیار نہیں ہے اور اگر اس قبیل کے امور میں دو نام عمر و عمر و دو سالم و سالم متفق ہو جاویں تو اقرار قرضہ باطل ہوگا اور طلاق و عتاق واقع ہو جائیگی اور اس کو بیان کرنا چاہیے کہ ان متفقین میں سے کون مراد ہے یہ محیط میں ہے۔ الاصل یعنی قاعدہ یہ ہے کہ اگر اس نے کوئی مقدار بیان کر کے دو صنفوں مال کی طرف نسبت کیا تو دونوں میں سے ہر ایک کی نصف بجا دیگی کیونکہ اس نے مقدار کو دونوں کی طرف برابر نسبت کیا ہے پس برابر تقسیم ہوگی چنانچہ اگر دو شخصوں کی طرف نسبت کرے تو دونوں برابر تقسیم ہوتی ہے اور اضافت میں مساوات ہونا تقسیم میں بھی مساوات چاہتا ہے۔ اگر کہا کہ مجھے دس کپڑے ہرودی ہرودی ہیں تو ہر ایک میں سے نصف نصف واجب ہوئے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کہا مجھے دو سو مثقال سونا و چاندی ہے تو ہر ایک میں سے سو مثقال واجب ہوگی اور مقررہ چاندی کو زیادہ نہیں کر سکتا ہے اور جید و ردی ہونے میں مقرر کا قول قبول ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر کہا کہ زید کے مجھے ہزار درم قرض و ودیعت ہیں تو وہ آدھے درم قرض کا ضامن ہے اور آدھے درم ودیعت ہوئے۔ اسی طرح اگر کہا کہ میری طرف زید کے ہزار درم مضاربیت و قرض کے ہیں تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اپنے اقرار سے ملا کر یوں بیان کیا کہ اس میں سے تین سو درم قرض اور سات سو درم مضاربیت کے ہیں تو اسی کا قول قبول ہوگا اور اگر جدا کر کے بیان کیا تو دونوں میں سے آدھے آدھے رکھے جائیں گے کذا فی الحادی اگر اقرار کیا کہ زید کے میرے پاس ہزار درم ہبہ و ودیعت کے ہیں تو سب ودیعت کے قرار دیے جائیں گے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر اقرار کیا کہ زید نے مجھے تین کپڑے زطی و یہودی و ودیعت دیے تھے تو اس پر ایک زطی اور ایک یہودی لازم ہوگا اور تیسرے کپڑے کا بیان اسی پر ہے خواہ زطی بیان کرے یا یہودی مگر قسم سے بیان معتبر ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ مجھے ایک قفیز گہون دجو کی ہے الا ایک ربیع تو اس پر تین چوتھائی قفیز واجب ہوگی ہر ایک میں سے نصف نصف یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر کہا کہ مجھے ایک کرگیون وجود سیمسم یعنی تل کا ہے تو ہر ایک صنف میں سے ایک تہائی کروا جب ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر کہا کہ مجھے نصف درم و دینار و ثوب ہے تو اس پر ہر ایک کا نصف لازم آدینگا اسی طرح اگر کہا کہ مجھے نصف کرگیون و کر جو و کر چھوہارے کا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کہا کہ مجھے نصف اس غلام و اس باندی کا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر یوں کہا مجھے اس کرکا نصف گہون و کر شیر ہے تو اس پر شیر یعنی جو کا پورا کر واجب ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ میں نے فلان شخص سے نصف اس کا غلام اور یہ باندی غصب کر لی تو بھی باندی کا مل واجب ہوگی اسی طرح اگر نصف درم اور یہ دینار کہا تو بھی

یہی حکم ہے یہ محیط خری میں ہے۔ جامع صغیر میں ہے کہ ایک شخص مر گیا اور ایک غلام چھوڑا پس غلام نے وارث سے کہا کہ تیرے باپ نے مجھے آزاد کر دیا ہے اور زید نے کہا کہ میرے تیرے باپ پر ہزار درم قرضہ میں پس وارث نے دونوں سے کہا کہ تم دونوں نے سچ کہا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک قرضہ مقدم ہو گا اور غلام اپنی قیمت کیوا سسطی سسی کر گیا اور صاحبین نے کہا کہ غلام پر سعایت واجب نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک شخص کا ایک غلام ہے اور دوسرے کی ایک باندی ہے پس دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کے حق میں شہادت دی کہ اس نے اپنے مملوک کو آزاد کیا ہے اور دوسرے نے اس کے قول کی تکذیب کی پھر ہر ایک نے اپنے مملوک کے عوض دوسرے کا مملوک خریدا تو خرید جائز ہے اور ہر ایک کی طرف سے اس کی خریدی ہوئی بیع آزاد ہو جائیگی خواہ قبضہ کرے یا نہ کرے اور ہر ایک دوسرے کو اپنی خریدی ہوئی چیز کی قیمت کی ضمان دیکر پس اگر دونوں کی قیمت برابر ہو تو بدلا ہو جائیگا کوئی بھی دوسرے سے کچھ نہیں لے سکتا ہے اور اگر دونوں میں سے کسی کی قیمت زیادہ ہو تو اس کا مالک دوسرے سے بقدر زیادتی لے لیا اسی طرح اگر ہر ایک نے دوسرے پر یہ گواہی دی کہ اس نے اپنے مملوک کو مدبر کر دیا ہے پھر بیع واقع ہوئی تو ہر ایک مملوک کا آزاد ہونا بائع کے مرنے پر ہو گا اب مشتری کے مرنے سے متعلق نہ ہو گا اور ولاد موقوف رہیگی اور اگر ہر ایک نے دوسرے کے مملوک کی نسبت گواہی دی کہ یہ خالد کا ہے اور یہ شخص معروف ہے اور دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کی تکذیب کی پھر ایک نے اپنے مملوک کے عوض دوسرے کا مملوک خریدا تو بیع جائز ہے اور ہر ایک نے جو بیع خریدی ہے وہ مقرہ یعنی خالد کو مثلاً دیدے اور یہ اس وقت ہو گا کہ خالد نے دونوں کی تصدیق کی ہو اور اگر تکذیب کی تو خالد کو دیدینے کے لیے کسی کو حکم نہ کیا جائیگا اور نہ ہر ایک دوسرے کو اپنی شے خریدہ کی ضمان قیمت دیکر اور نہ بائع دوسرے سے اپنی بیع کی قیمت لے سکتا ہے۔ اور اگر زید نے عمر پر گواہی دی کہ اس نے اپنے مملوک کو مدبر کر دیا ہے اور عمر نے زید پر گواہی دی کہ اس کی مقبوضہ چیز مکر کی ہے اور اگر مکر اس کا مدعی ہے اور ہر ایک نے دوسرے کی تکذیب کی پھر دونوں نے اپنے اپنے مملوک کے عوض باہم خرید کر لی تو خالد اپنے مقرہ کو اس کے مشتری سے لے لیا اور جس نے مدبر ہونے کا اقرار کیا تھا اس کی خرید کردہ باندی مثلاً مدبر ہو جائیگی اور ولاد اس کی موقوف رہیگی اور بیع جائز ہوگی۔ اور کوئی دوسرے سے کچھ نہیں لے سکتا ہے۔ اور اگر ہر ایک نے دوسرے کی نسبت یہ گواہی دی کہ اس نے اپنے مملوک کو مکاتب کر دیا ہے پھر دونوں نے باہم بیع کر لی اور دونوں نے قاضی کے پاس مرفوع کیا پس اگر دونوں مملوکوں نے مکاتب سے انکار کیا تو دونوں محض مملوک رقیق رہ گئے اور مطلقاً بیع جائز ہو نہ کیا حکم کیا جائیگا اور اگر دونوں نے کتابت کا دعویٰ کیا تو قاضی دونوں سے کتابت واقع ہونے کے گواہ طلب کرے گا پس اگر ہر ایک نے گواہ پیش کیے تو کتابت کا حکم ہو جائیگا اور بیع منسوخ ہو جائیگی اور اگر دونوں کے پاس گواہ نہ ہوں تو ہر ایک بائع سے اس کی بیع کی نسبت قسم لیا دے گی کہ واثق میں نے اس کو مکاتب نہیں کیا تھا پس اگر دونوں نے قسم کھالی تو بیع جائز ہوگی اور ہر ایک نے اپنے مشتری کا غلام ہو گا اور اگر دونوں نے قسم سے نکول کیا تو ہر ایک کے مکاتب ہونے کا حکم کیا جائیگا اور بیع منسوخ ہو جائیگی اور اگر دونوں شخصوں میں سے ایک نے دوسرے پر اس کے مملوک کے مدبر کر نیکی گواہی دی اور دوسرے نے دوسرے کے مکاتب کرنے کی گواہی دی پھر باہم بیع کر لی پس جس نے مدبر کر نیکی گواہی دی تھی اس کا خرید کردہ اس کے

مال سے مدبر ہوگا اور اسکے بارے کے مرنے پر آزاد ہو جائیگا کیونکہ اس نے اقرار کیا تھا اور اسکی ولایت موقوفہ رہیگی اور جسے مکاتب کر دینے کی گواہی دی اسکا خرید کر دہ فسخ کتابت کے بعد ملوک ہوگا اگر ملوک کے پاس گواہ انہوں تو اسکے بارے سے قسم لیا دیگی کہ میں نے بیچ سے پہلے اسکو مکاتب نہیں کیا تھا اور دونوں شخصوں میں سے کوئی دوسرے سے کچھ واپس نہیں کر سکتا ہے اور اگر بارے نے قسم کھانے سے انکار کیا تو غلام اسکے بارے کو واپس کر دیا جائیگا اور بیچ فسخ کر دیا جائیگی یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے

## کتاب الصلح

اس میں کیسے ابواب ہیں

**باب اول** - صلح کی تفسیر شرعی اور اسکے رکن و شرائط و انواع کے بیان میں قال المسترحم مصلح صلح کرنے والا مصلح عنہ جس چیز سے صلح کی ہو یعنی مثلاً مدعی نے دعوے زمین یا ہزار درم کا کیا اور اس سے ہزار درم دیکر صلح کی تو صلح کرنا مصلح ہو اور زمین یا ہزار درم مصلح عنہ اور ہزار درم جو صلح میں دیے وہ بدل الصلح ہو اسکو مصلح علیہ بھی کہتے ہیں مگر اختلاف اعتبار ہے۔ صلح کی تفسیر شرعی یہ ہے کہ صلح ایسا عقد ہے کہ جو باہمی رضا مندی کے ساتھ چھوڑا اور کر نیکی واسطے موضوع ہوا ہر کذا فی الہامیۃ اور رکن صلح کا پس ایجاب تو مطلقاً چاہیے اور قبول ان چیزوں میں جو معین کرنے سے متعین ہوتی ہیں واجب ہے یہ عینی شرح ہدایہ میں ہے۔ پس اگر دعوی ایسی چیز میں واقع ہوا جو معین کرنے سے متعین ہو سکتی ہو پس مدعا علیہ نے مدعی سے کہا صلح کن ازین مدعی بامن بدرہم کہ تیو میدہم یعنی اس دعوی سے میرے ساتھ ایک درم پر صلح کر لے جو میں تجھے دیتا ہوں پس مدعی نے کہا کہ میں نے کیا تو صلح تمام نہ ہوگی تا وقتیکہ طالب صلح یہ نہ کہے کہ میں نے قبول کی اسید طرح اگر دعوی ایسی چیز میں واقع ہوا جو معین کرنے سے متعین نہیں ہوتی ہے جیسے درم و دنیا اور طالب نے دوسری جنس پر صلح طلب کی تو بھی یوں ہی ہونا ضرور ہے و لیکن اگر درم و دنیا میں دعوی واقع ہو اور صلح بھی اسی جنس پر طلب کی تو صرف مدعی کے اسقدر کہتے ہیں کہ میں نے صلح کی صلح تمام ہو جائیگی مدعا علیہ کے قبول کی حاجت نہوگی کیونکہ یہ کسی قدر حق کے ساقط کر نیکی واسطے ہے اور ساقط کرنا فقط ساقط کرنے والے سے تمام ہو جاتا ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایجاب و قبول یہ ہے کہ مدعا علیہ کہے کہ میں نے تجھ سے اس بات سے اتنے پر صلح کی یا تیجہ اس دعوے سے اتنے پر صلح کی اور دوسرے نے کہا کہ میں نے قبول کیا یا میں راضی ہوا یا اور ایسے ہی الفاظ جو قبول و رضا پر دلالت کرتے ہیں کذا فی البدائع۔ ایک شخص نے دوسرے پر کسی شے کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے کہا کہ میں چندین فضل کروم اور مدعی نے کہا کہ کرو تو اس مبلغ پر صلح کرینو والا ہوگا یہ جواہر الفتاویٰ میں ہے اور حکم صلح کا یہ ہے کہ بدل میں ملک ثابت ہو جاتی ہے اور جس چیز سے صلح کی گئی ہے انہیں بھی ملک ثابت ہوتی ہے بشرطیکہ وہ محض ہو مثل مال کے یا اس سے بریت ہو جاتی ہے اگر محض ملک نہ ہو جیسے قصاص وغیرہ اور یہ حکم اس وقت ہے کہ صلح اقرار پر ہو یعنی مدعا علیہ مقرر ہو کہ صلح کرے اور اگر اسنے باوجود انکار کے صلح کر لی تو مدعی کی واسطے بدل صلح میں ملک

لے موقوفہ رہے کہ میں نے ان کو ملوک نہ چھوڑا یعنی تم کو ملوک نہ چھوڑا کیونکہ اس نے اسکا تصرف کرنا کما حقہ و اذیۃ اس وقت ملک اسکا ہو کر نہ رہا پس اس وقت ہونا چاہیے

نابت ہوتی ہو اور مدعا علیہ دعویٰ سے بری ہوتا ہے خواہ جیل مر سے صلح کی گئی وہ مال ہو یا نہ ہو یہ محیط خسی میں ہے۔ اور  
 شرائط چند قسم کے ہیں از انجملہ یہ ہے کہ صلح کرنیوالا عاقل ہو پس صلح مجنون اور طفل لا یعقل لہ کی صحیح نہیں کلا فی البدل  
 اور جو شخص نشہ میں ہو اسکی صلح جائز ہے یہ سراجہ میں ہے۔ از انجملہ یہ ہے کہ جو شخص نابالغ کی طرف سے صلح کر نیوالا ہے  
 وہ اس صلح سے اسکو کھلا ہوا ضرر نہ پہنچا دے مثلاً ایک شخص نے ایک نابالغ پر قرضہ کا دعویٰ کیا پس نابالغ کے  
 باپ نے نابالغ کے مال سے صلح کی پس اگر مدعی کیواسطے گواہ دعویٰ موجود ہوں اور جب قدر مال صلح میں باپ نے دیا  
 وہ اُسکے حق کے برابر یا اسقدر زیادہ ہو کہ لوگ اتنی زیادتی برداشت کر لیا کرتے ہیں تو صلح جائز ہے اور اگر مدعی  
 کے پاس گواہ نہ ہوں تو صلح جائز نہیں ہے اور اگر باپ نے اپنا مال ذاتی دیکر صلح کرادی تو جائز ہے از انجملہ یہ ہے کہ نابالغ  
 کی طرف سے صلح کر نیوالا ایسا شخص ہو جسکو نابالغ کے مال میں تصرف کا اختیار ہے جیسے باپ یا دادا یا وصی از انجملہ  
 ہام عظم رحمہ اللہ کے نزدیک مرتد ہو اور صاحبین رہے کے نزدیک مرتد کی صلح نافذ ہے اور پھر اختلاف اس بنا پر ہے کہ  
 مرتد کے تصرفات امام عظم رہے کے نزدیک موقوف رہتے ہیں اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک نافذ ہوتے ہیں اور مرتدہ  
 عورت کی صلح بلا خلاف جائز ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور بلوغ اور آزادی شرط نہیں ہے پس ایسے لڑکے کی صلح  
 جسکو اجازت تصرف ہے صحیح ہے بشرطیکہ اُس میں نفع ہو اور ضرر نہ ہو خالی ہو اور غلام ماذون سے بھی صحیح ہے بشرطیکہ  
 اس میں مصلحت ہو لیکن بعض حق کے کم کرنے پر صلح کر نیکا اختیار نہیں رکھتا ہے جو وقت کہ اُسکے پاس اپنے حق  
 کے گواہ موجود ہوں۔ اور مدت مقرر کر دینے کا مطلقاً اختیار رکھتا ہے اور عیب کی وجہ سے کسی قدر ٹن کم کر دینے کا بھی  
 مختار ہے اور مکاتب سے بھی صلح کرنا یعنی مکاتب صلح کرے تو جائز ہے یہ غرر میں ہے۔ از انجملہ یہ ہے کہ جس چیز پر صلح ٹھہری  
 ہو وہ مال معلوم ہو اگر اُسکے قبضہ کی احتیاج ہو۔ اور اگر اُسکے قبضہ کی احتیاج نہ ہو تو شرط یہ ہے کہ وہ مال ہو خواہ معلوم  
 ہو یا مجهول ہو یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی مال عین پر جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو مثل وادیار میں یا غلام وغیرہ کے دعویٰ  
 کیا اور کل یا بعض کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ قرضہ یا منکر ہو یا سکت ہو پس اگر صلح کسی قدر وراثت میں ہو یا غیر معینہ پر واقع  
 ہوئی تو اُسکی مقدار بیان کرنا شرط ہے اور کھرے درمون پر اس شہر کے چلن کے مطابق واقع ہوگی اور اگر شہر میں نقد  
 مختلفہ رائج ہوں تو اکثر جو رائج ہوا سپر صلح واقع ہوگی اور اگر بعض درم بعض پر غالب نہ ہوں تو مطلق صلح جائز  
 نہ ہوگی جب تک کہ مقدار کے ساتھ کسی چلن کے درمون کو بیان نہ کرے اور درمون کی صلح فی الحال یا میعاد دو دنوں  
 طرح جائز ہے اور جس چیز پر صلح واقع ہوئی اُسکا مجلس میں جدا ہونے سے پہلے قبضہ کر لینا شرط نہیں ہے۔ اور اگر  
 درم معینہ ہوں تو صلح جائز ہے اور اس میں قدر و وصف کے بیان کی ضرورت نہیں ہے اور عقد صلح اُنکے عین کے ساتھ  
 متعلق نہ ہوگا حتیٰ کہ اگر صلح کر نیوالے نے انکو روک لیا اور اُنکے عوض اُنکے مثل دینے چاہے تو جائز ہے اور اگر دینے سے  
 پہلے اُسکے پاس تلف ہو گئے یا انہیں استحقاق ثابت کیا گیا تو عقد صلح باطل نہ ہوگا اور اُنکے مثل دیدیگا اور اگر تلف  
 ہو جائیکے بعد اُنکی مقدار و وصف میں اختلاف کیا تو دونوں باہمی قسم کھالینے کے بعد صلح کو رد کر لینگے اور اسی طرح اگر  
 دینار و سپر صلح واقع ہو تو بھی سب صورتوں میں یہی حکم ہے۔ اور اگر اُسکے دعویٰ سے کسی کی مثل گھوٹا ہو جو کہ یاور

لا جہل بے پناہ بلکہ پھر تیرا تو مالک ہوتا ہے کہ اسے چاہیے تو مال

مثل لوہے و تانبے کے صلح ٹھرائی پس اگر وہ معین ہے اور عقد کو اسکی طرف نسبت کیا خواہ غائب ہو یا سامنے موجود ہے  
 و لیکن مدعا علیہ کی ملک میں ہو تو صلح صحیح ہے اور یہ صلح اسقدر پر واقع ہوگی جبقدر اسنے کیلی و دزنی کا نام لیا ہو اور  
 اگر اسکی طرف اشارہ کر دیا اور کیل و دزن بیان نہ کیا تو جائز ہو اور وہی عقد میں متعین ہوگا۔ اور اگر گہون میں مد  
 مقرر کی پس اگر گہون معین ہیں تو باطل ہے صحیح نہیں ہو ایسا ہی شیخ الاسلام خواہر زادہ نے نقل کیا ہو۔ اور اگر گہون  
 وصف بیان کر کے اپنے ذمہ رکھے ہیں تو اس میں قدر و وصف کا بیان کرنا شرط ہے اور مدت کا بیان کرنا شرط نہیں ہے  
 ایسا ہی شیخ الاسلام خواہر زادہ نے ذکر کیا ہو اور اگر مدت بیان کر دی تو جائز ہو اور مدت ثابت ہو جائیگی۔ اور اگر  
 پکڑوں پر صلح ٹھرائی پس اگر کپڑے معین ہوں تو صلح جائز ہو اور انہیں فقط اشارہ کر دینا شرط ہو اور کپڑے غیر معین  
 ہیں تو جب تک بیچ سلم کی پوری شرطیں ذکر نہ کرے صلح جائز ہوگی۔ اور اگر دعویٰ مدعی سے کسی حیوان پر یا ایسی چیز پر  
 جس میں سبب جہالت کے بیچ سلم جائز نہیں ہوتی ہے صلح قرار دی تو جب تک وہ معین نہ کرے صلح جائز ہوگی یہ شرح طحاوی  
 میں ہے۔ ازاںجملہ یہ ہے کہ جب صلح ٹھرائی ہے وہ مال مقوم یعنی قیمت دار ہو پس مسلمان کی طرف سے شراب یا سور پر  
 صلح کرنا جائز نہیں ہے البتہ ایک مسئلہ سرکہ پر صلح ٹھرائی پھر دیکھا تو وہ شراب تھی تو بھی جائز نہیں ہے۔ ازاںجملہ  
 یہ ہے کہ وہ مال صلح کرنے والے کی ملک ہو حتیٰ کہ اگر کسی قدر مال پر صلح کی پھر وہ مال مدعی کے ہاتھ سے استحقاق ثابت  
 کر کے لیا گیا تو صلح صحیح نہ ہوئی یہ بدائع میں ہے اور ازاںجملہ یہ ہے کہ جس مال سے صلح ٹھرائی ہے وہ ایسا ہو کہ اسکا عوض لینا  
 مال یا غیر مال سے جائز ہو جیسے قصاص خواہ معلوم ہو یا مجهول ہو یہ محیط میں ہے اور ازاںجملہ یہ ہے کہ جس مال سے صلح ٹھرائی  
 ہو وہ بندہ کا حق ہو حق اللہ تعالیٰ ہو خواہ مال عین یا دین یا سوا سے ان دونوں کے کوئی حق ہو پس اگر حد زنا یا  
 سرقر یا شراب خواری سے صلح کی اسطور سے کہ ایسے شخص کو کسی نے پکڑا اسنے اس امر پر صلح ٹھرائی کہ مجھ سے اسقدر  
 مال پر صلح کرے اور مجھے حاکم کے پاس نہ لجا تو یہ صلح باطل ہے یہ بدائع میں ہے۔ اگر ایک چور نے کسی کے گھر سے مال  
 چوری کا باہر کر دیا پھر اپنے گھر میں سے اسنے چور کو پکڑا پس چور نے کیس قدر مال معلوم پر صلح کر لی یہاں تک کہ اسنے ہاتھ  
 روک لیا تو چور پر مال واجب نہ ہوگا اور وہ خصومت سے بری ہو جائیگا جبکہ اسنے چوری کا مال اس کے مالک کے  
 حوالہ کر دیا اور اگر یہ صلح قاضی کے پاس مرافعہ کر نیکی بعد واقع ہوئی پس اگر لفظ عفو کے ساتھ صلح کی تو بالاتفاق صلح  
 صحیح نہیں ہے اور اگر لفظ بہہ یا برأت کیساتھ واقع ہوئی تو ہمارے نزدیک ہاتھ کاٹنا سا قسط ہو جائیگا یہ فتاویٰ  
 قاضی خان میں ہے۔ اور اگر وہ چیز جسکی وجہ سے صلح کی ہے ایسی ہو کہ اسکا عوض لینا جائز نہیں ہوتا ہے جیسے حق شفعہ  
 و حد قذف اور کفایت بالنفس تو اس سے صلح کرنی جائز ہوگی یہ محیط خسی میں ہے۔ اور اگر حد قذف سے قاضی کے  
 پاس پیش ہونے سے پہلے صلح کر لی تو بدل صلح واجب نہ ہوگا اور حد سا قطن نہ ہوگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اگر کسی گواہ  
 سے جو ہر گواہی دینا چاہتا ہو مال دیکر صلح کر لی کہ مجھے گواہی نہ دے تو یہ باطل ہو کیونکہ حقوق اللہ تعالیٰ سے صلح کر لینا  
 باطل ہوتا ہو اور جو گواہ نے لیا ہو اسکو پھر دینا واجب ہو اور تفریر سے صلح جائز ہے یہ بدائع میں ہے اور جس امر پر بعد اختلاف  
 کے ائمہ خوارزم کا فتویٰ قرار پایا ہے وہ یہ ہے کہ ایسے دعویٰ فاسد سے جسکی تصحیح ممکن نہیں ہو صلح کر لینا صحیح نہیں ہو اور

لے اپنے حق سے در گذارنا اور بخش دینا ۱۲

جس دعویٰ فاسد کی تصحیح ممکن ہو مثلاً کسی حد کا حد و زمین سے ذکر کرنا چھوڑ دیا یا ایک حد کو غلط بیان کیا تو اس سے صلح کرنا جائز ہے یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور صلح کے انواع بحسب مدعا علیہ کے تین ہیں کذا فی النہایتہ ایک صلح یا قرار مدعا علیہ دوسری صلح بسکوت یعنی مدعا علیہ نہ اقرار کرے اور نہ انکار کرے اور تیسری صلح مع انکار یعنی مدعا علیہ دعویٰ مدعی سے انکار کرے اور پھر بھی صلح کرے اور یہ سب جائز ہیں۔ پس اگر صلح باوجود اقرار مدعا علیہ کے واقع ہوئی تو اس میں وہی چیزیں معتبر ہونگی جو بیع میں معتبر ہوتی ہیں اگر صلح دعویٰ مال سے بعض مال کے واقع ہوئی پس اس میں شفعہ جاری ہوگا اگر دعویٰ عقار میں واقع ہوا ہو اور اس سے صلح ہوئی ہے اور عیب کی وجہ سے واپس ہوگا اور خیار رویت اور شرط ثابت ہوگا اور بدل کے مجہول ہونے سے صلح فاسد ہوگی اور مصلح عنہ کی جہالت سے صلح فاسد ہوگی اور بدل کے سپرد کرنے پر قادر ہونا شرط ہوگا یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر مصلح عنہ اور بدل الصلح دونوں نقد ہوں تو جو بیع صرف میں معتبر ہے وہی انکی صلح میں معتبر ہوگا حتیٰ کہ اگر چہ صلح قرار پائی ہو اسکو مجلس صلح میں اپنے قبضہ میں نہ لیا تو صلح باطل ہوگی یہ تہذیب میں ہے۔ اور اگر مال سے بعض منافع کے صلح واقع ہوئی تو شرط اجارات معتبر ہونگے پس اس میں مدت مقرر کرنا شرط ہوگی اور مدت کے اندر کسی ایک کے مرنے سے صلح باطل ہو جائیگی کذا فی الہدایۃ حتیٰ کہ اگر کسی بیت معین میں کسی مدت معلوم تک رہنے پر صلح کی تو جائز ہے اور اگر مدت کی واسطے ابد یعنی ہمیشہ کو کہا یا یہ کہا کہ مرتے دم تک رہونگا تو یہ جائز نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دعویٰ بھی منفعت کا ہو اور صلح بھی منفعت پر ہو پس اگر دونوں منفعتیں دو جنس مختلف کی ہوں مثلاً کسی گھر کے سکونت کے دعویٰ سے کسی غلام کی خدمت لینے پر صلح کر لی تو بالا جماع جائز ہے اور اگر دونوں جنس واحد کی ہوں تو ہمارے نزدیک جائز نہیں ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور جو صلح سکوت یا انکار سے ہوتی ہے وہ حق مدعا علیہ میں قسم کا قدیہ اور قطع خصوصت کی واسطے ہو اور مدعی کے حق میں معاوضہ کے معنی میں ہوتی ہے کذا فی الہدایۃ۔ اور صلح کے اقسام باعتبار مصالح علیہ اور مصلح عنہ کے چار ہیں کیونکہ یا تو مصلح عنہ اور مصالح علیہ دونوں معلوم ہونگے مثلاً زید کے مقبوضہ دار میں عمر و نے حق معلوم کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے مال معلوم پر صلح کر لی اور یہ صلح جائز ہے یا مصلح عنہ اور مصالح علیہ دونوں مجہول ہونگے اور اس میں دو صورتیں ہیں یا تو اس میں دینے و لینے کی حاجت نہ ہوگی مثلاً زید نے عمر و کے مقبوضہ دار پر کسی حق مجہول کا دعویٰ کیا اور عمر و نے بھی زید کی مقبوضہ زمین پر کسی حق مجہول کا دعویٰ کیا اور دونوں نے حق کو بیان نہ کیا پھر دونوں نے باہم اس شرط پر صلح کر لی کہ ہر ایک اپنا دعویٰ چھوڑ دے تو یہ جائز ہے۔ اور اگر دینے و لینے کی ضرورت ہو مثلاً یوں صلح کی کہ ایک اپنے پاس سے کسی قدر مال دے اور اسکو بیان نہ کیا اس شرط پر دیوے کہ دوسرا اپنا دعویٰ چھوڑ دے یا دوسرا اس کے دعویٰ کے موافق دیدے تو یہ جائز نہیں ہے۔ یا مصلح عنہ مجہول اور مصالح علیہ معلوم ہو اور اسکی بھی دو صورتیں ہیں اگر مصلح عنہ کے سپرد کر نیکی ضرورت ہو دے مثلاً زید کے مقبوضہ دار میں اپنے حق مجہول کا دعویٰ کیا اور دونوں نے اس طرح صلح کر لی کہ مدعی کسی قدر مال معلوم مدعا علیہ کو دے تاکہ مدعا علیہ مدعی کو اس کے دعوے کے موافق حق اسکو سپرد کرے تو یہ جائز نہیں ہے اور اگر مصلح عنہ کے سپرد کر نیکی ضرورت نہ ہو مثلاً اسی صورت میں مدعا علیہ نے کسی قدر مال معلوم دیکر اس شرط پر صلح کی کہ مدعی اپنا دعویٰ چھوڑ دے تو یہ جائز ہے۔ یا مصلح عنہ معلوم اور

لہ تو حدیث ہے کہ اگر کسی نے کسی کو دے دیا تو اس کو لینے کی ضرورت نہ ہے

مصلح علیہ معمول ہو تو اسکی بھی دو صورتیں ہیں اگر اُسین دینے دینے کی ضرورت ہو تو جائز نہیں ہو اور اگر دینے دینے کی ضرورت نہ ہو تو جائز ہو اور قاعدہ کلیہ اس مقام پر یہ ہے کہ نفس جہالت کی وجہ سے عقد صلح فاسد نہیں ہوتا ہی بلکہ اس سبب سے فاسد ہوتا ہے کہ بسبب جہالت کے لینا و سپرد کرنا ممکن نہیں اسین جھگڑا پیدا ہو گا پس جن صورتوں میں باوجود جہالت کے دینے دینے کی ضرورت نہیں ہے وہاں جھگڑا پیدا ہونے کی کوئی وجہ نہیں پس جہالت صلح کی صحت مانع نہ ہوگی اور جن صورتوں میں لینے دینے کی ضرورت ہے بسبب جہالت کے جھگڑا پیدا ہو گا پس صلح جائز نہ ہوگی یہ نہایت مین ہے۔ اور اگر قرضہ سے صلح کی تو اسکا حکم شن کا ہے جیسے بیع میں شن دلیسے ہی صلح میں بدل صلح ہوگا اور اگر مال عین سے صلح کی تو اسکا حکم بیع کا ہے پس جو چیز بیع میں شن یا بیع ہو سکتی ہے وہ صلح میں بدل ہوگی ورنہ نہیں ہوگی کذا فی المحیط

**دوسرا باب** دین میں صلح کرنے اور اس کے متعلق شرائط مثل مجلس صلح میں بدل پر قبضہ شرط ہونے وغیرہ کے بیان میں زید کے عمرو پر ہزار درم ہیں اسنے پانچ سو درم پر صلح کر لی تو جائز ہے یہ فتاویٰ صغریٰ میں ہے۔ اور اگر زید کے ہزار درم اسود ہوں اور پانچ سو درم امیض پر صلح کی تو جائز نہیں ہے بخلاف اسکے اگر امیض ہوں اور اس سے او دن اسود پر صلح کر لی تو جائز ہے یہ غایۃ البیان شرح ہدایہ میں ہے۔ اور اگر اسود درم اسود ہوں اور اسنے پچاس درم غلہ پر صلح کر لی تو جائز ہے خواہ نقد یا کوئی مدت مقرر کی ہو یہ مبسوط میں ہے۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم غلہ کے اتے ہوں اسنے پانچ سو درم نجیہ پر صلح کی اور مجلس صلح میں ادا کر دیے تو امام اعظم و امام محمد دوسرے قول امام ابو یوسف میں جائز نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر ہزار درم غلہ کے ہوں اسنے ہزار درم نجیہ پر صلح کر لی اور فی الحال دینے کی شرط کی پس اگر قبل افراق کے قبضہ کر لیا تو جائز ہے ورنہ اگر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو صلح باطل ہو گئی اور اگر مدت مقرر کی تو بھی صلح باطل ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر اپنے ذمہ کے درمون سے دیناروں پر یا اسکے برعکس صلح قرار دی تو بدل پر قبضہ کرنا شرط ہے۔ اور اگر دیناروں سے جو ذمہ میں اسنے کم دیناروں پر صلح کی تو قبضہ شرط نہیں ہے اور اگر ذمہ کے سو درم سے دس درم پر بوعده ایک ماہ کے صلح کی تو جائز ہے یہ چیز گردی میں ہے۔ اگر ہزار درم سیاہ اسپر فی الحال ہوں اور اسنے ہزار درم نجیہ پر صلح کر لی اور مدت مقرر کی تو جائز نہیں ہے۔ اور اگر اسپر ہزار درم سیاہ میعاد ہوں اور اسنے ہزار درم نجیہ نقد دینے پر صلح کی تو جائز ہے اگر اسی مجلس میں قبضہ کر لیا ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر حیدر درم ہزار فی الحال ہوں اسنے ہزار درم نہرہ پر میعاد مقرر کر کے صلح کی تو جائز ہے لیکن اگر اصل مال قرض ہو اور اس سے پانچ سو درم پر مدت مقرر کر کے صلح کی تو مدت صحیح نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر ہزار درم نجیہ میعاد ہی ہوں اسنے ہزار درم سیاہ فی الحال دینے پر صلح کر لی تو یہ جائز نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اسپر ہزار درم میعاد ہی ہوں اسنے پانچ سو درم نقد دینے پر صلح کی تو جائز نہیں ہے کذا فی الہدایہ۔ اگر زید کے عمرو پر ہزار درم سپید چاندی کے ہیں اسنے پانچ سو درم نیر سیاہ پر میعاد صلح کی تو جائز ہے اور اگر پانچ سو درم مضروبہ وزن سیمہ پر میعاد صلح کی تو جائز نہیں ہے پس حاصل یہ ہے کہ اگر اسنے حق سے جیلہ اور کم مقدار پر صلح کی تو نہیں جائز ہے اور اگر حق سے مقدار وجودت میں کم پر صلح

عہ جھگڑا کر قبضہ اسکا ایک قسم کے کھوٹے دام ہے نہ میں ۱۲ لکھ دینے خاص جھگڑا سے اور میں کھوٹے دام بلکہ نہیں ۱۲



کی یا اسکے شل حق سے جودت اور کم مقدار پر صلح کی تو جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں اور اگر ایک شخص کے دوسرے پر سو درم و سود دینا رہیں اُسے پچاس درم و دس دینار پر ایک ماہ کے وعدہ پر صلح کر لی تو جائز ہے اسی طرح اگر پچاس درم پر نقد یا میعاد صلح کی تو بھی جائز ہے اسی طرح اگر پچاس درم چاندی سفید تیرہ نقد یا میعاد صلح کی تو بھی جائز ہے یہ مبسوط میں ہے اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ تاویل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ جیسا حق اُس پر ہے تیر جودت میں اُس کے برابر یا کم ہو تو یہ حکم ہو اور اگر تیر اُس سے جید ہو تو جائز نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اُس پر سو درم نجیہ اور دس دینار ہوں اُسے پچاس درم سیاہ پر فی الحال یا میعاد صلح کی تو جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر اُس پر سو درم و دس دینار ہوں اُسے سو درم و دس دینار پر میعاد صلح کی تو جائز نہیں ہے اور اگر دونوں پر صلح کی اور دونوں اسکو دیدے تو جائز ہے اور اگر دس درم قبل افتراق کے قبضہ کر لیے اور سو درم باقی رہے تو جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ہیں کہ اُنکا وزن نہیں معلوم ہے پس اُسے ایک کپڑے یا عرض معین پر صلح کر لی تو جائز ہے اور اگر کچھ معلوم درم ہوں پر صلح کی تو استحساناً جائز ہے اسی طرح اگر کچھ مدت مقرر کی تو بھی جائز ہے اور بعض سے ابراہ اور باقی کے واسطے میعاد قرار دیا جائے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم معلومہ الوزن ہیں اُسے درم مجموعہ الوزن اور کیے تو جائز نہیں ہے اور اگر صلح میں دیے تو جائز ہے اور اسی پر عمل کیا جاوے گا کہ یہ حق سے کم ہیں یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ہیں اُسے سو درم پر ایک مہینے کے وعدہ پر اور دس درم پر ایک مہینہ تک ندے صلح قرار دی تو جائز نہیں ہے یہ وجہ کر درمی میں ہے ایک شخص پر کس قدر دینار کا دعویٰ کیا اُسے انکار کیا پس باہم دونوں نے کچھ دیناروں معلومہ پر کہ بعض اُس کے نقدی اور بعض میعاد پر ٹھہرے ہیں صلح کر لی تو صحیح ہے یہ جو اسر الفتاویٰ میں ہے۔ اگر کسی نے دوسرے پر ہزار درم کا دعویٰ کیا اُسے اپنے ذمہ کچھ اناج مقرر کر کے صلح کر لی خواہ اُس میں میعاد دی لگائی یا نہیں لگائی اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو صلح باطل ہے اور اگر ذمہ کے درم ہوں سے ایک کر گہوں معین پر صلح کر لی اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو جائز ہے اور اگر ایک کر گہوں سے جو ذمہ میں دس درم پر صلح کی پس اگر دس درم پر قبضہ کیا تو جائز ہو اور اگر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو باطل ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر ایک کر گہوں قرض سے دس درم پر صلح کی پھر باقی درم پر قبضہ کر کے جدا ہو گئے تو بحساب قبضہ کے آدھے کی صلح باقی رہی اور بحساب باقی کے آدھے کی صلح باطل ہو گئی اور اگر ایک کر گہوں معین پر صلح کی اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو جائز ہے اور اگر جو غیر معین ہوں اگر جدائی سے پہلے دونوں نے باہمی قبضہ کیا تو جائز ہے اور اگر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو صلح فاسد ہو گئی یہ مبسوط میں ہے۔ اگر اُس پر ایک کر گہوں ہوں پس آدھے کر گہوں اور آدھے کر جو غیر معین پر میعاد صلح کی تو جائز نہیں ہے اور گہوں اُس پر نقدی رہیں گے اور اگر میعاد مقرر نہ کی یا جو بعینہ قائم ہوں اور گہوں غیر معین ہوں تو جائز ہے اسی طرح اگر جو غیر معین ہوں اور اسی مجلس میں قبضہ کر لیا تو بھی جائز ہے۔ اسی طرح اگر گہوں میعاد دی ہوں اور نصف کر جو نقدی غیر معین ہوں پس اگر جدا ہو گئے اور گہوں اسکو دیے گئے اور جو نہیں دیے گئے تو صلح بقدر حصہ جو کے فاسد ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی کے اوپر دس درم اور دس قفیز گہوں تھے اُسے گیارہ درم پر صلح کر لی اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو صلح

بقدر ایک دم کے باطل ہو گئی یہ سراجیہ میں لکھا ہے۔ اگر دو شخصوں کے ایک شخص پر ایک کبرہیون قرض ہوں پس ایک نے اُس سے اپنے حصہ سے دس درم پر صلح کر لی تو جائز ہے اور اپنے شریک کو خواہ جو تھائی کر دیدے یا پانچ درم دیدے یہ بیسویں میں ہے۔ دو شخصوں کے ایک شخص پر ہزار درم ہیں پس اگر دین ایک ہی شخص کے عقد سے واجب نہ ہوا ہو بلکہ دونوں مثلاً دین میعاد کی کسی مورث سے وارث ہوئے ہوں پس ایک نے اُس سے سو درم پر نقد لیکر صرف اس ام پر صلح کی کہ اپنے باقی حصہ چار سو درم کیواسطے ایک سال تک تاخیر دے تو سو درم جو اُس نے وصول کیے ہیں دونوں میں بولہ تقسیم ہونگے اور تاخیر اُس کے حصہ یعنی چار سو درم کی باطل ہے یہ قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہے حتیٰ کہ اگر دوسرے شریک نے کچھ وصول کیا تو اس صلح کو نیا سے کو اس میں شرکت کا اختیار ہو اور صاحبین رحمہ کے نزدیک اُس کے حصہ کی تاخیر جائز ہے اور اگر یہ قرضہ دونوں میں سے ایک کے فعل سے واجب ہوا ہے مثلاً یہ دونوں یہ طور شرکت عنان کے شریک ہوں پس اگر اُس شخص نے تاخیر دی جس کے فعل سے دین واجب ہوا ہے تو پورے قرضہ میں مہلت دینا جائز ہے اور اگر اس شخص نے تاخیر دی جس کے فعل سے دین واجب نہیں ہوا ہے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اُس کے حصہ کی بھی تاخیر صحیح نہیں ہے اور صاحبین رحمہ کے نزدیک صحیح ہے۔ اور اگر دونوں میں مفاد و منہ کی شرکت ہو اور ایک نے مفاد و منہ کے قرضہ میں میعاد دیدی تو دونوں میں سے کوئی مدت دے سب کے نزدیک بالاتفاق صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کوئی قرضہ دو شریکوں میں مشترک ہو اور ایک شریک اپنے حصہ سے ایک کپڑے پر صلح کر لے تو شریک کو اختیار ہے کہ چاہے اُس کپڑے میں آدھا کپڑا اس شرط پر لے کہ جو تھائی قرضہ کا شریک ضامن ہو یا چاہے تو قرضہ اسے آدھا قرضہ وصول کر لے۔ اور اگر ایک شریک نے اپنا پورا حصہ آدھا حصہ وصول کر لیا تو اُس کے شریک کو اختیار ہے کہ اس مقبوضہ میں شریک ہو یا دے پھر دونوں ملکر باقی قرضہ کو قرضدار سے وصول کر لیں یہ کافی میں ہے۔ اگر دو شخصوں کے ایک شخص پر ہزار درم بنجیہ ہوں پھر ایک نے اپنے حصہ سے پانچ درم زیوت یا پانچ سو درم سیاہ پر صلح کر لی تو شریک کو اختیار ہے کہ ان دونوں میں آدھے کا اُس کا شریک ہو جاوے بیسویں میں ہے۔ اور اگر قرضہ ارب دو شخصوں کے دو مال ہوں ایک کے درہم اور دوسرے کے دینار ہوں اور دونوں نے اُس سے سو درم پر صلح کر لی تو جائز ہے اور سو درم دونوں کو بحساب درم و دیناروں کی قیمت کے تقسیم ہونگے پس جب قدر درم و دیناروں کے پرتے میں پڑیں وہ بیع صرف ہونگے اُس میں اسی مجلس میں قبضہ شرط ہوگا اور جب قدر درم و دیناروں کے پرتے میں پڑیں وہ بعض حق کا استیفاء اور بعض کا ساقط کرنا ہو کذا فی الحادی۔ ایک شخص نے دو شخصوں پر ہزار درم قرض کا دعویٰ کیا پھر دونوں نے اُس سے سو دینار کسی مدت کے وعدہ پر صلح کر لی تو جائز نہیں ہے خواہ صلح اقرار پر یا انکار پر واقع ہوئی اور اگر دونوں نے کسی قدر تاج پر جو ذمہ مقرر کیا میعاد یا غیر میعاد صلح قرار دی تو نہیں جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ہوں اور اُس سے ایک خاص غلام پر صلح کر لی تو جائز ہے اور غلام طالب کا ہے اُس میں اُس کا حق جائز ہے اور مطلوب کا حق اُس کے حق میں جائز نہ ہوگا اور اگر مطلوب کے قبضہ میں طالب کے سپرد کرنے سے پہلے مر گیا تو مطلوب کا مال گیا اور طالب اپنا قرضہ وصول کر لے گا۔ اس طرح ہر شے

یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کوئی قرضہ دو شریکوں میں مشترک ہو اور ایک شریک اپنے حصہ سے ایک کپڑے پر صلح کر لے تو شریک کو اختیار ہے کہ چاہے اُس کپڑے میں آدھا کپڑا اس شرط پر لے کہ جو تھائی قرضہ کا شریک ضامن ہو یا چاہے تو قرضہ اسے آدھا قرضہ وصول کر لے۔ اور اگر ایک شریک نے اپنا پورا حصہ آدھا حصہ وصول کر لیا تو اُس کے شریک کو اختیار ہے کہ اس مقبوضہ میں شریک ہو یا دے پھر دونوں ملکر باقی قرضہ کو قرضدار سے وصول کر لیں یہ کافی میں ہے۔ اگر دو شخصوں کے ایک شخص پر ہزار درم بنجیہ ہوں پھر ایک نے اپنے حصہ سے پانچ درم زیوت یا پانچ سو درم سیاہ پر صلح کر لی تو شریک کو اختیار ہے کہ ان دونوں میں آدھے کا اُس کا شریک ہو جاوے بیسویں میں ہے۔ اور اگر قرضہ ارب دو شخصوں کے دو مال ہوں ایک کے درہم اور دوسرے کے دینار ہوں اور دونوں نے اُس سے سو درم پر صلح کر لی تو جائز ہے اور سو درم دونوں کو بحساب درم و دیناروں کی قیمت کے تقسیم ہونگے پس جب قدر درم و دیناروں کے پرتے میں پڑیں وہ بیع صرف ہونگے اُس میں اسی مجلس میں قبضہ شرط ہوگا اور جب قدر درم و دیناروں کے پرتے میں پڑیں وہ بعض حق کا استیفاء اور بعض کا ساقط کرنا ہو کذا فی الحادی۔ ایک شخص نے دو شخصوں پر ہزار درم قرض کا دعویٰ کیا پھر دونوں نے اُس سے سو دینار کسی مدت کے وعدہ پر صلح کر لی تو جائز نہیں ہے خواہ صلح اقرار پر یا انکار پر واقع ہوئی اور اگر دونوں نے کسی قدر تاج پر جو ذمہ مقرر کیا میعاد یا غیر میعاد صلح قرار دی تو نہیں جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ہوں اور اُس سے ایک خاص غلام پر صلح کر لی تو جائز ہے اور غلام طالب کا ہے اُس میں اُس کا حق جائز ہے اور مطلوب کا حق اُس کے حق میں جائز نہ ہوگا اور اگر مطلوب کے قبضہ میں طالب کے سپرد کرنے سے پہلے مر گیا تو مطلوب کا مال گیا اور طالب اپنا قرضہ وصول کر لے گا۔ اس طرح ہر شے

معین حسین قبضہ سے پہلے دونوں کا افتراق باطل نہیں کرتا تاہم یہ مبسوط میں ہے۔ اگر ہزار درم سے ایک غلام پر صلح کر لی پھر دونوں نے ایک دوسری تصدیق کی کہ قرضہ دار پر کچھ قرضہ تھا تو جبکو غلام دیا گیا ہے وہ مختار ہے چاہے غلام واپس کر دے یا ہزار درم دیدے اور غلام اپنے پاس رہنے دے یہ محیط سرخی میں ہے۔ اگر ہزار درم سے سو درم پر اس شرط پر صلح کی کہ میرے ہاتھ ایک کپڑا فروخت کرے تو صحیح نہیں ہے یہ وجہ کر دہی میں ہے۔ اگر کسی شخص پر قرضہ کا دعویٰ کیا پھر باجم ایک گھر پر اس شرط سے صلح ٹھہرائی کہ قرضہ دار اُس میں ایک سال رکھ کر پھر مدعی کے سپرد کر دے تو جائز نہیں ہے اس طرح اگر ایک غلام پر اس شرط سے صلح کی کہ غلام ایک سال تک مدعا علیہ کی خدمت کرے تو بھی صلح فاسد ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کے دوسرے پر سو دینار نیشاپوری تھے اسے سو دینار بخاری پر صلح کر لی اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو صحیح یہ ہے کہ قبضہ شرط نہیں ہے اور صلح باطل نہوگی اور اُسکے برعکس صورت ہو تو بلا خلاف بدل الصلح پر قبضہ کرنا شرط ہوگا کذا فی الذخیرہ نجم الدین نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے پر ایسے ہزار درم کا جن میں چاندی نہیں ہے دعویٰ کیا اور سودرم غطر یعنی پر صلح کر لی اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو فرمایا کہ صلح باطل ہو جائیگی اور یہ جواب ایسی صورت میں ہے کہ دعویٰ ایسے درم میں واقع ہوا جو اُسکے ذمہ تھے اور اگر معین درمون میں دعویٰ کیا ہو تو جائز ہے یہ محیط میں ہے جس شخص پر میعاد سی قرضہ ہوا اگر اُسے میعاد سے پہلے قرضہ ادا کر دیا پھر مقبوضہ طالب کے پاس استحقاق ثابت کر کے لیا گیا یا اسکو طالب نے نہرہ یا زیوت یا ستوق پاکر واپس کر دیا تو مال پھر وہی میعاد ہی ہوگا اسی طرح اگر اُسکے ہاتھ کوئی غلام فروخت کیا یا کسی غلام پر صلح کی اور غلام پر قبضہ کر لیا پھر اس میں استحقاق ثابت ہوا یا وہ آزاد معلوم ہوا یا بسبب عیب کے حکم قاضی واپس کیا تو مال قرضہ پھر میعاد ہی عود کرے گا اور اگر یہ خواہش کی کہ صلح کا اقالہ اُس حال پر ہو جو صلح سے پہلے تھا یا عیب سے واپس کرنا بغیر حکم ہو تو پھر مال میعاد ہی ہوگا اور اگر اقالہ یا عیب کی وجہ سے بدون حکم قاضی کے واپس کرنے میں میعاد کا نام نہ لیا تو مال فی الحال لازم آوے گا کذا فی فتاویٰ قاضیخان۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر ایک کرگیون عرض ہوں اور اُسے اُس سے ایک کر جو پر صلح کر لی اور اُسکو دیدیے پھر مدعی نے جو میں عیب پاکر بعد افتراق کے واپس کیے پس اگر مجلس واپسی میں بدل نہ لیا تو بالا جماع صلح باطل ہو جائیگی اور اگر دوسرے اُسی مجلس واپسی میں بدل لے لے تو بھی امام اعظم رحمہ کے نزدیک یہی حکم ہے اور صاحبین کے نزدیک صلح اپنے حال پر باقی رہیگی اور ایسا ہی اختلاف ہر ایسے عقد میں ہے جو بدون قبضہ کے جدا ہو جانے سے باطل ہو جاتا ہے اور اُس میں عیب پاکر واپس کیا ہو جیسے بیع صرف و سلم کذا فی المخطط۔ اگر ایک شخص پر ہزار درم کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا اور اُسے سو درم پر صلح کی اور مدعی نے کہا کہ میں نے تجھ سے اُن ہزار درم سے جو میرے تجھ پر تھے سو درم پر صلح کی اور باقی سے تجھے بری کر دیا تو جائز ہے اور مدعا علیہ باقی سے قضا کر دیا نہ بری ہو جائیگا اور اگر یوں کہا کہ میں نے تجھے ہزار درم سے سو درم پر صلح کی اور یہ نہ کہا کہ میں نے تجھے باقی سے بری کیا تو قضا بری ہو جائیگا اور دینا نہ بری نہوگا یعنی اگر واقع میں اُس پر ہزار درم آتے ہیں تو عند اللہ بری نہوگا یہ فتاویٰ ظہیرہ میں ہے۔ اور اگر مطلوب نے ہزار درم ادا کر دیے ہیں اور طالب نے انکار کیا پھر سو درم لیکر اُس سے صلح کی تو مطلوب کا ادا کر دینا جائز رہا اور طالب کو حلال نہیں ہے کہ اُس سے سو درم لے لے حالانکہ جانتا ہو کہ اُس نے ادا کر دیے ہیں

یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہے۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ٹہرنے سے بیعت کے بعد میعاد ہون اور طالب نے اس سے اس شرط پر صلح کی کہ مجھے کوئی کفیل دے اور مین ایک سال تک بعد میعاد کے تاخیر دو گنا تو یہ جائز ہے اور یہ استحسان ہے اور اس طرح اگر کوئی کفیل موجود ہو اور اس سے اس شرط پر صلح کی کہ یہ کفیل بری ہے یا اس کفیل کے ساتھ دوسرا کفیل داخل کفالت ہو اور بعد میعاد کے ایک مہینہ کی تاخیر دو گنا تو بھی جائز ہے اور اگر اس شرط پر صلح کی کہ نصف مال مجھے اب دے اور باقی کیو اسطے مین بعد میعاد کے ایک سال تک تاخیر دو گنا تو فاسد ہے۔ اور اگر طالب نے بدون صلح کے اسکو بعد میعاد کے ایک سال تک تاخیر دی تو جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک کے دوسرے پر ہزار درم تھے اُسے کہا کہ کل کے روز تو مجھے ان مین سے پانچ سو درم دیدے اس شرط پر کہ تو زیادتی سے بری ہے اُسے ایسا ہی کیا تو بری ہو جائیگا اور اگر دوسرے روز اسکو پانچ سو درم ندیے تو پورے ہزار درم امام اعظم و امام محمد رحمہ کے نزدیک عود کرے گی یہ کافی مین ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ مین نے پانچ سو درم تیرے ذمہ سے کم کر دیے اس شرط پر کہ تو پانچ سو درم مجھے نقد دیدے اور اسکا کوئی وقت مقرر نہ کیا تو بالافاق اگر قرضدار نے اسکو قبول کیا تو پانچ سو درم سے بری ہو جائیگا خواہ باقی پانچ سو درم اسکو دیے یا نہ دیے ہوں۔ اور اگر یوں کہا کہ مین نے تجھ سے پانچ سو درم اس شرط سے کم کر دیے کہ تو باقی پانچ سو درم مجھے آج دیدے اور اگر آج نہ دے تو تجھ پر پورا مال بجالا رہیگا اور قرضدار نے اسکو قبول کر لیا تو بالافاق سب ائمہ کے نزدیک اگر پانچ سو درم اسی روز دیدیے تو باقی سے بری ہو گیا اور اگر اسی روز نہ دیے تو بری نہوگا اور اگر کہا کہ مین نے تیرے ذمہ سے پانچ سو درم اس شرط پر کم کر دیے کہ باقی تو مجھے آج ہی ادا کر دے اور اس سے زیادہ نہ کہا اور قرضدار نے قبول کر لیا تو امام ابو حنیفہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک اگر اسی روز دیدیے تو باقی سے بری ہو اور نہ بری نہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہے۔ اگر کہا کہ ہزار درم مین سے پانچ سو درم سے مین نے کچھ بری کیا بشرطیکہ پانچ سو درم تو مجھے کل کے روز دیدے تو بری کرنا واقع ہو جائیگا خواہ پانچ سو درم دے یا نہ دے یہ ہدایہ مین ہے۔ اگر زید کے کسی شخص پر ہزار درم ہوں اُسے پانچ سو درم پر اُس سے صلح کر لی اس شرط پر کہ مجھے دیدے اور پانچ سو درم صلح کے ادا کا کوئی وقت مقرر نہ مین کیا تو صلح جائز ہے اور باقی درم مین کی اسکی طرف سے حط صحیح ہوگی اور اگر کہا کہ مین نے تجھ سے پانچ سو درم پر اس شرط پر صلح کی کہ تو باقی مجھے آج ہی دیکھا پھر اگر تو نے مجھ کو ندیے تو ہزار درم تجھ پر بجالا رہینگے پس اگر اُسے پانچ سو درم اسی روز دیدیے تو صلح پوری ہوگئی اور اگر نہ دیے اور وہ دن گذر گیا تو پورے ہزار درم اُس پر واجب رہینگے۔ اور اگر کہا کہ مین نے ہزار درم سے پانچ سو درم پر تجھ سے صلح کی اس شرط پر کہ تو آج ہی مجھے دیدے اور یہ نہ کہا کہ اگر تو آج ندیگا تو تجھ پر ہزار درم پورے رہینگے پس اگر اسی روز پانچ سو درم دیدیے تو بالاجماع باقی سے بری ہو جائیگا اور اگر نہ دیے اور دن گذر گیا تو امام اعظم و امام محمد رحمہ کے نزدیک پورے ہزار درم اُس پر عود کرے گی یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اگر کہا کہ مین نے ہزار درم سے پانچ سو درم پر تجھ سے صلح کی جبکو تو مجھے کل کے روز دیدیگا اور تو زیادتی سے بری ہوگا بشرطیکہ اگر تو نے کل کے روز ندیے تو ہزار پورے تجھ پر بجالا رہینگے پس اگر پانچ سو درم دیدیے تو ایراء پورا ہو گیا اور اگر نہ دیے تو بالاجماع ایراء باطل ہوگا یہ کافی مین ہے۔ اگر کہا کہ مجھے پانچ سو درم ادا کر دے اس شرط پر کہ تو زیادتی سے بری ہے اور ادا کر دینے کا کوئی وقت مقرر نہ مین کیا تو ایراء صحیح ہے اور پورا قرضہ عود نہ کرے گی یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ مین

تجہ سے پانچ سو درم کم کر دیے اگر تو نے مجھے پانچ سو درم ادا کر دیے تو کم کرنا صحیح نہیں ہے خواہ پانچ سو درم دیے ہوں یا نہ دیے ہوں اور یہ بالاتفاق ہے اس طرح اگر قرضدار یا کفیل سے کہا کہ جس وقت ہزار مین سے تو نے پانچ سو درم ادا کر دیے یا جب ادا کر دے یا اگر تو نے دیدیے تو باقی سے بری ہے تو یہ سب باطل ہیں باقی سے بری ہو گا اگرچہ پانچ سو درم ادا کر دے خواہ لفظ صلح ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ ظہیر مین ہے۔ اگر دو شریکوں مین سے کسی ایک نے کسی قدر حط کیا پس اگر یہ شریک عقد کرنے والا تھا تو حط کرنا خواہ کل کا حط کرے یا بعض کا امام عظیم رحمہ اللہ تعالیٰ و امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صحیح ہے اور اپنے شریک کے حصہ کا ضامن ہو گا اگر کل حط کرے اور اگر یہ شخص عقد کرنا والا تھا تو سب کے نزدیک اپنے حصہ کا حط کرنا جائز ہے اور اپنے شریک کے حصہ سے بری کرنا سب کے نزدیک جائز نہیں ہے یہ فتاویٰ فانی خان مین ہے

**تیسرا باب**۔ مرد و نکل و خلع و طلاق و نفقہ و سکنی سے صلح کر سیکے بیان مین۔ ایک شخص نے ایک عورت سے ایک غلام یا باندی پر نکاح کیا پھر اس سے ایک معین بکری پر صلح کی تو جائز ہو اور اگر بکری اُدھار ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر کسی کیلی یا دزدنی چیز پر صلح کی پس اگر وہ معین ہے تو جائز ہے اور اگر غیر معین ہو پس اگر اُدھار ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر نقد ہے پس اگر اُسی مجلس مین دیدے تو جائز ہے اور اگر اُسی مجلس مین ندے تو جائز نہیں ہے۔ اور اگر خادم سے اُدھار درم و مومن پر صلح کی تو جائز ہے اور اگر کسی خادم معین پر صلح کی اور خادم کے ساتھ کچھ درم معین زیادہ کیے اور دونوں پر صلح کی تو جائز ہے اور اگر کسی عرض معین پر صلح کر کے وہ عرض اسکو دید یا پھر دخول سے پہلے اسکو طلاق دیدی تو عورت کو اختیار ہو گا اگر چاہے تو خادم کی ادھی قیمت اسکو دیدے یا نصف عرض دنیا ہو دیدے اور اگر مہر کی باندی کے عوض عرض اسے خرید اہو تو بلا اختیار اسکو باندی کی ادھی قیمت دینی پڑگی۔ اور اگر عورت نے شوہر سے درم و مومن پر صلح کی ہو تو ادھے درم مقبوضہ واپس کر لگی۔ اسی طرح اگر اسکو شوہر نے ایک درم یا بی خادم دیا ہو اور قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو عورت اسکو ادھی باندی بلا اختیار واپس دیگی یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی عورت سے ایک بیت و خادم پر نکاح کیا پھر بیت سے ایک ہر وی کہے پھر اُدھار میعادی صلح کی تو جائز نہیں ہو اور اگر بیت سے اور خادم سے کسی قدر معلوم درم و مومن یا دینار و ن پر میعادی اُدھار صلح کی تو جائز ہے یہ میسوط مین ہے۔ اور بیت و خادم کی قیمت سے زیادہ پر صلح کرنا روا نہیں ہے یہ تاتار خانیہ مین ہے۔ اگر کسی عورت سے سو درم پر نکاح کیا پھر اس مہر سے کسی قدر نانچ معین پر صلح کر لی تو جائز ہے اور اگر نانچ غیر معین ہو تو جائز نہیں ہے بشرطیکہ اس مین اُدھار کی میعاد ہو اور اگر اسی مجلس مین دیدیا تو بھی مذکور ہو کہ جائز نہیں ہے۔ اور اگر ایک کر گھون پر نکاح کیا پھر ایک کر جو معین پر صلح کر لی تو جائز ہے اور اگر جو غیر معین ہوں پس اگر میعاد کی اُدھار رکھے تو بھی جائز نہیں ہے اور اگر فی الحال دینے کا وعدہ کیا پس اگر اسی مجلس مین دیدیے تو اتنا نانچ صلح ہے یا ایک روایت کے موافق صحیح ہے یعنی دور ہوتوں مین سے ایک روایت کے موافق صحیح ہے اور اگر قصہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو صلح باطل ہو گئی۔ اگر ایک عورت پر دعویٰ کیا کہ مین نے تجھ سے نکاح کیا ہے اور اُسے انکار کیا پھر اس عورت نے سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ اس نکاح کر سیکے دعوے سے باز رہے تو جائز ہے اگر دعویٰ نے اسکو قبول کیا پھر اگر دعویٰ نے اسکے بعد نکاح واقع ہونے پر گواہ قائم کیے تو قبول نہونگے اس طرح اگر عورت نے کہا کہ مین نے تجھے سو درم بشرط میارات

لے جائے سکونت یعنی مکان و دار و سریر ۱۲ شرط میااریات سے عورت سے نکاح صحیح ہوگی اور عورتی ادا سے مین کو نکاح ہوگی مگر مین نے عورت سے نکاح کیا مگر عورت نے ادا نہ کی تو نکاح باطل ہے

یعنی باہمی بریت پر دیئے تو بھی جائز ہے ایسی طرح اگر کہا کہ میں نے تجھے سودرم اس شرط پر دیے کہ تو اپنے دعویٰ سے بری ہو تو بھی جائز  
ہو اور اگر یوں کہا کہ میں نے تجھے سودرم اس شرط پر دیے کہ میرے تیرے درمیان نکاح نہیں ہو تو شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ امام عظیم  
کے قول پر صلح صحیح ہے اور صاحبین رحمہ کے قول پر صلح نہیں صحیح ہو اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے تجھے سودرم اس شرط پر دیے  
کہ تو کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح نہیں کیا ہو تو یہ باطل ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک عورت نے دعویٰ کیا کہ مجھے میرے شوہر نے تین  
طلاق دیدی ہیں اور شوہر نے انکار کیا پھر اس عورت سے اس امر پر کہ اپنے دعویٰ سے باز رہے سودرم پر صلح کی تو صحیح  
نہیں ہو اور شوہر کو اس سے بدل واپس لینا جائز ہو اور عورت اپنے دعویٰ پر باقی رہیگی۔ ایسی طرح اگر طلاق یا دو طلاق  
یا خلع کا دعویٰ کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ خزانۃ المفتیین میں ہے۔ اگر عورت کو قبل دخول کے طلاق دیدی پھر دونوں  
نے مہر میں اختلاف کیا مرد نے کہا کہ پانچ سودرم مہر تھا اور عورت نے کہا کہ میرا مہر ہزار درم تھا پھر آدھے مہر سے تین سودرم پر  
صلح کر لی تو جائز ہے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ میں نے تیرا مہر کچھ معین نہیں کیا تھا صرف تجھے جو احسان کے طور پر مال متعہ دیا  
جاتا ہو وہ ملیگا پھر دونوں نے اس امر پر صلح کی کہ مرد اسکو مال متعہ دیے اور عورت اسکو اپنے دعویٰ سے بری  
کر دے تو جائز ہو۔ پھر اگر اسکے بعد عورت نے گواہ قائم کیے کہ میرا مہر ہزار درم قرار پایا تھا تو اسکے گواہ قبول نہوں گے۔ اور  
اگر شوہر نے اسکو پہلے ہی مردید یا پھر دخول سے پہلے اسکو طلاق دیدی اور آدھے مہر واپس لینے کا دعویٰ کیا اور آدھے  
کی تعداد میں دونوں نے اختلاف کیا شوہر نے کہا کہ تین سودرم ہیں اور عورت نے کہا کہ دو سودرم ہیں پھر دونوں نے  
باہم ڈھالی سودرم پر صلح کر لی تو جائز ہو یہ محیط میں ہے۔ اگر عورت نے مرد پر طلاق بائن دینے کا دعویٰ کیا پھر سودرم پر  
اس شرط سے صلح کی کہ اسکو بائن طلاق دیدے تو جائز ہے ایسی طرح اگر عورت نے کہا کہ سودرم پر صلح اس شرط پر ہو کہ تو میرے  
واسطے اس طلاق بائن کا اقرار کر دے کہ جبکہ میں نے دعویٰ کیا ہو اور وہ منکر ہے تو یہ جائز ہے اور اگر عورت نے اس امر کے  
گواہ پیش کیے کہ شوہر نے اسکو تین طلاق یا ایک طلاق بائن دی ہے تو جبکہ اس نے صلح میں دیا ہے وہ مرد سے واپس لیگی  
یہ مبسوط میں ہے۔ ایک مرد نے دوسرے کی عورت پر دعویٰ کیا اور دونوں نے اس شرط سے صلح کی کہ مال لیکر اس دعویٰ  
سے باز رہے تو ایسی صلح نہیں جائز ہے یہ خزانۃ المفتیین میں ہے متفقہ میں بروایت بشرح کے امام ابو یوسف رحمہ اللہ  
سے مروی ہے کہ ایک عورت نے ایک مرد پر دعویٰ کیا کہ میں اسکی جو رہو ہوں اور میرے مہر کے اسپر ہزار درم ہیں اور یہ  
لڑکا مجھی سے اسکا بیٹا ہے اور مرد نے اس سب سے انکار کیا پھر اس عورت سے سودرم پر اس شرط سے صلح کی کہ ان  
تمام دعویوں سے بری کرے تو اس سے مرد کسی چیز سے بری ہو گا پھر اگر عورت کی طرف سے اسکے تمام دعویٰ کے گواہ  
قائم ہوئے تو نکاح ثابت اور نسب ثابت اور مہر سے صلح بھی جائز رہیگی اور یہ سودرم جو عورت کو دیے ہیں اسکے ہزار درم  
کے دعویٰ سے صلح میں ہوں گے اور یہ حکم استحساناً ہے اور اگر عورت نے فقط نکاح کا دعویٰ بغیر بچہ کے کیا اور مہر کا دعویٰ نہ کیا  
اور سودرم پر صلح کی تو صلح جائز نہو گی۔ اور اگر شوہر نے اس سے سودرم پر اس شرط پر صلح کی کہ عورت اسکو دعویٰ نکاح  
سے بری کرے اور اس امر پر کہ مرد اسکو بری کرے حالانکہ عورت اسکی طرف مہر یا نفقہ کا دعویٰ نہیں کرتی ہے تو صلح  
جائز نہو گی اور اپنے سودرم جو عورت کو دیے ہیں واپس لے۔ اور مرد کو بھی عورت پر نکاح کے دعویٰ کرنے کی کوئی راہ

۱۱۳  
 لے قال متعبر سے متعبر شیعہ اور ائمہین کے یہ حال متعبر میل کے نزول کے طلاق پر دیا جائے تاہم وقوع ان شریف کے کہ ان کے بعد مخلص میں ان کے بعد مخلص میں ان کے بعد مخلص میں

نہیں ہے کیونکہ اسے عورت سے مبارات کی ہے اور یہ بمنزلہ خلع کے ہوگا۔ اور اگر عورت نے مرد پر نفقہ و کھراج کا دعویٰ کیا پھر مرد نے اس سے سودرم پر بشرط مبارات صلح کی تو جائز ہے اور سودرم نفقہ میں ہونگے اور شوہر اس سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہے اور دونوں میں کھل نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ نفقہ کے دعویٰ سے اگر ایسی چیز پر صلح واقع ہوئی کہ قاضی اس سے نفقہ مقرر کر سکتا تھا جیسے نقد یا انداج تو وہ نفقہ مقرر کرنے کے حکم میں ہے معاوضہ کا اعتبار ہوگا۔ اور اگر ایسی چیز پر صلح واقع ہوئی جس سے نفقہ مقرر نہیں ہو سکتا ہے جیسے غلام و جو یا یہ وغیرہ تو وہ ان معاوضہ کا اعتبار ہوگا اور عورت اپنے شوہر کو نفقہ سے بری کر نیوالی شمار ہوگی یعنی نفقہ سے بے عوض اس بدل کے اسے شوہر کو بری کر دیا یہ محیط خسی میں ہے۔ اگر مرد نے اپنی عورت سے صلح کی حالانکہ اس کے ساتھ دخول نہیں کیا ہے اس امر پر کہ مرد اسکو طلاق دیدے اور وہ شوہر کے لڑکے کو دو برس تک دودھ پلا دے یا تنک کہ اسکا دودھ چھوٹ جاوے اور شوہر اسکو ایک کپڑا معین زیادہ دیکھا جس عورت نے کپڑے پر قبضہ کر لیا اور اسکو تلف کیا اور ایک سال تک لڑکے کو دودھ پلایا پھر وہ لڑکا ماریا اور کپڑے کے دام اور مہر کے دونوں برابر میں تو شوہر اس سے کپڑے کی ادھی قیمت اور چوتھائی قیمت دودھ پلائی کی واپس لے گا اور اگر اچھوٹا عورت نے مرد کو ایک بکری دی ہو کہ جسکی قیمت مثل قیمت دودھ پلائی کے ہو تو مرد اس سے چوتھائی کپڑے کی قیمت اور چوتھائی دودھ پلائی کی قیمت واپس لے گا اور بکری اسکو دیا ونگی اور اگر وہ بکری اتھاق میں لے لیگی تو عورت سے تین چوتھائی کپڑے کی قیمت اور چوتھائی دودھ پلائی کی قیمت واپس لے گا اور بکری کی ادھی قیمت واپس لے گا اور اگر کپڑا اتھاق میں لیا گیا اور بکری کی گئی اور باقی مسئلہ یہی ہے تو عورت کو بکری کی ادھی قیمت مع اپنے آدھے سال کے دودھ پلائی کے اجر مثل کے لیگی اور مرد اس سے چوتھائی قیمت دودھ پلائی کی لیگا یہ بمسوط میں ہے۔ اگر عورت نے اپنے نفقہ میں تین درم ماہواری پر اپنے شوہر سے صلح کر لی پھر ایک مہینہ گذرا تو گذشتہ مہینہ کی واسطے اس سے لے لے اور اگر تین درم ماہواری پر نفقہ سے صلح کر نیکی بعد مہینہ گذرنے سے پہلے تین گون معین آٹے پر صلح کی تو صلح جائز ہے یہ خزانہ المفتین میں ہے۔ اور اگر عورت نے مہینہ گذرنے سے پہلے درمون سے آٹے کی گون غیر معین پر صلح کی تو جائز ہے اور بعد گذرنے کے جائز نہیں ہے یہ محیط خسی میں ہے۔ اگر عورت نے شوہر سے تین درم ماہواری پر نفقہ سے صلح کی پھر شوہر نے کہا کہ مجھے اسقدر طاقت نہیں ہے تو یہ اسپر لازم ہوگا و لیکن اگر عورت اسکو بری کر دے تو ہو سکتا ہے یا قاضی بری کر دے یا نرخ ارزان ہو جاوے اور عورت کو اس سے کم کفایت کرے تو ہو سکتا ہے اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے اسقدر کفایت نہیں کرتا ہے تو اسکو اختیار ہے کہ خصومت کرے یا تنک کہ بڑھو لے اگر مرد آسودہ ہو۔ اور اگر قاضی نے عورت کا ماہواری نفقہ کچھ مقرر کر دیا اور حکم قضا دیدیا عورت کو خصومت کا اختیار ہے اگر اسکو یہ نفقہ کفایت نہ کرتا ہو اور جب قدر کفایت کرتا ہو اسقدر پورا کرانے پر مطالبہ کرے اور یہی حکم غریزہ و اقارب کے نفقہ میں ہے۔ اور اگر عورت کو ہر مہینہ کے نفقہ کا کفیل دیا تو ایک مہینہ کا نفقہ کفیل پر واجب ہوگا اور اگر کفیل نے یوں کفالت کی کہ جب تک میں زندہ ہوں یا جب تک کہ یہ عورت اسکی جو رو ہے تو اس کے کہنے کے مطابق رکھا جائیگا۔ اور اگر شوہر ماریا اور عورت کا نفقہ شوہر پر رہ گیا تو میں اسکو باطل کر دوں گا یہ بمسوط میں ہے۔ اگر اپنی عورت سے اس کے نفقہ سے سال بھر تک ایک حیوان پر یا کپڑے پر جنگی جس بیان کر دی ہے صلح کی تو جائز ہے خواہ میعاد ہی ہو یا فی الحال دینا ہو



بخلات اُسکے اگر نفقہ فرض ہو نیکی بعد یعنی مقرر ہو نیکی بعد یا بعد رضا مندی عورت کے صلح کی تو جائز نہیں ہے یہ محیط خرسی  
میں ہے۔ اور اگر عورت سے بعد بائن ہو نیکی لڑکے کی دودھ پلائی پر کسی قدر اجرت پر صلح کی تو جائز ہے پھر اس عورت  
کو یہ اختیار نہیں ہے کہ جب قدر اُسکے درم و دودھ پلائی کے ثابت ہوئے ہیں اُسے اناج غیر معین پر صلح کرے یہ مبسوط میں ہے  
اگر کسی شخص نے اپنی مطلقہ عورت کے نفقہ سے کسی قدر درہم معلومہ پر اسطور سے صلح کی کہ جب تک مہینوں کے  
حساب سے اُسکی عدت گذرے میں اُس سے زیادہ نہ دوں گا تو جائز ہے اور اگر اُسکی عدت حیض سے ہو تو جائز  
نہیں ہے کیونکہ حیض غیر معلوم ہوتا ہے کبھی دو مہینہ میں تین حیض آتے ہیں اور کبھی دس مہینہ تک حیض نہیں آتا ہے  
یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اپنے شوہر سے کسی قدر مال پر نفقہ سے اسطور سے صلح کی کہ جب تک اُسکی جو رہیہ مال  
نفقہ کا پورا ہو تو جائز نہیں ہے یہ محیط خرسی میں ہے۔ اور اگر اُسکی عورت مکاتبہ ہو یا باندی ہو کہ اُسکے مولیٰ نے اُسکو کسی  
بیت میں شوہر کے ساتھ بسایا ہو اُسے کسی قدر معلوم پر ہر سال کے کھانے پکڑے سے صلح کر لی تو جائز ہے اسطرح اگر باندی  
نے مولیٰ سے صلح کی تو بھی جائز ہے۔ اور اگر اُس باندی کو اُسکے مولیٰ نے کسی بیت میں نہ بسایا ہو تو صلح جائز نہیں ہے۔  
اسطرح اگر عورت ایسی چھوٹی نابالغ ہو کہ مرد اُس سے قربت نہ کر سکتا ہو اور اُس سے اُسکے نفقہ سے صلح کی تو  
جائز نہیں ہے۔ اور اگر عورت بالغ ہو اور مرد نابالغ ہو اور اُسکے باپ نے عورت سے نفقہ سے صلح کی اور ضامن ہو تو جائز  
ہے۔ اور اگر مکاتبہ نے اپنی عورت سے ماہواری نفقہ سے صلح کی تو جائز ہے جیسا کہ تمام حقوق سے جو اُسپر عائد  
ہوتے ہوں اُسکا صلح کر لینا جائز ہے۔ ایسا ہی غلام مجبور اور غلام تاجر کا اپنی عورت سے اُسکے نفقہ سے صلح کرنا جائز  
ہے یہ مبسوط میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی عورت کے ایک سال کے نفقہ سے ایک کپڑے پر صلح کر لی اور اُس پر قبضہ کر لیا  
پھر وہ کپڑا استحقاق میں لے لیا گیا تو اپنا نفقہ واپس کر لیگی اگر مقرر ہو گیا ہے اور اگر مقرر نہیں ہوا ہے تو کپڑے کی قیمت اُس  
سے لیگی یہ محیط خرسی میں ہے۔ اگر ایک شخص کی دو عورتیں ہوں دونوں میں سے ایک باندی ہے جسکو اُسکے ساتھ  
مولیٰ نے الگ گھر میں بسایا ہے پس آزاد عورت نے اُسکے ماہواری نفقہ سے کسی قدر پر صلح کی اور باندی سے اس سے  
زیادہ نفقہ پر صلح کی تو جائز ہے اسطرح اگر ایک ذمیہ ہو اور اس سے مسلمان عورت سے زیادہ نفقہ پر صلح کی تو بھی جائز  
ہے۔ اور اگر فقیر نے اپنی عورت سے ماہواری نفقہ کثیرہ پر صلح کی تو فقیر پر صرف اُسکی عورت کے مثل عورت کا نفقہ لازم آوے گا  
یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر محارم کے نفقہ پر صلح کی پھر تنگ دست ہو نیکی دعویٰ کیا تو اُسکی تصدیق کیجاوے گی اور صلح باطل ہوگی  
یہ تاتار خانہ میں ہے۔ اگر مرد نے اپنے بعض محارم کے ساتھ نفقہ سے صلح کی حالانکہ وہ فقیر ہے تو اُسکے دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا  
بشرطیکہ اُن محارم نے اُس کے فقیر ہو نیکی اقرار کیا ہو۔ اور اگر اُسکا حال معلوم نہ ہو اور اُس نے فقیر ہو نیکی دعویٰ کیا تو قبول اُسکا  
قبول ہوگا اور جب قدر پر اُسے صلح کی ہے اُسکے ذمہ سے باطل ہوگا و لیکن اگر گواہ قائم ہوں کہ یہ خوشحال ہے تو مقدار صلح کی  
اُسپر ڈگری ہوگی اور نابالغ بچہ کے نفقہ کا حکم مثل نفقہ زوجہ کے ہے اس معنی کہ اس نفقہ کیواسطے آسودہ حال ہونا شرط  
نہیں ہے پس اُسکی صلح برقرار رہیگی اگر نابالغ لڑکا محتاج ہو۔ اور اگر اُسکے نفقہ سے زیادہ پر صلح کی مگر زیادتی ایسی ہے کہ لوگ  
اُسکے مثل برداشت نہیں کرتے ہیں تو زیادتی اُسکے ذمہ سے دور کر دی جائیگی ایسے ہی کپڑے سے صلح کر نیکی حکم ہے اور بقدر کف

صلح محارم و غیر محارم و لوگ نہیں بائیم ایک دوسرے کے ساتھ نکاح جائز نہیں ۱۲

کپڑا اعتبار کیا جائیگا جیسے فقہ میں معتبر ہے۔ اور اگر اپنی عورت سے اُسکے کپڑے سے ایک درع یہودی پر صلح کی اور کپڑا طول و عرض اور رفعت یعنی کس مرتبہ کا کپڑا ہے بیان نہ کیا تو جائز ہے اور ایسا ہی حکم اہل قرابت کے ساتھ کپڑے سے صلح کرنا ہے۔ اور اگر کسی شخص نے اپنے بھائی کے کھانے کپڑے سے حالانکہ وہ تندرست بالغ ہے کیسے قدر درمون مقدر پر صلح کی کہ ہر مہینہ تنگوار درم دیا کر دنگا تو جائز نہیں ہے اور اُسکے ادا کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا یہ بیسوط میں ہے۔ اگر بابت عورت نے اپنے شوہر سے اپنے سکنے سے کیسے قدر درمون پر صلح کر لی تو جائز نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر اپنی عورت کے نفقہ و کپڑے سے دس برس کیواسطے ایک درمیانہ خدنگار غلام یا باندی پر ایک مہینہ کے وعدہ سے یا کوئی مدت مقرر نہ کی صلح کر لی تو جائز ہے یہ بیسوط میں ہے۔

**چوتھا باب۔** ودیعت اور ہبہ واجارہ و مضاربت و رہن میں صلح کرنے کے بیان میں **قال المترجم** مودع بکمال الدال و ودیعت دینے والا۔ مودع بفتح اول جبکہ پاس ودیعت ہے و لیکن مترجم ودیعت رکھنے والے کو بلفظ مودع یا رب مال تعبیر کرتا ہے اور جبکہ پاس ودیعت رکھی ہو اُسکو مستودع کے لفظ کے ساتھ تعبیر کرتا ہے۔ و اہب ہبہ کرنا والا سو ہوب ہبہ جسکو ہبہ کیا ہے۔ موہوب وہ چیز جو ہبہ کی گئی ہو اجرا جارہ دینے والا متاجرا جارہ لینے والا مضارب جسکو مضاربت پر مال دیا گیا ہو رب المال وہ جسکا اصل مال ہو۔ راہن رہن کرنا والا مرہن رہن اپنے پاس رکھنے والا متعبر عاریت دینے والا۔ مستعبر عاریت لینے والا۔ **قال فی الكتاب** اگر صاحب ودیعت نے کسی چیز پر صلح کی پس گویا صاحب مال نے ودیعت رکھنے کا دعویٰ کیا اور مستودع نے کہا کہ تو نے مجھے کوئی چیز ودیعت نہیں دی تھی پھر کسی نے معلوم پیرا اُس سے صلح کی تو بالاتفاق جائز ہے اور اگر صاحب مال نے ودیعت کا دعویٰ کیا اور مستودع سے واپس کر دینے کا مطالبہ کیا پس مستودع نے ودیعت کا اقرار کیا یا خاموش رہا اور کچھ نہ کہا اور صاحب مال اُس پر دعویٰ کرتا ہے کہ اسنے تلف کر دیا ہو پھر کسی نے معلوم پر صلح کر لی تو بالاتفاق صلح جائز ہے اور اگر رب المال نے مستودع کے تلف کر دینے کا دعویٰ کیا اور مستودع واپس کر دینے یا خود تلف ہو جانے کا دعویٰ کرتا ہے پھر کسی نے معلوم پر صلح کی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر شائع کا اختلاف ہے اور صحیح ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی صلح جائز نہیں ہے اور یہی امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا پہلا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور واضح ہو کہ عامہ مشائخ کے نزدیک خواہ پہلے مستودع کہے کہ میں نے واپس کر دی یا تلف ہو گئی پھر صاحب مال دعویٰ کرے کہ تو نے تلف کر دی یا پہلے صاحب مال دعویٰ کرے کہ تو نے تلف کر دی پھر مستودع کہے کہ میں نے واپس کر دی یا تلف ہو گئی ہے ان دونوں میں کچھ فرق نہیں ہے۔ کذا فی المحیط اور بالا جماع اگر مستودع کے واپس کر دینے یا تلف ہو جانے پر قسم کھا لینے کے بعد صلح کی تو جائز نہیں ہے صرف اختلاف اس صورت میں ہے کہ مستودع کی قسم سے پہلے صلح کی ہو اور اگر مستودع نے واپس کر دینے یا تلف ہو جانیکا دعویٰ کیا اور صاحب مال نہ کی تصدیق کرتا ہے اور نہ تکذیب کرتا ہے بلکہ خاموش ہو تو کرنی رح نے ذکر کیا کہ یہ صلح جائز نہ ہوگی۔ و اتقن اول قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے اور جائز ہے بقول امام محمد رحمہ اللہ کے اور اگر صاحب مال نے تلف کر دینے کا دعویٰ کیا اور مستودع نے نہ اُسکی تصدیق کی اور نہ تکذیب کی پھر اس سے کسی چیز پر صلح کی تو مذکور ہے کہ ایسی صلح

لحاظ تہذیب و عورت سے کہ جسکو طلاق دی گئی ہے

بالا اتفاق جائز ہے۔ پھر اگر اسکے بعد اختلاف کیا اور مستوفی نے کہا کہ میں نے قبل صلح کے کہا تھا کہ وہ چیز تلف ہو گئی یا میں نے تجھے واپس کر دی ہے تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک صلح صحیح نہ ہوئی پس اگر صاحب مال نے کہا کہ تو نے ایسا نہیں کیا تھا تو صاحب مال کا قول قبول ہوگا اور صلح باطل نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر مستوفی نے عاریت سے اصلاً انکار کیا پھر صلح کی تو صلح صحیح ہو اور اگر عاریت کا اقرار کیا اور واپس دینے یا تلف ہو جانیکا دعویٰ نہ کیا اور مالک تلف کر دینے کا دعویٰ کرتا ہے تو یہ صلح صحیح ہے اور اگر خود ہلاک و تلف ہو جانیکا دعویٰ کیا اور مالک تلف کر دینے کا دعویٰ کرتا ہے تو مسئلہ کا اختلاف مذکورہ جاری ہے اور یہی حکم مضاربیت میں ہے۔ اور ہر ایسے مال میں ہے جو دراصل امانت ہو کذا فی المیض۔ اور اگر ودیعت بعینہ قائم ہو اور وہ دوسو درم ہیں پھر سو درم پر اسے بعد اقرار یا انکار کے صلح ٹھہرائی تو جائز نہیں ہے جبکہ ودیعت کے گواہ قائم ہوں اور اگر گواہ نہ ہوں اور مستوفی منکر ہو تو صلح جائز ہے یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور مستوفی کو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ زیادتی جائز نہیں ہے یعنی سو درم جو اسکے پاس باقی ودیعت میں رہے وہ اسکو حلال نہیں ہیں کذا فی المیض بشرط۔ اور اگر عرض پر صلح کی تو مطلقاً جائز ہے اور اگر دس دیناروں پر صلح کی پس اگر مستوفی کے منکر ہونے کی صورت میں صلح کی تو صلح صحیح ہے بشرطیکہ افراتق دیناروں کے قبضہ کے بعد واقع ہو خواہ دراہم مجلس میں موجود ہوں یا نہ ہوں۔ اور اگر مستوفی ودیعت کا اقرار کرتا ہو پس اگر ودیعت مجلس صلح میں موجود ہو تو جائز ہے اگر مستوفی اسی مجلس میں از سر نو اس قبضہ کرے اور رب المال دیناروں پر قبضہ کرے اور اگر مستوفی نے اس پر از سر نو قبضہ نہ کیا تو صلح باطل ہے اور اگر مجلس ودیعت صلح میں موجود نہ ہو تو بھی صلح باطل ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر ایک عورت نے کسی شخص زید کو ودیعت دی کہ وہ اسکے پاس دوسرے شخص کی تھی پھر زید سے لیکر عمرو کو ودیعت دی پھر اس سے بھی لے لی اور اس میں سے کوئی متاع کم کر دی اور کتنے لگی کہ تم دونوں میں جاتی نہی میں نہیں جاتی ہوں کہ کسے ضائع کر دی ہے اور ان دونوں نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم تیری تھیلی میں کیا چیز تھی تو نے ہمکو دی ہم نے ویسی ہی رہنے دی پھر تجھے دیدی پھر اس عورت نے ان دونوں سے کسی قدر مال پر صلح کی تو وہ عورت صاحب متاع کے واسطے ضامن ہوگی اور اسے جو صلح زید و عمرو سے کی ہے یہ جائز ہے۔ پھر واضح ہو کہ قیمت متاع پر عورت کا صلح کرنا دو حال سے خالی نہیں یا تو صاحب متاع کو ڈانڈ دینے کے بعد اسے صلح کی اور اسی صورت میں خواہ قیمت متاع کے مثل پر یا کم پر جس بدل پر صلح کرے جائز ہے۔ اور اگر مالک کو متاع کی قیمت ڈانڈ دینے سے پہلے اسے صلح کی پس اگر اسقدر قیمت پر صلح کی جو مثل قیمت متاع کے یا اسقدر کم ہے کہ لوگ اسقدر کمی برداشت کر لیا کرتے ہیں تو صلح جائز ہے اور زید و عمرو ضمان سے بری ہو جائینگے حتیٰ کہ اگر صاحب متاع نے اسکے بعد اپنی متاع کے گواہ قائم کیے تو اسکو زید و عمرو پر ضمان کی کوئی راہ نہ ہوگی۔ اور اگر عورت نے اسقدر پر صلح کی جو قیمت متاع سے اسقدر کم ہے کہ اتنا خسارہ لوگ برداشت نہیں کرتے ہیں تو صلح جائز نہیں ہے اور مالک کو اختیار ہے چاہے عورت سے قیمت متاع کی ضمان لے یا زید و عمرو سے لیوے بشرطیکہ متاع کے گواہ موجود ہوں اور پیش ہوں پس اگر اسے زید و عمرو سے ضمان لی تو دونوں عورت سے جو اسکو دیا ہے واپس کر لینگے اور اگر عورت سے ضمان لی تو یہ صلح اس عورت کے حق میں ناقذ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر ایک مال معین پر جو زید

قبضہ میں ہو دعویٰ کیا اُسے کہا کہ یہ خالہ کی ودیعت ہی خالہ نے اسکو میرے پاس ودیعت رکھا ہے پھر مدعی سے بعد گواہ قائم کر کے یا اس سے پہلے صلح کر لی تو صلح صحیح ہو اور یہ مال پھر نہیں لے سکتا ہے یہ فصول عادیہ میں ہے۔ اور اگر مستعیر کی سواری میں ٹٹو مگر گیا اور ٹٹو دالے نے اجارہ سے انکار کیا کہ میں نے عاریت نہیں دیا تھا اور مستعیر سے کسی قدر مال پر صلح کر لی تو جائز ہے پھر اگر اسکے بعد مستعیر نے عاریت کے گواہ پیش کیے اور کہا کہ وہ ٹٹو خود مر گیا تو صلح باطل ہوگی اور اگر مالک سے قسم طلب کی تو اختیار ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی شخص نے ایک ٹٹو کسی وقت تک کیو اسطے مستعار لیا اور وہ تھک کر مر گیا اور مستعیر نے کہا کہ میرے بچے مر گیا ہے اور مالک ٹٹو کا اُس سے منکر اور مکذب ہے اور وہ عاریت کا مقرر ہے پس مستعیر سے اُسکے دام لیکر اُس سے صلح کر لی تو جائز نہیں ہے اسطرح اگر مستعیر نے کہا کہ میں نے تجھے دیدیا تھا تو بھی یہی حکم ہے یہ خزانہ المفتین میں ہے۔ اگر مضارب نے مضارب سے انکار کیا پھر اُسکا اقرار کیا یا اقرار کیا پھر انکار کیا پھر کسی قدر مال پر صلح کر لی تو جائز ہے۔ اگر مضارب کا کسی شخص پر قرضہ ہو کہ اسکو مضاربت میں سے اُدھار دیا ہے پھر اُس سے اسطور پر صلح کی کہ میں اُس میں تاخیر دوں گا تو جائز ہے اور اگر اُسکے ذمہ سے بعض قرضہ کم کر دیا تو بھی جائز ہے اور حسب قدر کم کر دیا ہے اسقدر رب المال کو خود ڈانڈ دیا۔ اور اگر کسی سبب سے عیب کے عیب کے ہو یا عیب سے کسی قدر درمون پر صلح کر لی ہو تو یہ کسی رب المال پر بھی جائز ہوگی اور اگر اسطور سے صلح کی کہ کوئی کفیل لے لے اس شرط پر کہ اصل بری ہو یا اس کفیل پر حوالہ قبول کرے تو یہ جائز ہے کذا فی المبسوط۔ قلت یہ کفالت اصل میں حوالہ ہوا کہ بنام کفالت ہو کیونکہ کفالت بشرط براتۃ الاصل حوالہ ہوتی ہے۔ اگر زید نے عمرو پر دعویٰ کیا کہ اسنے مجھے یہ غلام ہبہ کیا تھا اور میں نے قبضہ کر لیا ہے اور غلام عمرو کے ہاتھ میں موجود ہے وہ اُس سے انکار کرتا ہے پھر دونوں نے اس شرط سے صلح کر لی کہ اُدھا غلام مدعا علیہ کا ہو تو جائز ہے۔ پھر اسکے بعد اگر مدعی نے ہبہ کے گواہ قائم کیے کہ اسنے ہبہ کر دیا تھا اور میں نے قبضہ کر لیا تھا تو مقبول نہونگے حتی کہ مدعا علیہ سے وہ نصف جو اُسکے قبضہ میں رہا ہے نہیں لے سکتا ہے۔ اور باوجود اسکے کسی نے دوسرے پر کچھ درم شرط کیے تو بھی جائز ہے اور اگر یون صلح کی کہ تمام غلام ایک کو لے اور غلام والا کچھ درم دوسرے کو دے تو بھی جائز ہے۔ اور اگر موہوب نے ہبہ کا دعویٰ کیا اور اقرار کیا کہ میں نے غلام پر قبضہ نہیں کیا تھا اور واہب نے انکار کیا پھر دونوں نے اس شرط سے صلح کی کہ غلام دونوں میں برابر تقسیم ہو تو صلح باطل ہو اور اگر باوجود اسکے کسی پر درم شرط کیے پس اگر واہب پر شرط کیے تو جائز نہیں ہے اور اگر موہوب پر شرط کیے تو جائز ہے۔ اور اگر یون صلح کی کہ غلام پورا ایک کو لے اور وہ دوسرے کو اسقدر درم دے پس اگر دونوں نے واہب پر یہ درم شرط لگائے تو نہیں جائز ہے اور اگر موہوب نے کو غلام دینا اور اسپر واہب کو درم دینا شرط کیا تو جائز ہے یہ محیط میں ہے ایک عورت نے کچھ زمین اپنے دو بھائیوں کو ہبہ کر دی ایک بھائی حقیقی یعنی باپ کی طرف سے ہے دوسرا غلامی یعنی باپ کی طرف سے ہے پھر وہ عورت مگر کی اور حقیقی بھائی اُسکا وارث ہوا اور کہا کہ یہ ہبہ ناجائز تھا اور دوسرے نے موافق قول بعض فقہائے اسکی جواز کا دعویٰ کیا پھر باہم دونوں نے صلح کر لی پھر حقیقی بھائی مر گیا پھر اُسکے وارثوں نے ایسے قاضی کے پاس اس صلح کو باطل کرانا چاہا جو صلح ہبہ کو ناجائز جانتا ہے تو وہ اسکو موافق اُسکے قول کے جو اس

۱۲ جسکو ہمارے عرف میں سگڑو کہتے ہیں ۱۳ کہ جسکو ہمارے عرف میں سوہیلا کہتے ہیں ۱۴

ہبہ کو باطل کہتا ہے یا بطل کر کے میراث قرار دیکھا اور اس کے قول کے موافق جو اس ہبہ کو جائز کہتا ہے صلح باطل کر کے اسکو دونوں برابر نصف نصف ہبہ قرار دیکھا۔ اور اگر عورت نے تمام زمین فقط علاقائی بھائی کو ہبہ کر دی تھی و لیکن اس نے بن کی زندگی میں اس پر قبضہ نہیں کیا تھا پھر عورت کے مرنے کے بعد اس کے حقیقی بھائی نے مخاصمت کی کہ وہ تیسرے حق میں جائز نہیں ہے کیونکہ اس نے اس پر قبضہ نہیں کیا تھا اور علاقائی نے کہا کہ تو سچا ہے میں نے اس پر قبضہ نہیں کیا تھا و لیکن میں تجھے بدوون حکم قاضی کے نہ دوں گا پھر دونوں نے باہمی صلح کر لی تو صلح باطل ہے خواہ نصف نصف پر یا کم یا زیادہ پر صلح کی ہو یہ بیسوط میں ہے۔ اگر زید نے دعویٰ کیا کہ عمرو نے یہ دار آدھا غیر منقسم مجھے ہبہ کیا اور میں نے اس سے لیکر قبضہ نہیں کیا اور عمرو نے انکار کیا پھر دونوں نے اسطور سے صلح کر لی کہ عمرو جو بھائی دار ہزار درم میں دیدے تو جائز ہے یہ حاوی میں ہے۔ اگر زید نے اپنے مقبوضہ دار کی نسبت دعویٰ کیا کہ مجھے عمرو نے یہ صدقہ دیا اور میں نے قبضہ کر لیا ہے اور عمرو نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے تجھے ہبہ کیا تھا اور میں اس ہبہ کو پھر ناچا ہتا ہوں پھر دونوں نے سودرم پر اس شرط سے صلح کی کہ عمرو یہ دار زید کے صدقہ میں سپرد کر دے تو جائز ہے اور اس کے بعد پھر عمرو کو پھر نے کا اختیار نہ رہیگا۔ اسید طرح اگر دونوں نے صلح قرار دی کہ دار ہم دونوں کو آدھا آدھا بے بشرطیکہ قابض سودرم و اہب کو دے تو صلح جائز ہے اور غیر منقسم ہونا صلح کو باطل نہیں کرتا یہ بیسوط میں ہے کسی شخص کو کچھ گہون معین پر مزدور مقرر کیا پھر اس سے درمون پر صلح کر لی تو جائز نہیں ہے۔ یہ محیط شرعی میں ہے۔ دوسرے سے ایک دار کرایہ لیا اور مدت میں دونوں نے اختلاف کیا پس زید نے کہا کہ میں نے دو مہینہ کیواسطے دس درم پر کرایہ دیا ہے اور مستاجر نے کہا بلکہ تو نے دس درم پر تین مہینے کیواسطے کرایہ دیا ہے پھر دونوں نے باہم اس امر پر صلح کی کہ دھائی مہینہ دس درم پر رہے تو جائز ہے اور اگر یوں صلح کی کہ تین مہینہ تک رہے بشرطیکہ مستاجر ایک درم اور زیادہ کرے تو یہ بھی جائز ہے۔ اور اگر تین مہینہ تک رہے کیواسطے اس شرط پر صلح کی کہ ایک تین مہینے یا غیر معین موصوف فی الذمہ زیادہ کرے تو بھی جائز ہے اور اگر یوں صلح کی کہ دو ہی مہینے تک مستاجر رہے مگر دوسرے دار میں سے ایک بیت اور بھی ان دو مہینہ تک اسکو دیدے تو بھی جائز ہے۔ اور اس جنس کے مسائل میں اصل یہ ہے کہ زیادتی کو دیکھنا چاہئے اگر زیادتی جہول ہو تو جائز نہیں ہے خواہ اسی جنس سے ہو جو کرایہ پر دی ہے یا اس کے خلاف جنس ہو اور اگر مستاجر کی طرف سے ہو پس اگر اسی جنس سے ہو جسکو کرایہ پر لیا ہے تو جائز نہیں ہے۔ اور اس کے خلاف جنس ہو تو جائز ہے اور اگر تین مہینہ تک دس درم پر رہنے کیواسطے اس شرط سے صلح کی کہ مستاجر ایک درم کو ایک زمین بعینہ دیوے تو استحساناً جائز ہے یہ تاتار خانہ میں ہے۔ اور اگر مستاجر نے باہم اس شرط پر صلح کی کہ مستاجر اسکو اسکا کفیل دیوے اور کفیل اس پر راضی ہوا تو جائز ہے اور اگر کفیل غائب ہو تو صلح مردود ہے اور اگر یہ شرط کی کہ سکونت دار کے ساتھ اپنے ٹٹو کو فلان مقام تک کی سواری کیواسطے دے تو بھی جائز ہے۔ اس طرح اگر اپنے کسی خاص غلام کی ایک مہینہ کی خدمت زیادہ کر دے تو بھی جائز ہے۔ اور اگر مستاجر نے اسکو کسی دار سکونت کی ایک مہینہ کی سکونت زیادہ کر دی تو جائز نہیں ہے یہ بیسوط میں ہے۔ اگر ایک ٹٹو کسی مقام معلوم تک کچھ اجرت مقرر کر کے کرایہ کر لیا پھر ٹٹو دے نے زیادہ اجرت کا اور مستاجر نے زیادہ دوری تک کا دعویٰ کیا پھر باہم صلح کی کہ مقام

لے وہ شخص جسکو دار کی ملکیت حاصل ہو ۱۲

وہی ہو جو ٹوڑے نے معین کیا اور کرایہ وہی جو مستاجر نے اقرار کیا تو یہ صلح جائز ہے۔ اور اگر مستاجر نے اصل جاریہ سے انکار کیا اور ٹوڑوڑے نے اُسکا دعویٰ کیا پھر باہم صلح کی کہ مستاجر اس ٹوڑے پر فلان مقام تک ایک درم پر جاوے تو جائز ہے اور اگر مستاجر نے دعویٰ کیا کہ مین نے یہ ٹوڑے کا ف کے بعد اد تک پانچ درم پر کرایہ کیا تھا کہ اُس پر اپنا اسباب لا دوں گا اور یہ ٹوڑوڑے نے اُس سے انکار کیا پھر باہم صلح کر لی کہ مین خود اسپر زین سواری سے بغداد تک جاؤں گا تو جائز ہے یہ تاتار خاں مین ہے اگر زید نے عمر دے کے مقبوضہ غلام پر دعویٰ کیا کہ مین نے بسبب عمر دے کے سودرم کے جو بھیر قرضہ تھے یہ غلام عمر کے پاس رہن کر دیا ہو اور عمر دے کے کما کہ میرا غلام ہے اور سودرم میرے بھیر قرضہ ہیں پھر دونوں نے باہم صلح کی کہ عمر دے سودرم سے جنکا زید پر دعویٰ کرتا ہو زید کو بری کرے اور پچاس درم اور دیدے اور زید اس غلام مین جھگڑا کرنا چھوڑ دے تو یہ صلح جائز ہے پھر اگر اس صلح کے بعد عمر دے نے اقرار کیا کہ غلام میرے پاس رہن تھا تو صلح نہ ٹوٹتی۔ اور اگر غلام مرنے کے پاس ہو اُسے کما کہ تو نے میرے پاس بعوض سودرم کے کہ جو میرے بھیر آتے ہیں اس غلام کو رہن کیا ہو اور راہن نے کما کہ تیرے بھیر سودرم ہیں مگر مین نے یہ غلام تیرے پاس رہن نہیں کیا ہو پھر دونوں نے باہم صلح کر لی کہ مرہن اسکو پچاس درم قرض اور دیدے اور غلام ایک سو پچاس پر اُسکے پاس رہن رہے تو صلح جائز ہے اور غلام ایک سو پچاس پر رہن رہیگا اور اگر اس شرط سے صلح کی کہ مرہن راہن کو پچاس درم ہبہ کر دے اور راہن غلام کو بعوض سودرم کے اُسکے پاس رہن رہنے دے تو صلح فاسد ہے اور اگر مرہن نے ہبہ دیا ہو تو اسکو واپس لینے کا اختیار ہے اور راہن کو اپنے رہن واپس کر لینے کا اختیار ہے۔ اور اگر دونوں نے یوں صلح ٹھہرائی کہ مرہن پچاس درم سے راہن کو بری کر دے اور باقی پچاس کے عوض غلام رہن رہے تو جائز ہے۔ اگر مرہن نے کسی کپڑے کی نسبت جو راہن کے قبضہ مین ہے دعویٰ کیا کہ اس راہن نے یہ کپڑا میرے پاس بعوض دس درم کے جو مین نے اسکو قرض دیے تھے رہن کیا مگر مین نے اس راہن پر قبضہ نہیں کیا اور راہن نے کما کہ تیرے دس درم بھیر مین و لیکن مین نے یہ کپڑا تجھے رہن مین نہیں دیا پھر دونوں نے اس امر پر صلح کی کہ مرہن ایک درم قرض کم کر دے تاکہ راہن اُسکے پاس یہ کپڑا رہن کر دے تو یہ جائز ہے ہو اسنہ طرح اگر یوں صلح کی کہ مرہن اسکو ایک درم اور قرض دے تاکہ راہن اُسکے پاس یہ کپڑا رہن کر دے تو بھی جائز ہے۔ اور ایسے ہی اگر یوں باہم صلح کی کہ یہ کپڑا اس شرط سے رہن دیا جاوے کہ مرہن ایک درم قرضہ کم کر دے اور ایک درم اور قرض دے یعنی ایک درم اصل سے معاف کیا اور ایک درم پھر قرض دیا تو یہ صلح بھی جائز ہے پھر اگر اسکو کپڑا رہن نہ دیا اور اسکو اپنے پاس ہی رکھنا مصلحت معلوم ہو تو اسکو اختیار ہے و لیکن اصل قرض مین ایک درم کی کمی ثابت نہ ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کوئی متاع بعوض سودرم کے رہن کی اور رہن کی قیمت دو سودرم ہیں پھر مرہن نے کما کہ رہن تلف ہو گیا اور راہن نے کما کہ نہیں تلف ہوا ہو پھر دونوں نے اس شرط پر صلح کی کہ مرہن اسکو پچاس درم دیدے اور باقی سے اسکو بری کرے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ باطل ہے اور ایسے ہی اگر مرہن نے رہن راہن کو واپس دینے کا دعویٰ کیا اور راہن نے انکار کیا تو بھی صلح کا یہی حکم ہے اور اگر راہن نے اسپر تلف کر ڈالنے کا دعویٰ کیا اور مرہن اسکا اقرار نہ کیا اور نہ انکار کیا پھر کسی خبر پر صلح قرار دی تو بالاتفاق

جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر رہن کی قیمت دو سو درم ہوں اور قرضہ سو درم ہوں پس راہن نے کہا کہ تو نے میری متاع فروخت کر ڈالی اُسے نہ اقرار کیا اور نہ انکار کیا پھر دو نوں نے باہم صلح کر لی تو جائز ہو۔ اور اگر مرہن نے اقرار کیا کہ میں نے وہ متاع سو درم کو راہن کی وکالت سے فروخت کر دی ہو یعنی راہن نے مجھے وکیل بیع کیا تھا اور راہن نے کہا کہ میں نے تجھ کو بیچ کی واسطے وکیل نہیں کیا تھا پھر دو نوں نے باہم صلح کی کہ مرہن راہن کو سو درم قرضہ سے بری کر کے پچاس درم زیادہ کر دے تو جائز ہے پھر اگر وہ متاع مرہن کے پاس ظاہر ہوئی تو صلح ویسی ہی باقی رہیگی۔ اور اگر مرہن نے متاع فروخت کر دی پھر راہن مرگیا اُسکے وارثوں نے اس پر صلح کی کہ مرہن قرضہ سے بری کر کے پچاس درم وارثوں کو زیادہ دے تو بھی جائز ہو۔ پھر اگر دوسرا شخص آیا اور اسے کہا کہ یہ رہن تو میرا ہی اور اُس سے بھی مرہن نے دس درم پر صلح کی تو بھی جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر راہن مرگیا پھر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ رہن میرا ہے میں نے راہن کو عاریت دیا تھا کہ وہ رہن کر دے پھر دو نوں نے باہم اس شرط پر صلح کی کہ مرہن ایسا اقرار کر دے تو مرہن کے قول کی وارثان راہن پر تصدیق نہ کیا دیگی کذا فی محل

**باب پانچواں** غصب اور سرقہ اور اکراہ و تہدید سے صلح کر لینے کے بیان میں۔ اگر کسی شخص پر غصب کا دعویٰ کیا پھر مال پر اُس سے صلح کر لی تو صلح جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ ایک کپڑا غصب کیا جسکی قیمت سو درم تھی پھر اسکو تلف کر دیا پھر اُس سے سو درم سے زائد پر صلح کر لی تو جائز ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ اگر اُسکی قیمت سے اسقدر زیادتی ہو کہ جسقدر لوگ برداشت نہیں کرتے ہیں تو باطل ہوگی اور صحیح امام اعظم کا مذہب ہے یہ خزانۃ الفتاویٰ میں ہے اگر منصوب یعنی غصب کی ہوئی چیز کوئی غلام ہو اور وہ بھاگ گیا یا غاصب کے پاس ہلاک ہو گیا پس اُسکی قیمت سے زیادہ پر صلح کر لی تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ اُسکی قیمت سے اگر اسقدر زیادتی خسارہ ہو کہ لوگ اسکو برداشت نہیں کرتے ہیں تو زیادتی باطل ہوگی۔ اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ جب غلام بھاگ گیا ہو۔ اور اگر ہلاک کیا ہو اور اُسکی قیمت سے زیادہ پر صلح کی تو بالاتفاق جائز نہیں ہے اور اصح یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں اختلاف ہو کذا ذکر الامام فخر الدین فی شرح جامع الصغیر۔ اور اسی اختلاف پر اس صورت میں کہ ایک غلام غصب کیا اور وہ اُسکے قبضہ میں مرگیا پھر کسیقدر مال پر صلح کی پھر غاصب نے گواہ قائم کیے کہ جسقدر پر صلح کی ہو اس سے اُسکی قیمت کم تھی تو امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گواہ قبول نہ ہونگے اور صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہونگے اور زیادتی غاصب کو واپس دلائی جا دیگی یہ غایۃ البیان شرح ہدایہ میں ہے۔ اور اجماع ہے کہ اگر کسی عرض پر صلح قرار پائی تو جائز ہے خواہ اس عرض کی قیمت غلام کی قیمت سے زیادہ ہو یا کم ہو۔ اور اس پر بھی اجماع ہے کہ اگر قاضی نے غاصب پر قیمت کی ڈگری کی پھر قیمت سے زیادہ پر صلح کی تو جائز نہیں ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر غلام منصوب بھاگ گیا پھر اُسکے مالک سے کسیقدر درم و سسہ پر فی الحال یا میعاد دی اُدھار دینے پر صلح کی تو جائز ہے اور اگر اسی بھاگے ہوئے غلام سے کیلی یا ونی چیز پر خواہ غصہ ہو یا غیر معین ہو صلح کی ولیکن بدل پر اُسی مجلس میں قبضہ کر لیا تو جائز ہے اور اگر غیر معین ہو اور اُسی مجلس میں

اس کا اطلاق کسی چیز پر ہونا چاہئے عار سے صرف میں جواب کہ ہوتی ہے ۱۳



قبضہ نہ کیا تو جائز نہیں ہے چنانچہ حقیقت میں ہلاک ہو جانے کی صورت میں بھی جائز نہیں ہے اور اگر غلام بعینہ قائم ہو اور  
غاصب نے اُن چیزوں پر جو چاہئے ذکر کی ہیں کسی چیز یا غیر معین پر فی الحال دینے یا میعاد دی اُدھار دینے پر مصلح کی تو جائز ہے  
اور مثل بیع کے قرار دے جاوے گی۔ اور اگر غاصب نے اور مقصوب منہ نے باہم اختلاف کیا ایک نے کہا کہ بھاگ گیا اور  
دوسرے نے کہا کہ نہیں بھاگا تو غاصب کا قول قبول ہوگا اگر اُس نے کہا کہ میرے پاس ہے تو تمام اُن چیزوں پر جو ہم نے بیان  
کی ہیں مصلح جائز ہے خواہ فی الحال دنیا شرط ہو یا میعاد دی اُدھار ہو۔ اور اگر کہا کہ بھاگ گیا ہے تو درمومن پر مصلح  
فی الحال یا میعاد دی اُدھار پر جائز ہے اور کیلی اور وزنی چیزوں پر فی الحال دینے پر مصلح جائز اور اُدھار میعاد دی جائز  
نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے ایک کپڑا عمر و کا غصب کر لیا اور زید کے پاس خالد نے اُسکو تلف کر دیا پس  
مالک نے زید سے اُسکی قیمت سے کم پر مصلح کر لی تو جائز ہے اور زید خالد سے اُسکی قیمت لے لیگا اور اُسکی زیادتی  
صدقہ کر دیگا اور اگر اُسے خالد ہی سے اُسکی قیمت سے کم پر مصلح کر لی تو جائز ہے اور زید کی براءت ہو جائیگی  
اور خالد کچھ صدقہ نہ کرے گا اور اگر جو مال خالد پر ٹھہرا تھا وہ ڈوب گیا تو مالک پھر زید سے کچھ نہیں لے سکتا ہے  
یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر ایک کرگھون غصب کیے پھر اُس سے کسی قدر درمومن پر مقرر کر کے فی الحال ادا کرنے یا میعاد  
اُدھار پر مصلح کی اور کر بعینہ قائم ہے تو مصلح جائز ہے۔ اسی طرح اگر کسی قدر سونے پر مقرر کر کے فی الحال دینے پر یا میعاد  
اُدھار پر مصلح کی تو بھی جائز ہے اور یہی حکم تمام وزنی چیزوں پر مصلح کا ہے۔ اور اگر کسی کیلی چیز پر میعاد دی اُدھار دینے  
کی شرط پر مصلح کی تو جائز نہیں ہے خواہ کرگھون پر مصلح کی ہو یا کسی اور چیز پر۔ اور اگر وہ کر تلف کر دیا ہو پھر کسی قدر  
درمومن یا دیناروں پر مصلح ٹھہرائی پس اگر اُدھار ہوں تو نہیں جائز ہے اور اگر نقد ہوں اور قبضہ کر لیا تو مصلح  
جائز ہے اور اگر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو مصلح باطل ہو گئی اور اگر کسی کیلی یا وزنی چیز پر مصلح کی پس اگر نقد فی الحال  
ہے اور قبضہ کر لیا تو جائز ہے اور اگر اُدھار میعاد دی ہے پس اگر مصلح علیہ سوائے کرگھون کے کوئی چیز ہے تو جائز نہیں ہے اور اگر  
کرگھون ہوں تو جائز ہے اور اگر ڈیڑھ کر پر مصلح کی تو مصلح باطل ہے خواہ غصب کر لیا ہو یا کر بعینہ قائم ہو یا تلف ہو گیا ہو کوئی  
یہ ربو یعنی سود ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک کرگھون دایک کر جو غصب کر کے تلف کیے اور پھر اُس سے ایک کر جو پر  
میعاد دی اُدھار کر کے اس شرط سے مصلح کی کہ کرگھون سے اُسے بری کر دے تو جائز ہے اسی طرح اگر کوئی دونوں میں سے  
موجود ہو اور اُسی پر اس شرط سے مصلح کی کہ جو تلف ہو گئی ہے اُس سے بری کر دے تو جائز ہے یہ مبسوط میں ہے منتفی  
میں ہے کہ ایک شخص نے عروض دیکھوں پر جو غصب کیے اور مقصوب منہ نے اُس سے ہزار درم پر ایک سال کے  
وعدہ پر مصلح کی تو کرگھون و جو کا حصہ مصلح اگر دونوں تلف ہو گئے ہوں تو باطل ہے اور ہزار میں سے عروض کے حصہ کی  
مصلح جائز ہے اور اگر غاصب نے کہا تھا کہ کرگھون تلف نہیں کیے ہیں اور مقصوب منہ نے کہا کہ تلف کر دیے ہیں تو غاصب  
کا قول قبول ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر سود درم اور دس دینار غصب کر لیے اور دونوں تلف کر دیے پھر اُسے ایک  
کرگھون معین پر مصلح کی پھر وہ استحقاق میں لے لیا گیا یا اسمین کچھ عیب پا کر واپس کیا تو درم و دینار و ٹکڑا واپس لیگا  
اور اگر پچاس درم فی الحال نقد یا میعاد دی اُدھار پر مصلح کی تو جائز ہے اور اگر بعد قبضہ کے اس میں استحقاق

ثابت ہوا یا زیون یا ستوق پائے اور واپس کر دیے تو صلح نہ ٹوٹے گی اس کے مثل دوسرے لے لیوے۔ اور اگر پچاس درم کے وزن سے چاندی پر صلح کی تو بھی یہی حکم ہو۔ اس بطور اگر سو مثقال چاندی اور دس دینار غصب کیے پھر پچاس درم فی الحال یا میعاد دی اُدھار پر صلح کی تو بھی جائز ہو۔ بشرطیکہ یہ درہم کھرے پن میں چاندی کے برابر ہوں اور اگر اس سے اچھے ہوئے تو صلح جائز ہوگی یہ بمسوط میں ہے۔ اگر ایک کر گہنوں غصب کر لیے پھر نصف کر گہنوں پر صلح کی پس اگر وہ کر جو غصب کر لیا ہو غائب ہو اور اسی کے آدھے کر پر صلح کی تو نہیں جائز ہو خواہ غاصب غصب کا اقرار کرتا ہو یا انکار کرتا ہو اور اگر دوسرے کر کے نصف پر صلح کی تو جائز ہو خواہ غاصب مفسر ہو یا منکر ہو۔ ولیکن اسکو حقیقت زیادتی رہی دیانۃ اللہ کے نزدیک حلال نہیں ہو جبکہ وہ کر اس کے پاس درحقیقت قائم ہو اور چاہے کہ مغضوب منہ کو واپس کر دے۔ اور اگر وہ کر مغضوب حاضر ہو پس اگر غاصب غصب سے انکار کرتا ہو اور اسے اسی کر کے نصف پر یا دوسرے نصف کر پر صلح کی تو قضاء جائز ہو لیکن دیانت کی راہ سے اللہ کے نزدیک اسکو اُدھار باقی منصوبہ کو واپس دینا واجب ہے۔ اور اگر غاصب غصب کا اقرار کرتا ہو تو آدھے کر غصب کردہ شدہ پر صلح جائز نہیں ہے یا دوسرے کر کے نصف پر بھی نہیں جائز ہے اور یہ استحسان ہے۔ اور اگر کسی کپڑے پر صلح کی اور اسکو دیدیا تو صلح جائز ہے خواہ کر مغضوب موجود ہو یا غائب ہو خواہ غاصب مقرر ہو یا منکر ہو۔ اور یہی حکم جو پہنے گہنوں کی صورت میں ذکر کیا ہے تمام کیلی چیزوں میں بھی تمام اُن چیزوں میں جو تقسیم ہو سکتی ہیں جیسے وزینات اور عد دیات متقاربہ میں بھی جاری ہے۔ اور اگر مغضوب ایسی چیز ہو کہ تقسیم نہیں ہو سکتی ہو مثلاً غلام یا کوئی جو پایہ یا باندی ہو پھر مغضوب منہ سے غاصب نے اس کے نصف پر صلح کی پس اگر مغضوب غائب ہو تو صلح بے شک ناجائز ہے اور اگر موجود حاضر ہو پس اگر غاصب غصب کا اقرار کرتا ہو تو بھی صلح ناجائز ہے اور اگر انکار کرتا ہو تو بھی مذکور ہے کہ صلح جائز نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ زید نے عمرو سے ہزار درم غصب کر لیے اور انکو چھپا کر غائب کر دیا اور مالک نے اُس سے پانچ سو درم پر صلح کی اور غاصب نے اسکو انھیں درمون میں سے دیے یا دوسرے درمون سے دیے تو یہ صلح قضاء جائز ہے لیکن دیانت کی رو سے اللہ کے نزدیک جائز نہیں ہے غاصب کو چاہیے کہ باقی درم مالک کو واپس کر دے اور اگر غاصب کے پاس درہم منصوبہ اسطور سے موجود ہیں کہ مالک انکو دیکھتا ہو پس اگر غاصب منکر غصب ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ پھر اگر مالک نے اس کے بعد گواہ پائے اور پیش کیے تو اس کے واسطے باقی درمون کی ڈگری ہو جائیگی۔ اور اگر غاصب غصب کا اقرار کرتا ہو اور درم اس کے ہاتھ میں ظاہر موجود ہوں اور مغضوب منہ اُس سے لینے کی قدرت رکھتا ہو اور اُس سے نصف درمون پر صلح کی اس شرط پر کہ باقی درمون سے اسکو بری کر دے تو قیاماً مثل اول کے یہی یعنی قضاء صلح جائز ہے اور استحساناً جائز نہیں ہے اس پر واجب ہے کہ مغضوب منہ کو واپس کر دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کسی شخص نے ایک غلام یا کپڑا یا اسکے مشابہ کوئی چیز دو شخصوں سے غصب کر لی اور تلف کر دی پھر ایک نے دونوں میں سے غاصب سے اپنے حصہ سے درمون یا دینار پر صلح کی اور قبضہ کر لیا تو جائز ہے اور اس مقبوضہ میں دوسرا شخص اسکا شریک ہو گا اور مصلح کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے مقبوضہ میں سے اسکو دے یا دوسری دے۔ اور اگر صلح کسی عرض پر واقع ہوئی اور دوسرے شریک نے

مصلح سے ضمان لینا اختیار کیا تو مصلح کو اختیار ہوگا کہ چاہے نصف مقبوضہ اسکو دے یا چوتھائی مال مقبوضہ کی دیدے۔ اور اگر عرض قائم ہو پھر دونوں میں سے ایک نے غاصب سے اپنے حصہ سے صلح کی پس اگر عرض غاصب کے ہاتھ میں نظام موجود ہو اسطرح کہ مالک اسکو دیکھتا ہو اور غاصب غصب کا اقرار کرتا ہو تو ساکت کو مصلح کے ساتھ شریک ہو نیکیا حق مال مقبوض میں نہیں ہو۔ اور اگر عرض غائب ہو کہ مالک کو کسی جگہ معلوم نہ ہو اور نہ غاصب کو معلوم ہو اور باقی مسئلہ بحال رہے تو ساکت کو مصلح کی شرکت کر نیکیا مقبوضہ مال میں اختیار ہو۔ اور اگر عرض غاصب کے ہاتھ میں بعینہ قائم ہو اسطرح کہ مالک اسکو دیکھتا ہو لیکن غاصب غصب سے انکار کرتا ہو تو اصل میں مذکور ہو کہ ساکت کو مصلح کے ساتھ اسکے مقبوضہ میں شرکت کر نیکیا اختیار نہیں ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ جو اصل میں مذکور ہو یہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہو اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ ساکت کو مصلح کے مقبوضہ میں اسکے ساتھ شرکت کا اختیار ہو۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ جس صورت میں مقبوض غائب ہو اور مالک کو کسی جگہ معلوم نہ ہو مگر غاصب کو معلوم ہو تو بھی حکماً ایسا ہی اختلاف ہونا واجب ہے کہ ذاتی محیط۔ ایک شخص نے دوسرے کا چاندی کا برتن تلف کر دیا اور قاضی نے اسپر قیمت کی ڈگری کر دی پھر قیمت پر قبضہ کرنے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو ہمارے نزدیک حکم قضا باطل نہ ہوگا۔ اسطرح اگر دونوں نے باہم صلح کر لی اور بدو حکم قاضی کے قیمت پر صلح پھری اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو بھی یہی حکم ہو اسطرح اگر چاندی کا پتیر یا درم ضائع کر دیے پھر اس سے کم پر میعاد دی اُدھار کر کے صلح کی تو بھی ہمارے نزدیک یہی حکم ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر چاندی کے پتیر یا درم تلف کر دیے پھر اسکے مثل دس درم پر کسی مدت کے اُدھار پر صلح کی تو جائز ہو یہ خزائنہ المفتین میں ہے۔ نوادر بن سماعہ میں امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک چاندی کا برتن ڈھلا ہوا غصب کر کے اپنے گھر میں رکھا پھر مالک اس سے ملا اور اسکے برابر چاندی پر یا کسی قدر سونے پر صلح کی پھر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو صلح باطل نہوگی۔ اور بھی نوادر بن سماعہ میں ہے کہ ایک شخص نے ایک طوق سودینار قیمت کا غصب کیا اور اسکے پاس سے ضائع ہو گیا اور مالک طوق نے اس سے پچاس دینار پر صلح کی تو جائز ہو اور اگر غاصب نے اسکو پایا تو طوق کا مالک آگے کہ اسکا شریک ہوگا۔ اور اگر غاصب کے پاس طوق موجود ہو اور اسنے مالک سے بطور صلح کی بطرح پہنے بیان کیا تو صلح جائز نہوگی۔ اور بھی نوادر بن سماعہ میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک چاندی کا لنگن غصب کر لیا اور بعد غصب کے اسکی قیمت سے زیادہ پر صلح کی تو جائز نہیں ہو اور اگر غاصب نے اسکو تلف کر دیا اور مقبوضے منہ اس امر پر راضی ہوا کہ لنگن کے برابر چاندی پتھر کی لے لے اور اسکی نبوائی سے بری کر دے تو جائز ہو یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے عمرو کے گھر سے ایک چہرہ پکڑا حالانکہ چور مال چوری کا گھر سے باہر نکال چکا ہو اور زید نے اسکو عمرو کے سپرد کرنا چاہا پس چور نے زید سے کس قدر مال معلوم پر صلح کی کہ وہ نہ پکڑے اور زید نے صلح کر کے اسکو چھوڑ دیا تو یہ صلح باطل ہے زید کو وہ مال سابق کو پھیر دینا واجب ہو اور اگر یہ مال عمرو کا ہو تو چور کو دینا واجب نہوگا اور جب اسنے یہ سرقہ عمرو کو دیدیا تو خصوصت سے بری ہو جائیگا اور اگر ایسی صلح عمرو سے واقع ہوئی حالانکہ پہلے قاضی کے پاس مقدمہ پیش ہو چکا ہو پس اگر صلح بلفظ عفو

واقع ہوئی تو بالاتفاق عفو صحیح نہیں ہو اور اگر بلفظ ہے یا برات کے واقع ہوئی تو ہمارے نزدیک ہاتھ کاٹنا ساقط ہو جائیگا اور امام یا قاضی نے اگر شراب خوار سے اس طور سے صلح کی کہ مال لیکر اسکو عفو کر دے تو صلح نہیں صحیح ہو اور مال شراب خوار کو واپس کرے خواہ یہ پکڑے جانے سے پہلے ہو یا اسکے بعد یہ فتاویٰ قاضیخانہ میں ہے ایک موزہ سینے والے کی دوکان سے لوگوں کے موزے چوری کئے اور موزہ دوڑنے چور سے صلح کی پس اگر مال مسروقہ بعینہ قائم ہو تو بدو ن اجازت مالکان موزہ کے صلح کرنا جائز نہیں ہے اور اگر مال مسروقہ تلف کر دیا تو صلح بدو ن مالکوں کی اجازت کے جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ صلح درمومن پر واقع ہو اور اس میں قیمت میں سے زیادہ کمی نہ ہو خزانہ المفتیین میں ہے ایک شخص چوری میں متهم ہو کر قید کیا گیا پھر اسپر ایک قوم نے دعویٰ کیا اُسے لوگوں سے صلح کرنی پھر قید سے نکل کر انکار کیا اور کہا کہ میں نے صرف اپنی جان کے خوف سے اُن لوگوں سے صلح کی تھی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر قاضی کے قید خانہ میں قید تھا تو صلح جائز ہو اور اگر دالی ولایت کے قید خانہ میں تھا تو صلح صحیح نہیں ہو یہ ظہیر میں ہے ایک شخص نے دوسرے کو کچھ بضاعت دی اور اسپر راہ میں ڈانکا پڑا اور خود اسکا مال اور مال بضاعت سب لے لیا گیا پھر جس کے پاس بضاعت تھی اُسے چور رہزن سے صلح کی پھر یہ کہا کہ میں نے صرف اپنے مال سے صلح کی تھی اور صاحب بضاعت کہتا ہو کہ تو نے میری بضاعت سے صلح کی پس اگر قبضہ کرے تو دینے والے نے یہ کہا کہ یہ مال مجملہ اُسکے ہے جو چھپو واجب تھا تو موافق اُن دونوں کے ملکیت کے حصہ رسد تقسیم ہوگا اور اگر اُسے کوئی مال خاص کا دعویٰ صلح بیان کیا تو اسی مال کا خاص قرار دیا جائیگا اور دوسرا اس میں شریک ہوگا اور اگر مبہم چھپو کر یا کوئی تفصیل قابل بعض و واقع کے درمیان نہ ہوئی پس اگر رہزن چور حاضر ہو تو اسکا قول مقبر ہوگا کہ تو نے کس مال کے عوض صلح میں دیا ہو بشرطیکہ اس صلح کی کوئی تحریر فیصلہ نہ ہو اور اگر غائب ہو کہ اُس سے ملنے کی قدرت نہیں ہو اور بضاعت لینے والا دینے والا دونوں متفق ہیں کہ چور نے دینے وقت کچھ بیان نہیں کیا تھا تو کل مال کے عوض قرار دیا جائیگا یہ خزانہ المفتیین میں ہے۔ مگر یہ کی صلح جائز نہیں ہے کذا فی السراجیہ۔ اگر مدعی دو شخص ہوں اور مدعا علیہ پر سلطان نے ایک کے ساتھ صلح کر لے کیواسطے زبردستی کی اُسے دونوں کے ساتھ صلح کرنی تو جسکے واسطے زبردستی کی گئی تھی اور وہ مجبور کیا گیا تھا اُسکے ساتھ صلح جائز نہیں اور دوسرے کے ساتھ جائز ہے یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ کچھ لوگ ایک شخص کے گھر میں رات یا دن میں اُسکے پاس داخل ہوئے اور اسپر ہتھیار نکالے اور اسکو دھمکا یا ہانتاک کہ اُس نے اپنے دعویٰ سے کسی چیز پر صلح کر لی یا اسکو اقرار یا ابراء مجبور کیا یعنی اگر اُس سے اقرار یا ابراء کر لیا اُسے ایسا ہی کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ امام عظیم رحمہ اللہ کے قیاس پر صلح و اقرار و ابراء جائز ہے کیونکہ امام عظیم رحمہ کے نزدیک اگر اہ صرف سلطان سے ہوتا ہے اور صاحبین رحمہ کے نزدیک اگر اہ ہر ایسے شخص سے ہو سکتا ہے کہ جو اسقدر قدرت و غلبہ رکھتا ہو کہ جس چیز سے وہ ڈراتا ہے اسکو کر دکھاوے اور صاحبین ہی کے قول پر فتویٰ ہے۔ اور اگر اُن لوگوں نے اسکو ہتھیار نکال کر نہ ڈرایا بلکہ اسکو صرف مارا پس اگر شہر میں دن میں ایسا ہو تو صلح جائز ہے۔ اور اگر کسی بڑی لکڑی سے جس سے جان جاتی رہے ڈرایا تو اس حکم میں وہ بمنزلہ ہتھیار کے ہے اور اگر یہ امر راستہ میں رات یا دن میں یا گٹھون میں واقع

صلح بے ضرورت نہیں ہے۔ اگر اہ زبردستی کی ہو تو صلح جائز ہے۔

ہو کہ وہ ان کوئی مددگار فرما دے نہین پہنچ سکتا ہو تو اقرار و صلح باطل ہو اگرچہ انھوں نے ہتھیار نہ نکالے ہوں اور شوہر نے اپنی جوڑ کو دھکا یا تاکہ وہ ہر سے کسی چیز پر صلح کرے یا بری کر دے تو وہ بمنزلہ اجنبی کے ہو۔ اور اگر اسکو طلاق سے دھکا یا یا یوں دھکا یا کہ اُسکے اوپر دوسری سے نکل کر لیکھا کوئی باندی ام ولد بنالیکا تو یہ اگر نہین ہو یہ فتاویٰ قاضیان میں لکھا ہے

**باب ششم**۔ عمال سے صلح کرنے کے بیان میں۔ عمال جو لوگ ہمیشہ پیشہ و کام کرتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے کندی کر نیوالے کندی کیوں اسلئے کوئی کپڑا دیا اُسے کندی میں اسکو پھاڑ دیا پھر مالک نے کندی والے سے کسی قدر معلوم درمون پر صلح کی خواہ اسطور پر کہ درم کے ساتھ کپڑا بھی مالک لے یا کپڑا کندی والے لے تو صلح جائز ہو خواہ درم فی الحال پھڑے ہوں یا میعاد دی اوصار ہوں۔ اسبطرح اگر اُس سے دینا دون پر صلح کی تو بھی جائز ہو خواہ کپڑا مالک کو دینے یا کندی والے کو دینے کی شرط کی ہو اور اگر کسی کیلی یا دوزی پر جو ذمہ مقرر کی ہو صلح کی اور شرط یہ کہ کپڑا کندی والے کو ملے تو صلح حصہ ثوب کی جائز اور حصہ خرق کی باطل ہے۔ اور اگر اس شرط پر واقع ہوئی کہ کپڑا اُسکے مالک کو ملے تو جائز نہیں ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر کندی والے نے کہا کہ میں نے تجھے کپڑا دیدیا اور مالک نے انکار کیا اور صلح کی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک صلح جائز نہیں ہو اور نہ کندی والے کا اجر یعنی مزدوری واجب ہوگی اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک صلح جائز ہو اور ایسے ہی دوسرے قول امام ابو یوسف میں بھی جائز ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قصار یعنی کندی کر نیوالے نے دعویٰ کیا کہ میں نے کپڑا مالک کو دیا اور اجرت طلب کی اور مالک نے انکار کیا پھر اجرت سے نصف پر صلح کی تو جائز ہو۔ اسبطرح اگر کپڑے کے وصول پانے کا اقرار کیا اور دعویٰ کیا کہ میں نے مزدوری اسکو دیدی ہو اور کندی والے نے انکار کیا پھر دونوں نے ادھی اجرت پر صلح کر لی تو جائز ہو یہ خلاصہ میں ہو۔ اخیر مشترک نے دعویٰ کیا کہ مال عین میرے پاس تلف ہو گیا پھر اُس سے درمون پر صلح کر لی تو امام اعظم کے قول پر اجیر مشترک میں ہوتا ہو اسواسلئے اسکے اسکتے کے بعد کہ مال عین میرے پاس تلف ہو گیا ہو صلح کرنا صحیح نہیں ہو جیسا مستودع میں حکم ہو اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہو اور وہ ضامن ہوتا ہو پس مثل غاصب کے اسکا حکم ہو۔ اور چرواہا اگر اجیر مشترک ہو تو اسکا حکم مثل قصار یعنی کندی کر نیوالے کے ہو اور اگر ایک ہی شخص کا اجیر ہو تو اجیر خاص ہو وہ بلا خلاف امین ہوتا ہو اسکا حکم مثل مستودع کے ہو یہ ذخیرہ میں آخر کچھ سوت کی جولاہے کو دیا اور اُس سے جس شرط کے ساتھ بٹنے کو کہا تھا اُسے اسطور سے نہ بنا اور بناوٹ میں اُسکے خلاف کیا تو مالک کو اختیار ہو چاہے اُس سے کپڑا لیکر ایسی بنائی کی جو اجرت ہوتی ہو اُسکو دیدے یا کپڑا اُسکے پاس چھوڑ دے اور اپنے سوت کے مثل سوت اُس سے لے لے اور اگر اُس سے اسطور سے صلح کی کہ کپڑا جولاہے کے پاس رہے اور جولاہے کچھ درہم مسمی کسی میعاد پر مالک کو ادا کرے تو کتاب میں مذکور ہے کہ ایسی صلح جائز نہیں ہو۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ تاویل اس مسئلہ کی اپنی صلح ناجائز ہونگی یہ ہو کہ سوت کے مالک نے یہ کیا کہ کپڑا جولاہے کے پاس چھوڑ دیا اور اپنے سوت کے مثل اُس سے تاوان لیا پھر اُس سے کسی قدر درہم مسمی پر صلح کی اور مدت ادا مقرر کی تو جائز نہیں ہو کیونکہ بن دنیا اُسکے ذمہ دین تھا پھر جب اُس سے اُسکے عوض اوصار درمون پر

لے وہ شخص جس نے اجارہ لیا اس کو تو خلاف امین ہوتا ہو اسکا حکم مثل قصار یعنی کندی کر نیوالے کے بعد کہ مال عین میرے پاس تلف ہو گیا ہو صلح کرنا صحیح نہیں ہو جیسا مستودع میں حکم ہو اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہو اور وہ ضامن ہوتا ہو پس مثل غاصب کے اسکا حکم ہو۔ اور چرواہا اگر اجیر مشترک ہو تو اسکا حکم مثل مستودع کے ہو یہ ذخیرہ میں آخر کچھ سوت کی جولاہے کو دیا اور اُس سے جس شرط کے ساتھ بٹنے کو کہا تھا اُسے اسطور سے نہ بنا اور بناوٹ میں اُسکے خلاف کیا تو مالک کو اختیار ہو چاہے اُس سے کپڑا لیکر ایسی بنائی کی جو اجرت ہوتی ہو اُسکو دیدے یا کپڑا اُسکے پاس چھوڑ دے اور اپنے سوت کے مثل سوت اُس سے لے لے اور اگر اُس سے اسطور سے صلح کی کہ کپڑا جولاہے کے پاس رہے اور جولاہے کچھ درہم مسمی کسی میعاد پر مالک کو ادا کرے تو کتاب میں مذکور ہے کہ ایسی صلح جائز نہیں ہو۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ تاویل اس مسئلہ کی اپنی صلح ناجائز ہونگی یہ ہو کہ سوت کے مالک نے یہ کیا کہ کپڑا جولاہے کے پاس چھوڑ دیا اور اپنے سوت کے مثل اُس سے تاوان لیا پھر اُس سے کسی قدر درہم مسمی پر صلح کی اور مدت ادا مقرر کی تو جائز نہیں ہو کیونکہ بن دنیا اُسکے ذمہ دین تھا پھر جب اُس سے اُسکے عوض اوصار درمون پر

صلح کی تو یہ دین بوجہ دین کے ہوا اور یہ حرام ہے اور اگر یوں ہو کہ کپڑے کو سوت کے مالک نے لے لیا پھر اس طور سے صلح کی کہ کپڑا جو لاسے کا اور جو لاسہ کچھ درم سے کسی مدت مقررہ تک ادا کرے تو صلح جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور اگر یوں صلح کی کہ کپڑا لیکر تھوڑی مہر دوری دیوے اور تھوڑی گھٹا دے تو جائز ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر رنگریز کو ایک کپڑا اس شرط پر دیا کہ ایک درم مین ایک قفیز عصفریے رنگ سے اُسے دو قفیز سے رنگا حتیٰ کہ مالک ثوب کو اختیار حاصل ہو کہ چاہے کپڑا لے اور اُسکو ایک درم اور دوسرے قفیز کی زیادتی دیدے یا کپڑا رنگریز کے پاس چھوڑ دے اور اپنے پسیدہ کپڑے کی قیمت اس سے ڈانڈے پھر مالک نے اس طور سے صلح ٹھرائی کہ کپڑا لیکر ایک قفیز گیمون معین اسکو دیدے تو جائز ہے خواہ اُس سے اجرت اور زیادتی قفیز عصفریے صلح ٹھرائی یا دوسرے قفیز کی زیادتی سے صلح ٹھرائی ہو۔ اور اگر ایک قفیز گیمون اُدھار میعاد پر صلح ٹھرائی تو امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ صورت کتاب مین نہیں لکھی ہے اور مشائخ نے اس مین اختلاف کیا ہے مشائخ عراق نے فرمایا کہ جائز ہے اور مشائخ بلخ نے کہا کہ جائز نہیں ہے۔ اور اگر ایک قفیز عصفریے صلح کی پس اگر قفیز عصفریے مین ہے تو جائز ہے اور اگر غیر معین ہے تو جائز نہیں ہے یہ محیط مین ہے اور اگر رنگریز سے کسی قدر درم مین پر میعاد اُدھار کر کے صلح کی تو جائز ہے اس طرح اگر ایک قیراط سونے پر صلح کی تو جائز ہے بشرطیکہ سونے پر اُسی مجلس مین قبضہ کر لیا اور اگر قبضہ نہ کیا یا اُدھار کر کے میعاد مقرر کی پس اگر قیمت دوسرے قفیز کی جو اُسے رنگ مین زیادہ کی ہو ایک قیراط سونا یا اُس سے زیادہ ہو تو یہ اس طور سے جائز ہے کہ اجرت کو کم کر دیا اور قفیز کی زیادتی کی قیمت مین مدت مقرر کی۔ اور اگر اس قفیز کی قیمت قیراط سونے سے کم ہو تو صلح جائز ہوگی یہ مبسوط مین ہے۔

**سأ توالن یاب۔** بیع اور مسلم مین صلح کر نیکی بیان مین۔ اگر ہزار درم سیاہ پر اپنا غلام فروخت کیا پھر اُس سے ایک ہزار ایک سو درم زیوت یا نہرہ پر صلح کی خواہ نقد فی الحال یا اُدھار میعاد پر تو یہ صلح باطل ہے۔ اس طرح اگر کسی کیلی یا ذنی غیر معین چیز پر صلح قرار دی تو بھی جائز نہیں ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کسی شخص نے کوئی چیز خریدی اُس پر یا اُسے کسی ٹکڑے پر کسی دوسرے شخص نے دعویٰ کیا اور مشتری نے اُس سے صلح کر لی تو جائز ہے اور اگر مشتری نے چاہا کہ یہ بدل صلح بائع سے واپس لے تو اُسکو اختیار ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ حسن بن علی رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے پر بعد قبضہ بیع کے فساد بیع کا دعویٰ کیا اور اُسکو ہنوز گواہ پیش کرنے کی نوبت نہ پہنچی تھی کہ ان مین باہم کچھ دیناروں پر فساد بیع کے دعویٰ سے صلح کر ادیگی تو آیا یہ صلح صحیح ہے انھوں نے فرمایا کہ بیع نہیں ہو پھر کہا گیا کہ اگر اسکے بعد یعنی صلح کے بعد اُسکو گواہ فساد بیع کے ملے اور اُسے پیش کیے تو سماعت ہوگی فرمایا کہ ہاں سماعت ہوگی یہ تاتار خانہ مین ہے۔ اگر دعویٰ کیا کہ میرے اس شخص پر ہزار درم ایک غلام کا مین ہیں جو مین نے اُسکے ہاتھ بطور بیع فاسد فروخت کیا تھا اور وہ غلام تلف کر چکا ہے پھر اُس سے پانچ سو درم پر صلح کر لی اور طالب نے دعویٰ کیا کہ اُسکی قیمت ہزار درم تھی اور مطلوب نے دعویٰ کیا کہ چار سو درم تھی تو صلح جائز ہے کذا فی المبسوط۔

اگر رب المسلم ایک ہی شخص ہو اُسے مسلم ایہ کے ساتھ مسلم فیہ سے راس المال پر صلح کر لی تو جائز ہے کذا فی السراج الوہج اور مسلم فیہ سے سوائے راس المال کے کسی اور خیس پر صلح کرنا جائز نہیں ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر اُس پر ہزار درم اور



ایک کر سلم ہو اور اس سے سود درم پر صلح کر لی تو جائز ہے کذا فی البدائع اور امام ابو حنیفہ رحمہ فرمایا کہ اگر کوئی شخص سلم میں بیع ہو  
 پر صلح کرے کہ نصف راس المال اور نصف سلم بعینہ سے بیوے تو کچھ درہمیں جو بیس لکھ کسی شخص پر ہر اتی کہے سلم میں ہوں  
 اور اس سے نصف راس المال اور نصف سلم پر صلح کر لی اور صلح جائز ہو گئی پھر مسلم ایہ نصف بیع قطع کیا ہو اور دینے لایا  
 اور رب سلم اسکے لینے پر مجبور نہ کیا جائیگا اگر چاہے تو لے لے اور اگر چاہے تو قبول نہ کرے جب تک کہ پورا بیع نہ لاوے  
 یہ محیط میں ہے۔ اگر بیع سلم میں میعاد ہو اور صلح اس شرط سے کہ نصف راس المال لے لے اور نصف سلم توڑ دے اور  
 نصف سلم مدت سے پہلے جلد دیدے تو نصف راس المال کی سلم توڑنا جائز ہے اور تعمیل جائز نہیں ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر  
 کسی شخص سے ایک کر گھوٹ کی سلم قرار دی اور میعاد ایک مہینہ رکھی اور اسی شخص سے ایک کر جو کی سلم قرار دی اور  
 اسکی میعاد دو مہینہ رکھی پھر وقت عقد سے ایک مہینہ گزرا اور گھوٹ کی میعاد آگئی پھر اس سے اس طور سے صلح کی  
 کہ گھوٹ لے لے اور جو کی مدت تک بڑھاوے تو جائز ہے اور اگر اسطور سے صلح کی کہ گھوٹ لینے میں تاخیر کر دے اور جو کے لینے  
 میں تعمیل کرے تو جائز نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر بیع سلم کی میعاد آگئی اور مسلم ایہ نے راس المال میں سے سیقتد اس  
 شرط پر واپس دیا کہ سلم میں ایک مہینہ کی اور میعاد بڑھاوے تو جائز ہے۔ اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ جائز ہے یعنی واپس  
 دینا جائز ہے اور یہ مراد نہیں ہے کہ میعاد دینا جائز ہے یہ قول بعض فقہاء کا ہے کہ میعاد بڑھانا اس صورت میں جائز نہیں ہے اور  
 روایت کتاب کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں اور دوسری صورت میں یعنی جبکہ سلم میں میعاد ہو اور سلم ایہ نے ایک درم راس المال  
 میں سے اس شرط پر کم کر دیا کہ میعاد بڑھاوے تو جائز نہیں ہے ان دونوں صورتوں میں ہی فرق ہے کہ صورت اولیٰ میں جو کتاب  
 میں مذکور ہوئی ہے جائز ہے اور دوسری صورت میں میعاد دینا جائز نہیں ہے اور فرق اسطور سے ہے کہ راس المال کے قبضہ کا اعتبار مسلم  
 کے قبضہ کا ہے کیونکہ دونوں کا جریان قبضہ میں ایک ہی طور پر ہوتا ہے حتیٰ کہ دونوں کا استبدال جائز نہیں ہے اسلیئے کہ اس قبضہ  
 فوت ہو گا پس اگر سلم فی الحال ہو اور اس میں سے بعض مسلم فیہ پر قبضہ کر لیا اس شرط سے کہ باقی کی میعاد مقرر کر دے تو جائز ہے  
 تو اسی کے اعتبار سے اگر بعض راس المال پر اس شرط سے قبضہ کر لیا کہ جب قدر سلم اس پر ہی اسکی میعاد مقرر کر دے تو بھی  
 جائز ہے۔ اور اگر سلم میں میعاد ہو اور بعض مسلم فیہ کو اس شرط سے قبضہ کر لیا کہ باقی کیو اسطے میعاد بڑھاوے تو جائز  
 نہیں ہے اس طرح اگر بعض راس المال پر اس شرط سے قبضہ کیا کہ میعاد بڑھاوے تو بھی جائز نہیں ہے یہ محیط خسی میں  
 ہے۔ اگر سلم کے ایک کر گھوٹ ہوں پھر آدھے کر پر اس شرط سے صلح کی کہ باقی سے اسکو بری کر دے تو جائز ہے۔ اس طرح اگر  
 سلم کے ایک کر گھوٹ کھرے ہوں اور اسے ایک کر دی گھوٹ پر صلح کر لی تو بھی جائز ہے۔ اور اگر سلم کے ایک کر دی  
 گھوٹ ہوں اور اسے نصف کر کھرے گھوٹ پر صلح کی تو دوسرے قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے موافق جائز نہیں  
 ہے اور یہی امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر سلم میں گھوٹ اور راس المال سود درم ہوں پھر سلم سے اس شرط پر  
 صلح کی کہ دو سود درم واپس دیکھا یا سود درم یا پچاس درم واپس دیکھا تو باطل ہے اور اگر گھوٹ نہ لیا کہ میں نے تجھ سے سلم سے اس  
 شرط پر صلح کی کہ تیرے راس المال کے سود درم یا راس المال سے پچاس درم واپس دو گنا تو صحیح ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر  
 یوں کہا کہ میں نے تیرے ساتھ سلم سے راس المال کے سود درم پر صلح کی تو زیادتی جائز نہیں ہے اور اقلہ بقدر راس المال کے



واقع ہوگا ایسا ہی شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہے اور شمس الائمہ بخاری نے اشارہ کیا ہے کہ اس صورت میں اقالہ اصل باطل ہے یہ محیط میں ہے۔  
 دونوں نے بیع مسلم کا اقالہ کر لیا اور اس المال از قسم عرفی تھا کہ وہ تلف ہو گیا یا قبضہ سے پہلے اسکو فروخت کر دیا تو مسلم الیہ  
 اسکی قیمت کا ضامن ہے اور اگر مال کو بلا عوض ہبہ کر دیا ہو تو استحساناً ضامن ہوگا یہ محیط بخاری میں ہے۔ اگر کچھ درہم معدودہ  
 ایک کرگیوں کی مسلم میں کسی میعاد معین کیواسطے دیے پھر کچھ دن بعد دونوں نے باہم اس شرط سے صلح کی کہ مسلم الیہ رب السلم  
 کیواسطے نصف کرگیوں زیادہ کر دے اور اسی مدت معینہ پر ادا کر دے تو بالاجماع جائز نہیں ہے پھر جب جائز نہ ہوئی تو مسلم الیہ رب  
 امام عظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک واجب ہے کہ تہائی راس المال واپس کرے اور اُسپر پورا ایک کر اس میعاد پر واجب ہے۔  
 ہوگا اور صاحبین نے فرمایا کہ کچھ واپس کر لیا اور اُسپر ایک کر پورا واجب ہوگا یہ تصریح منظومہ میں ہے۔ ایک کر  
 گیوں کی مسلم میں ایک کپڑا دیا پھر مسلم الیہ نے اُس کپڑے پر قبضہ کر کے اُس کپڑے کو دوسرے شخص کو مسلم میں دیدیا  
 پھر مسلم الیہ اول نے راس المال پر پہلے رب السلم سے صلح کی پھر اگر یہ صلح اسوقت واقع ہوئی کہ وہ کپڑا دوسرے مسلم الیہ  
 کے پاس سے پہلے مسلم الیہ کے پاس ایسے سبب سے واپس آیا جو ہر طرح سے بیع مسلم کا فتح ہے جیسے خیاردیت یا خیار  
 عیب کی وجہ سے حکم قاضی واپس آیا یا دوسری مسلم میں راس المال پر قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہوئے تو اس صورت  
 میں پہلے مسلم الیہ پر واجب ہے کہ بعینہ وہ کپڑا رب السلم کو واپس کر دے اور اسکو اُس کپڑے کی قیمت کے واپس دینے کا  
 اختیار نہیں ہے اور اگر پہلے مسلم الیہ نے اسکو ہبہ کیا ہو اور پھر ہبہ سے رجوع کر لینے کی وجہ سے وہ کپڑا اُسکے پاس آ گیا  
 ہو خواہ رجوع حکم قاضی ہو یعنی قاضی نے رجوع کی قوت حکم واپسی دیا ہو یا بدون حکم قاضی ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر  
 ایسے سبب سے واپس آیا ہو کہ وہ سبب ہر صورت سے از سر نو ملک شمار ہے جیسے خرید لینا یا ہبہ میں پانا یا میراث میں پانا  
 تو رب السلم کا حق عین اُس کپڑے میں نہیں ہے اسکی قیمت میں ہے۔ پھر اگر دونوں نے اس امر پر صلح کی کہ مسلم الیہ بعینہ وہی  
 کپڑا رب السلم کو واپس کرے پس اگر یہ صلح اسوقت واقع ہوئی کہ قاضی نے اُسپر کپڑے کی قیمت دینے کا حکم نہیں کیا تھا  
 تو قیاساً جائز نہیں ہے اور استحساناً جائز ہے اور اگر قاضی کے قیمت دینے کے حکم کے بعد ایسی صلح قرار دی تو قیاساً جائز  
 نہیں ہے اور استحساناً جائز ہونے میں مشائخ کا اختلاف ہے اور اگر وہ کپڑا مسلم الیہ اول کے پاس ایسے سبب سے  
 واپس آیا جو فتح و تملیک کے مشابہ ہے جیسے اقالہ اور رد بالعیب بدون حکم قاضی کے تو رب السلم کا استحساناً اسکی  
 قیمت میں ہے اُسکے عین میں نہیں ہے۔ اور اگر اُن دونوں نے باہم عین اس کپڑے کی واپسی پر صلح کی پس اگر یہ صلح  
 پہلے اس سے کہ قاضی اُسپر کپڑے کی قیمت دینے کا حکم کرے واقع ہوئی تو قیاساً نہیں جائز ہے اور استحساناً جائز ہے اور  
 اگر اسکے بعد واقع ہوئی تو قیاساً استحساناً دونوں طرح نہیں جائز ہے۔ اور اگر مسلم الیہ اول نے قبضہ کے کہ وہ کپڑا اسکے  
 پاس واپس آوے رب السلم سے صلح کی پھر اسکے بعد وہ کپڑا اُسکے پاس واپس آیا پس اگر بعد اسکے واپس آیا کہ قاضی نے  
 مسلم الیہ اول پر قیمت دینے کا حکم دیدیا ہو تو بعینہ وہ کپڑا لینے پر دونوں کا صلح کرنا جائز ہوگا خواہ کسی سبب سے وہ کپڑا  
 مسلم الیہ اول کے پاس واپس آیا ہو لیکن اگر سبب عیب کے حکم قاضی واپس ملا ہو تو وہ اس کپڑے کو رب السلم کو دیکر  
 اسکی قیمت اُس سے لے لے گا اور اگر قاضی کے قیمت دینے کے حکم دینے سے پہلے اُسکے پاس واپس آیا پس اگر ایسے سبب سے

واپس آیا جو ہر طرح سے فسخ اسلام ہو تو وہ کپڑا پہلے ربہا سلم کو واپس کر دے اور اگر ایسے سبب سے واپس آیا جو تملیک  
 و فسخ کے مشابہ ہو تو اسپر کپڑے کی قیمت ربہا سلم کو دینا واجب ہوگی اور اگر دونوں نے بعینہ اُسی کپڑے کے لینے پر  
 صلح کی تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر سلم میں دو شریک ہوں تو امام اعظم و امام محمد رحمہما اللہ  
 کے نزدیک ایک شریک کا اپنے حصہ راس المال سے کم پر صلح کرنا صحیح نہیں ہے اور اگر اپنے حصہ راس المال پر صلح کر لی تو شریک  
 کی اجازت پر موقوف رہے گی اگر اُس نے رد کر دی تو صلح یا نفل رد ہو جائیگی اور سلم فیہ دونوں میں بجاہ مشترک رہے گا اور اگر  
 اجازت دی تو صلح دونوں پر نافذ ہوگی پس نصف راس المال دونوں میں مشترک اور باقی نصف سلم فیہ بھی دونوں  
 میں مشترک رہے گا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صلح جائز ہے اور نصف راس المال اسکا ہوگا اور اُس کے شریک کو  
 اختیار ہوگا کہ چاہے اُس کے مقبوضہ میں شرکت کرے یا مطلوب سے اپنا حصہ لے لے ولیکن اگر مسلم ایہ پر جو اسکا  
 مال ہے وہ ڈوب جاوے تو اپنے شریک سے لے گا یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ دونوں  
 کا راس المال مخلوط ہو اور اگر مخلوط نہ ہو بلکہ ہر ایک نے اپنا اپنا مال علیحدہ دیا ہو تو اس میں اختلاف ہے بعض مشائخ نے  
 کہا کہ امام محمد رحمہ اللہ و امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی مثل قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہے اور بعضوں  
 نے کہا کہ اس صورت میں بھی اختلاف ہے اور یہی صحیح ہے کذا فی التبيين والکافی۔ اور اگر دو متفاضلون کی کسی شخص پر سلم ہو  
 اور ایک نے راس المال پر صلح کر لی تو جائز ہے اور یہی حکم دو شریک غنّان میں ہے یہ مبسوط میں ہے ساگر زید کا عمرو پر ایک کرگیون  
 سلم میں ہو اور اسکا خالد کفیل ہو پس کفیل نے ربہا سلم سے راس المال پر صلح کر لی تو اختلاف ہے امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد  
 رحمہما اللہ کے نزدیک سلم ایہ کی اجازت پر صلح موقوف ہے اگر اُس نے اجازت دی تو جائز ہوگی اور ربہا سلم کا حق راس المال  
 میں پیدا ہوگا اور اگر باطل کر دی تو باطل ہو جائیگی اور ربہا سلم کا حق الانج یعنی گیون میں رہے گا۔ اسی طرح اگر بدو ن حکم  
 سلم ایہ کے کوئی شخص کفیل ہو اور اُس نے ربہا سلم سے اسطرح صلح کر لی تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے۔ اسی طرح اگر کسی اجنبی  
 نے راس المال پر صلح کر لی اور مال غنّان دیدیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کفیل نے ربہا سلم کے  
 ساتھ جس سلم کے اناج پر صلح کر لی مگر یہ انج سلم سے کھرے ہوئے میں کم ہو تو جائز ہے اور کفیل سلم ایہ سے کھرا اناج  
 جو سلم میں ٹھہرا ہے لے لے گا یہ قتادہ سے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر طالب نے کفیل کو کل سلم ہبہ کر دی تو کفیل کو سلم ایہ  
 سے مسلم کا اناج لینے کا اختیار ہے۔ اور اگر کفیل نے ربہا سلم سے کسی کپڑے یا دھنی چیز پر صلح کر لی تو جائز نہیں ہے بخلاف  
 اسکے اگر کفیل نے سلم ایہ سے سواے سلم کے کسی دوسری چیز پر صلح کر لی تو جائز ہے۔ پھر سلم کے کفیل نے اگر مطلوب کے ساتھ  
 سواے جس سلم کے کسی چیز پر صلح کر لی تو مطلوب کفیل کے قرضہ سے بری ہو گیا اور طالب کے قرضہ سے بری نہ ہوگا پھر  
 بعد اسکے دیکھنا چاہیے کہ اگر کفیل نے ربہا سلم کو اناج دیدیا ہے اور اسکا حق ادا کر دیا ہے تو وہ دونوں بری ہو جائیگے اور  
 اگر طالب نے مطلوب سے اپنا اناج وصول کیا تو مطلوب کو کفیل سے واپس لینے کا اختیار ہے اور کفیل مختار ہوگا  
 چاہے سلم ایہ کو طعام سلم دیدے یا جو کچھ اُس سے لیا ہے وہی واپس کر دے یہ محیط میں ہے۔ اگر کفیل نے ربہا سلم سے  
 اس شرط پر صلح کی کہ ایک دم راس المال میں بڑھا دے اور اس پر قبضہ کر لیا تو جائز نہیں ہے یہ محیط شری میں ہے اور اگر کفیل

۱۲

کفیل نے اس شرط سے صلح کی کہ مسلم ایہ ایک گون گھوٹ بڑھاوے تو جائز نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر رب المسلم نے ایک دم اس شرط سے بڑھا لیا کہ مسلم ایہ ایک گون گھوٹ بڑھاوے تو بھی جائز نہیں ہے یہ بسوط میں ہے۔ اور اگر رب المسلم کے پاس کفیل مسلم کی چیز کیلی یا فدی اس سے گھٹی ہوئی لایا جسکی کفالت کی تھی اور کہا کہ تو اسکو لے لینے تھے ایک دم واپس دو گنا تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک یہ مسلم ایہ سے ناجائز ہے پس ایسا بھی کفیل سے بھی جائز نہیں ہے اور اگر اپنی کفالت سے بڑھی ہوئی جید لایا اور کہا کہ اسکو لے لے اور تھے ایک دم بڑھاوے تو کیلی یا فدی کسی چیز کی مسلم میں یہ جائز نہیں ہے اور اگر مسلم ایہ نے فدی چیز کی مسلم میں ایسا کیا تو جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کفیل نے رب المسلم کو سلم اس موضع کے سواے جو شرط کیا ہے دوسری جگہ ادا کر دی اور اسے قبول کر لیا تو اسکو اختیار ہے کہ مسلم ایہ سے مقام مشروط میں وصول کرے یہ بسوط میں ہے۔ اور اگر کفیل نے طالب سے اس امر پر صلح کی کہ سلم کا اناج موضع مشروط کے سواے دوسری جگہ ادا کر لیا تو جائز نہیں ہے بلکہ اور طالب اناج و کرایہ واپس کر دے تاکہ اسکو موضع مشروط میں ادا کرے۔ اور طعام ادا کر نیک موضع سوا دھرم کو فہ قرار پایا ہے اور طالب نے کفیل سے اس شرط پر صلح کی کہ اناج بدون شرط کے کوفہ میں ادا کرے اور طالب اسکو اس قدر ورم دیکھا تو جائز نہیں ہے اور اگر کفیل نے رب المسلم کو سلم کا اناج بدون شرط کے کوفہ میں ادا کر دیا تو کفیل اسکو مسلم ایہ سے سہا و کوفہ میں لے سکتا ہے کوفہ میں نہیں لے سکتا ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے عمرو کو وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک گڑ گھوٹوں کی مسلم فقہاؤں سے پھر عمر نے مسلم ایہ سے اس المال پر صلح کر لی تو صلح عمرو پر نافذ ہو گئی اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ و امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مثل سلم کے ایک گڑ گھوٹوں موکل کو ڈانڈ دیکھا۔ سیطرح اگر مسلم ایہ کو بطریق صلح کے اس المال پر اناج سلم سے بری کر دیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر عمرو موکل نے مطلوب سے اس المال پر صلح کی اور اس المال پر قبضہ کر لیا تو جائز ہے جیسے کہ بدون صلح کے بری کر دینے کی صورت میں ہے یہ بسوط میں ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کی طرف سود ورم اور سلم کے ایک گڑ گھوٹوں کا دعویٰ کیا اسنے بیس دینار پر صلح کر لی۔ پس اگر اس صورت میں سلم کے اس المال میں ورم ہوں تو سود ورم اور سلم دونوں کے حصہ کی صلح باطل ہوگی خواہ بدل صلح کے دیناروں پر قبضہ کرنے سے پہلے یا بعد دونوں جدا ہوئے ہوں اور اگر اس المال دینار ہوں پس اگر اس المال کے پانچ دینار ہوں اور صلح میں دونوں نے یہ شرط لگائی کہ پانچ دینار بقابلہ سلم کے ہیں اور بیس دینار نقد دیدیہ اور سود ورم کا بھی حصہ نقد دیدیا تو کل کی صلح جائز ہو گئی۔ اور اگر صلح میں دونوں نے پانچ دینار بقابلہ سلم کے قرار دے دیے اور بیس دینار نقد دیدیہ تو امام محمد رحمہ اللہ نے یہ صورت کتاب میں ذکر نہیں فرمائی ہے اور مشائخ نے باہم اختلاف کیا ہے فقہ ابو جعفر مند وانی فرماتے تھے کہ جائز نہیں ہے اور فقہ ابو بکر بنی استاذ ابو جعفر فرماتے تھے کہ جائز ہے اور جب قدر سلم کے حصہ میں بیسے اسپر سلم کا استحسانا اقالہ بقدر اس المال قرار دیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اگر دزد میوں نے کسی ذمی سے شرباب کی مسلم فقہانی پھر دونوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا تو اسکا حصہ سلم باطل ہو گیا اور اپنا حصہ اس المال واپس کر دے پس اگر اپنے اس المال سے اسنے طعام معین یا معادی پر صلح قرار دی تو جائز نہیں ہے اور اگر دوسرے شرباب ذمی کا مال اس صورت میں سلم ایہ پر ڈوب گیا تو وہ اپنے شرباب مسلمان سے اسنے حصہ نہیں میں شرکت کر سکتا ہے۔ اور اگر ایک نصرانی نے دوسرے نصرانی کو شرباب کی

وہ مقام ضامن کے لئے نہیں لگایا گیا

سلم میں دی اور اسکے راس المال یعنی شراب پر قبضہ کر لیا پھر دونوں میں سے ایک شخص مسلمان ہو گیا تو سلم نے ٹیٹنگی اور اگر اس سے مسلمان نہ رہا تو سلم کی تو جائز نہیں ہے۔ اور اگر ایک نصرانی نے سو دوسرے نصرانی کو شراب کی سلم میں دیا اسے سویر پر قبضہ کر کے اسکو تلف کر دیا پھر دونوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا تو سلم ٹوٹ جاوے گی اور اس پر سویر کی قیمت واجب کی گئی لہذا پہلے

**اٹھواں باب** صلح میں شرط خیار اور عیب سے صلح کرنے کے بیان میں۔ اگر خریدنے والے عمر پر سویر کا دعویٰ کیا اسے سویر سے ایک غلام پر صلح کی اور زید کے واسطے یا خود اپنے واسطے تین روز کے خیار کی شرط کی تو صلح جائز اور خیار جائز ہو خواہ مدعا علیہ مقرر ہو یا منکر ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ہوں اسے ایک غلام پر اس شرط سے صلح کی کہ ایک مہینہ کی میعاد پر مدعی اسکو دس دینار اور دیوے اور خیار کی شرط کی پس یہ صحیح ہے اور جب عقد پورا ہو گیا اور مدعی نے قبول کیا تو مطلوب ہزار درم سے بری ہو گیا اور جس روز سے عقد پورا ہوا ہے اسی روز سے دس دینار مدعی پر ایک مہینہ کی میعاد پر واجب ہو گئے لہذا فی المبسوط۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر دس دینار ہوں اسے ایک کپڑے پر ان دیناروں سے صلح کی اور مطلوب نے اپنی ذات کے واسطے تین روز کے خیار کی شرط کی اور کپڑا طالب کو دیدیا اور طالب کے پاس تین روز سے پہلے تلف ہو گیا تو وہ اسکی قیمت کا ضامن ہو گا اور اسکے دینار اسکے قرضدار پر قرضہ میں اور اگر خیار طالب کے واسطے ہو اور کپڑا اسکے پاس مدت خیار میں تلف ہو تو وہ بعوض من کے اسکے پاس تلف ہوا۔ اور اگر کپڑا تلف ہوا بلکہ جسکے واسطے خیار مشروط ہو وہ ہلاک ہو گیا تو صلح تمام ہو گئی یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک شخص کا دوسرے پر قرضہ ہو اسے اپنے غلام پر صلح کی اور تین روز کے خیار کی شرط کی اور تین روز گذر گئے پھر صاحب خیار نے تین روز کے اندر منسوخ صلح کا دعویٰ کیا تو بدو گواہوں کے قبول ہو گا پھر اگر اسے منسوخ کے گواہ دیے اور دوسرے نے تین روز کے اندر صلح تمام کر دینے کے گواہ دیے تو منسوخ کے گواہ قبول ہو گئے۔ اور اگر تین روز کے اندر ایسا اختلاف واقع ہوا تو اسی کا قول جسکو خیار پر خیار منسوخ کر دینے میں قبول ہو گا اور دوسرے کے جو مدعی تمام ہے گواہ قبول ہو گئے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر دو شخصوں کا ایک شخص پر قرضہ ہو اور دونوں نے مطلوب سے ایک غلام پر صلح کی اور دونوں کی واسطے خیار کی شرط کی پھر ایک صلح پر راضی ہوا اور دوسرے نے منسوخ کرنا چاہا تو امام اعظم کے نزدیک وہ منسوخ نہیں کر سکتا ہے اور صاحبین کے نزدیک منسوخ کر سکتا ہے۔ اور اگر ایک شخص کا دو شخصوں پر قرضہ ہو اسے دونوں سے ایک غلام پر صلح کر لی اور تین روز کے خیار کی شرط کی پس اگر خیار طالب کے واسطے ہو اور اسے ایک کے حق میں صلح کی اجازت دی اور دوسرے کے حق میں منسوخ کر دی تو بیشک صاحبین کے قول پر جائز ہے اور امام اعظم سے دور وائتین میں ایک روایت میں دوسرے کے حق میں منسوخ جائز اور دوسری روایت میں نہیں جائز ہے اور اگر دونوں مطلوبوں کو خیار ہو پس ایک نے اجازت دی اور دوسرے نے منسوخ چاہا تو مسئلہ میں اختلاف ہے امام اعظم کے نزدیک کل میں صلح جائز ہوگی اور صاحبین کے نزدیک اجازت دینے والے کے حصہ میں جائز اور دوسرے کے حصہ میں ناجائز ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اگر دعویٰ مدعی سے باوجود انکال کے مدعا علیہ نے صلح کر لی اور اپنے واسطے خیار کی شرط کی پھر حکم خیار عقد منسوخ کر دیا تو مدعی اپنے دعویٰ پر عود کر گیا اور مدعا علیہ صلح کرنا اسکے اقرار کرنے میں نہیں شمار ہو گا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر ایسی چیز پر صلح کی جسکو اس نے نہیں دیکھا ہو تو اسکو دیکھنے کی قوت

خیار حاصل ہو گا کہ ان فی سراجیہ۔ زید نے عمرو کی جانب کسی حق ہو نہ کیا دعویٰ کیا اور عمرو نے ایک زطلی کپڑے کی گھڑی پر صلح کر لی  
 اسکو زید نے بدوں دیکھنے کے اپنے قبضہ میں لیا اور زید نے خالد سے کہا کہ جسے زید پر کسی حق کا دعویٰ کیا تھا اسی گھڑی پر صلح کر کے  
 اس کے قبضہ میں دیدی اور اس نے بھی نہ دیکھی تو خالد کو بوقت دیکھنے کے واپس کر دیتے کا اختیار ہو کہ زید کو واپس کر دے  
 اور زید کو اختیار ہو کہ اگر عمر کو واپس کرے خواہ زید نے خالد سے حکم قاضی واپسی قبول کی ہو یا بلا حکم قاضی قبول کی اور اگر چاہے  
 خیار رویت کے خیار عیب ہو اور خالد نے حکم قاضی بسبب اس عیب کے زید کو واپس کر دی تو زید اسکو عمر کو واپس لے سکتا ہے  
 یہ محیط میں ہے۔ دعویٰ مال سے صلح کرنے میں خیار عیب ثابت ہوتا ہے مثلاً کسی نے زید پر قرضہ کا دعویٰ کیا اس نے ایک غلام  
 پر صلح کر لی اور مصالح نے عیب پا کر واپس کرنا چاہا تو کہہ سکتا ہے اور اسکا حکم مثل بیع کے حکم کے ہو گا کہ اگر حکم قاضی مصالح نے  
 واپس کیا تو صلح کا فسخ ہو اور زید کو اس واپسی میں اختیار ہو کہ اپنے مال کو واپس کرے۔ اور اگر مصالح نے بدوں حکم  
 قاضی کے زید کو واپس دیا اور زید نے قبول کر لیا تو مثل از سر نو بیع ہونے کے حکم کے ہو کہ زید اسکو اپنے مال کو واپس  
 نہیں دے سکتا ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور بسبب عیب کے واپس کرنے کے واسطے مصالح علیہ کا حکم مثل بیع کے ہو کہ تھوڑے  
 سے عیب اور بہت عیب سے واپس ہو سکتا ہے اور مدعی پھر اپنے دعویٰ پر رجوع کر گیا خواہ حکم قاضی واپس کیا ہو یا بلا  
 حکم قاضی واپس کیا ہو یہ بسوط میں ہے۔ اور اگر مدعی نے مصالح علیہ میں عیب پایا لیکن بسبب مدعی کے پاس ہلاک  
 ہو جانے یا اس میں زیادتی یا نقصان آجانے کے مدعی اسکو واپس نہیں کر سکتا ہے تو مدعا علیہ سے حصہ نقصان بھر لیگا پس اگر  
 یہ صلح مدعا علیہ کے اقرار دعویٰ کے بعد واقع ہوئی تو حصہ عیب کو اسی مدعا علیہ میں لے گا۔ اور اگر صلح انکار سے واقع ہوئی ہو تو  
 دعویٰ میں لیگا پس اگر گواہ قائم کیے یا مدعا علیہ سے قسم لی اور اس نے نکل لیا تو حصہ عیب کا مستحق ہو اور اگر قسم کھلانے سے  
 اس نے قسم کھالی تو اس سے کچھ نہیں لے سکتا ہے یہ سر لاج الوہاج میں ہے۔ اگر زید نے عمرو کے مقبوضہ دار پر دعویٰ کیا اور اس سے  
 ایک غلام پر صلح کر لی اور وہ غلام استحقاق ثابت ہو کر لے لیا گیا تو مدعی پھر اپنے دعویٰ پر رجوع کر گیا اور یہ حکم اس وقت ہو کہ  
 مستحق نے صلح کی اجازت نہ دی ہو۔ اور اگر اس نے اجازت دیدی تو غلام مدعی کو دیا جائیگا اور غلام کی قیمت مستحق مدعا علیہ  
 سے لے لے گا اور اگر ادھا غلام استحقاق میں لے لیا گیا تو مدعی کو اختیار ہو کہ باقی آدھے پر راضی ہو کہ نصف دعویٰ پر رجوع  
 کرے یا باقی غلام واپس کر کے پورا دعویٰ کرے۔ اور یہ حکم اس وقت ہو کہ صلح کسی مال عین پر واقع ہوئی ہو اور اگر مال غیر عین  
 مثل درم و دینار کے ہو یا کیلی و زنی غیر عین ہو یا کچھ کپڑے پر میعاد طہر کر وصف بیان کر کے اس کے ذمہ قرار دیے گئے ہوں  
 تو استحقاق ثابت ہونے کی وجہ سے صلح باطل نہ ہوگی اور اس کے مثل مدعا علیہ سے واپس لیگا یہ خزانہ المفتین میں ہے۔  
 ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور باہم قبضہ کر لیا پھر اس میں عیب پایا اور بائع نے انکار کیا کہ میرے  
 پاس کا عیب نہیں ہے یا اقرار کیا پھر اس سے کسی قدر درم و زنی پر فی الحال دینے یا میعاد دی ہو حار دینے پر صلح کر لی تو جائز ہے  
 اور اگر بدوں صلح کی تو باہم قبضہ کر لیا یعنی بائع اس سے پہلے شرط ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر عیب سے کسی معین کپڑے پر صلح  
 کی تو جائز ہے اور اگر کسی قدر معین کیوں پر صلح کی تو بھی جائز ہے اگر قبضہ سے پہلے دونوں جہاد ہو جائیں۔ اور اگر غیر معین  
 ہوں پس اگر اس میں ادا کرنے کی میعاد ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر فی الحال دینے ٹھہرے ہوں پس اگر افتراق سے پہلے ادا

مدعی کو رجوع کا اختیار ہے اگر عیب سے واپس کرے یا اگر عیب سے واپس نہ کرے تو حصہ عیب کو اسی مدعا علیہ میں لے گا۔ اور اگر صلح انکار سے واقع ہوئی ہو تو دعویٰ میں لیگا پس اگر گواہ قائم کیے یا مدعا علیہ سے قسم لی اور اس نے نکل لیا تو حصہ عیب کا مستحق ہو اور اگر قسم کھلانے سے اس نے قسم کھالی تو اس سے کچھ نہیں لے سکتا ہے یہ سر لاج الوہاج میں ہے۔ اگر زید نے عمرو کے مقبوضہ دار پر دعویٰ کیا اور اس سے ایک غلام پر صلح کر لی اور وہ غلام استحقاق ثابت ہو کر لے لیا گیا تو مدعی پھر اپنے دعویٰ پر رجوع کر گیا اور یہ حکم اس وقت ہو کہ مستحق نے صلح کی اجازت نہ دی ہو۔ اور اگر اس نے اجازت دیدی تو غلام مدعی کو دیا جائیگا اور غلام کی قیمت مستحق مدعا علیہ سے لے لے گا اور اگر ادھا غلام استحقاق میں لے لیا گیا تو مدعی کو اختیار ہو کہ باقی آدھے پر راضی ہو کہ نصف دعویٰ پر رجوع کرے یا باقی غلام واپس کر کے پورا دعویٰ کرے۔ اور یہ حکم اس وقت ہو کہ صلح کسی مال عین پر واقع ہوئی ہو اور اگر مال غیر عین مثل درم و دینار کے ہو یا کیلی و زنی غیر عین ہو یا کچھ کپڑے پر میعاد طہر کر وصف بیان کر کے اس کے ذمہ قرار دیے گئے ہوں تو استحقاق ثابت ہونے کی وجہ سے صلح باطل نہ ہوگی اور اس کے مثل مدعا علیہ سے واپس لیگا یہ خزانہ المفتین میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور باہم قبضہ کر لیا پھر اس میں عیب پایا اور بائع نے انکار کیا کہ میرے پاس کا عیب نہیں ہے یا اقرار کیا پھر اس سے کسی قدر درم و زنی پر فی الحال دینے یا میعاد دی ہو حار دینے پر صلح کر لی تو جائز ہے اور اگر بدوں صلح کی تو باہم قبضہ کر لیا یعنی بائع اس سے پہلے شرط ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر عیب سے کسی معین کپڑے پر صلح کی تو جائز ہے اور اگر کسی قدر معین کیوں پر صلح کی تو بھی جائز ہے اگر قبضہ سے پہلے دونوں جہاد ہو جائیں۔ اور اگر غیر معین ہوں پس اگر اس میں ادا کرنے کی میعاد ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر فی الحال دینے ٹھہرے ہوں پس اگر افتراق سے پہلے ادا

کر دے تو جائز ہے اور اگر قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو صلح باطل ہو گئی اس طرح اگر غلام ہو کہ اُس میں عیب پیدا ہو گیا کہ جسکی وجہ سے مشتری اسکو واپس نہیں کر سکتا ہے یا مشتری کے پاس مرگیا یا عیب سے واقف ہونے سے پہلے مشتری نے اسکو آزاد کر دیا پھر عیب سے واقف ہوا اور عیب سے صلح کر لی تو صلح جائز ہے اور اگر مشتری نے اسکو قتل کر دیا پھر اس کے عیب سے واقف ہو کر صلح قرار دی تو صلح جائز نہیں ہے۔ اور اصل اس جنس کے مسائل میں یہ ہے کہ جب مشتری سے واپس کرنا معتذر ہو لیکن نقصان عیب واپس کرے سکتا ہو تو جب بائع سے اُسے عیب سے صلح کر لی تو جائز ہے۔ اور جب مشتری سے واپس کرنا معتذر ہو اور نقصان عیب بھی نہیں لے سکتا ہے جب صلح کی تو جائز نہیں ہے کیونکہ پہلی صورت میں مشتری نے اپنا حق لیا اور دوسری صورت میں ناحق لیا۔ اور اگر عیب سے واقف ہو چکے بعد اسکو آزاد کر دیا پھر عیب سے صلح کی تو جائز نہیں ہے۔ اس طرح اگر اسکو بعد عیب سے واقف ہو چکے بیچ کیواسطے پیش کیا پھر عیب سے صلح کی تو جائز نہیں ہے۔ اگر بیچ ایک غلام ہر اردم کو خرید کر کے قبضہ کیا پھر عمرہ کے ہاتھ فروخت کیا پھر زید اس کے کسی عیب سے واقف ہوا اور اپنے بائع سے درموم پر صلح کی تو جائز نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر وہ غلام دوسرے مشتری کے پاس مرگیا پھر دوسرا مشتری اس کے عیب سے واقف ہوا تو اپنے بائع یعنی مشتری اول سے نقصان عیب لے سکتا ہے اور امام عظیم کے نزدیک پہلے مشتری کو اس نقصان کی وجہ سے اپنے بائع سے نقصان لینے کا یا جو کچھ اُس نے دیا ہے وہ واپس لینے کا اختیار نہیں ہے اور اگر صلح کی یعنی بائع اول سے مشتری اول نے سبب اس عیب کے جسکا نقصان ادا کر دیا ہے صلح کی تو بھی جائز نہیں ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک ہ اس نقصان کو بائع اول سے لے سکتا ہے اور اگر صلح کرے تو بھی جائز ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک شخص نے کوئی کپڑا خریدا اور اسکی قمیص قطع کر کے سلائی پھر اسکو ہنوز فروخت کیا تھا یا نہیں فروخت کیا کہ اُس کے عیب سے قطع ہوا اور بیچ بعد عیب ظاہر ہو چکے واقع ہوئی پھر اپنے بائع سے اس عیب سے کیس قدر درموم پر صلح کر لی تو جائز ہے اس طرح اگر اسکو مٹرخ رنگا پھر فروخت کیا یا نہ کیا حتی کہ عیب سے صلح کر لی تو بھی جائز ہے۔ اور اگر اسکو قطع کر لیا اور تبیں سلا یا یہاں تک کہ فروخت کر دیا پھر عیب سے صلح کی تو صحیح نہیں ہے۔ اور سیاہ رنگنا امام عظیم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بمنزلہ قطع کر نیکی ہے اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک بمنزلہ قطع کر کے سلانے کے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عیب سے اس شرط پر صلح کی کہ تیرے اس مٹو پر اپنی حاجتوں کے واسطے ایک مہینہ سواہ ہو کر جایا کرونگا تو جائز ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ تاویل اسکی یہ ہے کہ سواہ ہونے کی شرط شہر ہی میں قرار دی کیونکہ اگر سواری کی شرط باہر شہر کے یا مطلق سواری لینے کی شرط کی تو جائز نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر کسی عودت سے کوئی چیز خریدی اور اس میں عیب ظاہر ہوا پھر اس عورت نے اس عیب سے اس شرط پر صلح کی کہ مشتری کے ساتھ نکاح کر لیگی تو جائز ہے اور یہ امر اسکی طرف سے عیب کا اقراہ ہے پس اگر اس عیب کا عوض درموم تک ہوتا ہے تو وہی اسکا نہ ہو گیا اور اگر دس درم سے کم ہے تو اُس کے مہر میں دس درم پورے کیے جاویں گے یہ سرل جالو باج میں ہے۔ اگر کوئی مٹو خرید لیا اور اس پر قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ بائع نے اس سے کسی چیز پر اس شرط سے صلح کی کہ بائع کو عیب سے بری کر دے پھر اُس میں کوئی عیب پیدا ہو گیا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشتری اسکی وجہ سے واپس نہیں کر سکتا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ واپس کر سکتا ہے یہ حادی میں ہے۔ اور اگر کسی قسم کے

عیبوں سے صلح کر لی مثلاً کہا کہ میں تیرے ساتھ قرض و شتمط سے صلح کرتا ہوں تو جائز ہو اور بائع فقط اس قسم کے عیبوں سے بری ہوگا پس اگر اس قسم کے سوائے دوسری قسم کا عیب ظاہر ہو تو مشتری مخلص ہو کر سکتا ہو۔ اور اگر مشتری کو کوئی عیب ظاہر نہ ہو لیکن بائع کو اس سے خوف پیدا ہوا اسے مشتری سے ہر عیب سے کسی چیز پر صلح کر کے اسکو دیدی تو صلح جائز ہے یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر بائع نے پچیس سے اور پانچ حدیثات سے کسیدہ درہمون معلوم پر صلح کر لی تو جائز ہے اور یہ فقرہ اہل کوفہ کے چوبایون کے سوداگروں کی اصطلاح امام عظیم رحمہ اللہ تعالیٰ کی وقت میں تھی اور وجہ اسکی یوں ہوئی کہ ابن ابی لیلیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ بدون عیبوں کے بیان کیے عیبوں سے بری کرنا صحیح نہیں ہے پس مخلصین نے غور کیا تو انکو چار یاؤں میں پچیس عیب معلوم ہوئے جو ہر کرتے ہیں پھر اسکے بعد انکو پانچ عیب ورمعی معلوم ہوئے تو انکا نام خمس حدیثات رکھا یعنی پانچ عیب کے لئے معلوم ہوئے نہیں پس چار یاؤں کے فروخت کی وقت ابن ابی لیلی کے قول سے بچے کو اسطے ان سب کو بیان کرتے تھے کیونکہ ابن ابی لیلی اُس وقت کے قاضی تھے یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اگر مشتری نے خرید کردہ چوبایہ کی انکھ میں عیب لکایا اور اس سے کسیدہ درہمون مسمیٰ پر صلح کر لی اور عیب کو بیان نہ کیا تو جائز ہے یہ محیط شری میں ہے۔ ایک شخص نے ایک باندی پر پاس دینا کو خریدی اور باہم قبضہ کر لیا پھر مشتری نے اس میں کچھ عیب لکھا پھر دونوں نے باہم اس شرط پر صلح کی کہ بائع اُس باندی کو واپس کرے اور پاس دینا واپس دے پس اگر بائع نے یہ اقرار کیا کہ یہ عیب میرے پاس کا ہے اسکو باقی کر دینا بھی واپس کر دینا چاہیے اس طرح اگر ایسا عیب ہو کہ مشتری کے پاس پیدا نہیں ہو سکتا ہے تو بھی واپس کر دینا چاہیے۔ اور اگر یوں کہا کہ میرے پاس تھا یا کچھ اقرار و انکار نہ کیا اور اُس کے مثل مشتری کے پاس پیدا ہو سکتا ہے تو بائع کو وہ دینا جائز ہے اور یہ امام عظیم و امام محمد رحمہما کے نزدیک ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہما کے نزدیک دونوں صورتوں میں جائز ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر بائع نے مشتری سے کوئی پٹریا لیکر بیچ کو اس شرط سے واپس قبول کیا کہ تمام مٹن واپس کر دیا تو واپس کرنا جائز ہے پھر اگر بائع اس کا مقر ہو کہ یہ عیب بائع کے پاس کا ہے تو امام عظیم و امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اسکو وہ پٹریا لینا حلال نہیں ہے مشتری کو واپس کر دینا چاہیے اور اگر بائع منکر ہو حالانکہ عیب ایسا ہو کہ مشتری کے پاس پیدا نہیں ہو سکتا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر منکر ہو اور ایسا عیب ہو کہ مشتری کے پاس پیدا ہو سکتا ہے تو بائع پر واجب نہیں ہے کہ پٹریا اسکو واپس کر دے یہ محیط میں ہے۔ اگر مشتری نے کوئی چوبایہ خریدا اور باہمی قبضہ ہو گیا پھر مشتری نے اس میں عیب لکایا اور بائع نے انکار کیا پھر اُس سے صلح کی کہ چوبایہ اور اُس کے ساتھ ایک پٹریا لیکر تمام مٹن واپس کر دیا تو جائز ہے۔ پھر اگر وہ پٹریا استحقاق میں لیا گیا تو بقدر اُس کے حصہ مٹن کے اور وہ مقدار عیب ہو واپس کر دے پھر اگر وہ چوبایہ بائع سے استحقاق میں لیا گیا تو مشتری کو اپنا پٹریا واپس کر لینے کا اختیار ہے کیونکہ ثابت ہوا کہ صلح اور بیع دونوں باطل تھیں یہ حادی میں ہے۔ اگر بیع میں کوئی عیب پایا اور کسیدہ مال برائے صلح کر لی اور مشتری نے اسکو وصول کر لیا پھر اس میں دوسرا عیب پایا تو مشتری کو اختیار ہے کہ بیع کو مع بدلہ لے لے واپس کر دے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اگر کوئی باندی خریدی اور اسکو منکو جھپایا اور بائع کو واپس دینی چاہی اُسے کسیدہ درہمون پر مشتری سے صلح کر لی پھر باندی کے شوہر نے بائن طلاق دیدی تو مشتری کو درم واپس کرتے چاہئے ہیں یہ ذخیرہ میں ہے

سَلَامَةُ قُرُونٍ جَمْعٌ زَمْرٍ مَعْنَى زَمَانٍ ۱۱ اے اہل بیت! اگر کمال کو اختیار دالیں کہ بیچہ میں پر ۱۲ منتر سَلَامُ یعنی نو سو اسماء کے لئے ۳۴



ایک کپڑا خرید کر قیص قطع کرائی اور ہنوز نہ سلائی تھی کہ اُسین ایسا عجیب پایا جسکو اپنے پاس ہونیکا یاٹنے نے اقرار کیا اور باٹنے نے اس شرط سے صلح کر لی کہ باٹنے اس کپڑے کو قبول کرے اور مشتری شن میں سے دودرم کم کر دے تو جائز ہے اور یہ کمی بہ مقابل نقصان فعل مشتری کے قرار دیجائیگی یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے ایک باندی ہزار درم کو خرید کر باہمی قبضہ کر لیا اور مشتری نے اُسین عیب لگایا پھر دونوں نے باہم اس شرط سے صلح کی کہ دونوں میں سے ہر ایک دس درم کم کر دے اور باندی کو کوئی اجنبی لے لے اور وہ اجنبی راضی ہوا کہ اس کمی کے بعد بے بیگا تو اجنبی کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے اور مشتری کی طرف سے کمی کرنا بھی جائز ہے اور باٹنے کی طرف سے کمی جائز نہیں ہے اور اجنبی کو اختیار بھیگا کہ چاہے تو باندی کو نو سو نوے درم میں لے لے اور وہی مشتری کو ملینگے یا ترک کر دے یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر زید نے عمر دے سے ایک باندی ہزار درم کو خریدی اور باہمی قبضہ کر لیا پھر زید نے دوسرے مشتری خالد کے ہاتھ دوا ہزار درم کو فروخت کی اور باہم قبضہ کر لیا پھر خالد نے اُسین عیب لگایا پھر باہم اس شرط سے صلح کی کہ دوسرا مشتری اسکو پیلے باٹنے کو ایک ہزار پانچ سو درم میں واپس کر دے تو جائز ہے اور یہ از سر نو بیع ہے اور دوسرے باٹنے پر اس فعل سے کچھ لازم نہ آدیا گیا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے سے ایک کپڑا دس درم کو خریدا اور باہم دونوں نے قبضہ کر لیا پھر مشتری نے اُسین عیب لگایا اور باٹنے نے انکار کیا پھر تیسرے شخص دونوں کے درمیان پڑا کہ وہ اُس کپڑے کو آٹھ درم میں لے لے اور پہلا باٹنے دوسرے باٹنے سے یعنی مشتری اول سے ایک درم شن کم کر دے تو یہ جائز ہے اور تیسرے شخص کو وہ کپڑا آٹھ درم میں بیع ملیگا پھر اگر تیسرے شخص نے اُسین کوئی دوسرا عیب پا کر پہلے مشتری کو واپس کیا پس اگر پہلے مشتری نے اسکو بدو ن حکم قاضی واپس قبول کیا ہے تو اپنے باٹنے کو واپس نہیں کر سکتا ہے اور اگر حکم قاضی واپس قبول کیا ہے تو اپنے باٹنے سے خصومت کر سکتا ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی شخص نے ایک کپڑا دس درم کو خرید کر کوکے باہم قبضہ کر لیا بعد کسی کندی کر نیو اسے کو کندی کیلئے دیا وہ اسکو پھٹا ہوا لایا اور مشتری نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ یہ باٹنے کے پاس سے پھٹا ہوا آیا ہے یا کندی دے نے اسکو پھاڑا ہے پھر باہمی صلح اس شرط پر قرار دی کہ مشتری کپڑے کو قبول کرے اور باٹنے ایک درم شن کم کر دے اور کندی والا ایک درم مشتری کو دے اور کندی والا اپنی مزدوری مشتری سے لے لے تو جائز ہے اور اگر یہ صلح اس شرط سے ہو کہ باٹنے اُس کپڑے کو قبول کرے اور مشتری ایک درم کم کر دے اور قصار اسکو ایک درم دے تو بھی جائز ہے۔ اور اگر اسطور سے باہم صلح نہ کی اور مدعی نے دعویٰ کیا تو اُس سے کہا جائیگا کہ جیسپر تیراجی چاہے دعوے پیش کرے۔ جیس اگر اسنے باٹنے پر دعویٰ کیا تو کندی والا بری ہو گیا کیونکہ مشتری نے اقرار کیا کہ اسکو دینے سے پہلے یہ کپڑا پھٹا ہوا تھا اور اگر اسنے کندی دے لے پر دعویٰ کیا تو باٹنے بری ہو گیا کیونکہ اسنے اقرار کیا کہ یہ عیب کندی دے لے کے پاس پہلا ہوا ہے۔ اسطرح اگر یہ معاملہ کسی رنگہ زید کے ساتھ جیسے وہ کپڑا عصقرے رنگا تھا پیش آیا پس سب نے باہم یوں صلح کی کہ یہ کپڑا تیسرا شخص نو درم میں لے لے بشرطیکہ باٹنے اول مشتری اول سے ایک درم کم کر دے اور رنگہ زید اسکو ایک درم دیوے تو بھی جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر زید نے کسی کو باندی خریدنے کے واسطے کوئیل کیا اسنے خرید دی پھر موکل نے اُسین عیب لگایا اور باٹنے نے موکل کے ساتھ اس عیب سے کسی چیز پر

وہ مال جو ہنوز بیع کے باہم قرار پایا ہے

بدون موجودگی مشتری کے صلح کر لی تو قیاساً صلح باطل ہو لیکن استحساناً جائز ہو یہ حاوی میں ہو ساگر کسی کو اپنا غلام  
 فروخت کرنے کا وکیل کیا اور مشتری نے اس میں عیب لگا یا پھر موکل نے اس سے اس شرط پر صلح کی کہ میں غلام کو  
 قبول کر لوں اور تو میں سے اس قدر کم کر دے یا میں نے اس سے اس قدر کم کر دے اور بائع کو بری کر دے  
 تو جائز ہو۔ اسی طرح اگر موکل بیع اور موکل خرید دونوں نے ملکر باہم عیب سے اس شرط سے صلح کر لی کہ موکل  
 بیع کو قبول کرے اور موکل خرید میں سے اس قدر کم کر دے یا بیع میں اتنے دن تاخیر کر دے تو بھی جائز ہے  
 یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی شخص نے کوئی غلام کیس قدر درمون کو خرید اور باہم قبضہ کیا پھر مشتری نے اس میں  
 عیب لگایا اور دعویٰ کیا کہ بائع نے اسکو قریب کیو اسطے چھپا ڈالا تھا پھر بائع نے اس سے اس شرط سے صلح کی کہ  
 دامون میں سے اس قدر کم کر دیکجا بشرطیکہ کل عیب سے بائع کو بری کر دے اور مشتری نے ایسا ہی کیا پھر ایک شخص نے  
 اس امر کے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس مشتری کو اپنے واسطے یہ غلام خریدنے کا وکیل کیا تھا اور میں اسکی صلح سے راضی  
 نہیں ہوں تو یہ صلح مشتری کے ذمہ لازم ہوگی موکل کے ذمہ لازم نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک باندی خریدی اور  
 وہ مشتری کے پاس بچہ جنی پھر مشتری نے اسکو ایک چشمہ پایا یعنی کافی تھی اور بائع نے اقرار کیا کہ میں نے مشتری سے قریب  
 دہی کے لیے چھپا ڈالا تھا پھر اس سے صلح کی کہ مشتری باندی اور اس کے بچہ کو ایک کپڑا زیادہ کم کرے واپس کرے اور بائع  
 اسکو پورا میں واپس دیکجا تو یہ جائز ہو اور ایسا ہی نقص بنا اور زیادت بنا اور میں جو یعنی مثل باندی کی زیادتی  
 کے دار کی زیادتی یا کسی کا بھی صلح میں ہی حکم ہو یہ مبسوط میں ہے۔ اگر خریدی ہوئی باندی میں عیب کا دعویٰ کیا اور بائع نے  
 انکار کیا پھر دونوں نے اس شرط پر کیس قدر مال پر صلح کی کہ مشتری بائع کو اس عیب سے بری کر دے پھر ظاہر ہوا کہ اس  
 باندی میں عیب تھا یا تھا لیکن زائل ہو گیا تو بائع کو اپنے بدل صلح واپس کر لینے کا اختیار ہے یہ فصول عماد میں ہے  
**قال مترجم۔** قوله علی ان یرى المشتري البائع من ذلک لعیب علی عدم ذلک لعیب فوجہ الظہور تحقیقاً فانہم مشتری نے اگر کسی  
 خریدے ہوئے جو پایہ کی آنکھ میں عیب لگایا اور بائع نے اس سے اس شرط پر کہ ایک درم میں سے کم کر دے صلح کر لی  
 پھر وہ عیب مثلاً آنکھ کی سپیدی جاتی رہی تو بدل صلح کو واپس کر دے اور صلح باطل ہو گئی۔ اور ایسے ہی اگر  
 بیع کے حل ہوئے دعویٰ سے صلح کی پھر بعد صلح کے ظاہر ہوا کہ حل تھا تو بدل واپس کرے۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے  
 مال کا دعویٰ کیا اور اس سے مال پر صلح کر لی پھر اسکا حق جیسکے عوض صلح کی پھر کسی دوسرے شخص پر ظاہر ہوا تو  
 بدل صلح واپس کرے۔ یہ وجہ کروری میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے ایک باندی خرید کر قبضہ کیا اور اس باندی کو  
 مشتری کے پاس حیض نہ آیا اس نے اس عیب کی وجہ سے کہ یہ منقطعہ الدم بیٹھے اسکے خون آنے کا انقطاع ہو گیا ہے واپس کرنا  
 چاہا اور بائع نے اس سے کسی چیز پر صلح کر لی پھر اسکو حیض آیا تو بائع کو اختیار ہے کہ جو کچھ اس نے دیا ہو مشتری سے واپس  
 کرے یہ تاتار خانیہ میں لکھا ہے۔ اگر ایک کرگھون بعض دوسرے کرگھون کے خریدے اور باہم قبضہ کر لیا پھر دونوں  
 میں سے ایک شخص نے اپنے اناج میں عیب پایا اور دوسرے شخص نے اس سے کچھ درمون یا ایک قبضہ کرگھون یا ایک

صلح تو بالکل واجب ہے کہ قبضہ نہ ہو۔ لفظ اشارہ درخت راکت ہوتا ہے۔ ہر سالہ تو بالکل صحیح ہے۔ اگر قبضہ نہ ہو تو مشتری کو اختیار ہے کہ وہ اس سے صلح کر لے۔ اگر قبضہ نہ ہو تو مشتری کو اختیار ہے کہ وہ اس سے صلح کر لے۔ اگر قبضہ نہ ہو تو مشتری کو اختیار ہے کہ وہ اس سے صلح کر لے۔

تفیز جو پر صلح کرنی چاہی تو جائز نہیں ہے۔ ولکن اگر دونوں نوع مختلف ہو دین مثلاً ایک گریہوں بوض ایک کر جو کے خریدے ہوں تو ایسی صلح جائز ہے اور ایسی صورت میں اگر اُدھار میعادی درمون پر صلح کی پس اگر گریہوں والے نے عیب لگایا اور جو بعینہ قائم بن تو جائز ہے اور اگر جو تلف کر دیے ہوں تو جائز نہیں ہے یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ و دو شخصوں نے کوئی چیز خریدی اور اس میں عیب لگایا پھر ایک شخص نے اپنے حصہ سے صلح کر لی تو جائز ہے اور امام عظیم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسرے شریک کو خصومت کر نیکا اختیار نہیں ہے اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسرا شریک باوجود اپنے شریک کے صلح کر لینے کے عیب کی بابت خصومت کر سکتا ہے کیونکہ امام کے نزدیک اگر ایک شخص نے بائع کو اپنے حصہ عیب سے بری کیا تو دوسرے شریک کا حق باطل ہوتا ہے اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس میں اختلاف کیا ہے یہ محیط شرحی میں لکھا ہے۔ اگر دو کپڑے ہر ایک دس درم کو خریدا اور دونوں پر قبضہ کر لیا پھر ایک میں عیب پایا پھر اس شرط سے صلح کی کہ اس کو بسبب عیب کے واپس کرے اور دوسرے کے وامون میں ایک درم بڑھا دے تو واپس کرنا جائز ہے اور ایک درم کا زیادہ کرنا امام عظیم رحمہم اللہ تعالیٰ و امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک باطل ہے یہ حادی میں لکھا ہے اگر ایک شخص نے ایک باندی ہزار درم میں خریدی اور باہم قبضہ کر لیا پھر اُس نے اسے کافی پایا اور بائع نے اس کا اقرار کیا پھر اُس سے اُسے ایک غلام پر صلح کی اور اُس پر قبضہ کر لیا پھر غلام میں اُسے عیب پایا اور پھر اسے اُس سے دس درم پر صلح کی تو جائز ہے پھر اگر باندی اتحقاق میں لے لی گئی تو بقدر اُس کے حصہ شن کے یعنی نصف واپس یوسے اور اگر اس امر پر گواہ قائم ہوئے کہ یہ باندی آزاد ہے تو غلام واپس کر کے پورے ہزار درم لے لے یہ مبسوط میں ہے۔ قال المترجم حکم مراد یہ ہے کہ غلام مع بدل صلح دس درم کے واپس کر کے ہزار درم لے لے والد علم۔ اگر مکاتب نے کوئی باندی فروخت کی اور مشتری نے اُس میں عیب لگایا پھر اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ کس قدر شن کم کر دے تو استحساناً جائز ہے پھر جب کہ بسبب عیب کے کس قدر شن کم کر دیا تو دیکھنا چاہیے کہ اگر کمی مثل نقصان عیب کے یا کم یا اس قدر زیادہ ہو کہ لوگ اتنا خسارہ برداشت کر لیتے ہیں تو بالا جماع جائز ہے اور اگر زیاتی اس قدر زیادہ ہو کہ لوگ اتنا خسارہ نہیں اٹھاتے ہیں تو اختلاف ہے امام عظیم رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہیں جائز ہے کذا فی محیط

لے جیسی کہ کوئی شخص اگر اسے بعد از ادوی سے آزاد کرے

**نوان باب۔** رقیبت و حریت کے دعوے سے صلح کر نیکے بیان میں۔ ایک شخص نے ایک جہول النسب پر اپنے غلام ہونیکا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا پھر مدعا علیہ نے سو درم پر اس دعویٰ سے صلح کر لی اور مدعی کو دیا تاکہ اس دعویٰ سے باز رہے تو صلح جائز ہے پھر اگر مدعی نے اس کے بعد گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہے تو رقیبت ثابت ہو نیکی حق میں یہ گواہ مقبول نہ ہوئے اور اتحقاق دلاء میں مقبول ہوئے مگر بدو کو اہوں کے وہ دلاء کا مستحق نہیں اور اگر مدعی نے اُس سے مال کا کوئی کفیل لیا تو کفالت جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک باندی سے کہا کہ تو میری باندی ہے اُس نے کہا نہیں بلکہ میں آزاد ہوں اور اُس سے سو درم پر صلح کر لی تو جائز ہے پھر اگر اُس باندی نے گواہ قائم کیے اس امر کے کہ میں اس مدعی کی باندی تھی مگر اس نے سال گذشتہ میں مجھے آزاد کیا ہے یا یہ کہ میں اصلی حرہ ہوں اور میرے

باب ومان آزاد کیے ہوئے یا خاص آزاد تھے تو مدعی سے سودرم واپس لیگی۔ اور اگر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ میں فلان شخص کی باندی تھی اُسے سال گذشتہ میں مجھے آزاد کیا تو اس امر کے گواہ مقبول نہونگے اور سودرم واپس نہیں لے سکتی ہر یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر اس مسئلہ میں بجائے باندی کے غلام ہو اور اُس نے بعد صلح کے اپنی اصلی آزادی کے یا اس امر کے مدعی نے سال گذشتہ میں بحال ملک مجھے آزاد کیا ہو گواہ قائم کیے پس اگر صلح غلام کے ساتھ باوجود انکار دعویٰ کے واقع ہوئی ہو تو غلام کے گواہ مقبول اور بالاجماع مال کو مولیٰ سے واپس لیگا۔ اور اگر غلام نے مدعی کے دعویٰ رقیّت کا اقرار کیا پھر بھی صلح کر لی پھر موافق مذکورہ بالا کے گواہ قائم کیے تو ایسا ہی حکم ہو جیسا مذکور ہوا اور اگر اُسے مولیٰ سے مال صلح واپس لینا چاہا تو بھی صاحبین کے نزدیک یہی حکم ہو کیونکہ غلام کی آزادی کے گواہ بدون دعویٰ کے صاحبین کے نزدیک مقبول ہوتے ہیں پس دعویٰ میں تناقص ہو ناگواہوں کے قبول ہونے کا مانع نہیں ہو جیسا کہ باندی میں مذکور ہوا اور امام عظیم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بسبب تناقص دعویٰ کے گواہ مقبول نہونے چاہئیں اور بدون دعویٰ کے غلام کی آزادی کے گواہ امام رحمہ اللہ کے نزدیک قبول نہیں ہوتے ہیں پس اگر اس صورت میں قبول ہوں تو بلا دعویٰ مقبول ہو نا لازم آتا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر غلام مدعا علیہ نے اس امر کے گواہ دیے کہ میں فلان شخص کا غلام تھا اُسے سال گذشتہ میں مجھے آزاد کیا ہو اور باقی مسئلہ بحال ہو تو مقبول نہ ہونگے یہ محیط شرعی میں ہے۔ اور اگر کسی غلام نے اس امر کا دعویٰ کیا کہ میرے مولیٰ نے مجھے آزاد کیا ہو پس مولیٰ نے سودرم پر اس شرط سے صلح کی کہ میں سودرم غلام کو دو بیگا بشرطیکہ وہ اس دعویٰ سے بری کر دے تو صلح باطل ہو اور جب غلام اپنی آزادی کے گواہ قائم کر لیا آزاد ہو جائیگا اور باندی اس حکم میں مثل غلام کے ہو یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر ام الولد و مدبر نے حقیق کا دعویٰ کیا اور مولیٰ نے اس شرط پر صلح کی کہ دونوں کو اس قدر مال دیگا اور دونوں اس دعویٰ سے باز رہیں تو یہ صلح باطل ہو سیطرہ اگر دونوں نے ام ولد ہونے یا مدبر ہونیکا دعویٰ کیا اور مولیٰ نے اُن دونوں سے اس شرط پر صلح کی کہ اس قدر مال دیگا اور دونوں دعویٰ سے باز رہیں تو بھی باطل ہو یہ محیط میں ہے۔ اگر غلام نے اپنے مالک پر اعتاق صحیح کا دعویٰ کیا اُسے انکار کیا پھر غلام نے اُس سے دو سودرم پر اس شرط سے صلح کی کہ حقیق کو پورا کر دے تو جائز ہے پھر اگر غلام کو اس امر کے گواہ ملے کہ مولیٰ نے اسکو قبل صلح کے آزاد کر دیا تھا تو جو کچھ اُسے مولیٰ کو دیا ہے سب واپس لیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر مکاتب نے اپنے مولیٰ پر دعویٰ کیا کہ اسے آزاد کر دیا ہو اور ہنوز مکاتب نے کچھ مال کتابت ادا نہیں کیا تھا پھر مولیٰ نے اُس سے اس شرط پر صلح کی کہ نصف مال کتابت ادا کرے اور نصف مال مولیٰ کم کر دیگا تو صلح جائز ہے کذا فی المحیط پھر اگر مکاتب نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ مولیٰ نے قبل صلح کے اسکو آزاد کیا ہو تو صلح باطل ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔

**دسواں باب۔** عقار اور اُسکے متعلقات سے صلح کے بیان میں۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے دار مقبوضہ پر دعویٰ کیا اور دونوں نے کسی بیت معلومہ پر صلح قرار دی پس اگر یہ صلح مدعا علیہ کے کسی دوسرے دار کے بیت معلومہ پر واقع ہوئی تو جائز ہے سیطرہ اگر اُسی دار کے بیت معلومہ پر جبکہ دعویٰ کیا ہو صلح کی تو بھی جائز ہے پھر اگر باقی دار پر اُسے دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے تو شیخ الاسلام نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے کہ اگر اُسی دار کے بیت معلومہ پر جبکہ دعویٰ کیا ہو صلح کی ہو

لے آزاد کر ہوا اور مطلق آنا کو بھی لے کر ہے ۱۱

تو اُسکے دعویٰ کے باقی دار پر بعد صلح کے سماعت نہ ہوگی اور یہی ظاہر الروایۃ میں ہے۔ اور ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ سماعت ہوگی اور اسی پر امام ظہیر الدین فتویٰ دیتے تھے۔ اور اس امر پر روایات متفق ہیں کہ اگر مد علیہ نے اقرار کیا کہ یہ دار مدعی کا ہے تو اُسکو حکم کیا جائیگا کہ باقی دار مدعی کے سپرد کر دے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ دار پر حق کا دعویٰ کیا اور حق بیان نہ کیا اور اُس سے اُنسی دار کے بیت معلوم ہو یا دوسرے دار کے بیت معلوم ہو پر صلح کی تو جائز ہے۔ پس اگر اُسی دار کے بیت معلوم ہو جس میں حق کا دعویٰ کیا ہے صلح کی پھر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ یہ سب دار میرا ہے تاکہ باقی دار بھی لے لے تو ظاہر الروایۃ کے موافق گواہ قبول نہ ہونگے اور ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کی کہ قبول ہونگے اور اُسکے نام باقی دار کی ڈگری کر دیا جائیگی اور اگر مدعی نے گواہ قائم نہ کیے بلکہ مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ یہ مدعی کا ہے تو اُسکو حکم کیا جائیگا کہ مدعی کے سپرد کر دے یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اگر کسی شخص کے دار میں سے چند گزوں معلوم کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اس دعویٰ سے کس قدر درمیان معلوم ہو پر صلح کر لی تو بالاتفاق جائز ہے اور اگر مدعا علیہ نے اپنے حصہ دار سے جو کسی دوسرے شخص کے پاس ہے اور وہ مدعا علیہ کے حصہ کا مقرر ہو صلح کی پس اگر مدعی جانتا ہے کہ مدعا علیہ کا اُسکے دار میں اس قدر حصہ ہے تو یہ صلح بالاجماع جائز ہے کیونکہ اگر اُس نے کوئی حصہ کسی دار کا خریدا اور مشتری کو حصہ کی مقدار معلوم ہو تو جائز ہے اور اگر مشتری کو بائع کے حصہ کی مقدار نہیں معلوم ہو یا بائع و مشتری دونوں کو زمین معلوم ہو تو امام عظیم رحمہ اللہ کے نزدیک بیع جائز نہیں ہے پس ایسا ہی حال صلح کا ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بیع جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔

**قال المترجم**۔ پس حاصل مسئلہ کا یہ ہوا کہ اگر مدعی کو مدعا علیہ کے حصہ دار کی جو دوسرے مقرر کے پاس ہے مقدار زمین معلوم ہو تو امام عظیم رحمہ اللہ فتاویٰ کے نزدیک صلح جائز نہیں ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ فتاویٰ کے نزدیک جائز فافہم۔ اگر ایک شخص کے مقبوضہ دار کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا پھر مدعی نے اُس سے کسی قدر درمیان پر صلح کر لی پھر مدعا علیہ نے اقرار کر دیا اور مدعی نے چاہا کہ صلح توڑ دے اور کہا کہ میں نے تو تیرے انکار کی وجہ سے صلح کر لی تھی تو اُسکو صلح توڑنے کا اختیار نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی شخص کے دار میں حق کا دعویٰ کیا پھر اس دعویٰ سے مسئلہ اب پر یا اس شرط پر کہ اس دار کی کسی دیوار پر اس قدر چیزیں رکھیں صلح کر لی تو باطل ہے بشرطیکہ اُسکا کوئی وقت مقرر نہ کیا ہو اور اگر کوئی وقت مقرر کیا مثلاً ایک سال یا اس سے زیادہ کوئی معلوم وقت مقرر کیا تو مسئلہ نے اختلاف کیا ہے کچھ رحمہ اللہ فرمایا کہ صلح جائز ہے اور فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے اور اگر کسی زمین میں حق کا دعویٰ کیا اور اُس سے نہر سے ایک مہینہ تک پانی لینے پر صلح کی تو جائز نہیں ہے اور اگر دسویں حصہ نہر میں زمین پر صلح کی تو بیع پر قیاس کر کے صلح جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر ایک دیوار کے دعویٰ سے راستہ پر صلح کر لی پس اگر راستہ سے راستہ کا رقبہ مراد ہے تو صلح بلا شک ناجائز ہے اور اگر راستہ سے آمد و رفت مراد ہے تو آمد و رفت کے فروخت پر قیاس کر کے دو روایتیں ہیں جس روایت کے موافق آمد و رفت کا حق فروخت کرنا جائز ہے اُسکے موافق ایک شخص کی آمد و رفت کے حق پر صلح جائز ہو جائیگی یہ محیط میں ہے۔ **قال المترجم** راستہ سے طریق خاص مراد ہے چنانچہ قیاس بیع شاہد ہے۔ اگر کسی شخص کے بیت میں حق کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ ایک سال تک

صلح توڑ سکتا ہے یا تو فی الحال مراد ہے یا فی بعض اوقات مراد ہے یا فی بعض اوقات مراد ہے یا فی بعض اوقات مراد ہے

اسکی چھت پر رہا کرے تو کتاب میں مذکور ہو کہ جائز ہو اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ چھت پھر چنانچہ  
ہو اور اگر ایسی نہ ہو تو جس طرح سے چھت کا کرنا یہ دینا جائز نہیں ہو صلح بھی جائز نہیں ہو اور بعض مشائخ نے کہا کہ ہر حال  
میں صلح جائز ہو یہ ظہیر یہ میں ہو اگر ایک شخص کے قبضہ میں ایک بیت ہو اسپر ایک شخص نے دعویٰ کیا اور دونوں  
نے اس شرط سے صلح کی کہ بیت ایک شخص کا اور چھت دوسرے شخص کی ہو تو جائز نہیں ہو جبکہ اسپر کوئی عمارت  
نہو اور اگر عمارت نہو اور اس شرط سے صلح کی کہ بچے کا مکان ایک کا اور بال خانہ دوسرے کا ہو تو جائز ہو کذا فی  
الحادی۔ ایک دار پر دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اپنے غلام کو ایک سال تک مدعی کی خدمت کیواسطے دینے پر صلح  
کر لی تو جائز ہو اور مدعی کو اختیار ہو کہ غلام کو اپنے گھر لیجاوے اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ اپنے گھر لیجانے  
سے یہ مراد نہیں ہو کہ اسکو سفر میں بمقدار سفر لیجاوے بلکہ یہ مراد ہو کہ فناے شہر اور گائون میں لیجاوے اور  
شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ اس مقام پر مدعی کو سفر میں لیجانے کا اختیار ہو اور یہ بھی اختیار ہو کہ غلام کو دوسرے  
کی خدمت کیواسطے مزدوری پر دیدے یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص کے مقبوضہ دار پر کسی حق کا دعویٰ کیا پھر اس سے  
اس شرط پر صلح کی کہ میں اس دار کے فلان بیت میں ہمیشہ رہوں گا یا مرتے دم تک رہوں گا تو جائز نہیں ہو یہ فتاویٰ  
قاضیخان میں ہو۔ اگر کسی کے مقبوضہ دار پر دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اس دار کے کسی بیت معین میں کسی مدت  
معلوم تک کی اجازت پر صلح کر لی تو یہ صلح جائز ہو پھر اگر مدعا علیہ نے مدعی سے اس بیت کی سکونت سے  
سید قدر درابہم معلوم پر صلح کی تو جائز ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص کے مقبوضہ دار پر دعویٰ کیا اور باہم اس شرط سے  
صلح کی کہ قابض اس دار میں ایک سال تک رہ کر مدعی کے سپرد کرے تو جائز ہو اسپر طرح اگر باہم اس شرط سے صلح کی کہ مدعی  
اس میں ایک سال تک ہر قابض کو دیدے تو بھی جائز ہو اور اگر کسی پر قرضہ کا دعویٰ کیا اور دونوں نے اس شرط سے  
صلح کی کہ قرضہ دار اس دار میں ایک سال تک ہر مدعی کے سپرد کرے تو ناجائز ہو کذا فی الذخیرہ ایک شخص کی مقبوضہ میں  
کی نسبت اپنی ملک کا دعویٰ کیا پھر دونوں نے اس شرط پر صلح کی کہ قابض اس میں پانچ برس تک زراعت کرے  
بشرطیکہ قبضہ زمین مدعی کا ہو تو یہ جائز ہو یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہو۔ اگر کسی شخص نے ایک دار میں حق کا دعویٰ کیا پس  
قابض نے مدعی سے غلام یا کوئی حیوان ایک سال خدمت کیواسطے دینے پر صلح کی تو فاسد ہو خواہ صلح باقرار حق  
مدعی ہو یا بخاک ہو پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر مدعا علیہ نے وقت صلح کے یوں کہا تھا کہ میں نے تیرے حق سے یا تیرے حصہ  
سے صلح کی تو یہ مدعا علیہ کی طرف سے حق یا حصہ کا اقرار ہو پھر جب صلح فاسد پھر تو اس سے کہا جائیگا کہ جب قدر  
تو نے اقرار کیا ہو اسکو مدعی کیواسطے بیان کر دے اور اگر یوں کہا تھا کہ میں نے تیرے دعوے سے صلح کر لی تو یہ اقرار  
نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک دار خریدا اور اسکو مسجد بنایا پھر ایک شخص نے اس میں دعویٰ کیا پھر اس سے اس  
مسجد بنانے والے نے یا جگے درمیان وہ مسجد ہو ان لوگوں نے صلح کر لی تو صلح جائز ہو یہ خزانہ المفتیین میں ہے۔ اگر  
ایک دار تین شخصوں میں مشترک ہو یعنی تینوں اسپر قابض ہوں ہر ایک کے قبضہ میں اسکی ایک منزل ہو اور صحن  
اپنے حال پر ہو پھر پھر تینوں نے اس میں جھگڑا کیا تو ہر ایک کو اسکی مقبوضہ منزل ملیگی اور صحن تینوں میں تین تہائی مشترک

بہ تصریح میں اس میں جو شرطیں ہیں بقیہ دار پھر شرائط و احوال و ارباب و اندام و اس کے لئے تو پھر اگر مدعی الائمہ صلح سے مدعا علیہ کو اس بیت میں یہ مدت معلوم سکونت کا حق حال ہو پھر مدعا علیہ نے مدعی سے یوں صلح کی کہ اس قدر دور

ہو نیک حکم ہوگا اور اگر قاضی کے اس حکم سے پہلے باہم اسطور سے صلح کر لی کہ ایک کو نصف صحن اور باقی دونوں کو چوتھائی چوتھائی ملے تو جائز نہ ہوگا اگر صلح میں ایک نے اپنے واسطے دوسرے کی آدھی منزل مقبوضہ شرط کی تو جائز نہ ہو یہ بیسوط میں ہے۔ اگر ایک دار دو شخصوں کے قبضہ میں ہو اور دونوں نے جھگڑا کیا ہر ایک اپنے مالک ہو نیک مدعی ہو تو دونوں کے درمیان نصف نصف کا مثل ترکہ کے حکم دیا جائیگا پس اگر حکم قاضی سے پہلے باہم اسطور سے صلح کی کہ ایک کی دو تہائی اور دوسرے کی تہائی ہو تو جائز نہ ہو یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک دار دو شخصوں کے قبضہ میں اسطور ہو کہ ایک کے قبضہ میں ایک منزل اور دوسرے کے قبضہ میں دوسری منزل ہو اور ایک نے کہا کہ یہ تمام دار میرے اور تیرے درمیان نصف نصف ہو اور دوسرے نے کہا بلکہ تمام دار میرا ہو تو تمام کے مدعی کو اسکا مقبوضہ اور نصف دوسرے کا مقبوضہ دیا جائیگا اور صحن دو تون میں مشترک ہوگا اور اگر حکم قاضی سے پہلے دونوں نے اسطور صلح کر لی کہ دونوں میں برابر تقسیم ہو یا ایک کا تہائی اور دوسرے کا دو تہائی ہو تو جائز نہ ہو اسی طرح اگر بعد حکم قاضی کے اسطور سے صلح کر لی تو بھی جائز نہ ہو۔ اور اگر قبضہ کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص منزل میں رہتا ہو اور دوسرا اس منزل کے بالا خانہ پر ہو اور ہر ایک نے کل کا دعویٰ کیا تو ہر ایک کو اسکا مقبوضہ دیا جائیگا اور صحن دونوں برابر تقسیم ہوگا پھر اگر حکم قضا کے بعد یا اس سے پہلے دونوں نے اسطور سے صلح کر لی کہ بالا خانہ والے کو نیچے کا مکان اور آدھا صحن اور نیچے والے کو بالا خانہ اور آدھا صحن ملے تو جائز نہ ہو یہ بیسوط میں ہے۔ دو شخصوں نے ایک دیوار میں جھگڑا کیا اور دونوں نے اسطور صلح کی کہ ایک کی اصل دیوار اور دوسرے کی اس کے جذوع رکھنے کی جگہ ہو تو جائز نہ ہو اور اگر یوں صلح کی کہ اسپر کوئی دیوار معلوم بنا کے اسپر اپنے جذوع معلوم رکھے تو جائز نہیں ہو یہ محیط خرسی میں ہے۔ اگر دو شخصوں نے ایک دیوار میں جھگڑا کیا اور اسطور سے صلح کی کہ دونوں اسکو گروادین اور در حقیقت اس سے خوف تھا اور گروا کر اس شرط سے بنو ادین کہ ایک شخص کا تہائی اور دوسرے کی دو تہائی ہو اور جو کچھ خرچ پڑے وہ بھی اسی حساب سے دونوں پر تقسیم ہو اور اسی حساب سے ہر ایک اسپر اپنی دھنیاں رکھے تو یہ جائز نہ ہو یہ حاوی میں ہے۔ اگر کسی شخص کے بالا خانہ میں کچھ حق کا دعویٰ کیا پھر اس علو کے کسی بیت معین پر یا کسی دوسرے بالا خانہ کے ایک بیت معین پر صلح کر لی تو جائز نہ ہو کیونکہ اسنے مجہول حق سے معلوم بدل پر صلح کی ہے یہ فتاویٰ قاضین خان میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کی مقبوضہ عمارت دار میں دعویٰ کیا اور اس سے اس دعویٰ عمارت سے کچھ معلوم درمون پر صلح کر لی تو جائز نہ ہو اسی طرح اگر یوں دعویٰ کیا کہ آدھی عمارت میری اور آدھی دوسرے کی ہے اسطور سے کہ دونوں غاصب تھے دونوں نے آدھی آدھی عمارت بنوائی تو بھی صلح کا یہی حکم ہو بخلاف اسکے اگر دوسرے کی مقبوضہ بکری کے ہاتھ یا آنکھ کا دعویٰ کیا اور اس سے صلح کی تو جائز نہیں ہو یہ محیط میں ہے۔ اگر دو شخصوں نے ایک شخص کے مقبوضہ دار پر دعویٰ کیا اور کہا کہ ہم دونوں نے اسکو اپنے باپ سے میراث پایا ہو اور قابض نے اس سے انکار کیا پھر ایک نے اس دعویٰ سے اپنے حصہ سے سودہ پر صلح کر لی اور اس کے شریک نے چاہا کہ اس سودہ میں اسکا شریک ہو تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو اور دوسرے کو بسبب اس صلح کے یہ اختیار نہ ہوگا کہ دار میں سے کچھ لے لے جب تک کہ گواہ قائم نہ کرے اور اگر ایک مدعی نے تمام دعویٰ سے سودہ پر صلح کی اور اپنے بھائی کی سپردگی کا



خاص ہو پس اگر اسکے بھائی نے اسکے سپرد کیا تو صلح جائز ہو اور اسکا بھائی سوکے آدھے یعنی پچاس درم لے لیگا اور اگر اجازت  
 ندی تو وہ اپنے دعویٰ پر باقی رہیگا اور صلح کرنا بلا پچاس درم قابلین کو واپس کر دیکھنا بیسوط میں ہے۔ اور اگر دو شخصوں میں  
 سے ہر ایک کے قبضہ میں ایک ایک دار ہو اور ہر ایک نے دوسرے کے مقبوضہ دار میں اپنے حق کا دعویٰ کیا اور یوں  
 صلح کی کہ ہر ایک دوسرے دار میں سکونت اختیار کرے تو جائز ہے یہی محیط میں ہے۔ اور اگر ہر ایک نے دوسرے کے مقبوضہ دار  
 میں اپنے حق کا دعویٰ کیا اور اس شرط سے صلح کی کہ ہر ایک دوسرے کو اپنا اپنا مقبوضہ بدوون تقسیم و اقرار کے  
 ہوئے تو جائز ہے یہ بیسوط میں ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ میں دعویٰ کیا اور اس سے کیس قدر درہم معلوم ہو  
 صلح کی بشرطیکہ دوسرا ایک کرگہیوں زیادہ کرے۔ پس اگر اس شرط پر صلح ہوئی کہ مدعی وہ دار مدعا علیہ کے پاس چھوڑے  
 اور اگر درم مدعا علیہ کی طرف سے ملین پس اگر کر معین ہو تو بیشک صلح جائز ہو اور اگر معین نہ ہو بلکہ وصف جدید یا  
 درمیانی یا ردی بیان کر کے اسکے ذمہ رکھا گیا ہو تو بھی صلح جائز ہوگی خواہ فی الحال اس پر قبضہ دینا شرط ہو یا میعاد  
 ادا ہوا ہو۔ اور اگر ایسا بھی نہ ہو یعنی کر وصف کر کے ذمہ بھی نہ رکھا گیا ہو بلکہ مطلقاً بلا وصف ہو تو تمام دار کی صلح باطل  
 ہوگی یعنی بقدر حصہ درہم کے بھی صحیح نہ ہوگی۔ اور اگر کر مدعی کی طرف سے ہو اور درہم مدعا علیہ کی طرف سے ہوں پس اگر  
 کر معین بعینہ ہو تو سب کی صلح جائز ہوگی اور اگر غیر معین بذمہ رکھا گیا ہو پس اگر اسکا وصف کیا ہو اور تمام شرائط سلم کی  
 آئین بنی جاتی ہوں مثلاً اگر ادرا کر نیکی میعاد اور مکان ادا اور درمون سے کر کا حصہ بیان ہو تو کل کی صلح جائز ہوگی بشرطیکہ  
 تمام درمون پر مجلس صلح میں قبضہ کیا یا جو حصہ کر کے مقابل ہیں ان پر قبضہ کر لیا ہو اور اگر تمام درہم کے قبضہ سے پہلے دونوں  
 مجلس صلح سے جدا ہو گئے تو حصہ کر کی صلح باطل ہو جائیگی۔ اور اگر کر میں تمام شرائط سلم کی بالاتفاق نیائی گئی ہوں مثلاً  
 آسنے مکان ادا بیان نہ کیا یا درمون سے حصہ کر بیان نہ کیا تو امام عظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کل کی صلح باطل ہو جائیگی  
 خواہ درمون کے دینے میں تعجیل ہوئی ہو یا نہ ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر اس المال کی تعجیل کی ہو تو کل کا عقد  
 جائز ہوگا۔ اور اگر درمون کے دینے میں تعجیل نہ کی ہو تو فقط حصہ کر کی صلح فاسد ہوگی اور اگر کر کے ادا کرنے میں میعاد نہ ہو  
 بالاجماع درمون میں سے حصہ کر کی صلح فاسد ہوگی اور حصہ دار کی صلح فاسد ہونے میں اختلاف ہے صاحبین کے نزدیک  
 جائز رہیگی بشرطیکہ کر کا وصف بیان کیا ہو اور امام عظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز نہ ہوگی اور اگر کر مدعا علیہ کی طرف  
 سے اور درم مدعی کی طرف سے ہوں پس اگر کر معین ہو تو صلح تمام کی جائز ہوگی اور اگر کر وصف کر کے ذمہ رکھا گیا ہو تو اسکا  
 حکم بعینہ ایسی تفصیل سے ہے جو ہم نے مدعی کی طرف سے کر ہونے کی صورت میں بیان کیا ہے۔ اور یہ سب حکم اس صورت  
 میں ہے کہ صلح اس شرط سے واقع ہوئی کہ مدعی اپنے دعویٰ کو ترک کر دے۔ اور اگر اس شرط سے صلح واقع ہوئی کہ مدعی  
 اس دار کو لے لے اور باقی مسئلہ بحال رہے پس اگر کر اور درم مدعی کی طرف سے ہوں یا کر مدعا علیہ کی طرف سے اور درم  
 مدعی کی طرف سے ہوں تو اس صورت کی سب وجوہوں کا حکم وہی ہے جو پہلے صورت میں تفصیل سے بیان کیا ہے  
 پھر یہ سب جو پہلے بیان کیا اس صورت میں ہے کہ تمام کر میں میعاد مقرر ہو اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ بعض کر میں میعاد ہو پس اگر  
 کر میں سے جس قدر میعاد ہی ہو وہ سلم کی مقدار کے لائق ہے تو صلح سب کی جائز ہوگی اور جس قدر کر میعاد ہی ہو وہ درمون کی طرف

لے فاضل اور نہ مل چکے ہمارے تین تھک رہے ہیں ۱۱ خطہ لکھ رہی ہے صلح کے درمون اور حصہ کر کے درم بیان کر کے صلح کر کے بقضہ کیا ۱۱

اور جو فی الحال ہر وہ حصہ دار کے ساتھ عقد کے جائز ہو نیکی واسطے ملا دیا جائیگا۔ اور اگر مدعا علیہ نے وار سے کسی معین حیوان پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعی اسکو ایک کر گیون جید اپنے ذمہ لیکر ادا کرے اور میعاد ہی نہیں مین یعنی قبل فترت کے یہ گیون ادا کرے میعاد نہیں ہو تو صاحبین نے فرمایا کہ جائز نہیں ہو اور امام کے نزدیک واجب ہو کہ جائز ہو اگر چہ کہ بعینہ نہ ہو مگر وصف کر کے ذمہ رکھا گیا ہو کیونکہ کبلی چیز جب ذمہ رکھی گئی اور وہ درمون و دیناروں کے سواے دوسری چیز اعیان کے مقابل بھڑائی گئی تو مٹن ہو جاتی ہو اور ایسے مٹن کے ساتھ خریدنا امام کے نزدیک جائز ہو بشرطیکہ وصف کر کے ذمہ لیا ہو خواہ اسکا ادا کرنا فی الحال قرار پایا ہو یا میعاد ہی ہو یہ محیط مین ہو اور اگر اپنے دعویٰ سے جو اُسے کسی دار کی نسبت کیا ہو ایک کر درمیا نی گیون پر صلح کی پھر اُس کر سے ایک کر جو غیر معین پر صلح کر لی تو جائز ہے یہ مبسوط مین ہو۔ اگر دار کے دعوے سے درمون پر صلح واقع ہوئی اور بدل صلح پر قبضہ کرنے سے پہلے دو نون جدا ہو گئے تو صلح نہ ٹوٹے گی یہ محیط مین ہو۔ اگر کسی شخص نے ایک دار کے دعوے سے جسکو گواہوں نے نہیں دیکھا ہو اور نہ اُس کے حدود کو پہچانا ہو صلح کر لی یا کسی غیر معین دار کے دعویٰ سے صلح کر لی پھر ایک دار پر دعویٰ کیا اور کہا کہ یہ وہ دار نہیں ہو جس سے صلح کی ہو اور مدعا علیہ نے کہا کہ یہ وہی ہو تو دو نون سے باہم قسم بیجا نیگی اور صلح رد کر دی جائیگی اور پھر مدعی دوبارہ دعویٰ کرے یہ مبسوط مین ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کی دیوار مین موضع جدمع کا دعویٰ کیا یا اُسے دار مین کسی راستہ یا پانی کے مسیل کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا پھر اُس سے کیس قدر دراہم معلومہ پر صلح کر لی تو جائز ہو کیونکہ مہول حق سے معلوم بدل پر صلح کی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو۔ ایک شخص کا دروازہ یا موکھلا موجود ہو اُس پر اُس کے پڑوسی نے بھگڑا کیا اور اُسے کیس قدر دراہم معلومہ پر اس شرط سے صلح کی کہ پڑوسی کو دیگا تاکہ وہ موکھلا بند نہ کرے اسکو کھلا رہنے دے تو یہ صلح باطل ہو اسی طرح اگر اس شرط سے صلح واقع ہوئی کہ موکھلے و دروازہ کا مالک کچھ درم لیکر اُن دو نون کو بند کر دے تو بھی باطل ہو یہ ظہیر مین ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے کچھ زمین خریدی پھر بائع نے دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دی اور مشتری ثانی نے وہ زمین لے لی اور مشتری اول نے اُس سے خصوصت کر نیکا قصد کیا پس دوسرے مشتری نے اُس سے کہا کہ زمین برے پاس رہنے دے اور مجھ سے کیس قدر مال معلومہ پر صلح کرے اُس نے ایسا ہی کیا تو صلح جائز ہو اور وہ زمین دوسرے کی ملک پہلے مشتری کی طرف سے ہوئی اسکو یہ اختیار نہیں ہو کہ جو کچھ مال صلح اُس نے اس شرط سے دیا ہو اسکو واپس لےوے یہ خزانۃ المفیتین مین ہو۔ اگر کسی نے دوسرے کی زمین مین سے چند گرون کا دعویٰ کیا اور مالک زمین نے اس دعویٰ سے کیس قدر دراہم معلومہ پر صلح کر لی تو جائز ہو۔ اور اگر زمین دو شخصوں کی ہو کہ اس مین دو نون کی کھیتی ہو اُس پر ایک شخص نے دعویٰ کیا اور دو نون نے انکار کیا پھر ایک نے اس شرط سے صلح کی کہ اسکو سو درم دیوے اور وہ نصف کھیتی مدعی کو دیگا پس اگر کھیتی ایک گئی ہو تو صلح جائز ہو اور اگر کبھی نہ تو بدون شریک کی رضامندی کے صلح جائز نہ ہوگی۔ اور یہ بخلاف اسکے ہو کہ اگر یون صلح کی کہ آدھی کھیتی مع آدھی زمین کے سو درم کی صلح مین دیگا کہ یہ جائز ہو۔ اور اگر تمام کھیتی ایک ہی شخص کی ہو پھر کسی نے اگر دعویٰ کیا پھر مدعی نے اسکو سو درم اس شرط سے دیے کہ آدھی کھیتی دیدے اور زمین نہ دے پس کھیتی بچی ہوئی

ہو تو جائز ہے اور اگر کسی نہ تو جائز نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک قوم کے درمیان ایک نہ ہو اور سمجھون نے اُسکے کھودنے یعنی مٹی صاف کرنے یا بستانہ و پل بندی کرنے پر اس شرط سے صلح کی کہ اُسکا خرچہ سمجھون پر موافق حصہ کے ڈالا جاوے تو جائز ہے یہ بیسویں میں ہے۔ اگر کسی شخص کا چھٹا یا یا نجانہ شائع عام پر ہو اور اُسکے دور کرنے کے واسطے کسی شخص نے اُس سے چھکڑا لیا اور چھتے والے نے اُسکے ساتھ کسی قدر معلوم درمون پر اس شرط سے صلح کی کہ اُسکو اپنی جگہ پر رہنے دے تو ایسی صلح جائز نہیں ہے اور لوگوں کو چاہیے کہ اُسکے دور کرنے کے واسطے اُسکے مالک سے خصوصیت کریں خواہ وہ چھتا قدیمی ہو یا جدید ہو یا اُسکا حال معلوم نہ ہو۔ اور اگر امام وقت نے اُس سے دور کرنے کے واسطے خصوصیت کی پھر اُس سے اس شرط سے صلح کر لی کہ اُسکا چھتا اپنی جگہ پر چھوڑ دیا جائیگا بشرطیکہ وہ کچھ مال معلوم ادا کرے تو جائز ہے بشرطیکہ وہ جدید ہو اور امام وقت کو مسلمانوں کے حق میں یہ مصلحت معلوم ہو کہ اُسکو چھوڑ کر اُسکے عوض مال لیکر بیت المال میں داخل کرے بشرطیکہ عام لوگوں کو اُس سے ضرر نہ ہو یہ ظہیرہ میں ہے۔ اور اگر مخاصم نے چھتا دور کرنے کے واسطے مال دیا ہو تو جائز ہے بشرطیکہ وہ قدیمی ہو اور اگر جدید ہو تو جائز نہیں ہے اور یہی صحیح ہے اور اگر اُسکا حال معلوم نہ ہو اور مخاصم نے اُسکے دور کرنے کے واسطے مال دیا ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر چھتے کے مالک نے مخاصم کو چھتا دور کرنے کے واسطے مال دیا تو کیسے ہی ہو جائز ہے یہ محیط ہر قسم میں ہے۔ اور اگر چھتا خالص راستہ پر کسی کو چھ غیر نافذہ میں ہو پس اگر صلح اس طور سے واقع ہوئی کہ مخاصم کچھ درہم معلوم مالک ظلمہ یعنی چھتے سے لیکر ظلمہ کو اُسی طور سے چھوڑ دے تو صلح جائز نہیں ہے بشرطیکہ قدیمی ہو اور اگر جدید ہو پس اگر مخاصم اس کو چھ کارہنے والا نہ ہو اور اُسکو اس چھتے کے نیچے سے گزرنے کا حق حاصل ہو تو جس شخص کو اُسکے نیچے سے آمد و رفت کا حق حاصل ہے اُسکی اجازت پر موقوف رہیگی۔ اور اگر صلح کر نیو والا اُس کو چھ کارہنے والا ہو پس اگر تمام چھتے سے صلح کی تو صلح جائز ہے اُسکے حصہ کی صحیح ہوگی اور شریکوں کے حصہ کی موقوف رہیگی اگر اُسکے سب شریکوں نے اجازت دیدی تو کل کی صلح جائز ہو جائیگی اور اگر انہوں نے اُسکے صلح کی اجازت نہ دی اور چھتا دور کیا تو بیشک اُسکے شریکوں کے حصہ کی صلح باطل ہوگی یہاں تک کہ چھتے والے کو ان شریکوں کے حصہ کا بدل صلح مصلح سے واپس کر لینے کا اختیار ہے اگر سب بدل صلح اُسکو دیدیا ہو۔ اور اُس میں مشائخ کا اختلاف ہے کہ اُسکے حصہ کا بدل صلح اُسی واپس لے سکتا ہے یا نہیں اور صحیح یہ ہے کہ واپس نہیں لے سکتا ہے اور اگر صلح صرف اُسی صلح کر نیو والے کے حصہ سے ہی تو صلح جائز ہے پھر بعد اُسکے دیکھا جائیگا کہ اگر شریکوں نے چھتا اپنے حال پر چھوڑ دینے میں احسان کیا اور چھوڑ دیا تو تمام بدل صلح مصلح کو دیا جائیگا اور اگر انہوں نے چھتا دور کر دیا تو مصلح سے تمام بدل صلح واپس لینے میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ اور اگر چھتے کا حال معلوم نہ ہو کہ نیا بنا ہو یا پرانا ہو تو صلح جائز نہیں ہے۔ اور اگر صلح اُس چھتے کے دور کرنے پر واقع ہوئی پس اگر اس شرط پر واقع ہوئی کہ مخاصم درم لیکر چھتے کو دور کر دے تو ہر حال میں صلح جائز ہے۔ اور اگر یوں صلح واقع ہوئی کہ چھتے والا مخاصم سے کچھ درم معلوم لیکر چھتا دور کر دے تو جائز ہے اگر چھتا قدیمی ہو یا بطرح اگر جدید ہو یا چھوڑا حال ہو تو بھی ہی حکم ہے کذا فی محیط اور یہی صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص کا ایک قتل کی ملک میں ہو اُسکی شہین بھوٹ کر پڑوسی کے

ملک پر کسی دکان کی لٹور لگا جو کہ چارے اُڑتے ہیں اور چارے اُڑتے ہیں ۱۱

گھر میں جا چکے ہیں اسنے انکا قطع کر دینا چاہا اور نخل کے مالک نے کسیدہ در راہم معلومہ پر اس شرط سے صلح کی کہ نخل کو ایسا ہی  
 چھوڑ دے تو یہ ناجائز ہو اور اگر کاٹ ڈالنے پر صلح واقع ہوئی پس اگر مالک نخل نے پڑوسی کو کچھ درم اسنے قطع کیواسطے  
 دیے تو جائز ہو اور اگر پڑوسی نے نخل والے کو کچھ درم اس قطع کیواسطے دیے تو صلح باطل ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے کسی  
 زمین کے نخل کا مع صل کے دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا پھر اس شرط سے صلح کی کہ اس سال جو اسمین پھل آوین وہ مدعی  
 کے ہیں تو جائز نہیں ہو کیونکہ یہ صلح ایسے بدل پر واقع ہوئی کہ وہ معدوم و مہول ہو حالانکہ اسنے سپرد کرنے کی ضرورت ہو  
 یہ ظہیر میں ہو۔ ایک شخص کے اجمہ مقبوضہ پر حق کا دعویٰ کیا پھر اسنے اس طور سے صلح کی کہ اس اجمہ کا شکار ایک سال  
 ایک مدعی کو دیا جائیگا پس اگر اجمہ کے صید مدعا علیہ کے ملک انہوں تو کسی حال میں صلح جائز نہیں ہو اور اگر ملک ہوں  
 مثلاً پکڑ کے اجمہ میں چھوڑ دیے ہوں پس اگر بدون شکار کر نیکی انکا پکڑنا ممکن ہو تو صلح جائز ہے اگر بدون شکار کر نیکی  
 باقہ نہیں آسکتے ہیں تو صلح جائز نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے ایسا دار خرید اجمہ کا کوئی شفعہ ہو پس شفعہ نے  
 اس شرط سے صلح کی کہ مشتری اسکو کسیدہ در راہم معلومہ دے تاکہ وہ شفعہ سپرد کر دے تو مال واجب ہوگا اور شفعہ  
 باطل ہو جائیگا اور اگر مال لے لیا ہو تو مشتری کو واپس کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر مشتری نے شفعہ  
 کے ساتھ اس شرط سے صلح کی کہ اسکو دار دیدے اور شفعہ شن پر کسیدہ رشتے معلوم بڑھا دے تو جائز ہو یہ مبسوط میں ہو  
 اور اگر اس شرط سے صلح کی کہ نصف یا تہائی یا چوتھائی دار لے لے اور باقی کا شفعہ مشتری کو سپرد کر دے تو جائز ہو اور اگر  
 شفعہ کے طلب شفعہ اور گواہ کر لینے کے بعد جب شفعہ مؤکد ہو گیا تب ایسی صلح واقع ہوئی تو شفعہ شفعہ سے نصف دار کا  
 لینے والا ہو جائیگا حتیٰ کہ حسین سے نصف بطور شفعہ کے لے لیا ہو اسمین جدید شفعہ دوبارہ نہیں ہو سکتا ہو اور شفعہ  
 صلح سے باقی نصف کا شفعہ مشتری کو دیدینے والا ہو جائیگا حتیٰ کہ اگر یہ شفعہ بیع یا طریق میں شرکت رکھتا ہو تو پڑوسی کو  
 اختیار ہوگا کہ جو نصف شفعہ نے شفعہ میں نہیں لیا ہو اسکو لے لے اور اگر شفعہ کے طلب کرنے سے پہلے یہ صلح واقع ہوئی  
 تو نصف کو از سر نو بیع جدید میں لینے والا قرار دیا جائیگا اور اسمین جدید شفعہ ہو سکتا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر مشتری نے  
 شفعہ سے اس شرط سے صلح کی کہ دار کے کسی حدیت کو اسے حصہ شن کے عوض لیکر شفعہ سپرد کر دے تو صلح باطل ہو اور  
 حق شفعہ باقی رہیگا اور یہ حکم اسوقت ہو کہ شفعہ کے طلب کر نیکی بعد ایسی صلح واقع ہوئی ہو اور اگر قبل طلب کے  
 ایسی صلح ہوئی تو صلح باطل ہو اور شفعہ بھی باطل ہو جائیگا یہ محیط خرسی میں ہو۔ اگر کسی شخص نے کسی دار میں شفعہ طلب  
 کیا اور مشتری نے اس سے اس شرط سے صلح کی کہ شفعہ کو دوسرا دار جو عرض کسیدہ در راہم معلومہ کے دیدے بشرطیکہ وہ  
 شفعہ مشتری کے سپرد کر دے تو یہ فاسد ہو یہ مبسوط میں ہو۔ ایک شخص نے ایک دار خرید اس دار کے کسی حصہ کی  
 نسبت ایک شخص نے خصومت کی اور باقی میں شفعہ کا دعویٰ کیا پھر اس سے اس شرط سے صلح کی کہ نصف دار نصف  
 شن میں اس شرط سے دیدے کہ مدعی دعویٰ سے بری کرے تو جائز ہو اور اگر کسی دوسرے دار کے نصف دینے پر اسطور  
 سے صلح کی تو جائز نہیں ہو یہ محیط خرسی میں ہو۔ ایک زمین خریدی اور شفعہ نے شفعہ سپرد کر دیا پھر شفعہ نے شفعہ  
 سپرد کر دینے سے انکار کیا پھر اس سے مشتری نے اس شرط سے صلح کی کہ نصف زمین نصف شن میں لے لے تو جائز ہو

اور یہ بیع جدید قرار دی جائیگی۔ اس طرح اگر شفعہ طلب شفعہ کے بعد مر گیا پھر مشتری نے اُسکے وارثوں سے اسی طرح صلح کی تو بھی جائز ہے اور بیع جدید قرار دی جائیگی اور اگر مشتری مر گیا اور مشتری کے وارثوں نے اس شرط سے صلح کی کہ ہم نصف دار نصف شمن میں دیدین تو بھی جائز ہے اور یہ لینا شفعہ کی راہ سے ہوگا جدید بیع قرار نہ دی جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کسی دار کے شفعہ میں ایک شریک اور ایک پڑوسی نے جھگڑا کیا اور باہم اس شرط سے صلح کی کہ نصف نصف برابر دونوں نے لین اور مشتری نے دونوں کو دیدیا تو جائز ہے کذا فی الحاکم

**باب گیارہواں۔** قسم میں صلح کر نیکی بیان میں۔ ایک نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا اُس نے انکار کیا پھر دونوں نے صلح کی کہ مدعا علیہ قسم کھائے اور وہ مال سے بری ہو اور مدعا علیہ نے قسم کھالی تو صلح باطل ہو اور مدعی اپنے دعویٰ پر باقی رہیگا اگر اُس نے گواہ قائم کیے تو مال بے لیگا اور اگر گواہ نہ پائے اور اس سے قسم طلب کی پس اگر اسلام کھانا قاضی کے سامنے نہ تھا تو قاضی دوبارہ اُس سے قسم لیگا اور اگر قاضی کے سامنے نہ تھا تو دوبارہ قسم نہ لیگا یہ فیصلہ عادیہ میں ہے۔ اور اگر دونوں نے اس شرط سے صلح کی کہ اگر مدعا علیہ قسم کھائے تو وہ خصومت سے اس وقت تک بری ہو جب تک مدعی کو گواہ ملین اور اُس نے قسم کھالی تو خصومت سے بری ہونے میں مشائخ کا اختلاف ہے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ خصومت سے بری ہوگا اور یہی اصح ہے حتیٰ کہ مدعی کو اختیار ہے کہ قاضی کے سامنے دوبارہ اُس سے قسم لیوے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور اگر دونوں نے اس طرح صلح ٹھہرائی کہ مدعی اپنے دعویٰ پر قسم کھائے تو مدعا علیہ اُسکے مال کا قضا ہو اور اگر مدعی نے اس شرط پر قسم کھالی اور مدعا علیہ نے اُس مال سے انکار کیا تو پھر اُسکے ذمہ کچھ لازم نہ آوے گا اور صلح باطل ہو۔ اس طرح اگر دونوں نے اس طرح صلح کی کہ طالب و مطلوب دونوں قسم کھالیں پھر مدعا علیہ پر نصف مال دعویٰ لازم آوے گا تو بھی باطل ہے۔ اور اگر دونوں نے اس طرح صلح کی کہ طالب آج کے روز اپنے دعویٰ پر قسم کھائے اور اگر آج کا دن گزر گیا اور اُس نے قسم نہ کھائی تو اُسکا کچھ حق نہیں ہو پھر وہ دن گزر گیا اور مدعی نے قسم نہ کھائی تو صلح باطل ہو اور مدعی اپنے دعویٰ پر باقی رہیگا اس طرح اگر یوں صلح کی کہ مطلوب قسم کھائے تو وہ مال کا ضامن ہو یا اسپر مال ہو یا مقر مال ہو تو بھی صلح باطل ہو اور مشروط غیر لازم ہو یہ مبسوط میں ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر مال یا اُسکے ماسوا کا دعویٰ کیا اور اُس نے انکار کیا اور مدعی کے پاس گواہ نہیں ہیں اُس نے مدعا علیہ کی قسم کی درخواست کی اور قاضی نے قسم اسپر رکھی اور اُس نے کسی قدر درہم معلومہ پر اس شرط سے صلح کی کہ اس طور سے قسم نہ لے تو صلح جائز ہے اور وہ اس صلح سے قسم سے بری ہوگا اس طرح اگر یوں صلح کی کہ میں نے تجھ سے اُس قسم سے جو تیری طرف سے مجھے لازم آئی ہو صلح کی یا یوں کہا کہ مجھے جو تیری طرف سے قسم آئی ہے اس قدر درہم پرندیہ کی اور دوسرا شخص راضی ہو گیا تو صلح جائز ہے۔ اور اگر قسم کو بعض مال معلوم کے خرید یا مشتری نے قسم اسکے ہاتھ مال معلوم پر فروخت کی تو جائز نہیں ہے یہ سراج الوہج میں ہے۔ اگر یوں صلح ٹھہرائی کہ طالب یا مطلوب قسم کھائے اور آدھا مال مدعا علیہ پر ہوگا۔ یا آج کے روز طالب یا مطلوب قسم کھائے بشرطیکہ اگر آج قسم نہ کھائے تو مال اسپر ہو یا طالب آج کے روز قسم کھائے کہ جو لیگا وہ حق ہے تو یہ سب صورتیں صلح کی باطل ہیں کیونکہ یہ صلح

شرح میں یہ وجہ کر دی ہیں۔ اور اگر یوں صلح قرار دی کہ طالب نے غلام کی آزادی یا عورت کی طلاق یا حج یا ایمان  
 مؤکدہ کی قسم کھا دے اگر اسطور سے قسم کھا لیگا تو اسکا مال مجھے ہو تو اس صورت میں مطلوب پر کچھ لازم نہ آدینگا  
 اور نہ طالب پر طلاق و عتاق لازم آدینگا لیکن اگر مطلوب اس امر کے گواہ قائم کرے کہ میں نے مدعی کو یہ مال ادا کر دیا ہے  
 یا اُسے مجھے اس مال سے بری کر دیا ہے تو اسوقت میں اسکا غلام آزاد ہو جائیگا اور اس کی جو رد پر طلاق ہو جائیگی  
 کیونکہ مدعی کا اپنی قسم میں حانت ہو نا عادل گواہوں سے ثابت ہو گیا اسی طرح اگر اس شرط سے صلح کی کہ مدعا علیہ  
 ان چیزوں کی اسطور سے قسم کھا دے کہ اگر اسطور سے قسم کھا لیگا تو وہ میرے دعویٰ سے بری ہے اُسے قسم کھالی تو  
 بری نہ ہوگا اور طلاق و عتاق واقع نہوگی لیکن اگر مدعی نے اپنے دعویٰ کے گواہ قائم کیے تو اسوقت میں مطلوب کا  
 طلاق و عتاق واقع ہو جائیگا کیونکہ اسکا حانت ہو نا عادل گواہوں سے ثابت ہو گیا یہ محیط میں لکھا ہے۔

**باب بارہواں** خون اور زخموں سے صلح کرنے کے بیان میں نفس اور نفس سے کم پر عہد یا خطا جرم کرنے سے  
 صلح کرنا جائز ہے لیکن اگر عہد جرم کرنے سے ویت سے زیادہ پر بھی صلح کی تو بھی جائز ہے یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور یہ  
 مال جرم کرنے والے پر اُس کے مال سے فی الحال دیا جاوے گا اور اُس کی مددگار برادری پر واجب نہوگا کذا فی الحادی  
 اور خطا سے جرم کرنے میں اگر دیت سے زیادہ پر صلح کی تو جائز نہیں ہے یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور یہ حکم اسوقت ہے کہ  
 جب کسی مقدار دیت پر جو مقررہ ہیں صلح قرار دی ہو اور اُس میں زیادتی کی ہو اور اگر سوائے اُن مقداروں کے کسی  
 مال پر صلح قرار دی ہو اور اس میں زیادتی کی تو جائز ہے لیکن اُسی مجلس میں قبضہ کر لینا شرط ہے تاکہ دین سے بعض دین کے  
 بدون قبضہ کے انفاق لازم نہ آوے۔ اگر قاضی نے جرم پر سواونٹ دیت کا حکم کیا اُس نے سواونٹ سے سو سے زیادہ  
 نکال یوں بر جو اُس کے پاس موجود ہیں صلح کی اور گائیں اسکو دیدین تو جائز ہے اور اگر کسی قدر اونٹوں سے سوائے دم  
 و دینار کے کسی کیلی یا دوزنی چیز پر اوصار میعاد صلح کی تو جائز نہیں ہے کیونکہ معارفۃ الدین بالذین ہے۔ اور اگر  
 دیت کے اونٹوں سے ان کے مثل قیمت پر یا اسقدر زیادتی پر کہ لوگ برداشت کر لیا کرتے ہیں صلح کر لی تو جائز ہے  
 اور اگر زیادتی میں اسقدر خسارہ ہے کہ لوگ برداشت نہیں کیا کرتے ہیں تو صلح جائز نہوگی۔ اور اگر قاضی نے اسپردم  
 یا دیناروں کا دیت میں حکم کیا اور قاتل نے اپنے گھوٹ یا جو یا اونٹ دگاے وغیرہ پر جو اُس کے پاس موجود نہیں  
 ہیں صلح قرار دی تو جائز نہیں ہے اگرچہ جدا ہونے سے پہلے ان چیزوں کو دیدے کیونکہ ایسی چیز کی بیع کرنا جو آدمی  
 کے پاس وقت عقد کے موجود نہ ہو سوائے سلم کے اور صورت میں جائز نہیں ہے۔ اور اگر قاضی نے اسپر اونٹ یا گائے  
 کا دیت میں حکم کیا اور اُس نے اپنے گھوٹ وغیرہ پر صلح کی حالانکہ بدل اُس کے پاس موجود نہیں ہے لیکن جدائی  
 سے پہلے اُسے یہ اناج دیدیا تو جائز ہے اور اگر جدائی سے پہلے یہ اناج نہ دیا اور دونوں جدا ہو گئے تو صلح جائز نہوگی  
 یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر مجرم کے سوائے دوسرے شخص نے دیت سے زیادہ پر صلح کی اور ضامن ہو تو  
 زیادتی باطل ہوگی اگرچہ صلح جس دیت کے سوائے دوسری جنس پر ہو۔ اور اگر درمون کا اسپر حکم ہوا اور  
 اُسے دینار دینا پر صلح کر لی اور اُسی مجلس میں قبضہ کر لیا تو جائز ہے اور اگر ڈگری ہونے سے پہلے دو سواونٹ

لے ان بیع اول میں صلح سے قبضہ نہیں ہوتا ہے بلکہ دینار و دینار کا صلح کرنا جائز ہے



غیر معین پر صلح کر لی تو سزا میں سے واجب ہون کے اور خیار طالب کو ہے پس جس سن کے اونٹا دیت میں واجب ہوتے ہیں اگر اس سے نقصان ہو تو طالب کو اختیار ہوگا کہ صلح کو رد کر دے یہ حاوی میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو عمدہ قتل کیا اور تیسرے کو خطا سے قتل کیا پھر دونوں کے دیون سے دونوں دیتوں سے زیادہ پر صلح کی تو صلح جائز ہو اور مقتول خطا کے ولی کو بقدر ویت کے ملے گا اور باقی عمدہ مقتول کے ولی کو ملے گا اور اگر دونوں کے وارثوں سے دو دیت یا کم پر صلح کی تو دونوں میں برابر تقسیم ہوں گی یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور قتل عمد کے بدلہ صلح کا حکم مہر کے مانند ہے تو جیسے جہالت مہر میں برداشت کر لیا جاتی ہے وہی یہاں بھی برداشت کی جاوے گی۔ اور جو چیز تسمیہ صحیح ہونے کی مانع ہے وہ صلح میں وجوب بدل کی مانع ہے اور سبھی کے فاسد ہونے کے وقت قصاص ساقط ہو جاتا ہے اور نفس کا بدلہ یعنی دیت واجب ہوتی ہے جیسے نکاح میں مہر مثل واجب ہوتا ہے مثلاً ایک کپڑے پر صلح قرار دی دلیکن ایک صورت میں نکاح و صلح میں فرق ہے وہ یہ ہے کہ اگر شراب پر نکاح کیا تو مہر مثل واجب ہوگا اور عمدہ خون کرنے سے اگر شراب پر صلح کی تو کچھ واجب ہوگا یہ کافی میں ہے اور قتل خطا میں دیت واجب ہوگی یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور اگر عمدہ ہاتھ کاٹنے سے شراب یا سور پر صلح کی تو تسمیہ جائز نہیں ہے و لیکن عفو صحیح ہے یعنی قصاص معاف کر کے اسے جو بدل مقرر کیا وہ بدل ناجائز اور عفو صحیح ہے اور مقطوع الید ہاتھ کاٹنے والے سے کچھ نہیں لے سکتا ہے اور اگر خطا سے اسے ہاتھ کاٹا ہو اور باقی مسئلہ بحال رہے تو ہاتھ لٹکا ہوا اس سے دیت لے سکتا ہے اور اگر کسی آزاد کے دینے پر صلح واقع ہوئی تو یہ بھی مثل شراب و سور پر صلح واقع ہونے کے ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ہر ایک کا خون دوسرے پر آتا ہے اور دونوں نے ایک دوسرے کو خون سے معاف کر دینے پر صلح کی تو جائز ہے جیسے خلع میں ہے یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ ایک شخص کو عمدہ زخمی کیا اور اس سے صلح کی تو دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو زخم سے اچھا ہو گیا یا مر گیا پس اگر زخم سے یا ضرب سے یا سرنجھی کرنے سے یا کاٹ ڈالنے سے یا کسی جرم سے فقط ان چیزوں سے صلح کی تو صلح جائز ہے بشرطیکہ اس طرح اچھا ہوا ہو کہ اسکا کچھ اثر باقی ہو اور اگر اس طرح اچھا ہو گیا کہ اثر بھی باقی نہ رہا تو صلح باطل ہو گئی اور اگر اس جنابت سے مر گیا تو بخلات صاحبین کے امام کے نزدیک یہ حکم ہے کہ صلح باطل ہو گئی اور دیت واجب ہوگی اور اگر ان یا بچوں چیزوں اور جو کچھ ان سے حادث ہو صلح کی تو صلح جائز ہے اگر اس سے مر گیا اور اگر اچھا ہو گیا تو اس مقام پر مذکور ہے کہ صلح جائز ہے اور کتاب الوکالت میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے دوسرے کے سر میں ہڈی کھول دینے والا زخم لگا یا پھر کسی کو وکیل کیا کہ اس سے صلح کرے اسطور سے کہ اس زخم سر سے اور جو کچھ اس سے نفس تک پیدا ہو صلح کرے یعنی نفس ضائع ہو جانے تک صلح کرے پس اگر وہ شخص مر گیا تو صلح نفس سے قرار دیجائیگی اور اگر اچھا ہو گیا تو دس حصوں میں سے ساڑھے نو حصے مال واجب ہوگا اور نصف دسواں حصہ جبکہ زخم آگیا ہے وہ واپس کر دیجائے اور عامہ متلخ نے فرمایا کہ ان دونوں روایتوں میں اختلاف بسبب اختلاف وضع کے ہے کیونکہ اس مقام پر یوں صلح کی کہ جو کچھ اس زخم سر سے نفس ضائع ہونے تک پیدا ہو سب سے صلح کی اور یہ ایک نئے معلوم ہے لہذا بدلہ صلح کو قائم و حادث دونوں پر تقسیم کرنا ممکن ہوا اور اس مقام پر زخم اور جو اس سے پیدا ہو صلح قرار دی ہے اور بلیہ رجول ہے کبھی پیدا ہوتا ہے اور کبھی نہیں پیدا ہوتا ہے اور اگر پیدا ہوا تو بھی انہیں معلوم کہ کس قدر پیدا ہوگا اس واسطے بدلہ کو قائم

صلح تو فیہ یعنی صورت کام درمیان آنے منظور و کام صورت بدلہ صلح واجب ہوا و دونوں نے باہمی طور پر صلح کی یا کسی ملکہ عوض صلح ہوا اور اگر صلح نہ ہو



و حادثہ پر تقسیم کرنا متعذر ہوا پس تمام بدل بمقابلہ موجود کے قرار پایا۔ لیکن اگر جنایت سے صلح کی تو سب صورتوں میں صلح جائز ہو لیکن اگر اسطور سے اچھا ہو گیا کہ بالکل اسکا اثر باقی نہ رہا تو جائز نہ ہوگی یہ محیط شخصی میں ہو اگر حرم عدا کیا ہو اور مجروح نے جرح کر فیوے سے تھوڑے سے بدل پر صلح کی حالانکہ وقت صلح کے وہ مرض الموت کا بیمار تھا تو صلح جائز ہو اور اگر جرح خطا سے ہو اور اس سے صلح کی حالانکہ وقت صلح کے وہ مرض الموت کا مریض تھا اور بدل میں سے کم کر دیا تو یہ صلح تہائی مال سے معتبر ہوگی پھر یہ وصیت مددگار برادری کے واسطے صحیح ہوگی نہ قاتل کے واسطے اگرچہ وصیت پہلے قاتل پر واجب ہوئی اور مددگار برادری اسکی طرف سے اسکو برداشت کر لیگی یہ محیط میں ہو۔ اگر مریض نے عدا خون کے حق سے جو اسکا چاہیے ہے ہزار درم نقد دینے پر صلح کر لی پھر بعد صلح کے ایک سال کی تاخیر دیدی تو تہائی مال سے تاخیر جائز ہوگی کذا فی المبسوط قاتل المتعرج یعنی مریض کا تہائی مال اگر ہزار درم ہوں تو پورے ہزار درم کی تاخیر ایک سال تک واجب و ہرگز جسقدر تہائی مال ہوتا ہو اسقدر حصہ کی تاخیر واجب ہوگی اس عبارت سے جہاں مذکور ہے یہی مراد ہوتی ہے یا درکھنا چاہیے و اللہ اعلم بالصواب۔ اگر کسی نے دوسرے کی انگلی عدا کاٹ ڈالی یا خطا سے کاٹی اور اس سے کسی قدر مال پر صلح کر لی پھر دوسری انگلی اسی کے پہلو کی مثل ہو گئی تو کاٹنے والے پر امام عظمیٰ کے نزدیک اسکا بھی ارش لازم آوے گا اور صاحبین کے نزدیک کچھ لازم ہو گا یہ حادی میں ہو۔ قلت ہذا اذا شلت بسبب القطع۔ ایک شخص قتل کیا گیا اس کے دو بیٹے ہیں پھر ایک نے اپنے حصہ سے سو درم پر صلح کر لی تو جائز ہو اور اس کے بھائی کو اس میں شرکت کا اختیار نہیں ہے اور اگر قتل خطا سے واقع ہوا ہو اور ایک نے کسی قدر مال پر اس سے صلح کر لی تو اس کے شراب کو اس مال میں شرکت کا اختیار ہو لیکن اگر صلح چاہے کہ اسکو جو تھائی ارش دیدے تو ہو سکتا ہو یہ مبسوط میں ہو۔ اگر خون عدا سے ایک غلام یا باندی پر صلح کر لی تو جائز ہے اور درمیان درجہ کی باندی یا غلام دلائے جائینگے۔ اور اگر کسی غلام معین پر صلح کر لی پھر وہ غلام آزاد نکلا تو قاتل پر دیت لازم آوے گی۔ قلت یعنی قصاص ساقط ہو گیا۔ اور اگر دونوں میں اختلاف ہوا قاتل نے کہا کہ میں نے تجھ سے اس غلام پر صلح کی ہو اور ولی مقتول نے کہا کہ نہیں بلکہ اس غلام پر صلح کی ہو تو صلح جائز ہو اور قسم سے قاتل کا قول قبول ہو گا یہ محیط میں ہو۔ اگر قاتل عمر سے دو غلاموں پر صلح قرار دی پھر ایک غلام آزاد نکلا تو امام عظمیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک غلام پورا حق ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ غلام اور دوسرے آزاد کی قیمت اگر وہ غلام ہوتا تو جسقدر ہوتی دینی پڑے گی اور امام محمد کے نزدیک یہ غلام اور پورا ارش درموں سے دینا پڑے گا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر قاتل عدا سے کسی گھر میں ایک سال تک رہنے یا کسی غلام سے ایک سال تک خدمت لینے پر صلح کی تو جائز ہے اور اگر ہمیشہ کے واسطے یا جو کچھ قاتل کی باندی کے پیٹ میں ہے اس پر یا جو کچھ اسکے درخت سے پیدا ہو خواہ سالہا سے معلوم ہو یا ہمیشہ کے واسطے صلح کی تو جائز نہیں ہو یہ نہایت میں ہے۔ اور اگر قاتل عدا سے جو کچھ اسکی بکریوں کے پیٹ میں ہے یا جو کچھ اُن کے تھنوں میں ہے یا جسقدر اسکے درخت خربا پر دس برس تک پیدا ہوا اس پر صلح کی تو قاتل پر دیت واجب نہ ہوگی کذا فی المحيط۔ اور اگر اسطور سے صلح کی جو کچھ تیرے درخت خربا پر پھل میں ہے اس پر صلح کی تو جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر مقتول کے ولی نے قاتل سے اس شرط سے صلح کی کہ میں تجھ کو یہ خون اس شرط سے معاف کرتا ہوں کہ خیر ترا خون فلان شخص پر ہے تو اسے معاف کر دے تو جائز ہو



ضامن ہو کر دیدے تو قاتل سے ہمیں بے سکتا ہو۔ اور اگر قاتل نے اسکو صلح کا وکیل کیا تھا اور ضامن ہونے کا وکیل نہیں کیا تھا اور اُسے ضامن ہو کر ادا کر دیے تو جہد قدر ادا کیے ہیں قاتل سے بے لیگا یہ محیط میں ہو۔ ایک غلام اور ایک آزاد نے ملکر ایک شخص کو عہد اُقتل کر ڈالا پھر غلام کے مالک اور آزاد نے کسی شخص کو وکیل کیا کہ دونوں کی طرف سے ولی مقتول سے صلح کرے اُسے دو قاتلون کی طرف سے ہزار درہم پر صلح کی تو ہر ایک پر نصف نصف لازم آئیگا اور بعض روایات میں مذکور ہے کہ اگر خطا سے قتل کیا ہو اور ایسی صورت واقع ہوئی تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط خرسی میں ہو۔ اگر غلام نے کسی شخص کو عہد اُقتل کیا اور مقتول کے دو ولی ہیں اور غلام کے مالک نے ایک ولی سے اُسکے حصہ سے اُسی غلام قاتل کے دینے پر صلح کر لی تو جائز ہے اور اس مصلح سے جسکو غلام ملا ہو کہا جائیگا کہ تو اپنے شریک کو نصف غلام دیدے یا ادھی دیت اُسکو دیدے اس شرط سے کہ غلام تیرا ہے۔ اور اگر باوجود اس غلام کے دوسرے غلام پر بھی صلح کی تو دوسرے میں اُسکا حق نہوگا اور اگر غلام قاتل کے نصف پر صلح قرار دی تو جائز ہے اور وہ غلام اُسکے مالک اور مصلح کے درمیان نصف نصف ہوگا پھر اس صلح کے سبب سے دوسرے کا حق قصاص نہ رہا بلکہ مال سے متعلق ہو گیا اور نصف غلام غیر منقسم کا دونوں آدمیوں میں سے سختی ہو ا پس دونوں شریک غلام کے دوسرے ولی کو یا تو ادھی غلام دینگے یا نصف دیت اُسکو دینگے۔ اور اگر اُس سے درمون پر یا کسی کیلی یا درنی چیز پر خواہ نقد یا مبعادی اُدھار صلح کی تو جائز ہے اور دوسرے کا اُس میں کچھ حق نہوگا لیکن وہ غلام قاتل کو پڑ گیا پس غلام کا مولیٰ یا تو نصف غلام اُسکو دینگا یا ادھی دیت دینگا اور باندی اور مدبرہ اور ام الولد عہد اُقتل کرنے سے صلح کرنے میں یکساں ہیں یہ مبسوط میں ہو۔ اگر غلام ماذون نے کسی شخص کو عہد اُقتل کیا تو اپنی طرف سے اُسکا صلح کرنا جائز نہیں ہے اور اگر اُسکے غلام نے کسی عہد اُقتل کیا اور اُسکی طرف سے غلام ماذون نے صلح کی تو جائز ہے یہ کمز میں ہو۔ اور اگر غلام نے کسی کو خطا سے قتل کیا اور مومے نے بعضے اولیاء مقتول سے دیت سے کم پر صلح کر لی یا عروض یا کسی حیوان معین پر صلح کی تو جائز ہے اور باقی دلیوں اُس میں شرکت کا اختیار ہے یہ مبسوط میں ہو۔ ایک غلام نے زید کا عہد ہاتھ کاٹ ڈالا اور مولیٰ نے غلام کو حکم قاضی یا بلا حکم زید کو دیدیا اور زید نے اسکو آزاد کر دیا پھر زید اُسی ہاتھ کاٹنے کی وجہ سے مر گیا تو غلام اُسکے نفس کا بدل صلح ہو جائیگا اور اگر زید نے اسکو آزاد نہ کیا ہو تو غلام اُسکے مالک کو واپس دیا جائیگا پھر زید کے ولیوں سے کہا جائیگا کہ تمہارا جی چاہے اسکو قتل کر دیا عفو کر دو یہ شرح جامع صغیر صدر الشہید میں ہو۔ اگر کسی باندی نے ایک شخص کو خطا سے قتل کیا اور اُسکے دو ولی موجود ہیں وہ باندی بھی جی بھر اُسکے مالک نے ایک ولی سے کہا کہ یہ باندی کا بچہ تیرے حق دیت کی صلح میں تجھے دیتا ہوں اُسے صلح کر لی تو جائز ہے اور دوسرے ولی کے مولیٰ پر پلخ ہزار درہم واجب ہونگے۔ اور اگر اس شرط سے صلح کی کہ اسکے حق میں اُسکو تہائی باندی دیدے تو جائز ہے اور اُسکے شریک کو چاہے نصف باندی دیدے یا نصف دیت دیدے پس اس کتاب کی روایت میں اُسکا بعض کے دینے کا اختیار کرنا دونوں حصوں کے دینے کا اختیار نہیں قرار دیا گیا۔ اور جامع کی روایت میں ہے کہ ایک کے حصہ میں دینے کا اختیار ہونا وہی دونوں کے حصہ میں اختیار ہے جیسا فدیہ کی صورت میں ہوتا ہے اور یہی روایت صحیح ہے اور پہلی روایت مذکور کی تاویل یہ ہے کہ

[illegible]

اسنے ایک سے تہائی باندی پر صلح کی اور یہ حصہ اسکے حق سے کم ہو تو مولیٰ دوسرے سے یہ کہہ سکتا ہو کہ میں نے اُسکے حصہ میں  
 برینا اس سبب سے اختیار کیا کہ وہ اپنے حق سے کم پر راضی ہو گیا اور تو اُس پر راضی نہیں ہوگا پس مجھ پر لازم یہ نہیں ہے کہ  
 باندی ہی تیرا پورا حق تھے دون بلکہ مجھے اختیار ہے کہ باندی میں سے دون یا اور سے۔ اور اگر اُسنے ایک شریک سے نصف  
 باندی پر صلح کی تو یہ صلح اسکا اُس امر کو اختیار کرنا ہے کہ باقی آدمی باندی دوسرے کو دیکھا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر مدبر نے  
 کسی کو عداقتل کیا اور اُسکے مولیٰ نے اُس سے ہزار درم پر صلح کر لی اور یہی اس مدبر کی قیمت ہے تو جائز ہے اور اگر اسکے بعد  
 پھر مدبر نے کسی کو خطا سے قتل کیا تو مذکور ہے کہ اُسکے مالک پر دوسری قیمت لازم آدے گی اور اگر پہلا قتل خطا سے ہوا اور  
 مولیٰ نے ہزار درم پر جو اسکی قیمت ہے صلح کر لی پھر مدبر نے کسی دوسرے کو قتل کیا تو مولیٰ دوسری قیمت کا ضامن ہوگا پہلا قتل  
 اور دوسرا دون ایک قیمت میں شریک قرار پاؤینگے یہ محیط میں ہے۔ اگر مدبر نے ایک شخص کو خطا سے قتل کیا اور  
 دوسرے کی خطا سے آنکھ پھوڑ دی تو مولیٰ کو اُنکی قیمت دونوں کو دینی ہوگی کہ دونوں میں تین تہائی تقسیم ہوگی۔ پس اگر  
 مولیٰ نے آنکھ والے کو سودرم صلح کر کے دیے حالانکہ مدبر کی قیمت چھ سودرم ہے اُسے سودرم پر قبضہ کر لیا اور باقی سو  
 درم سے بری نہیں کیا تو دون مدعی اس سودرم کو باجم تین حصہ کر کے تقسیم کر لینگے اور اگر بعد اس تقسیم کے اُسکو  
 سودرم سے بری کر دیا تو اس تقسیم میں تغیر نہ آوے گا۔ اور اگر سودرم پر صلح کر لی اور باقی سے قبضہ اور تقسیم سے پہلے  
 بری کر دیا تو یہ سودرم دونوں کو پانچ حصے ہو کر تقسیم ہونگے ایک پانچواں آنکھ والے کو اور چار پانچواں خون کے ولی کو  
 ملیں گے۔ اور اگر سودرم پر قبضہ کر لیا پھر باقی سودرم سے تقسیم سے پہلے اُسکو بری کر دیا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک یہ سودرم  
 دونوں میں تین تہائی تقسیم ہونگے پھر جو کر کے کہا کہ آنکھ والے کو آسمین سے پانچواں حصہ ملیگا اور یہی قول امام محمد رحمہ اللہ ہے  
 یہ مبسوط میں ہے۔ اگر مدبر نے کسی شخص کو خطا سے قتل کیا اور دوسرے کی آنکھ پھوڑ دی پھر دونوں سے مولیٰ نے ایک غلام پر  
 صلح کر کے دونوں کو دیدا تو جائز ہے پھر اگر دونوں نے اختلاف کیا اور ہر ایک دعویٰ مدعا ہوا کہ دلی مقتول یعنی خون کا حقدار  
 میں ہوں اور دونوں میں سے کسی کے پاس گواہ نہیں ہیں تو غلام دونوں کو برابر تقسیم ہوگا پس اگر مدبر کے مالک نے کہا کہ تو  
 ولی مقتول ہر اور دوسرے سے کہا کہ تو آنکھ کا حقدار ہے تو قسم سے اسکا قول قبول ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر مدبر نے عداقتل  
 کر نیک اقرار کیا تو مثل ملوک محض کے اقرار اسکا جائز ہے پس اگر مولیٰ نے ایک ولی مقتول سے کسی کپڑے پر صلح کر لی تو جائز  
 ہے اور دوسرے ولی کی مولیٰ پر مدبر کی نصف قیمت واجب ہوگی بشرطیکہ اُسکے گواہ موجود ہوں یا مولیٰ اسکا اقرار کرے اور  
 اگر گواہ نہ ہو تو کچھ نہیں ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی عورت کو زخمی کیا پس عورت نے اس سے ہر عدا جراح  
 سے خلع کرنے پر صلح کی اور سوا اس جراح کے خلع میں کچھ نہیں قرار دیا پس اگر وہ عورت اس زخم سے اچھی ہو گئی اور اثر نہ گیا  
 تو خلع جائز اور تسمیہ جائز اور زخم کا اثر بدل خلع قرار دیا جائیگا اور طلاق بائن ہوگی خواہ لفظ خلع کے ساتھ ہو یا صریح طلاق  
 کے ساتھ ہو۔ اور اگر اچھی ہو گئی اور اسکا اثر بھی باقی نہ رہا تو طلاق مفت واقع ہوگی حتیٰ کہ عورت پر شوہر کو بدل خلع واپس  
 کرنا واجب نہیں ہے اگرچہ خلع میں فقط جراح کا نام لیا ہے۔ یہ حکم اسوقت ہے کہ زخم سے اچھی ہو گئی ہو اور اگر اس زخم سے  
 مر گئی تو امام عظیم رحمہ اللہ کے نزدیک خلع جائز اور تسمیہ باطل ہے اور جب امام عظیم رحمہ اللہ کے نزدیک تسمیہ باطل ہو تو قیاس

لے تو درجہ اول کو بوضو زخم کے واجب آوے ۱۲

چاہتا ہے کہ قصاص واجب ہو اور تحسناً شوہر کے مال میں دیت واجب ہوگی پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر طلاق بہ نلفظ خلع واقع ہوئی تو بائن ہوگی اور اگر بلفظ طلاق ہوئی تو رجعی ہوگی اور صاحبین رحمہ کے نزدیک خلع مفت واقع ہوگا حتیٰ کہ شوہر پر دیت لازم نہ آوے گی اور عفو ہوگا پھر طلاق اگر بہ نلفظ خلع واقع ہوئی تو بائن ہوگی اور اگر صریح واقع ہوئی تو روایت ابو سلیمان میں رجعی ہوگی اور ابو حفص کی روایت کے موافق بائن ہوگی یہ سب اس صورت میں ہے کہ فقط جراحت پر خلع کیا ہوا اور اگر جراحت سے اور جو اس سے پیدا ہو دے خلع کیا تو سب کے نزدیک وہی ہے جو صاحبین رحمہ کے نزدیک فقط جراحت پر خلع کرنے کی صورت میں مذکور ہوا ہے۔ یہ حکم مذکور عمدہ ازخمی کرنے کی صورت میں ہے اور اگر خطا سے زخمی کرنے کی صورت ہو پس اگر فقط جراحت پر خلع کیا اور عورت اس زخم سے اچھی ہو گئی اور اثر باقی رہا تو خلع جائز اور تسمیہ جائز اور طلاق بائن ہوگی اور اگر اچھی ہو گئی اور اثر بھی نہ رہا تو طلاق مفت واقع ہوگی اور عورت پر مہر واپس کرنا لازم نہیں ہے۔ اور اگر اس زخم سے مرگئی تو امام عظیم رحمہ کے نزدیک اس صورت کا حکم اور زخم سے اچھے ہو جانے اور اثر نہ باقی رہنے کا حکم یکساں ہے اور صاحبین رحمہ کے نزدیک خلع جائز اور تسمیہ جائز ہے اور اگر جراحت پر اور جو اس سے پیدا ہو سب پر خلع کیا اور زخم خطا سے ہے اور اس زخم سے مرگئی تو تسمیہ صحیح اور طلاق بائن ہوگی خواہ نلفظ خلع سے واقع ہوئی یا نلفظ طلاق سے اور مددگار برادری کے ذمہ سے یہ دور کیا جائیگا اور تہائی مال سے معتبر ہوگا بشرطیکہ صاحب فراش ہونے کے بعد اسے خلع کیا ہو یہ بعض مشائخ کے نزدیک ہے۔ اور اگر اسے خلع کیا حالانکہ غالباً ایسے زخم سے موت آجاتی ہے پس اگر تمام بدن خلع تہائی مال کے برابر ہے تو مددگار برادری کی واسطے وصیت ہے اور جائز ہے اور اگر تمام بدن خلع تہائی مال کے برابر نہیں نکلتا ہے تو جس قدر تہائی نکلتی ہے اس قدر مددگار برادری سے دور کیا جائیگا اور باقی اس کے وارثوں کو دینگے اور تمام مال سے اسکا اعتبار ہوگا اگر اُسے صاحب فراش ہونے سے پہلے خلع کیا ہے بعض مشائخ کے نزدیک ہے اور بعض مشائخ کے نزدیک خواہ غالباً اس سے موت آجاتی ہو یا نہ آتی ہو یہی حکم ہے۔ اور جو کچھ ہم نے جراحت پر خلع کرنے میں ذکر کیا ہے وہی ضربہ اور شجرہ اور ہاتھ کٹنے اور ضربید سے خلع کرنے میں ہے۔ اور جنایت پر اگر خلع کیا تو اسکا حکم وہی ہے جو جراحت سے اور جو اس سے پیدا ہو دونوں سے صلح کرنے کی صورت میں ہے اور ایسا ہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر کسی نے اپنی عورت کو مجروح کیا پھر اس کے ساتھ اس شرط سے صلح کی کہ اسکو ایک طلاق دیگا بشرطیکہ اس سب سے وہ اسکو معاف کر دے تو اسکا حکم مثل اس صورت کے ہے کہ عورت سے جراحت اور جو اس سے پیدا ہو سب سے صلح کی یہ بھٹہ نہیں ہے۔ اگر کسی دوسرے کی جو رو کو خطا سے زخمی کیا پھر اس کے شوہر نے اس عورت سے اس شرط سے صلح کی کہ اسکو ایک طلاق دیگا بشرطیکہ اس سب کو معاف کر دے پھر وہ عورت اس زخم سے مرگئی تو عفو تہائی مال سے معتبر ہوگا اور طلاق بائن ہوگی اور اگر زخمی کرنا عمدہ ہو تو یہ سب جائز ہے اور طلاق رجعی ہوگی۔ اگر کسی نے اپنی عورت کے دانت میں مارا پھر اس سے اس جنایت پر بشرط ایک طلاق کے صلح کی تو جائز ہو اور طلاق بائن ہوگی اور اگر وہ دانت سیاہ چڑ گیا یا اگر کسی وجہ سے دوسرا دانت گر گیا تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔ اگر مکان میں کسی شخص کو عمدہ قتل کیا پھر مکان میں اس سے سودم پر صلح کی تو جائز ہے پس اگر ادا اُس کے بعد آزاد ہو گیا تو صلح گندہ جی اور ادا کرنا ہو گیا اور اگر ادا سے بدلہ صلح سے پہلے آزاد ہوا پس آزاد ہوتے ہی اُس سے

بدل الصلح کا مطالبہ کیا جائیگا اور اگر جدا داسے بدل الصلح کے عاجز ہو تو صلح پوری ہو چکی اور ادائیگی ہو چکا اور اگر ادا کرنے سے پہلے عاجز ہو تو جب تک آزاد نہ ہو اس سے مطالبہ نہ کیا جائیگا اور یہ قول امام عظیم رحمہ اللہ کا ہے اور صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُسکے مالک سے فی الحال اُسکے ادا کرنے کا مطالبہ ہو گا کہ یا تو غلام کو دیدے یا اُس کا فدیہ دے اور اگر دیوں یا اناج معین یا غیر معین پر صلح واقع ہوئی اور بدون قبضہ کے دونوں جدا ہو گئے تو صلح اپنے حال پر رہیگی اور اگر مکاتب کی طرف سے کسی شخص نے کفالت کی اور بدل الصلح دین ہے تو کفالت جائز ہے اور اگر بدل الصلح عین ہو مثلاً کوئی غلام یا کپڑا معین ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے۔ پس اگر جس چیز پر صلح واقع ہوئی ہے وہ غلام ہو اور اُسکا کوئی کفیل ہو گیا پھر غلام دینے سے پہلے مر گیا تو ولی مقتول کو کفیل سے ضمان قیمت کا اختیار ہے اور اگر چاہے تو غلام کی یہ قیمت مکاتب سے لے لے۔ اور اگر وہ غلام بعینہ قائم ہو تو قبضہ سے پہلے اسکو فروخت کر سکتا ہے یہ بیسوط میں ہے اگر مکاتب نے کسی شخص کو عمداً قتل کیا اور اس پر اس امر کے گواہ قائم ہوئے اور اُس نے ولی مقتول کے ساتھ کسی قدر مال پر ادھار میعادہ صلح کر لی تو جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مکاتب نے خون کے عوض کی قدر مال پر ذمہ میعادہ ادھار کر کے صلح کی اور قتل کرنا خود مکاتب کے اقرار یا گواہوں سے ثابت ہے اور کسی شخص نے بدل الصلح کی کفالت کر لی پھر وہ مکاتب عاجز ہو کر مملوک محض ہو گیا تو ولی مقتول کو مکاتب سے مواخذہ کرنے کا جب تک آزاد نہ ہو اختیار نہیں ہے ولیکن کفیل کو مکاتب کے آزاد ہونے سے پہلے گرفتار کر سکتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر مکاتب نے کسی شخص کو عمداً قتل کیا اور اس کے دو شخص ولی ہیں پھر ایک نے سودم پر اُس سے صلح کر لی اور مکاتب نے اُسکو ادا کر دیے پھر عاجز ہو کر مملوک محض ہو گیا پھر دوسرا ولی مقتول آیا تو مولیٰ کو اختیار ہے چاہے نصف غلام قاتل اُسکو دے یا اسکی نصف دیت ادا کر دے۔ اور اگر عاجز نہ ہوا یا کہ آزاد ہو گیا پھر دوسرا ولی آیا تو اُس کے واسطے مکاتب پر مکاتب کی نصف قیمت کی ڈگری کیجا دیگی کہ وہ اُس پر قرضہ ہوگی۔ اور اگر دونوں ولیوں میں سے ایک نے خون سے بدون صلح کے موت کر دیا تو مکاتب پر حکم کیا جائیگا کہ دوسرے کیواسطے اپنی آدھی قیمت میں سہی کرے پس اگر دوسرے نے مکاتب سے اسے عوض کسی شے معین پر صلح کر لی تو جائز ہے ولیکن جب تک اس پر قرضہ نہ کرے اس میں تصرف نہیں کر سکتا ہے۔ اور اگر کسی نے غیر معین پر صلح کی اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو صلح باطل ہو گئی اور اگر کسی معین اناج پر اسکی نصف قیمت سے زیادہ پر صلح کی تو جائز ہے ورنہ یہی حکم عروض کا ہے اور اگر دم یا دیناروں جو اسکی نصف قیمت سے زیادہ ہیں صلح کی تو جائز نہیں ہے یہ صلح بذلہ اُسکے ہے کہ قرضہ سے اسکی مقدار سے زیادہ پر اسی جنس سے صلح کی حالانکہ یہ ناجائز ہے۔ اور اگر اس کے واسطے کسی شخص نے آدھی قیمت کی کفالت کر لی تو جائز ہے اور اگر کفیل نے اس سے اناج یا کپڑے پر صلح کر لی تو جائز ہے اور کفیل مکاتب سے نصف قیمت لے لے گا۔ اور اگر مکاتب نے اُسکو نصف قیمت کے عوض کچھ دین دیا اور وہ تلف ہو گیا حالانکہ اُس سے آدھی قیمت ادا ہو سکتی تھی تو وہ جسکے عوض دین تھا اس میں گیا اور اگر اسکی قیمت میں کچھ زیادتی ہو تو زیادتی باطل ہوگی یہ بیسوط میں ہے

**نیرھوان باب عطیہ میں صلح کرنے کے بیان میں** اگر دفتر میں کوئی عطیہ کسی شخص کے نام لکھا ہو ہے اور اس میں سے

ملکیتی دہے جو دفتر میں ہو

نے اُس سے جھگڑا کیا اور کہا کہ یہ میرا ہے اور مدعا علیہ نے اس سے کسی قدر درمون یا دیناروں پر خواہ نقد یا میعاد یا ادھار صلح قرار دی تو صلح باطل ہے اسی طرح اگر کسی مال عین پر اُس سے صلح کی تو بھی باطل ہے یہ مبسوط میں ہے۔ زید کے نام دیوان میں عطیہ لکھا ہوا ہے وہ دو بیٹے چھوڑ کر مر گیا اور دونوں نے اس شرط سے صلح کی کہ دفتر میں ایک کے نام سے لکھی جاوے اور وہی اسکو دیوے اور دوسرے کو کچھ عطیہ ملے اور جبکہ واسطے عطیہ ہو جائیگا وہ کچھ مال معلوم دیوے تو صلح باطل ہے اور مال صلح واپس کرے اور عطیہ اسی کا ہوگا جبکہ واسطے امام وقت نے مقرر کیا ہے یہ وجہ کر دے میں ہے۔ اگر کوئی عورت مر گئی اور اُسکے عطیہ میں دو شخصوں نے جھگڑا کیا اور ہر ایک نے دعوے کیا کہ عورت مذکورہ ہماری مال یا بہن تھی پھر دونوں نے اس شرط سے صلح قرار دی کہ یہ عطیہ ایک کی واسطے دوسرے کے نام سے لکھا جاوے بشرطیکہ وہ اُسے جعل دیوے تو عطیہ اُسی کو ملیگا جبکہ نام ہے اور جو اُسے دوسرے کو دیا ہے وہ واپس کر لیگا۔ اور اسی طرح اگر یوں صلح کی کہ وہ ایک کے نام لکھی جاوے بشرطیکہ جو حاصل ہوگا وہ دونوں میں برابر تقسیم ہوگا تو بھی باطل ہے اور وہ عطیہ اُسی کو ملے گا جبکہ نام سے ہے۔ اور اگر عورت کا ایک بیٹا ہو اور اس عورت کے عطیہ پر اُسکے بھائی نے نام لکھا دیا پھر اُسکے بیٹے نے اُس سے جھگڑا کیا اور بھائی نے کسی قدر درم معلوم پر یا کسی عرض معین پر اس شرط سے صلح کی کہ عطیہ بھائی کو دیدے تو حقیقتاً اُسے درم ملے ہیں وہ جائز نہیں ہیں اور جو کچھ عطیہ میں رزق وغیرہ حاصل ہو وہ اسکو ملے گا جس کا نام دفتر میں چڑھا ہوا ہے اسی طرح اگر وہ شخص جس کا نام چڑھایا گیا ہے کوئی اجنبی ہو کہ عورت کے اور اُس کے درمیان قرابت نہ ہو تو بھی ایسا ہی ہے۔ اور اگر عورت مر گئی اور اُس کا بیٹا ہے پس امام وقت نے اُسکے بیٹے کو عطیہ کا وارث اس شرط سے کیا کہ ان وارثوں میں میراث کے طور پر سے تقسیم ہووے تو یہ ٹھیک ہے اور اگر اُس نے یہ حکم دیا کہ سب قرطہ والین جس کے نام سے قرعہ برآمد ہو اُسی کا نام لکھا جاوے پھر اگر اس شخص سے جس کے نام قرعہ پڑا ہے کچھ جعل لے لیا تو اسکو واپس کرنا چاہیے اور اگر کسی شخص کو عطیہ میں زیادتی ہو چکی اس نے اپنے بیٹے کو دیوان میں داخل کر لیا کہ جو کچھ حاصل ہو وہ میرے اس لڑکے اور بھائی کے درمیان برابر تقسیم ہو تو جس کے نام دفتر میں ہو اُسی کو ملیگی اور شرط باطل ہے۔ اور اگر کسی شخص نے بجائے اپنے لشکر میں کسی دوسرے شخص کو بھیجا یا اور اُسکے واسطے کچھ جعل مقرر کر دی پھر وہ شخص قائم مقام اس لشکر جہاد میں گیا اور وہاں انھوں نے کثیر مال غنیمت حاصل کیا تو حصہ اُس قائم مقام کو ملیگا اور جو شخص پیچھے رہ گیا تھا اور اُس نے بجائے اپنے اسکو مقرر کر کے بھیجا تھا اسکو اُسکے جعل کو جو اُسے دیا ہے واپس کر دے۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو اجرت پر لینے درمون معینہ پر چند ماہ کی واسطے ضرور کیا کہ میری طرف سے اس لشکر جہاد میں جاوے تو یہ جائز نہیں ہے یہ مبسوط میں لکھا ہے

**چودھواں باب** غیر کی طرف سے صلح کرنے کے بیان میں۔ درمیانی کا صلح کرنا اسوقت درست ہے کہ جب وہ آزاد بالغ ہو پس غلام ماذون اور نابالغ کی صلح جائز نہیں ہے یعنی درمیانی بنکر غیر کی طرف سے صلح کر دینا جائز نہیں ہے یہ بدائع میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر حق کا دعویٰ کیا اور اجنبی نے مدعی سے صلح کی پس اگر مدعی نے دین کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا پھر اجنبی نے مدعی سے کہا کہ فلاں شخص سے اپنے دعویٰ سے ہزار درم پر صلح کرنے اُسے کہا کہ

لے لیا کچھ مال معلوم اسکو جہاد میں یا لکھتا ہے کہ غلام جہاد میں یا لکھتا ہے کہ عورت کی اجرت پر لینے



میں نے صلح کی تو موقوف رہی اگر مدعا علیہ نے اجازت دیدی تو جائز ہے اور بدل لازم آویگا اور اگر رد کردی تو باطل ہوگی اور اجنبی درمیان سے نکل جاویگا۔ اور اگر مدعی سے یوں کہا کہ میں نے تجھ سے تیرے دعویٰ سے جو فلان شخص پر کیا ہے ہزار درم پر صلح کر لی تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ یہ اور پہلی صورت یکساں ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ بمنزلہ اس قول کے ہے کہ مجھ سے صلح کر لے اپنے دعویٰ سے جو فلان شخص پر کیا ہے ہزار درم پر۔ اور اگر یوں کہا کہ مجھ سے ہزار درم پر صلح کر لے یا فلان شخص سے میرے مال سے ہزار درم پر صلح کر لے یا فلان شخص سے ہزار درم پر صلح کر لے بشرطیکہ میں ضامن ہوں تو ان تینوں صورتوں میں صلح کا نفاذ اجنبی ہوگا اور مال اسی پر لازم آویگا اور مدعا علیہ سے واپس نہیں لے سکتا ہے۔ اور یہ حکم اس وقت ہے کہ مدعا علیہ منکر ہو اور درمیانی نے بدون اس کے حکم سے صلح کر لی اور اگر وہ منکر ہو مگر درمیانی نے اس کے حکم سے صلح کی پس اگر وکیل نے مدعی سے کہا کہ فلان شخص سے اپنے دعویٰ سے ہزار درم پر صلح کر لے تو صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی اور مال مدعا علیہ پر واجب ہوگا اور درمیانی درمیان سے نکل جائیگا اور اگر درمیانی امور نے مدعی سے یوں کہا کہ میں نے تجھ سے ہزار درم پر صلح کر لی تو اس میں جس طرح پہنے بیان کیا ہے ویسا ہی مشائخ کا اختلاف ہے یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ مجھ سے صلح کر لے تو بھی صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی و لیکن بدل صلح دینے کی واسطے مصلح پکڑا جائیگا اور اگر یوں کہا کہ فلان شخص سے میرے مال سے ہزار درم پر صلح کر لے تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ فلان شخص سے ہزار درم پر اس شرط سے صلح کر لے کہ میں ضامن ہوں تو صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی اور مدعی کو خیال ہے چلے جاکر عقد مدعا علیہ سے بدل کا مطالبہ کرے اور چاہے حکم کفالت مصلح سے مطالبہ کرے اور یہ سب صورت میں ہے کہ مدعا علیہ منکر ہو پس اگر قرضہ کا مقرر ہو اور اجنبی نے اس کے حکم سے صلح کر لی پس اگر اجنبی نے کہا کہ فلان شخص سے ہزار درم پر صلح کر لے تو صلح مدعا علیہ کی اجازت پر موقوف رہیگی۔ اور اگر یوں کہا کہ میں نے تجھ سے صلح کی تو مشائخ نے جیسا پہنے ذکر کیا ہے اختلاف کیا ہے۔ اور اگر کہا کہ مجھ سے ہزار درم پر صلح کر لے تو یہ صلح اجنبی پر نافذ ہوگی اور مال اسی کے ذمہ لازم ہوا اور مدعا علیہ سے واپس نہیں لے سکتا ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ فلان شخص سے میرے مال سے ہزار درم پر صلح کر لے تو بمنزلہ اس قول کے ہے کہ مجھ سے صلح کر لے یعنی صلح اسی پر نافذ ہوگی اور مال اسی کو لازم ہوگا اور مدعا علیہ سے واپس نہیں لے سکتا ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ فلان شخص سے صلح کر لے اس شرط سے کہ میں ضامن ہوں تو یہ مدعا علیہ کی اجازت پر موقوف ہے۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ مدعا علیہ قرضہ کا مقرر ہو اور اجنبی نے بدون اس کے حکم سے صلح کی ہو۔ اور اگر اس نے اجنبی کو صلح کر نیکا حکم کیا ہو پس اگر اس نے کہا کہ فلان شخص سے صلح کر لے تو یہ صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی اور اسی پر مال واجب ہوگا اور اگر یوں کہا کہ مجھ سے صلح کر لے تو بھی صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی مگر اجنبی سے مال کا مطالبہ ہوگا پھر وہ مدعا علیہ سے واپس لیگا۔ اسی طرح اگر کہا کہ فلان شخص سے ہزار درم پر میرے مال سے صلح کر لے یا ہزار درم پر صلح کر لے بشرطیکہ میں اس کا ضامن ہوں تو یہ صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی اور مال اجنبی پر حکم کفالت واجب ہوگا نہ حکم عقد حتیٰ کہ قبل ادا کرنے کے موکل سے انہیں لے سکتا ہے یہ فتاویٰ قاضیان میں ہے۔ اور اگر اس نے کہا کہ میں نے تجھ سے صلح کی تو عقد صلح اسی کو لازم ہوگا جیسا کہ مجھ سے صلح کرنے کے کہنے کی صورت میں تھا یہ بعض کا قول ہے اور بعض نے

کہا کہ صلح اسکے ذمہ لازم نہوگی جیسا کہ فلان شخص سے صلح کرے کہنے کی صورت میں تھا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ مال دعویٰ دین ہو اور اگر عین ہو پس اگر مدعا علیہ منکر ہو اور اجنبی اس کے حکم سے یا بلا حکم صلح کرے تو اسکا حکم وہی ہے جو دین کی صورت میں اس کے حکم سے یا بلا حکم صلح کرنے کا تھا اور اگر مدعا علیہ مقرر ہو پس اگر اجنبی نے بدو اس کے حکم کے صلح کی پس اگر یوں کہا کہ فلان شخص سے صلح کرے تو مدعا علیہ کی اجازت پر موقوف رہیگی اور یہ صلح اجنبی پر نافذ نہوگی۔ اور اگر کہا کہ میں نے تجھ سے صلح کی تو اس میں مشایخ کا اختلاف ہے جیسا کہ ہم نے سابق میں بیان کیا ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ مجھ سے صلح کرے یا فلان شخص سے صلح کرے میرے مال سے ہزار درم پر یا میرے ان ہزار درم میں سے تو یہ صلح اسی پر نافذ ہوگی جو مال عین اسی کا ہوگا۔ اور اگر کہا کہ فلان شخص سے ہزار درم پر اس شرط سے صلح کرے کہ میں ضامن ہوں تو یہ صلح اجازت مدعا علیہ پر موقوف ہے اگر اس نے اجازت دیدی تو یہ شخص انفیصل ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر صلح مدعا علیہ کے حکم سے ہو تو اسطور سے کہنے میں کہ فلان شخص سے صلح کرے صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی اور یہ شخص مامور درمیان سے نکل جائیگا۔ اور اس کہنے میں کہ میں نے تجھ سے صلح کر لی مشایخ نے اختلاف کیا ہے اور اس کہنے میں کہ میں نے تجھ سے صلح کی یا فلان شخص سے میرے مال سے ہزار درم پر صلح کرے تو صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی حتیٰ کہ اسی سے بدل کا مطالبہ کیا جائیگا۔ اور اگر یوں کہا کہ تو فلان شخص سے صلح کرے بشرطیکہ میں ضامن ہوں تو بھی مدعا علیہ پر نافذ ہوگی اور گو یا عقد صلح مدعی مدعا علیہ کے درمیان جاری ہو اور اجنبی پر کفالت کی وجہ سے ضمان لازم آوے گی عقد کی وجہ سے لازم نہ آوے گی یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اگر مصالح نے مدعی سے درم میں صلح کر لی پھر کہا کہ میں یہ درم نہیں ادا کروں گا پس اگر عقد صلح کو اپنی طرف یا اپنے مال کی طرف نسبت کر چکا ہے یا بدل الصلح کا ضامن ہو چکا ہے تو اس پر ادا کیواسطے جبر کیا جاوے گا اور اگر اس میں سے کوئی بات نہو تو اس پر جبر نہ کیا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے ایک شخص نے دوسرے کی طرف کچھ دعویٰ کیا اور بدو حکم مدعا علیہ کے ایک شخص اجنبی نے مدعی سے صلح کر لی اور سو درم بدل صلح ٹھہرائے پھر مدعی نے وہ درم زبوت پائے یا کسی عرض پر صلح واقع ہوئی اور مدعی نے اس میں عیب پا کر واپس کیا تو مصلح پر کچھ لازم نہیں ہے اور مدعی اپنے دعویٰ پر باقی رہے گا یہ محیط میں ہے اگر غلطی غلام پر اس سے صلح کی اور اس میں استحقاق ثابت ہوا یا وہ آزاد یا مدبر یا مکاتب نکلا تو اپنے دعویٰ کی طرف عود کرے گا اور صلح کرنے والے پر کچھ واجب نہوگا۔ اور اگر اس سے کسی قدر درہم معلومہ پر صلح کی اور ضامن ہو گیا اور دیدیے پھر وہ استحقاق میں بیٹے گئے یا زبوت یا استوق نکلے تو مدعی کو اس شخص سے لینے کا اختیار ہے جسے صلح کی ہے نہ مدعا علیہ سے چنانچہ اگر یہ صلح مدعا علیہ کے ساتھ واقع ہوئی ہو تو جس سے صلح کرے اسی سے لے سکتا ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر وہ چیز جس پر مدعی نے دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اس سے صلح کر لی تھی استحقاق ثابت کر کے لے لیگی تو صلح کرنے والے کو اختیار ہے کہ بدل الصلح واپس کرے خواہ مصلح درمیاں ہو یا مدعا علیہ ہو یہ حاوی میں ہے اور اگر مدعی نے فضولی کے ساتھ کسی قدر مال معلومہ پر اس شرط سے صلح کر لی کہ یہ مال جس میں دعویٰ ہوا ہے درمیاں کو ملے مدعا علیہ کو نہ ملے حالانکہ مدعا علیہ دعویٰ مدعی سے منکر ہے تو صلح جائز ہے خواہ درمیاں نے صلح کو اپنے مال کی طرف نسبت کیا یا نہ کیا ہو خواہ ضامن ہوا ہو یا

نہوا ہو۔ پھر جب یہ صلح جائز رہی تو مصالح کو اختیار ہے کہ مدعی سے اس شے مدعاہ کے سپرد کرنے کا مطالبہ کرے پس اگر اس سے  
سپرد کرنا ممکن ہو مثلاً گواہ قیام کیے یا مدعا علیہ نے اقرار کیا تو اسکے سپرد کر دیا اور اگر ممکن نہوا تو مصالح کو صلح فسخ کر کے  
اپنا بدل صلح واپس لینے کا اختیار ہے۔ پس اگر مدعی نے مدعا علیہ کے ساتھ خصومت کرنی چاہی اور اس امر کے گواہ قائم  
کرنے چاہے کہ یہ شے مدعاہ اس مصالح کی ملک ہے جسے اس سے خریدی ہے یا مدعا علیہ سے قسم لینی چاہی تاکہ وہ نکول  
کرے حالانکہ مدعا علیہ منکر ہے تو مدعی کی خصومت اسکے ساتھ صحیح ہے پس اگر مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ یہ شے مدعی کی ہو تو اس کے  
قبضہ سے لیکر درمیانی کے سپرد کر دیا اور اگر درمیانی نے مدعا علیہ سے خصومت کرنی چاہی پس اگر وہ منکر ہو تو خصومت صحیح ہے اور  
اگر اس نے مدعی کی ملک ہونے کا اقرار کیا تو درمیانی کی خصومت اسکے ساتھ مسموع نہ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر مدعی نے درمیانی  
سے اسطر سے صلح کی کہ مدعاہ مدعا علیہ کی ہو بشرطیکہ مدعی اسکو اس مدعاہ سے سببی دعویٰ سے بری کر دے اور درمیانی نے صلح کو اپنے  
مال کی طرف نسبت کیا یا بدل صلح کا ضامن ہو گیا تو جائز ہے اور وہ شے مدعا علیہ کی ہوگی خواہ مدعا علیہ منکر ہو یا مقرر ہو محیط  
میں ہے۔ اور اگر اجنبی نے مدعا علیہ سے اس شرط سے صلح کر لی کہ وہ دار مدعی کے ہاتھ میں ہنقد مال صلح کے عوض سپرد کرے  
تو جائز ہے ایسے ہی اس شرط سے کہ وہ دار مدعی کی واسطے اتنے کو خرید کیوجہ سے ہو جاوے تو بھی جائز ہے اور اگر درمیانی صلح  
کیواسطے مامور ہو اور اس نے ضمانت کر کے بدل صلح اور کر دیا تو صحیح یہ ہے کہ مدعی سے واپس لینگا یہ تاتار خانہ میں ہے۔ ایک  
شخص پر ایک کر گھون قرض کا دعویٰ کیا اور اس نے انکار کیا اور ایک درمیانی نے اس سے دس درم کے عوض خرید کی  
شرط پر صلح کی اور دم دیدیے تو صلح باطل ہے اور اگر خرید نہ کیا بلکہ دس درم پر صلح کر کے اس کو دیدیے تو جائز ہے یہ بیسوط  
میں ہے وکیل خصومت نے اگر صلح کر لی تو صحیح نہیں ہے بخلاف مامور کے یعنی صلح کیواسطے مامور ہو تو جائز ہے یہ ذخیرہ میں  
ہے۔ اگر کسی شخص کو وکیل کیا کہ اس دار کے دعویٰ سے یا اس دار کے دعویٰ سے صلح کرے پس جس سے وکیل نے صلح کر لی  
جائز ہے اسی طرح اگر قفلان پر دین کے دعویٰ یا قفلان دوسرے پر دین کے دعویٰ سے صلح کرنے کا وکیل کیا اور  
اس نے دونوں میں سے کسی سے صلح کر لی تو جائز ہے اور اگر موکل نے کہا کہ میں نے تجھے اس دار کے دعویٰ میں خصومت  
کر نیکا یا اس دعویٰ سے صلح کر نیکا وکیل کیا تو تو کیل صحیح ہے حتیٰ کہ اگر قبل خصومت کے اس نے صلح کر لی تو جائز ہے اور  
اگر اس دار کے دعویٰ میں خصومت کی پھر جاہا کہ صلح کرے تو اس کی صلح جائز نہ ہوگی اسی طرح اگر کہا کہ میں نے تجھے  
اپنے اس غلام کے فروخت کرنے کا یا فلان شخص پر دعویٰ سے صلح کرنے کا وکیل کیا تو تو کیل صحیح ہے اور دونوں کاموں  
میں سے جس ایک کام کو اس نے اختیار کیا جائز ہے اور اسکو یہ اختیار نہیں ہے کہ ایک میں شرفع کرنے کے بعد دوسرے میں ہاتھ  
لگا دے یہ بیسوط میں ہے۔ ایک شخص کو ایک دار میں دعویٰ سے صلح کرنے کیواسطے وکیل کیا اس نے قابض سے سودرم پر  
صلح کی اور صلح کو اپنے موکل کی طرف نسبت نہ کیا اور نہ تسمیہ کیا تو استحساناً جائز ہے کذا فی المحیط السرخسی۔

**پندرہواں باب۔** وارثوں دوسی و میراث و وصیت میں صلح کرنے کے بیان میں۔ اگر ترکہ وارثوں میں مشترک  
ہو پھر انھوں نے ایک کو کچھ مال دیکر صلح کر کے خارج کیا حالانکہ ترکہ عفار یا عروض ہے تو صحیح ہے خواہ جو کچھ دیا ہے وہ قلیل ہو یا  
کثیر ہو۔ اور اگر ترکہ سونا ہو اور چاندی دی یا چاندی ہو اور سونا دیا تو بھی یہی حکم ہے کیونکہ یہ بیع بخلاف جنس بیع ہے پس مساوات

بجائے صلح عارف میں عرض برصفتہ لکھا ہے فروخت کردہ شہ ۱۲

بشرط نہ ہونی لیکن مجلس میں باہم قبضہ شرط ہوگا پس اگر وہ شخص جس کے ہاتھ میں ترکہ ہے اس شخص کے حصہ سے منکر ہو تو اسی قبضہ پر اکتفا کیا جائیگا اور اگر مقر ہو مصالح کے حصہ سے مانع نہ ہو تو جدید قبضہ ہونا چاہیے یعنی قابض جس جگہ مال عین موجود ہے وہاں جاوے اور اتنا وقت گزرے کہ اُس پر قبضہ کر لینا اتنے عرصہ میں ممکن ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر ترکہ میں درم و عروض ہوں اور درمون پر صلح واقع ہوئی پس اگر حقیقت درہم اپنے صلح میں لیے ہیں وہ اُس کے حصہ ترکہ کے درمون سے زائد ہوں تو صلح جائز ہے اور درمون کے ترکہ کے برابر درم صلح مقابل کر دے جائیگے اور باقی درم صلح کے بقا بلعروض کے رکھے جائیگے اور دونوں بد لون پر مجلس صلح میں قبضہ ہونا شرط ہے بشرطیکہ باقی وارث اس صلح کرنے والے کے حصہ کے مقر ہوں اور مانع نہ ہوں اور اگر منکر ہوں یا مقر ہوں مگر مانع ہوں تو مصالح کے حصہ پر مجلس میں قبضہ ہونا شرط نہیں ہے۔ اور اگر بدل اسکے حصہ درہم کے مثل ہو تو صلح جائز نہیں ہے ایسے ہی اگر کم ہوں تو بھی نہیں جائز ہے اور حاکم ابو الفضل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بدل صلح اگر اسکے حصہ درہم کے مثل یا کم ہو تو صلح صرف اس وقت باطل ہوگی کہ جب باہم اقرار و تصادق ہو اور اگر انکار ہو تو صلح جائز ہے۔ اور اگر ترکہ کے درمون سے اُس کے حصہ کی مقدار معلوم نہ ہو تو صلح جائز نہیں ہے۔ اور اگر عروض یا دیناروں پر صلح واقع ہوئی تو جائز ہے اگرچہ بدل کم ہو اور اگر ترکہ میں عروض و دینار ہوں اور صلح دیناروں پر واقع ہوئی تو اس میں بھی وہی تفصیل ہے جو ہنے درمون کی صورت میں بیان کی ہے اور اگر درمون پر صلح واقع ہوئی تو ہر حال میں جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ترکہ میں سونا و چاندی اور دوسری چیز بھی ہو اور صلح چاندی یا سونے پر واقع ہوئی تو ضرور ہے کہ بدل صلح اسکے حصہ سے جو سونے و چاندی میں ہے زائد ہو اور اس قدر کا جو سونے و چاندی کے حصہ کے مقابل ہے باہمی قبضہ شرط ہے اور اگر بدل صلح عروض ہو تو مطلقاً جائز ہے کیونکہ اس میں سود کا خوف نہیں ہے اور اگر ترکہ میں درم و دینار ہوں اور بدل صلح میں بھی درم و دینار ہوں تو ہر طرح صلح جائز ہے لیکن باہمی قبضہ شرط ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر صرف عروض و عقار کے حصہ سے صلح کی یا سوا اُسے بعض اعیان کے بعض سے صلح کی تو جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر ترکہ میں دین ہو یعنی درم و دینار دین نہ ہوں اور اعیان ترکہ غیر معلوم ہوں تو کیلی دوزنی چیز پر صلح کرنے کو بعضوں نے جائز کہا اور بعضوں نے ناجائز کہا ہے۔ اور اگر ترکہ کیلی دوزنی نہ ہو لیکن اعیان غیر معلوم ہوں تو اس میں یہ کہ ایسی صلح جائز ہے کہ دیا میں ہے اور اگر عورت سے اُسکے آٹھویں حصہ میراث اور مہر سے صلح کی گئی اور وارث لوگ اُسکے نکاح کے مقر ہیں پس اگر ترکہ میں لوگوں کا دین ہو اور سب سے صلح اس شرط سے کی گئی کہ عورت کا حصہ دین و وارثوں کا ہو یا صرف اُسکے ترکہ سے صلح کی گئی اور زیادہ کچھ صلح میں بیان نہ کیا تو صلح باطل ہوگی۔ پس اگر وارثوں نے چاہا کہ اس شرط سے صلح ہو کہ عورت کا حصہ دین اس کے وارثوں کا ہو جاوے تو اسکی صورت یہ ہے کہ عورت کسی وارث سے کوئی مال عین بعوض اپنے حصہ دین کی مقدار کے خریدے پھر وارث کو میت کے قرضدار پر اتنا حصہ دین اُتر اوسے پھر باہم صلح قرار دین بد لون اُس کے کہ یہ امر صلح کے درمیان شرط کرین تو صلح جائز ہے یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اور اگر وارثوں نے عورت کے اس شرط سے صلح کی کہ عورت قرضدار سے قرضہ لے لے اور باقی مالوں میں اپنا حصہ چھوڑ دے تو باطل ہے۔ اور اگر صلح میں قرضہ کو داخل

نہ کیا تو باقی ترک ہے صلح جائز ہے اور قرضہ باہم مشترک بموجب فرائض کے قرضہ دار پر باقی رہیگا یہ محیط میں ہے اگر عورت نے اپنے آٹھویں حصہ میراث اور سترے کی مقدار در اہم معلومہ پر صلح کر لی اور ترکہ میں کچھ دین یا نقد ظاہر نہ تھا حتی کہ صلح جائز ہو گئی پھر میت کا کوئی قرضہ ظاہر ہوا جسکو وارث نہیں جانتے تھے یا ترکہ میں کوئی مال معلوم ہوا جسکو وارث نہیں جانتے تھے تو اس دین و عین کی صلح میں داخل ہونے میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ داخل نہوگا بلکہ تمام وارثوں میں بحساب ان کے حصہ میراث کے تقسیم ہوگا۔ اور بعضوں نے کہا کہ داخل ہوگا اور اس قول کے موافق اگر میت کا قرضہ ظاہر ہو تو صلح فاسد نہ ہو جائیگی گویا یہ دین و وقت صلح کے ظاہر ہوا ہے اور جس کے قول کے موافق داخل نہوگا تو یہ دین و عین وارثوں میں تقسیم ہوگا اور صلح باطل نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر میت پر قرضہ ہو پھر عورت سے اس کے آٹھویں حصہ سے کسی چیز پر صلح قرار دی تو جائز نہیں ہے کیونکہ ترکہ میں قرضہ ہونا اگرچہ قلیل ہو تصرف اکلانع ہونا ہو پس اگر وارثوں نے اسکا جائز ہونا چاہا تو اسکا طریقہ یہ ہے کہ وارث میت کے قرضہ کا ضامن ہو جائے بشرطیکہ ترکہ میں سے واپس نہ لیا گیا کوئی جہنی بشرط برات میت کے ضامن ہو جائے یا میت کا قرضہ وارث لوگ کسی دوسرے مال سے ادا کر دیں پھر باہم اس عورت کے آٹھویں حصہ سترے صلح کرین جس طرح بیان ہوا ہو تو جائز ہو اور اگر وارث نے قرضہ میت کی ضمانت نہ کی و نہ کین کوئی مال جس میں میت کے قرضہ کی ادا ہو سکتی ہو جدا کیا پھر باقی مال میں اس عورت نے جس طرح بیان کیا ہو صلح کی تو جائز ہو پس اگر میت کے قرضہ خواہ نے وارثوں کے تقسیم کر لینے اور صلح کر لینے کی اجازت اپنے حق وصول پانے سے پہلے دیدی تو اسکو اختیار ہے کہ اس سے رجوع کرے یہ ظہیر یہ میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر کی میراث سے کسی معلوم مال پر صلح کر لی پھر میت پر کچھ قرضہ ظاہر ہوا تو عورت کے ذمہ بھی بقدر اس کے حصہ ترکہ کے لازم آویگا اور وہ بدل صلح میں سے لیا جائیگا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اگر کوئی عورت مگر گئی اور فائدہ بھائی چھوڑا اور بھائی نے اسکی تمام میراث سے شوہر سے کسی قدر درمومن معلومہ پر اور ایک متاع پر اس عورت کے متاعون میں سے صلح کر لی اور اس سبکو بیان کر لیا۔ پھر دونوں نے باہم اختلاف کیا۔ پس اگر اصل صلح میں اسقدر اختلاف کیا کہ واقع ہوئی ہے یا نہیں تو منکر صلح سے قسم لیا جائیگی اور اگر صلح و بدل صلح پر اتفاق کیا اور مصلح نے دعویٰ کیا کہ اس نے بدل صلح پر میرے قبضہ کرنے کے بعد مجھ سے غضب کر لیا ہے اور دوسرے نے انکار کیا تو اسی دوسرے کا قول قسم سے معتبر ہوگا اور باہم دونوں نے قسم نہ لیجائیگی۔ اور اگر بدل صلح کی جنس یا مقدار میں اختلاف کیا تو دونوں سے باہم قسم لیا جائے گی اور صلح کر لینگے اور اگر دونوں نے بدل کی صفت میں اختلاف کیا پس اگر صفت میں ہو تو منکر کا قول قبول اور باہمی قسم نہ لیجائیگی اور اگر صفت ذمہ میں ہو تو باہم قسم کھا دیں اور صلح رد کر لینگے اور اگر کسی نے گواہ پیش کیے تو اس کے گواہ قبول ہونگے اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو وہ گواہ قبول ہونگے جو زیادتی کے مثبت ہوں۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے تجھ سے اس متاع پر صلح کی تھی و لیکن تو نے سہین تفرگدیا اور قطع کر دی اور بھائی نے کہا کہ میں نے ایسا نہیں کیا ہے تو قسم سے بھائی کا قول قبول ہوگا یہ محیط میں ہے ایک وارث غائب ہے اور باقی وارثوں نے میت کی جو رو سے اس شرط سے صلح کر لی کہ اسکا حصہ ثانی حاضر کو ملے تو جائز ہے اور اگر بعض ترکہ پر اس شرط سے صلح کی کہ کل ترکہ شرکت میں رہے تو غائب کی اجازت اور حکم قاضی صلح

لے تو ہر صفت میں بعضی بند اس طرح اگر مال عین کے درجہ کی ہفت میں اختلاف کیا یا وہ موجود کرنے کے درجہ اور اسکی صفت میں اختلاف کیا

موقوفہ کی یہ فصول عمادیہ میں ہے ایک شخص مر گیا اور اسے زید و عمرو بیٹے چھوڑے اور میت پر قرضہ ہے اور میت کی زمین اور قرضہ ہسکا دوسروں پر ہے پھر زید نے عروسہ کیس قدر درہم معلومہ پر اس شرط سے صلح کر لی کہ زمین زید کو ملے اور وہ درہم جو باپ کے دوسروں پر قرض ہیں وہ بحالہ دونوں میں مشترک رہیں اور جو قرضہ باپ پر ہے اسکا زید ضامن ہو اور وہ اسقدر درہم ہیں تو امام ابو یوسف رحمہ سے امامی میں روایت ہے کہ یہ صلح جائز ہے اور اگر میت پر جو قرضہ ہے اسکو بیان نہ کیا تو صلح باطل ہوگی کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ ایک وارث پر قرضخواہ نے ترکہ میں قرضہ کا دعویٰ کیا اور وارث نے انکار کیا پھر ترکہ میں سے کیس قدر مال پر صلح کی اور ضامن ہوا کہ اگر باقی وارث تیری صلح کو جائز نہ رکھیں گے اور جو مال تو نے ترکہ میں سے صلح میں دیا جو اسکو طلب کرینگے تو میں ضامن ہوں تو یہ ضمان صحیح ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک شخص مر گیا اور اسے زید و عمرو بیٹے چھوڑے پھر ایک شخص نے میت پر سود و قرضہ کا دعویٰ کیا اور زید ایک بیٹے نے اقرار کیا اور کہا کہ میں نے میں بقدر اپنے حصہ کے یعنی پچاس درہم تجھے دیتا ہوں اب شرطیکہ تو مجھے باقی قرضہ کیو اسطے گرفتار نہ کرے تو امام عظیم رحمہ نے فرمایا کہ یہ باطل ہے۔ قرضخواہ کو باقی قرضہ کیو اسطے گرفتار نہ کرے نیک اختیار رہے اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ زید کو نہ پکڑے بلکہ عروسہ سے باقی قرضہ وصول کر لے لیکن اگر وہ قرضہ عروسہ سے وصول نہ ہوا تو بکریا اسنے انکار کیا تو مقرر سے باقی وصول کر لے گا اور اسی طرح اگر عروسہ غائب ہو تو قرضخواہ کو اختیار ہے کہ حاضر کو تمام قرضہ کیو اسطے پکڑے اور صلح باطل ہے یہ محیط شری میں ہے۔ اور اگر دار تمام وارثوں میں مشترک ہو اور سب کے قبضہ میں ہو اور ایک شخص نے اس میں حق کا دعویٰ کیا اور بعض وارث غائب ہیں اور بعض حاضر ہیں اور حاضر نے اس مدعی سے انکار سے صلح کی پس اگر یہ صلح مدعی کے تمام دعویٰ سے واقع ہوئی جو کچھ اس مصالح کے قبضہ میں ہے اور جسقدر شریکیوں کے قبضہ میں ہے سب سے صلح جائز ہے اور اگر مصالح اور اس کے شریک دعویٰ سے بری ہو گئے اور مصالح اپنے شریکیوں سے کچھ نہیں لے سکتا ہے۔ اور اگر اسنے صرف اپنے مقبوضہ سے صلح کی تو بھی صلح جائز ہے اور مدعی کو اس کے شریکیوں کے مقبوضہ میں دعویٰ کا اختیار باقی رہا۔ اور اگر بعد اقرار کے مصالح نے صلح کی اسطور سے کہ حاضر نے مدعی کے تمام دعویٰ کا اقرار کیا ہے پھر اس سے صلح کی پس اگر اسنے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے تمام مقبوضہ سے صلح کی تو صلح جائز ہے اور مصالح مشتری سے اپنے زعم میں اپنے مقبوضہ اور اپنے شریکیوں کا مقبوضہ خرید نیوالا ہے پس اگر اسکو اپنے شریکیوں کے مقبوضہ پر ملکیت کا مقبوضہ ممکن ہوا مثلاً اس کے شریکیوں نے تصدیق کی کہ یہ مقبوضہ مدعی کا ہے تو لے لے گا اور اسکو اختیار نہ ہو گا اور اگر اس کے شریکیوں نے حق مدعی سے انکار کیا تو مصالح مشتری کو اختیار ہے چاہے صلح فسخ کر کے تمام بدل صلح واپس کر لے یا یہاں تک انتظار کرے کہ کسی حجت شرعی سے باقی وارثوں کا مقبوضہ ملے سکے ایسا ہی شیخ الاسلام خواہر زادہ نے ذکر کیا ہے۔ اور شمس المائہ غرضی نے اس صورت میں یوں ذکر کیا ہے کہ مصالح مدعی سے شریکیوں کے حصے جو اس کے سپرد نہیں ہوئے ہیں بقدر ان کے حصہ کے واپس لے گا اور اپنے حصہ کے عوض نہ لے گا ایسا ہی اگر حاضر نے مدعی سے اس شرط سے صلح کی کہ میرا حق مدعی کا ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر حاضر نے مدعی سے فقط اپنے مقبوضہ سے صلح کی تو اسکا مقبوضہ اس کے سپرد کیا جائیگا زیادہ نہ دیا جائیگا اور اسکو اختیار نہ ہو گا یہ محیط میں ہے بعض وارثوں پر میت کے قرضہ کا دعویٰ کیا پس وارث نے صلح کر لی حالانکہ بعض وارث غائب ہے پھر وہ غائب آیا اور اسنے صلح کی اجازت نہ دی پس اگر مدعی نے اپنا دعویٰ کو اسی سے ثابت کر دیا اور اس وارث نے بدل صلح کو ترک کر کے حکم قاضی ادا کیا تو صلح صحیح ہے اور اگر مصالح نے اپنے

مال سے حکم قاضی ادا کیا ہے تو اسکو اختیار ہوگا کہ باقی وارثوں سے اپنا مال موافق حصہ کے لئے لیوے اور اگر اُسے ترکہ میں سے بلا حکم قاضی دیا ہے تو غائب کو اختیار ہے کہ صلح کی اجرت ندے اور بقدر اپنے حصہ کے واپس کرے اور اگر اپنے مال سے بلا حکم قاضی دیا ہے تو غائب سے واپس نہیں لے سکتا ہے یہ فصول عہد میں ہر۔ اگر دو شخصوں نے ایک شخص کے مقبوضہ گھر و زمین پر دعویٰ کیا اور دونوں نے کہا کہ یہ میراث ہے ہم نے اپنے باپ سے پائی ہے اور قابض نے انکار کیا پھر ایک مدعی نے اس دعویٰ سے اپنے حصہ سے سودرم پر صلح کر لی اور اُسکے شریک نے چاہا کہ اس سودرم میں اُسکا شریک ہو جاوے تو اُس کو یہ اختیار نہیں ہے۔ اور اگر ایک نے تمام دعویٰ سے سودرم پر صلح کی اور ضامن ہوا کہ اپنے بھائی کے حصہ کو بھی مدعا علیہ کے سپرد کرے گا تو اُس کے بھائی کو اختیار ہے چاہے اپنے حصہ کو سپرد کر کے آدھا بدل صلح یعنی پچاس درم لے لے اور اگر چاہے تو سپرد نہ کرے۔ پس اگر اُسے سپرد کیا تو کل کی صلح جائز ہو جائیگی اور بدل صلح دونوں میں برابر تقسیم ہوگا۔ اور اگر سپرد نہ کیا تو صرف اُسی کے حصہ کی باطل ہو جائیگی اور اُس کے حصہ میں مدعی کو اپنے دعویٰ کرنے کا اختیار ہے اور مصلح کو آدھا بدل یعنی پچاس درم سپرد کر دیگا۔ اور آدھا مدعا علیہ کو مصلح کی صلح باقی رکھنے یا فسخ کرنے کا اختیار ہے یا نہیں ہو پس جاننا چاہیے کہ زیادات میں اس کے مشابہ ایک مسئلہ مذکور ہے وہ یہ ہے کہ ایک غلام دو شخصوں میں مشترک ہو ایک نے تمام غلام کسی مشتری کے ہاتھ فروخت کر دیا اور ضامن ہوا کہ شریک کا حصہ بھی سپرد کر دیگا پھر اُسکے شریک نے اپنا حصہ سپرد نہ کیا تو مشتری کو اختیار ہے کہ چاہے بائع کے حصہ کی بیع تمام کر دے یا فسخ کر دے یہ امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ہے اور امام محمد رحمہ کے نزدیک اسکو اختیار ہوگا۔ اور غلام و دار میں کچھ فرق نہیں ہے۔ پس جب غلام میں اختلاف ہو تو دار میں بھی ایسا ہی اختلاف ہونا چاہیے یہ محیط میں ہے۔ اگر بائع وارث نے وصی کی جانب درم دینا رو قیق و متدع کی قسم سے کسی میراث کا دعویٰ کیا اور وصی نے انکار کیا پھر اس سب دعویٰ سے کسی غلام یا کپڑے معلوم پر صلح کر لی تو جائز ہے اسلئے طرح اگر وصی نے کہا کہ میں اپنے قسم کے فدیہ میں تجھے یہ دیتا ہوں تو بھی جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر دو وارثوں نے اپنے وصی کی طرف کسی عین یا دین کا دعویٰ کیا پھر وصی نے بدون اقرار کے دونوں میں سے ایک سے صلح کر لی پھر دوسرے نے چاہا کہ وصی سے اپنا حصہ لے لے تو اسکو یہ اختیار ہوگا اور اگر اُسے چاہا کہ اپنے بھائی مصلح کے ساتھ اُس کے مقبوضہ میں شریک ہو جاوے پس اگر مال دعویٰ وصی کے ہاتھ میں قائم ہو تو بھائی کے مقبوضہ میں اُسکا شریک نہیں ہو سکتا ہے اور اگر وصی کے پاس تلف ہو گیا ہو حتیٰ کہ اُسپر دین ہو کر واجب ہوا اور دونوں میں مشترک ہوا اور غیر مصلح نے مصلح کے ساتھ شریک ہونا چاہا تو اسکو شرکت کا اختیار ہوگا و لیکن اگر بدل صلح عروض میں سے ہو تو مصلح کو اختیار ہوگا اور اگر بدل صلح درم ہوں اور قرضہ کے مثلاً سودرم ہوں اور صلح پچاس درم پر واقع ہوئی تو مصلح کو اختیار ہوگا بلکہ اسکو چوتھائی قرضہ یعنی پچیس درم دیگا۔ پس اگر وارث بائع و نابلغ ہوں اور وصی نے بالغوں کے دعویٰ سے اور نابلغوں کے دعویٰ سے سب سے کسی قدر درم معلوم پر صلح کر لی اور بالغوں نے اُسپر قرضہ کر لیا اور نابلغوں کا حصہ جو کچھ اُس میں سے ہوتا ہے وہ اُن پر خرچ کیا تو یہ صلح نابلغوں پر جائز ہوگی اور نابلغوں کو اختیار ہے کہ بقدر اپنے حصہ کے وصی سے بھر لیوین و لیکن یہ مذکور نہیں ہے کہ بدل صلح میں بقدر اپنے حصہ کے لینے یا اصل دعویٰ میں سے بقدر اپنے حصہ کے لیونیکے اور اُس کا حکم یہ تفصیل ہے



یعنی اگر نابالغوں نے بالغ ہو کر اس صلح کی اجازت دی تو بدل صلح سے بقدر اپنے حصہ کے لے لینگے اگر چاہیں اور وصی کو اختیار ہوگا کہ بالغوں سے بقدر ان کے حصہ کے واپس کرے اور بالغوں کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ نابالغوں سے کچھ واپس لیں اگرچہ انھیں نے اسکو انھیں پر خرچ کیا ہے۔ اور اگر بالغ ہو کر انھوں نے صلح کو رد کر دیا تو بقدر حصہ دعویٰ کے رجوع کرینگے اور وصی کو اختیار ہوگا کہ جب قدر نابالغوں کا حصہ اُسے بالغوں کو دیا ہے وہ واپس کرے اور بالغ وارث نابالغوں سے کچھ بھی واپس نہیں لے سکتے ہیں اگرچہ انھیں پر اسکو صرف کر دیا ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص مر گیا اور اُسے ہزار درم چھوڑے اور دو شخصوں کے ہر ایک میت پر ہزار درم ہیں پھر ایک قرض خواہ آیا اُسے وارث سے پانچ سو درم ترک پر صلح کر لی اور لے لیے پھر دوسرا آیا تو وہ وارث سے باقی پانچ سو درم ترک لے لینگا اور پہلے صلح کرنے والے سے پانچ سو درم کا نصف لے لینگا پس پہلے کو ہزار کی چوتھائی اور دوسرے کو ہزار کی تین چوتھائی ملیگی۔ اور اگر پہلا قرض خواہ آیا اور قاضی نے اُسکے واسطے پانچ سو درم کا حکم کیا پھر دوسرا آیا تو اسکو سوا سے باقی پانچ سو درم کے جو وارث کے پاس ہیں اور کچھ نہ ملیگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے واسطے ایک غلام یا دار کی وصیت کی اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑی اور ان دونوں وارثوں نے موصی لہ سے غلام کے عوض سو درم پر صلح کر لی پس اگر صلح کے سو درم مال میراث میں سے ہوں تو غلام دونوں میں تین حصے ہو کر تقسیم ہوگا اور اگر یہ سو درم انھیں دونوں کا ذاتی مال ہو میراث نہ تو غلام دونوں کو برابر تقسیم ہوگا کیونکہ یہ دونوں کی طرف سے مساوی معاوضہ ہے یہ محیط خرسی میں ہے اگر وصی نے اقرار کیا کہ میرے پاس میت کے ہزار درم ہیں اور میت کے دو بیٹے موجود ہیں پس ایک نے اپنے حصہ سے چار سو درم مال وصی پر صلح کر لی تو جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اگر ہزار درم کے ساتھ کوئی متاع ہو تو بھی صلح سطور سے جائز نہیں ہے اور اگر وصی نے اسکو تلف کر دیا ہو تو چار سو پر صلح جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ ایک شخص زید مر گیا اور عمر کے واسطے تہائی مال کی وصیت کر گیا اور بالغ و نابالغ وارث چھوڑے پس بعض وارثوں نے موصی لہ سے کسی قدر ورمون معلوم پر اس شرط سے صلح کی کہ موصی لہ کا حق اس وارث کو ملے تو یہ صورت صلح کی اور دوسری صورت یعنی بعض وارث کا بعض وارث سے سطور سے صلح کر لینا یکساں ہے پس اگر ترکہ میں قرض نہ ہو اور نہ کوئی شے نقد دین سے ہو تو ایسی صلح جائز ہے اور اگر ترکہ میں میت کا کسی پر قرضہ ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر ترکہ میں نقد دین سے ہو پس اگر اس نقد کا تہائی مثل بدل صلح کے یا زیادہ ہو تو صلح جائز ہوگی اور اگر کم ہو تو جائز ہے بشرطیکہ موصی لہ قبل فراق کے بدل صلح پر قبضہ کرے اور اگر قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو نقد کی صلح باطل ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر میراث چار آدمیوں میں مشترک ہو دو وارث نابالغ ہوں اور دو بالغ ہوں اور اسکا ایک وصی ہے اور میت نے کسی کے حق میں کچھ وصیت کی ہے وہ بھی موصی لہ موجود ہے پھر سب نے جمع ہو کر باہم سطور سے صلح کر لی کہ اُس سب مال کو مقوم کر کے ایک وارث بالغ کو کچھ زیور معین اور کپڑے دیے اور دوسرے بالغ وارث کو معین زیور اور متاع و رقیق دیے اسی طرح دونوں نابالغوں اور موصی لہ کو زیور اور کوئی چیز حصہ رسد تقسیم کر دی تو جائز ہے۔ لیکن زیور جو بمقابلہ زیور آئے گا وہ بیع صرف کے شرائط سے اعتبار کیا جائیگا اور مقابلہ متاع و عروض میں بیع کا اعتبار ہے پس اگر دونوں قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو

صلح کرنا جائز نہیں ہے مگر اگر موصی لہ کا مال مال میراث میں سے ہو تو صلح جائز ہے

زیر کے حصہ میں صلح یا بطل ہوگی حصہ متاع میں باطل نہ ہوگی اور حصہ زیر میں صلح فاسد ہونے کی وجہ سے حصہ متاع میں فساد آجنا ضرور نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر دار ثون نے وصی کے مرنے سے پہلے وصیت سے صلح کر لی تو جائز نہیں ہے یہ خزانہ ائمہ میں ہے۔ باپ اگر غلام یا مکاتب ہو اور لڑکا آزاد ہو تو باپ کی صلح کی ہوئی اسپر جائز نہ ہوگی ایسے ہی کافر باپ کی صلح کی ہوئی بیٹے مسلمان پر جائز نہیں ہوتی ہے اور بالغ معتوہ و مجنون ہمارے نزدیک خواہ مجنون ہی بالغ ہو یا نابالغ ہونے کی وقت اچھا تھا پھر مجنون ہو گیا یا بزرگ نابالغ کے ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر نابالغ کا کسی شخص پر قرضہ ہو اور باپ نے مال قلیل پر اس سے صلح کی حالانکہ گواہ قرضہ کے موجود نہیں ہیں اور قرضہ دار قرضہ کا منکر ہے تو جائز ہے۔ اور اگر قرضہ گواہوں یا قرضہ دار کے اقرار سے ظاہر ہو اور باپ نے اس قدر کمی پر جو لوگ برداشت کر لیتے ہیں صلح کر لی تو جائز ہے اور اگر اس قدر کم کر دیا کہ لوگ اس قدر خسارہ نہیں اٹھاتے ہیں پس اگر وہ قرضہ بسبب سی باپ کی خرید و فروخت کے واجب ہوا ہو تو صلح اسکی ذات کے لیے جائز ہوگی اور بقدر قرضہ کے ضامن ہو گا یعنی بیٹے کے واسطے ضامن ہو گا۔ اور اگر باپ اس قرضہ کا وجوب سبب نہیں ہوا ہو یعنی مثلاً اسکی خرید و فروخت سے واجب نہیں ہوا ہو تو صلح جائز نہ ہوگی یہ سراجیہ میں ہے۔ وصی نے یتیم کے ہزار درم کا کسی شخص پر دعویٰ کیا اور گواہ نہیں ہیں پھر یا بچہ سو درم پر ان ہزار سے باوجود انکار مدعا علیہ کے اس سے صلح کر لی پھر عادل گواہ پاسے تو قرضہ دار کو اختیار ہے کہ گواہوں سے ہزار درم پر قسم لیوے۔ اسی طرح اگر یتیم نے بعد بلوغ کے گواہ پاسے تو بھی یہی حکم ہے اور ان دونوں کو اس سے قسم لینے کا اختیار نہیں ہے یہ قنویہ میں ہے۔ اگر نابالغ کا کوئی گھر یا غلام ہو ائین کسی شخص نے دعویٰ کیا پھر باپ نے نابالغ کے مال سے صلح کر لی پس اگر مدعی کے پاس گواہ عادل موجود تھے تو صلح جائز ہے مگر مثل قیمت یا صرف اس قدر زیادتی پر ہو کہ لوگ برداشت کر لیتے ہیں۔ اور اگر مدعی کے پاس گواہ ہی انہوں یا گواہ عادل انہوں تو صلح جائز نہیں ہے اور اگر اس کے گواہوں کا حال مستور ہو تو ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ صلح جائز نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ قبول امام عظیم کے صلح جائز ہے اس بنا پر کہ حکم ظاہری عدالت پر دینا جائز ہے اور بعضوں نے کہا کہ اگر مدعی کے گواہ مستور ہوں تو باپ کو بشرط صلح کرنی چاہیے۔ اور اگر باپ نے اپنے مال سے صلح کر دی تو ہر حال میں جائز ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر وارث سب نابالغ ہوں تو وصی کی صلح مثل باپ کی صلح کرنے کے ہو خواہ انکا دعویٰ دائر ہوا ہو یا اپنے کسی نے دعویٰ کیا ہو اور خواہ دعویٰ عقار میں ہو یا مال منقول میں ہو۔ اور اگر وارث لوگ سب بالغ ہوں اور حاضر موجود ہیں پس وصی نے اپنے نافذ ہونے کے لیے صلح کی تو انہیں جائز ہے خواہ دعویٰ اپنے دائر ہوا اور وصی نے ان کے واسطے صلح کر دی یا ان کے دعویٰ سے صلح کر لی خواہ دعویٰ منقول میں ہو یا عقار میں ہو۔ خواہ اس دعویٰ کے گواہ عادل موجود ہوں یا انہوں یہ محیط میں ہے۔ اور اگر سب وارثان بالغ غائب ہوں پس اگر اپنے دعویٰ دائر ہوا اور وصی نے صلح کر لی تو انہیں جائز ہے خواہ مدعی کے پاس گواہ

۱۲ قسم لے وہ تامل فلیتامل

ہوں یا نہوں اور خواہ دعویٰ عقار میں واقع ہو یا منقول میں ہو اور اگر انکی طرف سے دعویٰ ہو اور وصی نے صلح کر لی پس اگر عقار کے دعویٰ سے صلح کر لی تو انکے حق میں نافذ نہ ہوگی تا دھتیکہ وہ اجازت نہ دیں یہ ہر حال میں ہے۔ اور اگر منقول کے دعویٰ سے صلح کی پس اگر انکے دعویٰ کے گواہ موجود ہوں تو صلح جائز ہے بشرطیکہ بدل صلح میں جیسقدر دعویٰ کیا ہے اُسکے مثل قیمت لی ہو یا کسی صرف اس قدر ہو کہ لوگ برداشت کر لیتے ہیں اور اگر اسقدر کمی ہو کہ لوگ نہیں برداشت کرتے ہیں تو صلح جائز نہیں ہے۔ اگر دعویٰ کے گواہ نہوں تو حصص صلح کر لی ہو جائز ہے یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ اگر وارثوں میں باغ و تاباں ہوں پس اگر باغ حاضر موجود ہوں اور باقی کسی نے دعویٰ کیا اور وصی نے اُس سے صلح کر لی تو بالاجمل باغوں کے حصہ میں صلح جائز نہ ہوگی خواہ دعویٰ عقار میں ہو یا منقول میں اور خواہ مدعی کے پاس سراسر گواہ ہوں یا نہوں اور باغوں کے حصہ میں جائز ہے بشرطیکہ اس صلح میں انکو ضرر نہ پہنچتا ہو۔ اور اگر انکی طرف سے دعویٰ دائر ہو اور صلح کی پس اگر دعویٰ مال منقول میں ہو تو وصی کی صلح باغوں و تاباںوں و دونوں کے حق میں جائز ہے بشرطیکہ اُنہیں ضرر نہ آتا ہو اور اگر انکو ضرر پہنچتا ہو تو جائز نہیں ہے خواہ اُنکے پاس گواہ عادل موجود ہوں یا نہوں اور یہ امام عظیم رحمہ کے نزدیک ہے اور صاحبین رحمہ کے نزدیک تا باغوں کے حصہ میں صلح جائز ہے بشرطیکہ انکو ضرر نہ پہنچتا ہو اور باغوں کے حصہ میں نہیں جائز ہے خواہ انکو ضرر پہنچتا ہو یا نہ پہنچتا ہو۔ اور اگر باغ وراثت غائب ہوں پس اگر اُنہیں دعویٰ دائر ہو اور وصی نے صلح کر دی تو بالاجمل یہ حکم ہو کہ تا باغوں کے حصہ کی صلح جائز ہے بشرطیکہ اُنکے حق میں ضرر نہ ہو۔ اور باغوں کے حصہ میں جائز نہیں ہے خواہ انکو ضرر ہو یا نہ ہو خواہ مدعی کے گواہ ہوں یا نہوں خواہ دعویٰ عقار میں ہو یا منقول میں ہو۔ اور اگر انکے دعویٰ سے صلح کر لی پس اگر منقول میں دعویٰ کیا اور صلح کر لی تو اُنکی صلح باغوں و تاباںوں و دونوں کے حق میں بالاتفاق جائز ہے بشرطیکہ انکو ضرر نہ پہنچتا ہو خواہ اُنکے پاس گواہ ہوں یا نہ ہوں۔ اور اگر عقار میں دعویٰ کیا ہو تو امام عظیم رحمہ کے نزدیک باغ و تاباں سب کے حق میں اُنکی صلح جائز ہے بشرطیکہ اُنہیں ضرر نہ ہو اور اگر ضرر نہ ہو تو نہیں جائز ہے خواہ اُنکے گواہ ہوں یا نہوں اور صاحبین رحمہ کے نزدیک تا باغوں کے حق میں جائز ہے بشرطیکہ انکو ضرر نہ پہنچے اور باغوں کے حق میں نہیں جائز ہے خواہ انکو ضرر ہو یا نہ ہو اور باقی اُسکے وصی کے موجود ہونے کی حالت میں دادا مثل باپ کے یہ محیط میں ہے۔ اور یہی حکم دادا کے وصی کا ہے اور مان اور بھائی کی صلح تا باغ کے واسطے جائز نہیں اور نہ اُنکی طرف سے جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ مان کے وصی و چچا و بھائی کے وصی کی صلح تا باغ کے حق میں چچا و مان و بھائی کے ترکہ میں مثل باپ کے وصی کے یہ بشرطیکہ دعویٰ صغیر کے لیے مانع ہو عقار کے واقع ہو اور جو چیز کہ تا باغ کو ان لوگوں کے سوائے دوسرے کی طرف سے ملی ہو اس میں تا باغ کے واسطے اُن کی وصیوں کا صلح کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ ذخیرہ میں ہے اگر کسی شخص نے میت پر قرضہ کا دعویٰ کیا پس وصی نے یتیم کے کسی قدر مال پر اُس سے صلح کر لی پس اگر مدعی کے پاس گواہ نہوں تو یہ جائز نہیں ہے اسید طرح اگر بغیر صلح کے مال میت سے اُسکو ادا کر دیا تو بھی جائز نہیں ہے اور وارثوں کو خیار ہو گا کہ چاہیں تو وصی سے ضمان لیں یا جسکو ادا کیا ہو اُس سے ضمان لیں پس اگر اُس شخص سے جسکو ادا کیا ہو ضمان لی تو وہ کسی سے نہیں لے سکتا ہو اور اگر وصی سے ضمان لی تو وصی اُس شخص سے جسکو ادا کیا ہو واپس لے لیتا خواہ اُسکے پاس وہ مال بعینہ قائم ہو یا تلف ہو گیا ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر وصی نے کسی شخص کے

ساتھ جیسے میت یا نابالغ پر دعویٰ کیا تھا صلح کر لی پس اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں یا قاضی کو اُسکے دعویٰ کی صحت کا علم ہو یا قاضی نے حکم دیا ہو تو صلح جائز ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو نہیں جائز ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اگر نابالغ کا کسی پر عہدہ خون ہو اور باپ یا وصی نے کسی قدر مال پر قاتل سے صلح کر دی تو جائز ہے و لیکن اگر مال صلح دیت سے کم ہو تو جائز نہیں ہے یہ تہذیب میں ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنے غلام کی خدمت کی کسی کیواسطے ایک سال تک کے لیے وصیت کی اور یہ غلام ہکا نہائی مال ہوتا ہو پھر وارث نے اس خدمت سے کسی قدر درمومن پر یا ایک ہینہ تک کسی بیت میں سکونت کرنے یا دو سرے خادم کی خدمت کرنے یا ٹٹو کی سواری لینے یا کسی کپڑے کے پینے پر صلح کر لی تو استحساناً جائز ہے اس طرح اگر نابالغ کے وصی نے ایسا کیا تو بھی جائز ہے۔ پھر اگر وہ غلام جس سے صلح کی ہو بعد موصی لے کے بدل صلح پر قبضہ کرنے کے مرگیا تو صلح جائز رہی اور اگر کسی کپڑے پر صلح کی اور موصی لے نے اس میں عیب پایا تو اُسکو اختیار ہے کہ واپس کر کے اُس غلام سے خدمت یعنی اختیار کرے اور اُسکو یہ اختیار نہیں ہے کہ کپڑے پر قبضہ کرنے سے پہلے اُسکو فروخت کرے۔ اور اگر کسی قدر درمومن پر صلح کی تو قبل قبضہ کے اُنکے عوض کپڑا خرید سکتا ہے۔ اور اگر بعض وارث نے اُن اشیاء مذکورہ کے عوض اُس سے یہ وصیت کی خدمت خریدنی چاہی تو جائز نہیں ہے۔ اور اگر موصی لے سے یوں کہا کہ میں نے تجھ کو یہ درم بجائے تیرے غلام سے خدمت لینے کے یا تیری خدمت کے عوض یا خدمت کے بدلے یا خدمت کے قصاص میں یا اس شرط سے کہ تو خدمت لینا ترک کرے دیے ہیں تو جائز ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ میں تجھ کو یہ درم اس شرط سے ہبہ کرتا ہوں کہ تو وصیت کا حق خدمت ہبہ کر دے تو بھی جائز ہے بشرطیکہ درمومن پر قبضہ کرے۔ اور اگر وارث دو شخص ہوں اور ایک نے موصی لے سے دس درم پر اس شرط سے صلح کی کہ اس خادم کی خدمت تو فقط میرے واسطے سوا میرے شریک کے قرار دے تو جائز نہیں ہے۔ اور اگر جمیع وارثوں کے واسطے قرار دینے کو شرط کرے تو استحساناً جائز ہے۔ اور اگر وارثوں نے اُس غلام کو فروخت کر دیا ہو اور موصی لے نے جسکے واسطے اُس غلام کی خدمت کی وصیت کی اجازت دیدی تو اُسکا حق خدمت باطل ہو گیا اور اُسکو مشن میں سے کچھ نہ ملیگا۔ اس طرح اگر وارثوں نے اُسکو بوجھ جنایت کے دیدیا اور موصی لے نے اجازت دی تو جائز ہے۔ اور اگر وہ غلام خطا سے مقتول ہوا اور وارثوں نے اسکی قیمت لے لی تو انپر لازم ہے کہ اُس قیمت کے عوض دوسرا غلام خریدیں کہ جو موصی لے کی ایک سال تک خدمت کرے اور اگر اُس سے کسی قدر درام معلومہ پر یا انباج پر عوض لیکر حق ساقط کر دینے کے طور پر صلح کی تو جائز ہے۔ اور اگر غلام کا ایک ہاتھ کاٹا گیا اور وارثوں نے اُسکا ارشٹ لے لیا تو اس میں مع غلام کے ایک سال تک موصی لے کا حق خدمت ثابت ہوگا بوجہ اسکے کہ جب بدل نفس میں حکم ہے اُسی قیاس پر بدل لطف یعنی ہاتھ پیر وغیرہ کے بدل میں حکم ہے پھر اگر وارثوں نے دس درم دیکر صلح کر لی کہ موصی لے اس حق کو مع غلام کے وارثوں کے سپرد کرے تو بطریق اسقاط حق بوجھ کے جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی شخص کیواسطے اپنے گھر میں رہنے کی وصیت کی اور مرگیا پھر موصی لے سے وارثوں نے کسی قدر درمومن معلومہ پر صلح کر لی تو جائز ہے۔ اسی طرح اگر دوسرے وارث کی سکونت معلومہ پر صلح کر لی تو بھی جائز ہے۔ یا کسی غلام کی مدت معلومہ تک خدمت کرنے پر صلح کی تو بھی جائز ہے۔ اور اگر دوسرے وارث کی سکونت یا غلام کی خدمت بجز زندگی پھر تک کے واسطے اُس سے صلح کی تو جائز نہیں ہے۔ پھر پہلی صورت میں یعنی جب مدت معلومہ تک صلح کی ہو اگر مدت معلومہ گزرے سے

نہ جیکے میں وصیت طالع ہوئی ہے ۱۱ لکھ معاوضہ جو بہت قطع لازم آیا ہے ۱۱

پہلے غلام مرگیا یا دار گر گیا تو صلح ٹوٹ جاوے گی اور حق موصی لہ اسی دار سے جسکے رہنے کی اسکو وصیت تھی متعلق ہو جائیگا۔ ایسا ہی اگر کسی نے اپنے غلام کی خدمت کر نیکی واسطے کیسکے حق میں وصیت کی پھر وارث نے دوسرے غلام کی خدمت یا کسی دار کی سکونت مدت معلومہ تک اختیار کرنے پر موصی لہ سے صلح کر لی پھر مدت گذرنے سے پہلے مصلح علیہ مرگیا تو بھی اسکا حق اسی غلام سے متعلق ہوگا جسکی خدمت کی اسکے حق میں وصیت تھی پھر اس صورت میں یعنی سکونت دار کی وصیت کی صورت میں جبکہ حق موصی لہ اس دار سے جسکی اسکے حق میں وصیت تھی متعلق ہو تو مذکور ہے کہ اگر اسکے واسطے یہ وصیت تھی کہ مرتے دم تک سکونت کرے تو اسکو مرتے دم تک سکونت کا اختیار ہے۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اس صورت پر رکھا جائیگا کہ جب غلام مصلح علیہ نے موصی لہ کی کچھ خدمت نہ کی یا دار مصلح علیہ میں کچھ مدت نہ رہا ہو اور اگر کچھ مدت خدمت لی یا گھر میں رہا ہو تو اسکے حساب سے اسکو باقی مدت اس دار وصیت میں سکونت کا اختیار ہوگا اور اسکا بیان یہ ہے کہ اگر مثلاً ایک سال تک اپنے غلام کی خدمت پر صلح کی اور موصی لہ نے اس سے چھ مہینے خدمت لی تھی کہ وہ مرگیا تو موصی لہ کو اب دار وصیت میں صرف آدھی عمر تک رہنے کا حق حاصل ہوگا اس لیے ایک روز اس دار میں موصی لہ رہیگا اور دوسرے روز اس میں وارث رہیں گے اسی طرح موصی لہ کی باقی عمر تک ہوگا۔ اور اگر موصی لہ کی واسطے ایک سال تک گھر میں سکونت کی وصیت ہو اور غلام مصلح علیہ بعد چھ مہینے کے مرگیا تو موصی لہ اس دار وصیت میں آدھے سال تک رہ سکتا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر یون وصیت کی کہ جو کچھ میری بکریوں کے تھنوں میں ہے وہ غلام شخص کو دیا جاوے پھر وارثوں نے اس دودھ میں سے کم یا زیادہ پر صلح کر لی تو نہیں جائز ہے اور اگر اس سے کسی قدر درمون پر صلح کی تو جائز ہے اور صوف کا بھی یہی حکم ہے یہ حادی میں ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کی واسطے اپنے غلام کی مزدوری کی وصیت کی اور وصیت کر نیوالا مرگیا پھر وارث نے موصی لہ سے کسی قدر درام معلومہ پر صلح کر لی تو جائز ہے اگرچہ اسکی مزدوری کا حاصل اس سے زیادہ ہو۔ اور اگر اسکے حق میں ہمیشہ کے واسطے اپنے غلام کی مزدوری کی وصیت کی پھر وارث نے ایک مہینے کی مزدوری کے برابر صلح کی اور اس مزدوری کو بیان کر دیا تو جائز ہے اور اگر اسقدر مقدار کو بیان نہ کیا تو جائز نہیں ہے۔ اور اگر اس سے ایک ہی وارث نے اس شرط سے صلح کی کہ مزدوری غلام کی خاص میسر ہے واسطے ہو تو نہیں جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی وارث نے موصی لہ سے وہ غلام مدت معلومہ تک اجارہ لیا تو جائز ہے جیسا کہ غیر وارث کا اجارہ لینا جائز ہے بچان اس شخص کے اجارہ لینے کے جسکے واسطے خدمت غلام کی وصیت کی گئی ہے کہ وہ اتنی جائز ہے ایسے ہی اگر دار کی سکونت کی وصیت کی ہو اور اسے کرایہ لیا تو بھی ناجائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کسی شخص کے واسطے اپنے نخل کی حاصلات کی ہمیشہ کے واسطے وصیت کی پھر موصی لہ نے وارث کے ساتھ پھل بٹکنے سے پہلے کسی قدر درام معلومہ پر صلح کی تو جائز ہے۔ اور اگر کسی سال کا پھل نکلا ہو پھر بعد بٹکنے کے اس رسیدہ اور ہر بار کے پھل سے جو آئندہ ہمیشہ تک اس درخت سے نکلے صلح کی تو جائز ہے اور درام مجوز ہے یہ ذکر نہیں فرمایا کہ بدل صلح اس موجودہ آئندہ کے پھلوں کی ہمارے کیونکر تقسیم ہوگا اور متاخرین مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہے فقہ ابو بکر محمد بن ابراہیم میدانی فرماتے ہیں کہ آدھا بدل اس موجودہ کے مقابلہ میں اور آدھا آئندہ ہمارے دن کے مقابلہ میں ہوگا۔ اور فقہ ابو جعفر مندوانی فرماتے ہیں کہ بدل الصلح بقدر قیمت ثمر کے تقسیم ہوگا

پس اگر قیمت موجودہ کی اور جو نکلیں گے برابر ہو تو بدل نصفاً نصف تقسیم ہوگا اور اگر تین تہائی کی نسبت ہو تو بدل کے بھی تین حصے ہونگے۔ اور اس اختلاف کا فائدہ اس صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ مثلاً موصی لے کے ساتھ کسی غلام پر صلح کر لی پھر آدھا غلام موصی لے کے پاس سے استحقاق میں لیا گیا تو فقیہ ابو بکر محمد بن ابراہیم کے قول پر موصی لے مصلح سے آدھے موجودہ پھل اور آدھے جو آئندہ پیدا ہوں واپس لیگا۔ اور فقیہ ابو جعفر کے قول کے موافق اگر دونوں کی قیمت یکساں ہو تو یہی حکم ہے اور اگر قیمت میں تین تہائی کی نسبت ہو تو اُسکے حساب سے واپس لیگا۔ اور فقیہ محمد بن ابراہیم کے قول کی وجہ یہ ہے کہ جو آئندہ پیدا ہوں اُسکا فی الحال جاننا ممکن نہیں ہے کیونکہ کبھی تو آئندہ ہمارا آتی ہے اور کبھی نہیں آتی ہے اور کبھی آئندہ کے پھل موجودہ سے زیادہ ہوتے ہیں اور کبھی کم ہوتے ہیں پس ہم نے اسکو مثل موجودہ فی الحال کے قرار دیا کہ یہی بدل ہے۔ اور فقیہ ابو جعفر کے قول کی یہ وجہ ہے کہ آئندہ جو پھل آوے گا اُنکی قیمت فی الحال معلوم ہو سکتی ہے اس طور سے کہ یہ درخت ہمیشہ پھلدار ہونے کی حالت میں کتنے کو خریداجا سکتا ہے اور ہمیشہ بے پھل ہونے کی حالت میں کتنے کو خریداجا سکتا ہے پھلدار ہونے کی صورت میں ڈیڑھ ہزار درم کو اور بے پھل ہونے کی صورت میں ایک ہزار کو خریداجا دے تو معلوم ہوگا کہ جو غلہ مکے گا اُنکی قیمت پانچ سو درم ہے پھر غلہ موجودہ کی قیمت دریافت کی جاوے پس اگر یہ بھی پانچ سو درم ہو تو دونوں مساوی قیمت کے معلوم ہوئے اور اگر موجودہ کی قیمت دو سو پچاس درم ہوں تو معلوم ہوا کہ تہائی پر پس اُسکے حساب سے واپس ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ اگر دار میں سیل آب یا موضع جدد سے صلح واقع ہوئی تو بھی یہی حکم ہے کہ دیکھا جائیگا کہ اس دار کی در حالیکہ اس میں دوسرے شخص کے پانی بہانے کا حق ہے کیا قیمت ہے اور اسی دار کی در حالیکہ یہ حق غیر نہیں ہے کیا قیمت ہے پس جو کچھ ان دونوں میں فرق نکلے وہی سیل کی قیمت ہوگی یہ محیط خرسی میں ہے۔ اگر کسی معین نخل کے غلہ کی ہمیشہ کے واسطے کسی شخص کے حق میں وصیت کی اور وارثوں نے اُس سے اُسکے پھل نکلنے اور رسیدہ ہونے کے بعد ان پھلوں اور غلہ ہمارے جو آئندہ ہمیشہ تک پیدا ہو کسی قدر گیہوں پر صلح کی اور موصی لے نے ان گیہوں پر قبضہ کر لیا تو جائز ہے اور اگر گیہوں پر اُدھار کر کے صلح کی تو جائز نہیں ہے۔ اور اگر اُس سے کسی تولی کی چیز پر اُدھار صلح کی تو جائز ہے۔ اور اگر خشک چھوہاروں پر صلح کی تو جائز نہیں ہے جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ یہ خشک چھوہارے ان پھلوں سے جو درخت پر موجود ہیں زیادہ ہیں۔ اور اگر اس نخل کی حاصلات غلہ سے دوسرے نخل کے غلہ پر ہمیشہ کی واسطے یا کسی مدت معلومہ تک دینے پر صلح کی تو جائز نہیں ہے یہ مبسوط میں ہے۔ قلت اہل علم پھر مالکانہ الروا۔ ایک شخص نے اپنے نخل کے غلہ کی کسی شخص کے حق میں تین برس کے واسطے وصیت کی اور یہ نخل اُسکا تہائی مال ہوتا ہے اور نخل میں پھل نہیں ہیں پھر موصی لے نے وارثوں سے کسی قدر درہم معلومہ پر وصیت سے صلح کر کے درہم پر قبضہ کر لیا اور شرط کر دی کہ میں نے یہ غلہ نخل وارثوں کو سپرد کیا اور انکو حق وصیت سے بری کیا اور درخت میں اس تین سال تک کچھ نہ کھلایا جس قدر وارثوں نے اُسکو دیا جو اُس سے زیادہ پیدا ہوا تو قیاً صلح باطل ہے لیکن اتھاناً صلح جائز ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کے لیے وصیت کی کہ جو کچھ میری باندی کے پیٹ میں ہے وہ اُسکو دیا جاوے حالانکہ باندی حاملہ ہے اور وہ شخص وصیت کنندہ مر گیا پھر وارث نے موصی لے سے کسی قدر درہم

ملہ و شخص جسکی جانب سے صلح واقع ہو ۱۱ ملہ متر جو اگر اسکا تہائی مال ہو تو اسکا جائز ہونا لازم ہے کہ قلم مقام ہونے کی وجہ سے ہے ۱۱

معلومہ پر صلح کر لی اور اسکو دیدیے تو جائز ہو مگر جائز اس طور سے ہو کہ صلح میں عوض لیکر اپنا حق ساقط کر دیا نہ یہ کہ موصی نے وارث کو وصیت کا مالک کیا ہو کیونکہ ملکیت کے طور پر صلح نہیں ہو سکتی ہے۔ اور اگر ایک وارث نے اپنی خصوصیت پر کہ میرا ہی واسطے ہو صلح کی تو جائز نہیں ہے بجز حالت اسکے اگر اس شرط سے صلح کی کہ یہ تمام وارثوں کے واسطے ہو تو جائز ہے یا مطلقاً صلح کی تو بھی جائز ہے۔ اور اگر وارثوں کی طرف سے غیر شخص نے انکے حکم سے یا بدو وارثوں کے حکم کے موصی نے صلح کر لی تو جائز ہے کذا فی الحیط۔ اگر کسی شخص کے واسطے جو کچھ اپنی باندی کے پیٹ میں ہے وصیت کی پھر وارثوں نے دوسری باندی کے پیٹ کے عوض پر صلح کر لی تو جائز نہیں ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی باندی کے پیٹ کی دوسری شخص کے واسطے وصیت کی اور وارثوں سے کسی قدر درام معلومہ پر صلح واقع ہوئی پھر اس باندی کے مردہ لڑکا پیدا ہوا تو صلح باطل ہے اور اگر کسی شخص نے باندی کے پیٹ میں کچھ مار دیا کہ جسکے صدمہ سے اس کے مردہ جنین گر گیا تو اسکا ارش وارثوں کو ملے گا اور صلح جائز ہے یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر دو برس گذر گئے اور وہ کچھ نہ جنی تو صلح باطل ہو گئی یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ جو کچھ فلان عورت کے پیٹ میں ہے اسکو ہزار درم دیے جا دیں پھر اس جنین سے یعنی جو پیٹ میں ہے اس کے باپ نے اس وصیت سے کسی قدر مال پر صلح کی تو جائز نہیں ہے اسی طرح اگر اسکی ماں نے وصیت سے صلح کر لی تو بھی جائز نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی شخص نے جو کچھ اسکی باندی کے پیٹ میں ہے کسی نابالغ یا معتوہ کے دینے کے واسطے وصیت کی پھر اس کے باپ یا دھی نے وارثوں سے کسی قدر درم پر صلح کر لی تو جائز ہے اسی طرح اگر وصیت کسی مکاتب کے حق میں ہو تو بھی اسکی صلح جائز ہے۔ اور اگر کسی چیز کی وصیت کی کہ جو کچھ فلان عورت کے پیٹ میں ہے اسکو یہ چیز دی جاوے اور وہ جمل غلام تھا اس کے مولانے اسکی طرف سے صلح کی تو جائز نہیں ہے پھر اگر اس کے مولیٰ نے مریض کے مرنے کے بعد کسی چیز پر صلح کی پھر مولیٰ نے اس حاملہ باندی کو آزاد کیا اور جو اس کے پیٹ میں ہے اسکو بھی آزاد کیا پھر وہ ایک غلام جنی تو غلام آزاد ہو جائیگا مگر وصیت کا مال اسکو نہ ملیگا بلکہ اس کے آزاد کرنے والے کو ملے گا اور صلح بھی جائز نہ ہوگی اسی طرح اگر اس باندی کو فروخت کیا تو بھی یوں ہی رہیگا یعنی مال وصیت بائع کو ملے گا مشتری کو نہ ملیگا۔ اسی طرح اگر مالک نے جو باندی کے پیٹ میں ہے اسکو بدر کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مالک کی باندی و بچہ کے آزاد کرنے یا فقط باندی کے آزاد کرنے کے روز وصیت کر نیوالا زندہ تھا پھر مرے تو یہ وصیت غلام کے حق میں ہوگی مولیٰ کے حق میں نہ ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔

**سوطھوان باب** مکاتب و غلام تاجر کی صلح کے بیان میں۔ اگر مال کتابت ہزار درم ہوں اور مکاتب نے دعویٰ کیا کہ میں نے یہ درم ادا کر دیے ہیں اور مالک نے اس سے انکار کیا پھر اس شرط سے صلح کی کہ پانچ سو درم ادا کرے اور باقی زیادتی سے بری کرے تو جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر مولیٰ نے اپنے مکاتب سے اس شرط سے صلح کی کہ مبیعا دے پہلے تھوڑا مال کتابت یعنی کسی قدر مال کو کہا کہ یہ مبیعا دے پہلے ادا کر دے اور باقی اس کے ذمہ سے دور کر دیا تو جائز ہے۔ اور اگر مال کتابت ہزار درم ہوں اس میں کسی قدر زیادتی پر اس شرط سے صلح کی کہ مبیعا دے اس کے بعد ایک سال کی مہلت دے تو جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر مال کتابت کی مبیعا دے جانے کے بعد اس شرط سے صلح کی کہ بعض مال ادا کرے اور بعض مال میں تاخیر دیا جائے تو جائز ہے۔



اور اگر مال کتابت میں درم ہوں اُن درمون سے دینا یہ تعین دیدینے پر صلح کر لی تو جائز ہے اور اگر دیناروں پر میعاد ہی  
 اوجہ صلح کی تو جائز نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دونوں نے اس شرط سے صلح کر لی کہ مال کتابت میں سے درم باطل کر کے  
 اس قدر دیناروں پر کتابت مقرر کریں تو جائز ہے اسی طرح اگر انکی جگہ وصیت اُدھا مقرر کیا تو بھی جائز ہے یہ بیسوط میں ہے  
 ایک غلام یا باندی پر اوجہ کتابت عظمائی پھر نہ درم پر صلح کر لی اور ایک سال کی میعاد مقرر کی تو جائز ہے یہ محیط خسی  
 میں ہے۔ اگر مکاتب نے کسی شخص پر قرضہ کا دعویٰ کیا اُسے انکار کیا پھر مکاتب نے اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ تھوڑے اے لے  
 اور تھوڑا چھوڑے پس اگر مکاتب کے پاس قرضہ کے گواہ ہوں تو چھوڑ دینا صحیح نہیں ہے اور باقی بچے لے لیا اور اگر گواہ  
 نہ ہوں تو جائز ہے۔ اور اگر مکاتب نے بعض قرضہ کی تاخیر کرنے پر صلح کی تو جائز ہے بشرطیکہ یہ قرضہ اُس پر بطور اراض و  
 استقرار تھا ہو یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی شخص نے مکاتب پر قرضہ کا دعویٰ کیا اور مکاتب نے انکار کیا پھر اُس سے  
 اس شرط پر صلح کی کہ بعض ادا کرے اور بعض وہ چھوڑ دے تو جائز ہے اور مکاتب کا بیٹا حکم میں باپ کے ہے۔ اور مکاتب  
 کی طرف کسی وصیت کا دعویٰ کیا جاوے اور وہ انکار کر کے صلح کرے تو اس میں اسکی صلح مثلاً آزاد کی صلح کے ہے یہ بیسوط میں ہے  
 اور اگر مکاتب نے عاجز ہو کر رقیق ہو جانے کے بعد صلح کی پس اگر مکاتب کے پاس اُسکا حاصل کیا ہو کچھ مال ہو تو یہ صلح  
 مولیٰ کے حق میں روا نہ ہوگی اور مکاتب کے حق میں روا ہوگی یہاں تک کہ بعد آزاد ہوئی کے اُس سے مواخذہ کیا جاوے گا  
 ولیکن اگر عاجز ہونے سے پہلے اُسے گواہ قائم ہوں تو اسکی صلح جائز ہوگی۔ اور اگر اُسکے پاس اُسکا مال یا کچھ مال ہو تو  
 امام کے نزدیک صلح جائز ہے اور صاحبین نے اس میں اختلاف کیا ہے یہ محیط خسی میں ہے۔ اگر مکاتب کے مولیٰ نے مکاتب پر  
 قرضہ کا دعویٰ کیا اور مکاتب نے اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ کچھ لے لے اور کچھ چھوڑ دے تو جائز ہے۔ اور اگر مکاتب نے  
 اپنے مرنے پر مال کا دعویٰ کیا اور مولیٰ نے انکار کیا پھر اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ کچھ لے لے اور کچھ چھوڑ دے پس  
 اگر مکاتب کے پاس اُسکے گواہ ہوں تو جائز نہیں ہے اور اگر نہ ہوں تو صلح جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اور غلام تاجر کا حکم چھوڑ دینے  
 یا تاخیر کرنے یا صلح میں مثل مکاتب کے ہے یہ محیط خسی میں ہے۔ اور اگر غلام تاجر نے کسی کے ساتھ اپنے قرضہ کے دعویٰ  
 سے کچھ لینے اور کچھ چھوڑ دینے پر صلح کی تو جائز نہیں ہے بشرطیکہ اُسکے گواہ ہوں اور اگر نہ ہوں تو جائز ہے یہ حاوی میں ہے۔  
 اگر غلام تاجر کسی شخص نے قرضہ کا دعویٰ کیا اور غلام نے باقرار یا انکار اُس سے اس شرط سے صلح عظمائی کہ تہائی وہ  
 چھوڑ دے اور تہائی میں تاخیر دے اور تہائی غلام تاجر ادا کرے تو جائز ہے۔ اور اگر مولیٰ نے اُس غلام کو مجبور کر دیا پھر اس پر  
 کسی شخص نے دعویٰ کیا اور مدعی کے پاس گواہ نہیں ہیں اور غلام مجبور نے اُس سے صلح کی پس اگر غلام کے پاس اسکی کمائی  
 کا کچھ مال نہیں ہے تو فی الحال صلح حق مولیٰ میں نہیں جائز ہے ولیکن غلام کے حق میں جائز ہے حتیٰ کہ بعد آزاد ہونے کے اگر  
 دامن بکرا جائے گا۔ اور اگر اُسکے پاس کچھ مال اسکی کمائی کا موجود ہو تو امام عظماء کے نزدیک صلح جائز ہے اور صاحبین کے  
 نزدیک نہیں جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر غلام مجبور کسی نے قرضہ کا دعویٰ کیا اور غلام نے اس سے اس شرط سے صلح کی  
 کہ بعض چھوڑ دے اور بعض میں میعاد مقرر کر دے تو جائز نہیں ہے۔ اور اگر غلام مجبور کے ہاتھ سے کسی آزاد نے غلام کے مالک  
 کی کوئی متاع تلف کر دی اور غلام مجبور نے کسی قدر درہم معلومہ پر جو اس متاع کی قیمت سے کم ہیں اُس سے صلح کی تو جائز

ملہ قولہ وصیت وہ غلام و غلامی جو کہ در سال جو اس سے قرضہ تھا اس کی صلح کا انکار اور اس پر بیعت نہ ہو

نہیں ہے۔ اور اگر کسی قدر اناج پر صلح کی تو بھی جائز نہیں ہے۔ اسبطر اگر کسی آزاد نے اس غلام مجبور سے مولیٰ کے کچھ درم بیا کر لیے اور اُسے دیناروں پر اُسکے ساتھ صلح کی تو بھی جائز نہیں ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کسی غلام مجبور نے کسی غلام تاجر پر قرضہ کا دعویٰ کیا اور پھوٹے دعویٰ پر اُس سے صلح کر لی پس اگر مدعی کے پاس گواہ دعویٰ ہوں تو صلح جائز نہیں ہے ورنہ اگر نہ ہوں تو جائز ہے۔ اور اگر مدعی غلام تاجر ہو اور مدعا علیہ غلام مجبور ہو تو ایسی صلح جائز نہیں ہے خواہ مدعی کے پاس گواہ ہوں یا نہ ہوں۔ پس اگر گواہ نہ ہوں تو مولائے مدعا علیہ کے حق میں یہ صلح جائز نہیں ہے کیونکہ اُس نے اسے حق کا التزام کیا جو اُس سے نہیں ہو سکتا ورنہ حالیکہ وہ مجبور ہے لیکن اُسکے حق میں یہ صلح صحیح ہے کہ بعد آزادی کے اُس سے مواخذہ کیا جائیگا اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مولائے مدعا علیہ کے حق میں یہ صلح جائز نہ ہوگی کذا فی محیط۔

**سنتھوان باب** ذمیوں اور حربیوں کی صلح کے بیان میں یہ صلح کہ جو دو مسلمانوں میں جائز ہے وہ دو ذمیوں میں بھی جائز ہے اور جو دو مسلمانوں میں نہیں جائز ہے وہ ذمیوں میں بھی نہیں جائز ہے سوائے ایک صلح کے کہ شراب دوسرے صلح کرنا ذمیوں میں جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک ذمی نے دوسرے سے دس درم بیعوض ایک درم کے خریدے اور باہم قرضہ کر لیا پھر دونوں نے اس شرط سے صلح کی کہ اُسکو دس میں سے پانچ درم واپس کر دے پس اگر وہ دس درم بعینہ قائم ہوں تو بسبب ربا اور صلح جائز نہیں ہے اور اگر اُس نے تلف کر دیے ہوں تو یہ طریق اسقاط حق کے صلح جائز ہے۔ اور اگر ایک نصرانی نے دوسرے نصرانی کی ایک سو غصب کر لی پھر اُس سے سوائے درم و دینار کے کسی ورنہ یا کیلی چیز پر صلح کی پس اگر وہ سو بعینہ قائم ہو تو جائز ہے خواہ مفصل علیہ معین ہو یا وصف کر کے ذمہ رکھا گیا ہو خواہ ذمہ لیکر فی الحال ادا کرنے کی شرط ہو یا کچھ مدت مقرر ہو۔ اور اگر سورت تلف کیا ہو تو صلح جائز نہیں ہے جبکہ کیلی یا ورنہ چیز غیر معین ہو اور اگر معین ہو یا غیر معین فی الحال ہو اور اُسی مجلس میں قرضہ کر لیا ہو تو جائز ہے۔ اور اگر درم و دیناروں پر کچھ میعاد مقرر کر کے صلح کی تو جائز ہے۔ اور اگر وہ سورت قائم ہو اور اُس سے کسی دوسرے سورت پر اُدھار صلح کی تو نہیں جائز ہے۔ اور اگر دونوں معین قائم ہوں تو جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی حربی نے دوسرے کا مال غصب کر لیا خواہ اُسکو تلف کر دیا یا نہیں تلف کیا پھر اُس سے صلح کی تو طرفین کے نزدیک نہیں جائز ہے بخلاف امام ابو یوسف کے کہ اسبطر اگر کسی تاجر مسلمان نے یا ایسے مسلمان نے جو دین دارا حرب میں مسلمان ہو یا کسی حربی کا مال تلف کر دیا یا اُسکا مال غصب کر لیا پھر دونوں نے صلح کی خواہ مال منصوب قائم ہو یا تلف کر دیا ہو تو طرفین کے نزدیک نہیں جائز ہے بخلاف قول امام ابو یوسف کے یہ محیط خنصری میں ہے۔ اگر اسی طرح دارا حرب میں کسی حربی مسلمان کا مال غصب کیا تو صلح جائز نہیں ہے یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ اگر کسی مسلمان تاجر نے دارا حرب میں کسی حربی کی کوئی چیز غصب کر لی اور پھر دونوں نے باہم صلح کر لی تو بالاجماع صلح نہیں جائز ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو کچھ قرضہ دیا پھر اس شرط سے صلح کی کہ کچھ چھوڑ دے اور کچھ قرضہ میں تاخیر دیدے پھر حربی مسلمان ہو گیا تو جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر دو حربی دارا حرب میں مسلمان ہو گئے پھر ایک نے دوسرے کی کوئی چیز غصب کر لی یا اُسکو کچھ زخمی کیا پھر اُس سے کسی چیز پر صلح کر لی تو امام عظیم کے نزدیک جائز نہ ہوگا۔ اور یہی امام محمد کا قول ہے یہ حاوی میں ہے۔ اگر کسی مسلمان نے دارا حرب میں کسی حربی کو کچھ قرضہ دیا پھر اُس سے اس شرط

صلح کی کہ کچھ چھوڑ دے اور کچھ قرضہ تاخیر کر دے پھر جس قدر میں تاخیر کی تھی اسکی میعاد آگئی اور حربی امان لیکر دارالاسلام  
میں آیا اور مسلمان نے اپنے قرضہ کے واسطے اسکو گرفتار کرنا چاہا اور جو چھوڑ دیا تھا وہ بھی لینا چاہا تو جس قدر سپرد ہو سکے  
واسطے گرفتار نہیں کر سکتا ہو خود وہ چاہے دیدے اور جس قدر چھوڑ دیا ہو اس میں رجوع نہیں کر سکتا ہو اسی طرح اگر حربی  
ہی مسلمان سے طالب ہو تو بھی یہی حکم ہو اور یہی امام اعظم و امام محمد کا قول ہے۔ اور اگر ایسا معاملہ دو حربیوں میں ہو  
اور دونوں امان لیکر دارالاسلام میں آئے تو قاضی کیسی دوسرے پر ڈگری نہ کرے گا لیکن اگر دونوں مسلمان ہو گئے یا  
ذمی ہو گئے تو قاضی ان کے درمیان فیصلہ یوں کرے گا کہ کچھ چھوڑ دینا اور باقی میں تاخیر دینا بطریق صلح کے جائز رکھے گا اور  
باقی کی میعاد آنے پر اسکو ادا کرنے کے واسطے طالب کی درخواست پر مجبور کرے گا۔ اور اگر کوئی حربی امان لیکر دارالاسلام میں  
آیا اور ادھار دیا یا لیا یا غصب کیا یا اسکا کچھ غصب کیا گیا پھر کم کر دینے اور تاخیر دینے پر صلح کی تو جائز ہے خواہ یہ معاملہ  
اسکا کسی مسلمان سے ہو یا کسی مستامن سے جو اسی دارالحرب کا یا غیر دارالحرب کا ہو واقع ہو اسی طرح اگر یہ دونوں  
حربی اپنے اپنے ملک میں چلے گئے پھر امان لے کر لوٹ آئے تو یہ صلح جو واقع ہوئی تھی دونوں پر نافذ ہوگی کذا فی المسبوط  
**اٹھارہ صواب** باب صلح کے بعد مدعی یا مدعا علیہ یا مصلح علیہ کے بغرض صلح باطل کرنے کے گواہ قائم کر سیکے  
بیان میں۔ اگر مدعی نے بعد صلح کے گواہ قائم کیے تو مسموع نہونگے لیکن اگر بدل صلح میں عیب ظاہر ہوا اور مدعا علیہ  
نے انکار کیا اور مدعی نے بسبب عیب کے واپس کرنے کے گواہ قائم کیے تو مسموع ہونگے یہ بدائع میں ہے۔ ہشام نے امام محمد  
سے روایت کی ہے کہ اگر مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ مدعی نے قبل صلح کے یا بدل پر قبضہ کرنے سے پہلے یہ اقرار کیا ہو کہ  
میرا مدعا علیہ بر کچھ نہیں ہو تو صلح باطل نہوگی اور اگر اس امر کے گواہ دیے کہ مدعی نے بعد صلح کے ایسا اقرار کیا ہو تو صلح  
باطل نہوگی اور اگر قاضی کو علم ہو کہ مدعی نے قبل صلح کے قاضی کے سامنے اقرار کیا تھا کہ میرا مدعا علیہ فلان پر کچھ نہیں  
ہو تو صلح باطل ہو جائیگی بعد انقضائے کور کے اور اس مقام پر قاضی کا علم بمنزلہ مدعی کے بعد صلح کے اقرار کرنے کے  
کے ہے یہ محیط حسری میں ہے کسی شخص پر ہزار درم کا دعویٰ کیا اسنے انکار کیا پھر کسی چیز پر صلح کر دی کسی نے بھروسہ علیہ نے ایفا کیا  
ابراہیم کے گواہ دے تو قبول نہونگے اور اگر کسی نے ہزار درم کا دعویٰ کیا اسنے ادا کر دینے یا ابراہیم کا دعویٰ کیا پھر کسی چیز پر صلح کر دی گئی پھر  
مدعا علیہ نے ایفا دیا ابراہیم کے گواہ پیش کیے تو قبول ہونگے اور بدل واپس لایا جائیگا یہ وجہ کروری میں ہے۔ اگر کسی شخص  
کے مقبوضہ دار پر دعویٰ کیا اور اس سے ہزار درم پر اس شرط سے صلح کی کہ قاضی کو یہ دار مدعی سپرد رکھے پھر قاضی نے  
گواہ قائم کیے کہ یہ دار میرا ہے یا فلان کا تھا میں نے اس سے خرید لیا یا میرے باپ کا تھا اسنے میرے واسطے میراث چھوڑا ہو تو ہزار  
درم کی واپسی نہیں ہو سکتی ہے۔ اور اگر اس امر کے گواہ دیے کہ میں نے صلح سے پہلے طالب سے سہو خرید لیا ہو تو گواہ قبول ہونگے  
اور صلح باطل ہو جائیگی۔ اور اگر خرید پر گواہ قائم نہ کیے بلکہ اس امر کے گواہ دیے کہ قبل اس صلح کے دوسرے دار پر صلح کی ہے تو  
پہلی صلح تمام کی جاوے گی اور دوسری باطل کی جاوے گی یہ محیط حسری میں ہے۔ ہر صلح کہ ایک صلح کے بعد واقع ہو وہ باطل ہے اور  
پہلی صلح صحیح ہے۔ اسی طرح ہر صلح کہ بعد خریدنے کے واقع ہو وہ باطل ہے۔ اور اگر ایک خرید کے بعد دوسری خرید واقع ہو  
تو دوسری صحیح ہے۔ اور اگر پہلے صلح کی پھر مصلح عنہ کو خرید لیا تو خرید جائز اور صلح باطل کی جاوے گی یہ محیط میں ہے۔ ایک صلح

میں کسی قدر دقت کے ساتھ صلح دینا اور صلح باطل ہونا اور ہر دم صلح باطل ہونا

مقبوضہ گھر پر دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اس سے پہلے صلح واقع ہونے کا دعویٰ کیا اور اس پر گواہ قائم نہ کیے اور قاضی نے مدعی کے نام اُس گھر کی ڈگری کر دی اور مدعی نے وہ گھر کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر مدعا علیہ نے چاہا کہ مدعی سے قسم لیوے کہ وائٹمین نے تجھ سے اس دار کے دعویٰ سے قبل اس دعویٰ کی صلح نہیں کی ہو تو اسکو اختیار ہے پس اگر قسم لینے پر مدعی نے قسم سے انکار کیا تو مدعا علیہ کو اختیار ہے چاہے بیع کی اجازت دیکر من لے لے یا مدعی سے ضمان لیوے یہ ذخیرہ میں ہے اگر کسی شخص کے مقبوضہ دار پر دعویٰ کیا کہ میرے باپ سے مجھے میراث ملا ہے پھر کسی شے پر صلح کر لی پھر مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ یہ دار میں نے اس مدعی کے باپ سے اُسکی زندگی میں اُس سے خرید لیا ہے یا یون گواہ دیے کہ میں نے اسکو فلاں شخص سے خرید لیا ہے اور فلاں شخص نے اس مدعی کے باپ سے خرید لیا تھا تو گواہ مقبول ہونگے یہ محیط میں ہے۔ اگر زید پر ہزار درم و ایک دار کا دعویٰ کیا زید نے اُس سے سود درم پر اُسکے دعویٰ سے صلح کر لی پھر مدعی نے اقرار کیا کہ ان دونوں چیزوں میں سے ایک مدعا علیہ کی تھی تو صلح باقی سے جائز رہے گی اور مدعا علیہ اُس سے کچھ واپس نہیں لے سکتا اسی طرح اگر مدعی نے بعد صلح کے ہزار درم اور دار دونوں پر گواہ قائم کیے تو ہزار باطل ہیں اور دار میں اپنے حق پر رہیگا بخل و اس کے اگر ایک غلام و باندی کا دعویٰ کیا پھر کسی قدر مال پر صلح کر لی اور دونوں کی ملکیت کے گواہ دیے تو صحیح ہے اور دونوں اسکو ملین گئے۔ اور اگر ہزار درم اور ایک دار کا دعویٰ کیا اور ہزار درم پر صلح کر لی پھر نصف ہزار اور نصف دار پر گواہ قائم کیے تو دونوں میں کوئی چیز اسکو نہ ملے گی۔ اور اگر ہزار درم و نصف دار کے گواہ دیے تو صلح کے ہزار ان ہزار سے ادا ہو گئے اور نصف دار لے لیگا کیونکہ یہ صلح بعض حق کا لینا اور باقی کا ساقط کرنا ہے اور ساقط ہو کر نہ کرنے کا احتمال نہیں رکھتا ہے۔ اور اگر مدعا علیہ کے قبضہ سے وہ دار استحقاق میں لے لیا گیا تو ہزار درم صلح میں سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہے محیط شخصی میں ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ دار کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اسکو صلح میں ایک غلام دیا اسے قبضہ کر لیا پھر غلام نے گواہ دیے کہ میں آزاد ہوں اور قاضی نے اسکی آزادی کا حکم دیا تو صلح باطل ہو گئی اسی طرح اگر اس امر کے گواہ دیے کہ میں مدبر یا مکتب ہوں تو بھی ایسی حکم ہے۔ اسی طرح اگر باندی ہو اور اُسے گواہ قائم کیے کہ میں ام ولد ہوں یا مکتبہ یا مدبر ہوں اور گواہی دونوں کی قاضی نے قبول کر لی تو صلح باطل ہو گئی محیط میں ہے۔ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ہیں پھر طالب نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس سے سود درم اور اس کے بچے پر صلح کی ہے اور مطلوب نے گواہ دیے کہ اسے مجھے ان درم میں سے بری کر دیا ہے تو صلح کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر طالب نے اس امر کے گواہ دیے کہ اسے مجھ سے فقط سود درم پر صلح کی ہے تو مطلوب کی بریت کے گواہ اولیٰ میں یعنی وہی قبول ہونگے یہ محیط شخصی میں ہے۔ ہزار درم کے قرض دار نے گواہ پیش کیے کہ طالب نے مجھ سے چار سود درم پر اس شرط سے صلح کی کہ میں اسکو ادا کر دوں اور باقی سے مجھے بری کر دے اور ایسا ہی ہوا ہے اور طالب نے کہا کہ میں نے تجھے پانچ سود درم سے بری کیا اور پانچ سو پر صلح کی ہے اور دونوں کے گواہوں نے ایک ہی وقت بیان کیا یا دو وقت علیحدہ علیحدہ بیان کیے یا بالکل وقت بیان نہ کیا تو سب صورتوں میں مطلوب کے گواہ مقبول ہونگے یہ وجہ زبردستی میں ہے۔ اور اگر دعویٰ مثلی چیزوں میں واقع ہو جیسے کرکھون دکر جو پھر اُسکے نصف پر صلح کی پھر

۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱  
۶۱۲  
۶۱۳  
۶۱۴  
۶۱۵  
۶۱۶  
۶۱۷  
۶۱۸  
۶۱۹  
۶۲۰  
۶۲۱  
۶۲۲

مدعی نے گواہ دیے کہ یہ سب گریہ میرا ہی تو دعویٰ صحیح نہیں اور گواہ مسوع نہونگے یہ محیط میں ہے اگر کسی شخص کی طرف ایک دار و نہار درم کا دعویٰ کیا پھر اس سے پانچ سو درم اور آدھے گھر پر صلح کر لی پھر گواہ قائم کیے کہ پانچ سو درم اور پورا دار میرا ہی تو نہار درم میں سے کچھ اس کے نام کچھ ڈگری نہونگی اور باقی دار کی ڈگری ہو جائیگی۔ اور اگر پورے دار اور تہائی پانچ سو درم کے گواہ دیے تو اس کے نام کچھ ڈگری نہونگی یہ محیط ضری میں ہے۔ اگر مستہلک مال کی قیمت سے کم پر درم یوں یا دیناروں سے صلح ہوئی پھر تلف کر دینے والے نے گواہ قائم کیے کہ جس قدر پر صلح ہوئی ہے اس سے مستہلک مال کی قیمت بہت کم تھی اس میں کھلا ہوا خسارہ ہی تو امام کے نزدیک گواہ غیر مقبول اور صاحبین کے نزدیک مقبول ہیں یہ تا تاخیر میں ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کے دائر میں دعویٰ کیا پس قابض نے دو گواہ اس کے دیے کہ اس نے مجھ سے کسی چیز پر صلح کی اور رضی ہوا اور میں نے اس کو دیدیے تو جائز ہے اگرچہ گواہوں نے صلح کی مقدار بیان نہ کی ہو۔ اسی طرح اگر ایک نے درہم بیان کیے اور دوسرے نے کچھ بیان نہ کیا تو بھی جائز ہے یا دونوں نے یوں گواہی دی کہ مدعی نے سب صلح پھر یا یا تو بھی جائز ہے۔ اور اگر ایسی صورت ہو کہ قابض دار نے انکار کیا اور مدعی نے صلح کا دعویٰ کیا اور دو گواہ لایا کہ ایک نے بدل میں درہم معینہ بیان کیے اور دوسرے نے کوئی شے غیر ستمی بیان کی یا دونوں نے بدل کا تسمیہ چھوڑ دیا تو گواہی قبول نہونگی۔ اور اگر ایک گواہ نے کسی قدر درہم معلومہ پر صلح واقع ہونے کی بالمعائنہ گواہی دی اور دوسرے نے اس طور سے صلح واقع ہونے کے اقرار کی گواہی دی تو جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے دائر میں دعویٰ دائر کیا پھر دونوں گواہوں نے مقدار ستمی میں اختلاف کیا ایک نے گواہی دی کہ اسے سو درم پر صلح کی ہے اور دوسرے نے ڈیڑھ سو درم پر صلح کی گواہی دی پس اگر مدعی دار وہی صلح کا مدعی ہو تو یہ گواہی قبول ہوگی بشرطیکہ مدعی دونوں میں سے زیادہ مال کا دعویٰ کرتا ہو اور اگر مدعی صلح وہ ہو جو مدعی علیہ ہو تو یہ گواہی نامقبول ہوگی خواہ دونوں گواہوں نے مدعی کے قبضہ کر لینے کی گواہی دی ہو یا نہ دی ہو کذا فی محیط

**انیسواں باب** جو مسائل صلح متعلق باقرار ہیں ان کے بیان میں۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر نہار درم کا دعویٰ کیا اسے انکار کیا پھر اس سے اس شرط سے صلح کی کہ جن نہار درم کا مدعا علیہ پر دعویٰ کیا ہے ان کے عوض ایک غلام فروخت کر دے تو یہ جائز ہے اور مدعا علیہ مقرر قرضہ ہو جائیگا حتیٰ کہ اگر مدعی سے وہ غلام استحقاق میں لے لیا گیا یا اسے کچھ عیب پا کر اس کو واپس کیا تو مدعا علیہ سے نہار درم لے لیا۔ اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے تجھ سے ان نہار درم سے جنکا تو نے مجھ پر دعویٰ کیا ہے اس غلام پر صلح کی۔ تو اس قول سے مدعا علیہ قرضہ کا مقرر ہو جائیگا حتیٰ کہ اگر غلام استحقاق میں لیا گیا یا عیب عیب کے واپس کیا تو نہار درم نہیں لے سکتا ہے مگر اپنا نہار درم کا دعویٰ کر سکتا ہے یہ محیط میں ہے اور اگر دو شخصوں نے اس طور سے صلح کی کہ ایک دوسرے کو ایک دار دے اور دوسرا اس کو ایک غلام دے تو یہ قرار نہیں ہے اسی طرح اگر اس شرط سے صلح کی کہ زید عمر و کو یہ غلام دیدے بشرطیکہ عمر و اس کو اپنے قرضہ سے جو زید پر ہے بری کر دے تو یہ زید کی طرف سے وہ غلام عمر و کا ہونے کا اقرار نہیں ہے۔ اور اگر دونوں نے زید و عمر و سے یوں کہا کہ زید اس دار سے بری ہو یعنی باز دعویٰ دے اور عمر و اس غلام سے بری رہے تو یہ صلح ہے اقرار نہیں ہے۔ اور اگر دونوں نے اس طور سے

مدعی نے گواہ دیے کہ یہ سب گریہ میرا ہی تو دعویٰ صحیح نہیں اور گواہ مسوع نہونگے یہ محیط میں ہے اگر کسی شخص کی طرف ایک دار و نہار درم کا دعویٰ کیا پھر اس سے پانچ سو درم اور آدھے گھر پر صلح کر لی پھر گواہ قائم کیے کہ پانچ سو درم اور پورا دار میرا ہی تو نہار درم میں سے کچھ اس کے نام کچھ ڈگری نہونگی اور باقی دار کی ڈگری ہو جائیگی۔ اور اگر پورے دار اور تہائی پانچ سو درم کے گواہ دیے تو اس کے نام کچھ ڈگری نہونگی یہ محیط ضری میں ہے۔ اگر مستہلک مال کی قیمت سے کم پر درم یوں یا دیناروں سے صلح ہوئی پھر تلف کر دینے والے نے گواہ قائم کیے کہ جس قدر پر صلح ہوئی ہے اس سے مستہلک مال کی قیمت بہت کم تھی اس میں کھلا ہوا خسارہ ہی تو امام کے نزدیک گواہ غیر مقبول اور صاحبین کے نزدیک مقبول ہیں یہ تا تاخیر میں ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کے دائر میں دعویٰ کیا پس قابض نے دو گواہ اس کے دیے کہ اس نے مجھ سے کسی چیز پر صلح کی اور رضی ہوا اور میں نے اس کو دیدیے تو جائز ہے اگرچہ گواہوں نے صلح کی مقدار بیان نہ کی ہو۔ اسی طرح اگر ایک نے درہم بیان کیے اور دوسرے نے کچھ بیان نہ کیا تو بھی جائز ہے یا دونوں نے یوں گواہی دی کہ مدعی نے سب صلح پھر یا یا تو بھی جائز ہے۔ اور اگر ایسی صورت ہو کہ قابض دار نے انکار کیا اور مدعی نے صلح کا دعویٰ کیا اور دو گواہ لایا کہ ایک نے بدل میں درہم معینہ بیان کیے اور دوسرے نے کوئی شے غیر ستمی بیان کی یا دونوں نے بدل کا تسمیہ چھوڑ دیا تو گواہی قبول نہونگی۔ اور اگر ایک گواہ نے کسی قدر درہم معلومہ پر صلح واقع ہونے کی بالمعائنہ گواہی دی اور دوسرے نے اس طور سے صلح واقع ہونے کے اقرار کی گواہی دی تو جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے دائر میں دعویٰ دائر کیا پھر دونوں گواہوں نے مقدار ستمی میں اختلاف کیا ایک نے گواہی دی کہ اسے سو درم پر صلح کی ہے اور دوسرے نے ڈیڑھ سو درم پر صلح کی گواہی دی پس اگر مدعی دار وہی صلح کا مدعی ہو تو یہ گواہی قبول ہوگی بشرطیکہ مدعی دونوں میں سے زیادہ مال کا دعویٰ کرتا ہو اور اگر مدعی صلح وہ ہو جو مدعی علیہ ہو تو یہ گواہی نامقبول ہوگی خواہ دونوں گواہوں نے مدعی کے قبضہ کر لینے کی گواہی دی ہو یا نہ دی ہو کذا فی محیط

صلح کی کہ زید مثلاً اُس میں سے مکمل جادے اور عرو کے سپرد کر دے تو یہ صلح صحیح ہے اقرار نہیں ہے اور نہ انکار ہے۔ اور جو چیز دونوں کی صلح کی کسی کے استحقاق میں لی گئی تو دونوں باقی کے واسطے اپنی حجت پر رہیں گے جیسے کہ قبل صلح کے تھے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی دارمین حق کا دعویٰ کیا اور کسی غلام معین پر میعاد دی یا وصف بیان کر کے ذمہ رکھ کر صلح کی تو جائز نہیں ہے۔ پھر اگر اُس کے حق سے صلح کی یعنی صلح میں لکھا کہ تیرے حق سے صلح کی تو اُس کے حق کا اقرار کیا اور چونکہ وہی صلح جو اس واسطے حق کے بیان میں اُسی کا قول لیا جائیگا۔ اور اگر دعویٰ حق سے صلح کی تو اقرار نہیں ہے یہ وجہ کروری میں ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کے مقبوضہ مال معین پر دعویٰ کیا اُس نے انکار کیا پھر اُس سے کسی قدر مال پر اس واسطے صلح کی کہ مدعی کے واسطے اس مال معین کا اقرار کر دے تو جائز ہے اور منکر کے حق میں مثل بیج کے ہوگا اور مدعی کے حق میں ایسا ہی کہ گویا دشمن میں زیادتی کر دی یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت پر دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے نکاح کیا ہے اُس نے انکار کیا پھر اُس عورت سے صلح کی کہ سودرم صلح میں دیتا ہوں تاکہ تو اقرار کر دے اُس نے اقرار کر دیا تو جائز ہے اور مال لازم آدیکھا پس اگر یہ اقرار گواہوں کے سامنے ہو تو عورت کو اُس مرد کے ساتھ رہنا جائز ہے اور اگر گواہوں کے سامنے نہ ہو تو عند اللہ اُس عورت کو حلال نہیں ہے کہ اُس مرد کے ساتھ رہے جبکہ وہ عورت جانتی ہے کہ ہم دونوں میں نکاح نہیں واقع ہوا ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی شخص پر ہزار درم کا دعویٰ کیا اور مدعی نے اُس سے کہا کہ تو میرے واسطے ہزار درم کا اقرار اس شرط پر کر دے کہ میں سودرم گھٹا دوں گا اُس نے اقرار کیا تو گھٹا دینا جائز ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر کسی شخص پر خون یا زخم کا دعویٰ کیا پس اگر عداوت خون کرنے یا زخمی کرنے کا دعویٰ کیا پھر مدعی نے سودرم پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعیہ اقرار کر دے تو صلح اور اقرار دونوں باطل ہیں اس قرار سے وہ گرفتار نہ ہوگا۔ اور اگر خطا سے خون یا زخم کا دعویٰ کیا ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی شخص کی طرف اپنے قذت کی وجہ سے حد قذت کا دعویٰ کیا اور سودرم پر مدعا علیہ سے اس شرط سے صلح کی کہ وہ اقرار کر دے تو صلح و اقرار باطل ہے۔ اور اگر مدعا علیہ سے سودرم پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعی اُسکو بری کر دے تو بھی جائز نہیں ہے۔ اور اگر پہلی صورت میں اپنے اقرار پر حد مارا بھی گیا تو اسکی گواہی جائز ہے اور اگر کسی پر شراب خوردی یا زنا کاری کا دعویٰ کیا اور سودرم پر اس شرط سے صلح کی کہ وہ اقرار کر دے تو بھی باطل ہے۔ اور اگر کسی کی طرف کسی متاع کے سرقہ کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ سے سودرم پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعی اُسکو سرقہ سے بری کر دے تو جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر متاع کی چوری کا دعویٰ کیا پھر اُس سے سودرم پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعی چور کو سودرم دیکھا بشرطیکہ چور چوری کا اقرار کر دے اُس نے ایسا ہی کیا پس اگر سرقہ عروض میں سے ہو اور وہ بعینہ قائم ہو تو صلح جائز اور سرقہ بعض اُن درمون کے جو سارق کو دیے ہیں مدعی کی ملک ہو جائیگا۔ اور اگر تلف کر دیا ہو تو صلح جائز نہیں ہے اور اگر چوری میں دراہم ہوں تو کتابت میں مذکور ہے کہ صلح جائز نہیں ہے خواہ وہ بعینہ قائم ہوں یا تلف کر دیے ہوں اور مشل نے فرمایا کہ تاویل اس حکم کی یہ ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ دراہم سرقہ کی مقدار معلوم ہو اور اگر معلوم ہو کہ وہ سودرم تھے تو صلح جائز ہے جبکہ سودرم بدل صلح پر مجلس میں قبضہ کر لیا ہو۔ اور اگر چوری میں سونا ہو اور صلح درمون پر واقع ہوئی تو جائز ہے خواہ سرقہ بعینہ قائم ہو یا تلف کر دیا ہو لیکن تلف

صلح کی کہ زید مثلاً اُس میں سے مکمل جادے اور عرو کے سپرد کر دے تو یہ صلح صحیح ہے اقرار نہیں ہے اور نہ انکار ہے۔ اور جو چیز دونوں کی صلح کی کسی کے استحقاق میں لی گئی تو دونوں باقی کے واسطے اپنی حجت پر رہیں گے جیسے کہ قبل صلح کے تھے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی دارمین حق کا دعویٰ کیا اور کسی غلام معین پر میعاد دی یا وصف بیان کر کے ذمہ رکھ کر صلح کی تو جائز نہیں ہے۔ پھر اگر اُس کے حق سے صلح کی یعنی صلح میں لکھا کہ تیرے حق سے صلح کی تو اُس کے حق کا اقرار کیا اور چونکہ وہی صلح جو اس واسطے حق کے بیان میں اُسی کا قول لیا جائیگا۔ اور اگر دعویٰ حق سے صلح کی تو اقرار نہیں ہے یہ وجہ کروری میں ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کے مقبوضہ مال معین پر دعویٰ کیا اُس نے انکار کیا پھر اُس سے کسی قدر مال پر اس واسطے صلح کی کہ مدعی کے واسطے اس مال معین کا اقرار کر دے تو جائز ہے اور منکر کے حق میں مثل بیج کے ہوگا اور مدعی کے حق میں ایسا ہی کہ گویا دشمن میں زیادتی کر دی یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت پر دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے نکاح کیا ہے اُس نے انکار کیا پھر اُس عورت سے صلح کی کہ سودرم صلح میں دیتا ہوں تاکہ تو اقرار کر دے اُس نے اقرار کر دیا تو جائز ہے اور مال لازم آدیکھا پس اگر یہ اقرار گواہوں کے سامنے ہو تو عورت کو اُس مرد کے ساتھ رہنا جائز ہے اور اگر گواہوں کے سامنے نہ ہو تو عند اللہ اُس عورت کو حلال نہیں ہے کہ اُس مرد کے ساتھ رہے جبکہ وہ عورت جانتی ہے کہ ہم دونوں میں نکاح نہیں واقع ہوا ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی شخص پر ہزار درم کا دعویٰ کیا اور مدعی نے اُس سے کہا کہ تو میرے واسطے ہزار درم کا اقرار اس شرط پر کر دے کہ میں سودرم گھٹا دوں گا اُس نے اقرار کیا تو گھٹا دینا جائز ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر کسی شخص پر خون یا زخم کا دعویٰ کیا پس اگر عداوت خون کرنے یا زخمی کرنے کا دعویٰ کیا پھر مدعی نے سودرم پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعیہ اقرار کر دے تو صلح اور اقرار دونوں باطل ہیں اس قرار سے وہ گرفتار نہ ہوگا۔ اور اگر خطا سے خون یا زخم کا دعویٰ کیا ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی شخص کی طرف اپنے قذت کی وجہ سے حد قذت کا دعویٰ کیا اور سودرم پر مدعا علیہ سے اس شرط سے صلح کی کہ وہ اقرار کر دے تو صلح و اقرار باطل ہے۔ اور اگر مدعا علیہ سے سودرم پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعی اُسکو بری کر دے تو بھی جائز نہیں ہے۔ اور اگر پہلی صورت میں اپنے اقرار پر حد مارا بھی گیا تو اسکی گواہی جائز ہے اور اگر کسی پر شراب خوردی یا زنا کاری کا دعویٰ کیا اور سودرم پر اس شرط سے صلح کی کہ وہ اقرار کر دے تو بھی باطل ہے۔ اور اگر کسی کی طرف کسی متاع کے سرقہ کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ سے سودرم پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعی اُسکو سرقہ سے بری کر دے تو جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر متاع کی چوری کا دعویٰ کیا پھر اُس سے سودرم پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعی چور کو سودرم دیکھا بشرطیکہ چور چوری کا اقرار کر دے اُس نے ایسا ہی کیا پس اگر سرقہ عروض میں سے ہو اور وہ بعینہ قائم ہو تو صلح جائز اور سرقہ بعض اُن درمون کے جو سارق کو دیے ہیں مدعی کی ملک ہو جائیگا۔ اور اگر تلف کر دیا ہو تو صلح جائز نہیں ہے اور اگر چوری میں دراہم ہوں تو کتابت میں مذکور ہے کہ صلح جائز نہیں ہے خواہ وہ بعینہ قائم ہوں یا تلف کر دیے ہوں اور مشل نے فرمایا کہ تاویل اس حکم کی یہ ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ دراہم سرقہ کی مقدار معلوم ہو اور اگر معلوم ہو کہ وہ سودرم تھے تو صلح جائز ہے جبکہ سودرم بدل صلح پر مجلس میں قبضہ کر لیا ہو۔ اور اگر چوری میں سونا ہو اور صلح درمون پر واقع ہوئی تو جائز ہے خواہ سرقہ بعینہ قائم ہو یا تلف کر دیا ہو لیکن تلف



کردینے کی صورت میں جواز کی یہ تاویل ہو کہ اس وقت جائز ہے کہ جب مسروقہ سونے کا وزن معلوم ہو ورنہ نہیں جائز ہے یہ ظہیرہ میں ہے۔ اگر دو شخصوں نے ایک دار میں جھگڑا کیا حالانکہ وہ ایک کے قبضہ میں ہے پھر دونوں نے اس شرط سے صلح کی کہ ہر واحد دوسرے کے واسطے نصف دار کا اقرار کر دے اور ہر ایک نے تسلیم کیا تو جائز ہے۔ اسی طرح اگر یوں صلح کی کہ ایک شخص دوسرے کے واسطے کسی بیت معلوم کا اقرار کرے اور دوسرا اسکے لیے باقی دار کا اقرار کرے تو بھی جائز ہے۔ پھر اگر وہ بیت معلوم جو ہر صلح واقع ہوئی تھی استحقاق میں لیا گیا تو مدعی کو اپنے دعویٰ کی طرف رجوع کرنے کا اختیار ہے کہ باقی دار میں دعویٰ کرے۔ اسی طرح اگر کسی غلام پر صلح کی بشرطیکہ مدعی دوسرے قابض کی واسطے تمام دار کا اقرار کرے تو صلح جائز ہے اور اگر غلام استحقاق میں لیا گیا تو مدعی اپنے دعویٰ کی طرف رجوع کرے چنانچہ اگر بدوین قرار کے طور پر صلح واقع ہو تو بھی ایسا ہی حکم لگائیگا۔

**بیسواں باب** ان امور کے بیان میں جو بعد صلح کے بدل صلح میں تصرف کرنے میں پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ایک دار کے دعویٰ سے کسی غلام کی ایک سال خدمت پر یا کسی گھر کی سکونت پر یا کسی چیز پر جسکا اجارہ دینا جائز ہے صلح کی تو جائز ہے اور اسکا حکم مثل اجارہ کے ہوگا حتیٰ کہ کسی ایک کے مرنے سے باطل ہو جائیگی۔ اور مدعی اور اسکے وارث اس دار کو لینے کے اگر صلح یا قرار ہوگی اور اگر انکار سے ہوگی تو دعویٰ و خصومت کی طرف رجوع کرینگے اور اگر کچھ منفعت صلح حاصل کرنے کے بعد دونوں میں سے کوئی مرا تو بقدر باقی کے دار میں سے لےگا جبکہ باقرار ہو اور اگر انکار ہو تو خصومت کی طرف رجوع کرے یہ تہذیب میں ہے۔ غلام یا جو یا پھر جو صلح واقع ہوئی ہو اگر بدوین کسی نفع اٹھانیکے مگر صلح باطل ہو جائیگی اور مدعی اپنے دعویٰ کی طرف رجوع کرے گا۔ اور اگر نصف نفع اٹھانیکے بعد مگر صلح یا نصف میں صلح جائز اور نصف میں باطل ہوگی اور مدعی نصف دعویٰ کی طرف رجوع کرے یا بالاجماع ہو اور نیز صاحب خدمت کو اختیار ہے کہ غلام کو اجرت پر دیدے کذا فی محیط خرسی اور اگر مالکے اسکو کر لیا تو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہیں ہے یہ کافی میں ہے اگر کسی دار میں دعویٰ کرے ایک سال غلام کی خدمت کرنے پر صلح کر لی پھر مالک نے اس غلام کو آزاد کیا تو آزاد ہو جائیگا اور غلام کو اختیار ہوگا کہ چاہے مصلح کی خدمت کرے یا نہ کرے پس اگر اس نے خدمت کر دی تو صلح باطل ہوگی اور اگر نہ کی تو باطل ہو جائیگی اور بالقی کے واسطے پھر اپنے دعویٰ کی طرف رجوع کرے گا اور آزاد کرنا الا صاحب خدمت کی واسطے کچھ ضمانت نہ ہوگا اور اگر صاحب خدمت نے اسے آزاد کیا تو آزاد ہوگا اور اگر مالک نے غلام کو قتل کیا تو بھی مثل آزاد کرنا کی صورت کے ضمانت ہوگا اور جسقدر اس نے خدمت نہیں لی بقدر کی صلح باطل ہو جائیگی اور اگر صاحب خدمت نے اسے قتل کیا تو قیمت کا ضامن ہوگا اور صلح ٹوٹ جائیگی یا امام محمد کے نزدیک ہر اور اسی طرح اگر اسکو کسی جنبی نے خطا سے قتل کیا اور مالک نے اسکی قیمت لے لی تو بھی یہی حکم ہے اور صلح ٹوٹ جائے یا مدعی اپنے دعویٰ کی طرف رجوع کرے یا امام محمد کے نزدیک ہر اور اسی طرح اگر اسکو دوسرا غلام اس قیمت میں خریدے یا مدعی اپنے دعویٰ کی طرف رجوع کرے یا محیط خرسی میں ہے۔ اور اگر مالک نے اس غلام کو جسکی خدمت کرنے پر صلح کی تھی کسی دوسرے کے ہاتھ فرو کیا تو بیع جائز نہیں ہے اور اگر مدعی نے اسکو فروخت کیا تو جیسے اسکا آزاد کرنا نہیں جائز ہے بیع بھی نہیں جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اور بدل صلح میں اگر منقول ہو تو قبل قبضہ کے تصرف نہیں جائز ہے پس مدعی اسکو بیع و ہبہ وغیرہ نہیں کر سکتا ہے اور اگر بدل صلح عقار ہو تو بیعین کے نزدیک جائز ہے یہ بدل صلح میں ہے۔ اگر کسی کے مقبوضہ دار پر دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کسی





کیا اور قابض نے کسی قدر درہم معلومہ پر اس سے صلح کر کے درہم مدعی کو دیدیے پھر نصف دارین استحقاق ثابت ہوا پس اگر مدعی نے نصف دارین اپنے پر دعویٰ کیا تھا پس اگر یوں کہا تھا کہ نصف دار میرا ہے اور نصف مدعا علیہ کا ہے تو استحقاق کی صورت میں مدعا علیہ مدعی سے نصبت بدل واپس لیگا۔ اور اگر یوں کہا تھا کہ نصف میرا ہے اور باقی نصف میں نہیں جانتا ہوں کہ کس کا ہے یا اسے کہا کہ نصف میرا ہے اور خاموش رہا پھر نصف دار غیر منقسم استحقاق میں لیا گیا تو مدعا علیہ مدعی سے کچھ بدل واپس نہیں لے سکتا ہے۔ اور اگر مدعی نے کہا کہ نصف میرا ہے اور نصف فلان شخص کا سولے مدعا علیہ کے بیان کیا پھر مدعا علیہ نے اس صلح کی پھر نصف دارین استحقاق ثابت ہوا تو مدعا علیہ مدعی سے کچھ بدل واپس نہیں لے سکتا ہے۔ اور اگر مدعی نے نصف حصین کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اس سے صلح کی پھر وہی نصف جس کا مدعی نے دعویٰ کیا تھا استحقاق میں لیا گیا تو مدعی سے بدل واپس لیگا۔ اور اگر دوسرا نصف استحقاق میں لیا گیا تو کچھ نہیں لے سکتا ہے اور اگر نصف غیر منقسم پر استحقاق ثابت ہوا تو نصف بدل مدعی سے واپس لیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر زید کے دارین حق بلا بیان کا دعویٰ کیا اسے کسی قدر درہم پر اس سے صلح کر لی اور دیدیے پھر کسی قدر دارین استحقاق ثابت ہوا تو کچھ بدل واپس نہ دیا کیونکہ شاید اس کا حق استحقاق کے سوا سے باقی میں ہو اور اگر کل دار استحقاق میں لیا گیا تو اپنے درہم صلح واپس لے سکتا ہے یہ کافی میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ دارین نصف کا دعویٰ کیا اور باقی نصف کے حق میں کچھ نہ کہا اور قابض نے دعویٰ مدعی کا اقرار کیا اور دوسرے پر اس سے صلح کر لی پھر دوسرے شخص نے نصف دار کا دعویٰ کیا اور باقی نصف کی بابت کچھ نہ کہا اور مدعا علیہ نے اس کا بھی اقرار کر لیا اور اس کے ساتھ کسی قدر درہم معلومہ پر صلح کر لی اور دیدیے پھر نصف دار استحقاق میں لے لیا گیا تو مدعا علیہ دونوں سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہے اور اگر تین چوتھائی دار استحقاق میں لیا گیا تو دونوں سے نصف ہر ایک کا واپس لیگا۔ اسی طرح اگر مدعا علیہ نے دوسرے مدعی کی واسطے اقرار نہ کیا ہو لیکن اس نے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے اور قاضی نے اس کے نام ڈگری کر دی اور ہنوز اسے قبضہ نہ کیا تھا کہ مدعا علیہ نے کسی قدر درہم معلومہ پر اس سے صلح کی پھر یہ صورت واقع ہوئی کہ نصف دار کی قاضی نے مستحق کے نام ڈگری کر دی تو مدعا علیہ مدعی اول یا ثانی سے کچھ بدل صلح واپس نہیں لے سکتا ہے اور اگر دوسرے مدعی نے موافق حکم قاضی کے نصف پر قبضہ کر لیا پھر قابض دائرے اس مدعی کے گیارہ سے اس کا مقبوضہ خرید لیا پھر نصف دارین استحقاق ثابت ہوا تو مدعا علیہ پہلے مدعی اور دوسرے مدعی سے نصف اس کا جو انکو دیا ہے واپس لیگا یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے شخص کے مقبوضہ دارین دعویٰ کیا اسے ایک غلام پر صلح کر لی پھر وہ غلام استحقاق میں لے لیا گیا تو مدعی اپنے دعویٰ کی طرف رجوع کر گیا اور یہ اس وقت ہوگا کہ مستحق اس صلح کی اجازت نہ دے اور اگر اسے اجازت دیدی تو صلح جائز ہے گی اور وہ غلام مدعی کو دیا جائیگا اور مستحق اس کی قیمت مدعا علیہ سے لے لیگا اور اگر اجازت نہ دی اور غلام لے لیا تو صلح باطل ہو جائیگی اور مدعی اپنے دعویٰ کی طرف رجوع کر گیا پس اگر صلح اقرار سے واقع ہوئی ہو تو مدعا علیہ سے وہ چیز جس کا دعویٰ کیا ہے لے لیگا۔ اور اگر صلح بائکار یا بقرار ہوئی ہو تو اپنے دعویٰ کی نیکی طرف رجوع کر گیا اور اگر نصف غلام میں استحقاق ثابت ہو اور لے لیا گیا تو مدعی کو اختیار ہوگا چاہے باقی نصف پر رضی ہو کہ نصف دعویٰ کی طرف جمع کرے یا پورا غلام واپس کر کے تمام دعویٰ کی طرف رجوع کرے کذا فی شرح الطحاوی قال مستخرج

لے مستخرج کہ کتاب ہے اور لائن ہے کہ رجوع اس کا تفصیل ہے جو اقرار قبل اول میں نہ ہو

وینبغي ان يكون الرجوع على ما فصل في الفصل الاول. اگر بدل صلح میں مجلس صلح میں یا بعد افتراق کے استحقاق ثابت ہو یا مدعی نے اسکو مستحق یا رصاص یا زیون یا نہرہ یا پائیس اگر بدل صلح جنس دعویٰ سے ہو مثلاً ہزار درم کا دعویٰ کر کے سودرم پر صلح کی ہو تو مدعی بدل صلح کا مثل لے لیگا اور یہ سودرم کھرے ہوتے ہیں اور اصل دعویٰ کی طرف رجوع نہ کریگا۔ اور اگر بدل صلح جنس دعویٰ کے خلاف ہو مثلاً سودینار کا دعویٰ کیا اور سودرم پر صلح واقع ہوئی تو یہ صلح معاوضہ ہے پس اگر استحقاق مجلس صلح میں ثابت ہو تو مثل بدل صلح کے واپس لیگا اور اگر بعد افتراق کے استحقاق ثابت ہو تو مثل نہیں لے سکتا بلکہ اصل دعویٰ کی طرف رجوع کریگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر زید پر ایک کرگھون ہوں اور اس سے ایک کر جو پر صلح کی اور دیدیا اور دونوں جدا ہو گئے پھر کر جو میں استحقاق ثابت ہو اور لے لیا گیا تو صلح باطل ہو گئی اور بعد باطل ہونے کے مدعی اصل حق یعنی ایک کرگھون لے لیگا اور اگر ہنوز دونوں مجلس صلح میں موجود ہوں کہ کر جو میں استحقاق پیدا ہوا تو اس کے مثل ایک کر جو لے لیگا اور اصل باقی رہی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر درم من سے فلو من صلح کر کے قبضہ کر لیا پھر استحقاق میں لیے گئے تو درم واپس لیگا کذا فی الحاوی۔ ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم اور ایک دار کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے سودینا پر اس سے صلح کر لی پھر وہ دار مدعا علیہ کے قبضہ سے استحقاق میں لیا گیا تو مدعی سے کچھ نہیں لے سکتا ہے اور اگر کسی نے دوسرے کے مقبوضہ دار میں حق کا دعویٰ کیا اور اس نے سودرم و ایک غلام پر صلح کر لی تو جائز ہے پس اگر غلام استحقاق میں لیا گیا تو غلام کی قیمت دیکھنی چاہیے اگر دو سودرم ہوں تو تہائی صلح باقی رہی اور دو تہائی ٹوٹ گئی پس دو تہائی دعویٰ کی طرف رجوع کریگا اور اگر اسکی قیمت سودرم ہوں تو آدھی صلح ٹوٹ گئی پس آدھے دعویٰ کی طرف رجوع کریگا۔ اور اگر اسی مسئلہ میں مدعی نے مدعا علیہ کو ایک کپڑا بھی دیا ہو تو غلام کے استحقاق میں لیے جانے کی حالت میں جبکہ غلام کی قیمت سودرم ہو تو مدعی مدعا علیہ سے آدھا کپڑا واپس لیگا اور آدھے دعوے کی طرف رجوع کریگا۔ اور اگر مدعا علیہ کے قبضہ سے کپڑا استحقاق میں لیا گیا تو مدعا علیہ مدعی سے نصف غلام اور پچاس درم واپس لیگا بشرطیکہ غلام کی قیمت سودرم ہوں۔ پھر اگر مدعی مدعا علیہ میں اختلاف ہو کہ مدعی نے کس قدر دار میں اپنے حق کا دعویٰ کیا ہے پس مدعی نے کہا کہ میں نے نصف دار کے حق کا دعویٰ کیا ہے اور دار کی قیمت مثلاً دو سودرم ہیں پس اس میں سے میرا حق سودرم ہے اور کپڑے کے سودرم ہیں پس میرا حق دار کپڑے میں غلام و سودرم پر تقسیم ہوا اور برابر تقسیم ہوا پس جب کپڑا استحقاق میں لیا گیا تو مجھ کو جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے یعنی غلام و سودرم سے نصف ہوا پس لینے کا حق پہنچتا ہے۔ اور مدعا علیہ نے کہا کہ نہیں بلکہ دار میں سے تیرا حق دسواں حصہ ہے اور اسکی قیمت میں درم ہیں اور کپڑے کی قیمت سودرم ہیں اور اسکو غلام و سودرم پر تقسیم کرنے سے چھ حصے کیے جاویں گے پس بمقابلہ کپڑے کے غلام و سودرم کے پانچ چھ حصے پڑتے ہیں پس جب کپڑا استحقاق میں لیا گیا تو میں تجھ سے پانچ چھ حصے حصے غلام و سودرم کے واپس لے سکتا ہوں پس اگر ایسا اختلاف واقع ہوا تو قسم سے مدعا علیہ کا قول قبول ہو گا اور وہ پانچ چھ حصے حصے غلام و سودرم کے واپس لیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اصل عقد نکاح میں مہر مقرر نہیں کیا دسکین مہر سے عورت کے ساتھ اس شرط سے صلح کر لی کہ یہ غلام اس کے مہر میں قرار دیوے یا بعد نکاح کے یہ مہر مقرر کیا پھر وہ غلام استحقاق میں لے لیا گیا

تو عورت قیمت نے بیگی بخلاف اسکے اگر ہزار درم ہر مقرر کیا پھر ہزار درم سے ایک غلام پر صلح کر لی پھر وہ غلام اتحقاق  
 میں لیا گیا تو عورت اس سے ہزار درم لے لی یہ بیسوط میں ہے۔ اگر دار کا دعویٰ ہو اور دوسرے دار پر صلح واقع ہوئی  
 اور ہر ایک نے دونوں میں عمارت بنائی تو دار مثل باندی کے اور عمارت مثل اولاد کے قرار دی جائیگی اس حکم میں کہ  
 وقت استحقاق کے ہر واحد دوسرے سے اپنی عمارت کی قیمت مثل قیمت اولاد باندی کے لے لیا گیا اور ہر ایک ملزم  
 سلامت ہو۔ دو شخصوں نے ایک میدان میں اختلاف کیا ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا اور میرے قبضہ میں ہے تو  
 بیرون گواہوں کے کسی کے نام ملک یا قبضہ کی ڈگری نہ ہوگی۔ اور اگر ایک نے دوسرے کو بعض ایک غلام کے  
 سپرد کر دیا اور اسے اس میں عمارت بنا کر سکونت اختیار کی پھر غلام بین اتحقاق ثابت ہوا یا وہ آزاد نکلا تو صلح باطل ہوگی  
 اور ہر ایک اپنے دعویٰ کی طرف رجوع کرے گا اور مدعی کو اختیار نہیں ہو کہ اس کی عمارت کو توڑ ڈالے یا رہنے سے مانعت  
 کرے۔ جب تک کہ گواہوں سے اپنا دعویٰ ثابت نہ کرے۔ اور اگر اسے بعض غلام کے اس سے خریدا ہو اور عمارت  
 بنائی ہے پھر غلام اتحقاق میں لیا گیا تو مشتری پر عمارت توڑ ڈالنے کے واسطے جبر کیا جائیگا یہ کافی میں لکھا ہے۔

**الکيسوال باب تفرقات میں** امام وقت یا قاضی نے اگر شراب خواہ سے کچھ مال لیکر معاف کر دینے کی شرط پر  
 صلح کی تو جائز نہیں بلکہ خواہ اسکے پکڑ کر پیش ہونے سے پہلے ہو یا پکڑے جانے اور پیش ہونے کے بعد واقع ہو یہ فتاویٰ  
 قاضیخان میں لکھا ہے۔ اگر اپنی عورت پر زنا کی تہمت لگائی یہاں تک کہ لعان واجب ہوا پھر اس عورت سے کسی قدر مال  
 اس شرط سے صلح کی کہ اس سے لعان کا مطالبہ نہ کرے تو باطل ہے اور بعد قاضی کے سامنے پیش ہونے کے عفو کرنا بھی باطل  
 ہے اور بعضوں نے کہا کہ جائز ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کی جورو سے زنا کیا اور شوہر کو معلوم ہوا  
 اور اسے دونوں کو ماخوذ کرنا چاہا پھر دونوں نے معاً اس سے صلح کی یا ایک نے صلح کی اس شرط سے کہ اس قدر درم  
 معلومہ یا کوئی اور چیز لے لے اور دونوں سے عفو کر دے تو صلح باطل ہے مال واجب نہ ہو گا اور عفو کرنا بھی باطل ہو  
 خواہ قاضی کے سامنے پیش ہونے سے پہلے ہو یا بعد ہو یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر اسی عورت نے جسکے ساتھ زنا  
 کیا گیا ہو اسکے ساتھ صلح کی اور کچھ درم من پر اسکو دینے یا اس سے لینے پر صلح کی تو باطل ہے اور ہر ایک اپنا مال صلح واپس  
 لے سکتا ہے یہ بیسوط میں ہے اور جن صورتوں میں صلح جائز ہے اور قاضی نے چاہا تو قاضی کو چاہیے کہ خود صلح کرے یا نہ جانے  
 بلکہ درمیانی درجہ کے آدمیوں کے سپرد کرے اور قاضی کو چاہیے کہ حکم قضائین جلدی نہ کرے بلکہ اُن خصوم کو دو تین مرتبہ  
 صلح کے واسطے واپس کر دے بشرطیکہ ان میں صلح باہمی ہو جائیگی امید ہو مثلاً سب کا میلان صلح کی طرف ہو اور لامحالہ  
 حکم قاضی کے خواہشمند ہوں ولیکن اگر لامحالہ حکم قاضی کے طالب ہوں اور صلح سے منکر ہوں پس اگر وجہ قضائین  
 التباس ہو اور کھلی ہوئی ظاہر ہو تو قاضی کو چاہیے کہ انکو صلح کی طرف پھیرے اور اگر وجہ قضا کھلی ہوئی ظاہر ہو  
 پس اگر خصومت دو اجنبیوں میں واقع ہو اور صلح سے منکر ہوں تو انکو صلح کی طرف نہ پھیرے بلکہ دونوں میں  
 فیصلہ کر دے۔ اور اگر دو اہل قبیلہ یا اہل محارم میں جھگڑا ہو تو انکو دو تین مرتبہ صلح کی واسطے پھیر دے اگر چہ صلح سے منکر  
 ہوں یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر غنم میں دعویٰ کیا اور نصف بدر صلح کر لی بشرطیکہ سال بھر تک تمام بچہ مطلوب کے ہونگے تو

۱۱

جائز نہیں ہو۔ اسی طرح اگر طالب کے واسطے تمام بچوں کی شرط پر صلح کی تو بھی ناجائز ہو۔ اور اگر صوف غنم پر اس شرط سے کہ فی الحال  
کٹ لیکھا صلح کی تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہے بخلاف قول امام محمدؒ کے۔ اور بعض نے کہا کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک  
بھی اسی صورت میں جائز ہے کہ جبکہ انھیں غنم کے صوف پر صلح کی ہو اور اگر دوسرے غنم کے صوف پر صلح کی ہو تو ناجائز  
ہو یہ محیط مشری میں ہو۔ اور اگر اس شرط سے صلح کی کہ اُسے تھن میں جو دو دھپے یا اُسکے پیٹ میں جو بچہ ہو وہ اُسی کا ہو  
تو بالاتفاق نہیں جائز ہے یہ محیط میں ہو۔ اگر کسی غلام میں کچھ دعویٰ کیا اور مدعا علیہ سے اس شرط سے صلح کی کہ اس  
گیہوں کے اُٹے کی اس قدر گوشت دے یا اس بکری زندہ کا اتنے رطل گوشت دے تو یہ صلح جائز نہیں ہے۔ اسی  
طرح اگر بھاگے ہوئے غلام پر صلح کی تو بھی جائز نہیں ہو یہ مبسوط میں ہو۔ اگر کسی شخص نے دوسرے پر مال باحق کا  
کسی شے میں دعویٰ کیا پھر اُس سے کسی قدر مال پر صلح کر لی پھر ظاہر ہوا کہ مدعا علیہ پر یہ مال نہ تھا یا باحق اُس شے کا  
نہ تھا تو مدعا علیہ کو مال صلح کے واپس کر لینے کا حق حاصل ہو گا یہ خزانہ الفتاویٰ میں ہو۔ اگر مدعی نے بعد صلح کرنے  
اور بدل صلح لے لینے کے کہا کہ میں اپنے دعویٰ میں مبادل تھا یعنی حق نہ تھا جھوٹا تھا تو مدعا علیہ کو اُس سے بدل  
صلح واپس کر لینے کا اختیار ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی شخص پر مال کا دعویٰ کیا اور اُس سے کسی قدر مال پر صلح  
کر لی پھر یہ حق اُس کا کسی دوسرے شخص پر ظاہر ہوا تو پہلے شخص سے جو بدل صلح لیا ہو اُسکو واپس کر دے یہ وجہ کو ذری  
میں ہو۔ ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ میرے پچاس دینار اُسکے قبضہ میں مال شرکت کے ہیں اور پچاس دینار اُس پر  
قرض ہیں اور مدعا علیہ مال شرکت کا مقر ہے پھر دونوں نے باہم پچاس دینار پر صلح کر لی تو حصہ شرکت میں صحیح نہیں ہو  
اور حصہ قرض میں صحیح ہو۔ اور اگر مدعا علیہ نے مال شرکت سے انکار کیا پھر دونوں نے صلح کر لی تو یہ صلح حصہ شرکت  
و قرض دونوں میں صحیح ہو یہ ذخیرہ میں ہو مطلوب نے اگر طالب کا حق ادا کر دیا اور طالب انکار کر گیا اور کسی قدر  
مال پر صلح کی تو ظاہر میں صلح جائز ہو مگر باطن میں فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ طالب کو یہ مال صلح لینا حلال نہیں ہے یہ  
مناظر غانیہ میں ہو۔ اگر کوئی دار کسی شخص کے قبضہ میں ہو وہ کہتا ہو کہ مجھے یہ دار فلان شخص نے صدقہ دیا اور میں نے قبضہ کر لیا ہو  
اور فلان شخص کہتا ہو کہ میں نے مجھے ہبہ کیا تھا اور میں چاہتا ہوں کہ واپس لوں پھر دونوں نے اس شرط سے صلح کر لی کہ  
سودرم لیکر صدقہ میں قابض کے سپرد کرے تو جائز ہو اور پھر بعد صلح کے اُس کو رجوع کہ نیکی مجال نہ ہوگی اسی طرح اگر قابض  
دار نے اقرار کیا کہ یہ ہبہ ہو اور دار ہب نے رجوع کرنا چاہا پھر سودرم پر اس شرط سے کہ وہ دار قابض کے سپرد کر دے صلح  
کر لی تو جائز ہو۔ اور اگر مالک دار نے ہبہ و صدقہ سے انکار کر کے اپنا دار لینا چاہا پھر دونوں نے ایک کپڑے پر اس شرط  
سے صلح کی کہ قابض یہ کپڑا اُس کو دیدے بشرطیکہ مالک موافق دعویٰ قابض کے صدقہ میں یہ دار اُسکے سپرد کر دے  
تو جائز ہو۔ اور اگر دونوں نے یوں صلح کی کہ یہ دار دونوں میں برابر نصف نصف رہے بشرطیکہ قابض سودرم مالک کو دے  
تو جائز ہو۔ اگر کوئی شخص غلام کا قابض ہو اور زید نے دعویٰ کیا کہ مجھے اس نے غلام صدقہ دیکر قبضہ کر دیا تھا اور قابض  
نے اُس سے انکار کیا پھر قابض نے غلام کے قد میں ایک کپڑا اُسکو دیکر اس شرط سے صلح کی کہ اپنے دعویٰ سے بری ہو جائے  
تو جائز ہو یہ محیط میں ہو۔ سب سے پہلے صلح کی پھر دونوں نے صلح توڑ دی تو نہ کوئی کذافی اقلیہ نہ اور ابن سعید (ما) ابو یوسف

سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ہزار درم کو ایک غلام فروخت کر کے ثمن پر قبضہ کر لیا اور غلام مشتری کو نہ دیا اور ایک شخص مشتری کے واسطے اس امر کا ضامن ہو گیا تھا کہ میں غلام تیرے سپرد کر دوں گا اور مشتری نے غلام طلب کیا پس ضامن نے مشتری سے اس شرط سے صلح کی کہ ثمن مشتری کو واپس دیوے تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ جائز ہے اور وہ ثمن جو بائع نے قبضہ کر لیا ہو اسی کا ہو گا اور یہ غلام ضامن کا ہو گا اور امام ثانی نے فرمایا کہ کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ اگر کسی نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اُس نے میرے ہاتھ پر غلام اپنا جو اُسکے قبضہ میں ہے ہزار درم کو فروخت کیا ہے اور قباض غلام نے انکار کیا پھر مدعی کے دعویٰ سے اس شرط سے صلح کر لی کہ ثمن مدعی کو واپس دے اور مدعی نے ثمن پر قبضہ کر لیا پھر مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ بیع واقع ہوئی تھی تو غلام اسی کو ملے گا اور ثمن مدعی کو ملے گا یہ محیط میں ہے اگر کسی شخص نے قرضہ سے ایک غلام پر صلح کر لی حالانکہ قرضدار مقر ہے اور اُس نے غلام پر قبضہ کر لیا تو اُسکو قرضہ پر مرا بخت فروخت کر نیک اختیار میں ہے یہ مسبوط میں ہے زید کے عمر و پر ہزار درم ہیں اور عمر و نے اُسکے آدھے بوجہ صلح زید کو دیے اور صلح کا لفظ نہ کہا پھر واپس لینے چاہے تو واپس لے سکتا ہے اور اگر کوئی شے عروض میں سے دی ہو تو واپس نہیں لے سکتا ہے یہ چیز کردی میں لکھا ہے۔ کفیل بالثمن لے اگر مال پر اس شرط سے صلح کی کہ اُسکو کفالت سے بری کر دے تو صلح باطل ہے۔ اور آیا کفالت باطل ہوگی یا نہیں اس میں دور وایتیں آئی ہیں ایک روایت کے موافق ساقط ہو جائیگی کذا فی البدل اسی پر فتویٰ دیا جاوے گا فی الذمیرہ۔

## کتاب المضارۃ

### اس کتاب میں تیس باب ہیں

باب اول مضاربت کی تفسیر وکن وشرائط اور احکام کے بیان میں ثمر غایا ایک طرف سے مال اور دوسری طرف سے عمل کے ساتھ نفع میں شریک ہونے کے عقد کو مضاربت کہتے ہیں پس اگر باوجود ایک طرف سے مال اور دوسری طرف سے عمل ہونے کے نفع میں شرکت نہ ہو بلکہ کل نفع کی ربا مال کے واسطے شرط ہو تو یہ بضاعت ہوگی اور اگر کل مضارب کے واسطے شرط ہو تو قرض ہے یہ کافی میں لکھا ہے۔ پس اگر مضارب نے اس شرط پر مال اپنے قبضہ میں لیا اور بعد قبضہ کے ہنوز کوئی کام نہیں کیا تھا کہ اُسکو کچھ نفع ملایا اُس نے گھٹی اٹھائی یا مال تلف ہو گیا تو نفع مضارب کا ہو گا اور گھٹی یا تلف ہونا بھی اسی پر رہے گی یہ محیط میں ہے۔ اور مضاربت کا رکن ایجاب قبول ہے اور یہ ایجاب و قبول ایسے الفاظ سے جو مضارب پر مال ہون چھ لفظ مضاربت و مقابضہ و معاملہ وغیرہ اور ایسے الفاظ جو اس معنی پر دلالت کرتے ہوں مثلاً ربا المال یون کہے کہ یہ مال مضاربت اس شرط سے ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ جو نفع سے روزی یا رزق دے وہ ہم دونوں میں آدھی یا تہائی یا چوتھائی وغیرہ اجزائے معلومہ پر ہی یا اسی طور سے کہنا کہ مقارنتہ یا معاملتہ اور مضارب نے اُسکے قول کے بعد کہا کہ میں راضی ہوں یا میں نے قبول کیا یا اسکے مثل تو رکن مضاربت کے تمام ہو جائیں گے یہ بدلہ میں لکھا ہے۔ اور اگر یون کہہ کہ یہ ہزار درم ہے اور آدھے یا تہائی یا دسویں حصہ پر کام کر یا یہ ہزار درم ہے اور اس سے کوئی چیز خرید پس جو ملک سے بڑھتی ہو ادھیا دے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا یا کہا کہ یہ مال آدھے پر یا آدھے



کے ساتھ لے اور اس سے زیادہ نہ کہا تو احتیاجاً جائز ہے۔ اور اگر یوں کہد یا کہ اس مال کے ساتھ کام کر اس شرط سے کہ جو  
 اللہ تعالیٰ رزق فیہ یا جو بیٹھے وہ ہم دونوں میں مشترک رہے تو مضاربت قیاساً و تجسناً جائز ہے یہ محیط میں لکھا ہے  
 اور اگر کہا کہ یہ ہزار درم لے اسکے عوض ہر دی کپڑا آدھے پر خرید یا کہا کہ اُسکے عوض غلام آدھے پر خرید تو یہ فاسد ہے  
 اور جو چیز اسکے عوض خریدیگا وہ رب المال کی ہوگی اور مضارب کو اجر المثل ملیگا یعنی جو ایسے کام کی اجرت ہوئی  
 ہر دی جائیگی اور جو خرید ہو اسکو بدون حکم رب المال کے فروخت نہیں کر سکتا ہے اور اگر بلا حکم فروخت کیا تو  
 متہل بیع فضولی کے حکم حکم ہو کہ بدون اجازت رب المال کے جائز نہ ہوگی۔ اور اگر خریدی ہوئی چیز اُسے فروخت کی اور  
 وہ تلف ہو گئی یا شتر سے واپس لینے پر قادر نہ ہو تو اُس چیز کے فروخت کے روز کی قیمت کا ضامن ہوگا اور جس  
 کو فروخت کی ہو وہ مضارب کا ہوگا پس اگر اُس میں اُس قیمت سے جو ڈانڈ دی ہو کچھ زیادتی ہو تو اسکو صدقہ کرے  
 اور اگر رب المال نے مضارب کے بیع کی اجازت دیدی پس اگر بیع بعینہ قائم ہو تو بیع نافذ ہوگی اسی طرح اگر اسکا قائم ہونا  
 یا تلف ہونا کچھ نہ معلوم ہو تو بھی نافذ ہوگی اور بن رب المال کو تمام حلال ہوگا اُس میں سے کچھ صدقہ نہ دے جیسا کہ ابتدائے  
 بیع کے واسطے حکم دینے کی صورت میں ہو۔ اور اگر اجازت دینے کی وقت بیع کا تلف ہو جائے نامعلوم ہو تو اُسکی اجازت باطل  
 ہوگا وجہ اجازت باطل ہوئی تو مضارب اُسکی قیمت کا جو بیع کے روز متقی ضامن ہوگا اور بن مضارب کا ہوگا اگر نہیں  
 قیمت سے زیادتی ہو تو زیادتی صدقہ کر دے یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ یہ ہزار درم مضارب سے لے اور  
 اُسکے عوض ہر دی کپڑے آدھے پر خرید یا غلام آدھے پر خرید یا یہ مضارب جائز ہے یا نہیں اسکی کوئی روایت  
 کسی کتاب میں نہیں ہے اور فقیہ ابو بکر محمد بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ جائز نہ ہونا چاہیے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے  
**مضارب** کے شرائط صحیحہ بیت ہیں کذا فی النہایہ - ازان جلد راسل مال میں درم و دینار ہوں مام عظم  
 و امام ابو یوسف کے نزدیک در فلوں رائج ہوں امام محمد کے نزدیک حتی کہ اگر راسل مال مضارب میں سوائے درم  
 و دینار و فلوں کے ہو دے تو بالا جماع مضارب نہیں جائز ہے اور اگر راسل مال میں فلوں ہوں تو شیخین کے نزدیک  
 ناجائز اور امام محمد کے نزدیک جائز ہے کذا فی المحیط اور فتویٰ سی رہے کہ جائز ہے یہ تاتار خانیہ میں کبریٰ سے نقل ہے۔ اور  
 اگر سونا و چاندی سکے مضروبہ ہو تو روایت الہل کے بموجب جائز نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور  
 کبریٰ میں ہے کہ تبر سے مضاربیت میں دور وایتین ہیں پس جن مقامات میں تبر کار و اج مثل اتمان کے ہو یعنی درم و  
 دینار و فلوں کے طور پر رواج ہو وہاں مضاربیت جائز ہے یہ تاتار خانیہ اور مبسوط و بدائع میں ہے اور مضاربیت  
 در اہم نہرہ و زیوت کے ساتھ جائز اور ستوقہ کے ساتھ ناجائز ہے اور اگر ستوقہ رائج ہوں تو مثل فلوں کے ہیں قیادی  
 قاضی خان میں ہے۔ اور اگر مضارب کو کوئی غلام یا عرصہ دیا اور کہا کہ اسکو فروخت کر کے دام وصول کر کے اس میں مضارب  
 کر اُسے درم یا دینار سے فروخت کر کے مضاربیت کی تو جائز ہے یہ محیط خسی میں ہے۔ اور اگر ہزار درم قیمت کا غلام سود درم  
 میں فروخت کیا اور مضاربیت کی تو امام عظیم کے نزدیک سود درم میں یہ مضاربیت جائز ہے یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اور اگر  
 اُس غلام کو کسی کیلی یا وزنی چیز کے عوض فروخت کیا تو امام عظیم کے نزدیک بیع جائز ہے اور مضاربیت فاسد ہوگی



کیونکہ کیلی ووزنی راس المال سے مضاربت نہیں جائز ہے یہ محیط میں ہے اور اگر کہا کہ میرا غلام مضاربت کے طور پر ہے اس شرط پر کہ میرا راس المال اسی کی قیمت ہے تو مضاربت فاسد ہے اور اگر کہا کہ میرے واسطے ایک غلام ادھار خریدا اور پھر اسکو فروخت کر کے اسکے من سے مضاربت کر اسنے غلام خریدا اور اسکو نقدی کے عوض بیچا پھر مضاربت کی تو جائز ہے یہ محیط شرعی میں ہے۔ از انجملہ یہ ہے کہ راس المال عقد کے وقت معلوم ہوتا کہ ثانی الحال میں دونوں میں جھگڑا نہ پڑے اور اسکا معلوم ہونا یا تسمیہ سے یا اشارہ سے ہوتا ہے کیونکہ امام محمد نے ذکر فرمایا ہے کہ اگر ایک نے دوسرے کو کچھ درم دیے کہ دونوں میں سے کوئی اسکا وزن نہیں جانتا ہے تو یہ جائز ہے کیونکہ وقت عقد کے اگرچہ تسمیہ راس المال کا کہ اتنے ہیں پایا گیا و لیکن وقت عقد کے راس المال کی طرف اشارہ پایا گیا ہے کذا فی المحيط۔ اور ان درمون کے بوضف و مقدار میں قسم سے مضارب کا قول قبول ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ از انجملہ یہ ہے کہ راس المال نقد میں ہو دین انہو کہ دیون سے مضاربت نہیں جائز ہے حتیٰ کہ اگر کسی کے دوسرے پر ہزار درم قرضہ ہوں درصاحب قرضہ نے قرضدار کو حکم دیا کہ اُسے مضاربت کرے تو نہیں جائز ہے کذا فی النہایہ ادریہ بالا جماع ہے یہ محیط شرعی میں لکھا ہے۔ اور اگر اس حکم کے بعد قرضدار نے ہزار درم قرضہ کے عوض کوئی چیز خریدی اور فروخت کر کے نفع یا نقصان اٹھایا تو نفع اور نقصان اسی پر ہو گا اور قرضخواہ کا قرضہ اس پر بحالہ باقی رہیگا ادریہ قول امام عظیم کا ہے اور صاحبین کے نزدیک جو خرید و فروخت کی وہ قرضخواہ پر جائز ہوگی اور نفع و نقصان اسی کا ہو گا اور قرضدار قرضہ سے بری ہو جائیگا اور اسکا اجر المثل قرضخواہ پر ثابت ہو گا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر زید کا قرضہ عمرو پر ہو اسنے بکری سے کہا کہ میرا مال عمرو سے وصول کرے پس اس سے مضاربت کر تو جائز ہے یہ کافی میں لکھا ہے۔ اگر زید کا عمرو پر ہزار درم قرضہ ہو اسنے بکری سے کہا کہ میرا قرضہ عمرو سے وصول کرے اس سے مضاربت کر اسنے ہزار میں سے تھوڑا وصول کر کے مضاربت کی تو جائز ہے۔ اور اگر یوں کہ کہا کہ میرا قرضہ عمرو سے وصول کرے پھر اس سے مضاربت کرے یا پس اس سے مضاربت کر اسنے تھوڑا وصول کر کے مضاربت کی تو جائز نہیں ہے۔ اور ایسے ہی اگر کہا کہ میرا قرضہ وصول کرے تاکہ اس سے مضاربت کرے یا اس سے مضاربت کر۔ تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر رب المال نے غاصب یا مستودع یا مستبضع سے کہا کہ جو تیرے پاس ہے اس میں آدھے پر مضاربت کر تو امام ابو یوسف اور حسن بن زیاد کے نزدیک جائز ہے یہ محیط شرعی میں ہے فتاویٰ رشید الدین میں ہے کہ اگر اپنے قرضدار سے یوں کہا کہ جو میرا قرضہ تجھ پر ہے وہ خالد کو دیدے تاکہ خالد اس سے کپڑے خرید کر فروخت کرے اس شرط سے کہ جو نفع حاصل ہو وہ ہم دونوں میں برابر تقسیم ہو اور قرضدار نے دیدیا تو بطور مضاربت کے صحیح ہے یہ فصول عمادیہ میں لکھا ہے۔ از انجملہ یہ ہے کہ راس المال مضارب کے سپرد ہوا سمین بل مال کا کچھ قبضہ ہو پس اگر دونوں نے یہ شرط لگائی کہ مضارب کے ساتھ رب المال بھی عمل کرے تو مضاربت فاسد ہوگی خواہ مالک عاقد ہو یا غیر عاقد ہو مثل باپ یا وصی کے اگر ان دونوں نے مال صغیر کو مضاربت پر دیا اس شرط سے کہ صغیر اس کے ساتھ کام کرے تو فاسد ہے یہ کافی میں لکھا ہے۔ اور اگر مضارب نے اس طور سے عمل کیا تو مضاربت فاسد ہے لیکن مضارب کو اپنے کام کے

مثل مزدوری ملے گی کہ وہ باپ یا وصی پر واجب ہوگی کہ پھر دونوں اسکو صغیر کے مال سے ادا کریں گے یہ مسوطین لکھا کہ اگر دو شریک متفاضل یا دو شریک عنان میں سے ایک نے کسی کو مال مضاربت دیا اور مضارب کے ساتھ اپنے شریک کے کام کرنے کی شرط کی تو صحیح نہیں ہے یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر عاقد مضارب کے مال کا مالک نہ ہو اور اس نے اپنے کام کرنے کی مضارب کے ساتھ شرط کی پس اگر وہ عاقد ایسا ہو کہ خود اسکو مضارب کے طور پر لینا ناجائز ہو تو جائز ہے جیسے باپ یا وصی کہ اگر ان دونوں نے نابالغ کا مال مضاربت پر دیا اور اپنے کام کرنے کی مضارب کے ساتھ کسی قدر نفع پر شرط کی تو مضاربت جائز ہو۔ اور اگر مضاربت کا عقد کرنا ایسا ہو کہ خود وہ مال بطور مضارب کے نہیں لے سکتا ہے اور نفع کے کسی حصہ پر اپنے واسطے مضارب کے ساتھ کام کرنے کی شرط لگائی تو عقد فاسد ہوگا جیسے غلام یا ذون نے کسی کو مال مضاربت دیا اور شرط کی کہ خود مضارب کے ساتھ کام کرے گا تو فاسد ہو۔ اگر ذون نے اپنے مولیٰ کے واسطے مضارب کے ساتھ کام کرنے کی شرط کی حالانکہ ذون پر قرضہ نہیں ہو تو بھی مضاربت فاسد ہے اور اگر ذون پر قرضہ ہو تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہے یہ محیط میں ہو۔ اگر کسی کو مال مضاربت دینے کے واسطے وکیل کیا پس وکیل نے مضارب کو مال مضارب کے واسطے دیا اور اپنے واسطے کسی قدر نفع معلوم پر مضارب کے ساتھ کام کرنے کی شرط کی تو فاسد ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور مکتبے اگر کسی کو مال مضاربت کے واسطے دیا اور اپنے مولیٰ کے مضارب کے ساتھ کام کرنے کی شرط لگائی تو مطلقاً جائز ہو۔ کیونکہ وہ مثل اجنبی کے ہے خواہ مکتب پر قرضہ ہو یا نہ ہو کہ انی التین پس اگر کچھ کام کرنے سے پہلے مکتب عاجز ہو حالانکہ اس پر کچھ قرضہ نہیں ہے تو مضاربت فاسد ہو جائے گی پھر اگر اس کے بعد دونوں نے کوئی چیز خریدی یا فروخت کی اور نفع اٹھا یا توکل نفع رب المال کا ہو گا اور مضارب کو اس کے کام کی کچھ مزدوری نہ ملے گی۔ اور اگر دونوں نے مال سے کوئی باندی خریدی پھر مکتب عاجز ہو یعنی مال کتابت ادا نہ کر سکا پھر دونوں نے اس کو بیوی یا ایک غلام کے فروخت کیا پھر دونوں نے غلام کو چادہزار درہم کو فروخت کیا تو مولیٰ اس میں سے اس المال پورا لے لیا۔ اور جو باقی رہے گا۔ دونوں میں موافق شرط کے تقسیم ہو گا یہ مسوطین ہو۔ اگر کسی کو ہنزہ بم مضاربت پر دیئے اور کہد یا کہ اس میں اپنی اس سے کام کر تو مضارب کو اختیار ہو گیا کہ کسی دوسرے کو مضاربت کے واسطے دیدے پس اگر اس نے دوسرے مضارب کو اس شرط سے دیا کہ خود اس کے ساتھ کام کرے یا رب المال اس کے ساتھ کام کرے تو دوسری مضاربت فاسد ہوگی اور نفع جو حاصل ہو وہ پہلے مضارب اور رب المال میں موافق اس شرط کے تقسیم ہو گا جو شرط کہ مضاربت اولیٰ میں قرار پائی ہو اور رب المال کو کچھ مزدوری نہ ملے گی۔ اگرچہ اس نے کام کیا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور دوسرے مضارب کو اجراء مثل ملے گا یعنی اس کے مثل کام کی جو مزدوری ہوتی ہے۔ وہ لیگی یہ محیط سرخی میں ہے اور انجل یہ ہے کہ نفع میں سے مضارب کا حصہ ایسے طور سے معلوم ہو کہ نفع میں شرکت منقطع ہو کہ انی المحيط۔ پس اگر یوں کہا کہ اس نفع پر تودرم زائد یا آدھے دہائی وغیرہ نفع کے ساتھ دس درم کی شرط لگائی تو مضاربت صحیح نہ ہوگی یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر مضارب کے واسطے

آدھے یا تہائی مال کا نفع شرط کیا تو مضاربت جائز ہے۔ اور اگر کسی کے واسطے اس مال سے تنویرم غیر متعین کا نفع شرط کیا تو جائز ہے اور اگر کسی کے واسطے تنویرم معین کا نفع یا اس نصف اس مال کا نفع شرط کیا یعنی عین نصف کا نفع شرط کیا تو مضاربت فاسد ہے اور اگر کسی کے واسطے نصف نفع سوا سے دین درم کے یا تہائی نفع سوا سے پانچ درم کے شرط کیا تو مضاربت فاسد ہو۔ قال لمستر جزم یعنی نصف یا ثلث وغیرہ کسی جزو معلوم نفع میں سے کچھ استثنا کیا تو فاسد ہے۔ فافہم۔ از انجملہ یہ ہے کہ جو مضارب کے واسطے مشروط ہے وہ اس مال سے نہوحتی کہ اگر اس مال میں سے یا اس مال و نفع میں سے اس کے لیے کچھ شرط کر دیا تو مضارب فاسد ہوگی یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور مضاربیت میں شرط فاسدہ بھی ہیں منجملہ ان کے بعض ایسی ہیں کہ مضاربیت کو باطل کرتی ہیں اور بعض ایسی ہیں کہ مضاربیت کو باطل نہیں کرتی ہیں بلکہ خود باطل ہو جاتی ہیں۔ اگر رب المال نے مضارب سے کہا کہ تجھ کو تہائی نفع ملیگا اور دس درم ہر مہینہ میں کہ تو مضاربیت کا کام کرے تو مضاربیت جائز ہے اور شرط باطل ہے یہ نہایت میں ہے۔ پس اگر اس نے اس شرط پر کام کیا اور نفع اٹھایا تو نفع موافق شرط کے تقسیم ہوگا اور اس میں مضارب کو کچھ مزدوری نہ ملے گی۔ اسی طرح اگر اس مزدوری کی اپنے کسی غلام کے واسطے جو اسکے ساتھ مضاربیت کا کام کرتا ہے شرط کی یا کسی دوکان کے کرایہ کے واسطے شرط کی جس میں خرید و فروخت کرتا ہے تو بھی نفع موافق شرط کے ہے اور غلام مضارب کو یا کرایہ مکان کے واسطے کچھ نہ ملے گا اور وہ غلام جس کے واسطے مضارب نے مزدوری شرط کی ہو۔ قرضدار ہو یا مضارب کا مکان ہو یا اسکا بیٹا یا باپ ہو تو موافق شرط کے جائز ہے اور جسکی مضاربیت کے ساتھ اس مال میں ان لوگوں میں سے کام کیا اس کو موافق شرط کے دین درم یا ہواری ملے گی اور اگر یہ شرط کی کہ رب المال کا غلام مضارب کے ساتھ دین درم یا ہواری پر کام کرے تو شرط فاسد ہے۔ اور تمام نفع رب المال اور مضارب میں موافق شرط کے تقسیم ہوگا۔ اور اگر رب المال کے غلام پر قرضہ ہو اور اسکے واسطے یہ شرط لگائی یا اپنے بیٹے یا مکان کے واسطے یہ شرط کی تو جائز ہے یہ بسوط میں ہے۔ اور اگر آدھے کی مضاربیت پر ہزار درم مضارب کو اس شرط سے دے کہ رب المال ایک سال تک اپنی زمین مضارب کو دے تاکہ اس میں وہ اپنی زراعت کرے یا کوئی دار اس کو دے کہ وہ اس میں رسہ تو شرط باطل اور مضاربیت جائز ہے۔ اور اگر مضارب نے رب المال کے واسطے اس طور سے زمین یا دار دینے کی شرط کی تو مضاربیت فاسد ہوگی یہ نہایت میں ہے۔ اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر اپنا مال مضارب پر اس شرط سے دیا کہ مضارب رب المال کے گھر یا اپنے گھر میں خرید و فروخت کرے تو جائز ہے اور اگر یہ شرط کی کہ مضارب رب المال کے دار یا اپنے دار میں سکونت کرے تو نہیں جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ امام قدوری نے فرمایا کہ جو شرط نفع میں بوجب جہالت یا قطع شرکت ہو تو وہ موجب فساد مضاربیت ہے اور جو شرط ان باتوں کی موجب نہیں ہے وہ مضاربیت کے فاسد ہونے کی بھی موجب نہیں ہے مثلاً یون شرط کرے کہ میں کہ دھیندہ دونوں پر رکھی جاوے یعنی بیع کی گھٹی دونوں پر پڑے یہ ذخیرہ میں ہے مضاربیت کا حکم یہ ہے کہ مضارب ادل میں این ہوتا ہے اور کام شروع کرنے میں وکیل ہو جاتا ہے۔ اور جب اس نے نفع حاصل

کیا تو شریک ہے اور جب مضاربت فاسد ہو تو وہ اجیر ہے یعنی مزدور ہے اور اگر رب المال کی مخالفت کی یعنی جو وقت عقد کے قرار پایا ہے اس میں خلافت کیا تو فاسد ہے اگرچہ بعد کو اسے اجازت حاصل ہو جاوے اور اگر کل نفع مال کے لیے شرط کیا تو بیضاغت ہے اور اگر کل نفع مضارب کے لیے شرط کیا تو قرض ہے کہ ذاتی الگائی مضارب نے اگر مضارب فاسدہ میں کام اور نفع اٹھایا تو تمام نفع رب المال کو لینگا اور مضارب کو اس کے کام کے مثل مزدوری ملے گی لیکن مستحق سے زیادہ نہ ملے گی یہ قول امام ابو یوسف کا ہے اور اگر نفع نہ اٹھایا تو مضارب کو اجیر مثل لینگا یہ فتاویٰ قاضی حائنین ہے۔ اور یہی حکم ظاہر روایت سے کہ ذاتی الحیط اور اگر مضاربت صحیح ہو اور مضارب نے کچھ نفع نہ اٹھایا تو اس کو کچھ نہ ملے گا اور اگر مضاربت فاسدہ میں مضارب کے پاس مال تلف ہو گیا تو مضارب ضامن نہ ہو گا یہ فتاویٰ قاضی حائنین سے اور اس کو اپنے کام کا اجیر مثل یعنی اس کام کی سی مزدوری ملے گی۔ کذا فی المبسوط۔

**دوسرا باب۔** ان مضاربوں کے بیان میں جن میں بدون صریح نفع کے ذکر کرنے کے مضاربت جائز ہے اور جن میں نہیں جائز ہے اور ان شرطوں کے بیان میں جو ایسی مضاربت میں جائز ہیں اور جو نہیں جائز ہیں اگر رب المال نے مضارب سے کہا کہ اس شرط پر مضاربت کر کہ جو نفع اٹھتا ہے روزی کو سہ و پچھم دونوں مشترک ہو تو جائز ہے اور نفع دونوں کو برابر تقسیم ہو گا یہ فتاویٰ قاضی حائنین سے۔ اور اگر ہزار درم مضاربت میں اس کو دیکر کہا کہ اس شرط سے کہ ہم دونوں نفع میں شریک ہیں اور مقدار بیان نہ کی تو مضاربت جائز ہے اس لیے کہ مطلق شرکت برابری چاہتی ہے۔ اسی طرح اگر اس کو مال دیا اور کہا کہ اس میں میری شرکت کے ساتھ مضاربت کر اور اس سے زیادہ نہ کہا تو یہ مضاربت جائز ہے اور نفع برابر تقسیم ہو گا اور اگر کہا کہ اس شرط سے کہ مضارب کی کچھ شرکت یا شریک ہے تو امام ابو یوسف کے نزدیک دونوں یکساں ہیں اور نفع برابر تقسیم ہو گا اور امام محمد نے فرمایا کہ مضاربت فاسدہ میں یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت کے واسطے اس شرط سے دیے کہ جو فلان شخص نے فلان مضارب کے واسطے نفع مقرر کیا ہے وہی ہم دونوں میں سے پس اگر رب المال مضارب کو فلان شخص کا فلان مضارب کے واسطے نفع مقرر کرنا معلوم ہے تو مضاربت جائز ہے اور اگر دونوں نہیں جانتے ہیں تو نہیں جائز ہے اسی طرح اگر ایک جانتا ہے دوسرا نہیں جانتا ہے تو بھی فاسد ہے یہ محیط میں ہے اور اگر ہزار درم مضاربت میں اس شرط سے دیے کہ مضارب کا جو بھی چاہے نفع رب المال کو دے تو یہ فاسد ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر مضاربت میں یہ شرط لگائی کہ مضارب کو تہائی یا چھٹا حصہ نفع میں ملے گا۔ یا رب المال کو تہائی یا چھٹا حصہ نفع ملے گا تو بھی فاسد ہے کیونکہ اس نے دونوں حصوں میں سے کوئی بہم حصہ مقرر کیا ہے یہ محیط سرخی میں ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت پر اس شرط سے دیے کہ مضارب کو تہائی نفع ملے گا یا کہا کہ نصف لینگا اور رب المال کے واسطے کچھ تعرض نہ کیا تو مضاربت جائز ہے اور مضارب کو موافق شرط کے دیکر باقی رب المال کو لینگا۔ اور اگر کہا کہ رب المال کو نصف ملے گا یا تہائی ملے گا اور مضارب کے واسطے کچھ بیان ہو گیا تو بھی استحقاقاً جائز ہے اور رب المال کا حصہ نکال کر باقی مضارب کو دیا جائیگا۔ یہ محیط میں ہے اور اگر رب المال

ان مضاربوں کے بیان میں جن میں بدون صریح نفع کے ذکر کرنے کے مضاربت جائز ہے اور جن میں نہیں جائز ہے اور ان شرطوں کے بیان میں جو ایسی مضاربت میں جائز ہیں اور جو نہیں جائز ہیں اگر رب المال نے مضارب سے کہا کہ اس شرط پر مضاربت کر کہ جو نفع اٹھتا ہے روزی کو سہ و پچھم دونوں مشترک ہو تو جائز ہے اور نفع دونوں کو برابر تقسیم ہو گا یہ فتاویٰ قاضی حائنین سے۔ اور اگر ہزار درم مضاربت میں اس کو دیکر کہا کہ اس شرط سے کہ ہم دونوں نفع میں شریک ہیں اور مقدار بیان نہ کی تو مضاربت جائز ہے اس لیے کہ مطلق شرکت برابری چاہتی ہے۔ اسی طرح اگر اس کو مال دیا اور کہا کہ اس میں میری شرکت کے ساتھ مضاربت کر اور اس سے زیادہ نہ کہا تو یہ مضاربت جائز ہے اور نفع برابر تقسیم ہو گا اور اگر کہا کہ اس شرط سے کہ مضارب کی کچھ شرکت یا شریک ہے تو امام ابو یوسف کے نزدیک دونوں یکساں ہیں اور نفع برابر تقسیم ہو گا اور امام محمد نے فرمایا کہ مضاربت فاسدہ میں یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت کے واسطے اس شرط سے دیے کہ جو فلان شخص نے فلان مضارب کے واسطے نفع مقرر کیا ہے وہی ہم دونوں میں سے پس اگر رب المال مضارب کو فلان شخص کا فلان مضارب کے واسطے نفع مقرر کرنا معلوم ہے تو مضاربت جائز ہے اور اگر دونوں نہیں جانتے ہیں تو نہیں جائز ہے اسی طرح اگر ایک جانتا ہے دوسرا نہیں جانتا ہے تو بھی فاسد ہے یہ محیط میں ہے اور اگر ہزار درم مضاربت میں اس شرط سے دیے کہ مضارب کا جو بھی چاہے نفع رب المال کو دے تو یہ فاسد ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر مضاربت میں یہ شرط لگائی کہ مضارب کو تہائی یا چھٹا حصہ نفع میں ملے گا۔ یا رب المال کو تہائی یا چھٹا حصہ نفع ملے گا تو بھی فاسد ہے کیونکہ اس نے دونوں حصوں میں سے کوئی بہم حصہ مقرر کیا ہے یہ محیط سرخی میں ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت پر اس شرط سے دیے کہ مضارب کو تہائی نفع ملے گا یا کہا کہ نصف لینگا اور رب المال کے واسطے کچھ تعرض نہ کیا تو مضاربت جائز ہے اور مضارب کو موافق شرط کے دیکر باقی رب المال کو لینگا۔ اور اگر کہا کہ رب المال کو نصف ملے گا یا تہائی ملے گا اور مضارب کے واسطے کچھ بیان ہو گیا تو بھی استحقاقاً جائز ہے اور رب المال کا حصہ نکال کر باقی مضارب کو دیا جائیگا۔ یہ محیط میں ہے اور اگر رب المال

نے مضاربہ سے یہ شرط کی کہ میرے لیے نصف نفع اور بچاؤ تہائی سے لے گا تو مضاربہ کو تہائی نفع دیکو باقی رب المال کو دیا جائے گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر مضاربہ میں کچھ نفع کی کسی غیر شخص کے واسطے شرط لگائی کہ وہ مضاربہ یا رب المال نہیں ہو پس اگر اس اجنبی کے حق میں مضاربہ کے کام کرنے کی شرط ہو تو مضاربہ جائز ہے اور شرط جائز ہے۔ اور رب المال ایسا ہوگا کہ گویا اس نے دو شخصوں کو مال مضاربہ دیا ہے اور اگر اجنبی کے کام کرنے کی شرط نہیں ہے تو مضاربہ جائز اور شرط غیر جائز ہے اور جس قدر حصہ اجنبی کے واسطے شرط کیا تھا وہ مسکوت عنہ قرار دیا جائے گا پس رب المال کو ملے گا اور اگر کچھ نفع کی رب المال یا مضاربہ کے غلام کے واسطے شرط کی پس اگر غلام کا کام کرنا شرط ہے تو ہر حال میں مضاربہ اور شرط دونوں جائز ہیں اور اگر کام کرنا شرط نہیں ہے پس اگر غلام پر قرضہ نہ ہو تو شرط صحیح ہے۔ خواہ غلام مضاربہ کا ہو یا رب المال کا اور اگر غلام پر قرضہ ہو پس اگر مضاربہ کا غلام ہو تو امام اعظم کے نزدیک شرط صحیح نہیں ہے۔ اور یہ نفع مشروط مثل مسکوت عنہ کے ہوگا۔ پس رب المال کو ملے گا۔ اور صاحبین کے نزدیک شرط صحیح ہے اس کو وفا کرنا واجب ہے اور اگر غلام رب المال کا ہو تو بلا خلاف مشروط رب المال کا ہوگا اور اگر کسی ایسے شخص کے واسطے کچھ نفع میں سے دینے کی شرط کی جس کے حق میں مضاربہ دیا رب المال کی گواہی مقبول نہیں ہوتی ہے جیسا بیٹا جو رد و مکاتب و غیرہ ان کے اندر تو اس کا حکم وہی ہے جو اجنبی کے واسطے کسی قدر نفع کی شرط کرنے میں مذکور ہوا ہے اور اگر بعض نفع کی مضاربہ کے قرضہ یا رب المال کے قرضہ ادا کرنے کے واسطے شرط کی تو جائز ہے۔ اور جسکے قرضہ ادا کرنے کی شرط ہو مشروط اسی کو ملے گا یہ محیط میں ہے اور اگر کچھ نفع کی مساکین یا حاجیوں کے لیے یا غلاموں کی آزاد کرنے کے لیے شرط کی تو شرط صحیح نہیں ہے کیونکہ مشروط لہ کار اس المال نہیں اور نہ عمل ہے پس مشروط مثل مسکوت عنہ کے قرار یا کر رب المال کو دیا جائیگا یہ محیط نحسی میں ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم مضاربہ میں دے یہ اس شرط سے کہ تہائی نفع مضاربہ کا اور تہائی رب المال کا اور تہائی جس کو مضاربہ چاہے اس کا ہے تو شرط باطل ہے اور دو تہائی نفع رب المال کو ملے گا۔ اور اگر اس سے کہا کہ تہائی نفع جسکو رب المال چاہے تو یہ اور مسکوت عنہ یکساں ہے پس رب المال کو ملے گا یہ بیسوط میں ہے۔ اور اگر دو شخصوں کو ہزار درم کسی کو مضاربہ پر دے اس شرط سے کہ مضاربہ کو تہائی نفع اور باقی کی تہائی ایک رب المال کو اور دو تہائی دوسرے کو ملے گی پس مضاربہ نے کام کیا اور نفع اٹھایا تو تہائی مضاربہ کو اور باقی دونوں کو برابر تقسیم ہوگی اور اگر مضاربہ تہائی نفع کی اپنے واسطے اسطور سے شرط کی کہ اس تہائی کی تہائی ایک کے حصہ میں سے اور دو تہائی دوسرے کے حصہ میں سے ملے گا تو صحیح ہے اور باقی نفع دونوں مالکوں کو بارہ حصہ ہو کر اس طور سے تقسیم ہوگا کہ پانچ اسکو ملین گے جس کے حصہ سے دو تہائی کی شرط کی ہے اور سبب سے دوسرے کو ملین گے یہ محیط نحسی میں ہے اگر دو آدمیوں نے دو شخصوں کو ہزار درم اس شرط سے مضاربہ پر دے کہ آدھا نفع تم دونوں کا اس شرط سے کہ فلاں کو دو تہائی کہ جن میں سے ایک تہائی فلاں رب المال کے حصہ سے اور دو تہائی فلاں دوسرے رب المال کے حصہ سے ملے گی اور فلاں دوسرے مضاربہ کو ایک

لہذا میں نے اسے شرط کیا گیا

تہائی کہ جبین سے دو تہائی ظلال رب المال کے حصہ سے یعنی اس رب المال کے حصہ سے جسے پہلے مضارب کو ایک تہائی دی ہو اور ایک تہائی دوسرے رب المال کے حصہ سے لے گی اور باقی آدھا نفع دونوں رب المال کو برابر تقسیم ہو گا پس دونوں نے اس شرط سے کام کیا اور نفع اٹھایا تو آدھا نفع دونوں مضاربوں کو موافق شرط کے لے گا اور باقی آدھا دونوں رب المال کو جو حصے ہو کر تقسیم ہو گا پس جس نے مضارب کے واسطے اپنے حصہ سے نصف کی دو تہائی کی شرط کی ہے اس کو چار حصہ اور دوسرے کو پانچ حصے ملین گے۔ یہ مبسوط میں ہے۔ ایک شخص کو ہزار درم اس شرط سے دیے کہ مضارب کو دو تہائی نفع اس شرط سے ملے گا کہ اپنے مال سے ہزار درم ملا دے اور دونوں سے کام کرے اس نے ملا کر دونوں سے مضارب کی اور نفع اٹھایا تو موافق شرط کے تقسیم ہو گا کہ مضارب کو اس کے ہزار کا نفع خاص کر اسی کو ملے گا اور باقی آدھے نفع میں سے دو تہائی اس کی مضارب کا اور ایک تہائی رب المال کا ہو گا۔ اور اگر رب المال نے دو تہائی نفع کی اپنے واسطے اور ایک تہائی کی مضارب کے واسطے شرط کی تو نفع دونوں کو ان کے مال کے موافق تقسیم ہو گا کیونکہ مال دینے والے نے شرط کر دی ہے کہ اس کے مال کا کل نفع اسی کو ملے اور وہ آدھا نفع ہے تو یہ از سر نو ابضائع ہے نہ مضاربیت یہ محیط شخصی میں ہو اور اگر ہزار درم اس کو مضاربیت میں دیے بشرطیکہ ہزار درم اپنی طرف سے ان میں ملا دے اور دونوں ہزار سے مضاربیت کرے اس شرط سے کہ مضارب کو دو تہائی نفع ملے گا نصف اس میں کار رب المال کے نفع سے اور آدھا خود اس کے ذاتی مال کے نفع سے بشرطیکہ جس قدر نفع باقی رہا وہ رب المال یعنی ہزار درم دینے والے کا ہے تو یہ جائز ہے مضارب کو موافق شرط کے دو تہائی نفع ملے گا اور ایک تہائی رب المال کو ملے گا اور اگر اس کو دو ہزار درم اس شرط سے دیے کہ اپنے پاس سے ایک ہزار درم ملا کر مضاربیت کرے بشرطیکہ نفع دونوں مساوی تقسیم ہو تو جائز ہے۔ اور اگر رب المال یعنی دو ہزار دینے والے نے یہ شرط کی کہ اسی کو تین چوتھائی ملے۔ اور مضارب کو ایک چوتھائی تو موافق دونوں کے مال کے تین تہائی ہو کر تقسیم ہو گا یہ مبسوط میں ہو ایک شخص کو ہزار درم دیے اور کہا کہ اگر ان کے گھوڑے خریدے تو مضارب کو نصف نفع اور اگر آٹا خریدے تو چوتھائی نفع اور اگر جو خریدے تو تہائی نفع ملے گا تو صحیح ہے اور جو چیز ان میں سے خریدے گا اسی کی شرط کے موافق نفع ملے گا اور اگر اس نے گھوڑے خرید لیے تو پھر دوسری چیز نہیں خرید سکتا ہے کیونکہ شرکت واقع ہو جائیگی اور عقد اس پر ہو گا حالانکہ یہ شرط عقد میں نہ تھی۔ اور اگر یہ شرط کی کہ اگر مضارب سفر کو نکلے تو نفع اسی پر ہے تو شرط باطل اور مضاربیت جائز ہے یہ وجہ کروری میں منقہ سے منقول ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر تو شہر میں مضاربیت کرے تو مجھے تہائی اور اگر سفر کرے تو آدھا نفع ملے گا پھر اس نے شہر میں خرید کر کے بیچے کو سفر کیا تو امام محمد نے فرمایا کہ مضاربیت خرید پر ہی اگر اس نے شہر میں خریدے تو شہر کی مضاربیت کے موافق اس کو نفع دیا جائے گا خواہ شہر ہی میں فروخت کرے یا غیر جگہ جلا جا دے اور اگر اس نے تھوڑے مال سے شہر میں اور تھوڑے سے سفر میں کام کیا تو ہر ایک کی شرط کے موافق ہر ایک کا نفع ملے گا اگر دو شخصوں کو مضاربیت پر مال اس شرط سے دیا کہ ایک کو تہائی نفع اور باقی رب المال کو ملے اور

اور اگر اس کو دو ہزار درم اس شرط سے دیے کہ اپنے پاس سے ایک ہزار درم ملا کر مضاربیت کرے بشرطیکہ نفع دونوں مساوی تقسیم ہو تو جائز ہے۔ اور اگر رب المال یعنی دو ہزار دینے والے نے یہ شرط کی کہ اسی کو تین چوتھائی ملے۔ اور مضارب کو ایک چوتھائی تو موافق دونوں کے مال کے تین تہائی ہو کر تقسیم ہو گا یہ مبسوط میں ہو ایک شخص کو ہزار درم دیے اور کہا کہ اگر ان کے گھوڑے خریدے تو مضارب کو نصف نفع اور اگر آٹا خریدے تو چوتھائی نفع اور اگر جو خریدے تو تہائی نفع ملے گا تو صحیح ہے اور جو چیز ان میں سے خریدے گا اسی کی شرط کے موافق نفع ملے گا اور اگر اس نے گھوڑے خرید لیے تو پھر دوسری چیز نہیں خرید سکتا ہے کیونکہ شرکت واقع ہو جائیگی اور عقد اس پر ہو گا حالانکہ یہ شرط عقد میں نہ تھی۔ اور اگر یہ شرط کی کہ اگر مضارب سفر کو نکلے تو نفع اسی پر ہے تو شرط باطل اور مضاربیت جائز ہے یہ وجہ کروری میں منقہ سے منقول ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر تو شہر میں مضاربیت کرے تو مجھے تہائی اور اگر سفر کرے تو آدھا نفع ملے گا پھر اس نے شہر میں خرید کر کے بیچے کو سفر کیا تو امام محمد نے فرمایا کہ مضاربیت خرید پر ہی اگر اس نے شہر میں خریدے تو شہر کی مضاربیت کے موافق اس کو نفع دیا جائے گا خواہ شہر ہی میں فروخت کرے یا غیر جگہ جلا جا دے اور اگر اس نے تھوڑے مال سے شہر میں اور تھوڑے سے سفر میں کام کیا تو ہر ایک کی شرط کے موافق ہر ایک کا نفع ملے گا اگر دو شخصوں کو مضاربیت پر مال اس شرط سے دیا کہ ایک کو تہائی نفع اور باقی رب المال کو ملے اور

دوسرے شخص کے واسطے اجر المثل رب المال پر واجب ہوا اور رب المال اور دوسرے کے درمیان بسبب اسکے کہ نفع میں شرکت نہ ہوئی مضاربت فاسد ہوگی بخلاف اول کے کہ اس کے ساتھ جائز ہے ولیکن کوئی ایک فقط اس مال میں تصرف نہیں کر سکتا ہو کیونکہ دونوں کے واسطے تصرف کی اجازت ویسے ہی قائم ہو کذا فی محیط السرخسی

**تیسرا باب** - ایسے شخص کے بیان میں جسے بغفلت مضاربت پر دیا اور بعض مضاربت پر نہیں دیا ہو اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم دیے اور کہا کہ آدھے تجھے قرض ہیں اور آدھے تیرے پاس ادھیاؤ کی مضاربت پر ہیں اس نے لے لیے تو موافق تقرر کے جائز ہے یہ ذخیرہ میں سے ہیں اگر وہ مال اس کے کام کرنے سے پہلے تلف ہو تو وہ آدھے کا ضامن ہوگا۔ اور اگر کام کر کے نفع اٹھایا تو نصف نفع خاص مضارب کا ہوگا اور باقی نصف دونوں میں موافق شرط کے تقسیم ہوگا۔ اور اگر مضارب نے خواہ کام کرنے سے پہلے یا اس کے بعد اپنے اور رب المال کے درمیان مال تقسیم کیا حالانکہ رب المال حاضر نہیں ہے تو اس کا تقسیم کرنا باطل ہے کیونکہ ایک تنہا تقسیم نہیں کر سکتا ہے اور اگر قسمت کا ایک حصہ قبل اس کے کہ رب المال اپنے حصہ پر قبضہ کرے تلف ہو گیا تو دونوں کا مال گیا اور اگر تلف نہ ہوا یہاں تک کہ رب المال نے اگر تقسیم کی اجازت دی ہو کہ اس نے حصہ پر قبضہ کر لیا تو تقسیم جائز ہے اور اگر اس نے اپنا حصہ اپنے قبضہ میں نہ لیا تھا کہ تلف ہو گیا تو مضارب کا آدھا حصہ لے لیگا۔ اور اگر خود مضارب کا حصہ گیا تو وہ رب المال کے حصہ میں سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اور اگر دونوں حصے تلف ہوئے بعد ازاں کہ رب المال تقسیم پر راضی ہو چکا ہو تو رب المال مضارب سے بقدر مضارب کا ہو ادا ہو اس میں سے لے لیگا اور رب المال کے پانچ سو درم مضارب پر بحالہ قرض رہیں گے یہ بسوٹا میں سے ہے اور اگر رب المال نے یوں کہا کہ یہ ہزار درم اس شرط سے لے کہ ان کے نصف تجھے قرض ہیں اور نصف سے تو مضاربت کرے شرطیکہ تمام نفع میرا ہے تو جائز ہے مگر کہ وہ ہے کیونکہ یہ قرض نفع کھینچنے کے واسطے ہو گیا ہو یہ محیط و ذخیرہ و بسوٹا و محیط سرخسی میں ہو پس اگر مضارب نے اس شرط سے مضاربت کر کے نفع اٹھایا یا نقصان اٹھایا تو نفع و نقصان دونوں میں برابر تقسیم ہوگا یہ بسوٹا میں ہو۔ اور اگر کہا کہ یہ ہزار درم اس شرط سے لے کہ اس کے آدھے تجھے قرض ہیں اور آدھے مضاربت میں ہیں تو ادھیاؤ پر کام کر تو یہ جائز ہے اور اگر کہا کہ آدھے اس کے نصف کی مضاربت پر ہیں اور آدھے مضارب کو ہے ہیں اور مضارب نے اسی شرط سے بلا تقسیم کے قبضہ کر لیے تو یہ ہے فاسد ہو اور مضاربت جائز ہے پس اگر مضارب کے پاس مضاربت کا کام کرنے سے پہلے یا اس کے بعد سب مال تلف ہو گیا تو مضارب حصہ ہے یعنی آدھے کا ضامن ہوگا یہ محیط میں ہے اور کسی کتاب میں کوئی روایت ایسی نہیں پائی جاتی ہو کہ ہے فاسدہ مضمون ہو تا ہے یعنی ہے فاسد کی ضمان دینی پڑتی ہے مگر یہی روایت اس کتاب میں ایسی ہے۔ اور اگر اس نے نفع اٹھایا تو آدھا نفع حصہ ہے کہ ہے وہ مضارب کو لے گا اور باقی آدھا موافق شرط کے مضاربت میں تقسیم ہوگا۔ اور گھٹی و دونوں برابر پڑے گی پھر یہ ذکر نہ کیا کہ ہے کے حصہ کا نفع آیا مضارب کو حلال ہو یا نہیں ہے اور فقہ ابو جعفر نے فرمایا کہ امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک حلال نہیں ہے اس کو صدقہ کر دے اور فقہ



ہو اسخی الحافظ نے فرمایا کہ بالاجماع حلال ہے اسکو صدقہ نہ کرے۔ یہ محیط سرخی میں ہے اور اگر آدھے کو مضاربت پر  
 اور آدھے کو نصف کی مضاربت پر مقرر کر دیا تو جائز ہے۔ پس اگر کام کرنے سے پہلے یا اس کے بعد مال تلف ہو گیا  
 تو رب المال کا مال گیا اور اگر نفع اٹھایا تو تین چوتھائی نفع رب المال کو اور ایک چوتھائی مضارب کو ملیگا یہ ذخیرہ  
 میں ہو اور اگر اس شرط سے دیا کہ نصف مضارب کے پاس ودیعت ہے اور نصف آدھے کی مضاربت پر ہے تو موافق  
 تقریر کے جائز ہے پس اگر اس نے تمام مال میں نصف کیا تو حصہ ودیعت کے نصف کا ضامن ہو گا اور اگر نصف میں  
 نفع اٹھا دے تو اسی کا اور گھٹی اٹھا دے تو اسی پر پڑے گی۔ یہ بسوٹ میں ہو۔ اور اگر مضارب نے مال کے دو حصے برابر  
 کیے اور ایک حصہ میں مضاربت شروع کی اور گھٹی اٹھائی تو اس پر اور رب المال پر آدھی آدھی گھٹی پڑے گی اور  
 اگر نفع اٹھایا تو نفع برابر تقسیم ہو گا و لیکن جو حصہ ودیعت کا نفع ہو اس کو مضارب صدقہ کر دے یہ امام اعظم  
 اور امام محمد کے نزدیک ہے یہ محیط میں ہے اور اگر ہر دو کی کپڑوں کی گھڑی آدھی ایک کے ہاتھ بانچ سودرم کو  
 فروخت کر کے دیدی پھر اسے حکم کیا کہ باقی کو فروخت کر کے تمام من سے مضاربت کر لے پس اگر یہ شرط کی کہ نفع  
 دونوں میں برابر تقسیم ہو تو نفع اور گھٹی دونوں میں برابر رہے گی اور یہ قیاس قول امام اعظم ہو اور صاحبین کے  
 نزدیک تین چوتھائی نفع رب المال کو اور چوتھائی مضارب کو ملے گا اور گھٹی سب رب المال پر پڑے گی اور اگر  
 اس نے دونوں مالوں کو خلط نہ کیا تو جس میں مضاربت فاسد ہے اس میں مضارب کو اجر المثل ملے گا اور اگر ملا دیا  
 تو اس نصف میں اس کو اجر المثل ملے گا اور اگر یوں شرط کی کہ مضارب کو دو تہائی نفع اور رب المال کو تہائی ملے  
 تو امام اعظم کے قول پر نفع دونوں میں اسی حساب سے اور گھٹی دونوں میں برابر تقسیم ہوگی اور صاحبین رحمہ کے  
 نزدیک مضارب کو تہائی نفع اور رب المال کو دو تہائی ملے گا۔ اور اگر رب المال کے واسطے دو تہائی نفع کی اور  
 مضارب کے واسطے ایک تہائی کی شرط کی تو امام کے نزدیک نفع دونوں کو برابر اور صاحبین رحمہ کے نزدیک مضارب  
 کو چھٹا حصہ اور باقی رب المال کو ملے گا کذا فی محیط السخی والمتصل بهذا الباب اگر کسی نے دوسرے کو  
 ہر دو کی کپڑوں کی ایک گھڑی دیکر آدھی اس کے ہاتھ بانچ سودرم کو فروخت کر دی پھر اسے حکم کیا کہ باقی فروخت  
 کر کے تمام من سے مضاربت کرے اس شرط سے کہ جو اللہ تعالیٰ رزق دے وہ ہم دونوں میں نصف نصف تقسیم ہو  
 پس مضارب نے باقی آدھی بھی بانچ سودرم کو فروخت کی اور ان درمون سے اور جو اس پر بہن مضاربت کی  
 تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک نفع اور گھٹی دونوں برابر تقسیم ہوگی یہ بسوٹ میں ہے۔ اور صاحبین رحمہ کے نزدیک  
 رب المال کو تین چوتھائی نفع اور مضارب کو ایک چوتھائی نفع ملے گا اور گھٹی سب رب المال پر پڑے گی یہ محیط میں  
 ہے۔ اور اگر رب المال نے اس کو حکم دیا کہ دونوں مالوں سے اس شرط سے مضاربت کرے کہ مضارب کو دو  
 تہائی نفع ہے اس نے اسی شرط سے کام کیا تو مضارب کو دو تہائی نفع ملے گا یہ بسوٹ میں ہو۔ اور اگر گھٹی اٹھائی تو  
 امام اعظم رحمہ کے نزدیک گھٹی دونوں برابر پڑے گی اور صاحبین رحمہ کے نزدیک اگر مضارب نے دونوں مالوں  
 کام کیا تو اس کو تہائی نفع ملے گا اور رب المال کو دو تہائی نفع ملے گا اور سب گھٹی رب المال پر پڑے گی

اور نفع بانچ سودرم کو فروخت کر دیا پھر اسے حکم کیا کہ باقی فروخت کر کے تمام من سے مضاربت کرے اس شرط سے کہ جو اللہ تعالیٰ رزق دے وہ ہم دونوں میں نصف نصف تقسیم ہو

یہ محیط میں ہے اور اگر یہ مال نے اپنی ذات کے واسطے دو تہائی نفع کی اور مضارب کے واسطے ایک تہائی نفع کی شرط کی  
اور سلبہ بجا رہے تو نفع و دونوں میں مساوی اور گھٹی و دونوں پر برابر ہوگی یہ مبسوط میں ہے اور یہ امام اعظم کا قول  
ہو اور صاحبین کے نزدیک بامال کو یا بیع چھٹے حصہ اور مضارب کو چھٹا حصہ نفع ملیگا یہ محیط میں ہو اور دیکھا جائے گا کہ  
اگر مضارب نے دونوں کو غلط کر دیا ہے تو اسکو اس نصف میں جسکی مضاربیت فاسد ہو اگر مثل نہ ملیگا اور اگر غلط نہیں  
کیا ہے تو اس نصف میں جسکی مضاربیت فاسد ہے مضارب کو رب المال سے اگر مثل بھی ملیگا یہ محیط مخری میں لکھا ہے  
چوتھا باب۔ ان تصرفات میں جن کا مضارب کو اختیار ہے اور جن کا اختیار نہیں ہو۔ اصل یہ ہو کہ مضارب کے  
افعال تین طرح کے ہیں ایک وہ کہ جن کا مطلق مضارب سے مالک ہوتا ہے یہ وہ ہیں کہ اگر باب مضاربیت واس کے  
توابع سے ہیں از انجملہ بیع و خرید کے واسطے وکیل مقرر کرنا جب ضرورت پڑے اور ہن دینا اور لینا اور اجارہ  
دینا اور لینا اور ودیعت رکھنا اور بضاعت دینا اور مسافرت کرنا۔ اور دوم وہ افعال کہ جن کا مطلق مضاربیت  
سے مالک نہیں ہوتا ہے اور جب یہ اس سے کہہ دیا جاوے کہ اپنی رائے سے کام کر تو مالک ہو جاتا ہے۔  
اور ایسے وہ افعال ہیں کہ جو مضاربیت سے ملحق ہو سکتے ہیں۔ پس دلائل پائی جاسنے پر لاحق کیے جاویں گے  
جیسے کچھ مال مضاربیت یا شرکت میں غیر کو دینا یا اپنے یا دوسرے کے مال کو مال مضاربیت میں ملانا۔ اور  
سوم وہ افعال کہ جن کا مطلق عقد سے اور نیز اپنی رائے سے عمل کرنے کی اجازت دینے سے مالک نہیں  
ہوتا ہے مگر اس وقت مختار ہوتا ہے کہ جب صریح طور سے اس فعل کو رب المال بیان کر دے اور وہ  
استدانتہ سے لینے یا اس المال سے کوئی اسباب خریدنے کے بعد اس کو ورم و وینار سے خریدے یا جو اس کے  
مشابہ ہیں اسے خریدے۔ اور سنبھ لینا اور دینا اور مال کے عوض یا بلا مال آزاد کرنا یا قرض یا ہبہ یا صدقہ  
دینا کذا فی البدایہ۔ اور مضارب کے واسطے جائز ہے کہ نقد یا ادھار فروخت کرے کذا فی البکائی۔ اور اگر مضاربیت  
کا کوئی مال فروخت کیا اور فتن میں تاخیر دیدی تو رب المال پر بھی اس کا جواز ہوگا اور مضارب کچھ ضامن نہ ہوگا  
یہ غایۃ البیان میں ہے اور اگر عیب بیع کی وجہ سے تاجرون کے مانند کچھ دام کم کر دیے یعنی جس طرح تاجر ایسے عیب  
میں کم کر دیا کرتے ہیں یا لوگ اتنا خسارہ برداشت کر لیتے ہیں اسقدر کم کر دیا تو جائز ہے کیونکہ یہ تاجرانہ افعال  
میں سے ہے۔ اور اگر برون عیب کے کچھ کم کر دیا یا کھلے خسارہ کے ساتھ کمی کر دی کہ لوگ اسقدر برداشت نہیں  
کرتے تو امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک خاص مضارب پر جائز ہوگا۔ اور وہ رب المال کے واسطے اس کا  
ضامن ہوگا۔ اور جو فتن وصول کیا اور اس سے کام کیا وہ خاص مضاربیت میں ہوگا اور اس المال اس میں سے  
وہی ہوگا جو مشتری سے وصول کیا ہے یہ مبسوط میں ہے اور سواری کے واسطے اس کو ٹوٹ خریدنے کا اختیار ہو اور  
سواری اس کے واسطے کشتی خریدنے کا اختیار نہیں اور اس کو اختیار ہو کہ کشتی کو کرایہ کرے اور اس کو اختیار  
ہے کہ مضارب سے غلام کو تجارت کی اجازت دے۔ یہی مشہور روایت ہے کذا فی البکائی۔ اور اس غلام پر کسی  
فروخت کی ہوئی چیز کا عہدہ نہ ہوگا عہدہ اس کی فروخت کی ہوئی چیز کا صرف مضارب پر ہو یہ محیط میں ہو اور جو شخص

مضارب کی طرف سے ماذون ہو وہ اسی قدر تصرفات کا مختار ہوگا جتنے کا مضارب مالک ہے نہ آنکاجن کا مضارب مالک نہیں ہو پس اگر غلام ماذون نے کسی غلام کو خرید لیا اور اسے کوئی جرم کیا تو یہ ماذون اسکو دے نہیں سکتا ہے اور نہ اسکا قدیہ دے سکتا ہے تاوقتیکہ مضارب یا رب المال حاضر نہ ہو۔ اور اگر کسی غلام پر مضاربیت میں سے قرضہ پیدا ہو گیا تو مضارب کو وہ غلام اس قرضہ میں بیچنا جائز ہے خواہ مولیٰ حاضر ہو یا غائب ہو اور اگر مضارب نے اس غلام کو اس کے قرضہ میں رہن کر دیا تو جائز نہیں ہے خواہ اس میں قرضہ سے زیادتی ہو یا نہ ہو کیونکہ رہن حکم کا قرضہ کا ایفاء ہے حالانکہ اس کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس کا قرضہ مال مضاربیت ادا کر دے یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور اگر اس نے بعض قرضہ مضاربیت کے وہ غلام رہن کر دیا خواہ اس میں زیادتی ہو یا نہیں ہو تو رہن جائز ہے۔ اور اگر رہن نہ کیا لیکن غلام نے کسی شخص کا مال تلف کر دیا یا اسکا چوپایا مار ڈالا تو مضارب نے اسکو اس سبب فروخت کیا حالانکہ رب المال حاضر نہیں ہو یا اس شخص کے قرضہ میں وہ غلام دیدیا یا مال مضاربیت اس کا قرضہ ادا کر دیا تو یہ جائز ہے۔ یہ بسوط میں ہے۔ اور اگر مضارب نے تنگ دست یا خوش حال برداروں کا اثرا قبول کیا تو جائز ہے کذا فی الہامی اور اس کو اختیار نہیں ہے کہ مال مضاربیت کے کسی غلام یا باندی کا نکاح کر دے۔ یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور اگر مضارب نے مال مضاربیت یا کچھ اس میں سے رب المال کو بیعاعت دیا اور رب المال نے اس سے خرید و فروخت کی تو یہ مضاربیت بحالہ باقی رہے گی۔ اور رب المال مضارب کا کام میں مددگار ہو گیا۔ اور اس میں کچھ فرق نہیں ہے کہ مال مضاربیت نقد یعنی درم و دینار ہو یا عروض ہو گیا ہو۔ اور اگر رب المال نے مضارب کی بلا اجازت اس کے گھر سے مال مضاربیت لے لیا اور اس سے خرید و فروخت کی پس اگلاس المال دہی درم و دینار نقدی ہو تو یہ مضاربیت کا نقص یعنی توڑ دینا ہے اور اگر اس المال عروض ہو گیا تو مضاربیت کا توڑنا نہیں ہو پھر اگر اس المال کے عروض ہونے کی صورت میں رب المال نے عروض کو دہزار درم کو فروخت کیا اور اس المال ہزار درم تھے پھر دہزار درم کو کوئی اسباب جو چار ہزار کی قیمت کا ہے خرید لیا تو یہ اسباب خرید اور رب المال کا ہوگا اور وہ مضارب کے لیے پانچ سو درم کا ضمان ہوگا کذا فی النہی قلت یہ ضمان اس صورت میں ہے کہ مضاربیت آدھے پر قرار پائی ہو۔ اور اگر مضارب نے رب المال کو اس مال مضاربیت پر دیا تو دوسری مضاربیت صحیح نہیں ہے اور پہلی مضاربیت ہمارے نزدیک فاسد نہ ہوگی اور نفع دونوں میں پہلی مضاربیت کی شرط کے موافق تقسیم ہوگا یہ کافی میں ہے اگر رب المال نے مال مضاربیت مضارب کے ہاتھ بیچا یا مضارب نے رب المال کے ہاتھ بیچا تو جائز ہے۔ خواہ مال میں اس مال سے زیادتی ہو یا نہ ہو لیکن جس صورت میں کہ رب المال نے مضارب کے ہاتھ فروخت کیا تو مضاربیت باطل ہو جائے گی۔ اور اگر مضارب نے رب المال کے ہاتھ بیچا تو مضاربیت باطل نہ ہوگی اور رب المال کو جائز ہوگا کہ چاہے جن مضارب کو دیدے اور مضارب کو باقی رکھے یا نہ دے اور مضاربیت کو توڑ دے یہ محیط میں ہے اور مضارب کو اختیار ہے کہ کوئی کھیت اجارہ لیکر بعض مال سے اس میں زراعت کے واسطے گیون خریدے کذا فی الہامی اور اگر کوئی کھیت درخت یا رطب لانے کے واسطے کرایہ لیا اور کہا کہ یہ مضاربیت میں سے ہے تو جائز ہے اور

مگر کسی صورت میں مال پر اور نفع ہو تو دونوں میں موافق شرط کے تقسیم ہو گا یہ مسوٹا میں ہے اور اگر کوئی وراثت یا انحل  
 یا طبعی یا بشرطین پر لیا بدین شرط کہ مال مضارب سے کسی طرح خرچ کرے تو جائز نہیں ہو اور جو کچھ خرچ کیا اسکا ضامن ہو گا اگرچہ  
 اس سے کہا گیا ہو کہ اپنی رائے پر عمل کرے یہ محیط سرخس میں ہے۔ اور اگر کوئی زمین مزارعت پر بنی اور اس میں وہ بیون جو سقند  
 مال مضارب سے خریدے ہیں بولے تو جائز ہے بشرطیکہ اس سے کہا گیا ہو کہ اپنی رائے سے عمل کرے اور اگر بیج اور ہل کے  
 بیل مالک زمین کی طرف سے ہوں اور نہ مضارب پر ہو تو جو حاصل ہو وہ مضارب کا ہو گا یہ خزانہ المفتین میں ہے۔ اس طرح  
 اگر ہل کے بیون کی شرط مضارب پر ہو تو بھی یہی حکم ہے کذا فی الجاوی۔ اور اگر زمین کو بدون دانیکے مزارعت پر دیا  
 تو جائز ہے خواہ رب المال نے اس سے کہا ہو کہ اپنی رائے سے عمل کرے یا نہ کہا ہو۔ یہ محیط میں ہے۔ اور مضارب  
 اور رب المال کو یہ جائز نہیں ہے کہ جو باندی مضاربیت کے واسطے خریدی ہے۔ اس سے وطنی کرے اور  
 نہ اس کا بوسہ لینا جائز ہے۔ اور نہ مساس جائز ہے خواہ اس میں مال سے زیادتی ہو یا نہ ہو یہ مسوٹا میں  
 ہے۔ اور اگر رب المال نے اسکو باندی کے ساتھ وطنی کی اجازت دیدی تو بھی اسکو اس سے وطنی کرنا اور بوسہ  
 و مساس وغیرہ حلال نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر رب المال نے اس کو مضارب کے ساتھ بیاہ دیا پس اگر اس میں  
 مال سے زیادتی ہو تو نکاح باطل ہے اور وہ مضاربیت پر باقی رہے گی جیسے تھی اور اگر اس میں زیادتی نہ ہو تو  
 مثل اجنبی کیساتھ نکاح کر دینے کے جائز ہے یہ مسوٹا میں ہے۔ اور یہ باندی مال مضاربیت سے نکل جاوے گی اور رب المال  
 کے مال میں محسوب ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور مضارب کو اس کے بعد فروخت کرنے کا اختیار نہ ہو گا یہ مسوٹا میں ہے  
 اور مضارب کو یہ اختیار نہیں ہے کہ ایسے شخص کو خریدے کہ وہ رب المال کی طرف سے سبب قرابت کے آزاد  
 ہوتا ہو یا رب المال نے اس کے آزاد کرنے کی ہمت مالک کے قسم کھائی ہو اور یہ بھی جائز نہیں ہے کہ ایسے شخص  
 کو خریدے جو خود مضارب کی طرف سے آزاد ہوتا ہو بشرطیکہ مال میں نفع ظاہر ہو پس اگر اس نے ایسے شخص کو خریدا  
 جو رب المال یا مضارب کی طرف سے ہو تا ہو آزاد تو اپنی ذات کے واسطے خریدنے والا قرار دیا جائے گا مضاربیت نہ ہو گا اور اگر اس کے وہ مضاربیت  
 سے دے ہوں تو ضامن ہو گا۔ اور اگر مال میں نفع ظاہر نہ ہو تو ایسے شخص کا خریدنا جو مضارب کی طرف سے آزاد  
 ہوتا ہے جائز ہے پس اگر بعد خریدنے کے اس کی قیمت بڑھ گئی حتیٰ کہ نفع ظاہر ہو تو مضارب کا حصہ اس میں سے  
 آزاد ہو گیا اور رب المال کے واسطے کچھ ضامن نہ ہو گا اور غلام رب المال کے حصہ کی قیمت کے واسطے سہی کرے گا اور  
 اگر آزاد غلام مال مضاربیت سے حسین نفع نہیں ہے اور آزاد غلام مال سے خریدنا تو دونوں کے حق میں صحیح ہے۔ کذا فی  
 اللکاف۔ اور مضاربیت مطلقہ میں مضارب کو اختیار ہے کہ مال مضاربیت کے ساتھ خشکی یا تری کا سفر کرے ہی ظاہر الودایہ ہے  
 اور اسکو ایسے خوفناک سفر کا جس سے لوگ بچتے ہوں بالاتفاق اختیار نہیں ہے اور یہی صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خانین ہو  
 اور فتاویٰ ابواللیث میں ہے اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم مضاربیت میں دے دیا کہ اپنی رائے سے عمل کرے  
 ولیکن اس مال کے تاجرون کا یہ معاملہ ہے کہ مضارب لوگ اپنا مال اس میں ملا دیتے ہیں اور رب المال ان کو منع نہیں  
 کرتے ہیں پس اس مضاربیت بھی لوگوں کے معاملات پر کام کیا پس اگر یہ تعارف ان لوگوں میں غالب ہے تو مجھے اید ہے

لے یعنی مضارب کی ہر دوری کا حصہ کو نہ لکھتی رہتا ہے کیوں کہ اس کا مال

کہ مضارب اس صورت میں ضامن نہ ہوگا اور یہ صورت تعارف الناس پر محمول کی جائیگی یہ محیط میں ہو اگر کسی شخص نے  
 نابالغ لڑکے یا غلام عجز کو مال مضاربت دیا اس نے خرید اور نفع یا نقصان اٹھایا حالانکہ لڑکے کے والد کی یا غلام کے  
 مولے کی اجازت نہ تھی تو یہ خرید و فروخت رب المال پر جائز ہوگی۔ اور نفع دونوں میں بالشرط تقسیم ہوگا اور خرید و  
 فروخت کا عہدہ رب المال پر رہے گا پھر یہ عہدہ لڑکے کی طرف بعد بالغ ہونے کے بھی منتقل نہ ہوگا لیکن غلام کی طرف  
 بعد آزاد ہونے کے منتقل ہوگا۔ اور اگر غلام مضاربت کے کام میں مر گیا یا لڑکا مضاربت کے کام میں قتل ہوا حالانکہ  
 دونوں نے نفع حاصل کیا ہے تو غلام کا مالک رب المال سے غلام کی وہ قیمت لیگا جو رب المال کی اجازت سے  
 مضاربت کا کام شروع کرنے کے روز تھی پس جب رب المال نے یہ قیمت اس کے مولیٰ کو دیدی تو بعد دینے  
 کے اس کا مالک ہو گیا پس جقدر غلام نے مضاربت میں نفع اٹھایا ہے وہ رب المال کا ہے نہ مولیٰ کا اور لڑکے  
 کا حال یہ ہے کہ قاتل کی مددگار برادری پر دیت لازم آوے گی اور وارثان طفل کو یہ بھی اختیار ہے کہ چاہیں  
 رب المال کی مددگار برادری سے دیت وصول کریں پھر رب المال کی مددگار برادری قاتل کی مددگار برادری  
 سے اس قدر دیت وصول کرے گی پھر وارثان طفل کو اس کے حصہ کا نفع دیا جاوے گا۔ یہ بیسوط میں ہے۔ اور اگر  
 مضارب نے شراب یا سواریاں یا مکاتب خریدی تو اس المال کا ضامن ہوگا خواہ اس کو علم ہو یا نہ ہو یہ محیط  
 شخصی میں ہے۔ اور اگر مضارب نے بیع فاسد سے کوئی ایسی چیز خریدی جس کا قبضہ سے مالک ہو سکتا ہے۔ تو خلاف  
 کرہ و الاقرار نہ دیا جائے گا اور خریدی چیز مضاربت میں رکھی جائے گی کیونکہ تصرف کا حکم عام ہے اس میں صحیح  
 و فاسد دونوں داخل ہیں یہ محیط میں ہے اور اگر ایسی کوئی چیز خریدی جس کے دام اس قدر زیادہ دیئے کہ لوگ اندازہ  
 میں اتنا خسارہ برداشت نہیں کرتے ہیں تو مخالف ہوگا خواہ رب المال نے اس سے کہا ہو کہ اپنی رائے سے عمل  
 کرے یا نہ کہا ہو۔ اور اگر مضاربت کا مال اس قدر خسارہ سے فروخت کیا کہ لوگ اندازہ نہیں کرتے ہیں یا غیر متعارف  
 میعاد پر ادھار دیا تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہے بخلاف صاحبین کے قول کے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے  
 مضارب نے کسی ایسے شخص کے ساتھ خرید و فروخت کی جس کی گواہی اسکے حق میں بسبب قرابت یا زوجیت کے  
 یا مالک کے نامقبول ہے جیسے مکاتب یا غلام مدیون پس اگر یہ خرید و فروخت بعوض مثل قیمت کے واقع ہوئی تو بالاجماع  
 جائز ہے اور اگر ایسی قیمت پر ہو کہ لوگ اس قدر خسارہ مثل قیمت سے کم اندازہ نہیں کرتے ہیں تو بالاجماع نہیں  
 جائز ہے اور اگر اس قدر خسارہ ہو کہ لوگ اٹھا سکتے ہیں تو امام اعظم کے نزدیک نہیں جائز ہو۔ اور صاحبین کے  
 نزدیک جائز ہے مگر مکاتب اور غلام مدیون کے ساتھ ان کے نزدیک بھی نہیں جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر مضارب نے  
 ایسے شخص کے واسطے جس کی گواہی اس کے حق میں نامقبول ہے یا اپنے مکاتب کے واسطے یا اپنے غلام قرضدار یا غیر قرضدار  
 کے واسطے مضاربت میں قرضہ کا اقرار کیا تو امام اعظم کے نزدیک خاصۃً اسی کے مال میں لازم آوے گا مگر وہ  
 قرضہ جو اس نے مضاربت میں اپنے غلام غیر قرضدار کے واسطے اقرار کیا وہ اس پر لازم نہ ہوگا۔ اور صاحبین کے  
 نزدیک اس کا اقرار ان کے واسطے جائز ہے مگر اپنے غلام یا مکاتب کے واسطے اگر اقرار کیا تو نہیں جائز ہے یہ محیط

لے بیٹے مدبر و امام و مدبر و قاضی خان کے وقت جاتا ہے یا نہیں ۱۲

سرخی میں ہے اور یہ حکم اس وقت سہم کہ مال مضاربت میں زیادتی نہ ہو اور اگر زیادتی ہو تو اس کا اقرار ان لوگوں کے واسطے اس کے حصہ میں جائز ہے یہ مضاربت جامع صغیر میں صریح مذکور ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر مضارب نے ہزار درم مضاربت سے ایک باندی خریدی اور اس پر قبضہ کر لیا پھر اس کو ہزار درم کو فروخت کیا اور ہزار اس کے دوام وصول نہ کیے تھے کہ اپنے واسطے اس کو پانچ سو درم کو خرید لیا تو جائز نہیں۔ اسی طرح اگر مال نے اپنے لیے پانچ سو درم کو خریدی تو جائز نہیں ہو۔ اسی طرح اگر مضارب نے اسے دو ہزار کو بچا۔ اور سو اسے ایک درم کے سب دوام وصول کیے ہوں اور پہلے اس سے کم پر مضارب یا رب المال نے اسے اپنے واسطے خرید لیا تو جائز نہیں اسی طرح اگر دونوں میں سے کسی کے بیٹے یا باب یا غلام یا مکاتب اس کو خرید لیا تو بھی امام اعظم کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک سو اسے مکاتب و غلام کے باقی لوگوں کی خریداری جائز ہے۔ اور اگر مضارب نے اپنے یا رب المال کے بیٹے کو اس کے یا اپنے لیے خریدنے کے واسطے وکیل کیا تو بھی جائز نہیں ہے یہ امام اعظم کا قول ہے کہ نہ وکیل کے واسطے رد ہے نہ مکمل مضارب کے واسطے اور اگر رب المال نے اپنے واسطے مضارب کو وکیل کیا یا مضارب نے اس کو وکیل کیا تو بھی جائز نہیں ہے یہ مبسوطین ہی بشیر بن غیاث نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ دو شخصوں نے ایک ہزار درم آدمے کی مضاربت پر دیے اور اس کو شرکت کرنے سے منع کر دیا پھر وہ قبضہ کی جس میں اس مال تھا پھٹ گئی اور اس کے درم مضارب کے درم میں بدو ن فعل مضارب کے مل گئے تو اس کو ان کی عوض خرید و فروخت کا اختیار ہے اور وہ ضامن نہ ہو گا اور شرکت دونوں میں ثابت ہو گئی اور اس کو اختیار نہ ہو گا کہ کسی متاع کو اس میں سے خاص اپنے واسطے فروخت کرنے کا ارادہ کرے اور نہ اس کے حق سے کوئی شے حاصل اپنے واسطے خرید کرے۔ لیکن اگر مال کے عوض کسی شے کے خریدنے سے پہلے اس نے ہزار درم کو مضاربت کے لیے کوئی شے خریدی اور گواہ کر لیے پھر مال سے نقد دام دیدیے پھر اپنے واسطے کوئی شے ہزار درم کو خریدی اور مال سے دام دیدیے تو جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر مضارب نے مال مضاربت سے کوئی باندی خریدی پھر اس کے بعد گواہ کیے کہ میں نے اس باندی کو اپنے واسطے بطور خرید مستقبل کے عوض مثل اس مال کے یا نفع سے خرید اسے اور رب المال نے خواہ اس کو اس کی رائے پر عمل کرنے کی اجازت دی تھی یا نہیں دی تھی تو اس کا اپنی ذات کے لیے خریدنا باطل ہے اور اس کو اس سے دھکی کر نمانہ چاہیے اور وہ باندی بحال مضاربت پر باقی رہے گی یہ مبسوطین میں ہے۔ اور امام محمد کا یہ قول کہ اس نے گواہ کیے کہ میں نے اس باندی کو اپنے واسطے خرید اسے دو صورتوں کو محتمل ہے۔ ایک یہ کہ باندی جو مضاربت کی ہے اس کو خود ہی اپنے واسطے اپنے سے عوض میں اول کے یا بہ نفع یا بوضع خرید کرنا ہے اور دوسری یہ کہ باندی کو دوبارہ پہلے بائع سے اپنے واسطے عوض میں اول کے یا نفع سے یا گھٹی سے خریدنا ہے پس اگر پہلی صورت مراد ہے تو خرید اس کی ناجائز ہے خواہ مثل میں اول کے خرید سے یا نفع سے یا کسی سے کیونکہ خرید و فروخت میں ایک ہی شخص دونوں طرف سے عقد کرنے والا نہیں ہو سکتا ہے سولے باپ کے بک اس نے اگر مال صغیر خرید و فروخت کیا تو خود ہی خریدنے والا اور بائع ہو سکتا ہے اس میں اتفاق ہے یا دھکی کے کہ وہ بھی علی الاختلاف

ایسا کر سکتا ہے اور اگر دوسری وجہ مراد ہے تو امام محمد کے نزدیک تفصیل نہ کرتے ہیں یہ اشارہ ہے کہ یہ بھی جائز نہیں ہے اور اگر مال مضارب سے خریدنے کے وقت اس نے گواہ کر لیے ہوں کہ میں اپنے واسطے خریدتا ہوں پس اگر مال مال نے اس کو یہ اجازت دی ہے تو جائز ہے اور جو خریدی وہ اسی کی ہوگی اور جب قدر اس نے دام دیے ہیں ان کا رب المال کے واسطے خاص ہوگا اور اگر مال مال نے اس کو ایسی اجازت نہیں دی ہے تو باندی مضاربت میں ہوگی مگر باندی خریدنے کے وقت اگر مال مال حاضر ہوا اور اس سے اس نے کہا یا کہ میں اس کو اپنے واسطے خریدتا ہوں تو ہو سکتا ہے یہ محیط میں ہوا اور امام محمد نے زیادات میں فرمایا کہ اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ یہ ہزار درم مضاربت میں لے اور مضارب نے لے لیے اور ایک باندی ہزار درم میں مضاربت کے لیے خریدی اور کھرے درم قرار دیے گئے جیسا کہ مطلق درم کہنے کا معنی میں حکم ہوتا ہے پھر اس نے مضاربت کے درم دیکھے تو نہرو یا زیوف یا بے پس اگر لینے دینے کے وقت دونوں کو اس مضارب الیہ کا علم نہ ہوا یا ایک کو معلوم ہوا اور دوسرے کو معلوم نہ ہوا یا دونوں کو معلوم ہوا مگر ایک کو دوسرے سے معلوم ہونے کی خبر نہیں ہے تو خرید مضاربت میں جائز ہے پھر اگر مضارب نے باندی کے باعث کو دہی درم دیے اور اس نے چشم پوشی کر کے لے لیے تو مضارب مال مال سے کچھ نہیں لے سکتا اور اگر اس مال ہی زیوف درم قرار دے جائیں گے اور اگر باعث نے چشم پوشی نہ کی اور مضارب کو داپس لینے تو مضارب مال مال کو واپس دیکھو اس سے کھرے لے لیگا۔ اور اس مال مال میں کھرے درم قرار پاؤں گے۔ پس اگر مضارب نے خریدنے سے پہلے درم کو دیکھا اور معلوم کیا کہ یہ زیوف ہیں پھر اس طرح سے باندی خریدی تو یہ خرید مضارب ہی پر نافذ ہوگی اور اس مال مال میں زیوف درم قرار دیے جائیں گے۔ اور اگر وہ درام جنکو مضارب نے اپنے قبضہ میں لیا ہے مستحق یا رصاص ہوں اور مضارب نے کھرے ہزار درم کو ایک باندی خریدی تو تینوں صورتوں میں جو ہم نے ذکر کی ہیں کسی صورت میں مضاربت کی نہ ہوگی رب المال کی ہوگی اور مضارب کو جیسے اس کام کی مزدوری ہوتی ہے وہ لیگی۔ اور اگر مضاربت کے درم کھرے ہوں لیکن جب قدر کے گئے تھے اس سے کم ہوں مثلاً پانچ ہی سو ہوں اور مضارب نے ہزار درم کو باندی خریدی تو تینوں صورتوں میں آدمی باندی مضاربت کی ہوگی اور آدمی رب المال کو دیکھا دیگی۔ پھر اگر اس باندی کو مضارب نے فروخت کر کے نفع اٹھایا تو آدمی دام رب المال کے ہوں گے اور باقی آدمی میں سے اپنا پورا اس مال مال کیوں لیگا باقی نفع رہ جائیگا کہ دونوں کو موافق شرط کے تقسیم ہوگا۔ اور جو کچھ مضارب نے رب المال کو خرید دیا ہے یا ہے آدمی باندی اس میں مضارب کو اجر المثل نہ لیگا۔ اور اگر مضارب درم مال دونوں جانتے تھے کہ درام زیوف یا ستون ہیں یا کم ہیں اور ہر ایک دوسرے کے آگاہ ہونے کو بھی جانتا تھا تو مضاربت اسی مثال سے متعلق ہوگی پس اگر درم زیوف یا نہرو ہوں اور اس کے عوض باندی خریدی تو خرید مضاربت کے واسطے ہوگی اور اگر کھرے درم ہوں سے خریدے تو اپنے واسطے خریدنے والا شمار ہوگا۔ اور اگر درام مستحق یا رصاص ہوں اور ان کے عوض کوئی شے خریدی تو وہ رب المال کی ہوگی اور مضارب کو ایسی چیز خریدنے کی مزدوری ملے گی اور درام کم ہوں تو جب قدر پر قبضہ کیا ہے اسی پر مضاربت رہیگی حتیٰ کہ اگر پانچ سو پر قبضہ کیا ہے اور خریدی ہزار درم کو

لے لیا کہ کچھ نہیں لے سکتا ہے۔





دو ہزار لیے جاوین گے اور وہ دونوں ہزار مضارب میں رکھے جاوین گے گویا دونوں نے اسکو فروخت کیا ہو۔ اور اگر مضارب نے وہ غلام دو ہزار سے کم کو فروخت کیا خواہ کسی اسقدر سے کم قلیل ہو یا کثیر سے کم ایسی کہ لوگ برداشت کر جاتے ہیں۔ اور رب المال نے اجازت دیدی تو اس کی اجازت باطل ہے اور اگر رب المال نے خود ہی فروخت کیا اور ایک مضارب نے اجازت دیدی پس اگر اس نے مثل قیمت پر فروخت کیا ہے تو جائز ہے اور اگر قیمت سے کم پر چھوڑی کمی یا بہت کمی سے فروخت کیا تو جائز نہیں ہے جب تک کہ دونوں مضارب اس کی اجازت نہ دیں اور اگر ایک مضارب نے کسی شخص کے عوض جو پہنچے ذکر کیے ہیں فروخت کیا اور دوسرے مضارب نے اجازت دیدی اور رب المال نے اجازت نہ دی تو جائز ہے بشرطیکہ اس کو اسقدر کمی سے بچا ہو کہ لوگ اسقدر خسارہ برداشت کر لیتے ہیں اور اگر اسقدر خسارہ ہو کہ لوگ نہیں اٹھاتے ہیں تو صاحبین کے نزدیک نہیں جائز ہے اور امام اعظم کے نزدیک جائز ہو ہزار اس کے گویا دونوں نے اس کو فروخت کیا ہے یہ مبسوط میں ہو۔ اگر دو شخصوں کو ہزار درم آدمی کی مضارب پر دے اور یہ کہہ دوں تو اپنی رائے سے کام کرنا یا نہ کہنا تو ایک شخص تنہا خرید و فروخت نہیں کر سکتا ہو پس اگر ایک شخص نے آدمی مال میں بدون دوسرے کے حکم کے تصرف کیا تو وہ اس نصف کا ضامن ہو گا کذا فی محیط السخبی۔ اور جو کہ اس کے تصرف سے نفع حاصل ہوا وہ اس کا ہے ولیکن اس نفع کو صدقہ کر دے کیونکہ حرام بیکے حاصل ہو اسے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر اس صورت میں ایک نے اجازت دوسرے کے کام کیا تو ضامن نہ ہو گا اور رب المال اپنا مال ہر ایک نصف نصف لیگا اور بقدر عامل کے پاس نفع راہ دونوں مالوں اور رب المال میں موافق شرط کے تقسیم ہو گا۔ اور اگر وہ مال جو مضارب مخالف پر تھا ڈوب گیا یعنی تلف ہوا تو اپنا سب اس مال مضارب موافق سے وصول کرے گا اور اگر کچھ باقی نفع رہ گیا تو اس میں سے رب المال دھاک لے گا اور باقی جو مخالف کا حصہ ہے لیا گیا جائے گا کہ اگر اسی قدر ہے بقدر مضارب مخالف پر ڈوبا ہے تو اس میں محسوب کر لیا جائے گا اور اگر یہ چوتھائی اس سے زیادہ ہے بقدر اس پر ہے تو بقدر اس پر ہے وہ اس میں سے محسوب کر کے باقی اسکو دیا جائیگا تاکہ اس کے تمام حصہ نفع تک پورا ہو جاوے اور اگر یہ تہائی اس سے کم ہو بقدر اس پر ہے تو اس نفع کی مقدار تک اس سے محسوب کر لیا جائیگا اور جو اس پر باقی رہا اس کو وہ وقت فراخ دستی کے ادا کرے اور اسکی یعنی مسئلہ مذکورہ کی مثال یہ ہے کہ اس مال ہزار درم ہو اور مضارب موافق کے پاس بیس ہزار درم ہیں ہزار درم نفع کے ہیں اور پانچ سو درم اس مال کے ہیں اور پانچ سو درم اس مال کے مضارب مخالف پر قرضہ ہیں پس رب المال اپنے مال میں ہزار درم لے لیگا اور مضارب موافق کے پاس پانچ سو درم رہ جاوین گے یہ نفع ہیں ان کو پانچ سو درم کے ساتھ جو مضارب مخالف پر قرضہ ہیں ملا جاوے پس ہزار درم نفع ہو گئے اس کے چار حصے ہزار درم و دھاک رب المال کو لینے اور ایک حصہ مضارب موافق کو اور باقی ایک حصہ مضارب مخالف کا رہا پس معلوم ہوا کہ مضارب مخالف کا حصہ نفع ڈھائی سو درم ہیں اور قرضہ کے اس پر پانچ سو درم ہیں یہ دوسو پچاس درم اس کے نفع کے اس میں محسوب کر لیے جاوینگے اور اس پر ڈھائی سو درم قرضہ باقی رہیں گے وہ اس سے جب آسودہ حال ہو جاوے تو وصول کر لیے جاوینگے اور اگر

مضارب موافق کے پاس دو ہزار پانچ سو درم ہوں پس رب المال کے ہزار درم دیگر باقی ہیں پانچ سو درم جو مضارب ب  
 مخالف پر ہیں ملائیے کل دو ہزار درم نفع کے ہوئے اس میں سے موافق تقسیم کے مخالف مضارب کا جو کھائی نفع پانچ  
 سو درم ہوئے اور یہ اسی قدر ہیں جتنے اسپر قرضہ ہیں پس اس کو کچھ واپس دینا نہ پڑے گا۔ اور اگر مضارب موافق کے  
 پاس تین ہزار درم ہوں تو رب المال کا اس مال دینے کے بعد جو کچھ مضارب مخالف پر قرضہ ہے وہ ملائے سے دو ہزار  
 پانچ سو درم نفع کے ہوئے اس میں سے مخالف کا جو کھائی حصہ یعنی چھ سو پچیس درم ہوئے پس اس میں سے اس قدر  
 جو اسپر ہے یعنی پانچ سو درم نکال لینے کے بعد ایک سو پچیس درم باقی رہے وہ اسکو واپس کر دیے جاویں گے اور یہی اسکی  
 تمام حصہ ہے اور باقی نفع رب المال اور مضارب موافق کے درمیان تین حصوں میں موافق ان کے حصہ کے تقسیم ہوگا  
 یہ محیط سرخی میں ہے اور اگر مضارب مخالف کا مقبوضہ تلف نہ ہوا بلکہ اس عامل کا مقبوضہ تلف ہو جائے دوسرے کے حکم سے  
 کام کیا ہے تو رب المال اس مضارب مخالف سے نصف اس مال کی ضمان لے گا اس سے کچھ نہ ملے گا اور اگر دونوں  
 مضاربوں نے ہزار درم مضارب پر قبضہ کرنے کے بعد اس کو باہم برابر تقسیم کر لیا پھر ایک نے نصف سے ایک غلام خرید لیا پھر دوسرے  
 نے اسکو خرید کی اجازت دی تو اس کی اجازت سے وہ غلام مضارب میں سے نہ ہوگا اور اگر دونوں نے ایک غلام ہزار درم  
 خرید لیا پھر ایک نے اس کو کسی متن معلوم کے عوض بیچا اور دوسرے نے اجازت دی تو جائز ہے۔ اسی طرح اگر رب المال  
 نے اجازت دیدی تو جائز ہے۔ یہ مبوط میں ہو۔ ایک غلام دونوں نے خرید لیا پھر ایک نے اس کو بیع کسی اسباب  
 یا باندی کے فروخت کیا اور دوسرے نے اجازت دیدی تو قیاساً جائز نہیں ہو۔ اور استحساناً جائز ہے۔ اور اگر  
 دوسرے نے اجازت نہ دی یہاں تک کہ بائع نے اس اسباب یا باندی پر قبضہ کر لیا اور اس کو ہزار درم کو  
 فروخت کیا پھر دوسرے نے اجازت دی تو جائز نہیں ہو اور وہ غلام مضارب میں واپس دلایا جائے گا اور دونوں  
 کے قبضہ میں رہے گا اور مضارب بائع کو اس اسباب یا باندی کی قیمت اس کے مالک کو دینی پڑے گی اور اسکی متن  
 اسکو لے گا اور اگر خریدنے کے غلام کے مبوض باغی یا اسباب کے بیچنے کی اجازت نہ دی مگر رب المال نے اجازت دی تو بیع  
 جائز ہو جائیگی اور غلام بیچنے والے کو غلام کی قیمت رب المال کو دینی پڑیگی اور جو اس نے خرید اسے وہ اسی کا ہوگا  
 اور مضارب بطل ہو جائے گی یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور اگر ایک مضارب نے بدون دوسرے کی اجازت سے  
 کب قدر مال کسی شخص کو بیعاعت میں دیا اور بیعاعت لینے والے نے خرید و فروخت کی اور نفع یا نقصان اٹھایا تو یہ نفع  
 و نقصان اسی مضارب بیعاعت دینے والے پر پڑے گا اور رب المال کو ضمان لینے میں اختیار ہے چاہے بیعاعت  
 لینے والے سے لے لیا ہو اور وہ بیعاعت دینے والے سے پھر لے لے گا اور چاہے مضارب بیعاعت دینے والے سے لے لیا ہو  
 وہ اپنے بیعاعت لینے والے سے کچھ نہیں لے سکتا ہی۔ اور اگر دونوں مضاربوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کی اجازت  
 دیدی کہ بقدر مال چاہے بیعاعت میں دے لے پس ایک نے کسی کو بیعاعت دی اور دوسرے نے دوسرے کو دی تو یہ  
 دونوں پر اور رب المال پر بھی جائز ہے۔ اور اگر دونوں مضاربوں نے کوئی غلام کسی شخص کے ہاتھ فروخت کیا تو  
 ہر ایک کو اختیار ہے کہ مشتری سے آدھے دھم وصول کرے اگرچہ اسکو اشتراک سے اسکو اجازت نہ دی ہو اور آدھے

دام سے زیادہ نہیں لے سکتا ہے الا اس صورت میں کہ خرید کا اجازت دے پس اگر اجازت دیری تو آدھے سے زیادہ وصول کر لینا جائز ہے اور اگر رب المال نے مضاربت دیتے وقت دونوں سے کہہ دیا تھا کہ یہ مالی بضاعت میں نہ دینا پھر دونوں نے بضاعت میں دیا تو دونوں ضامن ہوں گے۔ اور اگر دونوں نے رب المال کو بضاعت میں دیا تو یہ مضاربت برطرفین جائز ہوگا کذا فی الموسط

**چھٹا باب** مضاربت برطرفین قائم کرنے کے بیان میں۔ اصل یہ ہے کہ رب المال نے جب مضاربت میں مضارب پر کوئی شرط قائم کی پس اگر ایسی شرط ہو کہ اس میں رب المال کا فائدہ ہو تو مضارب کو بھی حکماً داشت ضروری ہے اور اسکا وفا کرنا واجب ہے اور اگر وفائے کی تو مخالفت اور عامل بلا اجازت قرار دیا جائیگا اور اگر اس میں رب المال کا کوئی فائدہ نہیں ہو تو بیع نہیں اور مثل کا لعدم مسکوت عنہ کے قرار دیا جائیگا کذا فی المیط اور اگر رب المال نے مضارب کے واسطے مال میں تصرف کرنے کی خصوصیت کسی شہر خاص یا کسی متعلق خاص کیساتھ کر دی تو مضاربت اسی کے ساتھ مقید ہوگی اور مضارب کو اس سے تجاوز کرنا روا نہیں اسی طرح ایسے شخص کو بضاعت بھی نہیں دے سکتا ہے جو اس کو اس شہر سے باہر لے جائے پس اگر مضارب اس کو اس شہر سے باہر لے گیا اور دوسرے شہر میں جا کر خرید و فروخت کی تو ضامن ہوگا اور یہی اس کے واسطے ہوگا اور نفع بھی اسی کا ہوگا۔ اور نقصان بھی اسی پر پڑے گا۔ اور اگر کوئی چیز خرید و فروخت نہ کی حتیٰ کہ واپس کر کے اسی شہر میں جو معین کیا ہے لے آیا تو ضمان سے بری ہو گیا۔ اور وہ مال مضاربت میں بحالہ ہو گیا۔ اسی طرح اگر کسی قدر مال سے اسی شہر مشروطین خرید کی اور باقی کو جو باہر لے گیا تھا واپس کر لیا تو سب مضاربت میں قرار دیا جائے گا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر آدھے مال سے کوفہ میں نہ خرید احالاکہ کوفہ رب المال نے معین کیا تھا بلکہ کوفہ سے خارج خرید کی اور باقی آدھے مال سے واپس لاکر کوفہ میں خرید و فروخت کی تو حقیقہ کوفہ سے خارج خرید اسکا ضامن ہے اور اس کا نفع اسی کا اور گھٹی اسی پر پڑی اور حقیقہ سے واپس لاکر کوفہ میں خرید و فروخت کی ہے وہ مضاربت میں ہوگا۔ اور اصل میں ہے کہ مضارب اس صورت میں امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک مخالفت کا نفع سب صدقہ کر دے گا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر یہ شرط کی کہ کوفہ کے بازار میں مضاربت کرے اس نے دوسری جگہ کام کیا تو استحساناً جائز ہے اور اگر اس طرح کہا کہ سو اسے بازار کوفہ کے کہیں مضاربت نہ کرے اور اس نے دوسری جگہ کام کیا تو ضامن ہوگا یہ محیط خسر میں ہے جن الفاظ سے تقیید ہو جاتی ہے یعنی کسی جگہ کام کرنا خاص مقید ہو جاتا ہے یہ ہیں کہ میں نے تجھے مال مضاربت میں دیا بشرطیکہ تو کوفہ میں کام کرے یا تاکہ تو کوفہ میں کام کرے یا پس اس کے ساتھ کوفہ میں مضاربت کر یا یوں کہا کہ کوفہ میں آدھے کی مضاربت پر میں نے تجھے مال دیا تو ان صورتوں میں خاص کوفہ ہی میں کام کر سکتا ہے غیر جگہ نہیں کر سکتا ہے اور جو لفظ اس معنی کو مفید نہیں ہیں وہ اس طرح ہیں کہ میں نے تجھے مضاربت میں مال دیا اور تو کوفہ میں کر یا تو کوفہ میں کام کر پس اس سے خصوصیت منحصر کوفہ پر نہیں ثابت ہوتی ہے۔ اور ضابطہ یہ ہے کہ اگر اس نے مضاربت کیساتھ ایسا لفظ ذکر کیا جو مبتدا نہیں ہو سکتا ہے بلکہ کلام سابق پر مبنی کیا جاسکتا ہے تو اس صورت میں کلام سابق سے متعلق و مبنی کیا جائیگا جیسا کہ پہلے الفاظ میں ہے کہ اس میں مضاربت کے کام کے ساتھ کوفہ میں کام کرنا مقید ہو مبتدا نہیں قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور یہ زبان اردو کے قواعد میں جاری ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ جو لفظ اسے قید کے واسطے ذکر کیا ہے وہ ایسا ہو کہ مبتدا ہو سکتا ہے تو اس کو مبتدا قرار دینے جیسے کہ دوسرے الفاظ میں ظاہر ہے پس یہ کلام زائد بطور مشورہ کے قرار دیا جائے گا

لے یعنی بقدر مال میں مخالفت کرے اس سے اس نے خسر میں نہ مبتدا قرار دیا جاسکتا ہے یہ ہے کہ وہ مشتعل کلام ہو سکتا ہے اور اس سے متعلق کلام خاص ہے بحالت گذشتہ



خرید و فروخت کی جو کوئی نہیں ہے تو جائز ہے اس طرح اگر اسکو بیع صرفت کے واسطے اس شرط سے مال مضاربت دیا کہ صرفا فون سے خرید و فروخت کرے تو اسکو غیر صرفا فون سے بھی خرید و فروخت کا اختیار ہے یہ مبسوط میں ہے اور اگر عقد مضاربت کے واسطے کوئی وقت معین کر دیا تو مضاربت اسی وقت تک مقید ہوگی حتیٰ کہ اسوقت کے گزر جانے سے مضاربت باطل ہو جائے گی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر کسی کو مضاربت میں ہزار درم اس شرط سے دیے کہ نقدی سے خریدے اور نقدی سے فروخت کرے تو سوائے نقدی سے خرید و فروخت کرنے کے اس کو اختیار نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اسکو حکم کیا کہ اُدھار بیچے اور نقد نہ بیچے اور اس نے نقدی سے بیچا تو جائز ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ اسوقت ہے کہ اس نے نقد سے اس کے مثل پر قیمت پر یا زیادہ پر بیچا ہو یا جھگڑا اس سے شن بیان کیا ہے اس کے مثل پر فروخت کیا ہو اور اگر اس سے کم کو نقد فروخت کیا تو وہ مخالف قرار دیا جائے گا یہ مبسوط میں ہے اور اگر کہا کہ اس کو ہزار سے زیادہ پر نہ بیچے اسنے زیادہ پر بیچا تو جائز ہے کیونکہ اس میں رب المال کی بہتری ہو گئی لہذا فی الحاکم اور اگر مضاربت پہلے مطلق ہو پھر بعد عقد مضاربت کے مضارب کے عمل کرنے سے پہلے یا اس کے عمل کرنے اور خرید و فروخت کر کے دام وصول کر کے مال نقدی یعنی درم و دینار ہو جانے کے بعد رب المال نے کوئی قید لگائی مثلاً کہا کہ اُدھار نہ بیچے یا گھوٹا نہ لے یا غیرہ نہ خریدے یا فلاں شخص سے نہ خریدے یا سفر نہ کرے تو یہ تخصیص جائز ہے اور اگر مضارب نے کام شروع کیا اور اس المال عروض ہو گیا پھر ایسی تخصیص کی تو صحیح نہیں ہے۔ اور اگر اس کو سفر کرنے سے منع کر دیا تو موافق روایت کے مضاربت مطلقہ میں سفر جائز ہے اور اگر مال عروض ہو گیا ہو تو منع کرنا صحیح نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور جب اس نے فقوڑے مال سے کوئی چیز خریدی پھر رب المال نے کہا کہ اس مال سے سوائے گھوٹوں کی تجارت کے کوئی کام نہ کرے تو باقی مال سے اسکو سوائے گھوٹوں کی مضاربت کے کوئی کام کرنا جائز نہیں ہے اور جب اس شے کو فروخت کیا اور نقد دام آئے تو اتنے بھی سوائے گھوٹوں کے کچھ نہیں خرید سکتا ہے چاہے وہی میں ہے اگر کسی کو مال مضاربت اس شرط سے دیا کہ اس سے ثیاب خرید و فروخت کرے پس ثیاب نبی آدم کے ملبوس کا اسم جنس ہے یعنی جامہ جو نبی آدم پہنتے ہیں تو اسکو اختیار ہے کہ اس مال سے خز و حریر و قزو و سوت کے کپڑے و کتان و چادرین و طلیسان و اخنیاں وغیرہ ایسے کپڑے خریدے اور اسکو یہ اختیار نہیں ہے کہ پلاس و پردے و انماط و تکیہ وغیرہ ابرے وغیرہ ایسے کپڑے خریدے۔ اور اگر اس شرط سے دیا کہ اس کے عوض ثیاب لبز خریدے تو بز میں فقط روئی و کتان کے کپڑے شامل ہونگے اور اس کو حریر و خز و قز کی چادرین و طلیسان وغیرہ خریدنے کا اختیار نہ ہو گا لہذا فی المبسوط

**سأ توالن باب** مضارب کے مال مضاربت غیر کو دینے کے بیان میں۔ اگر مضارب نے رب المال کی بلا اجازت دوسرے کو راس مال مضاربت کے واسطے دیا تو جب تک دوسرا اس میں تصرف نہ کرے مضارب دینے والا ضامن نہ ہو گا اور یہی ظاہر الروایۃ ہے یہ تبیین میں لکھا ہے پھر رب المال کو اختیار ہے چاہے اول سے اپنے راس المال کی ضمان لے یا دوسرے سے ضمان لے پس اگر اس نے اول سے ضمان لے لی تو اول و ثانی میں مضاربت صحیح ہوگی اور نفع دونوں میں موافق شرط کے مشترک ہو گا اور اگر اس نے ثانی سے ضمان لی تو وہ اول کی طرف رجوع کرے گا اور جس قدر اسنے ضمان میں دیا ہے وہ اس سے

لے لیکھا اور اول و ثانی میں مضاربہ صحیح ہوگی اور نفع دونوں میں موافق شرط کے مشترک ہوگا اور وہ نفع ثانی کو حلال ہوگا اور اول کو حلال نہ ہوگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر رب المال نے یہ اختیار کیا کہ جو نفع مضاربہ ثانی نے حاصل کیا ہے اس میں سے اپنا اس قدر حصہ جو پہلے مضاربہ سے شرط کیا تھا لے لے اور کسی سے دونوں میں سے کچھ ضمان نہ لے تو یہ نہیں کر سکتا ہے یہ مبسوط میں ہے اور یہ سب اس وقت ہے کہ دونوں مضاربہ صحیح ہوں کذا فی التبعین اور اگر مضاربہ اولی فاسد ہو اور دوسری جائز ہو تو دونوں سے کسی پر ضمان نہیں ہو اور تمام نفع رب المال کو ملیگا اور پہلے مضاربہ کو اجر المثل ملیگا اور دوسرے مضاربہ کا پہلے مضاربہ پر نفع مشروط کے برابر لازم آوے گا۔ اور اگر پہلی مضاربہ جائز اور دوسری فاسد ہو تو بھی کسی پر ضمان نہ ہوگی دوسرے کا اجر المثل پہلے اور پہلے کو موافق شرط کے نفع ملیگا اسی طرح اگر دونوں مضاربہ صحیح ہوں تو بھی کوئی ضمان نہ ہوگا یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر دوسرے مضاربہ نے مال تلف کر دیا یا کسی کو ہبہ کر دیا تو خاصۃً اسی پر ضمان ہوگی پہلے پر نہ آوے گی کیونکہ اس نے اس فعل میں مضاربہ اول کی مخالفت کی یعنی ضمان اسی پر مقصود ہوگی بخلاف اسکے اگر اس نے مضاربہ کا کام کیا ہو تو اس نے اول کے حکم کی فرمانبرداری کی اسی واسطے رب المال کو دونوں میں سے ہر ایک سے ضمان لینے کا اختیار ہوتا ہے۔ یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر دوسرے مضاربہ کے کام شروع کرنے سے پہلے تمام مال اُسکے پاس سے کسی فاعب نے غصب کیا تو دونوں میں سے کسی پر ضمان نہ آوے گی بلکہ ضمان خاصۃً غاصب پر آوے گی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر دوسرے مضاربہ نے کسی تیسرے کو وہ مال بضاعہ میں دید یا وہ خرید و فروخت کرتا ہے تو رب المال کو اختیار ہے کہ تینوں میں سے جس سے چاہے ضمان لیوے اور جو نفع ہو وہ دونوں مضاربہوں میں موافق شرط کے تقسیم ہوگا رب المال کو کچھ نہ ملیگا اور گھٹی پہلے مضاربہ پر بڑیگی پس اگر رب المال نے پہلے مضاربہ سے ضمان لے لی تو دوسری مضاربہ صحیح ہو جائیگی اور اگر دوسرے مضاربہ سے ضمان لی تو وہ اول سے واپس لے لیگا۔ اور اگر مستبضع ہے لینے جسکے پاس بضاعہ ہے اس سے ضمان لی تو وہ دوسرے سے لے لیگا اور دوسرے پہلے سے واپس لیگا یہ مبسوط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو مال مضاربہ میں اس شرط سے دیا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نفع رزق دے وہ ہم دونوں میں مشترک ہوگا یا ہم دونوں میں نصف نصف ہوگا اور اس سے کہدیا کہ اپنی رائے سے اس میں عمل کرے پس اول نے دوسرے مضاربہ کو تہائی نفع کی شرط سے دیدیا تو جائز ہے۔ اور دوسرے کو تہائی نفع اور رب المال کو آدھا اور پہلے کو چھٹا حصہ نفع ملیگا اور اگر پہلے مضاربہ نے دوسرے کے واسطے آدھے نفع کی شرط لگائی تو اسکو آدھا نفع اور رب المال کو آدھا نفع ملیگا۔ اور پہلے مضاربہ کو کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر پہلے مضاربہ نے دوسرے مضاربہ کے واسطے دو تہائی نفع کی شرط کی تو نفع رب المال اور دوسرے مضاربہ میں نصف نصف تقسیم ہوگا اور پہلا مضاربہ دوسرے کو چھٹے حصے نفع کے مثل ڈانڈے گا۔ یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر رب المال نے پہلے مضاربہ سے یوں کہا کہ جو کچھ تو نے اس میں نفع حاصل کیا وہ ہم دونوں میں آدھا آدھا ہوگا یا جو کچھ تجھے نفع یا رزق دے گا یا کہا کہ جو کچھ ترے اس میں حاصل کیا یا جو کچھ تجھے اللہ تعالیٰ نے اس میں رزق دیا یا کہا کہ جو کچھ تجھے اس میں نفع ہو پچا وہ ہم دونوں میں نصف نصف ہوگا اور اس نے کہدیا کہ اپنی رائے سے اس میں عمل کرے اس نے دوسرے کو آدھے یا دو تہائی یا پانچ چھٹے حصے کے نفع سے دیدیا تو سب جائز ہے اور دوسرے کو تمام وہ نفع جو



اُسکے لیے شرط کیا ہے دیا جاوے گا اور باقی نفع پہلے اور رب المال کے درمیان برابر تقسیم ہو گا یہ مبسوط میں ہے۔ منتفی میں ہے کہ لشیرین الولید رحمہ نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درہم آدھے کی مضاربت پر دیے اور حکم کیا کہ اپنی راے سے عمل کرے پس مضارب نے دوسرے کو مضاربت پر دیدیا اور کہا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ رزق دے وہ ہمارے اور تیرے درمیان ہے پس آدھا نفع رب المال کا اور باقی آدھا دونوں مضاربوں میں برابر تقسیم ہو گا یہ محیط میں ہے اگر کسی شخص نے دوسرے کو ہزار درہم مضاربت میں دیے اور کہا کہ اپنی راے سے عمل کرے اُس نے دوسرے کو مضاربت پر دیدیے اور کہدیا کہ اپنی راے سے کام کرے تو دوسرے کو بھی اختیار ہے کہ تیسرے کو مضاربت پر دیدے اور دوسرا مضارب اس امر میں مثل اول کے ہو گا۔ کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر اول نے دوسرے کو مضاربت پر دیا اور اس پر یہ نہ کہا کہ اپنی راے سے عمل کرے تو دوسرا اس کو تیسرے کو مضاربت میں نہیں دیکھتا ہے یہ محیط میں ہے اگر کسی شخص نے ایک شخص کو آدھے کی مضاربت پر مال دیا اور اس سے یہ نہ کہا کہ اپنی راے سے عمل کرے اس نے دوسرے کو تہائی کی مضاربت پر دیدیا اور یہ نہ کہا کہ اپنی راے سے عمل کرے اور دوسرے نے تیسرے کو چھٹے حصہ کی مضاربت پر دیدیا اس نے کام کیا اور نفع یا نقصان اٹھایا تو پہلا مضارب ضمان سے بری ہے اور رب المال کو اختیار ہے کہ چاہے دوسرے سے اپنے مال کی ضمان لے یا تیسرے سے ضمان لے پس اگر اُس نے دوسرے سے ضمان لی تو وہ کسی سے نہیں لے سکتا ہے۔ اور اگر تیسرے سے ضمان لی تو دوسرے سے واپس لے سکتا ہے اور نفع دونوں کو موافق شرط کے تقسیم ہو گا۔ اور اگر پہلے مضارب نے دوسرے کو تہائی پر مال دیتے وقت کہدیا تھا کہ اپنی راے سے کام کرے پس دوسرے نے تیسرے کو چھٹے حصے کے نفع پر دیدیا اور اس نے نفع یا نقصان اٹھایا تو رب المال کو تینوں میں سے ہر ایک سے ضمان لینے کا اختیار ہے پس اگر تیسرے سے ضمان لی تو وہ دوسرے سے واپس لیگا اور دوسرا پہلے سے واپس لیگا۔ اور اگر دوسرے سے ضمان لی تو وہ پہلے سے واپس لیگا۔ اور اگر پہلے سے ضمان لی تو وہ کسی سے نہیں لے سکتا ہے پھر جب پہلے مضارب کی مالکیت مستقر ہو گئی تو دوسری اور تیسری دونوں مضاربیں صحیح ہو گئیں اور گھٹی پہلے مضارب پر پڑے گی اور نفع تیسرے کو چھٹا حصہ اور دوسرے کو چھٹا حصہ اور پہلے کو دو تہائی مالکیت یہ مبسوط میں ہے اور مضارب کو اختیار ہے کہ دوسرے سے شرکت عنان کرے اور نفع دونوں میں موافق شرط کے تقسیم ہو گا اور جب نفع دونوں میں تقسیم ہوا تو مال مضاربت مع حصہ نفع مضارب کے ہو گا پس اس میں سے رب المال اپنا راس المال لے لیگا اور جو بڑھا وہ دونوں میں شرکت میں ہو گا یہ بدائع میں ہے اور اگر مضارب اول نے مال کسی کو مضاربت پر اس شرط سے دیا کہ دوسرے کو نفع میں سے سو درہم ملینگے اُس نے کام کیا پس نفع یا نقصان اٹھایا یا کام کرنے کے بعد مال اُس پر ڈوب گیا تو رب المال کسی ضمانت میں سے لے سکتا ہے اور گھٹی اسی پر ہو گی اور مال کا ڈوب جانا یعنی ضائع ہونا بھی اسی پر ہو گا اور دوسرے کا اجر مثل پہلے مضارب پر ہو گا اور پہلا مضارب اُس کو رب المال سے واپس لیگا۔ اور اگر اس میں نفع ہو تو اول مال میں سے عا۔ ملے گا اور اثر مثل دیا جائے گا پھر نفع رب المال اور مضارب اول میں موافق شرط کے تقسیم ہو گا اور اگر رب المال نے پہلے مضارب کے واسطے سو درہم نفع کی شرط کی اور یہ نہ کہا کہ اپنی راے سے کام کرے پھر مضارب نے دوسرے کو آدھے کی

مضاربت پر دید یا اس نے کام کیا تو گھٹی یا تلف ہونے کی صورت میں دونوں مضاربوں پر ضمان آوے گی اور اس صورت میں اگر نفع حاصل ہو تو سب رب المال کا ہے اور رب المال پر پہلے مضارب کے واسطے اجر المثل اور پہلے مضارب پر دوسرے مضارب کے واسطے مثل نصف نفع کے جو اس کے خاص مال میں حاصل کیا ہے۔ واجب ہو گا کذا فی المبسوط۔

**اٹھواں باب** - مضاربت میں مراجمہ اور تولیہ کے بیان میں۔ اس میں تین فصلیں ہیں **فصل اول** مضارب کے رقم وغیرہ پر مراجمہ یا تولیہ سے فروخت کرنے کے بیان میں۔ **قال المترجم** یہ اصطلاحات کتاب البیوع میں گزر چکی ہیں لیکن اعادہ کیا جاتا ہے۔ مراجمہ وہ بیع کہ ثمن اول سے نفع پر فروخت کرے۔ اور تولیہ برابر ثمن اول کے فروخت کرے اور رقم تاجرون کی نشانی جس سے حال ثمن کا معلوم ہو جس کو ہندی میں آنکھ بولتے ہیں۔ فاحفظہ قال محمد فی البجامع صغیر اگر مضارب نے کوئی متاع کچھ خرچہ کے بعد مراجمہ سے فروخت کی تو متاع کے لادنے وغیرہ میں جو کچھ خرچ کیا ہے اس کا حساب کرے اور جو اس نے اپنے کھانے و پکڑے و تیل و سواری و کپڑے و دھلائی و اشیائے ضروری میں خرچ کیا ہے اس کو محسوب نہ کرے **قال المترجم** یعنی مثلاً کوئی متاع بصرہ سے خرید لایا اور اسکی بار برداری میں دس درم خرچ ہوئے اور ثمن متاع کا سو درم ہے اور اپنے سفر خرچ میں پانچ درم خرچ ہوئے تو یوں کہے کہ مجھے ایک سو دس درم میں پڑی ہے اس پر نفع قرار دے اور ایک سو پندرہ درم نہ کہے اور نہ اس پر نفع لگا دے اور اصل فقہی اس باب میں یہ ہے کہ جس چیز سے مال عین میں حقیقہ یا حکم زیادتی ہو وہ اس المال کے معنی میں ہے پس وہ اس المال میں داخل کیجاوے گی اور جو ایسی نہیں ہے وہ اس المال کے معنی میں نہیں ہے پس وہ اس المال میں ملائی نہ جاوے گی اور جس جگہ ملانا صحیح ہو اوہان مضارب کو چاہیے کہ بیع مراجمہ کے وقت یوں کہے کہ مجھے اتنے کو پڑی ہے تاکہ کذب سے بچے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مضارب نے کوئی متاع ہزار درم کو خریدی اور اس پر دو ہزار کی رقم ڈال دی پھر خریدار سے کہا کہ میں اس کو رقم پر مراجمہ سے بیچتا ہوں پس اگر مشتری کو اس کی رقم بتلاوے تو جائز ہے اس میں کچھ ڈر نہیں ہے اور اگر مشتری کو رقم نہ معلوم ہوئی تو بیع فاسد ہے پھر جب اس کو معلوم ہوا کہ اس کی رقم اس قدر ہے تو مشتری کو خیال ہو گا چاہے اسکو لے یا چھوڑ دے اور اگر اس نے قبضہ کر لیا اور فروخت کر دی پھر معلوم کیا کہ اسکی رقم اس قدر ہے اور راضی ہو گیا تو اسکی رضامندی باطل ہے اور اس پر اسکی قیمت واجب کی اور اس باب میں تولیہ مثل مراجمہ کے ہے۔ اگر مضارب نے اس کو رقم پر تولیہ کے طور پر فروخت کیا اور مشتری نہیں جانتا ہے کہ اس کی رقم کیا ہے پھر مضارب نے اس کے بعد دوسرے کے ہاتھ بطور بیع صحیح کے فروخت کیا تو جائز ہے بشرطیکہ اول نے قبضہ نہ کیا ہو اور اسی طرح اگر اول کو اسکی رقم معلوم ہوئی اور وہ خاموش رہا قبول نہ کیا یہاں تک کہ مضارب نے دوسرے کے ہاتھ بطور بیع صحیح کے فروخت کر دیا تو بھی بیع ثانی جائز ہے۔ اور اگر اول مشتری رقم معلوم کرنے کے بعد راضی ہو گیا پھر مضارب نے اس کو دوسرے کے ہاتھ بطور بیع صحیح کے فروخت کیا تو دوسری بیع باطل ہے۔ اور اگر اول مشتری نے ان صورتوں میں مضارب سے لیکر متاع پر قبضہ کر لیا پھر مضارب نے دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو بیع ثانی باطل ہوگی اور اگر مشتری اول نے بعد رقم جاننے کے بیع توڑ دی تو بھی دوسری

بیع حسب جائزہ ہو جاوے گی۔ اور اگر مضارب نے کوئی متاع ہزار درم کو خریدی پھر ایک شخص سے کہا کہ میں تیرے ہاتھ  
یہ متاع دو ہزار درم کو تنو درم کے نفع سے فروخت کرتا ہوں اور کچھ رقم وغیرہ کا نام نہ لیا اور اس شخص نے خرید لی پھر اس کو  
معلوم ہوا کہ مضارب نے ہزار درم کو خریدی تھی تو بیع دو ہزار ایک تنو درم کو لازم ہوگی اور جو فعل مضارب نے کیا  
اس میں کچھ در نہیں ہے۔ کذا فی المیسوطہ۔ اگر یوں کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ اس کو درم کے ساتھ ایک درم نفع لیکر بیچا  
تو اگر دس درم کو خریدی ہو تو بیس درم کی ہوئی اور اگر دس درم کی خریدی ہوئی پر ایک درم کے ساتھ دو درم نفع سے  
بیچی تو بیس درم کی ہوئی اور اگر کہا کہ دس درم کے ساتھ پانچ درم نفع سے بیچی تو پندرہ درم کی ہوئی ایسے ہی اگر ہر درم  
کے ساتھ نصف درم نفع سے کہا تو بھی پندرہ درم ہوئے اور اگر یوں کہا برج العشرة خمسة عشر یعنی دس درم کے ساتھ  
پندرہ درم نفع تو قیاساً پچیس درم ہوئے۔ اور استحساناً پندرہ درم ہوئے **قال المترجم** زبان اردو میں یوں شائع  
ہے کہ دس درم کی چیز نفع کے ساتھ پندرہ درم کو بیچی اور مترجم کا گمان ہے کہ صورت مسئلہ میں شاید استحساناً حکم جو  
کتاب میں ہے جاری ہو واللہ اعلم بالصواب۔ اسی طرح اگر کہا برج العشرة احد عشر و نصف یعنی دس درم کی چیز نفع  
سے ساڑھے گیارہ کو تو نفع ڈیڑھ درم کا ہوگا اور کہا کہ برج العشرة عشرة و خمسة و عشرة دس درم کی چیز  
کے ساتھ دس درم کا یا پانچ دس کا نفع ہے تو دام پچیس درم ہوگے **قلت** یہ بھی بلحاظ ایک نوع کی عربی  
عبارت کے ہے ناقصہ کذا فی المبیط السخسی اگر مال مضارب سے ایک کپڑا دس درم کو خرید اور اس کے پاس نقصان  
پاکرتین درم کا رہ گیا پھر اس نے ہر درم پر ایک درم گھٹی کے ساتھ فروخت کیا تو دام پانچ درم ہون گے اور اگر  
ایک درم کے ساتھ دو درم کی گھٹی پر بیچا تو دام تین درم و تہائی درم ہون گے اور اگر فی درم نصف درم کی گھٹی کے  
ساتھ دیا تو دام چھ درم و دو تہائی درم ہون گے ایسے ہی اگر کہا کہ بوصیحة عشرة خمسة عشر دس درم کے ساتھ گھٹی  
پندرہ درم کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مضارب نے ایک غلام خرید اور اس پر قبضہ کر لیا پھر اس کو ایک باندی کے  
عوض بیچا اور باندی پر قبضہ کر کے غلام دیدیا تو اس کو اختیار نہیں ہے کہ باندی کو مراجعہ یا تولیہ کے ساتھ فروخت  
کرے الا اسی شخص کے ساتھ جس کی ملک میں غلام ہے۔ اور اگر وہ شخص جس نے غلام خریدا ہے اسے غلام دوسرے کے ہاتھ فروخت  
کیا یا اس کو بیہ کر کے اس کو سپرد کر دیا پھر مضارب نے باندی کو مراجعہ یا تولیہ سے فروخت کیا تو جائز نہیں ہے۔ اور اگر  
مضارب نے باندی کو مراجعہ یا تولیہ سے اس شخص کے ہاتھ بیچی جس کو غلام بیہ کیا گیا ہے تو یہ جائز ہے اور اگر مضارب نے  
ایسے شخص کے ہاتھ جو غلام کا مالک نہیں ہے باندی کو اس المال دس درم پر نفع لیکر فروخت کیا اور غلام کے مالک نے  
اجازت دیدی تو جائز ہے۔ پھر باندی مضارب کی طرف سے مشتری کی ملک ہوگی اور مضارب غلام لے لیگا اور جس نے اس سے  
باندی خریدی ہے مضارب دس درم اس سے لے لیگا اور غلام کا مولی مشتری سے قیمت غلام کی لیگا اگر مضارب کے قبضہ  
میں مضاربیت کی باندی ہو اس نے عوض غلام کے فروخت کر دی اور باہم قبضہ کر لیا پھر مضارب نے وہ غلام اس  
مشتری کے ہاتھ جس نے باندی خریدی ہے دس کے گیارہ درم نفع کے حساب سے بیچا یعنی دس درم کی چیز پر ایک درم  
نفع کے حساب سے بیچا تو بیع خاص ہے اور اگر اسی کے ہاتھ دس کے ساتھ گیارہ کی گھٹی سے فروخت کی تو جائز ہے اور

مشتري اس مضارب کو اس باندی کے گیارہ جزو کے دس جزو دے گا۔ اور اگر یوں کہا کہ میں تیرے ہاتھ یہ غلام دس روز نفع سے چیتا ہوں تو جائز ہے اور مضارب وہ باندی اور دس روز دے لے لے گا اور اگر کہا کہ دس روز اس مال سے کھٹی سے چیتا ہوں تو بیع باطل ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔ اگر اس مال ہزار نیشاپوری ہوں اور اس سے ایک غلام خریدا اور غلام ہزار درہم دزدی کے عوض فروخت کیا اور کہا کہ میں نے اسکو ہزار درہم نیشاپوری کو خریدا تھا اور تیرے ہاتھ ستودرم نفع سے چیتا ہوں تو مشتری پر ہزار درہم نیشاپوری اور ستودرم روزی واجب ہونگے اور اگر کہا کہ دس کے گیارہ نفع کے ساتھ چیتا ہوں یعنی اس حساب سے نفع لون کا تو نفع اور نفع دونوں نیشاپوری ہونگے اور اگر کہا کہ ستودرم کھٹی سے چیتا ہوں تو یہ ستودرم بھی نیشاپوری ہونگے یہ محیط شرعی میں ہے۔ اگر کسی شخص کو مال مضارب دیا اسے اس مال سے باندی خریدی اور قبضہ کر لیا اور اسکو بعض ایک غلام کے فروخت کیا اور باہم قبضہ کر لیا پھر مشتری کے پاس اس باندی میں زیادتی ہوگئی یا بچہ جنمی پھر مضارب نے وہ غلام اس باندی کے مالک کے ہاتھ ستودرم نفع سے بیچا حالانکہ اس کو باندی کے بچہ خنے کا حال معلوم نہیں ہے پس اگر باندی میں بدن کی زیادتی ہو تو باندی اور ستودرم لے لے گا۔ اور اگر بچہ کی زیادتی ہے تو مضارب کو اختیار ہے چاہے باندی و ستودرم لے لے یا بیچ توڑے اور بچہ نہیں لے سکتا ہے۔ اور بیع تالیف اس صورت میں مثل مراجعہ کے ہے۔ اور مضارب کا مال ہزار درہم ہو اور اس کے عوض باندی خریدی اور اسکو ڈیڑھ ہزار کو فروخت کیا پھر اس کو ایک ہزار کو خریدا تو صاحبین کے نزدیک اسکو ہزار کے مراجعہ پر فروخت کرے اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک پانچ ستودرم کے مراجعہ سے فروخت کرے یعنی نفع کا حساب پانچ ستودرم سے کرے۔ اور اگر اسکو ہزار درہم و ایک درہم یا بیس کے ہوں سے فروخت کیا ہو یا ہزار درہم دیکھ دینار سے بیچا ہو پھر اس کو ہزار درہم میں خرید کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اس کو مراجعہ سے فروخت نہ کرے اور اگر اسکو سو دینار کو فروخت کیا ہو اور قیمت اسکی ہزار درہم سے زیادہ ہو پھر اسکو ہزار درہم کو خریدا تو امام اعظم رحمہ کے قیاس قول میں اسکو مراجعہ سے فروخت نہ کرے۔ اور اگر مضارب نے دو باندی کسی کیلی دزدنی چیز یا کسی عرض کے عوض کہ جس کی قیمت ہزار درہم سے زیادہ ہے فروخت کی پھر اس کو ہزار درہم میں خرید تو اس کو ہزار پر نفع اساتے

بمراجعہ فروخت کرنا جائز ہے یہ محیط میں ہے

**فصل دوسری رب المال و مضارب سے خرید و فروخت میں مراجعہ کے بیان میں۔** اگر مضارب نے رب المال سے یا رب المال نے مضارب سے کوئی چیز خریدی اور اس کو مراجعہ سے فروخت کرنا چاہا تو ہر دو شئ سے کثیر و نفع حصہ مضارب پر مراجعہ سے فروخت کر سکتا ہے یہ تا تارخانیہ میں اسبیجائی سے منقول ہے۔ اگر کسی کو ہزار درہم مضارب میں دیے اور رب المال نے ایک غلام پانچ ستودرم کو خریدا اور مضارب کے ہاتھ ہزار درہم کو بیچا تو مضارب اسکو پانچ ستودرم پر مراجعہ سے فروخت کر سکتا ہے۔ لیکن اگر اس خرید و فروخت کو جیسی واقع ہوئی ہے سب صاف بیان کر دے تو جس طرح چاہے فروخت کر سکتا ہے۔ کذا فی البدلہ۔ اور اگر مضارب نے ایک غلام ہزار درہم کو خریدا اور رب المال کے ہاتھ ایک ہزار و ستودرم کو فروخت کیا تو رب المال اس کو ایک ہزار ایک سو

ملہ و لکھتری خرید مضارب کے دام اور خرید مال کے دام میں سے جو دام کم ہو وہ اس کے ساتھ مضارب کا حصہ نفع لاکر مراجعہ کا مال ہوگا اور ۱۳

مراجہ سے فروخت کر سکتا ہے کذا فی قال المتزوج یہ اس وقت ہے کہ مضاربت آدھے پر ہو فانتم اور اگر رب المال نے ہزار کو ایک غلام لیا اور مضارب کے ہاتھ پانچ سو درم پر مال مضاربت سے فروخت کیا تو مضارب اس کو پانچ سو پر مراجہ سے فروخت کر سکتا ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر رب المال نے پانچ سو درم کو خرید ا اور مضارب کے ہاتھ ایک ہزار ایک سو کو فروخت کیا تو وہ اسکو پانچ سو پچاس پر مراجہ سے فروخت کر سکتا ہے۔ اور اگر مضارب نے اسکو چھ سو کو خرید ا ہو تو مضارب اسکو پانچ سو پر مراجہ سے فروخت کرے اپنے ذاتی حصہ نفع کو محسوب نہ کرے گا تا وقتیکہ جو اس نے نقد دیا ہے ہزار سے زیادہ ہو اور جب زیادہ ہو تو اپنے ذاتی حصہ کو ہزار سے زیادہ پر محسوب کرے گا۔ اور اسی قیاس پر تمام مسائل جاری ہوتے ہیں یہ حاوی میں ہے اور اگر رب المال نے اسکو ہزار میں خریدا حالانکہ اس کی قیمت دو ہزار ہے پھر اسکو مضارب کے ہاتھ دو ہزار کو بیچا بعد از انکہ مضارب ایک ہزار درم اس المال سے مضاربت کا کام شروع کر چکا ہے اور اس میں ایک ہزار کا نفع پانچکا ہے تو وہ اسکو ایک ہزار پانچ سو پر مراجہ سے فروخت کرے گا۔ اسی طرح اگر رب المال نے پانچ سو کو دو ہزار کی قیمت کا غلام خریدا اور مضارب کے ہاتھ دو ہزار کو بیچا تو وہ اسکو ہزار پر مراجہ سے فروخت کرے گا یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور اگر رب المال نے اسکو ہزار میں خریدا اور قیمت بھی اسکی ہزار ہے اور مضارب کے ہاتھ دو ہزار کو فروخت کیا تو مضارب اسکو ہزار پر مراجہ سے فروخت کرے اور اگر رب المال نے اس کو پانچ سو میں خریدا اور قیمت اسکی ایک ہزار ہے اور مضارب کے ہاتھ دو ہزار کو فروخت کیا تو مضارب اسکو پانچ سو پر مراجہ سے فروخت کرے گا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کوئی غلام ڈیڑھ ہزار کی قیمت کا ہو اور رب المال نے اسکو ہزار درم میں خریدا اور مضارب کے ہاتھ ہزار میں فروخت کیا تو مضارب اسکو ایک ہزار دو سو پچاس پر مراجہ سے فروخت کر سکتا ہے یہ محیط سرخی میں ہے اور اگر رب المال نے اسکو دو ہزار میں خریدا اور قیمت اسکی ایک ہزار ہے اور مضارب کے ہاتھ اسکو دو ہزار میں فروخت کیا تو مضارب اسکو ہزار پر مراجہ سے فروخت کرے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر رب المال نے ڈیڑھ ہزار کا اسباب ایک ہزار میں خریدا اور مضارب کے ہاتھ ڈیڑھ ہزار میں فروخت کیا تو مضارب اسکو ایک ہزار دو سو پچاس پر مراجہ سے فروخت کرے گا لیکن اگر صورت واقعہ کو ایسا ہی بیان کر دے تو اختیار ہے جس طرح چاہے۔ فروخت کرے۔ کذا فی البدائع اور اگر رب المال بدون عوض کے کسی غلام کا مالک ہو اور مضارب کے ہاتھ مضاربت کے ہزار درم پر فروخت کیا تو وہ اس کو مراجہ سے فروخت نہ کرے تا وقتیکہ بیان نہ کرے کہ میں نے اس کو رب المال سے خریدا ہے یہ مبسوط میں ہے مضارب نے ہزار کی قیمت کا غلام پانچ سو درم میں خریدا اور رب المال کے ہاتھ ہزار کو بیچا تو وہ اس کو مراجہ سے پانچ سو درم پر فروخت کر سکتا ہے یہ محیط سرخی میں ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اور مضارب نے اس سے غلام خریدا اور رب المال کے ہاتھ دو ہزار درم کو فروخت کیا تو رب المال اس کو ڈیڑھ ہزار پر مراجہ سے فروخت کرے گا۔ اور اگر مضارب نے پانچ سو درم مضاربت سے غلام خریدا اور رب المال کے ہاتھ دو ہزار کو فروخت کیا تو وہ ڈیڑھ ہزار میں پر یعنی جسکے عوض مضارب نے خریدا ہے مع نفع مضاربت کے ہزار

مراجمہ سے فروخت کرے اور پانچ تنودرم نفع رب المال کو طرح دیدے اور وہ پانچ سودرم بھی جس کے ساتھ ملا کر اس المال پورا ہوتا ہے۔ اور اگر مضاربیت میں سے پانچ تنودرم مضارب پاس رہے تو اس کا اس غلام کے حق میں حساب نہ کیا جائیگا اور اس صورت میں غلام کی قیمت اس سے زیادہ ہونا یا کم ہونا دونوں برابر ہیں کچھ فرق نہیں ہے یہ مبسوط میں ہے ایک غلام دو ہزار کی قیمت کا مضارب نے ہزار کو خریدا اور رب المال کے ہاتھ ہزار کو بیچا تو وہ اس کو ہزار پر مراجمہ سے فروخت کرے یہ محیط شخصی میں ہے۔ اگر مضارب نے ہزار کو ایک غلام خریدا اور رب المال کے ہاتھ دو ہزار کو فروخت کیا پھر رب المال نے اس کو کسی اجنبی کے ہاتھ تین ہزار کو فروخت کیا پھر مضارب نے اس کو اجنبی سے دو ہزار کو خریدا تو مراجمہ سے اسکو بقول امام اعظم رحمہ کے نہیں فروخت کر سکتا ہے الا اس صورت میں کہ صورت وقوعہ کو صاف بیان کر دے تو اس کو حین طرح چاہے فروخت کر سکتا ہے اور صاحبین رحمہ کے نزدیک دو ہزار پر مراجمہ سے فروخت کر سکتا ہے یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر مضارب نے رب المال کے ہاتھ ڈیڑھ ہزار کو وہ غلام فروخت کیا اور رب المال نے اجنبی کے ہاتھ ایک ہزار چھ تنودرم کو بیچا پھر مضارب نے ڈیڑھ ہزار سے مضاربیت کر کے دو ہزار تک بڑھالیے پھر دو ہزار کو اجنبی سے وہ غلام خریدا تو اسکو دو ہزار پر مراجمہ سے صاحبین رحمہ کے نزدیک فروخت کر سکتا ہے اور یہ ظاہر ہے اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک ایک ہزار چار تنودرم پر مراجمہ سے فروخت کر سکتا ہے یہ مبسوط میں ہے مضارب نے ہزار کو خریدا اور تولیہ میں رب المال کو دیا اس نے اجنبی کے ہاتھ ڈیڑھ ہزار کو مراجمہ سے فروخت کیا پھر مضارب کے دو ہزار کو مراجمہ سے لیا پھر رب المال نے اجنبی کے ذمہ سے تین تنودرم یعنی پانچواں حصہ شن کم کر دیا تو اجنبی مضارب سے پانچواں حصہ یعنی چار تنودرم کم کر دے گا اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک ساسی کو ایک ہزار دو تنودرم مراجمہ سے فروخت کرے گا الا اگر صورت واقعہ صاف بیان کر دی تو حقیقت کو چاہے فروخت کرے اور صاحبین رحمہ کے نزدیک ایک ہزار چھ سو پر مراجمہ سے فروخت کرے اور دلیل یہ ہے کہ جب قدر رب المال نے اجنبی کے ذمہ سے کم کیا اسکے تین حصے کیے جاویں گے دو حصے راس المال میں اور ایک حصہ نفع میں رہے گا پس نفع میں سے سودرم گئے اور چار سو باقی رہے پھر اجنبی پر واجب ہے کہ ایسے ہی مضارب سے کم کرے پس اجنبی شن میں سے چار تنودرم کم کرے گا پھر شن مضارب سے نفع رب المال بھی طرح دیا گیا اور یہ چار سودرم میں پس جب ایک ہزار چھ سو سے چار سودرم کم ہوئے تو ایک ہزار دو سو باقی رہے یہ محیط شخصی میں ہے۔ اور اگر مضارب نے رب المال کے ذمہ سے تولیہ کے شن سے دو سودرم کم کیے تو رب المال اجنبی کے ذمہ سے دو سودرم اور اسکا حصہ نفع یعنی تنودرم کم کر دیا پھر اجنبی مضارب کے ذمہ سے یہ تین سودرم اور اس کا حصہ نفع تنودرم کم کر دے گا تو مضارب کے ہاتھ میں وہ غلام اجنبی کے پاس سے ایک ہزار چھ تنو کی خرید میں آیا پھر اگر اسکو مراجمہ سے فروخت کرنا چاہا تو صاحبین رحمہ کے نزدیک ایک ہزار چھ تنودرم پر مراجمہ سے فروخت کرے اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک ایک ہزار دو تنودرم پر مراجمہ سے فروخت کرے گا یہ مبسوط میں ہے

**فصل تیسری** دو مضاربوں میں مراجمہ کے بیان میں **قال** محمد رحمہ فی الاصل اگر کسی نے ایک مضارب کو تنودرم آدھے کی مضاربیت پر دیے پھر دوسرے مضارب کو ہزار درم آدھے کی مضاربیت پر دیے۔ پھر ایک مضارب نے ایک

عبدی الامام اعظم کے قول کی دلیل

غلام پانچ سو درم کو مضاربت میں خرید اور دوسرے مضارب کے ہاتھ ہزار درم میں اسکو فروخت کیا پھر دوسرے مضارب نے اسکو مراجمہ سے فروخت کرنا چاہا تو ہر دو دشمن سے کمتر پر مراجمہ سے فروخت کرے اور اگر اول نے دوسرے کے ہاتھ دو ہزار کو ایک ہزار مضاربت کے اور ایک ہزار اپنے مال سے دینے میں فروخت کیا تو دوسرا اسکو ایک ہزار دو سو پچاس پر مراجمہ سے فروخت کرے کیونکہ دوسرے نے ادھا اپنے واسطے خریدا ہے اور اول نے یہ ادھا ڈھائی سو کو خریدا تھا کذا فی البدلہ۔ اگر ایک کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اور دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پھر دوسرے نے اس مال سے مضاربت کر کے دو ہزار کر لیے پھر اول نے ان ہزار درم مضاربت سے ایک غلام خریدا اور دوسرے کے ہاتھ دو ہزار کو جو اسکے پاس ہیں فروخت کیا اور قیمت اس کی دو ہزار درم ہے تو دوسرا اس کو ڈیڑھ ہزار پر مراجمہ سے فروخت کرے۔ اور اگر اول نے اس کو ایک ہزار کو اس طور سے خریدا کہ پانچ سو درم مضاربت کے دیے ہوں اور پانچ سو درم اپنے ذاتی دیے ہوں اور باقی مسئلہ بحال رہا تو دوسرا اسکو ڈیڑھ ہزار مراجمہ سے فروخت کرے اور اگر اول نے اس غلام کو ہزار درم اپنے ذاتی سے اور پانچ سو درم مضاربت کے ملا کر خریدا ہو اور باقی مسئلہ بحال رہے تو دوسرا اس کو ایک ہزار آٹھ سو تینتیس اور ایک تہائی درم پر مراجمہ سے فروخت کرے گا۔ اور اگر اول نے ہزار درم مضاربت اور پانچ سو درم ذاتی سے وہ غلام خریدا ہو تو بھی دوسرا اس کو ایک ہزار آٹھ سو تینتیس و ایک تہائی درم پر مراجمہ سے فروخت کرے گا۔ یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر ایک کو ہزار درم مضاربت میں دیے ہوں اور دوسرے کو دو ہزار درم دیے ہوں پس اول نے ہزار درم سے ایک غلام خریدا اور دوسرے کے ہاتھ دو ہزار کو فروخت کیا تو وہ اسکو ڈیڑھ ہزار پر مراجمہ سے فروخت کرے گا۔ اور اگر اول نے اسکو پانچ سو درم کو خریدا ہو تو دوسرا اسکو ہزار درم پر مراجمہ سے فروخت کرے گا۔ اور اگر اول نے ہزار درم مضاربت سے خریدا ہو اور دوسرے کے ہاتھ تین ہزار کو فروخت کیا تو ہزار اسے مضاربت کے دیے اور ایک ہزار اپنے مال سے دیے تو دوسرا اسکو دو ہزار اور ایک چھٹے حصے ہزار پر مراجمہ سے فروخت کرے۔ اور اگر اول نے اسکو مضاربت کے پانچ سو درم سے لیا ہو اور باقی مسئلہ بحال رہے تو دوسرا اسکو ایک ہزار اور پانچ چھٹے حصے ہزار پر مراجمہ سے فروخت کرے گا۔ اگر ایک شخص کو ہزار درم مضاربت میں اور دوسرے کو دو ہزار درم دیے پس اول نے ایک غلام ہزار درم مضاربت اور پانچ سو درم اپنے مال سے ملا کر خریدا پھر اس کو دوسرے کے ہاتھ تین ہزار درم کو دو ہزار مضاربت سے اور ایک ہزار اپنے مال سے ملا کر فروخت کیا تو دوسرا اس کو چھ سو چھیاسٹھ درم اور دو تہائی درم پر مراجمہ سے فروخت کرے گا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر اول نے اسکو ہزار درم مضاربت اور پانچ سو درم ذاتی مال سے ملا کر خریدا ہو پھر دوسرے کے ہاتھ اس کو دو ہزار درم مضاربت اور ایک ہزار ذاتی سے فروخت کیا ہو تو دوسرا اسکو دو ہزار پانچ سو درم پر مراجمہ سے فروخت کرے گا یہ محیط مشرعی میں ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اور دوسرے کو دو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پھر اول نے ایک باندی ہزار درم ذاتی اور پانچ سو درم مضاربت کے ملا کر خریدی اور دوسرے کے ہاتھ دو ہزار درم اس کے ذاتی اور ایک ہزار مضاربت کے ملا کر فروخت کی تو وہ اسکو دو ہزار آٹھ سو تینتیس درم و ایک تہائی درم

پانچ سو درم مضاربت میں سے پانچ سو درم



مراجعت سے فروخت کوے کا پھر جب اس نے من پر قبضہ کیا تو اپنی ذات کے واسطے ہزار درم کا حصہ بحال لیگا اور باقی مضاربت میں رہیگا۔ اور اگر وہ من جبکہ عوض فروخت کیا ہے چار ہزار درم ہوں تو اس میں سے اسکے ذاتی سترہ جزو میں سے بارہ جزو ہونگے اور باقی مضاربت میں رہیگا یہ سب سوط میں ہے۔ اور اگر کوئی غلام ہزار درم مضاربت اور پانچ سو درم ذاتی مال سے خریدا ہو اور دوسرے کے ہاتھ ایک ہزار درم مضاربت اور دو ہزار درم اسکے ذاتی مال کے عوض فروخت کیا ہو تو دوسرا اسکو دو ہزار درم و دو تہائی ہزار درم پر واپس سے فروخت کریگا کذا فی محیط الشرعی

**نواں باب مضاربت میں استدان کے بیان میں۔ قلت استدان** اُدھار لینا۔ اگر بل مال نے مضارب کو اُدھار لینے کی اجازت دیدی تو قرضہ دونوں پر برابر تقسیم ہوگا اور اگر رہن کیا اور اس کی قیمت اور دین دونوں برابر ہیں تو مضارب پر اسکی نصف قیمت ہوگی۔ کیونکہ استدان کی اجازت دینا دوسرا عقد ہے اور جو نفع مضارب میں حاصل ہوا وہ موافق شرط کے رہے گا اور جو استدان سے حاصل ہوا پس اگر عقد مطلقاً ہو تو دونوں میں برابر تقسیم کرنے کا حکم کیا جائیگا خواہ مضارب میں نفع نصفاً نصیب ہو یا تین تہائی ہو کیونکہ اس عقد کو مضارب سے باہم کوئی تعلق نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت میں دیے تو مضارب کو اس سے زیادہ کے عوض مضارب کے لیے کسی چیز کے خریدنے کا اختیار نہیں ہے خواہ رب المال نے اس سے کہا ہو کہ اپنی رائے سے عمل کرے یا نہ کہا ہو پس اگر اس سے زیادہ مال کو کوئی شے خریدی تو بقدر حصہ ہزار کے مضاربت میں ہوگی اور اس سے زیادہ مضارب کی ہوگی اسکا نفع و نقصان اسی پر رہے گا اور اس کا من خاصہ اسی کو دینا پڑے گا اور اس خط کرنے سے مضارب ضامن نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اگر ہزار درم مضارب کے عوض کوئی چیز خرید لی تو پھر اسکو دوسری چیز خریدنے کا مضاربت میں اختیار نہیں ہے۔ اور اگر اس المال درم ہوں اور مضارب کے اٹمان کے سوا لینے درم و دینار کے سوا کیلی و وزنی چیز کے عوض کوئی اسباب خریدا تو اپنی ذات کے واسطے خرید نیوالا ہوگا کیونکہ اسنے مال مضارب کے سوا دوسری چیز کے عوض خریدا ہے پس مضاربت میں استدان کی اور یہ اسکو جائز نہیں ہے۔ اور اگر اس المال درم ہوں اور اسنے بعض دینار کے خرید کیا یا دینار ہوں اور بعض درہم کے خرید تو استحساناً مضاربت میں جائز ہے کیونکہ درم و دینار من ہوتے ہیں و حق مضاربت میں مثل جنس واحد کے ہیں یہ محیط خرمی میں ہے۔ اسی طرح اگر فلوس سے خریدا تو اس امام کے موافق جو فلوس سے مضاربت جائز کہتا ہے تو بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح اگر دو دھیا درم ہوں سے خریدا حالانکہ مضارب کے درم سیاہ ہیں یا ثابت درم ہوں سے خریدا گیا حالانکہ مضارب کے درہم مکسورہ ہیں تو بھی یہی حکم ہے۔ کذا فی الحکامی۔ اور اگر سونے و چاندی کے تبرع

۱۵۰ قود دو تہائی ہزار یعنی ایک ہزار تین حصوں میں سے دو حصہ ۱۲۰ قود دوسرا عقد یعنی شرکت الوجہ ہوا و کتابت بالشرکت کو دیکھو ۱۱۰ یعنی مال مضارب کو ذاتی مال میں خط کرنے سے غصب و ضامن نہ ہو جائیگا بلکہ مضارب باقی رہیگا ۱۲۰ کیونکہ مال نہیں ہے ۱۲۰ یعنی لکھا ہے جوے کو فترہ ٹوٹے ہوئے ۱۲۰ قود مکسورہ یعنی روپیہ ٹوٹے ہوئے یعنی اٹھنیاں اور چوہنیاں وغیرہ بیکاری ہیں ۱۲۰ قود دینا و مضاربین ہزار ۱۲۰ قود دینا

مريضه سے جو من ہو سکتے ہیں کوئی چیز خریدی تو اپنی ذات کے واسطے خریدنے والا ہوگا۔ اور اگر مضاربیت میں ہزار درم ہوں اور اس نے سو دینار کو کوئی چیز خریدی اور دیناروں کی قیمت ہزار درم سے زیادہ ہے تو بقدر حصہ ہزار کے مضاربیت میں جائز ہے اور زیادتی مشتری کے ذمہ پڑے گی۔ اور وہ مضاربیت میں شریک ہوگا۔ اور اگر قیمت سو دیناروں کی ہزار درم ہوں اور اس نے دیناروں سے کوئی چیز خریدی کہ جس کی قیمت مضاربیت کے واسطے کی تھی پھر دیناروں کا بھاؤ گراں ہو گیا قبل اسکے کہ مضارب دام ادا کرے اور ڈیوڑھا ہو گیا یعنی سو دینار کی قیمت ڈیڑھ ہزار درم ہو گئی تو یہ گھٹی مال پر آئی پس ہزار درم کے دینار خرید کر کے ادا کر دے پھر متاع کو فروخت کر کے اسکے من سے باقی دینار ادا کرے یہ محیط میں ہے اگر مضاربیت کے ہزار درم ہوں اُسے پانچ سو درم اور ایک گز گھوٹوں واسطے سے ایک باندی خریدی اور اسپر قبضہ کر لیا اور درہم مضارب کے پاس تلف ہو گئے تو مضارب باندی کو اپنی ذات کے واسطے خریدنے والا ہوگا اور اسپر باندی کا من واجب ہوگا اور مضاربیت کی ضمانت اسپر نہ ہوگی۔ اور اگر مضارب نے اسکو پچاس دینار کو خرید اہوا در قبضہ کر لیا ہو اور دام دینے سے پہلے اس کے پاس مضاربیت کے درم سب تلف ہو گئے ہوں تو رب المال سے استحقاق پچاس دینار پھر لیکر بائع کو دے گا۔ پھر اگر مضارب نے اسکے بعد وہ باندی تین ہزار درم یا کم و بیش کو فروخت کی تو رب المال اس میں سے اپنا مال ہزار درم و پچاس دینار لے لیکر پھر جو باقی رہے وہ دونوں میں نفع مشترک ہوگا۔ اگر اسی طرح اس المال نقد بیت المال ہو یعنی جو نقد بیت المال قبول کرتا ہے ویسا ہو اور مضارب نے باندی کو ہزار درم غلے سے خرید تو بھی حکم مذکورہ بالا جاری ہوگا یہ مبسوط میں ہے اور اگر اس نے پہلے پانچ سو درم کو ایک غلام خرید تو بھی بعد اُس کے پانچ سو درم کی مقدار سے زیادہ کو کچھ نہیں خرید سکتا ہے۔ ایسا ہی ہر طرح کا دین جو اس المال میں لائق ہوتا ہو تو یہی حکم ہے کیونکہ بقدر مستحق کے مضاربیت سے خارج ہوگا۔ اسی طرح اگر اُس کے قبضہ میں کوئی باندی یا عرض ہو پس اُسے مضاربیت میں باندی خریدی تاکہ عرض کو فروخت کر کے اُس سے اُس کے دام ادا کرے تو جائز نہیں ہے خواہ دام فی الحال دینے کی شرط ہو یا میعاد ادا ہوا ہوں اور اگر میعاد آجانے سے پہلے اپنے مقبوضہ کو فروخت کیا تو اس کو کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ خریدنے کے وقت عقد بیع اُسی کے واسطے ہو چکا ہے وہ بدل کر مضاربیت کا نہ ہو جاوے گی یہ محیط خرسی میں ہے اور اگر مضارب نے خرید و فروخت کی اور مال مضاربیت میں تصرف کیا یا تنک کہ اسکے پاس کیلی و دزنی و عددی ہر قسم کے اموال جمع ہو گئے اور درم و دینار اس کے پاس نہ رہے اور نہ فلوس رہے تو اس کو اختیار ہے۔ کہ ایسے من سے کوئی متاع خریدے جس کے مثل جس وصف و قدر میں اس کے پاس نہیں ہے۔ مثلاً ایک غلام بوجھ ایک گز گھوٹ وصف کر کے ذمہ رکھ کر خرید لے پس اگر وہ کہ درم یا گز گھوٹ کا ذمہ لیا ہے اور اس کے پاس درم یا گز گھوٹ کا کم موجود ہے تو جائز ہے اور اگر ذمہ لے لے اور اس کے پاس جمید ہیں تو جائز ہے۔ اور اگر اُس کے پاس جیسے ذمہ ہیں اُس سے جمید یا ردی موجود ہیں تو وہ غلام مضاربیت کا نہ ہوگا مضارب ہی کا ہوگا کذا فی البدائع۔ اور اگر اُدھار گھوٹوں سے خرید اہل لاکھ اس کے پاس گھوٹوں موجود ہیں تو جائز ہے یہ محیط خرسی میں ہے۔ اور اگر مضارب کو رب المال نے

۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

حکم کیا کہ اپنی رائے سے عمل کرے اس نے کچھ کپڑے خریدے ان کو اپنے پاس سے حصہ سے رنگا تو بقدر عصفری کی زیادتی کے  
و مضاربت میں شریک ہو گا اور اصل کپڑے مال مضاربت میں قرار دیے جاویں گے اور رنگ ان میں خاص مضارب کی  
ملک ہو گا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر رب المال نے اسکو اپنی رائے سے عمل کرنے کا حکم نہ دیا ہو اور اسنے کپڑوں کو اپنے  
پاس سے رنگا تو وہ کپڑوں کا ضامن ہو گا اور رب المال کو اختیار ہو گا چاہے کپڑے لیکر اس کو رنگ کی زیادتی دیدے  
یا مثل غصب کے اس سے سپید کپڑوں کی قیمت لے لے بشرطیکہ اس قیمت میں اس مال پر زیادتی نہ ہو پس اگر رب المال  
کے کسی ام کو اختیار کرنے سے پہلے اسنے کپڑوں کو مساومت یا مارجہ سے فروخت کر دیا تو جائز ہے اور وہ ضمان سے بری  
ہو گیا اور مساومت سے فروخت کرنے کا تمام ثمن بے رنگ ہوے کپڑوں پر اور رنگ کی زیادتی پر تقسیم ہو گا۔ پس رنگ  
کا حصہ مضارب کا ہو گا اور باقی مضاربت میں رہے گا اس میں سے رب المال اپنا اس مال پر والے لیکھا پھر جو باقی  
رہا وہ دونوں کا نفع ہے اور مارجہ کی صورت میں تمام ثمن ان دامون پر جن کے عوض مضارب نے کپڑے خریدے ہیں  
اور رنگ کی قیمت پر جو رنگنے کے روز تھی تقسیم ہو گا اور اگر اس میں زیادتی ہو مثلاً کپڑے ہزار کو خریدے ہوں حالانکہ  
اس وقت ان کی قیمت دو ہزار کے برابر تھی پس رب المال کو اختیار ہے چاہے سپید کپڑوں کے اعتبار سے تین چوتھائی  
قیمت کی ضمان لے یا اس سے تین چوتھائی لیکر تین چوتھائی میں جس قدر رنگ سے زیادتی ہوتی ہے۔ وہ مضارب کو دیکر  
اور اگر مضارب کے پاس ثمن تلف ہو گیا تو ضامن نہ ہو گا۔ یہ محیط شرعی میں ہے۔ اور اگر ان کو سیاہ رنگا  
تو صاحبین رحم کے نزدیک مثل سرخ رنگنے کے حکم کے ہے اور امام اعظم رحم کے نزدیک سیاہی کپڑے میں نقصان  
شمار ہے پس اس میں مضارب کا کچھ حصہ نہ ہو گا جیسے لدائی و کنڈی میں نہیں ہوتا ہے اور نہ وہ ضامن ہو گا  
اور اصح یہ ہے کہ یہ حکم ان کپڑوں میں ہے جن میں سیاہی سے کپڑے کی قیمت گھٹ جاتی ہے۔ مگر جن میں سیاہی سے  
بڑھتی ہے ان میں سیاہی کا حکم مثل سرخی و زردی کے ہے۔ یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر اس نے تمام مال مضاربت سے  
کپڑے خریدے پھر انکی بار برداری و کنڈی و چنائی وغیرہ میں اپنے پاس سے مال لگایا تو مضارب احسان کرنے والا شمار ہو گا  
کیونکہ اگر یہ زیادتی بطور احسان کے انکی طرف سے نہ قرار دیا جائے تو مضاربت میں استدانت ہوئی اور اسکا وہ مختار  
نہیں ہے اور مضارب پر ضمان نہ ہوگی خواہ رب المال نے اس سے کہد یا ہو کہ مضاربت میں اپنی رائے سے عمل کرے  
یا نہ کہا ہو بہر صورت یہی حکم ہے یہ محیط شرعی میں ہے۔ اسبطر اگر مضارب کی خریدی ہوئی چیز کے ثمن میں جو اسنے تمام  
مال مضاربت سے خریدا ہے کچھ زیادتی کر دی تو یہ زیادتی اسکی طرف سے احسان ہے اور یہ زیادتی خالص سی پر اس کے مال سے  
لازم آئیگی مال مضاربت سے دین واجب نہوگی اور اسکو مارجہ سے فقط ثمن پر فروخت کرے نہ زیادتی پر یہ کافی میں لکھا  
ہے۔ اور اگر مضارب نے کپڑوں کو رنگا یا نہیں بلکہ سودرم ان کی کنڈی میں اپنے مال سے دیے اور اس سے خواہ کپڑوں  
میں کچھ خوبی بڑھ جاتی ہے یا نقصان آتا ہے تو مضارب پر ضمان نہوگی خواہ زیادتی ہو یا نقصان آوے پھر اگر اسنے  
نفع یا نقصان سے فروخت کی تو حبقہ رائے کنڈی میں دیا ہے اسقدر مال میں وہ متبرع یعنی احسان کرنے والا شمار  
ہو گا اور بعض مسلخ نے کہا کہ یہ موافق قول صاحبین رحم کے ہے و لیکن امام اعظم رحم کے نزدیک مسئلہ کرایہ کے حکم ہونا چاہیے

کیونکہ تجارت کے خرچہ میں یہ رسم جاری ہے کہ نمبر لہ کرایہ کے اس کو اس المال میں ملاتے ہیں یہ بسوٹ میں ہے۔ منتقی میں ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت میں دیے اسے سود درم کو ایک کشتی خریدی تھی حالانکہ مال اُسکے پاس بحالہ باقی ہے پھر اُسے پورے ہزار درم سے طعام خرید اور اس کو کشتی پر لاد لایا تو وہ کرایہ میں احسان کرنے والا ہوگا اور اگر اُسے سود درم باقی رکھے اور نو سود درم کو اناج خرید اور نو درم باقی کے کرایہ میں خرچ کئے تو احسان کرنے والا نہ ہوگا اور کرایہ بھی ملا کر مراجعہ سے فروخت کیے گا اسی طرح اگر سود درم کرایہ میں دیدے پھر ہزار درم سے اناج خرید اور رب المال نے حکم دید یا تھا کہ اپنی رائے سے عمل کرے تو اس کو اختیار ہے کہ ایک ہزار ایک سود درم پر مراجعہ سے فروخت کرے اس میں سے ہزار درم مضاربت کے ہون گے اور نو سود درم خود مضارب کے ہون گے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم آدھے کی مضاربت میں دیے اور اُسکو حکم کیا کہ رب المال پر استدانت کرے تو جائز ہے کیونکہ ہندو اُدھار خریداری ہے اور اگر کسی کو اُدھار خریدنے کے واسطے اس شرط سے وکیل کرے کہ خریدی ہوئی چیز پوری موکل کی ہوگی تو جائز ہے۔ پس اسی طرح نصف میں جائز ہے۔ پس اگر مضارب نے مال مضاربت سے ایک غلام خریدا پھر ایک باندی مضاربت میں اُدھار ہزار درم کو خریدی اور ہزار درم اُسکے دام اُدھار کئے اور اُسپر قرضہ کر لیا پھر اُس باندی کو دو ہزار کو فروخت کیا اور دام لے لیے پھر وہ دام مقبوضہ اُسکے پاس تلف ہو گئے حالانکہ اُسے باندی ہنوز سیر ہو نہیں کی تھی تو مضارب پر اُسکا اُدھارشن اور اُدھار رب المال پر لازم آئیگا اور اگر باندی تلف نہ ہوئی تو وہ دونوں میں برابر تقسیم ہوگی دونوں اُس کے ثمن سے اپنا اپنا قرضہ دیدین گے اور باقی دونوں میں برابر تقسیم ہوگا پس اگر مضارب نے باندی فروخت نہ کی ہو بلکہ اس کو آزاد کر دیا ہو اور اس المال سے اس میں زیادتی نہیں ہے تو آدھے کا حقیق اسکا جائز ہے۔ اور اگر رب المال نے ہزار درم اُسکو مضاربت میں دیے اور حکم کیا کہ استدانت کرے اس شرط سے دے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ اس میں رزق دے وہ دونوں میں اس طرح تقسیم ہو کہ مضارب کے لیے دو تہائی اور رب المال کی ایک تہائی رہے پس مضارب نے ہزار درم کو ایک باندی جو دو ہزار قیمت کی ہے خریدی اور مضاربت میں اُدھار ایک غلام ہزار درم کو جسکی قیمت دو ہزار درم ہے خریدا پھر دونوں کو چار ہزار درم کو فروخت کیا تو باندی کے ثمن سے رب المال اپنا اس المال پر رائے لے گا اور جو کچھ باقی رہا وہ دونوں میں موافق شرط کے تقسیم ہوگا یعنی دو تہائی مضارب کو اور ایک تہائی رب المال کو ملے گا۔ اور غلام کے ثمن سے اُسکا اُدھارشن ادا کر کے باقی وہ ان میں برابر تقسیم ہوگا اور اگر اُسکو یوں حکم کیا ہو کہ مضاربت پر قرضہ لے اس شرط سے کہ قرضہ سے جو چیز خریدے اس میں رب المال کا تہائی اور مضارب کا دو تہائی ہو بشرطیکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ ہر کو رزق دے وہ ہم دونوں میں برابر تقسیم ہو پس مضارب نے اس المال سے دو ہزار قیمت کی باندی خریدی اور مضاربت میں اُدھار ہزار دینار کو ایک باندی دو ہزار قیمت کی خریدی پھر دو نو کو چار ہزار درم میں فروخت کیا تو مضاربت کی باندی میں سے رب المال اپنا ہزار درم مال لے لیا اور باقی دو نو میں اُدھار اُدھار تقسیم ہوگا۔ اور جو باندی اُدھار خریدی ہے اُسکا ثمن دونوں میں تین حصہ ہو کہ موافق دونوں کی ملک کے تقسیم ہوگا اور نفع میں دونوں میں آدھے آدھے کی شرط ہونا باطل ہے۔ اور اگر اُسکو ہزار درم مضاربت میں دیے اس

سلفہ شانیہ راہت ہو کہ لایہ ۱۳۵۰ قمری نصف میں آدھے چیز ہوگی اور مضاربت میں نصف ہزار ۱۳۵۰



اُسکو مال پر استدانہ کرنے کا حکم کیا اُسے مال مضاربہ سے کوئی متاع خریدی اور اس کے لادنے کے واسطے سودرم کو  
 ٹھوکرایہ کئے تو یہ سودرم مشترک ہوں گے اگر اُسے متاع کو مراحجہ سے فروخت کیا تو سب گیارہ ہو کر کے دس جزو مضارب  
 میں رکھے جائیں گے اور ایک جزو دونوں میں مساوی ہوگا مگر پہلے اُس ایک جزو میں سے کرایہ ادا کر دیا جائے گا  
 یہ محیط خمسین میں ہے۔ اور اگر مساومتہ میں بیچا تو تمام ثمن دونوں میں موافق شرط کے مضاربہ میں رہے گا  
 پھر کرایہ کا ادا کرنا مضارب اور رب المال پر آدھا آدھا واجب ہے۔ اور اگر اُسے سودرم کو کرایہ نہ کیا بلکہ  
 سودرم قرض لیے اور بعینہ اُسے کرایہ کر لیا تو اُس کو اختیار ہے کہ متاع کو ایک ہزار ایک سو پرمراحجہ سے فروخت  
 کرے اور یہ قول امام عظیم رح کا ہے وصاحبین رح کے نزدیک کڑوں کو ہزار درم پرمراحجہ سے فروخت کرے گا اور  
 اس میں کرایہ کا حصہ داخل نہ ہوگا۔ اور اگر مساومتہ سے فروخت کیا تو تمام ثمن مضاربہ میں رکھا جائے گا اور  
 کرایہ کی ضمان خاصۃً مضارب کے مال میں ہوگی کیونکہ اُسی نے قرض لیے ہیں۔ اور اگر مضارب نے کہا کہ میں نے ٹھو  
 فقط تیرے مال کے لادنے کے واسطے کرایہ کیے تھے۔ اور رب المال نے کہا کہ تو نے اپنی ذات کے واسطے اپنا مال لادنا  
 کیا اسلئے کرایہ کیے تھے پھر تو نے اُسے میرے کپڑے لائے تو رب المال کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط میں ہے کسی نے ہزار درم تھائی کی  
 مضاربہ پر دیے اور حکم کیا کہ مضاربہ پر استدانہ کرے اُسے ہزار درم مضاربہ کے اور تین ہزار اُدھار کو ایک  
 باندی پانچ ہزار کی قیمت کی خریدی اور بعد قبضہ کے پانچ ہزار کو فروخت کر دی اور دام وصول کر لیے پھر پہلے ہزار درم  
 اور باندی اور اُسکے دام سب کے قبضہ میں تلف ہو گئے تو ہزار کا ضامن ہوگا چار ہزار باندی کے بائع کو دیکھا اور پانچ ہزار  
 اُسکے مشتری کو دیکھا یہ محیط خمسین میں ہے پھر رب المال سے پانچ ہزار پانچ سو اکتالیس اور دو تھائی درم واپس لیگا اور  
 مضارب کو اپنے ذاتی مال سے تین ہزار چار سو اٹھاون و ایک تھائی درم قرض خواہ کو دینے پڑینگے۔ پس اگر ہزار درم  
 مضاربہ کے اول تلف ہوے پھر باندی اور پانچ ہزار درم سچے تلف ہوے اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو بھی اُسکو نو ہزار  
 درم دینے پڑیں گے جیسا کہ پہلے بیان کیا و لیکن رب المال سے پانچ ہزار چھ سو پچیس درم واپس  
 لیگا۔ یہ مبسوط میں ہے۔

**دسواں باب** خیاری عیب و خیار رویت کے بیان میں۔ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم مضاربہ میں دیے اُس نے  
 اُنکے عوض میں ایک غلام خریدا پھر مضارب نے غلام میں عیب لگایا تو خالصم اس باب میں مضارب ہی ہوگا رب المال  
 نہ ہوگا اور جب اس نے اس مر کے گواہ قائم کئے کہ یہ عیب بائع کے پاس کا ہے تو اس کو واپس کر دے گا پھر اگر بائع نے  
 دعویٰ کیا کہ مضارب اُس عیب پر راضی ہو گیا تھا تو مضارب سے قسم لی جاوے گی کہ واللہ میں اس عیب پر راضی  
 نہیں ہو گیا تھا اور نہ میں نے کسی بیع کے واسطے یہ غلام پیش کیا ہے۔ اور اگر مضارب نے اقرار کر دیا کہ میں عیب  
 پر راضی ہو گیا تھا یا میں نے بائع کو اس سے بری کر دیا تھا یا جب سے دیکھا ہے۔ تب سے اُسکو کبھی بیع کے واسطے پیش  
 کیا ہے تو اس کو بائع کو واپس نہیں دے سکتا ہے جیسا وکیل خاص کا حکم ہے۔ لیکن جبکہ اس کو بائع کو واپس  
 کرنا ممکن نہ ہوا تو یہ غلام مضاربہ میں رہیگا اور مضارب کے ذمہ نہ پڑیگا۔ اور کتاب الوکالت میں وکیل خاص کا

یہ حکم لکھا ہے کہ اگر وہ عیب پر راضی ہو واپس اگر قبل قبضہ کے راضی ہو تو موکل کے ذمہ پڑے گا اور اگر بعد قبضہ کے راضی ہو اسے تو وکیل کے ذمہ پڑے گا لیکن اگر موکل اسکو عیب داری لینا چاہے تو لے سکتا ہے اور مضارب میں ان دونوں کی تفصیل نہیں مذکور ہے پس بعض مشائخ نے فرمایا کہ جیسا حکم تفصیلی وکیل خاص میں ہو وہی مضارب میں بھی ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ بخلاف وکیل خاص کے ہے یعنی جب مضارب عیب پر راضی ہو تو وہ ہر حال میں مضارب بت میں رہے گا خواہ قبضہ سے پہلے عیب پر راضی ہو یا اس کے بعد راضی ہو۔ اور اگر بائع نے رب المال پر دعویٰ کیا کہ رب المال عیب پر راضی ہو گیا ہے اور مضارب نے انکار کیا اور مدعی نے رب المال اور مضارب سے اس قسم یعنی چاہی تو دونوں میں سے کسی سے قسم نہیں لے سکتا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مضارب نے ایسا غلام خریدنا جسکو اس نے نہیں دیکھا اور رب المال نے دیکھا ہے تو مضارب کو اختیار ہے کہ اپنے دیکھنے پر اسے واپس کر دے۔ اور اگر مضارب نے اسکو دیکھ لیا ہے پھر خرید کیا تو دونوں میں سے کسی کو اختیار رویت نہ ہوگا۔ اگر چہ رب المال نے اس کو نہ دیکھا ہو۔ اور اگر مضارب کے خریدنے سے پہلے رب المال کو معلوم ہو گیا کہ وہ غلام کا نام ہے پھر مضارب نے اسکو خریدنا حالانکہ خود یہ عیب نہیں جانتا ہے تو اسکو اختیار ہے کہ سبب عیب کے واپس کرے اور جو شخص کسی غیر معین غلام کے ہزار درم کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا گیا وہ سب امور مذکورہ بالا میں مثل مضارب کے ہے۔ اور اگر کسی شخص نے مال مضاربت اس شرط سے دیا کہ فلاں شخص کا غلام خاص خریدے۔ پھر فروخت کرے پھر مضارب نے اس کو خریدنا حالانکہ نہیں دیکھا ہے اور رب المال اس کو دیکھ چکا ہے تو مضارب کو اس میں اختیار رویت نہ ہوگا اسی طرح اگر مضارب اسکو دیکھ چکا ہے اور رب المال نے نہیں دیکھا ہے تو یہ صورت بھی اس حکم میں شامل دل کے ہے اور اگر غلام کا نام نہ ہو اور دونوں میں سے کوئی یہ جانتا تھا تو مضارب اسکو کبھی واپس نہیں کر سکتا ہے اسی طرح اگر کسی معین غلام کے خریدنے کا وکیل ہو اور اس غلام کو موکل دیکھ چکا ہے یا اس کے عیب سے آگاہ ہو چکا ہے۔ اور وکیل نے خریدنا تو اس میں نہیں کر سکتا ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر مضارب نے کوئی مضاربت کا غلام فروخت کیا اور مشتری نے بعد قبضہ کے اس میں عیب لگایا حالانکہ عیب ایسا ہے کہ ویسا پیدا ہو سکتا ہے اور مضارب نے اقرار کر لیا کہ یہ میرے پاس کا ہے اور قاضی نے بسبب اسکے اقرار کے اسکو واپس کر دیا یا مضارب نے خود ہی بدون حکم قاضی کے قبول کر لیا یا مشتری نے اقالہ طلب کیا اور مضارب نے اقالہ کر لیا تو یہ سب رب المال پر جائز ہے۔ اور اگر مضارب نے عیب کا اقرار نہ کیا بلکہ انکار کیا پھر مشتری سے کسی شے پر اس عیب سے صلح کر لی پس اگر مصالح علیہ کی قیمت اس شے کے برابر ہو جو عیب کے حصہ میں پڑتا ہے یا زیادہ ہو مگر صرف اتنی زیادتی ہو کہ لوگ برداشت کر لیتے ہیں تو جائز ہے اور اگر اسقدر زیادہ ہو کہ لوگ برداشت نہیں کر سکتے ہیں تو جائز نہیں ہے اور کتاب میں یہ مسئلہ بلا ذکر خلاف مذکور ہے اور بعض مشائخ نے کہا ہے کہ یہ حکم صاحبین کے قول پر ہے اور امام عظیم رحمہ کے نزدیک ہر حال میں جائز ہے۔ اور بعض مشائخ نے کہا ہے کہ یہ بالاتفاق سب کا قول ہے کذا فی الذخیرہ

گیارہواں باب۔ علی الترادف آگے پیچھے دو مال مضاربت کے دینے اور ایک کو دوسرے معین ملا دینے اور مال



مضاربت کو غیر مضاربت میں ملا دینے کے بیان میں۔ **قال** محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم  
 آدھے کی مضاربت پر دیے پھر دوسرے ہزار درم بھی آدھے کی مضاربت پر دیے پس مضاربت نے پہلے اور دوسرے  
 دونوں مالوں کو ملا دیا تو اس جنس کے مسائل میں اصل و کلیہ یہ ہے کہ جب مضاربت نے رب المال کا مال رب المال سے  
 ملایا تو ضامن نہ ہوگا۔ اور اگر رب المال کا مال اپنے مال یا غیر کے مال کے ساتھ ملایا تو ضامن ہوگا اور اس مسئلہ میں  
 تین صورتیں حاصل ہیں یا تو رب المال نے دونوں مضاربوں میں اس سے کہا تھا کہ اپنی رائے سے عمل کرے یا  
 دونوں میں اسکو اجازت نہ دی تھی یا ایک میں یہ اجازت دی تھی دوسری میں نہیں دی تھی اور مضارب کا ملا دینا  
 یا تو دونوں میں نفع اٹھانے کے بعد واقع ہوا ہے یا دونوں میں نہیں یا ایک میں بدون دوسرے کے نفع اٹھانے  
 کے بعد واقع ہوا۔ پس اگر مضارب سے رب المال نے دونوں مضاربوں میں کہا یا ہو کہ اپنی رائے سے عمل کرے  
 اور اسنے ایک مال کو دوسرے مال میں ملا دیا تو ضامن نہ ہوگا۔ خواہ ان دونوں مالوں کو دونوں میں نفع اٹھانے کے بعد  
 ملایا ہو یا دونوں میں نفع اٹھانے سے پہلے یا ایک میں بدون دوسرے کے نفع اٹھانے کے بعد ملایا ہو اور اگر دونوں  
 مضاربوں میں اپنی رائے سے عمل کرنے کو نہیں کہا تھا اور اس نے دونوں مالوں میں نفع اٹھانے سے پہلے ایک کو  
 دوسرے میں ملا دیا تو کچھ ضامن نہ ہوگا۔ اور اگر دونوں میں نفع اٹھانے کے بعد ملایا ہے تو دونوں مالوں کا  
 ضامن ہوگا اور دونوں کے حصہ نفع کا بھی جو رب المال کا قبل ملانے کے تھا ضامن ہوگا۔ اور اگر ایک میں نفع  
 اٹھا یا تھا دوسرے میں نہیں اٹھا یا تھا کہ دونوں کو ملا دیا تو وہ اس مال کا ضامن ہوگا جس میں نفع نہیں اٹھا یا ہو  
 جس میں نفع اٹھا یا اسکا ضامن نہ ہوگا۔ اور اگر اسنے پہلی مضاربت میں اس سے اپنی رائے سے عمل کرنے کو  
 کہا ہے اور دوسری میں نہیں کہا ہے اور اسنے پہلے مال کو دوسرے میں ملایا تو مسئلہ چار صورتوں سے خالی نہیں  
 ہر یا تو اس نے قبل کسی میں نفع اٹھانے کے ایک کو دوسرے میں ملایا یا دونوں میں نفع اٹھانے کے بعد ملایا یا پہلے  
 میں نفع اٹھانے اور دوسرے میں قبل نفع اٹھانے کے ملایا یا دوسرے میں نفع اٹھا کر پہلے میں نفع اٹھانے سے پہلے  
 دونوں کو ملایا پس دو صورتوں میں دوسری مضاربت کے مال کا جس میں رب المال نے اس سے اپنی رائے  
 سے عمل کرنے کو نہیں کہا ہے ضامن ہوگا ایک یہ ہے کہ جب دونوں میں نفع اٹھانے کے بعد ملایا اور دوسری یہ ہے  
 کہ جب پہلی مضاربت کے مال میں جس میں رب المال نے اپنی رائے سے عمل کرنے کی اجازت دی ہو نفع اٹھا کر دوسری  
 مضاربت کے مال سے بدون دوسرے میں نفع اٹھانے کے ملا دیا ہو تو پہلی مضاربت کے مال کا ضامن نہ ہوگا دوسری  
 کے مال کا ضامن ہوگا اور دو صورتوں میں پہلی اور دوسری دونوں مضاربت کے مال کا ضامن نہ ہوگا۔ ایک یہ کہ  
 دونوں مالوں کو دونوں میں نفع اٹھانے سے پہلے ملا دیا اور دوسری یہ کہ مال ثانیہ میں جس میں اپنی رائے سے عمل  
 کرنے کو نہیں کہا ہے نفع حاصل کیا اور جس میں رائے سے عمل کرنا کہنا ہے یعنی پہلی میں نفع نہیں اٹھا یا اور دونوں کو  
 ملا دیا۔ اور اگر دوسری مضاربت میں اس سے اپنی رائے سے عمل کرنے کو کہا اور پہلی میں نہ کہا ہو تو بھی جیسا پہلے بیان کیا  
 مسئلہ چار صورتوں سے خالی نہیں ہے اور ان میں سے دو صورتوں میں پہلی مضاربت کے مال کا ضامن نہ ہوگا دوسری

مضاربہ کا ضامن نہ ہوگا ایک یہ ہے کہ دونوں مالوں کو دونوں میں نفع اٹھانے کے بعد ملایا دوسری یہ کہ صرف دوسری مضاربہ میں جس میں اسے سے عمل کرتے کو کہا ہے نفع اٹھا کر ملا دیا ہو اور ان میں سے دو چوں میں کسی مال کا ضامن نہ ہوگا وہ دونوں یہ ہیں کہ دونوں میں نفع نہیں اٹھا یا اور قبل نفع اٹھانے کے غلط کر دیا یا دوسری میں نفع نہیں اٹھا یا پہلی میں نفع حاصل کر کے ملایا یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کو مال مضاربہ دیا اور اس سے اسے سے عمل کرنے کو نہیں کہا اور مضارب نے مال کسی شخص کو دیا اور کہا کہ اپنے اس مال سے یا میرے اس مال سے ملا کر دونوں سے کام کر پس اس شخص نے لے لیا لیکن ہنوز نہیں ملا یا تھا کہ اس کے پاس سے ضائع ہو گیا تو مضارب پر یا اس شخص پر جسے اس سے لیا ہے ضمان نہیں آتی ہے کیونکہ وہ مال اُسکے ہاتھ میں جب تک نہ ملاوے بمنزلہ ودیعت کے ہے اور مطلق عقد سے مضارب و ودیعت دینے یا بیعت دینے کا مالک ہوتا ہے پس مضارب دینے سے مخالفت نہ ہو جائے گا اور لینے والا جب تک نہ ملاوے تب تک فقط لے لینے سے غاصب نہ ہو جائے گا یہ مبسوط میں ہو اگر کسی کو ہزار درم آدھے کی مضاربہ میں اور ہزار درم تہائی کی مضاربہ میں دیے اور دونوں میں اس سے اپنی رائے سے عمل کرنے کو نہیں کہا پس مضارب نے دونوں کو ملا دیا اور ہنوز کچھ کام نہیں کیا تھا پھر کام شروع کیا تو اس پر ضمان نہ ہوگی اور دونوں آدھے نفع کو نصفاً نصف اور آدھے کو تین تہائی تقسیم کر لیں گے اور اگر ملانے سے پہلے ایک میں نفع اور دوسرے میں گھٹی اٹھا لی تو گھٹی میں وہ مال داخل نہ ہوگا جس میں نفع ہے کیونکہ یہ مضاربہ تین دوہین پھر اگر اُسکے بعد دونوں کو ملا دیا تو اس مال کا جس میں گھٹی ہو ضامن ہوگا اور جس میں نفع اٹھا یا ہے اُسکا ضامن نہ ہوگا پھر اگر گھٹی کے مال میں نفع اٹھا یا تو وہ مضارب کا ہے اور امام عظیم رحم و امام محمد کے نزدیک اسکو صدقہ کرنے یہ محیط خسری میں ہے۔ اگر کسی شخص کو ہزار درم آدھے کی مضاربہ پر دے کہ اُس میں اپنی رائے سے عمل کرے تو اسنے اس میں ہزار درم کا نفع اٹھا یا پھر رب المال نے دوسرے کو دوسرے ہزار درم آدھے نفع کی مضاربہ پر دیے کہ اس میں اپنی رائے سے عمل کرے پھر پہلے مضاربہ دونوں ہزار درم کسی شخص کو تہائی نفع پر دیے کہ اپنی رائے سے عمل کرے اور دوسرے مضاربہ نے بھی اُس شخص کو ہزار درم مضاربہ کے تہائی نفع پر دیے کہ اپنی رائے سے عمل کرے اُسنے ان ہزار کو پہلے کے دونوں ہزار سے ملا دیا تو اس پر کچھ ضمان نہیں ہو پھر اگر ان سب پر ایک ہزار کا نفع اٹھا یا تو ایک تہائی خود لے لے اور باقی دو تہائی دونوں مضاربوں کو دیدے کہ وہ دونوں باہم بحساب اپنے مال کے تین حصہ کر کے تقسیم کر لیں یعنی اس میں سے دو تہائی پہلا مضارب لے اور ایک تہائی دوسرا لے پھر جب پہلے مضارب نے اس میں سے دو تہائی لیا تو رب المال کو اُسکے راس المال کے ہزار درم دیدے اور جو خود مضارب نے نفع حاصل کیا تھا یعنی ہزار درم اس میں سے نصف یعنی پانچ سو درم رب المال کو دے اور پانچ سو درم خود لے اور جو مضارب کے مضارب نے اس کو نفع دیا ہے یعنی دو تہائی ہزار کی دو تہائی اس میں سے رب المال تین چوتھائی لے لے گا اور باقی ایک چوتھائی مضارب کے پاس رہ جائے گی وہ اس کی ہوگی۔ اور دوسرا مضارب بھی اپنے مضارب سے دو تہائی ہزار کی تہائی لے لے گا اور رب المال کو اس کے ہزار درم راس المال کے دیدے پھر اس نفع کے چار حصہ کر کے تین چوتھائی رب المال کو دے گا

اور ایک چوتھائی خود لیکنا یوں باہم تقسیم کر لینگے۔ اور اگر مضارب اول نے جو وقت اپنے مضارب کو تہائی نفع پر مال دیا اور اپنی رائے سے کام کرنے کی اجازت دی تھی خود کچھ نفع حاصل نہ کیا تھا پھر اسکے مضارب نے کام کر کے ہزار درم نفع پائے پھر دوسرے مضارب نے اُسی شخص کو ہزار درم اپنی مضاربت کے بھی تہائی کے نفع پر دیے اور اپنی رائے سے کام کرنے کی اجازت دیدی پھر اس شخص نے دونوں ہزار کے ساتھ ایک ہزار کو ملا دیا اور کام کیا اور ایک ہزار نفع اٹھائے تو نفع اور نقصان باعتبار مال کے تین ٹکڑے کیا جاوے گا تین ہزار درم کے حصہ میں ایک ٹکڑہ ۱۱ یعنی مثلاً تہائی نفع پڑیگا اور ایک ہزار دوسرے مضارب کے ہیں پس اس تہائی میں سے دوسرے مضارب کا مضارب اپنا حصہ نفع یعنی تہائی کا تہائی لے لے گا اور باقی مضارب کو دے گا پھر مضارب سے رب المال اپنا اس مال لے لے گا اور باقی نفع دونوں میں چار حصہ ہو کر تین چوتھائی رب المال کو اور ایک چوتھائی مضارب کو ملے گا۔ اور دو ہزار کے حصہ میں دو ٹکڑے یعنی دو تہائی ہزار آدین کے پس ان دو تہائی ہزار میں سے اور نیز پہلے ایک ہزار نفع میں سے وہ شخص یعنی پہلے مضارب کا مضارب اپنا حصہ یعنی ایک تہائی تقسیم کر لینگا اور باقی نفع مع ایک ہزار اس مال کے مضارب اول کے پاس آیا اس میں سے رب المال اپنا اس مال ہزار درم لے لینگا اور باقی نفع کے چار حصے ہو کر تین چوتھائی رب المال کو اور ایک چوتھائی مضارب کو ملے گی یہ بسوٹ میں ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر باین اجازت دیے کہ اپنی رائے سے عمل کرے اُس نے کام کر کے ہزار درم نفع پائے پھر دوسرے ہزار درم تہائی کی مضاربت پر اس اجازت سے کہ اپنی رائے سے کام کرے دیدیے اس نے ان ہزار میں سے پانچ سو درم پہلی مضاربت میں ملا دیے اور بعد ملانے کے ہزار درم تلف ہو گئے تو یہ تلف ہونے والے پہلے مال کا نفع قرار دیے جاوین گے اور ایسا ہو جاوے گا کہ گویا اُس نے نفع نہیں اٹھایا ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہزار درم اس کل میں سے حساب سے تلف شدہ قرار پاوین گے یعنی پانچ حصہ کر کے چار پانچویں پہلے مال سے اور ایک پانچواں حصہ دوسرے مال سے قرار دیا جائے گا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر تلف نہ ہوے بلکہ اُس نے ملا کر کام کیا یہاں تک کہ دوسرا ایک ہزار درم نفع پائے تو اس نفع کا پانچواں حصہ دوسری مضاربت کے درمون کا اور چار پانچویں حصہ پہلی مضاربت میں قرار پاوین گے یہ محیط خرسی میں ہے۔ اور اگر کسی کو ہزار درم مضاربت میں دیے پس مضارب نے ان ہزار درم سے اور اپنے پاس سے ہزار درم سے ایک باندی خریدی پھر خریدنے کے بعد دام دینے سے پہلے دونوں ہزار ایک دوسرے میں ملا کر دام دیدیے تو وہ ضامن نہ ہوگا پھر اگر اُس کے بعد اس نے وہ باندی فروخت کر دی اور ملا ہوا ثمن وصول کیا تو اس میں بھی اُس پر ضمان نہیں ہے اور اس کو اختیار ہے کہ پھر ثمن سے خرید و فروخت کرے پس اس میں سے نصف یعنی اس قدر حصہ ثمن باندی کا جو اس نے مال مضاربت سے خریدا ہے مضاربت میں ہوگا اور نصف ثمن کا یعنی اس قدر حصہ ثمن باندی کا جو اپنے مال سے خریدا ہے اُس کا ہوگا اور اگر بدون موجودگی رب المال کے مضارب نے مال تقسیم کیا تو قسمت باطل ہے۔ اور اگر مضارب نے ہزار درم مضاربت کے لیکر قبل اس کے کہ اُس کے عوض کوئی چیز خریدے اپنے مال سے ہزار درم کے ساتھ ملا دیے پھر ان سے کوئی چیز

خریدی تو خرید اسی کی ذات کے واسطے ہوگی اور رب المال کے واسطے ہزار کا ضامن ہوگا۔ اور اگر اس نے مال مضاربت کے عوض خریدنے کے بعد مال میں اپنا مال ملا دیا اور ہزار اس نے خریدی ہوئی چیز کے دام بائع کو نہ دیے تھے کہ اس کے پاس سے مال ضائع ہوا تو ہزار درم مضاربت کا ضامن ہوگا اور جو کچھ اُسے بائع کو دینا پڑے گا اپنے مال سے دے گا اور رب المال سے کچھ نہیں لے سکتا ہے اور جب اُس نے باندی پر قبضہ کر لیا تو آدھی باندی مضاربت میں ہوگی اور آدھی اس کی ہوگی کذا فی المبسوط۔ اگر چلے مضاربت ٹوٹ گئی کیونکہ مضاربت قائم رہنے کی شرط یہ ہے کہ اس مال اُس کے پاس امانت میں ہو یہ محیط سرخی میں ہے اور اگر مضارب نے کسی دوسرے شخص کے ساتھ ہزار درم مضاربت سے اور ہزار درم اس شخص کے پاس سے ایک باندی خریدی اور دونوں ہزار کے ملانے سے پہلے دام ادا کر دیے پھر دونوں نے باندی پر قبضہ کیا تو آدھی باندی مضاربت کی اور آدھی اس شخص کی ہوگی پھر اگر دونوں نے ایک ہی شے سے اس باندی کو فروخت کیا اور ملا ہوا شے وصول کیا تو جائز ہے اور مضارب ضمان آوے گی پھر اگر مضارب نے اس شخص سے دام بٹوایا ہے تو یہ بٹوارہ رب المال پر جائز ہے۔ پھر اگر بعد تقسیم کر لینے کے مال مضاربت کو اس شخص کے مال سے ملا دیا تو مضارب مال مضاربت کا ضامن ہوگا۔ اور اگر مضارب نے مال مضاربت کے ساتھ رب المال کی اجازت سے دوسرے سے شرکت کر لی پھر مضارب نے شریک سے کہا کہ میں نے تجھے باہمی بٹوارہ کر لیا ہے اور یہ جو میرے پاس ہے یہ مضاربت کا ہے اور دوسرے نے تکذیب کی تو قسم سے شریک کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط میں ہے **قال** مجروح فی الجامع ایک شخص نے دوسرے کو سود دینا جنکی قیمت وٹیر ہزار درم ہو دیے اور کہا کہ اسے اور اپنے پاس سے ایک ہزار سے کام کر اس شرط سے کہ نفع ہم دونوں میں برابر تقسیم ہو تو یہ جائز ہے اور اگر نفع میں یہ شرط نہ ہوتی تو نفع دونوں میں پانچ حصہ ہو کر بقدر دونوں مالوں کے دونوں کو تقسیم ہوتا۔ **قلت** یعنی تین حصہ رب المال کو اور دو حصہ مضارب کو ملتے۔ اور جب باہم آدھے آدھے کی شرط ہوئی تو گویا دینار والے سے چھٹے حصہ کی شرط ہوئی پس یہ مضاربت چھٹے حصہ نفع پر ہے۔ اور یہ صورت اگرچہ شرکت کے طور پر ہے کیونکہ مال دینے کی شرط دونوں طرف سے کی گئی ہے و لیکن شرط کی تصحیح اسوجہ سے ممکن نہیں ہے کہ کام کر نیکی شرط دونوں نے صرف اسی کی طرف کی ہے جسکو مال دیا ہے۔ اور شرکت میں دونوں پر کام کرنے کی شرط ہوتی ہے پس یہ عقد صورت میں شرکت معلوم ہوتا ہے اور معنی میں مضاربت ہے اور دینار والے کا یہ کہنا کہ اپنے مال سے ایک ہزار سے کام کر اسکا فائدہ یہ ہے کہ اگر مضارب اپنے مال سے اسکو ملا دے تو مضارب کے ذمہ سے ضمان دور ہو جاوے۔ اور جب یہ عقد حق دینار میں مضاربت ہوا تو ان کا سپرد کرنا اور حاضر کرنا شرط ہوا اور اگر کوئی مال قبل خرید واقع ہونے کے تلف ہوا تو اس کے مالک کا تلف ہوا مگر بات یہ ہے کہ اگر دینار تلف ہو جاوے تو مضارب باطل ہو جاوے گی اور اگر درم تلف ہو جاوے تو مضارب اپنے حال پر رہے گی پھر اگر دیناروں کی قیمت گھٹ گئی اور ایک ہزار رہ گئی پھر مضارب نے اُنکے عوض اور اپنے مال سے ہزار درم کے عوض ایک باندی خریدی اور باندی کو ہزار درم نفع پر فروخت کیا تو ہر ایک مال کا نفع پانچ سو درم ہوگا مگر

ملہ یعنی مال مضاربت ضامن ہونا جائز ہے یا نہ ہے نصف باندی مضاربت میں ہوگی

مال دینار کا نفع جو پانچ سو درم ہوں گے موافق شرط کے اس کے چھ حصے کر کے پانچ چھٹے حصہ مالک دینار کو دے دیے  
جاوین گے اور چھٹا حصہ درم والے کو ملے گا۔ اور درم ہون کے جو پانچ سو درم نفع ہیں وہ مالک درم کو خاصۃً ملے گا  
اور اگر مضارب نے ہر مال سے ایک اسباب علیحدہ خریدا پھر جو درم ہوں گے خرید اسے اس کو فروخت کیا اور کچھ نفع نہ  
پایا اور جو دیناروں سے خرید اسے اس کو فروخت کر کے پانچ سو درم نفع اٹھایا تو موافق شرط کے اس کو اس نفع میں سے  
چھٹا حصہ ملے گا۔ اور اگر دیناروں سے خریدے ہوئے اسباب کے فروخت میں کچھ نفع نہ پایا اور جو درم ہوں گے  
خرید اسے اس میں پانچ سو درم نفع اٹھایا تو کل نفع مالک درم یعنی مضارب کو ملیگا اور اگر دیناروں کی قیمت ہستدر  
گھٹی کہ آٹھ سو ہو گئی پھر مضارب نے دیناروں اور اپنے درم ہوں گے ایک غلام خریدا تو مضارب کو اس میں سے نو حصوں  
میں سے پانچ حصہ ملیگے اور باقی چار حصہ مضاربت میں رہیں گے پس اگر مضارب نے وہ غلام فروخت کیا اور اس میں  
نفع اٹھایا تو ثمن میں سے ہر ایک اپنا اپنا راس المال لے لیگا پھر اس میں سے مضارب پانچ نوین حصہ نفع کے خاصۃً اپنے  
مال کے نکال لیگا۔ اور باقی چار نوین حصہ مضاربت میں رہیں گے وہ دونوں کو چھ حصہ ہو کر موافق شرط کے تقسیم ہوں گے  
اور اگر مضارب نے اس غلام کو فروخت نہ کیا یا تنک کہ دیناروں کی قیمت ہزار درم ہو گئی پھر اس کو تین ہزار کو فروخت  
کیا تو دونوں اس ثمن کے نو حصہ کریں گے ان میں سے پانچ حصہ یعنی ایک ہزار چھ سو چھیاسٹھ درم دو تہائی درم  
مضارب کے پاس آوے گی جس میں ایک ہزار اسکا راس المال ہو اور باقی خاصۃً اسی کا نفع ہو اور باقی چار حصہ یعنی ایک ہزار  
تین سو تینتیس درم اور ایک تہائی درم مضاربت میں ہونگے کہ جس میں سے ایک ہزار درم راس المال کے ہوں گے  
اور باقی دونوں میں چھ حصہ ہو کر نفع تقسیم ہو گا یہ محیط میں ہے

**باب مضارب کے نفقہ کے بیان میں۔** اگر مضارب نے شہر میں کام کیا تو اسکا نفقہ راس المال میں  
نہیں ہو اور اگر اس نے سفر کیا تو اسکا کھانا و پینا و سواری خواہ خرید سے یا کرایہ سے مال مضاربت میں رکھی جاوے گی  
پھر اگر اس کے پاس کچھ باقی رہی ہو جبکہ اپنے شہر میں آ جاوے تو اسکو مضاربت میں ڈالے اور اگر اسکا کلنا سفر  
سے کم ہو پس اگر اتنی مسافت ہو کہ صبح جاتا ہے اور شام کو چلا آتا ہے اور اپنے اہل و عیال میں رات بسر کرتا ہے  
تو وہ بمنزلہ شہر کے بازار یوں کے ہے کہ جو شہر میں فروخت کرتے ہیں اور اگر ایسا ہے کہ اپنے گھر میں اہل و عیال کے  
ساتھ رات نہیں بسر کرتا ہے تو اسکا نفقہ مال مضاربت میں قرار دیا جائیگا۔ کذا فی الہدایۃ۔ اور رامتہ ضرورت میں  
جو صرف ہو وہ نفقہ ہے اور وہ کھانا و پانی و کپڑا و بچہ و ناد سواری و ٹٹو کا چارہ ہے۔ کذا فی محیط السخسی و انرا بحکمہ  
کپڑے دھو لائی اور مقام ضرورت میں تیل اور حمام کا کرایہ اور حجامت نبوالی ہے اور ان سب میں اسکو اجازت  
مطلق بطور معروف کے ہوگی حتی کہ اگر معروف طور سے خرچ نہ کیا تو زیادتی کا ضامن ہوگا۔ یہ کافی میں ہے۔ اور  
امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ان سے گوشت کو دریافت کیا گیا فرمایا کہ جس طرح کھا تا تھا کھاوے یہ ذخیرہ میں ہے  
ولیکن دوا اور بچھنے دلوئے اور سرمہ وغیرہ کا صرف اس کے ذاتی مال سے ہو گا مال مضاربت سے نہ ہوگا۔ اسی طرح  
وطی کرنے کی اور خدمت کی باندی کا ثمن کا حساب مضاربت میں نہ لگایا جاوے گا اور اگر کسی شخص کو مزدور کر لیا کہ وہ

سفر میں انکی خدمت کرتا ہے اور جس شہر میں اترتا ہے وہاں اُسکے لیے روٹی سالن پکاتا ہوا اور اُسکے کپڑے دھوتا ہے اور جو کام ضروری ہے سب کرتا ہے تو اُسکا حساب مضاربت میں کیا جاوے گا اسی طرح اگر اس کے ساتھ اُسکے چند غلام ہوں کہ مال مضاربت میں کام دیتے ہیں تو وہ لوگ بھی بمنزلہ اسی مزدور کے ہوں گے اور ان کا نفقہ مال مضاربت میں ہوگا۔ اسی طرح اگر مضارب کے چوپائے ہوں کہ انپر مضاربت کا مال لاد کر کسی شہر کو لیجاتا ہے تو اُسکا چارہ بھی جب تک وہ اس کام میں ہیں مال مضاربت سے دیا جاوے گا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر رب المال نے اپنے غلاموں یا چوپائوں سے سفر میں اس کی اعانت کی تو مضاربت قاسد نہ ہوگی اور ان غلاموں و چوپائوں کا نفقہ خود رب المال پر ہوگا مال مضاربت میں نہ ہوگا اور اگر مضارب نے بلا اجازت رب المال کے اُن کو نفقہ دیا تو اپنے مال سے ضمان دیکھا محیط شخصی میں ہے اور جب وہ ضمان قرار پایا پس اگر اس نے مال میں کچھ نفع اٹھایا تو پہلے رب المال اپنا راس المال سب لے لیگا اور جو باقی رہا وہ دونوں میں موافق شرط کے نفع تقسیم ہوگا پھر جو نفع حصہ مضارب میں آیا ہے وہ اس مال میں محسوب کیا جاوے گا جو اُسپر ضمان ہے پس اگر اُسکے حصہ کا نفع اس مال سے جو اُسپر ضمان ہے کم ہوے تو مضارب بقدر کمی کے رب المال کو پورا کر دے گا اور اگر اُسکا حصہ نفع مال مضمون سے زیادہ ہو تو بقدر ضمان کے کاٹ کر باقی پورے حصہ تک نفع اُسکو دیدیا جاوے گا۔ اور اگر رب المال نے اُسکو حکم دیا کہ میرے غلاموں و چوپائوں کو نفقہ دے تو یہ اسکے مال مضاربت میں محسوب ہوگا یعنی اصل مال رب المال میں حساب کیا جاوے گا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اس نے باوجود اجازت رب المال کے غلاموں و چوپائوں کے نفقہ میں اسراف و زیادتی کر دی تو اس مال میں سے فقط نفقہ مثل کا حساب کیا جاوے گا یعنی اسراف و زیادتی کا حساب نہ کیا جاوے گا یہ محیط شخصی و مبسوط میں ہے اور اس نفقہ کا حساب کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اگر راس المال میں نفع ہو تو پہلے نفع میں سے محسوب کیا جاوے گا کیونکہ نفقہ جز و تلف شدہ ہے اور اصل تلف شدہ میں یہ ہے کہ نفع کی طرف پھیرا جاوے اور اگر نفع نہ ہو تو راس المال میں محسوب ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مضارب نے اپنے مال سے خرچ کیا یا مضارب پر ادھار لیا ہو تو یہ مضاربت میں لے لیگا۔ اس طرح کہ پہلے راس المال کا لکھ پھر دوسری مرتبہ نفقہ محسوب کرے پھر نفع تقسیم ہوگا اور اگر مال مضاربت تلف ہو گیا تو رب المال سے کچھ نفقہ واپس نہیں لے سکتا یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر مضارب نے قبل خرید و فروخت کے راس المال میں سے کچھ اپنی ذات پر صرف کیا تو رب المال اس سے اپنا راس المال بھر پورے لیگا یہ محیط شخصی میں ہے۔ اور اگر متاع مضاربت لادنے کے واسطے کوئی جانور خریدا یا مضارب کے واسطے اناج خریدا اور دام دینے سے پہلے راس المال تلف ہو گیا تو رب المال سے دوبارہ لے لیگا یہ مبسوط میں ہے اور اگر اپنا کھانا کپڑا تیل خریدا یا سواری کرایہ کی پھر راس المال ضائع ہو گیا تو رب المال سے کچھ نہیں لے سکتا ہے یہ محیط شخصی میں ہے اور اگر مضارب کے اہل و عیال کو فہم میں بھی ہوں اور اُسکے اہل و عیال بصرہ میں بھی ہوں اور دونوں جگہ اُسکا وطن ہو پھر وہ راس المال لیکر کوفہ سے بصرہ کو چلا تا کہ وہاں تجارت کرے تو وہ راستے بھر مال مضارب سے اپنا نفقہ لیگا اور جب بصرہ میں داخل ہو گیا تو جب تک وہاں رہے اُسکا نفقہ اُسکے ذمہ ہے پھر جب وہاں سے

کوفہ کو لوٹ چلا تو راستہ میں نفقہ مال مضاربت سے لگا۔ اور اگر مضارب کے اہل یہاں کوفہ میں ہوں اور رب المال کے بصرہ میں ہوں اور رب المال کے ساتھ وہ بصرہ کو تجارت کے واسطے چلا تو راستہ میں اور بصرہ میں اور بصرہ سے لوٹ کر راہ میں اسکا نفقہ مال مضاربت سے ہوگا یہ مبسوط میں ہو اور اگر کسی شخص نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت میں دیے حالانکہ دونوں کوفہ میں موجود ہیں و لیکن کوفہ مضارب کا وطن نہیں ہے تو جب تک مضارب کوفہ میں ہو اسکا نفقہ اس کی ذات پر ہے۔ پھر اگر مال مضاربت لیکر سفر کر گیا پھر لوٹ کر تجارت کی غرض سے کوفہ میں آیا تو جب تک کوفہ میں ہو اسکا نفقہ مال مضاربت سے ہوگا اور کوفہ اور دوسرے شہر اسکے حق میں یکساں ہوں گے۔ یہ محیط میں ہو۔ پھر اگر اس نے کوفہ میں کسی عورت سے نکاح کر لیا اور اسکو وطن بنا لیا تو مال مضارب سے اسکا نفقہ ہونا باطل ہو گیا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر مضارب مال مضاربت لیکر تجارت کی کوئی چیز خریدا کے واسطے کسی شہر کو گیا اور وہاں پہونچ کر کچھ نہ خریدا یہاں تک کہ پھر اپنے شہر کو واپس آیا اور مال میں سے اپنے نفقہ میں خرچ کیا ہو تو یہ نفقہ مال مضاربت میں قرار دیا جائیگا۔ یہ محیط میں ہو۔ اگر کسی شخص کو مال مضاربت دیا اور حکم کیا کہ اپنی رائے سے عمل کرے پس مضارب نے دوسرے کو مضاربت میں دیا وہ مال لیکر کسی شہر کو خرید و فروخت کے واسطے سفر کر گیا تو اس کا نفقہ مضاربت میں ہوگا کیونکہ وہ بمنزلہ مضارب دل کے ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر مضارب نے کسی شہر میں اقامت کی نیت کر لی تو نفقہ اسکا مال مضاربت سے رہیگا اور اقامت کی نیت سے اسوقت مضاربت سے نہیں رہتا ہے کہ جب اپنے شہر میں اقامت کرے یا کسی شہر کو دارالاقامت بنائے یعنی وطن قرار دے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر مضارب نے مال مضاربت کسی شخص کو بیضاعت میں دیا تو مستبضع یعنی بیضاعت لینے والے کا نفقہ مال مضاربت میں ہوگا۔ اور اگر مضارب نے رب المال کو بیضاعت دیا اس نے کام کیا تو یہ مضاربت میں رہے گا اور نفقہ دونوں میں موافق شرط کے تقسیم ہوگا اور رب المال کا نفقہ مضاربت میں ہوگا یہ مبسوط میں ہے اور اگر مضارب نے مال مضاربت لیکر اور اپنا مال لیکر سفر کیا تو نفقہ دونوں مالوں پر تقسیم کیا جائیگا خواہ اس نے دونوں مالوں کو ملا ہوا یا نہ ملا ہوا ہو خواہ رب المال نے اس سے اپنی رائے سے عمل کرنے کو کہا ہو یا نہ کہا ہو اور مقدار سفر یا اس سے کم دو تو ان اس باب میں برابر ہیں بشرطیکہ اپنے اہل و عیال میں رات بسر نہ کرتا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اسی طرح اگر دو شخصوں کا مال مضاربت لیکر اس نے سفر کیا تو اسکا نفقہ دونوں کے مالوں کی مقدار پر ہوگا۔ اور اگر ایک مال بیضاعت کا ہو تو اسکا نفقہ مال مضاربت سے ہوگا الا اس صورت میں کہ بیضاعت کا کام کرنے کے واسطے فارغ ہو آئے ہو تو اپنا ذاتی مال خرچ کرے بیضاعت میں سے خرچ نہ کرے (اور نہ مضاربت میں سے خرچ کرے) و لیکن اگر صاحب بیضاعت نے اس کو اجازت دیدی ہو تو بیضاعت میں سے خرچ کرے۔ یہ محیط شری میں ہے۔ **قال** محمد بن الزیادات ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پس مضارب نے اس کے عوض ایک باندی جو ہزار درم قیمت کی ہو خریدی اور باندی کے نفقہ کی ضرورت ہوئی تو اس کا نفقہ رب المال پر واجب ہوگا اور مضارب کے حصہ میں اسکا نفقہ نہ لگایا جائیگا اور یہی ظاہر الروایت ہے اور حسن رحمہ نے امام عظیم

۱۰ یعنی سہ ماہی تزیین کو مال دیا تو مال مضارب سے نفقہ نہ ہوگا بلکہ مال بیضاعت سے نفقہ نہ ہوگا بلکہ مال بیضاعت سے نفقہ نہ ہوگا بلکہ مال بیضاعت سے نفقہ نہ ہوگا



روایت کی ہے کہ اس کا نفقہ رب المال و مضارب دونوں پر تقدیران کی ملک کے ہوگا یہ محیط میں ہے اگر مضارب کسی شہر میں آیا اور کوئی چیز خریدی پھر رب المال مر گیا اور اسکو خیر نہیں ہی پھر متاع کو کسی دوسرے شہر میں لایا تو مضارب کا نفقہ اُسکے ذاتی مال سے ہوگا اور جو راہ میں تلف ہوا اُسکا ضامن ہے اور اگر صحیح سالم بچ گئی تو متاع کا فروخت کرنا جائز ہے کیونکہ حق بیع میں مضاربت باقی ہے یہ وجہ کر درمی میں ہو۔ اور اگر مضارب متاع کو لیکر رب المال کے مرنے سے پہلے اس شہر سے باہر ہوا تو متاع ہونے کا وہ ضامن نہ ہوگا۔ اور سفر کا نفقہ مال سے ہوگا یہاں تک کہ شہر میں پہنچ جاوے اور متاع کو پال سے فروخت کر دے یہ بیسوط میں ہے۔ اور اگر مضارب راستہ میں ہو اور رب المال نے ایک اپنی بھیج کر اس کو سفر سے منع کر دیا یا رب المال مر گیا تو اسکو اختیار ہے جس شہر کی طرف چاہے توجہ کرے اور اُس کا نفقہ مال مضاربت میں ہوگا لیکن اگر مال مضاربت نقدی ہو حالانکہ وہ شہر یا راستہ میں ہے پھر رب المال کے شہر کے سوا دوسرے شہر کی طرف نکلا تو ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر رب المال مر گیا اور حالیکہ مضارب رب المال کے شہر کے سوا دوسرے شہر میں ہے اور مضارب متاع اُسکے پاس ہو۔ پھر اُسکو لیکر رب المال کے شہر کی طرف چلا تو استحساناً سپر تلف ہونے کی ضمانت میں ہے اور نفقہ مضاربت سے واجب ہے یہاں تک کہ رب المال کے شہر میں پہنچ جاوے۔ اسی طرح اگر رب المال زندہ ہو اور اس نے اپنی بھیج کر مضارب کو خرید و فروخت سے منع کر دیا حالانکہ اس کے پاس متاع تجارت موجود ہے پھر وہ اُسکو لیکر رب المال کے شہر کی طرف نکلا تو سفر میں اگر متاع تلف ہو جاوے تو استحساناً ضمان نہ ہوگی اور استحساناً اس کا نفقہ مال مضاربت سے ہوگا۔ اور اگر مال مضاربت سے اس کے پاس نقدی درم و دینار ہوں اور رب المال مر گیا اور حالیکہ مضارب دوسرے شہر میں موجود ہے یا کوئی اپنی بھیج کر رب المال نے اسکو خرید و فروخت سے منع کر دیا پھر مضارب مال لیکر رب المال کے شہر کی طرف متوجہ ہو اور مال راستہ میں تلف ہو گیا تو اُسپر ضمان نہیں ہے اور اگر سالم بچ کر آیا اور اس میں سے مضارب نے راہ میں اپنی ذات پر خرچ کیا تو وہ نفقہ کا ضامن ہوگا یہ بیسوط میں ہے۔ اگر مضارب نے ہزار درم مضارب اور ہزار درم اپنے مال سے ایک غلام خرید اور اُسپر کچھ خرچ کیا تو اس نے تطویر و احسان کیا اور اگر اُس نے قاضی کے سامنے پیش کر کے حکم قاضی اُسپر کچھ خرچ کیا تو دونوں پر تقدیر ہر ایک کے راس المال کے واجب ہوگا کذا فی المحامی۔ اور جو مضاربیت فاسد ہو اُس میں مضارب کا نفقہ مال مضاربت میں نہ ہوگا پس اگر اس نے اپنی ذات پر خرچ کیا تو اُسکے کام کا جواز المثل اُسکو چاہئے اس میں محسوب کر لیا جائیگا اور جو باقی بچے گا وہ اُسکو ملے گا اور اگر زیادہ خرچ کیا ہے تو بقدر زیادتی کے مضارب سے لیا جائیگا یہ بیسوط میں ہے

**تیرھواں باب** مضاربت کے غلام کے آزاد کرنے اور مکاتب کی باندی کے بچہ کی دعوت نسب کے بیان میں۔ اگر مضارب نے مضاربیت کا غلام آزاد کیا پس یا تو مضاربیت میں نفع ہوگا یا نہ ہوگا اور یا غلام کی قیمت میں راس المال پر زیادتی ہوگی یا نہ ہوگی۔ پس اگر مضاربیت میں نفع ہو تو عتق صحیح نہیں ہے اور اگر رب المال نے اس کو آزاد کیا ہو تو صحیح ہے۔ اور وہ اپنا راس المال بھر پانے والا شمار ہوگا۔ اور اگر مضاربیت میں

نفع ہزار غلام کی قیمت میں زیادتی نہ ہو مثلاً ایک غلام پانچ سو درم کو جو ہزار کی قیمت کا ہو خرید اور اس المال بھی ہزار درم  
ہیں اور مضارب نے اسکو آزاد کیا تو بھی صحیح نہیں ہو۔ کیونکہ مال مضاربیت ہر گاہ دو جنس مختلف ہوں اور قیمت  
ہر ایک کی مثل اس المال کے ہو تو ہر واحد دونوں مالوں میں سے اس المال کے ساتھ مشغول اعتبار کیا جائیگا  
گویا کہ اس کے ساتھ دوسرا نہیں ہے اور اس المال دونوں میں شائع اعتبار کیا جائیگا۔ کذا فی محیط السرخسی اور  
اگر رب المال ہی نے خود آزاد کیا ہو تو عقد جائز ہوگا اور آزاد کرنے کی وجہ سے وہ اپنے تمام مال کا بھر پائے والا  
شمار ہوگا اور پانچ سو درم نفع باقی رہے۔ وہ دونوں کو بطور تقسیم ہو جاوین گے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اس غلام کی  
قیمت میں زیادتی ہو مثلاً پانچ سو درم کو دو ہزار کا غلام خرید اور اس کو آزاد کیا تو جو چھائی میں اسکا آزاد کرنا جائز  
ہو یہ محیط سرخسی میں ہے۔ پس رب المال مضارب کے ہاتھ کے باقی پانچ سو درم اپنے اس مال میں وصول کر لینگا اور  
غلام میں سے مضارب کی ملکیت بقدر سات سو پچاس درم ہو جائیگی پس مضارب کی ملکیت غلام میں زیادہ ہو گئی  
کہ جو آزاد کرنے کے روز نہ تھی اور جو اس کی زیادتی غلام میں پیدا ہوئی ہو وہ آزاد نہ ہو جائیگی پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر  
مضارب خوش حال ہو تو رب المال کو تین طور سے اختیار حاصل ہوگا چاہے مضارب سے ایک ہزار دو سو پچاس  
درم کی ضمانت لے لے پھر مضارب کو اختیار ہوگا کہ غلام سے ایک ہزار پانچ سو درم اگر چاہے تو لے لے اور اسکی تمام ولاء  
مضارب کی ہوگی اور اگر رب المال چاہے تو غلام سے ایک ہزار دو سو پچاس درم کے واسطے سعی کرا دے اور مضارب کو  
خیار ہوگا کہ چاہے غلام سے دو سو پچاس درم کے واسطے سعی کرا دے یا چاہے تو اسقدر غلام کو آزاد کرے اور ولاء  
اُن دونوں میں آٹھ حصوں میں متقسم ہوگی پانچ حصہ رب المال کے اور تین حصہ مضارب کے ہوں گے اور اگر  
رب المال چاہے تو غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کرے اور وقت آزاد کرنے کے غلام کے پانچ حصہ آزاد ہو جاوینگے  
اور مضارب کو ایک حصہ میں اختیار باقی رہے گا اور یہ وہی ہے جو بعد آزاد کرنے کے اس کے حق میں زیادتی پیدا ہو گئی  
ہے۔ پس چاہے تو اس کو آزاد کر دے یا اس سے سعی کرا دے اور جو فضل اُس میں سے چاہے اختیار کرے مگر ولاء ان میں  
آٹھ حصوں میں تقسیم ہوگی۔ اور اگر مضارب تنگ دست ہو تو رب المال کو دو طرح کا اختیار ہوگا چاہے غلام سے  
ایک ہزار دو سو پچاس درم کے واسطے سعی کرا دے یا چاہے تو اسقدر غلام آزاد کر دے۔ اور مضارب کو بھی جسقدر  
اسکے حق میں زیادتی پیدا ہو گئی ہے اس میں خیار ہوگا اور اس کی ولاء دونوں کو آٹھ حصہ ہو کر تقسیم ہوگی جیسا کہ  
ہم نے سابق میں ذکر کیا ہے اور یہ سب امام اعظم رحمہ کا قول ہے اور صاحبین رحمہ کے نزدیک ہر گاہ مضارب نے نفع  
ہونے کی حالت میں آزاد کیا تو تمام غلام رب المال و مضارب سے آزاد ہو جائے گا پھر رب المال اپنے پانچ سو درم  
باقی اس المال کے مضارب سے وصول کر لینگا پھر مضارب سے اگر وہ خوش حال ہو تو ایک ہزار دو سو پچاس  
درم کی ضمانت لینگا۔ اور مضارب اسکو غلام سے واپس نہیں لے سکتا ہے اور اگر مضارب تنگ دست ہے تو رب المال  
غلام سے ایک ہزار دو سو پچاس درم کے واسطے سعی کراوینگا اور تمام ولاء مضارب کی ہوگی۔ یہ محیط میں ہے۔ اگر  
مضارب نے ہزار درم مضاربیت سے دو غلام خریدے ہر ایک دونوں میں سے ہزار درم قیمت کا ہے اور مضارب نے

دونوں کو آزاد کر دیا تو ہمارے نزدیک اس کا آزاد کرنا باطل ہے اور اگر اس کے بعد اس کی قیمت بڑھ جائے تو بھی عتق باطل رہا کذا فی المبسوط اور اگر رب المال نے دونوں کو آزاد کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر دونوں کو ایک ساتھ آزاد کیا ہے تو دونوں آزاد ہو جائیں گے۔ اور مضارب کو پانچ سو درم کی ضمان دیکھا خواہ تنگ دست ہو یا خوش حال ہو اور غلام پر سعی کرنا لازم نہ آوے گا اور اگر ایک کو بعد دوسرے کے آزاد کیا تو پہلا کل آزاد ہو جائیگا اور اسکی ولاء رب المال کی ہوگی۔ اور دوسرے میں سے آدھا آزاد ہو گا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر ہزار درم کو دو غلام ایسے خریدے کہ ایک کی قیمت ہزار درم اور دوسرے کی دو ہزار درم ہو پھر مضارب نے دونوں کو معاً آزاد کر دیا یا متفرق آزاد کر دیا حالانکہ وہ خوش حال ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہزار درم کی قیمت والا غلام آزاد ہو گا اس کا آزاد کرنا صحیح نہیں ہے اور دو ہزار دالے کا جو قھائی آزاد ہو جائیگا۔ اور اسکی مضاربیت ٹوٹ گئی۔ اور ہزار درم دالے کی مضاربیت باقی رہی پھر جب رب المال نے اپنا تمام راس المال وصول کرنے کا قصد کیا تو مضارب اس غلام کو فروخت کر دے گا اور اس کے ثمن سے رب المال اپنا راس المال پھر پورے لیکھا پس وہ غلام جسکی قیمت دو ہزار تھی وہ راس المال میں مشغول رہا بلکہ تمام نفع رہا کہ دونوں میں آدھا آدھا تقسیم ہونا چاہیے تھا پس مضارب نے رب المال کا آدھا غلام آزاد کیا ہے۔ حالانکہ وہ خوش حال ہے۔ تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک رب المال کو تین طور سے خیال حاصل ہو گا چاہے رب المال مضارب سے ہزار درم کی ضمان لے پھر اگر مضارب چاہے غلام سے ڈیڑھ ہزار درم لے لیکھا اور اسکی تمام ولاء مضارب کی ہوگی۔ اور اگر اس نے غلام سے سعی کرنا اختیار کیا تو وہ اپنی آدھی قیمت کے واسطے سعی کرے گا اور مضارب بھی اس سے پانچ سو درم کے واسطے سعی کر سکتا ہے اور یہ پانچ سو درم جو قھائی وہ میں جو رب المال کا راس المال دینے کے بعد اسکی زیادتی اس غلام میں پیدا ہوئی ہے اور اس جو قھائی کے واسطے جو آزاد کرنے کے روز مضارب کی ملک تھی سعی نہ کر اوسے گا۔ اور غلام کی ولاء دونوں میں برابر مشترک ہو گئی اور اگر اس نے غلام کا آزاد کر دینا اختیار کیا تو مضارب کو یہ اختیار حاصل ہو گا کہ غلام سے اس جو قھائی کے واسطے جو رب المال کا راس المال دینے کے بعد اسکو غلام میں حاصل ہوئی ہو سعی کر اوسے اور اگر چاہے تو آزاد کر دے اور چاہے جو فعل ان دونوں میں سے اختیار کرے ہر صورت غلام کی ولاء دونوں میں برابر تقسیم ہوگی۔ اور اگر مضارب تنگ دست ہو تو بھی سب صورتوں میں یہی حکم ہو گا جو پہلے ذکر کیا ہے الا یہ کہ رب المال کو صرف دو ہفتی طور کا خیال حاصل ہو گا یہ محیط میں ہے اور اگر مضارب نے دونوں کو آزاد نہ کیا بلکہ رب المال نے ایک ہی لفظ سے دونوں کو آزاد کر دیا پس ہزار درم قیمت والا غلام رب المال کے مال سے آزاد ہو جاوے گا اور اسپر کچھ سعی کرنی لازم نہ آوے گی اور جس غلام کی قیمت دو ہزار درم میں اسکا تین جو قھائی رب المال کے مال سے آزاد ہو جائیگا اور باقی ایک جو قھائی میں اگر رب المال خوش حال ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک مضارب کو اختیار ہے کہ چاہے یہ جو قھائی آزاد کرے

لے قال فی نسخۃ کتاب ثبت لرب المال اختیار ان لا ولان اتی رب المال کو پہلے دو طور کا اختیار ملے ہو گا اور پہلے دو طور یہ ہیں کہ مضارب ضمان لینا یا غلام سے سعی کرنا اور تیسری صورت یہ بھی کہ چاہے غلام کو آزاد کرے لیکن مترجم کہ نزدیک یہ کاتب کی غلطی ہے اور صحیح یہ کہ خیر دونوں خیال حاصل ہوئے اور تنگ دست کے بایں غلام اہل میں کہیں اور انہیں علم بالصواب ۱۳۱ مشہور

یا غلام سے سعی کر اوسے یارب المال سے ضمان لیوسے پھر رب المال غلام سے لے سکتا ہے اور اگر رب المال تنگ دست ہو تو چاہے آزاد کرے یا غلام سے سعی کر اوسے اور یہ امر ظاہر ہو اور بھی مضارب ب مال سے اپنے پورے حصہ تک نفع کی ضمان لیگا اور یہ پانچ سود درم ہوئے کیونکہ یہی باقی رہے ہیں خواہ رب المال خوش حال ہو یا تنگ دست ہو پھر رب المال کو اختیار نہیں کہ ان دوسرے پانچ سود درم کو غلام سے واپس لیوسے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر رب المال نے دونوں کو متفرق آزاد کیا پس اگر دو ہزار والا اولاً آزاد کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک تین چوتھائی اسکا آزاد ہو گا۔ اور چوتھائی آزاد نہ ہو گا اور ہزار قیمت دے میں سے وقت آزاد کرنے کے نصف آزاد ہو گا پھر مضارب کو دونوں غلاموں میں تین طور سے اختیار ہے اگر رب المال خوش حال ہو تو چاہے رب المال سے پہلے غلام کی چوتھائی کی ضمان لے اور دوسرے کے نصف قیمت کی ضمان لے یا چاہے پہلے چوتھائی اور دوسرے کا نصف آزاد کر دے یا چاہے پہلے غلام سے چوتھائی کے واسطے اور دوسرے سے آدھے کے واسطے سعی کر اوسے پس اگر مضارب نے رب المال سے ضمان لینا اختیار کیا تو وہ پہلے غلام سے چوتھائی قیمت اور دوسرے سے آدھی قیمت واپس لیگا اور جب لے لے تو ان دونوں کی کل ولا رب المال کی ہوگی۔ اور اگر مضارب نے سعی کرنا یا آزاد کر دینا اختیار کیا تو پہلے غلام کی ولا دونوں میں چار حصہ ہو کر منقسم ہوگی تین حصے رب المال کے اور ایک حصہ مضارب کا ہوگا اور دوسرے کی ولا دونوں کو برابر تقسیم ہوگی۔ اور اگر رب المال نے پہلے ہزار کی قیمت والا غلام آزاد کیا تو امام اعظم کے نزدیک یہ غلام پورا بدون سعایت کے آزاد ہو جائے گا اور جب اس نے دوسرے کو یعنی دو ہزار والے کو آزاد کیا تو اس میں سے نصف آزاد ہوگا اور پھر اس میں وہی حکم جاری ہوگا جو دو شخصوں کے مشترک غلام میں ایک شریک کے آزاد کرنے کی صورت میں جاری ہوتا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ہزار درم میں دو غلام خریدے کہ ہر ایک دونوں میں سے ہزار درم کی قیمت کا ہے پھر مضارب نے دونوں غلاموں کو ایک ساتھ یا ایک بعد دوسرے کے آزاد کیا پھر رب المال نے ایک کی آنکھ پھوڑ دی یا ہاتھ کاٹ دیا تو نصف راس المال کا بھر پانے والا قرار دیا گیا پھر دوسرے غلام میں زیادتی ظاہر ہوئی ولیکن مضارب کے آزاد کرنے کے بعد اس میں زیادتی ظاہر ہوئی ہے یعنی پیدا ہوئی ہے تو عتق باطل ہے اور اگر مضارب نے اس کے بعد دونوں کو آزاد کیا تو جس غلام پر جنایت واقع ہوئی یعنی آنکھ پھوڑی گئی یا ہاتھ کاٹا گیا ہو تو اس کا آزاد کرنا جائز نہ ہوگا کیونکہ اس میں باقی راس المال سے زیادتی نہیں ہے اور دوسرا غلام پس اس میں سے چوتھائی آزاد ہوگا جو کہ نصف زیادتی اس راس المال میں سے ہے جو باقی رہی ہے پھر وہ غلام جس پر جنایت واقع ہوئی فروخت کیا جائیگا اور رب المال کو تمام راس المال دیا جائیگا اور مضارب اگر خوش حال ہو تو رب المال کو آدھی قیمت اس غلام کی جسکا آزاد کرنا جائز ہے ضمان دیکھا کیونکہ ظاہر ہوگا کہ وہ تمام نفع ہو اور آدھا اس میں رب المال کا ہے پس یہ ضمان رب المال کو دے گا اور غلام سے واپس لیگا اور بھی امام اعظم کے نزدیک دو تلو پچاس درم اس سے لیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر مضارب نے مضاربیت کا کوئی غلام یا باندی مکاتب کر دی پس اگر اس کی قیمت مثل راس المال کے ہو تو کتابت جائز نہیں اور جب غلام نے

مال کتابت ادا کیا تو آزاد ہوگا اور جو اس نے مال کتابت دیا ہو وہ مضاربیت میں قرار دیا جائیگا۔ اور اگر قیمت میں اس المال پر زیادتی ہو مثلاً قیمت دو ہزار درم ہو۔ اور دو ہزار پراسے مکاتب کیا اور اس المال ہزار درم ہیں تو امام عظمیٰ کے نزدیک بقدر اسکے حصہ کے یعنی چوتھائی کے کتابت صحیح ہو اور جو اس میں رب المال کا حصہ ہو اس کی کتابت صحیح نہیں ہے۔ لیکن رب المال کو اختیار ہے کہ اسکی کتابت توڑ دے پس اگر اس نے کتابت نہ توڑی یہاں تک کہ غلام نے تمام بدل کتابت ادا کیا تو امام عظمیٰ کے نزدیک حصہ مضارب آزاد ہوگا زیادہ آزاد ہوگا اور صاحبین رحمہ کے نزدیک کل آزاد ہو جائیگا اور جسقدر مضارب نے بدل کتابت ادا کیا ہے اس میں سے چوتھائی اسکو دیا جائیگا اور تین چوتھائی بالاتفاق مضاربیت میں رکھا جائیگا۔ اور جب حصہ مضارب زاد ہو تو مضاربیت ٹوٹ جاوے گی پس رب المال اپنا اس المال تین چوتھائی مال کتابت سے وصول کر لیگا اور باقی پانچ سو درم اور کل غلام نفع میں رہیگا پس پانچ سو درم برابر اور غلام برابر دونوں تقسیم ہوگا پس مضارب کے واسطے ایسی زیادتی شرکت کی پیدا ہوئی جو آزاد کرنے کے روز اسکو حاصل نہ تھی پس امام عظمیٰ کے نزدیک استقدر آزاد نہ ہوگا جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے۔ اور امام اعظمیٰ کے نزدیک رب المال کو اس کے حصہ میں تین طرح کا خیار حاصل ہوگا بشرطیکہ مضارب خوش حال ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مکاتب نے کچھ ادا نہ کیا اور مر گیا اور آٹھ ہزار درم سے کم چھوڑے تو ملوک غلام مرا اور کتابت باطل ہوگئی کیونکہ وہ عاجز مرا ہے اس لیے کہ جسقدر اسکی ملک ہے یعنی چوتھائی کمائی وہ بدل کتابت ادا کرنے کے واسطے پوری نہیں ہوگی پس رب المال اس میں سے ایک ہزار درم اپنے راس المال کے لے لیگا اور باقی دو نون میں برابر تقسیم ہونگے۔ اور اگر پورے آٹھ ہزار درم چھوڑے تو ادا کر کے مرا ہو پس آزاد مراد مرا پس مضارب اس میں سے دو ہزار درم لے لیگا اور رب المال کے واسطے ایک ہزار پانچ سو درم غلام کی تین چوتھائی قیمت کی ضمان دے گا کیونکہ استقدر پر مولیٰ کی ملک باقی رہی تھی۔ اور مضارب نے اسکو فاسد کیا اسواسطے ضامن ہوگا اور باقی چھ ہزار درم جو اس کی کمائی کے باقی رہے ہیں وہ رب المال اور مضارب کے درمیان برابر تقسیم ہوں گے۔ اور اگر مکاتب نے نو ہزار درم چھوڑے تو مضارب اس میں سے دو ہزار بدل کتابت لے لیگا اور غلام آزاد مراد اور ایک ہزار درم زائد بھی میراث کے حق میں لے لیگا کیونکہ تمام ولا اسی کی رہی کیونکہ تمام غلام اسی کی طرف سے آزاد ہوا ہے اس لیے کہ بسبب ضمان دیدینے کے مضارب اسکا مالک ہو گیا۔ پھر اگر کتابت کے روز غلام کی قیمت ایک ہی ہزار درم ہوں پھر بڑھ گئی ہو تو کتابت نافذ نہوگی۔ اور اگر کتابت کے روز اس کی قیمت دو ہزار درم ہوں پھر کم ہو گئی پھر اس نے بدل ادا کیا یا مر گیا تو اسکا حکم وہی ہوگا جو پہلے مسئلہ میں گذر چکا ہے کیونکہ چوتھائی اسکی ملک تھی پس اس میں کتابت کا نفاذ ہوگا۔ لیکن مکاتب اسکی اس قیمت کا ضامن ہوگا جو ادا کرنے کے روز رہ گئی ہو پس اس مسئلہ میں مسئلہ اولیٰ سے وقت ضمان میں مخالفت ہو گئی یہ محیط خسر میں ہے۔ اگر مضارب نے کسی غلام مضاربیت کو جس کی قیمت مثل راس المال کے یا اس سے کم تھی دو ہزار درم پر آزاد کیا اور اس المال کے ہزار درم ہیں تو اسکا عتق باطل ہے جیسے بلا مال آزاد کرنے کی صورت میں عتق باطل ہوتا ہے۔ اور اگر غلام کی قیمت راس المال سے زائد ہو مثلاً دو ہزار درم ہوں اور راس المال

ایک ہزار درم ہیں اور مضارب نے دو ہزار درم پر آزاد کیا تو غلام میں سے امام اعظم رحمہ کے نزدیک خاصۃً مضارب کا چوتھا حصہ آزاد ہوگا۔ اور صاحبین رحمہ کے نزدیک تمام غلام آزاد ہو جائے گا۔ اور مضارب کو بدل عتق میں سے اس کا حصہ یعنی چوتھا حصہ دیا جاوے گا۔ اور باقی غلام کو سپرد کیا جائے گا۔ پس بالاتفاق مضاربت میں سے نہ ہوگا۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہو کہ مضارب نے غلام سے کہا ہو کہ میں نے تجھے ہزار درم پر آزاد کیا اور غلام نے قبول کیا ہو یہاں تک کہ نفس قبول سے آزاد ہو گیا ہو یا مکاتب ہو گیا ہو اور جو اس نے اُسکے بعد کیا وہ مکاتب کی یا آزاد قرضدار کی کمائی کے مثل ہو۔ لیکن اگر مضارب نے غلام سے یوں کہا کہ اگر تو نے مجھے دو ہزار درم ادا کیے تو تو آزاد ہے۔ اور اس نے دو ہزار درم دیدیے اور غلام میں سے مضارب کا حصہ آزاد ہو گیا پس جو کچھ اس نے غلام سے لیا ہے وہ مضاربت میں ہوگا کیونکہ وہ مضارب کے غلام کی کمائی ہے پس اُس میں سے رب المال اپنا اس المال کے لیگا اور باقی دونوں میں موافق شرط کے نفع تقسیم ہوگا۔ یہ محیط میں ہے۔ اگر مضارب کے پاس ہزار درم آدھے کی مضاربت پر ہوں پس مضارب نے اُسکے عوض ایسی باندی جسکی قیمت ہزار درم ہے خریدی اور اس سے وطی کی اور اس سے ایک بچہ پیدا ہوا جو ہزار درم کا ہو پھر مضارب نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے پھر اس بچہ کی قیمت بڑھکر ڈیڑھ ہزار درم ہو گئی اور مضارب خوش حال ہو پس رب المال کو اختیار ہو چاہے غلام سے ایک ہزار دو سو پچاس درم کے واسطے سعی کراوے یا چاہے اُسکو آزاد کر دے اور اگر رب المال نے غلام سے ہزار درم وصول کئے تو مضارب کو باندی کی آدھی قیمت خواہ خوش حال ہو یا تنگ دست ہو ضمان دینی پڑے گی یہ کافی میں ہے اگر ایک شخص نے دو سو کو ہزار درم آدھے کی مضاربت میں دیے پس اُسکے عوض ایک باندی خریدی کہ ہزار درم قیمت کی ہے پھر اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا جو ہزار کی قیمت کا ہے پھر مضارب نے اُسکے نسب کا دعویٰ کیا تو دعوت نسب باطل ہو اور وہ باندی کے عقر کا ضامن ہوگا اور اس کو اختیار ہے کہ باندی اور اُسکے بچہ کو فروخت کرے پس اس مقام پر امام محمد رحمہ نے حکم مبہم بیان کیا ہے حالانکہ اس میں تفصیل ہو اور وہ یہ ہے کہ اگر وقت خرید سے چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہوا ہو تو اُسکو باندی کے فروخت کا اختیار ہو۔ لیکن مضارب پر عقر لازم نہ ہوگا۔ اور اگر چھ مہینے سے زیادہ میں بچہ پیدا ہوا ہو تو اُس پر عقر لازم ہوگا اور اُسکو اختیار ہو کہ جب تک رب المال نے اس سے عقر نہیں وصول کر لیا ہو اس وقت تک باندی کو فروخت کر دے اور جب اس سے عقر وصول کر لیا اور وہ سو درم ہیں تو مضارب کی دعوت نسب صحیح ہو گئی اور بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہو گیا اور باندی اسکی ام ولد ہو گئی پھر رب المال کے واسطے باندی کی قیمت کے نو سو درم تمام راں مال اُسکا اور پچاس درم باقی کے ڈانڈ دیگا خواہ تنگ دست ہو یا خوش حال ہو اور رہا بچہ وہ تمام نفع جو اس میں سے مضارب کا حصہ آزاد ہو جائیگا یعنی نصف اور باقی نصف کی قیمت کے واسطے رب المال کے لیے سعی کرے اور اس میں مضارب پر ضمان نہ ہوگی اگرچہ وہ خوش حال ہو۔ اور اگر اس نے دونوں میں سے کسی کو فروخت نہ کیا اور رب المال نے اپنا عقر وصول نہ کیا یہاں تک کہ باندی کی قیمت بڑھ گئی پس دو ہزار کی ہو گئی تو وہ مضارب کی ام ولد ہو گئی اور مضارب پر اس کی تین چوتھائی کی قیمت خواہ خوش حال ہو یا تنگ دست ہو لازم آوے گی اور رہا بچہ پس وہ بحالہ ملوک ہوگا تاوقتیکہ

مضارب اس قیمت کو جو اسپر باندی کی واجب ہے۔ ادا کرے یا رب المال کچھ عقر نہ لیوے اور مضارب کو اختیار ہے کہ اسکو فروخت کر دے اور اگر اس غلام کو فروخت نہ کیا یہاں تک کہ بڑھکر دو ہزار درم کا ہو گیا تو وہ مضارب کا بیٹا ہو جائیگا اور اس میں سے اسکا چوتھائی آزاد ہو جائیگا یہ بیسوط میں ہے۔ اور مضارب پر غلام کی ضمانتیں آتی ہے صرف غلام پر اپنی قیمت کے واسطے سہی کرنا چاہیے ہی اگرچہ مضارب خوش حال ہو دے۔ اور جب غلام میں سے امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک چوتھائی اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک کل آزاد ہو گیا تو مضارب سے اپنا راس المال ہزار درم لے لیگا جب کہ مضارب خوش حال ہو نہ غلام کی سعایت سے۔ اور جب مضارب سے اپنا راس المال لے لیا پس جسقدر باندی کی قیمت اور اسکا عقر مضارب پر باقی رہا وہ سب نفع ہوگا اور تمام غلام نفع رہا پس جسقدر باندی کی قیمت اور اسکا عقر رہا وہ سب نفع مخصوص رب المال کو دیا جائیگا پس اگر عقر کے سودرم ہوں تو یہ سب رب المال کا قرار دیا جائیگا اور مضارب اسکو رب المال کو ادا کرے گا پس حاصل یہ ہے کہ مضارب اس صورت میں رب المال کے واسطے تمام باندی کی قیمت ہزار درم کا اور اسکے عقر سودرم کا ضامن ہوگا پس رب المال اس میں سے ہزار درم اپنے راس المال کا اور ایک ہزار ایک سودرم نفع کا بھر پانے والا ہو جائے گا پھر مضارب کے واسطے غلام میں سے اسی کے مثل قرار دیا جائے گا جسقدر رب المال نے نفع پالیا ہے یعنی ایک ہزار ایک سودرم پس غلام یعنی اسکے بیٹے میں سے ایک ہزار ایک سودرم بقدر حصہ مضارب کے آزاد ہو جائیگا پس اسقدر بدون سعی کرنے کے مضارب کی طرف سے آزاد ہو جائے گا اور باقی نو سودرم لڑکے میں سے نفع رہے۔ پس وہ دونوں میں برابر تقسیم ہوں گے پس مضارب کے حصہ میں اس میں سے چار سو پچاس درم آئے پس لڑکے میں سے چار سو پچاس درم بقدر حصہ مضارب کے بدون سعی کرنے کے آزاد ہوگا اور باقی چار سو پچاس درم کے واسطے وہ سعی کرے گا اور رب المال کو دے گا پھر جب اس نے رب المال کو دیدیے تو کل آزاد ہو گیا پس رب المال کی ولادت اس غلام میں سے دو دسویں حصہ اور ایک دسویں کا چوتھائی حصہ ہوگی اور مضارب کے واسطے سات دسویں حصہ اور ایک دسویں کی تین چوتھائی حصہ ہوگی اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ہی اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک پوری ولادت مضارب کی ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مضارب تنگ دست ہو کہ ادا کرنے پر قادر نہیں ہے اور رب المال نے چاہا کہ باندی سے اپنے راس المال اور حصہ نفع کے واسطے سعی کر دے تو اسکو یہ اختیار ہوگا اور اگر بچے سے سعی کرانی چاہی تو اس سے ڈیڑھ ہزار درم کے واسطے سعی کر سکتا ہے اس میں سے ہزار درم اسکے راس المال کے ہوں گے اور پانچ سو درم اس غلام میں نفع کے ہوں گے پھر رب المال کو اس غلام کی تین چوتھائی ولادت ملے گی یہ بیسوط میں ہے۔ اور مضارب پر باندی کی آدمی قیمت اور آدھا عقر باقی رہے گا کہ جب وہ آسودہ حال ہوگا تو اس کو ادا کرنا پڑے گا۔ پس اگر غلام نے سعایت سے ادا کیا پھر اس نے چاہا کہ مضارب سے واپس لے تو اسکو یہ اختیار ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر باندی ہزار کی قیمت کے برابر ہو اور اسکے ایک بچہ ہو جو ہزار کی قیمت کے مساوی ہے اور مضارب نے اسکے نسب کا دعویٰ کیا اور رب المال نے اس سے سودرم عقر بھر لے اور مضارب نے باندی لے لی تو باندی مضارب کی ام ولد ہو جائیگی اور بچہ آزاد ہو جائیگا



اور اس کا نسب مضارب سے ثابت ہوگا اور باندی کی قیمت میں مضارب نو سو پچاس درم کا ضامن ہوگا نو سو باقی راس المال کے اور پچاس درم حصہ نفع رب المال بخیلہ ان سو درم کے جو باندی میں ہے پھر جب رب المال نے اس پر قبضہ کر لیا تو نصف ولد مضارب کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور باقی نصف کی قیمت کی واسطے رب المال کیلئے سعی کرے گا اور اسکی ولادہ و تولد میں برابر تقسیم ہوگی اور اگر مضارب تنگ دست ہو حالانکہ اس نے عقرا کر دیا تو رب المال کو اختیار ہوگا کہ غلام سے نو سو درم باقی راس المال کے واسطے سعی کرادے پھر باقی سو درم اس میں سے نفع رہے کہ جسکے آدھے کے واسطے رب المال کے لیے غلام پھر سعی کرے گا اور رب المال کو اسکی ولادہ میں ساڑھے نو سو میں حصہ ملے گا اور رب المال کی آدھی قیمت باندی کی مضارب پر قرضہ رہے گی یہ قول امام اعظم رحمہ اللہ کا ہے۔ یہ مبسوط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضارب پر دیے اس نے اس مال کے عوض ایک باندی ہزار کی قیمت کی خریدی اس کے ایک بچہ ہوا جو ہزار کی قیمت کے برابر ہے اور اس کے نسب کا رب المال نے دعویٰ کیا تو وہ اسکا بیٹا قرار پا دیگا۔ اور باندی اس کی ام ولد ہوگی اور مضارب کے واسطے باندی یا بچہ کی قیمت میں کچھ ڈانڈ نہ دیگا۔ اور نہ عقرا دیگا۔ اور اسی طرح اگر وہ بچہ دو ہزار کی قیمت کے برابر ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر باندی دو ہزار کی قیمت کی ہو اور رب المال نے نسب کا دعویٰ کیا تو دعویٰ نسب صحیح ہے اور باندی اس کی ام ولد ہو جاوے گی اور بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا اور رب المال باندی کی چوتھائی قیمت مضارب کو ڈانڈ دیکھا خواہ آسودہ حال ہو یا تنگ دست ہو اور بچہ کی قیمت میں سے کچھ ڈانڈ دیگا اور بھی باندی کے عقرا کا آٹھواں حصہ مضارب کو دیگا۔ اور اگر خود مضارب ہی نے باندی سے وطی کی اور قیمت باندی کی دو ہزار درم میں اور اس کے بچہ ہوا اور بعد بچہ پیدا ہونے کے مضارب نے اس کے نسب کا دعویٰ کیا اور قیمت بچہ کی ہزار درم ہے تو باندی اس کی ام ولد ہو جاوے گی اور میں چوتھائی اس کی قیمت رب المال کو دیگا اور میں آٹھواں حصہ عقرا کے دیکھا خواہ خوش حال ہو یا تنگ دست ہو اور بچہ کی قیمت میں کچھ ضامن ہوگا اور یہ بچہ مضارب میں غلام ہوگا کہ مضارب اسکو فروخت کر سکتا ہے۔ اور اس کا نسب مضارب سے ثابت ہوگا۔ پھر جب مضارب نے جو کچھ اپسر باندی کی قیمت اور عقرا واجب ہوا تھا رب المال کو دیا اور اس نے قبضہ کر لیا تو بچہ کا نسب مضارب سے ثابت ہو جائے گا اور اس میں سے آدھا آزاد ہو جائے گا اور نصف قیمت کے واسطے رب المال کے لیے سعی کرے گا خواہ مضارب خوش حال ہو یا تنگ دست ہو اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اسکی ولادہ رب المال و مضارب میں برابر رہے گی اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک کل ولادہ مضارب کی ہوگی کذا فی الحیط

**چودھواں باب** خرید و فروخت کرنے سے پہلے یا اس کے بعد مال مضاربیت کے تلف ہو جانے کے بیان میں مال مضاربیت میں سے جو تلف ہوا وہ نفع میں رکھا جائے گا نہ راس المال میں یہ کافی میں ہے اگر مال مضاربیت میں تصرف کرنے سے پہلے مال مضاربیت تلف ہو گیا تو مضاربیت باطل ہو گئی۔ اور تلف ہونے کے باب میں قسم سے مضارب کا قول مقبول ہوگا۔ اور اگر مضارب نے راس المال تلف کر دیا یا اسکو خرچ کر دیا یا دوسرے شخص کو دیدیا اس نے تلف کر دیا تو اسکو مضاربیت پر کوئی چیز خریدنے کا اختیار نہیں ہے۔ اور اگر

میں سے مال مضاربیت میں سے تلف ہو جائے گا نہ راس المال میں یہ کافی میں ہے اگر مال مضاربیت میں تصرف کرنے سے پہلے مال مضاربیت تلف ہو گیا تو مضاربیت باطل ہو گئی۔ اور تلف ہونے کے باب میں قسم سے مضارب کا قول مقبول ہوگا۔ اور اگر مضارب نے راس المال تلف کر دیا یا اسکو خرچ کر دیا یا دوسرے شخص کو دیدیا اس نے تلف کر دیا تو اسکو مضاربیت پر کوئی چیز خریدنے کا اختیار نہیں ہے۔ اور اگر

مال کو اس شخص سے جس نے تلف کیا ہے لے لیا تو اس کو اس کے عوض مضاربت پر خریدنے کا اختیار ہی یہ حسن رحم نے امام عظیم رحم سے روایت کی ہے یہ محیط مشری میں ہے۔ امام محمد رحم سے مروی ہے کہ مضارب نے اس المال کے درم کسی شخص کو فرض دیے پس اگر وہی در اہم بعید تھا واپس لے تو مضاربت میں آگئے اور اگر ان کے مثل واپس لے تو مضاربت میں رجوع نہ ہو جاوین گے۔ یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر مضارب کے پاس ہزار درم ہوں اس نے اُن کے عوض ایک غلام خرید اور ہنوز دام نہ دیے تھے کہ یہ در اہم اس کے پاس سے تلف ہو گئے تو رب المال اس کو دوسرے ہزار درم دیگا۔ اور اگر دوسرے ہزار بھی من میں ادا کرنے سے پہلے تلف ہوئے تو وہ پھر رب المال سے لے سکتا ہے ایسے ہی جب تک ایسا ہوتا رہے لے سکتا ہے اور اس مال جتنے بار رب المال نے دیے ہوں سب کا مجموعہ قرار پاویگا یہ کافی میں ہے پھر اگر اس کے بعد مضارب نے اس کو مبالغہ سے فروخت کرنا چاہا تو ہزار پر مبالغہ سے فروخت کرے۔ اور اگر اس امر کو جو واقع ہوا ہو ویسا ہی بیان کر دے اور کل پر مبالغہ سے فروخت کرنا چاہے تو اس کو اختیار ہی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مضارب نے ہزار درم کو ایک باندی خریدی اور ہنوز اس پر قبضہ نہ کیا تھا کہ مضارب نے دعوے کیا کہ میں نے اس کا من ادا کر دیا ہے اور بائع نے انکار کیا اور قسم کھالی تو مضارب رب المال سے دوسرے ہزار درم بیکر بائع کو دیکر باندی پر قبضہ کر لیا پھر جب دونوں مال مضاربت کو تقسیم کریں تو رب المال اس میں سے اپنے اس مال میں دو ہزار درم لے لیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی نے دوسرے ہزار درم نصف کی مضاربت پر دیے اس نے ان کے عوض ایک باندی خریدی اور دام ادا کرنے سے پہلے یہ ہزار درم تلف ہو گئے پس رب المال نے کہا کہ تیرے باندی کے خریدنے کے پہلے مال ضائع ہوا ہے پھر تو نے اپنے واسطے باندی خریدی ہے نہ مضاربت کے واسطے اور مضارب نے کہا کہ نہیں بلکہ مال اس وقت ضائع ہوا ہے کہ میں باندی خرید چکا ہوں اور اب میں تجھے اس کا من لینا چاہتا ہوں اور حالت یہ ہے کہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ مال کب ضائع ہوا ہے تو رب المال کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر دونوں نے گواہ قائم کئے تو مضارب کے گواہ قبول ہوں گے۔ اور اگر رب المال نے مضارب کے کہ تو نے مال ضائع ہونے سے پہلے باندی خریدی ہے پس اس کی خرید مضاربت میں رہی اور مضارب نے کہا کہ مال ضائع ہونے کے بعد میں نے باندی خریدی ہے پس اس کی خرید میرے واسطے رہی تو مضارب کا قول قبول ہوگا یہ محیط میں ہے اور اگر ہزار درم تلف نہ ہوے اور باندی کے من میں ادا نہ کئے و لیکن ان سے ایک دوسری باندی مضاربت میں خریدی اور کہا کہ اس کو بچکر پہلی باندی کے دام اس کے داموں سے ادا کر دوں گا تو دوسری باندی کی خرید اس کی ذات کے واسطے واقع ہوگی مضاربت میں نہ ہوگی۔ اور اگر پہلی باندی پر قبضہ کر کے اس کے عوض دوسری باندی خریدی ہو تو جائز ہے اور دوسری باندی مضاربت میں نہ ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر ہزار درم کو ایک باندی دو ہزار کی قیمت کی خریدی اور دام دینے سے پہلے مال ضائع ہوا تو رب المال کل ہزار کی ڈانڈ بھر لیا یہ حاوی میں ہے اور اگر دو ہزار کی قیمت کی باندی جو عوض ہزار کی قیمت کی باندی کے خریدی اور خرید کر اس باندی پر قبضہ کر لیا اور جس کے عوض خریدی ہو وہ ہنوز نہ دی تھی کہ دونوں مرگئیں تو مضارب خرید شدہ باندی کی قیمت میں پانچ سو درم ڈانڈ دیگا اور باقی رب المال کے

واجب ہونگے۔ اور اگر خرید شدہ باندی کی قیمت ایک ہزار درم ہوں اور جس کے عوض خریدی ہو اسکی قیمت دو ہزار ہوں اور رب المال نے اس کو اجازت دیدی ہو کہ قلیل و کثیر سے خریدتا کہ یہ خریداری جائز ہووے پس مضارب نے خرید شدہ پر قبضہ کیا اور دونوں مرگئیں تو رب المال سے قیمت لیکنا یہ مجیط مین ہو۔ اگر مضارب کے پاس ہزار درم آدھے کی مضاربت پر ہوں اس نے بعض اُن کے ایک گٹھری کپڑ دینی خریدی اور اسکو دو ہزار کو فروخت کیا پھر دو ہزار کو ایک غلام خرید اور ہنوز دام نہ دیے تھے کہ دونوں ہزار اسکے پاس سے ضائع ہو گئے تو رب المال ایک ہزار پانچ سو درم اور مضارب پانچ سو درم دیکھا اور غلام مین سے چوتھائی مضارب کا اور تین چوتھائی مضاربت کا ہوگا اور اس مال دو ہزار پانچ سو درم ہو جاوین گئے اور غلام کو مرابجہ سے فقط دو ہزار پر فروخت کر سکتا ہے پھر اگر غلام چار ہزار درم کو فروخت کیا تو چوتھائی شن مضارب کا ہو اور تین چوتھائی مضاربت مین رہا اس مین سے دو ہزار پانچ سو درم اس مال کے نکال دیے جاوین باقی پانچ سو درم رب المال مضارب کے درمیان نفع رہ گیا یہ کافی مین ہو اور اگر مضاربت مین کام کر کے دو ہزار تک بڑھا لیے پھر دونوں ہزار سے ایک باندی خریدی جسکی قیمت دو ہزار سے کم ہو اور اس پر قبضہ کر لیا پھر یہ سب اسکے پاس مختلف و ہلاک ہو گئے تو مضارب پر باندی کے شن کے دو ہزار درم واجب ہونگے اور اس مین سے تین چوتھائی رب المال سے واپس لیکنا یہ ميسوط مین ہے۔ ہزار درم مضاربت سے ایک باندی دو ہزار کی قیمت کی خریدی اور ہنوز دام نہ دیے تھے کہ اسکو دو ہزار کو فروخت کیا اور دام لے لیے اور باندی نہ دی یہاں تک کہ یہ سب تلف ہو گیا تو یہ چار صورتوں سے خالی نہیں ہو یا تو تمام اموال یک ساتھ تلف ہوئے یا ہزار مضارب کے پہلے تلف ہوئے پھر دو ہزار درم اور باندی ساتھ ہی یا آگے سمجھے تلف ہوئی یا باندی پہلے ہی پھر دونوں مال ساتھ ہی یا آگے سمجھے تلف ہوئے یا دو ہزار درم پہلے تلف ہوئے پھر باندی و مال ہزار درم ساتھ ہی یا آگے سمجھے تلف ہوئے پس یہ چار صورت مین پس گر پہلی صورت واقع ہوئی ہو تو مضارب تین ہزار درم کا ضامن ہوگا ہزار درم باندی کے بائع کو اور دو ہزار درم اسکے مشتری کو دیکھا اور رب المال سے دو ہزار پانچ سو درم واپس لیکنا۔ اور اگر دوسری صورت واقع ہوئی تو ضمانت کے تینوں ہزار درم سب رب المال پر واجب ہونگے اور اگر تیسری صورت واقع ہوئی تو دو ہزار پانچ سو درم رب المال پر اور پانچ سو درم مضارب پر واجب ہونگے۔ اور اسی طرح اگر چوتھی صورت واقع ہوئی ہو تو بھی یہی حکم ہو جو تیسری صورت مین مذکور ہوا ہو اور اصل یہ ہے کہ جس قدر مال کا مضارب رب المال کے واسطے عامل ہو اور اس کے لیے کام کرتا ہو تو اس قدر کی ضمانت رب المال پر قرار پاو گی کیونکہ اُسی کے کام کی وجہ سے مضارب پر ضمان آئی ہو تو جسکے نفع کے لیے کام تھا وہی ضمان دے اور اس وجہ سے کہ اس نے مضارب کو اس بلا مین ڈالا ہے تو اسی پر اس کی رہائی اور بلا سے نکالنا واجب ہے اور جس قدر مال کا اپنی ذات کے لیے عامل اور اپنے واسطے کام کرتا تھا اس کی ضمان مضارب پر ہوگی کیونکہ اُسکا نفع خود کھا دیکھا تو اُسکا نقصان بھی خود ہی اٹھا دے یہ مجیط سخری مین ہے۔ اگر کسی شخص کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پس اُس نے اسکے عوض ایک باندی ہزار درم کی قیمت کی خریدی اور دام نہ دیے یہاں تک کہ باندی مقبوضہ کو دو ہزار درم مین فروخت کیا پھر باندی نہ دی اور شن دونوں



ایک ہزار سے چار ہزار کی قیمت کی باندی خرید کر قبضہ کر لیا پھر پہلی باندی کے بائع کو اس المال ہزار درم دید ہے اور دواہر  
اُس کو دیے جس سے دوسری باندی خریدی ہو تو اس پر ایک ہزار درم اُس کے مال سے دوسری باندی کے بائع کیواسطے  
واجب ہونگے پس اگر اُس نے پہلے ہزار درم ادا نہ کیے یہاں تک کہ تلف ہو گئے اور دوسری باندی چھ ہزار درم کو فروخت  
کر دی تو خود مضارب کے ہزار درم کے حصہ کے مقابلہ میں اس باندی کے ثمن کی تہائی ہوگی یعنی دو ہزار درم اور باقی  
چار ہزار درم مضاربت میں رہینگے کہ اس میں سے ایک ہزار درم اُس شخص کو دیدے جس سے پہلی باندی خریدی ہو  
رب المال ہزار درم اپنا اس مال لے لیگا اور باقی دو ہزار درم موافق شرط کے اُن دونوں میں نفع کے تقسیم ہونگے  
اور اگر مضارب نے وہ دو ہزار درم جس سے دوسری باندی خریدی ہو ادا نہ کیے ہوں گی یہاں تک کہ ضائع ہو گئے  
اور مسئلہ بحال رہے تو یہ درم بھی دوسری باندی کے ثمن سے باقی دو تہائی میں سے ادا کرے گا پس کچھ نفع باقی  
نہ رہے گا یہ بسو طمین ہو نوادر ابن سماعہ میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ اگر مضارب نے ہزار درم مضارب  
سے کوئی متاع خرید کر اس پر قبضہ کر لیا اور ہزار درم نہ دیے یہاں تک کہ تلف ہو گئے پھر بائع نے اس کو بری کر دیا  
تو مضارب کو رب المال سے کچھ لینے کا اختیار نہیں ہو اور وہ متاع مضاربت میں رہے گی یہ حیثیت میں ہے۔ اور اگر  
مضاربت سے اُس نے کام کیا یہاں تک کہ چار ہزار درم ہو گئے دو ہزار ان میں سے دین ہیں اور دو ہزار عین ہیں  
اُس نے ان دو ہزار سے ایک باندی خریدی اور ہونوا سیہ قبضہ نہ کیا تھا کہ دونوں دو ہزار تلف ہو گئے تو وہ رب المال  
سے اُسکی تین چوتھائی لے لیگا اور جب اُس نے باندی پر قبضہ کیا تو بدون مضاربت کے چوتھائی باندی اُسکی ہوگی  
پھر اگر باندی اُسکے پاس تلف ہو گئی پھر اُسکے بعد دین برآمد ہو تو یہ سب رب المال کا ہوگا کیونکہ یہ اُس کے  
راس المال سے کہ ہے اس واسطے کہ اُسکا راس مال دو ہزار پانچ سو درم ہیں اور مضارب اُن دو ہزار میں سے رب المال سے  
کچھ نہیں لے سکتا یہ بسو طمین ہے۔ اور حسب قدر مال مضاربت میں سے تلف ہو گیا وہ نفع میں سے محسوب کیا جائیگا نہ  
راس مال سے کذا فی الکافی

پندرھواں باب مضارب کے مال مضاربت سے منکر ہو جانے کے بیان میں امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اگر  
رب المال سے مضارب نے کہا کہ تو نے مجھے نہیں دیا ہے پھر کہا کہ مجھے تو نے ہزار درم مضاربت میں دیے ہیں تو وہ  
مال کا ضامن ہوگا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ اگر ان درم میں سے باوجود انکار کے کوئی چیز خریدے تو اپنے واسطے  
خریدنے والا ہوگا۔ اور اگر بعد اقرار کے خریدے تو قیاس چاہتا ہے کہ اپنے واسطے خریدنے والا ہو مگر استحساناً مضاربت میں  
ہوگی اور وہ ضمان سے بری ہو جائیگا کذا فی المحیط امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے کہا کہ یہ ہزار درم راس المال ہیں اور  
یہ پانچ سو درم نفع ہیں اور خاموش رہا پھر کہا کہ مجھے فلاں شخص کا قرضہ ہے تو اُسکا قول قبول ہوگا حسن رحمہ نے کہا کہ اگر  
اُس نے اپنے قول کو ملاکر بیان کیا تو مقبول ہوگا اور اگر بعد اکر کے بیان کیا تو مقبول نہ ہوگا اور یہ قیاس قول امام غزالی  
ہو کذا فی الحادی۔ اگر مضارب کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پس مضارب نے اقرار کیا کہ میں نے اس میں  
ایک ہزار کا نفع اٹھا یا ہے دو ہزار درم لایا پھر اُس نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے اس میں صرف پانچ سو درم کا نفع حاصل

ہوا ہر پھر اسکے پاس دونوں ہزار درم تلف ہو گئے اور گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے اس قدر نفع کا اقرار کیا ہے تو اس سے ان پانچ سو درم نفع کی ضمانت لیا و بکی جس کا اس نے انکار کیا تھا اور رب المال اُنکو راس المال میں لے لیکا اور سولے ان پانچ سو درم کے اس سے کچھ ضمانت نہیں لے سکتا ہے۔ اور اگر اس نے یوں انکار کیا ہو کہ میں نے کچھ بھی نفع نہیں اٹھایا ہے اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو پورے ہزار درم نفع کی ضمانت اس سے لیا جائے گی اور رب المال اسکو اپنے راس المال میں لے لیکا اور پھر راس المال کی ضمانت اس پر نہیں آتی ہے یہ بمسوط میں ہے۔ اور اگر مضارب نے رب المال سے کہا کہ میں نے تجھے تیرا راس المال دیدیا ہے اور یہ جو میرے پاس ہے یہ نفع ہے پھر کہا کہ میں نے تجھے دیا نہیں ہے لیکن میرے پاس تلف ہو گیا ہے تو وہ ضمانت لیا گیا کذا فی الحادی

**سولھواں باب نفع کے تقسیم کرنے کے بیان میں** اصل یہ ہے کہ رب المال کے اپنے راس المال پر قبضہ کرنے سے پہلے نفع کی تقسیم موقوف رہتی ہے اگر اس نے راس المال پر قبضہ کر لیا تو تقسیم صحیح ہو گئی اور اگر قبضہ نہ کیا تو باطل ہو گئی یہ محیط شرعی میں ہے امام محمد رحمہ فرمایا کہ اگر مضارب نے مال مضاربت میں کام کیا اور ایک ہزار درم کا نفع اٹھایا پھر دونوں نے نفع تقسیم کر لیا حالانکہ مال مضاربت مضارب کے پاس بحالہ باقی ہو پس رب المال نے پانچ سو درم نفع لیے اور پانچ سو درم مضارب نے لیے۔ پھر جسکو دونوں نے راس المال قرار دیا ہو وہ مضارب کے پاس کام کرنے سے پہلے یا اسکے بعد تلف ہو گیا تو دونوں کا نفع تقسیم کر لینا باطل ہو گیا اور جو رب المال نے وصول کیا ہو وہ راس المال میں شمار ہوگا اور جو مضارب نے لیا ہو وہ رب المال کو دیکر اسکے ہزار درم پورے کر دے اگر بحیثیت قائم ہو اور اگر اس نے تلف کر دیے ہوں یا ضائع ہوئے ہوں تو اسکے مثل رب المال کو دیدے اور ایک ہزار درم جو مضارب کے پاس سے تلف ہوئے یہ نفع میں قرار دیے جاویں گے یعنی نفع تلف ہوا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر نفع کے دو ہزار درم ہوں ہر ایک نے ایک ایک ہزار لے لیے پھر راس المال تلف ہوا پس وہ ہزار درم جو رب المال نے نفع قرار دیکر لیے ہیں وہی راس المال ہیں اور مضارب اپنے مقبوضہ میں سے پانچ سو درم اسکو دیدے گا اور اگر رب المال نے راس المال وصول کر لیا پھر دونوں نے نفع تقسیم کیا پھر رب المال نے وہ ہزار درم جو راس المال میں لیے ہیں مضارب کو دیدیے اور کہا کہ اس سے مضاربت سابقہ پر کام کر پھر اگر اس میں نفع یا نقصان ہو تو پہلی تقسیم باطل نہو گی کیونکہ یہ مضاربت جدیدہ ہے اور پہلی مضاربت تو اس وقت ختم ہو گئی جس وقت دونوں نے نفع تقسیم کیا اور یہ جو کہا کہ اس مضاربت میں جو پہلے تھی کام کر اس سے یہ مراد لیا و بکی کہ جس شرط سے پہلی مضاربت تھی اس شرط سے اس مضاربت میں کام کر یہ محیط شرعی میں ہے۔ اگر دونوں نے نفع تقسیم کر لیا اور مضاربت فسخ کر دی پھر دوبارہ عقد مضاربت قرار دیا پھر اسکے بعد راس المال تلف ہو گیا تو پھر پہلے نفع کو باہم واپس نہ کرینگے پس جس صورت میں مضارب کو خوف ہو کہ بعد تقسیم کے سبب اسکے مقبوضہ راس المال کے تلف ہو جانے کے نفع واپس لیا جاوے گا تو اس صورت میں یہی حیلہ ہے یعنی عقد جدید قرار دے یہ تبیین میں ہے جس شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت میں دیے اور مضارب نے دو ہزار نفع اٹھایا پھر دونوں نے نفع باہم تقسیم کر لیا پھر مضارب نے رب المال کو ہزار درم راس المال اسکا دیدیا پھر

لے یعنی جب ان ہزار درم نفع راس سے ضمانت لیا گئی تو یہ ہزار درم جو ایک ایک ہزار مضارب پر ہے پس وہ نفع میں رہا اور یہ راس المال رہا ۱۳

مضارب نے اپنا حصہ نفع ہزار درم لے لیا اور حصہ رب المال رکھیا وہ اس نے نہ لیا یہاں تک کہ مضارب کے پاس تلف ہو گیا پس ہزار درم جو اسکے پاس ضائع ہوئے ہیں دونوں کے ضائع ہوئے اور جو مضارب کے پاس باقی رہے وہ دونوں کے باقی رہے پس رب المال اس سے پانچ سو درم واپس لیگا اور یہ حکم اس وقت ہے کہ حصہ رب المال کا قبل قبضہ کے ضائع ہو گیا اور اگر مضارب کا حصہ ہزار درم بعد اسکے قبضہ کر لینے کے ضائع ہوا تو تقسیم نہ ہو سکی اور جس قدر ضائع ہوا وہ مضارب کا مال گیا اور جو باقی رہا ہے یعنی غیر مقبوضہ حصہ رب المال وہ رب المال کا ہے رب المال اس کو لے لیگا یہ محیط میں ہے اور اگر مضارب نے رب المال سے بٹائی کر لی اور اپنا حصہ لے لیا اور رب المال نے اپنا حصہ نہیں لیا یہاں تک کہ جو کچھ مضارب نے اپنے واسطے قبضہ میں لیا تھا اور جو اسکے پاس باقی تھا سب ضائع ہو گیا تو جس قدر رب المال نے اپنے حصہ کا نفع اپنے قبضہ میں نہیں لیا تھا وہ دونوں کا مال گیا اور ایسا ہو گیا کہ گویا تھا ہی نہیں کیونکہ مضارب اس قدر میں امین باقی رہا تھا اور مضارب اس قدر میں سے جو اس نے اپنی ذات کے واسطے اپنے قبضہ میں لیا ہو نصف حصہ رب المال کو ڈانڈ دیکھا چونکہ اس پر قبضہ کرنے کی وجہ سے اس کا بھر پانے والا ہو گیا تھا اس وجہ سے تلف ہونا مال مضمون کا تلف ہونا قرار پا دیکھا پس اس کی ضمان لازم آئی اور چونکہ یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ وہی تمام نفع ہے اس لیے کہ جو حصہ رب المال تلف ہوا وہ امانت کی راہ سے گیا اور ایسا گیا کہ گویا تھا ہی نہیں تو بسبب امانت کے اس کی ضمان نہ آوے گی رکھیا صرف اس قدر حصہ جو مضارب کے قبضہ میں ہے پس چونکہ یہ مال مضمون ہے اور اسی قدر حصہ نفع ہے اس واسطے مضارب اس میں سے نصف رب المال کو ڈانڈ دیکھا یہ مسوط میں ہے کسی نے دوسرے کو آدھے کی مضاربت پر کچھ مال دیا اس نے اس مال سے خرید و فروخت کی خواہ نفع اٹھا یا یا نہیں اور ایک اسباب خرید اور اس کو فروخت نہیں کیا یہاں تک کہ رب المال نے مضارب کے لیے نفع میں کچھ بڑا دیا یا کچھ گھٹا دیا پھر اسکے بعد نفع اٹھایا تو جائز ہے اور دونوں اس اقرار پر تقسیم کرینگے خواہ نفع اسکے بعد حاصل ہو یا پہلے اور اگر دونوں نے بانٹ لیا پھر ایک نے زیادتی یا کمی کر دی تو بھی ایسا ہی ہے اور امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ رب المال کی طرف سے مضارب کے لیے کمی جائز ہے زیادتی نہیں جائز ہے یہ محیط سرخی میں ہے اگر رب المال نے مضارب سے دس بیس لے لیے اور مضارب باقی مال سے کام کرتا رہا پس اگر مضارب نے ہر بار جب رب المال کو دیا تو یہ کہہ دیا کہ یہ نفع ہی تو یہ نفع میں رکھا جائیگا اور پھر اسکے بعد مضارب کا یہ کہنا کہ میں نے نفع نہیں اٹھایا ہے جو کچھ تو نے مجھ سے لیا ہے وہ اس مال میں تھا مقبول نہوگا اور اگر اس نے دیتے وقت یہ نہیں کہا تو امام ابو یوسف رحمہ سے مروی ہے کہ حساب کے روز رب المال اپنا پورا مال لے لیگا اور باقی دونوں میں مشترک ہو گا اور جو کچھ رب المال نے حساب سے پہلے لے لیا ہے وہ اس مال میں سے کم نہ کیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے ایک شخص کو ہزار درم مضاربت میں دیے اس نے امین ایک ہزار کا نفع اٹھایا اس سے رب المال نے کہا کہ میرا اس مال مجھے دے اور جو باقی رکھیا وہ تیرا ہے تو یہ جائز نہیں ہے جس صورت میں کہ مال بعینہ قائم ہو کیونکہ یہ محمول ہے ہر اور اگر تلف کیا گیا ہو تو جائز ہے کیونکہ جو کچھ مضاربت کا اس پر تھا اس سے بری کر دیا ہے نہیں ہے یہ محیط سرخی میں ہے

نہ خود زیادتی نہ کمائی کہ نفع کے بعد مال کی جو مضاربت ہو



**مترصوان باب۔** رب المال و مضارب میں اور دو مضاربوں میں اختلاف کے بیان میں۔ اور

اس باب میں سات فصلیں ہیں

**فصل اول۔** مضارب کی خریدی ہوئی چیز میں اس طور سے اختلاف کرنے کے بیان میں کہ یہ مضاربیت کی ہو یا نہیں ہو۔ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درہم آدھے کی مضاربیت پر دیے اُس نے ایک ہزار درہم کو ایک غلام خریدا اور خریدتے وقت یہ نہ کہا کہ میں اس کو مضاربیت کے واسطے خریدتا ہوں پھر جب اُس پر قبضہ کیا تو کہا کہ خریدنے کی حالت میں میری نیت تھی کہ مضاربیت میں ہو اور رب المال نے اُسکی تکذیب کی اور کہا کہ تو نے اپنے واسطے خریدا ہے تو اس مسئلہ کے اندر چار صورتیں ہیں یا تو مضارب کے اقرار کے وقت مال مضاربیت اور غلام دونوں قائم ہونگے یا دونوں تلف ہو گئے ہونگے۔ یا غلام قائم ہوگا اور مال تلف ہو گیا ہوگا یا مال قائم ہوگا اور غلام تلف ہو گیا ہوگا پس ہر صورت میں قسم سے مضارب کا قول قبول ہوگا پھر اگر بائع کو مال مضاربیت یعنی غلام کا شن دینے سے پہلے اُس کے پاس تلف ہو گیا تو رب المال سے پھر لے لیکھا اور بائع کو دیدیگا اور دوسری صورت میں بدو نہ گواہوں کے مضارب کے قول کی تصدیق ہوگی اور مضارب بائع کو ہزار درہم ڈانڈ دیگا اور رب المال سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اور یہی حکم تیسری صورت میں ہو۔ اور چوتھی صورت میں نہ کو رہے کہ مضارب کی اس باب میں رب المال پر تصدیق کیجاو گی کہ جس قدر اُس کے پاس اس المال ہو وہ بائع کو دیدے اور اس باب میں تصدیق ہوگی کہ در صورت اس مال مقبوضہ کے تلف ہو جانے کے دوبارہ رب المال سے پھر لے لے یہ حیثیت میں ہو۔ اور اگر مضارب نے مال مضاربیت ہزار درہم سے ایک غلام خریدا پھر اُس کے دام اپنے مال سے دیے اور کہا کہ میں نے اپنے واسطے خریدا ہو اور رب المال نے اُسکی تکذیب کی تو رب المال کا قول لیا جائیگا یعنی وہ غلام مضاربیت میں رکھا جائیگا اور مضارب ہزار درہم مضاربیت کے اپنے داموں کے بدلے جو اُس نے ادا کیے ہیں لے لیکھا اور اگر ہزار درہم کو ایک غلام خریدا اور مضاربیت یا غیر مضاربیت کا کچھ نام نہ لیا پھر کہا کہ اپنے واسطے میں نے خریدا ہے تو اُسی کا قول قبول ہوگا یہ میسوط میں ہو۔ اور اگر اس امر پر اتفاق کیا کہ مضارب کے دل میں خریدنے کے وقت کچھ نیت نہ تھی تو امام ابو یوسف رحمہ کے قول پر داموں پر حکم ہوگا اگر اُس نے مضاربیت سے دام دے ہیں تو وہ غلام مضاربیت کا ہو اور اگر اپنے پاس سے دیے ہیں تو اُس کا ہو اور امام محمد کے نزدیک یہ خرید مضارب کے واسطے ہوگی خواہ اُس نے مال مضاربیت سے دام دیے ہوں یا اپنے مال سے دیے ہوں جیسا کہ وکیل خاص کا حکم کتاب البیوع میں معلوم ہو چکا ہے یہ حیثیت میں ہو ایک غلام ہزار درہم کو خریدا اور کچھ نام نہ لیا پھر دوسرا ہزار درہم کو خریدا اور کچھ بیان نہ کیا پھر کہا کہ دونوں کی میں نے مضاربیت کی واسطے نیت کی تھی اور ہنوز مال دیا نہیں ہے پس اگر دونوں میں اُسکی تصدیق کی تو پہلا مضاربیت میں ہوگا دوسرا انوکا سبطح اگر دونوں میں اُسکی تکذیب کی یا اول میں تصدیق کی اور دوسرے میں تکذیب کی تو بھی حکم ہے۔ اور اگر دوسرے میں تصدیق کی اول میں نہ کی تو رب المال کا قول قبول ہوگا اور دوسرا غلام مضاربیت میں قرار دیا جائیگا۔ اور اگر دونوں کو ایک ہی صفقہ میں خریدا ہو ہر واحد ہزار درہم کو خریدا اور کہا کہ میں نے نیت کی تھی کہ ہر واحد دونوں میں

بعض ہزار مضاربت کے ہے پس اگر رب المال نے دونوں میں اسکی تصدیق کی تو ہر ایک کا نصف مضاربت میں قرار دیا جائیگا اور باقی مضارب کا ہوگا اور اگر دونوں میں تکذیب کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کسی معین میں تصدیق کی اور کہا کہ یہ غلام تو نے مضاربت کے واسطے خریدا ہے تو وہی مضاربت میں ہوگا یہ محض مشربی میں ہے۔ اور اگر مضارب نے کہا کہ میں نے دونوں کو بعض اپنے ہزار درم و مضاربت کے ہزار درم کے خریدے ہے پس رب المال نے کہا کہ تو نے یہ غلام معین بعض مال مضاربت کے خریدے ہے تو مضارب کا قول قبول ہوگا اور دونوں غلاموں کا نصف مضاربت کا ہوگا اور نصف مضارب کا ہوگا کذا فی المبسوط

**دوسری فصل** مضاربت کے عموم و خصوص میں اختلاف کے بیان میں۔ اگر مضارب نے دعویٰ کیا کہ مضاربت ہر تجارت کے واسطے عام تھی اور رب المال نے خصوص کا دعویٰ کیا تو مضارب کا قول قبول ہوگا یہ کافی میں ہر مضارب و رب المال نے اگر اختلاف کیا پس مضارب نے کہا کہ تو نے مجھے آدھے کی مضاربت پر مال دیا ہے اور کسی چیز کا نام نہیں لیا ہے اور رب المال نے کہا کہ میں نے صرف روئی کے پٹرون یا ناچ کی تجارت کی اجازت دی ہے پس اگر یہ اختلاف تصرف سے پہلے واقع ہوا ہو تو رب المال کا قول قبول ہوگا اور رب المال کا تجارت عام ہونے سے انکار کرنا بطور عموم کے تصرف کرنے سے مانعت ٹھہرایا جائیگا اور مضارب کو بطور عموم کے تصرف کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر تصرف کرنے کے بعد یہ اختلاف ہو تو استحسانا قسم کے ساتھ مضارب کا قول قبول ہوگا اور رب المال پر گواہ لانے ہونگے اور اسی کو یعنی استحسان ہی کو ہمارے علماء ثلثہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اختیار کیا ہے یہ محیط میں ہے اور اگر رب المال عموماً مضاربت کا دعویٰ ہو تو قیاساً و استحساناً اسی کا قول قبول ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر عموم و خصوص میں اختلاف کرنے کی صورت میں دونوں نے گواہ قائم کیے پس اگر دونوں فریق گواہوں نے آگے پیچھے کا وقت مقرر کیا یعنی گواہی میں بیان کیا تو اسکی گواہی پر حکم کیا جائیگا جو دونوں میں آخر امر کو ثابت کرتا ہے یعنی اخیر وقت والے گواہوں کی گواہی پر حکم ہوگا۔ اور اگر دونوں فریق نے وقت بیان نہ کیا یا ایک ہی وقت بیان کیا یا ایک نے وقت بیان کیا اور دوسرے نے بیان نہ کیا اور معلوم نہیں ہوتا کہ کون امر پہلے تھا۔ اور کون امر بعد کا ہے تو مدعی خصوص کے گواہوں پر ڈگری ہوگی۔ ایسا ہی کتاب الاصل میں مذکور ہے۔ اور قدوری میں ہے کہ اگر دونوں نے گواہ قائم کیے اور مضارب عموم مضاربت کا دعویٰ کرتا ہے پس اگر اسے گواہوں نے صریح گواہی دی کہ رب المال نے اسکو ہر تجارت کے واسطے مال دیا ہے تو اسی کے گواہ قبول ہونگے اور اگر اسطور سے گواہی نہ دی تو رب المال کے گواہ مقبول ہونگے یہ محیط میں ہے۔ اسی طرح اگر سفر سے مانعت و عدم مانعت میں اختلاف کیا تو بھی مثل عموم و خصوص تجارت کے اختلاف کے حکم ہے کذا فی الاحادیث۔ اگر مضارب مال میں تصرف کر چکا ہو پھر دونوں نے مضاربت کے خاص ہونے میں تو اتفاق کیا مگر اس نوع میں اختلاف کیا جسکے ساتھ خصوصیت واقع ہوئی ہے اور دونوں نے گواہ قائم کیے تو جس طرح عموم و خصوص

دوسری فصل مضاربیت کے عموم و خصوص میں اختلاف کے بیان میں۔ اگر مضارب نے دعویٰ کیا کہ مضاربیت ہر تجارت کے واسطے عام تھی اور رب المال نے خصوص کا دعویٰ کیا تو مضارب کا قول قبول ہوگا یہ کافی میں ہر مضارب و رب المال نے اگر اختلاف کیا پس مضارب نے کہا کہ تو نے مجھے آدھے کی مضاربیت پر مال دیا ہے اور کسی چیز کا نام نہیں لیا ہے اور رب المال نے کہا کہ میں نے صرف روئی کے کپڑوں یا اناج کی تجارت کی اجازت دی ہے پس اگر یہ اختلاف تصرف سے پہلے واقع ہوا ہو تو رب المال کا قول قبول ہوگا اور رب المال کا تجارت عام ہونے سے انکار کرنا بطور عموم کے تصرف کرنے سے مانعت ٹھہرایا جائیگا اور مضارب کو بطور عموم کے تصرف کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر تصرف کرنے کے بعد یہ اختلاف ہوا تو استحساناً قسم کے ساتھ مضارب کا قول قبول ہوگا اور رب المال پر گواہ لانے ہونگے اور اسی کو یعنی استحسان ہی کو ہمارے علماء شلشہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اختیار کیا ہے یہ محیط میں ہے اور اگر رب المال عموماً مضاربیت کا دعویٰ ہو تو قیماً واستحساناً اسی کا قول قبول ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر عموم و خصوص میں اختلاف کرنے کی صورت میں دونوں نے گواہ قائم کیے پس اگر دونوں فریق گواہوں نے آگے پیچھے کا وقت مقرر کیا یعنی گواہی میں بیان کیا تو اسکی گواہی پر حکم کیا جائیگا جو دونوں میں آخر امر کو ثابت کرتا ہے یعنی اخیر وقت والے گواہوں کی گواہی پر حکم ہوگا۔ اور اگر دونوں فریق نے وقت بیان نہ کیا یا ایک ہی وقت بیان کیا یا ایک نے وقت بیان کیا اور دوسرے نے بیان نہ کیا اور معلوم نہیں ہوتا کہ کون امر پہلے تھا۔ اور کون امر بعد کا ہے تو مدعی خصوص کے گواہوں پر ڈگری ہوگی۔ ایسا ہی کتاب الاصل میں مذکور ہے۔ اور قدوری میں ہے کہ اگر دونوں نے گواہ قائم کیے اور مضارب عموم مضاربیت کا دعویٰ کرتا ہے پس اگر اس کے گواہوں نے صریح گواہی دی کہ رب المال نے اسکو ہر تجارت کے واسطے مال دیا ہے تو اسی کے گواہ قبول ہونگے اور اگر اسطورے گواہی نہ دی تو رب المال کے گواہ مقبول ہونگے یہ محیط میں ہے۔ اسی طرح اگر سفر سے مانعت و عدم مانعت میں اختلاف کیا تو بھی مثل عموم و خصوص تجارت کے اختلاف کے حکم ہے کذا فی الاحادیث۔ اگر مضارب مال میں تصرف کر چکا ہو پھر دونوں نے مضاربیت کے خاص ہونے میں توافق کیا مگر اس نوع میں اختلاف کیا جسکے ساتھ خصوصیت واقع ہوئی ہے اور دونوں نے گواہ قائم کیے تو جس طرح عموم و خصوص

[illegible]

کے اختلاف میں دونوں کے گواہ قائم کرنے کی صورت میں مفصلاً حکم مذکور ہوا ہے وہی یہاں بھی ہو اگر دونوں فریق نے وقت بیان کیا اور ایک نے دوسرے کے وقت سے پیچھے کا وقت بیان کیا تو پچھلے وقت والوں پر حکم ہوگا اور لیمہ اخیر امر اول کا نسخ قرار دیا جائیگا اور اگر اول و آخر معلوم نہ ہو سکے مثلاً دونوں نے ایک ہی وقت بیان کیا یا وقت ہی بیان نہ کیا یا صرف ایک ہی نے وقت بیان کیا تو مضارب کی گواہی مقبول ہوگی یہ محیط میں ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ اگر مضارب نے کہا کہ تو نے مجھے سب شہروں میں جانے کی اجازت دی تھی یا تو نے کچھ قید نہیں لگائی تھی اور رب المال نے کہا کہ میں نے تجھے صرف بصرہ جانے کی اجازت دی تھی تو مضارب کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر مضارب نے کہا کہ مجھے تو نے بصرہ و کوفہ جانے کی اجازت دی تھی اور رب المال نے کہا کہ فقط بصرہ جانے کی اجازت دی تھی تو رب المال کا قول قبول ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر مضارب نے کہا کہ مجھے تو نے نقد و ادھار دونوں کی اجازت دی تھی اور رب المال نے کہا کہ میں نے تجھے نقد کا حکم کیا تھا تو مضارب کا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔

**تیسری فصل مضارب کی واسطے جو نفع شرط کیا گیا اسکی مقدار میں اختلاف کرنے اور اس المال کی مقدار میں اختلاف کرنے اور حجت قبض المال میں اختلاف کرنے کے بیان میں۔** اگر کسی شخص نے دوسرے کو ہزار درم مضارب میں دیے اسے اس میں ایک ہزار درم کا نفع اٹھایا پھر دونوں نے اختلاف کیا تو مضارب نے کہا کہ تو نے میرے لیے آدھے نفع کی شرط کی تھی اور رب المال نے کہا کہ تہائی کی شرط کی تھی تو رب المال کا قول قبول ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو مضارب کے گواہ قبول ہونگے یہ محیط میں ہے۔ اگر دونوں نے نفع میں اختلاف کیا تو رب المال نے کہا کہ میں نے تیرے لیے تہائی کی شرط کی تھی اور مضارب نے کہا کہ تو نے میرے واسطے نصف کی شرط کی تھی پھر مضارب کے پاس مال تلف ہو گیا تو مضارب چھ حصہ نفع کا ضامن ہوگا اور خاص اپنے مال سے مالک کو ادا کرے گا اور اس کے ماسوا کی اسپر ضمان نہیں ہے یہ حاوی میں ہے۔ اگر مضارب نے کہا کہ تو نے میرے واسطے آدھے نفع کی شرط کی تھی اور رب المال نے کہا کہ میں نے نفع میں سے سو درم کی تیرے واسطے شرط کی تھی یا کہا کہ میں نے تیرے واسطے کچھ شرط نہیں کی تھی اور مضاربیت فاسد ہے اور تھکوا اجر المثل ملیکا تو قسم سے رب المال کا قول قبول ہوگا۔ یہ بطرح اگر مضارب نے کہا کہ تو نے میرے لیے آدھے نفع کی شرط کی تھی اور رب المال نے کہا کہ میں نے تیرے واسطے دس درم کی تہائی نفع کی شرط کی تھی تو بھی رب المال کا قول قبول ہوگا اور اگر ان دونوں مسئلوں میں دونوں نے گواہ قائم کیے تو مضارب کے گواہ قبول ہونگے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر مضارب نے کہا کہ میرے واسطے تہائی نفع کی شرط کی تھی اور رب المال نے کہا کہ میں نے تیرے واسطے تہائی نفع اور دس درم کی زیادتی کی شرط کی تھی یعنی مضاربیت فاسد ہے اور اجر المثل واجب ہے تو مضارب کا قول قبول ہوگا اسکو تہائی نفع ملیگا اور رب المال کے قول کی جو مضاربیت فاسد ہونے کے دعویٰ میں ہو تصدیق نہ کیا جائیگی۔ پھر اگر دونوں نے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے تو رب المال کے گواہ قبول ہونگے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مال میں گھٹا لکھایا اور رب المال نے کہا کہ میں نے

تیس واسطے نصف نفع کی شرط کی تھی اور مضارب نے کہا کہ تو نے میرے واسطے سودوم دینے کی شرط کی تھی یا کچھ نہیں  
 شرط کی تھی پس اجر المثل ملنا چاہیے تو قول رب المال کا قبول ہوگا اور اگر دونوں نے اپنے اپنے دعویٰ کے گواہ  
 قائم کیے تو گواہ بھی رب المال کے قبول ہونگے بشرطیکہ مضارب اس دعویٰ کے گواہ قائم کرے کہ رب المال نے  
 بلا شرط مال دیا تھا اجر المثل چاہیے ہی اور اگر مضارب نے اس دعویٰ کے گواہ دیے کہ رب المال نے سودوم دینے کی شرط  
 کی تھی تو رب المال کے گواہ قبول ہونگے بلکہ مضارب کے گواہ قبول ہونگے یہ مبسوط میں ہے۔ ایک مضارب کے  
 پاس دو ہزار درم ہیں اس نے کہا کہ تو نے مجھے راس المال میں ہزار درم دیے تھے اور ہزار درم میں نے نفع کمایا ہے  
 اور رب المال نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے تجھے دو ہزار درم مضاربیت میں دیے ہیں تو مضارب کا قول قبول  
 ہوگا۔ اور اگر دونوں نے مقدار راس المال و نفع میں اختلاف کیا اور رب المال نے کہا کہ میں نے راس المال  
 میں تجھے دو ہزار درم دیے ہیں اور تہائی نفع کی شرط کی ہے اور مضارب نے کہا کہ راس المال میں ایک ہزار  
 درم دیے ہیں اور نصف نفع کی شرط کی ہے تو راس المال کی مقدار میں مضارب کا قول قبول ہوگا اور نفع کی  
 شرط میں رب المال کا قول قبول ہوگا اور دونوں میں سے جس نے اپنی زیادتی کے دعویٰ کے گواہ قائم کیے اُسکے  
 گواہ قبول ہونگے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو مقدار راس المال میں رب المال کے گواہ  
 قبول ہونگے اور وہ دو ہزار درم راس المال کے لئے لیگا اور اگر مال کے میں ہزار درم ہوں تو نفع کے دعویٰ  
 میں مضارب کے گواہ قبول ہونگے حتیٰ کہ دو ہزار سے زیادہ ایک ہزار جو نفع رہا وہ دونوں میں نصف نصف سیم  
 ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر مضارب تین ہزار درم لایا اور کہا کہ ایک ہزار راس المال کے ہیں اور ایک ہزار  
 نفع کے ہیں اور ایک ہزار کسی شخص کی ودیعت ہیں یا غیر کی مضاربیت یا بضاعت کے ہیں یا شرکت کے ہیں یا  
 مجھے ہزار درم قرضہ ہیں تو ودیعت و شرکت و بضاعت و قرضہ میں مضارب کا قول قبول ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اگر  
 رب المال نے بضاعت ہونے کا دعویٰ کیا اور مضارب نے مضاربیت صحیحہ یا فاسدہ کا دعویٰ کیا تو رب المال کا  
 قول قبول ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کو کچھ مال دیا اُس نے کچھ نفع حاصل کیا پھر عامل نے کہا  
 کہ مجھے تو نے یہ مال قرض دیا ہے اور دینے والے نے کہا کہ میں نے تجھے بضاعت میں یا تہائی کی مضاربیت میں دیا  
 ہے یا مضاربیت میں دیا ہے اور کچھ نفع مقرر نہیں کیا ہے یا تیسرے واسطے سودوم نفع سے مقرر کر دیے ہیں تو رب المال کا  
 قول قبول ہوگا۔ اسی طرح اگر رب المال نے بضاعت یا مضاربیت کا دعویٰ کیا اور قایض مال نے کہا کہ مجھے تو نے  
 قرض دیا ہے تمام نفع میرا ہے تو بھی رب المال کا قول قبول ہوگا اور گواہ مضارب کے مقبول ہونگے یہ ذخیرہ  
 میں ہے۔ پس اگر مضارب نے بضاعت ہونے کا اقرار کیا تو اُسے کچھ نہ لیگا اور اگر تہائی پر مضاربیت کا اقرار کیا  
 تو تہائی نفع دیا جائیگا اور اگر مضاربیت فاسدہ کا اقرار کیا تو اجر المثل لیگا یہ مبسوط میں ہے اور اگر دونوں نے  
 گواہ قائم کیے تو مضارب کی گواہی مقبول ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر مال عامل کے پاس بعد اس کہنے کے  
 کہ یہ میرے پاس قرض تھا تلف ہو گیا اور رب المال نے کہا کہ یہ بضاعت یا مضاربیت صحیحہ یا فاسدہ تھا تو

لن یجوز شراکاء مال سے دو ہزار کے یا مضارب نے نصف نفع کے ۱۱ علی الاصل فی خمس مالک المسلم ترک النظم سکاں فی نظر نفسہ بلا تہاد فی ما رواہ ویرا لک شریعۃ ایضا لکن فی تصریح شریعۃ کہ جو کچھ فقہاء

مسئلہ و نفع کا ضامن ہوگا و لیکن اگر رب المال نے کہا کہ میں نے تجھے تہائی کی مضاربت پر دیا ہے تو اس صورت میں سوائے تہائی کے باقی کا ضامن ہوگا یہ محیط شخصی میں ہے۔ اگر مضارب نے کہا کہ تو نے مجھے مضاربت میں دیا ہے اور رب المال نے کہا کہ میں نے تجھے قرض دیا ہے تو رب المال کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر اسکے بعد مضارب کے پاس یہ مال تلف ہو گیا پس اگر قبل عمل کے تلف ہوا تو وہ ضامن نہوگا اور اگر بعد عمل کے تلف ہو تو مضارب مال کا ضامن ہوگا اور اگر دونوں نے اپنے اپنے دعویٰ پر گواہ دیے تو رب المال کے گواہ قبول ہونگے اور مضارب ضامن ہوگا خواہ مال قبل عمل کے ضائع ہوا یا اسکے بعد ضائع ہوا ہو یہ محیط میں ہے۔ اگر مضارب نے کہا کہ تو نے مجھے مضاربت میں دیا ہے اور میرے کام کرنے سے پہلے وہ ضائع ہو گیا اور رب المال نے کہا کہ تو نے غصب کر لیا ہے تو مضارب پر ضمان ہوگی اور اگر اُس نے عمل کیا پھر ضائع ہوا ہے تو وہ مال کا ضامن ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو دونوں وجہوں میں مضارب کے گواہ قبول ہونگے۔ اور اگر مضارب نے کہا کہ میں نے تجھ سے یہ مال مضاربت میں لیا اور اُس سے کام کرنے سے پہلے یا بعد وہ میرے پاس سے ضائع ہوا اور رب المال نے کہا کہ تو نے مجھے غصب کر لیا ہے تو رب المال کا قول مقبول ہے اور مضارب دونوں صورتوں میں ضامن ہے یہ ميسوط میں ہے۔ متقی میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ مضارب نے کہا کہ میں نے تجھے غصب کر لیا ہے پس ضمان دیکر سب نفع میرا ہے اور رب المال نے کہا کہ میں نے تجھے اُس سے تجارت کرنے کا حکم کیا تھا تو رب المال کا قول قبول ہوگا اور اگر گواہ قائم ہوں تو اُس کے گواہ بھی قبول ہونگے۔ اور اگر رب المال نے اس امر کے گواہ دیے کہ عامل نے اقرار کیا ہے کہ میں نے مال بضاعت لیا ہے اور عامل نے گواہ دیے کہ رب المال نے اقرار کیا ہے کہ عامل نے اسکو غصب کر لیا ہے تو رب المال کے گواہ قبول ہونگے اور یہ حکم اسوقت ہے کہ یہ معلوم نہو کہ ان دونوں اقرار و ان میں سے کون مقدم ہے اور اگر معلوم ہو تو موخر اقرار دایسے کے گواہ مقبول ہونگے یہ محیط میں ہے۔

چونکہ فصل رب المال کو راس المال خواہ دو نوں کے نفع تقسیم کرنے سے پہلے یا بعد وصول ہونے یا نہ وصول ہونے میں اختلاف واقع ہونے کے بیان میں۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درہم آدھے کی مضاربۃ میں دیے اُسے اُس میں ہزار درہم کا نفع اٹھایا اور رب المال سے کہا کہ میں نے تجھے ہزار درہم راس المال دیدیا ہے اور یہ باقی میرے پاس نفع موجود ہے اور رب المال نے کہا کہ میں نے تجھ سے کچھ وصول نہیں پایا ہے تو قسم سے رب المال کا قول قبول ہوگا پس اُس سے یوں قسم لیجا دیگی کہ داندین نے مضارب سے راس المال لیکر قبضہ نہیں پایا ہے پس اگر اُس نے اس طرح قسم کھالی تو باقی ہزار درہم راس المال میں لے لیگا اور مضارب کے استیلاف کا انتظار نہ کیا جائیگا پھر مضارب سے قسم لیجا دیگی کہ داندین نے راس المال کو تلف نہیں کیا اور نہ ضارب قسم کھائے ہے اگر اس نے قسم کھالی تو ضمان سے بری ہو گیا اور رب المال کا قبضہ کرنا ثابت ہوگا اور اگر مضارب نے قسم سے انکار کیا تو یہ اقرار ہوا کہ راس المال اُس کے پاس تھا اور وہ انکار کر گیا ہو تو راس المال کا ضمان ہوگا اور یہ ظاہر ہوا کہ مال مضارب ہزار معین موجود ہیں تو رب المال ان ہزار درہم کو اپنے راس المال میں لے لیگا

پس باقی ہزار درم مضارب پر دین رہینگے تو رب المال مضارب سے اپنا حصہ نفع یعنی پانچ سو درم بے لیکائیہ محیط میں لے گا اور اگر جو وقت رب المال نے اس سے قسم لینی چاہی اس وقت مضارب نے اقرار کیا کہ میں نے کچھ دیا نہیں ہے لیکن میرے پاس سے ضائع ہو گیا ہے اور اس پر قسم کھالی تو وہ رب المال کو اسکی ادھی ڈانڈ دیکھا اور اگر گواہ قائم کیے گئے تو مضارب کے گواہ قبول ہونگے اور اگر مضارب نے اس امر کے گواہ دیے کہ رب المال نے اقرار کیا ہے کہ میں نے ہزار درم اس المال پر قبضہ کیا ہے اور رب المال نے اس امر کے گواہ دیے کہ مضارب نے اقرار کیا ہے کہ رب المال نے اپنے اس المال میں سے کچھ وصول نہیں کیا ہے پس اگر یہ معلوم نہ ہو کہ کون اقرار اول کا ہے تو مضارب کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر یہ معلوم ہو کہ یہ اقرار پہلا ہے تو کچھ اقرار والے گواہ مقبول ہونگے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر رب المال و مضارب نے نفع تقسیم کیا اور ہر ایک نے اقرار کیا اور ہر ایک نے اپنا حصہ لینے کا اقرار کیا پھر اختلاف کیا اور مضارب نے کہا کہ میں رب المال کو اسکا راس المال دیکھا ہوں حالانکہ رب المال منکر ہو تو اسی کا قول قبول ہوگا اور اسکا نفع کی تقسیم کا اقرار کرنا اس المال وصول پانے کا اقرار نہ رکھا جائیگا اور یہ جو کتاب میں ہے کہ اسی کا قول قبول ہوگا یعنی رب المال کا اس سے یہ مراد ہے کہ جو مضارب رب المال پر دعویٰ کرتا ہے یعنی خالص پانچ سو درم جو اس نے اپنے قبضہ میں لیے ہیں اس میں رب المال کا قول قبول ہوگا لیکن مضارب کے راس المال کی ضمان سے بری ہونے کے حق میں مضارب ہی کا قول قبول ہوگا اور مشایخ نے فرمایا کہ ہر ایک سے دوسرے کے دعویٰ پر قسم لی جاوے گی پھر اگر دونوں نے قسم کھالی تو مضارب کے قسم کھا لینے سے اس پر سے ضمان اتر جاوے گی اور رب المال کے قسم کھا لینے سے اسکا راس المال وصول پانا بھی منتفی ہو جائیگا پس ہزار درم مال مضاربت سے تلف شدہ قرار دیے جاوینگے اور ہتقد رمال تلف شدہ نفع میں سے رکھا جائیگا پس جس قدر رب المال نے وصول کیا ہے یعنی پانچ سو درم نفع کے وہ راس المال میں سے شمار کیے جاوینگے اور جو مضارب نے پانچ سو درم لیے ہیں وہ بھی راس المال میں شمار ہونگے اور مضارب رب المال کو واپس کر دیکھا بشرطیکہ بعینہ قائم ہوں اور اگر تلف ہوئے ہوں تو رب المال کو انکی ڈانڈ دیکر رب المال کا راس المال پورا کر دیکھا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو مضارب کے گواہ قبول ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے

**پانچویں فصل** دو مضارب کے اختلاف میں در حالیکہ ایک رب المال کے ساتھ ہو اگر کسی شخص نے دو شخصوں کو مال مضاربت دیا اور آدھے کی شرط کی پھر دونوں تین ہزار درم لائے اور رب المال نے کہا کہ میرا راس المال دو ہزار درم ہیں اور ایک ہزار نفع ہے اور ایک مضارب نے اسکی تصدیق کی اور دوسرے نے کہا کہ راس المال ایک ہزار درم ہیں اور دو ہزار نفع ہیں تو رب المال دونوں مضاربوں سے ہزار درم لے لیکھا اور ہر ایک کے پاس ہزار ہزار درم رہا دینگے پھر رب المال اس مضارب سے جس نے تصدیق کی ہے پانچ سو درم حساب میں اپنے مال اصل کے لے لیکھا پھر دوسرے کے قبضہ سے پانچ سو درم سے محاسبہ کر دیکھا اور تین

لے خواہ غل سے پہلے تلف ہوا ہو یا بعد اس کے تو اقرار کرنا مضارب مال اتلا کر دیکھا کہ ہر ایک سے دو ہزار درم لے لیکھا اور ہر ایک کے پاس ہزار ہزار درم رہا دینگے پھر رب المال اس مضارب سے جس نے تصدیق کی ہے پانچ سو درم لے لیکھا اور دوسرے کے قبضہ سے پانچ سو درم سے محاسبہ کر دیکھا اور تین

تہائی تقسیم کر گیا کیونکہ رب المال کے زعم میں یہ پانچ سو درم بھی اُس کے راس المال کے ہیں اور قابض منکر ہے وہ  
 کہتا ہے کہ نفع ہو اور رب المال کا حق اُس میں میرے حق سے دو چند ہو کیونکہ رب المال کا حق نصف نفع میں ہے اور ہر  
 ایک مضارب کا حق چوتھائی نفع ہے اس واسطے پانچ سو کو تین تہائی تقسیم کر گیا ایک تہائی رب المال اپنے راس المال  
 کے حساب میں لگا پس اُس کے پاس ایک ہزار آٹھ سو تینتیس و تہائی درم جمع ہوئے پھر باقی ہزار کو چار حصوں  
 میں تقسیم کرینگے پس رب المال کے پاس پانچ سو درم نفع کے آونگے اور اُس مضارب کے پاس جس نے اُسکی  
 تصدیق کی ہے دو سو پچاس درم آونگے پھر ان دونوں کو جمع کر کے اُس میں سے رب المال اپنا باقی راس المال  
 لے لگا اور جو کچھ بچا وہ دونوں میں تین حصہ ہو کر تقسیم ہو گا یہ بیسوط میں ہے۔ دو شخصوں کو ایک ہزار  
 درم آدھے کی مضاربت پر دیے پھر دونوں دو ہزار درم لائے اُس میں سے پانچ سو درم دو دھیا ہیں اور  
 ایک ہزار پانچ سو درم سیاہ ہیں پس ایک نے کہا کہ یہ پانچ سو درم دو دھیا فلان شخص کے ہمارے پاس  
 ودیعت ہیں یا دین ہیں یا میری ملک ہیں اور پانچ سو درم سیاہ نفع کے ہیں اور دوسرے مضارب نے  
 اقرار کیا کہ دو دھیا و سیاہ دونوں کو ملا کر ہزار درم سب نفع ہیں تو اسکی چند صورتیں ہیں یا تو مال دونوں کے  
 قبضہ میں ہو گا یا سب مال منکر کے قبضہ میں ہو گا یا سب مال مقرر کے قبضہ میں ہو گا یا دو دھیا منکر کے قبضہ میں  
 اور باقی مقرر کے قبضہ میں ہو گا یا دو دھیا درم مقرر کے قبضہ میں اور سیاہ منکر کے قبضہ میں ہونگے پس اگر پہلی صورت  
 ہو تو رب المال ہزار درم سیاہ پہلے لگا یعنی راس المال میں۔ اور مقررہ یعنی جس فلان شخص کے واسطے اقرار کیا ہے  
 وہ آدھے دو دھیا درم مقرر کے مقبوضہ سے لگا۔ اور جب قدر دو دھیا درم منکر کے مقبوضہ میں وہ اُس کے اور رب المال  
 کے درمیان میں تین حصہ ہو کر تقسیم ہونگے دو حصہ رب المال کو اور ایک حصہ مضارب کو ملیگا۔ اور پانچ سو درم  
 سیاہ چار حصہ ہو کر تقسیم ہونگے آدھے رب المال کو اور جو چھائی ہر مضارب کو ملینگے۔ اور دوسری صورت میں جب تمام  
 مال منکر کے پاس ہو تو بھی یہی حکم ہو کیونکہ جس مضارب نے ودیعت سے انکار کیا ہے اور تمام مال پر قبضہ کیا ہے اقرار کرتا  
 ہے کہ تمام مال جو میرے قبضہ میں ہے وہ مضاربت کا ہے پس معنی اُسکی طرف سے یہ اقرار ہو گیا کہ اُس میں سے آدھا میرے  
 پاس ہے اور آدھا دوسرے مضارب مقرر کے پاس ہے پس وہی پہلی صورت ہو گئی اور اگر تیسری صورت ہو تو وہ  
 پانچ سو دو دھیا مقرر کو دید لگا اور ہزار درم رب المال کو دید لگا اور پانچ سو درم چار حصوں میں تقسیم ہونگے۔ اور  
 اگر دو دھیا منکر کے پاس ہوں اور مقرر کہتا ہے کہ تجھے ودیعت تھیں دی ہے بلکہ میرے ساتھی کو دی ہے تو رب المال اپنا  
 راس المال لے لگا اور باقی چار حصوں پر تقسیم ہو گا پھر مقرر اپنا دو دھیا درم مال کا حصہ مقرر کو دید لگا۔ اور اگر دو دھیا  
 سب مقرر کے پاس ہوں تو مقرر لے لگا یہ محیط خیر میں ہے۔ اگر دو شخصوں کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اور  
 دونوں کو حکم کیا کہ دونوں اپنی راسے سے اُس میں عمل کریں پھر دونوں دو ہزار درم اپنے قبضہ میں لائے پھر ایک  
 نے کہا کہ اُس میں ہزار درم راس المال ہیں اور پانچ سو درم نفع کے ہیں اور پانچ سو درم فلان شخص کے ہیں سنے  
 ودیعت دیے تھے جو مجھے اسکی اجازت سے مال میں ملا دیے ہیں پس وہ شخص مال میں پانچ سو درم کا ہمارا



شریک ہو اور اس مقررہ شخص نے تصدیق کی اور دوسرے مضارب نے کہا کہ یہ ہزار پورے نفع کے ہیں تو رب المال اپنا اس المال ہزار درم لے لیگا اور جس نے شرکت کا اقرار کیا ہو اس سے دو سو پچاس درم مقبوضہ مقررہ لے لیگا اور باقی پانچ سو درم رب المال اور دونوں مضارب چار حصہ کر کے یا ہم تقسیم کر لینگے اور اس میں سے مضارب مقررہ کو ایک سو پچیس درم ملیں گے وہ انکو مقررہ کے درم میں ملا کر پھر دونوں پانچ حصوں میں تقسیم کرینگے اس میں سے ایک حصہ مضارب کو اور چار حصہ مقررہ کو ملیں گے۔ اور اگر اقرار کے روز تمام مال مقررہ کے قبضہ میں ہو تو جسکے واسطے اسنے اقرار کیا ہو وہ شخص پورے پانچ سو درم مال میں سے لے لیگا اور رب المال اپنا اس المال ہزار درم لے لیگا اور باقی پانچ سو درم دونوں مضاربوں اور رب المال میں چار حصہ ہو کر تقسیم ہونگے۔ اور اگر تمام مال منکر کے قبضہ میں ہو تو رب المال اپنے ہزار درم اس المال لے لیگا پھر باقی ہزار درم کو وہ اور دونوں مضارب باہم چار حصوں میں بانٹ لینگے اور جس قدر مقررہ کو ملا وہ اسکو اپنے اور مقررہ کے درمیان پانچ حصوں میں تقسیم کرینگے اس میں سے مقررہ کو چار حصے ملیں گے یہ بمسوط میں ہو۔ اور اگر دونوں مضارب دو ہزار درم لائے اور ایک نے کہا کہ اس المال کے ہزار درم تھے پھر ہمارے ساتھ فلان شخص پانچ سو درم کا شریک ہو گیا جو ہم نے مال میں ملا دیے اور کام کیا پھر ہمکو پانچ سو درم نفع ہوئے اور دوسرے مضارب نے انکار کیا اور رب المال نے بھی انکار کیا اور مال دونوں مضاربوں کے قبضہ میں ہو تو رب المال ہزار درم اپنا اس المال لے لیگا اور دو سو پچاس درم مقررہ کو دیکھا پھر مقررہ کے مقبوضہ سے تراسی دو تہائی درم مقررہ نفع لیگا اور دوسرے کے مقبوضہ سے بھی مثال کے دیا جائیگا اور تین سو تینتیس و ایک تہائی ہو اور رب المال اور مضارب منکر کے درمیان تین تہائی تقسیم ہوگا پھر جو کچھ دونوں مضاربوں کے قبضہ میں باقی رہا اور دہ تین سو تینتیس و ایک تہائی ہو چار حصہ ہو کر تقسیم ہوگا اور ہر ایک مضارب کو اسکو چوتھائی دیا جائیگا اور جب مقررہ نے جو کچھ اسکو پہنچا ہو وصول کر لیا تو جمع کر کے اسکے اور مقررہ کے درمیان نو حصے ہو کر تقسیم ہوگا اس میں سے نو ان ایک حصہ مقررہ کو اور آٹھ حصے مقررہ کو ملیں گے یہ محیط خرسی میں لکھا ہے۔

**چھٹی فصل** مضارب کی خریدی ہوئی کے نسب میں اختلاف کے بیان میں مضارب نے ہر گاہ مضاربیت میں ایسی چیز خریدی جسکی بیع کرنا ممکن نہیں ہو تو مضاربیت میں سے انکو اور اپنی ذات کے واسطے خریدنے والا شمار ہوگا اور اگر خلاف و وفاق میں اختلاف کیا تو مدعی وفاق کا قول قبول ہوگا مضارب نے ہزار درم مضاربیت سے ایک غلام خریدا اور اسکا نسب معروف نہیں ہو اور مضارب نے رب المال سے کہا کہ یہ تیرا بیٹا ہے اور اسنے تکذیب کی تو اسکی دو صورتیں ہیں یا تو غلام میں اس المال پر زیادتی ہوگی یا نہیں ہوگی اور انہیں سے ہر ایک صورت میں وجہ سے خالی نہیں ہو یا تو رب المال اسکی تصدیق کرے یا تکذیب کرے یا مضارب سے کہے گا کہ بلکہ وہ تیرا بیٹا ہے پس اگر غلام کی قیمت میں اس المال پر زیادتی ہو مثلاً اسکی قیمت دو ہزار درم ہو اور رب المال نے اسکی تصدیق کی تو رب المال سے نسب ثابت ہو جائیگا اور وہ مضارب کا غلام رہا اور اگر رب المال نے تکذیب کی تو غلام آزاد ہو جائیگا اور دونوں کے واسطے اپنی قیمت کے چار حصہ کر کے سعی کرے گا۔ اور اگر

۱۲  
لے تو مضاربیت عقد مضاربیت کے شرائط سے برخلاف حکم ہے  
۱۳  
لے تو مضاربیت عقد مضاربیت کے شرائط سے برخلاف حکم ہے

مضارب سے کہا کہ نہیں بلکہ وہ تیرا بیٹا ہے تو وہ مضارب کا غلام رہا اور مضارب راس المال کی ضمانت راس المال کو دیکھا۔ اور اگر اسکی قیمت میں زیادتی نہ ہو مثلاً ہزار ہی درم اسکی قیمت ہو اور مضارب نے کہا کہ وہ تیرا بیٹا ہے پس اگر راس المال نے تصدیق کی تو اسکا نسب ب مال سے ثابت ہو جائیگا اور مضارب کا غلام رہیگا۔ اور وہ راس المال کی ضمانت دیکھا۔ اور اگر تکذیب کی تو مضارب میں رہیگا پھر اگر اسکی قیمت دو ہزار ہو گئی تو آزاد ہو جائیگا اور تین چوتھائی قیمت کے واسطے ب مال کے لیے سنی کر گیا اور ایک چوتھائی کے واسطے مضارب کے لیے سنی کر گیا یہ محیط خسر میں ہے۔ اور اگر راس المال نے کہا کہ نہیں بلکہ وہ تیرا بیٹا ہے تو وہ مضارب میں رہیگا پھر اگر اسکو فروخت نہ کیا یہاں تک کہ قیمت اسکی دو ہزار درم ہو گئی تو آزاد ہو جائیگا اور اپنی قیمت کے واسطے دونوں کے لیے چار حصہ کر کے سنی کر گیا یہ بسو ط میں ہے۔ اگر راس المال نے مضارب سے کہا کہ وہ تیرا بیٹا ہے تو غلام میں زیادتی ہو گئی یا ہو گئی پس اگر زیادتی ہو اور مضارب نے تصدیق کی تو آزاد ہو جائیگا اور مضارب راس المال کی ضمانت دیکھا اور اگر مضارب نے تکذیب کی تو غلام آزاد ہو جائیگا اور راس المال کے واسطے سنی نہ کر گیا۔ اور اگر مضارب نے راس المال سے کہا کہ نہیں بلکہ وہ تیرا بیٹا ہے تو غلام مضارب کا ہو اور راس المال کی ضمانت دے اور اگر غلام میں زیادتی نہ ہو پس اگر مضارب نے اسکی تصدیق کی تو مضارب کا بیٹا مضارب میں ملوک رہیگا اور اگر اسکی قیمت بڑھ گئی تو مضارب سے اسکا نسب ثابت ہو جائیگا اور آزاد ہو جائیگا اور راس المال کے واسطے تین چوتھائی قیمت کے لیے سنی کر گیا اور مضارب پر ضمانت نہ آئیگی اور اگر مضارب نے تکذیب کی تو غلام مضارب میں رہیگا یہ محیط خسر میں ہے اور اگر اسکی قیمت بڑھ گئی اور دو ہزار ہو گئی تو وہ آزاد ہو جائیگا اور دونوں کیلئے اپنی قیمت کے چار حصہ کر کے سنی کر گیا یعنی تین چوتھائی راس المال کے واسطے اور ایک حصہ مضارب کی واسطے یہ بسو ط میں ہے اس طرح اگر مضارب نے کہا کہ نہیں بلکہ وہ تیرا بیٹا ہے تو بھی ایسا ہی حکم ہے یہ محیط خسر میں ہے۔ اور اگر ایک غلام دو ہزار درم کی قیمت کا خرید پھر مضارب نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہے اور راس المال نے کہا کہ تو چھوٹا ہے تو نسب مضارب سے ثابت ہو جائیگا پھر چونکہ یہ دعوت دعوت تحریر ہے پس ہنر آزاد کرنے کے قرار پادیتیگی اور راس المال کو اپنے حصہ میں خیار حاصل ہوگا کہ چاہے آزاد کرے یا تین چوتھائی کے لیے سنی کر دے یا مضارب سے تاوان لے اگر وہ خوش حال ہو اور ولاء اسکی دونوں میں چار حصے ہو کر مشترک ہوگی اور اگر راس المال نے اسکی اس امر کی تصدیق کی ہو تو مضارب سے وہ آزاد ہو جائیگا اور مضارب راس المال کی ضمانت ہوگا۔ اور اگر اس نے تصدیق نہ کی و لیکن اس کے بعد اس کے بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ مضارب کا بیٹا ہے آزاد ہو جائیگا اور مضارب راس المال کی ضمانت دیکھا اگر ہزار کی قیمت کا غلام خرید اور مضارب نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہے اور راس المال نے تکذیب کی تو نسب ثابت نہ ہوگا اور وہ بچا مضارب میں ملوک رہیگا پھر اگر دو ہزار اسکی قیمت ہو گئی تو اسکا چوتھائی آزاد ہو جائیگا اور مضارب سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور اپنی تین چوتھائی قیمت کی واسطے راس المال کیلئے سنی کر گیا اور مضارب پر اسکی ضمانت نہ آئیگی۔ اور اگر راس المال نے اسکی تصدیق کی ہو حالانکہ اسکی قیمت ایک ہزار ہو تو اسکا نسب

لے یعنی راس المال سے اسکی قیمت زیادہ ہو تو اسکا لالہ ان الذی اشتری بالمضاربات کمین میں ملکہ وان معا بعد ذلک کلاک فی حصہ ۱۱۲

مضارب سے ثابت ہو جائیگا اور وہ مضارب میں رہیگا پھر اگر اسکی قیمت دو ہزار ہو گئی تو اسکا جو تھائی آزاد ہو جائیگا اور تین جو تھائی کے واسطے رب المال کے لیے سعی کرے گا اور اگر پہلے ہی اسکی قیمت بڑھ کر دو ہزار درم ہو گئی پھر مضارب نے اسکے بیٹھے ہونے کا دعویٰ کیا اور رب المال نے تذبذب کی تو نسب ثابت ہو جائیگا اور یہ نیز لہ جو تھائی آزاد کرنے کے قرار دیا جاوے گا پس رب المال کو خیار حاصل ہوگا کہ اگر مضارب خوش حال ہو تو چاہے اس سے ضمان لے یعنی تین جو تھائی قیمت کی یا غلام سے سعی کرادے یا آزاد کر دے اور اگر مضارب سے ضمان لے لی تو مضارب بقدر مال کو غلام سے واپس نہیں لے سکتا ہی اور اگر سعی کرنا یا آزاد کرنا اختیار کیا تو رب المال کو اسکی تین جو تھائی دلا ہو چوکیگی اور اگر رب المال نے اسکی تصدیق کی ہو تو اسکی کچھ ضمان مضارب پر واجب نہوگی ہاں یہ اختیار ہوگا کہ چاہے غلام سے سعی کرادے یا اسکو آزاد کرے اور اگر اس غلام کی قیمت ہزار سے نہ بڑھی اور مضارب نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہی اور رب المال نے کہا کہ تو جھوٹا ہی بلکہ وہ میرا بیٹا ہے تو وہ رب المال کا بیٹا اسکے مال سے آزاد ہوگا اور مضارب پر اس صورت میں ضمان نہ آوے گی اور اگر اسکے نسب کا دونوں میں سے کسی نے دعویٰ نہ کیا یا ہاشاک کہ اسکی قیمت دو ہزار درم ہو گئی پھر مضارب نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہی اور رب المال نے کہا کہ تو جھوٹا ہی بلکہ وہ میرا بیٹا ہی تو مضارب کا بیٹا ہوگا اور دونوں سے آزاد ہو جائیگا اور و لا دونوں میں چار حصہ ہو کر مشترک رہے گی اور کسی کے لیے دوسرے پر ضمان نہ آوے گی اور اگر خریدنے کے روز غلام دو ہزار کی قیمت کا تھا اور مضارب نے اسکا تین ہزار درم دیدیے اور رب المال نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہی اور مضارب نے اسکی تذبذب کی تو رب المال سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور تین جو تھائی غلام نفس دعوت نسب سے آزاد ہو جائیگا اور مضارب کو جو تھائی میں ویسا ہی خیار ہوگا جیسا ہم نے رب المال کی صورت میں بیان کیا ہی اور اگر مضارب نے اسکی تصدیق کی تو یہ غلام رب المال کا بیٹا اور مضارب کا ذاتی غلام ہوگا اور مضارب رب المال کے مال کا ضامن ہوگا۔ اور اگر مضارب نے اسکی تصدیق نہ کی بلکہ کہا نہیں یہ تو میرا بیٹا ہی تو وہ مضارب کا بیٹا اسکے مال کا ضامن ہوگا اور اس المال کی ضمان رب المال کو دیگا اور اگر وہ غلام ایک ہزار درم کی قیمت کا ہو اور رب المال نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہی اور مضارب نے تذبذب کی تو اسکا بیٹا اسکے مال سے آزاد قرار پاوے گا۔ اور اگر مضارب نے تصدیق کی تو رب المال کا بیٹا مضارب کا غلام ہوگا اور مضارب اس مال کا ضامن ہوگا اور اگر مضارب نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ میرا بیٹا ہی تو رب المال ہی کا بیٹا اسکے مال سے آزاد ہوگا اور کسی کی دوسرے پر کچھ ضمان نہ آوے گی۔ اور اگر دونوں نے ایسا نہ کیا یا ہاشاک کہ اسکی قیمت دو ہزار درم ہو گئی پھر رب المال نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہی اور مضارب نے کہا کہ تو جھوٹا ہی تو رب المال سے نسب ثابت اور تین جو تھائی آزاد ہوگا اور مضارب کو چارہ میں خیار ہوگا اور اگر مضارب نے تصدیق کی تو وہ رب المال کا بیٹا اور مضارب کا غلام ہی اور مضارب اس مال کا ضامن ہوگا اور اگر مضارب نے کہا کہ نہیں بلکہ وہ میرا بیٹا ہی تو غلام سے تین جو تھائی کا حقیق رب المال سے ثابت ہوگا اور نسب ثابت ہوگا پھر مضارب نے بھی اس ثابت النسب میں دعویٰ کیا تو نسب ثابت نہوگا و لیکن مثل اپنا حصہ آزاد کرنے کے شمار ہوگا پس اسکا حصہ بھی آزاد ہوگا۔ اور کوئی دوسرے سے ضمان نہیں لے سکتا ہے اور و لا دونوں

۱۰۰ قرآن مجید سے پہلے اربعہ مضارب نے ہاتھ لگا کر کیا خود قتل کا ارادہ کیا ہی کہ اس کے بعد اس نے اپنے اربعہ مضارب کا نام لکھا اور ان کے نام لکھ کر ان کے پاس بھیج دیے۔

چار حصہ ہو کر مشترک ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔

## ساتویں فصل

اس باب کے متفرقات میں۔ نوادرا بن سماعہ میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ اگر مضارب نے کہا کہ تو نے مجھے ہزار درم زیوت یا نہرہ مضاربت میں دیے ہیں اور مضاربت صحیح تھی اور رب المال نے کہا کہ میں نے تجھے کھرے درم دیے ہیں پس اگر مضارب نے اس سے کام شروع نہیں کیا تو مثل ودیعت کے ہیں پس مضارب کے قول کی تصدیق کیجائیگی خواہ اس نے کلام ملا کر کہا ہو یا جدا کر کے کہا ہو مگر صرف ستوقہ کے دعویٰ میں بدون ملا کر کلام کرنے کے تصدیق کیجائیگی اور اگر کام شروع کر دیا ہو تو زیوت و نہرہ میں بھی تصدیق نہ کیجائیگی اور نیز نوادرا بن سماعہ میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ کسی مضارب کے قبضہ میں مال ہو وہ اس سے کام کرتا ہو اور مضارب نے اقرار کیا کہ جو ہزار درم فلان شخص پر میرے نام سے ہیں وہ رب المال کے ہیں اور مضاربت ہزار درم پر تھی پھر مضارب نے بعد اس کے کہا کہ میرے پاس پانچ سو درم ان ہزار کی مضاربت سے ہیں جنکا میں نے اقرار کیا کہ وہ مضاربت کے ہیں اور رب المال نے کہا کہ وہ ہزار درم میرے ہیں مضاربت کے نہیں ہیں تو رب المال کا قول قبول ہوگا اور اگر مضارب نے اپنے اقرار کے ساتھ اس کلام کو ملایا ہو تو اس کے قول کی تصدیق کیجائیگی یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اور ظاہر میں مبسوط کی غرض سے اس امر کے گواہ کر لیے کہ یہ قرض ہیں تاکہ مضارب علی حفاظت میں کوشش کرے اس خوف سے کہ رب المال قرض کے دعویٰ سے وصول نہ کرے پس مضارب نے عمل کیا اور نفع یا نقصان اٹھایا پھر اگر دونوں نے ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ قرض کا نام ظاہر میں تلجیہ تھا اور واقع میں دیر پر وہ مضاربت تھی تو موافق دونوں کی تصدیق کے رکھا جائیگا اگر دونوں نے باہم اختلاف کیا اور رب المال نے کہا کہ حقیقت میں قرض تھے تلجیہ نہ تھا اور مضارب نے کہا کہ قرض میں تلجیہ تھا درحقیقت مضاربت تھی اور مضارب نے اپنے قول پر گواہ قائم کیے تو یہ صورت اور قرض کے تلجیہ ہونے پر باہم تصدیق کرنے کی صورت یکساں ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر دونوں گواہوں نے مضاربت کی گواہی ملی ورنہ گواہوں نے قرض کی گواہی ملی اور اس کے سوا کچھ تفسیر بیان نہ کی تو دعویٰ کے قرض کے گواہوں کی گواہی مقبول ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر مضاربت کے گواہوں نے اس تفسیر سے گواہی دی کہ قرض بطور تلجیہ کے تھا اور درحقیقت مضاربت تھی تو ان کی گواہی اولیٰ ہو دہی مقبول ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر رب المال نے مضارب کے واسطے چھٹے حصہ نفع کا اقرار کیا اور مضارب نے کہا کہ میرا نصف نفع مشروط ہو اور دو گواہ لایا ایک نے گواہی دی کہ تمہاری نفع مشروط ہو اور دوسرے نے آدھے نفع کی گواہی دی تو امام عظیم کے نزدیک دونوں کی گواہی باطل ہو اور مضارب کو وہی ملیگا جو رب المال نے اقرار کیا ہو یعنی چھٹا حصہ و رصاحبین کے نزدیک گواہی جائز ہو اور تمہاری نفع پر جواز ہوگا اسکو تمہاری نفع ملیگا۔ اور اگر مضارب نے نصف کا دعویٰ کیا اور اس کے ایک گواہ نے تمہاری نفع کی اور دوسرے نے دو تمہاری کی گواہی دی تو بالاتفاق گواہی باطل ہو یہ مبسوط میں ہے۔ اگر رب المال نے کہا کہ میں نے تجھے مال صرف بضاعت کے طور پر دیا تھا حتیٰ کہ قول رب المال ہی کارہا اور مضارب نے دو گواہ دیے ایک نے گواہی دی کہ رب المال نے مضارب کے لئے دو سو درم شرط کی ہو اور دوسرے نے سو درم مشروط ہونے کی گواہی دی پس اگر مضارب سو درم کا دعویٰ ہو تو یہ گواہی نامقبول ہو اور اسکو کچھ نفع نہ ملیگا اور نہ اجر المثل ملیگا اور اگر

لے بیانی فی ذخیرہ تفسیر کر لیں گے اس میں جیسی تصدیق دونوں گواہوں کا اتفاق ہو حالانکہ دعویٰ اکثر کا دعویٰ اکثر ہو کر رہے

دوسو درم کا دعویٰ ہو تو مسئلہ میں اختلاف ہو کہ امام عظیم رحمہ اللہ کے نزدیک نامقبول اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک مقبول ہے مگر سودرم پر مقبول ہوگی اور اُسکے واسطے اجر المثل کی ڈگری کیجا دیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مضارب نے دعویٰ کیا کہ اُس نے ڈیڑھ سودرم کی شرط کی تھی پس ایک گواہ نے ایسی ہی گواہی دی اور دوسرے نے سودرم کی گواہی دی تو بالاجماع اُسکے واسطے اجر المثل کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط میں ہے ایک شخص نے دو شخصوں کو ہزار درم مضاربت میں دیے اور دونوں نے کام کیا اور نفع اٹھا یا پس ایک نے دعویٰ کیا کہ رب المال نے ہم دونوں کے واسطے آدھے نفع کی شرط کی ہے اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ ہم دونوں کے واسطے تہائی نفع کی شرط کی ہے اور رب المال نے دعویٰ کیا کہ دونوں کے واسطے سودرم نفع سے مشروط کیے ہیں یہاں تک کہ قول رب المال کا رہا پھر اگر دونوں نے گواہ قائم کیے ایک فریق آدھے نفع کی اور دوسرے نے تہائی نفع کی گواہی دی تو امام عظیم رحمہ اللہ کے قیاس قول میں یہ گواہی نامقبول ہے اور دونوں کے واسطے اجر المثل رب المال کے اقرار کی وجہ سے ملیگا جیسا کہ اگر بالکل گواہ قائم نہ کرتے تو بھی یہی ہوتا لیکن صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک نصف کا دعویٰ کیا اُسکو چھٹا حصہ نفع ملیگا اور اجر المثل نہ ملیگا اور دوسرے کو رب المال کے اقرار سے اجر المثل ملیگا یہ محیط میں ہے

**اٹھارہواں باب مضارب کے معزول ہونے اور اُسکے تقاضا سے امتناع کرنے کے بیان میں۔** رب المال کے مرنے سے مضاربیت باطل ہو جاتی ہے خواہ مضارب کو اُسکا علم ہو یا نہ ہو حتیٰ کہ اُسکے بعد مال مضاربیت سے خیریت یا سفر کرنے کا اختیار نہیں رکھتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور دونوں میں سے کسی کے مجنون ہونے سے بھی باطل ہوتی ہے بشرطیکہ جنون مطبق ہو اور اگر رب المال مرتد ہو گیا اُسکے بعد مضارب نے خرید و فروخت کی تو یہ بطلان امام عظیم رحمہ اللہ کے نزدیک مستوقوف ہے اگر پھر وہ مسلمان ہو گیا تو اُسکا نفاذ ہوگا اور تمام احکام میں اُسکا مرتد ہونا کالعدم شمار کیا جائیگا اسی طرح اگر دار الحرب میں جا ملا لیکن ہنوز اُسکے دار الحرب میں جا ملنے کا حکم قاضی کی طرف سے جاری نہ ہوا تھا کہ وہ مسلمان ہو کر واپس آیا تو بھی یہی حکم ہو موافق اُس روایت کے کہ جمین اُسکی موت اور میراث کے واسطے حکم حاکم شرط ہے اور اگر وہ مر گیا یا مرتد ہونے سے قتل ہوا یا دار الحرب میں جا ملا اور قاضی نے اُسکے جا ملنے کا حکم جاری کر دیا تو امام عظیم رحمہ اللہ کے قاعدہ پر مرتد ہونے کے روز سے مضاربیت باطل ہو گئی کذا فی البدائع اگر کسی شخص کو آدھے کی مضاربیت پر مال دیا اور مضارب مرتد ہو گیا یا اُسکے مرتد ہونے کے بعد اُسکو مال دیا پھر اُس نے خرید و فروخت کی اور نفع یا نقصان اٹھا یا پھر وہ مرتد ہونے پر قتل کیا گیا یا مر گیا یا دار الحرب میں جا ملا تو جو کچھ اُس نے کیا ہے وہ سب جائز ہے اور نفع دونوں میں موافق شرط کے تقسیم ہوگا اور جو کچھ اُس نے خرید و فروخت کی ہے اُسکی ذمہ داری یعنی عہدہ رب المال پر ہے یہ قول امام عظیم رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک تصرف کرنے میں اُسکا حال مرتد ہونے کے بعد مثل اُسکے ہو جیسا قبل مرتد ہونے کے تھا پس عہدہ اُسی پر ہوگا اور رب المال پر اُسکا رجوع کیا جائیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر مضارب مر گیا یا قتل ہوا یا دار الحرب میں جا ملا تو مضاربیت باطل ہو گئی پھر اگر وہ دار الحرب میں جا ملا اور وہیں اُس نے خرید و فروخت

فتاویٰ ہند کی کتاب النصاب باب ہندوم غزل و امتناع مضارب

کی پھر مسلمان ہو کر واپس آیا تو جو کچھ اُس نے دار الحرب میں خرید و فروخت کی ہو سب اُس کی ہوگی اور کسی چیز کی اُس پر ضمان نہ ہوگی و لیکن عورت کا مرتد ہونا یا نہ مرتد ہونا بالاجماع یکسان ہو خواہ وہ عورت رب المال ہو یا مضارب ہو اور مضاربت بحالہ صحیح رہی تا وقتیکہ وہ مرتد جاوے یا دار الحرب میں نہ جائے یہ حادی میں ہے۔ اور اگر رب المال نے مضارب کو معزول کیا اور مضارب کو اُس کے معزول ہونے کی خبر نہ ہوئی یہاں تک کہ اُس نے خرید و فروخت کی تو جائز ہے اور اپنے معزول ہونے سے آگاہ ہونے پر معزول ہوگا۔ اور اگر اپنے معزول ہونے سے آگاہ ہوا حالانکہ مال مضاربت میں اسباب موجود ہے تو اُس کو اختیار ہے کہ اس اسباب کو خود فروخت کرے اور معزول ہو جائے اسکا مانع نہیں ہے پھر یہ نہیں جائز ہے کہ اُس کے ثمن سے کوئی دوسرا اسباب خریدے اور اگر مال مضاربت راس المال کی جنس سے ہو تو مضارب کو اس میں تصرف کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ اور اگر راس المال کی جنس سے نہ ہو مثلاً راس المال دینار دہن اسی مال دوم میں یا اُس کے برعکس ہو تو اُس کو اختیار ہے کہ راس المال کی جنس سے فروخت کرے۔ اور اسی قیاس پر حق عروض و اُس کے اشیاء میں رب المال کے مرنے یا مرتد ہو کر دار الحرب میں چلنے کے بعد حکم جاری ہو یہ کافی نہیں ہے۔ اگر مال مضاربت فلوں ہوں اور رب المال نے مانعت کر دی تو اسکا حکم بھی ایسا ہی ہے جیسا مال مضاربت کے دوم ہونے اور راس المال کے دینار ہونے کا حکم تھا کہ اس صورت میں اسکی مانعت سے جو خرید ہو وجہ سے خرید ہو اسکی مانعت ہو جاوے گی اور جو ایک وجہ سے خرید دوسری وجہ سے بیع ہو اسکی مانعت نہ ہوگی حتیٰ کہ اگر فلوں کو درمومن کے عوض فروخت کیا تو جائز ہے یہ محیط میں ہے اور اگر مضارب نے تصرف کیا ہو اور مال مضاربت لوگوں پر ادھار ہو گیا ہو اور مضارب تقاضے سے باز رہا پس اگر مال میں نفع نہ ہو تو اُس کو اختیار ہے کہ تقاضے سے باز رہے اور اُس کو حکم کیا جائیگا کہ رب المال کو قرضداروں پر حوالہ کر دے یعنی رب المال کو وکیل کر دے اور اگر مال میں نفع ہو تو وہ تقاضے سے باز نہیں رہ سکتا ہو بلکہ اُس کو تقاضے کا حکم کیا جائیگا کہ راس المال دوم و دینار نقدی ہو جاوے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اسی طرح پرہر وکیل بیع کے تقاضے سے انکار کرے تو اُس پر تقاضے کے واسطے جبر نہ کیا جائیگا و لیکن بجز حکم کیا جائیگا کہ ثمن رب المال کو شیشی پر اتر اے اور یہی حکم مستبضع میں ہو یہ کافی نہیں ہے و لیکن جو شخص اجرت پر فروخت کرتا ہو جیسے تیلع اور دال وغیرہ تو اُس پر تقاضے کے واسطے ضرور جبر کیا جائیگا کہ وصول کروں اور حکم عادت یہ بمنزلہ اجارہ صحیحہ کے قرار پائیگا یہ محیط ختمی میں ہے اور اگر مال مضاربت لوگوں پر قرضہ ہو گیا اور رب المال نے مضارب کو اس خوف سے منع کر دیا کہ مضارب سکو کھانہ جاوے اور کہا کہ میں خود تقاضا کروں گا پس اگر مال میں نفع ہو تو تقاضا مضارب کا حق ہے اور اگر مال میں نفع نہ ہو تو رب المال کو مانعت کا اختیار ہے اور مضارب پر جبر کیا جائیگا کہ رب المال کو قرضداروں پر حوالہ کر دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ پھر اگر مال میں نفع ہو اور مضارب تقاضے کے واسطے مجبور کیا گیا پس اگر قرضہ اُسی شہر میں جہاں مضاربت ہو موجود ہو تو اُس کا نفقہ تقاضے کے ایام میں مال مضاربت سے ہوگا اور اگر دوسرے شہر میں ہو تو اس سفر و آمد و رفت کا خرچہ جب تک وہ تقاضے میں رہے مال مضاربت سے ہوگا اور

ملہ قور جاری آئینہ شائع و ناشرین و غیرہ مولانا سکندر صاحب راس المال کے عوض فروخت کر سکتا ہے دوم میں یعنی انکار کرے تو مجبور کیا جائیگا اسلئے مستبضع بوقت بقاء صحت پر کسی مال کا بجز تجارت کیا ہوگا ۱۲



اگر مضارب کے سفر و مقام نے طول کھینچا یا تاک کہ تمام دین سب نفقہ میں گیا پس اگر نفقہ دین سے بڑھ گیا تو فقہ  
 دین کے نفقہ محسوب کر دیا جائیگا اور جو بڑھا وہ مضارب پر پڑیگا یہ محیط میں ہو  
**انیسواں باب** مضارب کے مرنے اور مرض میں اقرار کرنے کے بیان میں۔ اگر مضارب مر گیا اور اس پر قرضے  
 ہیں اور مال مضارب کے پاس ہونا معروف معین ہو اور وہ درم ہیں اور اس المال بھی درم تھے تو قرضخواہوں  
 سے پہلے رب المال کو اسکا راس المال دیا جائیگا یہ بسوط میں ہو پھر اگر مضارب بت میں نفع کچھ معلوم ہو اور  
 مضارب کو وصول ہو جانا معلوم ہو تو رب المال اپنا حصہ نفع بھی قرضخواہوں سے پہلے لے لیا پھر جو مضارب  
 کا حصہ نفع رہا وہ قرضخواہوں میں تقسیم ہوگا یہ محیط میں ہو۔ پس اگر مضارب کے وارثوں اور قرضخواہوں  
 نے کہا کہ جو قرضہ مضارب پر ہو وہ مضارب کا ہو اور رب المال نے انکی تکذیب کی تو رب المال کا قول  
 اسکی علیٰ قسم سے مقبول ہوگا۔ اور اگر مضارب کا مال اس کے مرنے کے وقت عروض یا دینار ہوں حالانکہ  
 اس المال درم تھے اور رب المال نے چاہا کہ اسکو راجح سے فروخت کرے تو نہیں کر سکتا ہو سکی بیع کا  
 اختیار مضارب کے وصی کو ہو اور اگر اسکا کوئی وصی نہ ہو تو قاضی اسکی طرف سے ایک وصی مقرر کرے گا کہ اس  
 مال کو فروخت کرے اس میں سے رب المال کو اسکا راس المال حصہ نفع دیدیگا اور مضارب کا حصہ نفع اس کے  
 قرضخواہوں کو ملیگا اور مضارب صغیر ہو کہ اس مال کو میت کا وصی رب المال فروخت کرے اور جو مال  
 مذکور ہو وہ اس صغیر ہو یہ بسوط میں ہو۔ پھر اگر رب المال نے چاہا کہ دینار و ن میں سے بقدر اپنے راس المال حصہ نفع  
 کے لے لے اور وصی نے دیدیے تو جائز ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر مضارب بطور معین معلوم نہ ہو تو رب المال  
 بھی تمام ترکہ میں قرضخواہوں کے مثل قرار دیا جائیگا یہ محیط شرعی میں ہو۔ اگر کسی نے ایک ہزار درم آدھے  
 کی مضارب پر دیے پھر مضارب نے اپنی موت کے قریب ذکر کیا کہ میں نے اس مال سے خرید و فروخت کی  
 اور ایک ہزار درم نفع اٹھائے پھر مضارب مر گیا اور مال مضارب بت معین طور سے شناخت میں نہیں ہو حالانکہ  
 مضارب کا اس قدر مال موجود ہو کہ اس سے مال اصل و نفع کی وفاق ممکن ہو تو رب المال اپنے راس المال کے  
 ہزار درم لے لیا اور اسکو کچھ نفع نہ ملیگا اور اگر مضارب نے یہ اقرار کیا ہو کہ میں نے نفع پر قبضہ بھی کر لیا ہو تو  
 بقدر حصہ رب المال کے ضامن ہوگا۔ اور اگر مضارب نے مرض میں یوں کہا کہ میں نے اس مال میں ہزار کا  
 نفع حاصل کیا اور میرے قبضہ میں آگیا پھر سب مال ضائع ہو گیا اور رب المال نے کہا نہیں بلکہ تیرے پاس ہو  
 اور تو بسبب انکار کرنے کے ضامن ہو گیا تو قسم کے ساتھ مضارب کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر مضارب قسم کھا  
 سے پہلے مر گیا تو اس کے وارثوں سے ان کے علم پر قسم لیا و گئی پس اگر سب لوگ قسم کھا گئے تو سب بری ہو گئے اور  
 اگر کوئی قسم سے باز رہا تو خواستہ اسی کے حصہ میں سے راس المال و حصہ نفع رب المال کو دلا یا جائیگا اسی طرح  
 اگر مضارب نے مرض الموت میں یوں کہا کہ میں نے راس المال اور حصہ نفع رب المال کو دیدیا ہے اور رب المال  
 نے انکار کیا تو بھی قسم سے مضارب کا قول قبول ہوگا اور وہ ضامن نہ ہوگا اور اگر قسم سے پہلے مضارب مر گیا

لے لیا یا نہ لے نہ کرے مضارب بت معین طور سے شناخت میں نہیں ہوگا اور اگر کسی نے ایک ہزار درم آدھے کی مضارب پر دیے پھر مضارب نے اپنی موت کے قریب ذکر کیا کہ میں نے اس مال سے خرید و فروخت کی اور ایک ہزار درم نفع اٹھائے پھر مضارب مر گیا اور مال مضارب بت معین طور سے شناخت میں نہیں ہو حالانکہ مضارب کا اس قدر مال موجود ہو کہ اس سے مال اصل و نفع کی وفاق ممکن ہو تو رب المال اپنے راس المال کے ہزار درم لے لیا اور اسکو کچھ نفع نہ ملیگا اور اگر مضارب نے یہ اقرار کیا ہو کہ میں نے نفع پر قبضہ بھی کر لیا ہو تو بقدر حصہ رب المال کے ضامن ہوگا۔ اور اگر مضارب نے مرض میں یوں کہا کہ میں نے اس مال میں ہزار کا نفع حاصل کیا اور میرے قبضہ میں آگیا پھر سب مال ضائع ہو گیا اور رب المال نے کہا نہیں بلکہ تیرے پاس ہو اور تو بسبب انکار کرنے کے ضامن ہو گیا تو قسم کے ساتھ مضارب کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر مضارب قسم کھا سے پہلے مر گیا تو اس کے وارثوں سے ان کے علم پر قسم لیا و گئی پس اگر سب لوگ قسم کھا گئے تو سب بری ہو گئے اور اگر کوئی قسم سے باز رہا تو خواستہ اسی کے حصہ میں سے راس المال و حصہ نفع رب المال کو دلا یا جائیگا اسی طرح اگر مضارب نے مرض الموت میں یوں کہا کہ میں نے راس المال اور حصہ نفع رب المال کو دیدیا ہے اور رب المال نے انکار کیا تو بھی قسم سے مضارب کا قول قبول ہوگا اور وہ ضامن نہ ہوگا اور اگر قسم سے پہلے مضارب مر گیا



تو جیسا ہم نے پہلی صورت میں بیان کیا ہے رب المال کو اختیار ہے کہ اُسکے وارثوں سے قسم لے ولیکن یہ صورت پہلی صورت سے ایک بات میں خلاف ہے وہ یہ ہے کہ اس صورت میں جب قدر حصہ نفع مضارب کے پاس اُسکے زعم میں اسکا موجود ہو اس میں سے رب المال اپنا راس المال لے لے گا پھر اگر کچھ باقی رہا تو موافق شرط کے دونوں کو تقسیم ہوگا پس اگر مضارب پر اسقدر قرضہ ہو کہ اُسکے تمام مال کو محیط ہو اور اُسکا حصہ نفع معین طور سے شناخت میں نہ ہو اور یہ معلوم ہے کہ مضارب نے ہزار درم نفع اٹھائے اور وصول پائے ہیں تو رب المال باقی قرضخواہوں سے بقدر حصہ نفع کے حصہ بانٹ لے گا اور بقدر راس المال اپنے حصہ نفع کے حصہ نہ بٹاؤنگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مضارب نے مرض میں در حالیکہ اُسپر اسقدر قرضہ ہو کہ اُسکے تمام مال کو محیط ہو یہ اقرار کیا کہ میں نے مال مضارب میں ہزار درم نفع اٹھایا ہے اور مال مضارب مع نفع کے فلان شخص پر قرضہ ہے پھر مر گیا پھر اگر قرضخواہوں نے اُسکا اقرار کر دیا تو رب المال کا کچھ حق مضارب کے ترکہ میں نہ ہوگا ولیکن فلان شخص قرضدار کا بیچا پکڑیگا اور اُس سے اپنا راس المال وصول کرے گا اور باقی کا ادا بھی اپنا حصہ نفع لے لے گا اور جو بچا اُسکو مضارب کے قرضخواہ مضارب کے مال میں ملا کر باہم بانٹ لینے۔ اور اگر قرضخواہوں نے انکار کیا اور کہا کہ مضارب نے راس المال میں کچھ نفع نہیں اٹھایا ہے اور جو قرضہ فلان شخص پر ہے وہ مضارب کا نہیں ہے تو یہ قرضہ تمام ترکہ کے ساتھ رب المال و قرضخواہوں کو موافق حصہ کے تقسیم ہوگا اور رب المال کا حصہ بقدر راس المال کے لگایا جائیگا اور نفع میں سے کچھ نہ لگایا جائیگا یہ مبسوط میں ہے اور یہ حکم اسوقت ہے کہ مضارب حالت صحت میں معروف ہوا لایہ کہ مال مضارب اسی کے قول سے پہچانا گیا ہو اور اگر مضارب معروف نہ ہو صرف اسی کے قول سے پہچانی گئی ہو تو رب المال حالت صحت کے قرضخواہوں کے ساتھ بقدر راس المال کے بھی شریک نہیں کیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اُس نے کہا کہ یہ ہزار درم میرے پاس فلان کی مضاربیت پر ہے مثلاً ایک ہزار درم فلان دوسرے کی ودیعت ہیں اور فلان شخص تیسرے کا مجھے اسقدر قرضہ ہے تو پہلے مال مضارب ادا کرنا شروع کیا جائیگا اور اگر مضاربیت کے مال کا معینہ طور سے اقرار نہ کیا تو مضارب کا تمام مال رب المال اور صاحب ودیعت اور قرضہ کے درمیان موافق حصوں کے تقسیم ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ فلان شخص کے ہزار درم مضاربیت کے میرے پاس اس صندوق میں ہیں اور فلان دوسرے کے مجھے ہزار درم آتے ہیں پھر صندوق میں کچھ یا نہ لگایا گیا تو تمام ترکہ رب المال اور قرضخواہ میں موافق حصہ کے تقسیم ہوگا اور اگر صندوق میں ہزار درم لے تو رب المال ہی لے لے گا اور اگر دوسرا ہزار درم صندوق میں رکھے تو رب المال کو ہزار درم اس میں سے لینے اور باقی ہزار درم قرضخواہ کے ہیں خواہ دونوں ہزار مختلف ہوں یا جدا جدا رکھے ہوں پھر اگر یہ معلوم ہو کہ مضارب ہی نے بدون اجازت رب المال کے مال خلط کر دیا ہے تو تمام عظیمہ کے نزدیک سب میں موافق حصہ کے تقسیم ہوگا اور صاحبین کے نزدیک مال خلط کر دیا ہے تو تمام عظیمہ کے نزدیک کو لے لے گا یہ محیط خسر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ زید کے مجھے ہزار درم مضاربیت کے ہیں اور یہ ذہبی ہیں جو میرے

ملکہ قرض میں آئے ہیں اس طرح نہ لے لے گا اسکی شناخت ہو جائے بلکہ وہ محمول ہوا تو ودیعت کی طرح خاص ہو گیا اور رب المال بھی سب کا شریک ہو گیا ۱۱

عمر و پائے میں اور خالہ کے مجھیر ہزار درم ہیں اور اسکے سوا اسکا کچھ مال نہیں ہے تو یہ قرضہ رب المال کو دلا یا جائیگا اور اگر مضارب نے مرض میں کسی خاص معین مال کا مضاربیت میں اقرار کیا پھر اسکے بعد اس مال کی نسبت کسی کی ودیعت ہونے کا اقرار کیا پھر تیسرے شخص کے کچھ قرضہ ہونے کا اقرار کیا پھر مر گیا تو پہلے مال مضاربیت ادا کر دیا جائیگا پھر جو کچھ ترکہ رہ گیا اسکو صاحب ودیعت و قرضہ اوہ حصہ رسد شرکت سے تقسیم کر لینگے۔ یہ مبسوط میں ہے دو مخصوص کو ہزار درم مضاربیت میں دیے پھر ایک مر گیا اور دوسرے نے کہا کہ مال تلف ہو گیا تو اسکے حصہ میں اسکے قول کی تصدیق کیجاو گی اور دوسرے کا حصہ اسکے ذمہ اسکے ترکہ میں قرضہ رہیگا پھر اگر یہ بات معلوم ہو جاوے کہ مضارب میت نے اپنا حصہ بھی زندہ مضارب کے پاس ودیعت رکھا تھا تو سب مال تلف ہونے میں اسکے قول کی تصدیق کیجاو گی اور اگر زندہ مضارب نے کہا کہ میں نے اپنا حصہ دوسرے مضارب میت کو دیا تھا تو قسم سے اسکی تصدیق کیجاو گی اور وہ میت کے ترکہ میں سب قرضہ قرار دیا جائیگا یہ محیط خسر میں ہے

**بیسوان باب** مضاربیت کے غلام پر جنایت واقع ہونے یا اسکے کسی پر جنایت کرنے کے بیان میں۔ اگر کسی کو ہزار درم آدھے کی مضاربیت پر دیے اُس نے اسکے عوض ہزار کی قیمت کا ایک غلام خریدا اُس نے خطا سے کسی پر جنایت کی تو مضارب کو یہ اختیار نہیں ہے کہ جرمانہ میں وہی غلام دیدے یا اسکا فدیہ مال مضاربیت سے ادا کرے مگر چہ غلام کے ساتھ کچھ اور مال مضاربیت بھی موجود ہو اور اگر مضارب نے اپنے مال سے اسکا فدیہ ادا کیا تو احسان ہو اسکو مال مضاربیت سے واپس نہیں لے سکتا ہے اور وہ غلام مضاربیت میں باقی رہیگا جیسا کہ کوئی اجنبی فدیہ دیدے تو یہی حکم ہوتا ہے اور یہ صورت بخلاف اسکے ہے کہ اگر مضارب کی غلام میں کچھ شرکت ہو اور اس نے فدیہ دینا اختیار کیا تو یہ مضاربیت باطل ہو جائیگی۔ اور اگر دونوں حاضر ہوں تو رب المال سے کہا جائیگا کہ یا تو غلام دے یا اسکا فدیہ دے پس جب اُس نے کوئی بات اختیار کی تو مضاربیت ٹوٹ جائیگی پس اگر رب المال نے غلام دیدینا اختیار کیا اور مضارب نے کہا کہ میں اسکا فدیہ دیے دیتا ہوں تاکہ غلام مضاربیت پر رہ جائے میں اسکو فروخت کر کے نفع اٹھاؤنگا تو رب المال اسکو نہیں دے سکتا ہے۔ اور اگر مضارب غائب ہو تو رب المال غلام کو نہیں دے سکتا ہے صرف اسکو یہ اختیار ہے کہ غلام کا فدیہ دیدے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مضارب کا مال ہزار درم ہو اور مضارب نے اس سے دو ہزار کی قیمت کا غلام خریدا اور اس نے خطا سے جرم کیا تو مضارب سے اسکے دینے یا فدیہ دینے کو نہ کہا جائیگا جس صورت میں کہ رب المال حاضر ہو غائب ہو اور حقدار جرم کا مضارب یا غلام پر کوئی پس نہیں ہے صرف انکو یہ اختیار ہے کہ غلام کے مالک کے حاضر ہونے تک غلام کی طرف سے کوئی کفیل لے لیں اسی طرح اگر مضارب غائب ہو تو مولیٰ سے غلام دینے کو نہ کہا جائیگا اور دونوں میں سے کوئی ایک شخص فدیہ نہیں دے سکتا ہے جب تک کہ دونوں حاضر نہ ہوں اور اگر ایک نے فدیہ دیدیا تو اُس نے احسان کے طور پر دیا پھر جب دونوں حاضر ہوئے تو غلام دیدینگے یا فدیہ دینگے پس اگر غلام دیدیا تو دونوں کا کچھ نہیں ہے اور اگر فدیہ دیدیا تو فدیہ دونوں پر چار حصہ ہو کر تقسیم ہوگا اور غلام مضاربیت سے نکل جائیگا اور یہ امام اعظم و امام محمد رحمہما کا

لہذا تو شرکت ہو سکتا غلام دیکھو ہزار قیمت کا ہو تو بقید نفع کے معصایہ کرنا شرکت ہو یا اس سے یا مجسود و غیرہ پاس سے ملا کر ہزار درم

قول ہو اور اگر ایک نے غلام دینا اور دوسرے نے فدیہ دینا اختیار کیا تو دونوں کو اختیار ہو یہ بدائع میں ہے۔ امام محمد نے اصل میں فرمایا ہے کہ اگر کسی کو نہ ہر دم مضاربت میں دیے اور مضارب نے اس کے عوض ہر دم قیمت کا ایک غلام خریدا یا اس سے کم یا زیادہ قیمت کا تھا پھر اس غلام پر کچھ لوگوں نے دعویٰ کیا کہ اس نے ہمارے باب کو عدا قتل کیا ہے اور غلام نے انکار کیا پھر ان لوگوں نے اس امر کے گواہ قائم کیے پس اگر مضارب رب المال دونوں حاضر ہوں تو غلام پر گواہ مسوم ہونگے اور اگر دونوں غائب ہوں یا ایک غائب ہو تو موافق روایت ابو حفص کے گواہ غلام پر مسوم ہونگے اور اس روایت میں کوئی اختلاف منقول نہیں ہے اور ابوسلیمان کی روایت میں یہ ہے کہ امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک مسوم ہونگے اور امام ابویوسف رحمہ کے نزدیک مقبول ہونگے یہ محیط میں ہے اور اس میں اختلاف نہیں ہے کہ اگر غلام نے قتل عمد کا اقرار کر لیا تو اس پر قصاص کا حکم دیا جائیگا خواہ دونوں حاضر ہوں یا نہ ہوں اور اگر غلام نے قتل عمد کا اقرار کیا اور مضارب رب المال دونوں حاضر ہیں اور غلام کی تکذیب کہتے ہیں اور مقتول کے دو ولی ہیں پس ایک نے اسکو عفو کر دیا تو دوسرے ولی کا حق باطل ہو اسی طرح اگر مضارب نے غلام کی تصدیق کی ہو حالانکہ غلام تمام راس المال میں مشغول ہو یعنی مضارب کا اس میں کچھ استحقاق نہیں ہو تو مضارب مثل جہنمی کے شمار ہوگا اور یہی حکم ہوگا۔ اور اگر غلام میں زیادتی ہو اور مضارب نے تصدیق کی تو اس کے حصہ کی طرف زیادتی میں سے لحاظ کر کے مضارب سے کہا جائیگا کہ یا تو اپنا نصف حصہ اس ولی کو دے جسے معاف نہیں کیا ہے یا اس قدر کا فدیہ دے پھر جب اس نے کسی بات کو اختیار کیا تو مضارب باطل ہو جاوے گی اور رب المال غلام میں سے بقدر راس المال اور اپنے حصہ نفع کے لیکھا اور مضارب باقی حصہ لے لیکھا یہ بسوٹ میں ہے۔ اور اگر مضارب نے تکذیب کی اور رب المال نے تصدیق کی تو اسکی دو صورتیں ہیں یا تو غلام کی قیمت راس المال کے برابر یا کم ہوگی اور یا زیادہ ہوگی پس پہلی صورت میں رب المال کی تصدیق صحیح ہے اور اس سے کہا جائیگا کہ یا تو نصف غلام دیدے یا فدیہ دے یعنی نصف دیت دے پس اگر اس نے دنیا منظور کیا تو آدھے کی مضا باطل ہو گئی اور آدھے کی رہ گئی اور اسی طرح اگر دیت دینی اختیار کی اور نصف غلام دیت میں دیا تو بھی آدھا مضاربت میں رہ گیا اور اگر اس میں مضارب نے تصرف کر کے نفع اٹھا یا تو تقسیم کرنے کی یہ صورت ہے کہ اگر غلام کی قیمت ہزار درم ہوں تو رب المال باقی میں سے نصف راس المال جو باقی ہو لے لیکھا۔ اور اگر ہزار سے قیمت کم ہو مثلاً چھ سو درم ہوں تو آدھا غلام دیت میں دینے سے اس نے اپنا راس المال تین سو درم بھر پایا سات سو رہ گئے پس اس نفع میں سے باقی سات سو درم لے لیکھا پھر جو بچا وہ دونوں میں نفع رہا موافق شرط کے بانٹ لیں۔ اور دوسری صورت میں رب المال کی اس کے حصہ کی قدر میں تصدیق ہوگی پس اس سے کہا جائیگا کہ یا تو اپنا نصف حصہ دے یا نصف دیت فدیہ دے اور جو امر اختیار کر لیکھا مضارب باطل ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اگر مال مضاربت سے کوئی غلام خریدا اسکو کسی نے عدا قتل کیا پس اگر اس میں زیادتی ہو تو قصاص نہیں آتا ہے اور اسکی قیمت تین برس میں وصول کی جاوے گی اور وہ مضاربت میں قرار دے جاوے گی اور اگر اس میں زیادتی نہ ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر مضارب کے

پاس سوائے غلام کے کچھ اور مال مضارب ہو تو قصاص نہیں آتا ہے اور اگر کچھ اور مال مضارب نہیں ہے تو اس میں قصاص واجب ہوگا اور حق قصاص مولیٰ کو حاصل ہوگا یہ محیط خرسی میں ہے پھر اگر مولیٰ نے قاتل سے ہزار درم پر صلح کر لی تو بایہ اس مال ہوگا جبکہ اس مال ہزار درم ہوں اور اگر دو ہزار درم پر صلح کی تو اس میں سے اس مال رب المال پھر پورے لیگا اور باقی بمنزلہ نفع کے دونوں کو موافق شرط کے تقسیم ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر ہزار درم اس مال کی صورت میں مضارب کے پاس دو غلام ہوں کہ ہر ایک کی قیمت ہزار ہزار درم ہوں پھر ایک کو کسی نے عمدتاً قتل کیا تو قصاص واجب ہوگا قیمت واجب ہوگی کذا فی الجاوی۔

**اکیسواں باب** مضارب میں شفعہ کے بیان میں۔ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم دیے اس نے ایک دار خرید ا جو ہزار کی قیمت کا یا کم و بیش ہے اور رب المال اس دار کا اپنے ایک دار کے ساتھ شفعہ ہے تو اس کو اختیار ہے کہ یہ دار مضارب سے شفعہ میں لے لے اور اس کو شن دیدے کہ وہ شن مضارب میں ہوگا۔ اور اگر مضارب نے کسی قدر مال مضارب سے ایک دار خرید پھر رب المال نے اس کے پہلو میں ایک دار خرید تو مضارب کو اختیار ہے کہ شفعہ کے رو سے وہ دار رب المال سے بوض باقی مال مضارب کے خریدے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر مضارب نے دار مضارب فروخت کیا اور رب المال اپنے دار سے اس کا شفعہ ہے تو اس کا شفعہ کچھ نہیں ہے خواہ اس دار میں نفع ہو یا نہ ہو۔ اور اگر رب المال نے اپنا کوئی گھر فروخت کیا اور مضارب کسی دار مضارب سے اس کا شفعہ ہے پس اگر مضارب کے قبضہ میں اس قدر مال مضارب ہے کہ اس سے شن دار ہوا ہو سکتا ہے تو شفعہ واجب ہوگا اور اگر اس کے قبضہ میں اس قدر نہیں ہے پس اگر دار مضارب میں نفع نہ ہو تو شفعہ نہیں ہے اور اگر نفع ہو تو مضارب کو اپنے واسطے لینے کا اختیار ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی اجنبی نے کوئی دار مضارب کے دار کے پہلو میں خرید پس اگر مضارب کے پاس اس قدر مال ہے کہ اس کے شن کو ادا کر سکتا ہے تو مضارب کو اس واسطے اس کو شفعہ میں لے سکتا ہے اور اگر شفعہ مشتری کو دید یا تو حق شفعہ باطل ہو گیا اور رب المال کو اختیار نہیں رہا کہ اپنے واسطے اس کو شفعہ میں لے لے اور اگر مضارب کے پاس اس قدر نہ ہو کہ شن ادا کر سکے پس اگر دار مضارب میں نفع ہے تو شفعہ مضارب اور رب المال دونوں کا ہے اگر ایک نے شفعہ سپرد کر دیا تو دوسرا اپنے واسطے پورا دار شفعہ میں لے سکتا ہے اور اگر دار میں نفع نہ ہو تو شفعہ خاصہ رب المال کا ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر مضارب کو شفعہ کا حال معلوم نہ ہوا یہاں تک کہ دونوں نے مضارب توڑ دی اور مضارب کے دار کو بقدر اس مال اور نفع کے بانٹ لیا پھر چاہا کہ دار میعہ کو شفعہ میں لے لیں تو دونوں کے لیے اپنی ذات کو واسطے اختیار ہے پس اگر دونوں نے طلب کیا تو دونوں کو نصف نصف لیگا اور دونوں میں سے جسے مشتری کو شفعہ دید یا تو دوسرے کو اختیار ہے کہ پورا دار اپنے واسطے شفعہ میں لے لے۔ اور اگر کسی شخص نے دو شخصوں کو مال مضارب دیا اور دونوں نے اس سے ایک گھر خرید اور رب المال اس کا شفعہ ہے تو اس کو اختیار ہے کہ ایک کا حصہ شفعہ میں لے لے اور دوسرے کا نہ لے لے اسی طرح اگر شفعہ کوئی اجنبی ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مضارب ایک ہی شخص ہو اور شفعہ نے چاہا کہ میں تھوڑا دار شفعہ میں لے لوں تو یہ نہیں ہو سکتا خواہ شفعہ کوئی اجنبی ہو یا رب المال ہو۔ اور اگر دو شخصوں نے کسی ایک شخص کو مال مضارب دیا اس نے اس کے عوض کوئی دار خرید

لے تو خلافت کر نیوالا یعنی نہایت بڑا ملک ہے۔ اس کا ترک کرنا ہوا تو خلافت عقیدہ مضبوط ہو کر نکلا اور سنہ ۱۸۵۷ء میں خلافت کا یہ حال کہ ایک اور چیز ختم ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ اس کا نشانہ دور عہد نامہ محمدیہ کے نام پر لکھا گیا تھا۔

باب اہل اسلام و اہل کفر کے درمیان مضاربت کے بیان میں۔ اگر مسلمان نے نصرانی کو آدھے کی مضاربت پر مال دیا تو جائز ہے، لیکن مکروہ ہے۔ پس اگر اُس نے شراب و سور میں تجارت کی اور نفع اُٹھایا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک مضاربت میں جائز ہے، لیکن مسلمان کو واجب ہے کہ اپنا حصہ نفع صدقہ کرے اور صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما کے نزدیک شراب و سور میں اُسکا تصرف مضاربت پر جائز نہیں ہے۔ اور اگر اُس نے کوئی مردار خرید کر مضاربت میں سے مال دیا تو بالاجماع مضارب خلاف کرنے والا ضامن ہوگا اور اگر اس نے ربو یعنی سود لیا مثلاً ایک درم کے عوض دو درم خریدے تو بیع فاسد ہوگی، لیکن مال مضاربت کا ضامن نہوگا اور نفع دونوں میں موافق شرط کے تقسیم ہوگا۔ اور مسلمان کو نصرانی کا مال مضاربت پر لینے میں کچھ ڈر نہیں ہے اُس کے حق میں یہ مکروہ نہیں ہے اور اگر اُس نے شراب یا سور یا مردار خریدی اور مال مضاربت دیا تو مخالف اور ضامن ہوگا اور اگر اس میں نفع لکھا یا تو جس سے نفع لیا ہو اُسکو واپس دے اگر اُسکو بچا پتا ہو اور اگر نہ بچا پتا ہو تو صدقہ کر دے اور رب المال نصرانی کو اس میں سے کچھ نہ دے اور اگر کسی مسلمان نے ایک مسلمان کو مضاربت میں مال دیا تو بلا کراہت جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کوئی حربی امان لیکر ہمارے یہاں آیا اور کسی مسلمان نے اُسکو آدھے کی مضاربت پر مال دیا اور حربی نے اُسکو کسی مسلمان کے پاس ودیعت رکھا اور دار الحرب میں چلا گیا پھر امان لیکر آیا اور مستودع سے ودیعت لے لی اور اُس سے خرید و فروخت کی تو یہ کام اُسکا اُسکی ذات کے واسطے ہے اور رب المال کو اُس کے اس مال کی ضمانت دے۔ اور اگر حربی مال لیکر دار الحرب میں چلا گیا اور وہاں خرید و فروخت کی تو وہ وہی ہے اور ضامن نہوگا کیونکہ جب وہ دار الحرب میں مال کو بدون اجازت رب المال کے لیکر چلا گیا تو وہ مال پر مستولی ہو گیا۔ اور اگر رب المال نے اُسکو دار الحرب میں مال لیجانے کی اجازت دی ہو کہ وہاں لے جا کر خرید و فروخت کرے تو استحساناً میں اُسکو مضاربت میں جائز رکھتا ہوں اور موافق شرط کے نفع دونوں میں مشترک قرار دوں گا بشرطیکہ وہاں کے لوگ مسلمان ہو جائیں یا مضارب مسلمان ہو کر یا معاہدہ کی وجہ سے یا امان لیکر واپس آوے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر مسلمانوں نے دار الحرب میں اُسپر قابو پایا تو اس مال اور رب المال کا حصہ نفع رب المال کا ہوگا اور باقی تمام مسلمانوں کا ہوگا یہ محیط شری میں ہے۔ اور اگر دو حربی امان لیکر دار الاسلام میں آئے اور ایک نے

جنگل کے درختوں میں لگی ہوئی آگ لاکھوں گنا اور دھڑلے سے جلتی ہے تو یہ جیسے ہی تھکا کر جی میں لاکھوں گنا لیکن اگر زمین میں آگ لگے تو وہ جیسے ایک چھوٹا سا آتش ہو جائے۔

دوسرے کو اپنا مال مضاربت میں دیا اور آدھے نفع کی شرط قرار دی پھر ایک حربی دارالحرب کو چلا گیا تو مضاربت نہ ہو سکی  
یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی حربی نے مسلمان کو مال مضاربت دیا پھر وہ مسلمان دارالحرب میں باجارت رب المال کے  
لیگیا تو وہ مال مضاربت پر باقی ہے یہ خزانہ مفتین میں ہے اور اگر ایک حربی نے دوسرے کو مال مضاربت اس شرط  
سے دیا کہ اسکو نفع میں سے سو درم ملیں گے تو مضاربت فاسد ہے اور دونوں کا حکم اس باب میں بتدریج دو مسلمانوں یا  
دو ذمیوں کے ہو حالانکہ انھوں نے خود التزام کر لیا ہو کہ معاملات تجارت میں احکام اسلام کا پرتاؤ کریں گے  
جو وقت کہ وہ مال لیکر ہمارے ملک میں تجارت کے واسطے داخل ہوئے تھے ایسا ہی دو مسلمانوں کے درمیان  
مضاربت فاسدہ کا حکم دارالحرب و دارالاسلام میں یکساں ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کوئی مسلمان یا ذمی مان  
لیکر دارالحرب میں گیا اور کسی حربی کو سو درم نفع کی شرط سے مال مضاربت دیا یا اسکو کسی حربی نے اسی شرط سے دیا  
تو امام عظیم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے اور نفع دونوں میں موافق شرط کے تقسیم ہوگا حتیٰ کہ اگر صرف  
سو ہی درم نفع اٹھائے ہوں تو کل اسی کو ملیں گے یعنی مضارب کو اور کھٹی رب المال پر بیڑی لگی اور امام ابو یوسف  
کے نزدیک مضاربت فاسد ہے اور مضارب کو اجر المثل ملیگا پس اگر مال میں نفع نے سو ہی درم ہوں تو اسی کو  
ملیں گے اور اگر کم ہوں تو کم ہی ملیں گے اور رب المال پر کچھ اور واجب نہ ہوگا یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر کوئی مسلمان مان  
لیکر دارالحرب میں گیا اور ایسے شخص کو جو دین مسلمان ہو اور ہمارے ملک میں ہجرت کر کے نہیں آیا ہو کچھ مال پر نفع  
نفع کی شرط سے مضاربت میں دیا یا اسی شرط پر اس سے لیا تو امام عظیم رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے اور موافق شرط رکھا جائے  
اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک مضاربت فاسد ہے کذا فی المبسوط

**تیسواں باب متفرقات میں۔** اگر کسی کو ہزار درم مضاربت میں اس شرط سے دیے کہ اُنکے عوض کپڑے  
خریدے اور اپنے ہاتھ سے قطع کر کے اُنکو سے بشرطیکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ اس میں رزق دے وہ ہم دونوں میں برابر  
تقسیم ہو تو یہ موافق شرط کے جائز ہے کیونکہ جیسے کام کرنے کی اسپر شرط لگائی ہو ایسا کام تاجر لوگ نفع حاصل کرنے کی  
غرض سے کیا کرتے ہیں اسی طرح اگر یہ شرط لگائی کہ اُسے حرمی دکھالیں خریدے اور اُس سے موزے اور دول بچھال  
اپنے و کار یگروں کے ہاتھ سے بناوے تو یہ سب تاجروں کے کام ہیں ایسی شرط مضارب پر جائز ہے کذا فی المبسوط۔  
اور اگر اُسکو ہزار درم اس شرط سے دیے کہ لکڑیوں و گھاس کے گٹھے کاٹ کر لاوے بشرطیکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ اس میں  
رزق دے وہ ہم دونوں میں برابر تقسیم ہو تو مضاربت نہیں جائز ہے اگرچہ لکڑیاں لا دلانے یا گھاس کاٹ لانے کے  
واسطے اجارہ کرنا جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر اپنے مرض میں آدھے کی مضاربت پر ہزار درم دیے اور مضارب نے کام  
کر کے ہزار درم نفع اٹھائے پھر رب المال اس مرض میں مر گیا اور اجر المثل اُس کام میں مضارب کا اس نفع سے  
جو اُسکے واسطے شرط کر دیا ہو کم ہوتا ہو اور رب المال پر اسقدر قرضہ ہو کہ اُسکے مال کو محیط ہو تو مضارب کو نصف نفع  
دیا جائیگا اور مریض کے قرضہ سے پہلے اسکا نفع دیدیا جائیگا اور اگر مضارب کے واسطے کچھ نفع مقرر نہ کیا ہوتا تو اُسکو  
اجر المثل دینے کا حکم ہوتا اور یہ مریض پر قرضہ ہوتا تو مضارب بھی باقی قرضہ اہوں کے ساتھ ترکہ میں حصہ دار



کر کے شامل کیا جاتا اور نفع میں اسکا کچھ حق نہوتا۔ اور اگر کسی تندرست آدمی نے کسی مریض کو ہزار درم مال مضاربت اس شرط سے دیا کہ مضارب کو دسواں حصہ نفع و اجر المثل و پانچ سو درم ملیں گے اُس نے کام کیے ہزار درم نفع اٹھائے پھر اپنے مرض میں مر گیا اور اُس پر بہت سے قرضہ میں تو مضارب کو دسواں حصہ نفع ملیگا اُس سے زیادہ کچھ نہ دیا جائیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی شخص کو دس مہینہ کے واسطے کسی قدر اجرت معلومہ پر مزدور کیا تاکہ کپڑے خریدے تو جائز ہے اگر اس مدت میں کچھ مال اُسکو آدھے نفع کی مضاربت پر دیا اسے کام کیا اور نفع اٹھایا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک کل مال رب المال کا ہوگا اور اُس شخص کو وہی اجرت ملیگی جو اُسکے واسطے شرط کر دی گئی ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اُسکو آدھا نفع ملیگا اور اس مدت کی اجرت ساقط ہو جائیگی چنانچہ اگر غیر شخص نے اُسکو مال مضاربت دیا تو جائز ہے اور جس قدر مدت اُسے مضاربت کا کام کیا اتنی مدت کی اجرت ساقط ہو جائیگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر اجیرنے مال مضاربت رب المال کو آدھے کی مضاربت پر دیا تو جائز ہے اور اجیر اجارہ پر رہا اور مدت جبر مضاربت میں رہا اور اگر رب المال نے اجیر کو بیضاعت میں مال مضاربت دیا کہ وہ مضاربت پر خرید و فروخت کرتا ہے تو جائز ہے اور مضاربت کی شرط بحال رہی اور اجرت بھی بحال رہی یہ مبسوط میں ہے اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت میں دیا اور کہا کہ یہ تیرے پاس ایک مہینہ تک مضاربت میں ہے اور جب مہینہ گزر گیا تو قرض ہے تو یہ مال ایسا ہی ہوگا پھر جب مہینہ گزرا اور وہ مال اُسکے پاس درم موجود ہے تو قرض ہو جائیگا یعنی جب اسپر جدید قبضہ کرے۔ اور اگر عرض موجود ہے تو قرض نہ ہوگا تا وقتیکہ اُسکو فروخت کر کے درہم نہ لے پھر جب اُسکے پاس درم ہو گئے تو قرض ہو جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اگر مدت معلومہ تک قرض لیے پھر اُس پر مضاربت کی بنا کر لی تو مضاربت میں نہونگے یہ تاتار خانیہ میں ہے۔ نو اور بشرین امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کے پاس ہزار درم مضاربت میں ہیں اُسے رب المال سے کہا کہ یہ درم مجھے قرض دیدے اُسے ایسا ہی کیا حالانکہ وہ درم بعینہ قائم ہیں پھر اُسکے عوض کوئی چیز خرید لی تو امام ثنائی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مضارب نے اگر انکو اپنے ہاتھ میں اُسکے ہاتھ سے یا صندوق یا قبضہ سے لیکر اپنی ضرورت میں صرف کیے تو یہ اسپر قرض ہونگے یہ محیط میں ہے ایک شخص نے دوسرے کو مال مضاربت میں دیا پھر مضارب نے غیر شخص کے ساتھ چند درم من سے سوے مال مضاربت کے شرکت کی پھر مضارب اور اُسکے شریک نے شیرہ انگور دونوں کی شرکت میں خریدا پھر مضارب مضاربت میں سے کچھ گھون کا اٹالایا اور شیرہ انگور اُس میں ملا کر مٹھائی بنائی تو مشل خرچ نے فرمایا کہ دیکھا جائیگا کہ اگر شریک کی اجازت سے مٹھائی بنائی ہے تو اٹے کی قیمت مٹھائی بنانے سے پہلے دیکھی جائیگی اور شیرہ انگور کی قیمت دیکھی جائیگی تو جس قدر حصہ اٹے کے پڑے میں پڑے وہ مضاربت میں قرار دیا جائیگا اور جس قدر شیرہ انگور کے مقابل ہو وہ مضارب شریک کے درمیان مشترک ہوگا۔ لیکن یہ حکم اس وقت ہے کہ رب المال نے اُسکو اجازت دیدی ہو کہ اپنی رائے سے عمل کرے اور اگر رب المال نے اُسکو یہ اجازت ندی ہو اور بلا اجازت شریک کے اُسے مٹھائی بنائی تو مٹھائی تمام مضارب کی ہوگی اور رب المال کے واسطے آٹے کا اور شریک کے واسطے شیرہ انگور کا بقدر اُسکے حصہ کے ضامن ہوگا۔ اور اگر رب المال نے اُسکو اجازت دی اور شریک نے اجازت نہیں دی



تو مٹھائی مضاربت میں ہوگی اور مضارب شریک کے حصہ کا جتنا شیرو انگور میں تھا ضامن ہوگا اور اگر شریک نے اُسکو اجازت دی اور رب المال نے نہیں دی تو تمام مٹھائی اُسکے اور شریک کے درمیان مشترک ہوگی اور وہ رب المال کے واسطے اٹے کے مثل کا ضامن ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کو فلوس مضاربت میں دیے اور نصف نفع کی شرط کی پھر اُس نے ہنوز کوئی چیز نہ خریدی تھی کہ یہ فلوس کا ٹھکانہ اور بجائے اُنکے دوسرے فلوس رائج ہوئے تو مضاربت فاسد ہوگئی پھر اگر اُسکے بعد مضارب نے اُسے کوئی چیز خریدی اور اُس میں نفع یا نقصان اُٹھایا تو یہ سب رب المال کے واسطے ہے اور مضارب کو اجر المثل ملیگا اور اگر کاسد ہوئے یہاں تک کہ مضارب نے اُسے کوئی کپڑا خرید کیا اور یہ فلوس دیکر قبضہ کر لیا پھر یہ فلوس کاسد ہو گئے تو مضاربت بجالہ جائز رہی پھر اگر یہ کپڑا درمون یا عروض کے عوض فروخت کیا تو وہ مضاربت میں قرار دیا جاوے گا پھر اگر نفع اُٹھایا اور تقسیم کرنا چاہا تو رب المال اپنے فلوس کی وہ قیمت لے لیگا جو کاسد ہونے کے روز تھی پھر باقی دونوں میں موافق شرط کے نفع تقسیم ہوگا یہ مبسوط میں ہے نوادر معلیٰ رحمہ میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو طبرستان میں ہزار درم مضاربت پر دیے اور یہ درم طبرہ میں پھر دونوں سے بغداد میں ملاقات ہوئی تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اس المال وہی ہوگا جو خصوصیت کے روز طبرستان میں اُن طبرہ درمون کی قیمت ہو یہ محیط میں ہے اگر مضارب نے مال میں نفع اُٹھایا اور نفع اور اس المال کا اقرار کیا پھر کہا کہ کام کرنے اور نفع اُٹھانے سے پہلے میں نے مال مضاربت اپنے مال میں ملا دیا تو اُسکی تصدیق نہ کیجاوے گی پھر اگر اُسکے بعد اس المال وغیرہ اُسکے پاس تلف ہو تو رب المال کو اُسکے اس المال کی اور اُسکے حصہ نفع کی ضمان دیگا یہ مبسوط میں ہے۔ نوادر بشر میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت میں دیے کہ اُس سے خرید و فروخت و شرکت کرے و اپنی رائے سے عمل کرے پس اُنکے عوض اور اپنے پاس سے ہزار درم ملا کر کوئی چیز خریدی اور دونوں مالوں کو خلط نہیں کیا پھر چاہا کہ خاصہ حصہ مضاربت یا اپنا حصہ فروخت کرے تو اُسکو یہ اختیار نہیں ہوا اس جہت سے کہ بیع میں شرکت واقع ہوئی ہے پس دونوں میں سے کسی کو اپنے نفس کی خصوصیت کا اختیار نہیں ہے یہ محیط میں ہے مضاربت صغیرہ میں لکھا ہے کہ اگر مضارب نے ہزار درم مضاربت سے کوئی غلام خریدا یا باندی خریدی پھر ہزار درم تلف ہو گئے پھر اُس نے رب المال سے دوسرے ہزار درم اُنکے مثل لیکر ادا کر دیے پھر خادم کو تین ہزار درم لیکر فروخت کیا اور اُس سے ایک متاع خریدی مگر یہ سب درم ادا کرنے سے پہلے تلف ہوئے تو رب المال سے دو ہزار پانچ سو درم لیکر اور پانچ سو درم اپنے پاس سے ملا کر ادا کرے پھر اگر اُسکے بعد وہ متاع دس ہزار کو فروخت کی تو مضارب کو چھٹا حصہ ثمن کا ملیگا اور باقی مضاربت میں رہیگا اُس میں سے رب المال اپنا اس المال جو کئی مرتبہ ڈانڈ پھرا ہے سب لے لیگا یعنی چار ہزار پانچ سو درم لے لیگا اور باقی ان دونوں کو نفع تقسیم ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ نوادر ابن سماعہ میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ہزار درم

آدھے کی مضاربت میں دے اور مضارب نے اُسے کام کر کے خرید و فروخت میں نفع اٹھایا یا ہٹا کہ تین ہزار درم ہو گئے پھر تین ہزار سے تین غلام خریدے کہ ہر ایک کی قیمت ہزار درم ہو اور اُسکے دام ہنوز نہ دیے گئے کہ سب مال ضائع ہو گیا تو یہ سب رب المال پر ہوگا اور اس المال چار ہزار درم ہو جائیگے۔ اور اگر رب المال نے ایک غلام ہزار درم کو خرید اور مضارب نے اُس سے بعض ہزار درم مضاربت کے جو اُسکے پاس ہیں خرید لیا اور دام دیئے سے پہلے وہ مال ضائع ہو گیا اور کچھ زیادہ اُسکے پاس نہیں ہو تو رب المال مضارب سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اور مضارب اُس غلام کو بدون کچھ دیئے لے لے گا اور وہ مضاربت میں رہے گا اور اس المال اس مضاربت میں دو ہزار درم ہونگے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر مضارب نے مال مضاربت سے دو باندیان خریدیں ہر ایک کی قیمت ہزار درم ہو پھر ایک کو ہزار درم کو فروخت کیا اور دوسری کو دو ہزار کو بیچا اور مشتری نے دونوں پر قبضہ کر لیا پھر مضارب اُس سے ملا اور کہا کہ دونوں کے شن میں مجھے کچھ بڑا دے اُسے سو درم بڑا دیے اور مضارب نے سب وصول کر لیے اور بمقابلہ دونوں کے یہ وصول کیے ہیں تو دونوں کی قیمت پر مثل اصلی شن کے پھیلانے جا دینگے جبکہ اُسے دونوں کے مقابلہ میں انکو رکھا ہو اور قیمت دونوں کی مساوی ہو۔ اور اگر مشتری نے دونوں میں عیب لگایا اور مضارب نے اُس سے ایک درم شن سے کم کر دینے پر صلح کی پھر مشتری نے اُس میں عیب پایا جسکو ہزار درم میں خریدا ہو تو اُسکو ہزار درم میں سوائے تینتیس و تہائی درم کے واپس کرے۔ اور اگر مضارب نے مشتری سے دونوں باندیان چلنے کو فروخت کی ہیں اُس سے سو درم نفع پر خریدیں پھر ایک میں عیب پایا تو بعض اُسکے شن اور اس حصہ نفع کے جو دونوں کے شن پر تقسیم کرنے سے اُسکے پڑتے میں بڑا ہو واپس کر دے۔ اور اگر مشتری نے ایک باندی ہزار درم کو اور دوسری دو ہزار کو خریدی اور دونوں کو تین ہزار پر مراجمہ سے فروخت کرنا چاہا تو اُسکو اختیار ہو اور اگر ہر ایک باندی کو علیحدہ اُسکے شن پر مراجمہ سے فروخت کرنا چاہا تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہو پھر اگر دونوں کے شن میں سو درم بڑا دے اور مراجمہ سے فروخت کرنا چاہا تو دونوں کو تین ہزار ایک سو درم پر مراجمہ سے فروخت کرے اور اگر ایک ہی کو علیحدہ مراجمہ سے فروخت کرنا چاہا تو نہیں کر سکتا ہو چنانچہ اگر دونوں کو ایک ہی شن میں خریدا ہو اور مراجمہ سے فروخت کرنا چاہا تو نہیں کر سکتا ہو مراجمہ سے فروخت کرے تو نہیں جائز ہو اور دونوں کو پورے شن پر مراجمہ سے فروخت کرنا جائز ہو یہ مبسوط میں ہو متقی میں ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اور مضارب نے اس سے ایک غلام دو ہزار کی قیمت کا خریدا پھر رب المال نے اُسکو مانعت کر دی کہ سوائے نقدی کے فروخت نہ کرے اور مضارب نے کہا کہ میں اُسکو ادھار فروخت کروں گا یا اپنا چوتھائی حصہ ادھار فروخت کروں گا تو اُسکو سوائے نقدی کے بیچنے کا اختیار نہیں ہو۔ پھر اگر مضارب نے اُسکی تین چوتھائی نقد فروخت کر دی تو بھی اُسکو ایک چوتھائی ادھار فروخت کرنے کا اختیار ہوگا تا وقتیکہ تین چوتھائی کے دام لیکر رب المال کو اُسکے راس المال اور حصہ نفع میں نہ دیدے اور جب دیدے تو پھر اُسکو اختیار ہو کہ چاہے ادھار فروخت کر دے یہ محیط میں ہو۔

الحکم فی سودم کی دو تہائی میں اور ایک تہائی ایک ہزار والی میں ڈالی جائیگی ۱۱

اور اگر نہ از درم مضاربیت میں ایک باندی اُدھار خریدی تو اسکو نہ از پر را بجہ سے فروخت نہیں کر سکتا ہی تا وقتیکہ واقعی حال بیان نہ کر دے یہ مبسوط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو کوئی اسباب مضاربیت میں دیا پھر مضارب نے دعویٰ کیا کہ میں نے تجھے وہ اسباب واپس کر دیا ہے تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل رحمہ نے فرمایا کہ اس بات میں قول اُسی کا قبول ہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ ہشام رحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو یوسف رحمہ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ مضارب کو کوئی اسباب مضاربیت میں خریدنا بدون مال عین مضاربیت کے نہیں روا ہے حتیٰ کہ اگر مضارب نے مضاربیت کا مال اُدھار فروخت کیا پھر اُس اُدھار کے عوض مضاربیت میں کوئی شے خریدی تو نہیں جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر مضارب نے مال مضاربیت آدھے یا کم و بیش کے قلعہ پر دیا یا خود لیا تو جائز ہے اسی طرح وہ غلام جسکو تجارت کی اجازت ہو اُس سے بھی فعل جائز ہے ایسے ہی وہ نابالغ لڑکا جسکو تجارت کی اجازت ہو ایسا کر سکتا ہے اور اگر کسی لڑکے نے جسکو تجارت کی اجازت نہیں ہے بدون اجازت اپنے باپ یا وصی کے مال مضاربیت دوسرے کو دیا اور مضارب نے اُس میں کام کیا تو مضارب ضامن ہو دیکر اسکا مالک ہو جائیگا اور نفع اُسی کا ہوگا لیکن نفع صدقہ کر دے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر مضارب نے مال مضاربیت سے گھون کا آٹا خریدا اور رب المال نے اسکو اور آٹا دیا اور کہا کہ اسی میں لپٹائی قرار داد ملا دے اُس نے ملا دیا پھر کل کو فروخت کر دیا تو مشلخ نے فرمایا کہ مضاربیت کے آٹے کا مقدار شمن موافق شرط کے جو مضاربیت میں ہوئی ہے قرار پایگا اور دوسرے آٹے کا مقدار شمن سب رب المال کا ہوگا اسکو نفع و نقصان اُسی پر ہوگا اور مضارب کو اس فروخت کر دینے کا اجر مثل ملیگا یہ امام ابو بکر بلخی نے فرمایا ہے اور فقہ ابو اللیث رحمہ نے فرمایا کہ مضارب کو اجر مثل اسوقت ملیگا کہ جب اس نے مال مضاربیت میں غلط نہ کیا ہو اور اگر غلط کیا ہو تو نہ ملیگا کیونکہ اس نے ایسی چیز میں کام کیا جسکے کام میں خود شریک ہے یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ بشر بن الولید نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہے کہ مضارب نے مال مضاربیت سے ایک باندی خریدی کہ اسکی قیمت میں اس المال پر زیادتی ہو پھر مضارب نے اسکو ام ولد بنا یا پھر وہ استحقاق میں لے لیگی اور مضارب سے اسکا عقد اور پھر کی قیمت لے لیگی تو مضارب بائع سے بچہ کی قیمت واپس لینے کا اختیار نہیں رکھتا ہے یہ محیط میں ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اگر وصی نے یتیم کے مال میں کام کر کے نفع یا نقصان اُٹھایا اور کہا کہ میں نے مضاربیت میں کام کیا ہے تو نقصان کی حالت میں اسکی تصدیق ہوگی نفع کی صورت میں نہ ہوگی۔ لیکن اگر کام کرنے سے پہلے اس امر کے گواہ کر لیے تو نفع کی صورت میں بھی تصدیق کجا دیکی اور اگر کہا کہ میں نے قرض لے لیا تھا تو تصدیق نہ ہوگی تا وقتیکہ کام کرنے سے پہلے اس قرض لینے کے گواہ نہ کر لے بشرطیکہ اُس میں نفع ہو اور اگر اُس میں خسارہ ہو تو ضامن ہوگا۔ اسی طرح اگر وصی نے دوسرے کو دید یا اسے کام کر کے نفع اُٹھایا پھر وصی نے کہا کہ میں نے اسکو قرض دیا تھا یا خود قرض لیکر دیا تھا اور اُس شخص دیکر تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ میں نے اسکو مضاربیت یا بیضاعت میں دیا ہے اور اُس شخص نے تصدیق کی پس اگر اُس میں نقصان ہو تو ضامن ہوگا اور اگر نفع ہو تو کل نفع تقسیم ہوگا الا اُس صورت میں کہ دینے سے پہلے گواہ کر لے یہ محیط شری میں ہے۔ امام حسن

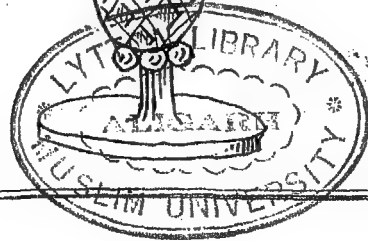
فتاویٰ ہندیہ کنیل مضاربہ باب سبب دوم متفرقات  
 ۱۱  
 مضاربین ہونا چاہیگا

ابن زیاد نے امام عظیم رحمہ سے روایت کی ہے کہ اگر مضاربت میں دنیا رہوں اور مضارب نے وہ دنیا کسی صراف کے پاس  
و وصیت رکھے پس صراف نے بدون کسی اجازت کے اپنے مال میں ملا دیے پھر مضارب نے کوئی شیء عوض دنیا روئے  
خریدی تو مخالف قرار دیا جاوے گا یہ محیط میں ہے۔ امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کسی غلام کو مال مضاربت  
دیا حالانکہ غلام کو تجارت کی اجازت ہوئے اپنی ذات کو مضاربت کے واسطے خرید تو جائز ہے اور وہ غلام مجبور ہو گا  
تصرف مال میں نہیں کر سکتا ہے اور وہ فروخت کیا جائیگا اور اس مال رب المال کا ہو گا۔ اسی طرح اگر اس نے اپنی  
ذات کو اور اپنے بیٹے اور چور کو مضاربت میں مال مضاربت سے خرید تو بھی یہی حکم ہے یہ ملقط میں ہے۔ نوادر بن  
ساعہ میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پس مضارب  
نے اس سے ایک باندی خرید کر رب المال کے ہاتھ دو ہزار کو فروخت کی پھر مضارب نے رب المال سے دو ہزار ایک  
درم کو خریدی تو باندی مضاربت میں رہی اور یہ فعل مضاربت کا توڑنا نہیں ہے اور مضارب کے اُسین سو درم خاصہ  
ہونگے یہ محیط میں ہے۔ اگر ہزار درم مضاربت سے خرید و فروخت کی یہاں تک کہ اس کے پاس دو ہزار درم ہو گئے اس سے ایک  
باندی خرید کر قرضہ کر لیا پھر اس کو چار ہزار درم کو ایک سال کے اُدھار پر فروخت کیا اور اس کی قیمت فروخت کے  
روز ایک ہزار یکم و بیس ہے اور مشتری کو باندی دیدی پھر دو ہزار درم بائع جاریہ کو دینے سے پہلے تلف ہو گئے تو  
مضارب ایک ہزار پانچ سو درم رب المال سے لیکر اور پانچ سو درم اپنے پاس سے ملا کر دیدیگا پھر جب سال کے بعد جائزہ  
درم وصول ہونگے تو اُسین ایک چوتھائی مضارب کی ہوگی وہ اس کو نکال لیگا اس کو مضاربت سے تعلق نہیں ہے پھر باقی  
سے رب المال دو ہزار پانچ سو درم اس المال سے لیکر یہ مسوط میں ہے۔ مال مضاربت سے ایک باندی دو ہزار کی قیمت  
کی خریدی پھر ایک سال گذر گیا اور سو اے اس کے دوسرے مال نہیں ہے تو رب المال پر کسی تین چوتھائی کی زکوٰۃ دینی  
واجب ہوگی اور مضارب پر ایک چوتھائی کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر اس نے دو باندیاں ہر ایک ہزار کی قیمت کی  
خریدی تو رب المال پر دو نوں کی تین چوتھائی کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور مضارب پر زکوٰۃ نہ ہوگی یہ امام عظیم کا خاصہ  
قول ہے۔ اور اگر ایک باندی دو ہزار قیمت والی خریدی پھر بسبب عیب یا کمی نرخ کے اُسین نقصان آ گیا حتی کہ ہزار کی  
قیمت کی رہی پھر وہ بڑھی اور جس روز خریدی گئی تھی تو دو ہزار کی قیمت کے برابر تھی اس روز سے ایک سال  
گذر گیا تو مضارب پر زکوٰۃ نہ ہوگی اور رب المال پر تین چوتھائی کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر اس باندی کی قیمت  
ہزار سے بڑھتی رہی ہو تو مضارب پر بھی زکوٰۃ آویگی۔ اور اگر مال مضاربت سے گھوڑ و جود و اونٹ و  
بکریاں خریدیں کہ ہر جنس کی قیمت ہزار ہے تو مضارب پر زکوٰۃ نہ آویگی اور اگر ایک ہی جنس ہو تو  
مضارب پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی یہ محیط مخرسی میں ہے۔ اگر رب المال نے چاہا کہ میرا مال مضارب کے ذمہ  
قرض رہے اور نفع کا نفع مجھے ملے تو مثل شح نے فرمایا کہ اس کی صورت یہ ہے کہ مضارب کو مال قرض دے دے  
اور سپرد کر دے پھر اس سے مضاربت پر لے لے پھر اس کو خود بیضاعت پر دے دے اور وہ اس میں کام کرے  
یہ فتویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنے نابالغ لڑکے کا مال آدھے یا کم و بیش نفع کی مضاربت

ویدیا تو جائز ہے اسی طرح اگر خود مضاربت پرے لیا تو بھی جائز ہے۔ اور اگر باپ نے اپنے نابالغ لڑکے کے واسطے کسی شخص کا مال آدھے کی مضاربت پر اس شرط سے لیا کہ باپ اُس میں بیٹے کے واسطے کام کرے اور خود اُس سے مضاربت کا کام کیا اور نفع اٹھایا تو نفع اُس کا رب المال اور باپ کے درمیان نصفانصف تقسیم ہوگا اور بیٹے کا اُس میں کچھ نہیں ہے۔ اور اگر وہ لڑکا ایسا ہے کہ ایسے لڑکے خرید و فروخت کرتے ہیں پھر باپ نے اس شرط سے لیا کہ لڑکا خرید و فروخت کرے تو جائز ہے اور نفع رب المال اور لڑکے کے درمیان نصفانصف موافق شرط کے تقسیم ہوگا۔ اسی طرح اگر اس صورت میں باپ نے لڑکے کی اجازت سے اسی کے واسطے خود کام کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر لڑکے نے اُس کو کام کرنے کی اجازت نہ دی ہو تو باپ مال کا ضامن ہوگا اور تمام نفع اُسی کا ہوگا کہ اُس کو صدقہ کر دے۔ اور وصی ان سب صورتوں میں بمنزلہ باپ کے ہے یہ مبسوط میں ہے اگر رب المال نے مال مضاربت بوجھ مثل قیمت یا زیادہ کے فروخت کیا تو جائز ہے اور اگر کم قیمت پر فروخت کیا تو نہیں جائز ہو خواہ کسی ہتھ ہو کہ لوگ برداشت کر لیتے ہیں یا نہیں برداشت کرتے ہیں و لیکن اگر مضارب اس بیع کی اجازت دے دے تو جائز ہو جائیگی۔ اسی طرح اگر دو شخص مضارب ہوں اور ایک نے باجائز رب المال کے فروخت کیا تو سوائے مثل قیمت یا زیادہ پر فروخت کرنے کے کسی صورت میں جائز نہیں و لیکن اگر دوسرا مضارب اجازت دیدے تو جائز ہو جائیگی یہ حاوی میں ہے۔ ایک مضارب کسی سراسے کی کوٹھری میں آکر اُتر اُس کے ساتھ اُس کے تین رفیق ہیں پھر مضارب دو رفیقوں کے ساتھ باہر چلا گیا اور چوتھا اسی حجرہ میں بیٹھا رہا پھر وہ بھی دروازہ کھلا چھوڑ کر باہر چلا گیا اور مال مضاربت تلف ہو گیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر چوتھے پر حفاظت اسباب کا اعتماد تھا تو مضارب ضامن ہوگا اور چوتھا شخص ضامن ہوگا اور اگر اُس پر اعتماد نہ تھا تو مضارب ضامن ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر دوسرے کو ہزار درم مضاربت میں دیے اور یہ شرط کی کہ جب قدر اُس سے ہر دی کیڑے خریدے انہیں خاصۃ نصفانصف نفع تقسیم ہوگا اور جب قدر اُس سے نیشاپوری خریدے اُس کا کل نفع رب المال کا ہو اور جب قدر اس سے زلی خریدے اُس کا کل نفع مضارب کا ہے تو یہ موافق تسمیہ کے جائز ہے پس اگر اُس نے ہر دی خریدے تو مضاربیت میں موافق شرط کے ہے اور اگر نیشاپوری خریدے تو یہ بضاعت ہے نفع رب المال کا اور نقصان اُسی پر ہوگا اور اگر زلی خریدے تو مال قرض ہے اور نفع و نقصان مضارب پر ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر مضارب سلطان کی طرف سے گذرا اور اُس کو کوئی چیز دی تاکہ اُس کا ہاتھ لڑکے کو ضامن ہوگا اور اگر سلطان نے زبردستی باکراہ لے لیا تو اُس پر ضمان نہ آدے گی جیسا کہ اُس سے کچھ مال غصب کر لیا گیا تو ضمان انہیں ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر مضارب کسی عشر لینے والے عاشر کی طرف گذرا اور مال مضاربت اُس کے ساتھ ہے اور اُس کو مال مضاربت سے

عشر لینے والے عاشر کی طرف گذرا اور مال مضاربت سے

خیردار کر دیا اور عاشق نے اس سے عشرے لیا تو جس قدر عاشق نے اُس سے لیا ہے اسکی ضمان مضارب پر نہیں ہے اور اگر بدو ن لازم کرنے عاشق کے خود اُس نے عاشق کو دیدیا تو ضمان ہے۔ اسی طرح اگر چاہو سی کر کے اُسکو کچھ رشوت دیدی تاکہ وہ باز رہے تو جس قدر اُس نے دیا ہے اُسکا ضمان ہوگا اور شیخ امام رحمہ نے فرمایا کہ ہمارے زمانہ میں حکم اُسکے برخلاف ہے اور اگر کسی شاطر نے طمع کر کے بطریق غصب کے مال لینا چاہا اور مضارب لے اُسکو کچھ مال مضاربیت دیا تو مضارب ضمان ہوگا اسی طرح اگر دسی نے مال یتیم میں سے کچھ رشوت کے طور پر اسی غرض سے دیدیا تو بھی یہی حکم ہے کذا فی المبسوط۔



## مختصر فہرست کتب فقہ فارسی وار دوا

ناظرین کی آگاہی کے لئے اسی فن کی چند کتب کی فہرست درج کیجاتی ہے مطول فہرست قہرّم کی کتب کی طلب فرمانے پر بلا قیمت روانہ ہوگی۔  
 نیچر نو لکھنؤ پریس صیغہ بکڈپو لکھنؤ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
فقہ فارسی (اہل سنت)		اور متعدد تفصیلین ہیں جن میں تمام ضروری مسائل بیان کئے ہیں۔ اور آخری باب میں مناقب امام ابو حنیفہؒ کو بیان کیا گیا ہے از شیخ نصیر الدین مرحوم نہایت صحت کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔	عہ ۱
حج الحج مسے بہ غایت الشعور۔ اس میں حکام حج کی ضرورت اور صحت اور کعبہ کی عظمت کو دلائل سے ثابت کیا ہے از مولانا محمد شاہ صاحب۔		عمدۃ البضاۃ فی مسائل الرضاۃ	عہ ۱
تبیان فی احکام شرب الدخان حقہ پینے نہ پینے کے احکام کی تصریح۔		اس میں دودھ پلانے کے مسئلے رضیع اور مرضعہ کے بابت احکام بالتفصیل درج ہیں	ار
نام حق منظوم۔ اس میں نماز و روزہ کے ضروری مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ از مولانا شرف الدین بخاری۔		مسکات المتقین۔ فقہ کی مشہور و معروف کتاب ہے	عہ ۱
ماکت مسائل۔ اس میں سو مسائل ضروری بطور سوال جواب کے بیان کئے ہیں		قدوری۔ مترجمہ مولانا ابی القاسم ابن حسین۔	عہ ۱
شرح وقایہ فارسی۔ یعنی عربی شرح وقایہ		شرح فارسی مختصر وقایہ مستند و مقبول	عہ ۱
رسی میں ترجمہ اور حاشیہ پر حاشیہ		عام شرح ہے از مولانا عبد الرحمن جامی	عہ ۱
سہی اللہ بحر چڑھا ہوا ہے مترجمہ مولوی عبدالحق صاحب سرہندی		کنز الدقائق۔ فارسی مشہور و معروف کتاب ہے۔ ترجمہ فارسی۔	عہ ۱
قواعد پرہیز۔ اس میں ۳۶ ابواب		بالا بدمشہ جملہ ضروری مسائل نماز و روزہ	عہ ۱



قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۴۰	ملتقى الاجر	۱۰	حج زکوة از قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی
۴۰	فقہ ارون مذہب اہل سنت	۱۰	معہ وصیت نامہ
۴۰	غایۃ الاوطار ترجمہ اردو درختار کامل چار	۱۰	شرح مختصر وقایہ کور میری یہ شرح
۴۰	جلد یہ وہی نادر کتاب فتاویٰ ہے حسین	۱۰	داخل درس ہے مسائل مختصر وقایہ کو خوب
۴۰	کل معاملات شرعی و عرفی کا فیصلہ کر دیا گیا	۱۰	حل کیا ہے از مولانا جلال الدین کور میری
۴۰	ہے بیع شری حوالہ شہادت و کالت و نحو	۱۰	رسالہ تنبیہ الانسان در علت و حرمت
۴۰	اقرار صلح مضاربت وغیرہ کے التفصیل	۱۰	جانوران نہایت ضروری رسالہ ہے۔
۴۰	بیان و احکام درج ہین کا غنہ سفید	۱۰	رسالہ قاضی قطب ذکر ایمان ارکان
۴۰	کشف الحاجۃ ترجمہ مالابد منہ از مولوی	۱۰	اسلام۔
۴۰	نور الدین بن محمد اشرف چانگامی	۱۰	نادر المعراج شب معراج کا مختلف آیات
۴۰	رسالہ خلاصۃ المسائل معاملات و	۱۰	واحادیث سے ثبوت اور اس کی فضیلت
۴۰	عبادات کے ضروری مسئلے۔	۱۰	آنحضرت کا دنیا سے آسمان پر جانا اور
۴۰	مرآۃ الصلوۃ اردو وضو اور نماز کے	۱۰	مشاہدہ عجائبات وغیرہ وغیرہ دیگر
۴۰	مسائل میں نہایت جامع کتاب ہے از	۱۰	ولایتون میں یہ کتاب بہت مروج ہے
۴۰	مولوی محمد مرتضیٰ صاحب غلطی بندوی	۱۰	از مولانا شیخ الاسلام اکبر آبادی عمید
۴۰	یہ کتاب جدید الطبع ہے۔	۱۰	شاہجہانی میں تصنیف ہوئی
۴۰	ہزار مسئلہ اس میں سات رسالے شامل	۱۰	مختصر وقایہ مترجم فارسی یعنی فارسی
۴۰	ہین جن میں سے ہر ایک اہل اسلام	۱۰	تحت اللفظ ترجمہ مع متن عربی۔
۴۰	کے لئے ضروری ہے از مولوی عبداللہ	۱۰	ایضاً جلد اول
۴۰		۱۰	جلد دوم
۴۰		۱۰	مزیل الفوتی شرح اصول الشافعی از نجم الغنی صاحب

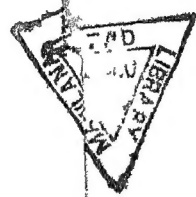


۱۲۹

۲۹۴

(This book is due on the date stamped. A fine of ~~anna~~ will be charged for each day the book is kept over time.

JAN 29



11 ۱۲۹۹  
URDU STACKS

[illegible]